Presented By: https://Jafrilibrary.com

دبستانِ ناسخ

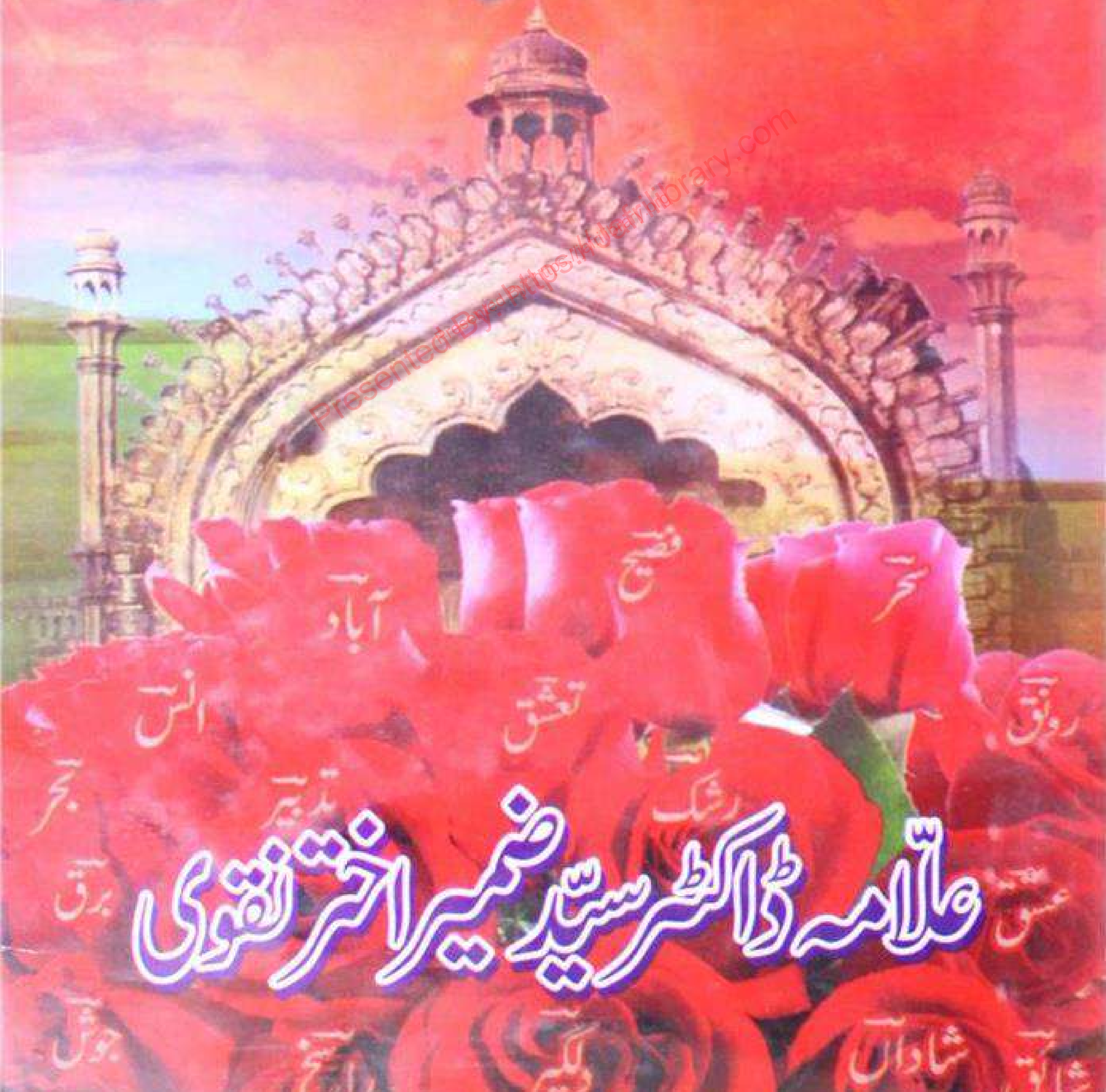

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

دبستانِ ناسخ

تالیف

علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : دبستانِ ناسخ

تالیف : علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

اشاعت : (۲۰۱۰ء بمطابق ۱۴۳۱ھ)

تعداد : ایک ہزار

کمپوزنگ : طارق وحید

قیمت : ۴۰۰ روپے

ناشر : مرکزِ علومِ اسلامیہ
I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشنِ اقبال، بلاک-11
کراچی۔ فون: 021-34612868
0300-2778856

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کتاب ملنے کا پتہ

مرکزِ علومِ اسلامیہ

I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشنِ اقبال
بلاک-11 کراچی فون: 021-34612868

website: www.allamazameerakhtar.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

دبستانِ ناسخ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

تالیف

علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

انتساب

محبت کرنے والوں کے نام!

دنیا میں جہاں جہاں بھی کسی بھی

ملک و شہر، قصبہ و دیہات میں

میرے چاہنے والے موجود ہیں

اُن سب کے نام.....

سیّد ضمیر اختر نقوی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

نمبر شمار	تفصیل مضامین	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۱۱
۲	تمہید	۱۳
۳	شیخ امام بخش ناسخ (کتابیات)	۸۶
۴	ناسخ کو شعرائے اردو کا نذرانۂ عقیدت	۱۴۳
	(الف ممدودہ)	
۵	آباد، مرزا مہدی حسن خاں لکھنوی	۱۴۸
۶	آزاد، سید علی حسین	۱۴۷
۷	آشنا، سید محمد	۱۴۹
۸	آغا، معتمد الدولہ آغا محمد میر	۱۵۲
	(الف مقصورہ)	
۹	اثر، مرزا حسین علی خاں لکھنوی	۱۵۶
۱۰	اعجاز، نواب اصغر علی خاں لکھنوی	۱۶۲
۱۱	افضل، شاہ غلام اعظم	۱۷۸
۱۲	امانت، سید آغا حسن لکھنوی	۱۸۵

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۳	انس، سید محمد میرزا	۲۲۱
	(ب)	
۱۴	بحر، شیخ امداد علی لکھنوی	۲۲۶
۱۵	برق، مرزا محمد رضا لکھنوی	۲۶۹
۱۶	بمل، پنڈت سندر لال	۲۷۷
	(ت)	
۱۷	تدبیر، مرزا محمد باقر عرف مرزا مغل	۲۷۹
۱۸	تشفی، نواب باقر علی خاں	۲۸۰
۱۹	تعشق، سید میرزا	۳۵۴
۲۰	تمنا، سید علی حسین	۳۹۵
۲۱	توانا، سید اکرم علی	۳۹۷
	(ث)	
۲۲	ثاقب، مرزا مہدی	۳۹۸
	(ج)	
۲۳	جلال، جلال الدین حسین	۴۰۱
۲۴	جوش، میر وارث علی	۴۰۲
	(ح)	
۲۵	حبیب، میر نواب	۴۰۳
۲۶	حشم، حکیم باقر علی	۴۰۵
۲۷	حفیظ، شیخ حفیظ الدین	۴۱۲
	(خ)	
۲۸	خفی، مرزا محمد لکھنوی	۴۱۶

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۹	خورشید، مولانا خورشید علی افضلی الہ آبادی	۴۱۷
	(د)	
۳۰	داغ، سید لطف حسین	۴۱۹
۳۱	دلگیر لکھنوی	۴۲۰
	(ذ)	
۳۲	ذکا، مرزا محمد مخدوم بخش بیگ	۴۹۹
۳۳	ذکی، شیخ مہدی علی	۵۰۳
	(ر)	
۳۴	راسخ، منشی مصطفیٰ حسین راسخ لاہوری	۵۱۵
۳۵	رشک، میر علی اوسط لکھنوی	۵۱۷
۳۶	رمی، مولوی محمد عظیم اللہ سید پوری	۵۲۵
۳۷	رونق، لالہ رام سہائے	۵۲۸
	(س)	
۳۸	ساقی، منشی محمد محسن علی	۵۳۰
۳۹	سحر، میر ناصر علی	۵۳۲
۴۰	سحر، شیخ امان علی	۵۳۵
۴۱	سحر، راجہ نواب علی خان	۵۴۱
۴۲	سخن، منشی رام دیال لکھنوی	۵۴۶
۴۳	سروش، شیخ مراد علی	۵۴۹
۴۴	سحر، شیخ محمد یعقوب علی	۵۵۱
۴۵	سیفی، میر وارث علی	۵۵۳

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

	(ش)	
٤٦	شاداں، راجہ چندو لال	٥٥٤
٤٧	شائق، میر محمد	٥٦٦
٤٨	شائق، لالہ فتح چند شائق لکھنوی	٥٦٩
٤٩	شجاعت، شیخ بہادر علی لکھنوی	٥٨٣
٥٠	شہید، محمد بخش لکھنوی	٥٨٥
	(ص)	
٥١	صبر، میر اسد لکھنوی	٥٩١
٥٢	صحبت، مرزا بخشش علی خاں	٥٩٢
٥٣	صولت، نواب محمد تقی خاں لکھنوی	٥٩٥
	(ض)	
٥٤	ضبط، نوازش علی خاں	٥٩٦
	(ع)	
٥٥	عاصی، منشی امداد حسین خاں	٥٩٨
٥٦	عرش، میر حسن عسکری	٦٠٠
٥٧	عروج، منشی احمد حسن خاں	٦١٠
٥٨	عیش، مرزا اسیتا لکھنوی	٦١٣
٥٩	عشق، سید حسین مرزا	٦١٦
	(غ)	
٦٠	غفور، محمد غفور کشمیری	٦٥٦
٦١	غنی، غنی محمد کانپوری	٦٥٦

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

	(ف)	
۶۲	فراقؔ، خواجہ بہادر حسین	۶۵۸
۶۳	فرخؔ، کرامت اللہ خاں	۶۶۰
۶۴	فریادؔ، مرزا مغل بیگ	۶۶۳
۶۵	فصیحؔ، مرزا جعفر علی فصیح	۶۶۷
	(ق)	
۶۶	قاسمؔ، سید قاسم علی خاں	۷۴۴
۶۷	قاصرؔ، مرزا ابر علی بیگ	۷۵۷
۶۸	قبولؔ، مرزا مہدی علی خاں	۷۶۰
۶۹	قدرؔ، سید لطف اللہ قدر کنتوری	۷۷۵
۷۰	قدسیؔ، میرزا محمد رضا	۷۷۶
	(ک)	
۷۱	کوثرؔ، مرزا مہدی علی خاں	۷۷۸
۷۲	کیوانؔ، مرزا علی حسین	۷۸۳
	(گ)	
۷۳	گویاؔ، فقیر محمد خاں	۷۸۶
	(ل)	
۷۴	لائقؔ، میر لائق علی لکھنوی	۸۱۴
	(م)	
۷۵	محنتؔ، مرزا حسین علی بیگ	۸۱۵
۷۶	مسیحاؔ، حکیم محمد علی خاں	۸۱۸

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۷۷	مشتاقؔ، حافظ تاج الدین مشتاق میرٹھی	۸۲۱
۷۸	معجزؔ، مرزا محمد رضا	۸۲۲
۷۹	مفتونؔ، سید ہادی علی	۸۳۱
۸۰	ملالؔ، محمد رضا خاں	۸۳۱
۸۱	منیرؔ، سید اسماعیل حسین شکوہ آبادی	۸۳۳
۸۲	مہرؔ، سید آغا علی	۸۶۴
۸۳	مہرؔ، میرزا حاتم علی بیگ	۸۶۷
	(ن)	
۸۴	نادرؔ، مرزا کلب حسین خاں	۸۸۵
۸۵	نامیؔ، سید علی محمد خاں	۹۳۷
۸۶	نصیرؔ، میر ناصر علی	۹۴۰
۸۷	نمودؔ، مرزا محمد آسمان قدر	۹۴۱
۸۸	نوابؔ، میر نصیر الدین	۹۴۳
	(و)	
۸۹	وزیرؔ، محمد وزیر لکھنوی	۹۴۵
۹۰	وصلؔ، میر احمد علی	۹۵۲
	(ہ)	
۹۱	ہاتفؔ، مرزا حیدر علی	۹۵۳
۹۲	ہشیارؔ، سید امجد علی	۹۵۵
۹۳	کتب حوالہ جات	۹۵۷

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی:

پیش لفظ

۱۹۶۷ء میں لکھنؤ کو چھوڑا تھا۔ چالیس برس کے بعد بھی خواب میں لکھنؤ کا گھر نظر آتا ہے۔ پاکستان میں جو سال گذرے یہ زیادہ ہیں بہ نسبت لکھنؤ میں گذارے ہوئے برسوں کے۔ اس کے باوجود لکھنؤ ذہن سے محو نہ ہو سکا، میرے علمی ادبی کاموں میں وہ موضوع زیادہ آئے ہیں جن کا تعلق لکھنؤ سے ہے، "دبستان ناسخ" بھی میرے پسندیدہ موضوعات کے تسلسل کی ایک کڑی ہے۔ ۱۹۸۶ء میں یہ کتاب مکمل کر کے کتابت بھی کروائی جا چکی تھی پھر کتاب چھپنے میں تاخیر ہوتی گئی اور اس طرح کمپیوٹر کا زمانہ آ گیا۔ آخر ذہن نے یہی فیصلہ کیا کہ پوری کتاب دوبارہ کمپوزنگ میں چھپے، کتابت سے کمپوزنگ میں کتاب منتقل ہوئی تو کچھ اضافے بھی ہوتے گئے۔ اور اب کتاب چھپنے کی نوبت آ گئی۔

ناسخ کے تمام شاگردوں کا تذکرہ تحریر کیا گیا ہے، ناسخ کے جو شاگرد مرثیہ بھی کہتے تھے اُن کے حالات اور شاعری پر زیادہ تفصیل سے لکھا گیا اس لئے کہ یہ شعرائے مرثیہ نگار میری ایک اور کتاب "تاریخ مرثیہ نگاری" میں بھی شامل ہیں۔

کئی برس سے کراچی کے حالات بہت زیادہ خراب ہیں۔ مزید بگڑتے جا رہے ہیں، حالات سدھرنے کی امید ختم ہو چکی ہے۔ ان حالات میں علمی و ادبی کام کرنا کتنا دشوار ہے اس بات کو حساس لوگ سمجھ سکتے ہیں۔

کراچی کے عوام نے اسے پاکستان کا مقدر سمجھ کر قبول کر لیا ہے۔ ان حالات میں "دبستان ناسخ" کا شائع ہونا معجزہ ہی تو ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

ناسخ کی زبان بھی اردو ادب کا معجزہ ہے، اردو زبان کو لطافت و فصاحت، شان و شکوہ اور حسن بیان عطا کرنے میں ناسخ کا بڑا حصہ ہے۔ ناسخ اردو کے صحیح مزاج داں تھے، انھوں نے اردو زبان کو وسعت عطا کی، ناسخ اور اُن کے شاگردوں کے کارنامے اردو زبان کا سنہرا دور ہیں۔

غالب بھی ناسخ کے مداح تھے اور اُن کے رنگ میں شاعری کرتے تھے۔ ناسخ کے اثرات اردو پر اب بھی موجود ہیں۔

اُن کی عظیم خدمات کو یہ ایک خراجِ عقیدت ہے۔ یہ کتاب ''دبستانِ ناسخ'' سب کو پسند آئے گی، میں نے غیر مطبوعہ کلام بہت سا اس میں شامل کیا ہے تا کہ قلمی نسخے اب بہت بوسیدہ ہو گئے ہیں اُن کو محفوظ رکھنا دشوار ہو رہا ہے، وقت تو لگا اُن کو پڑھنے میں اور کمپوزنگ کی پروف ریڈنگ میں بہر حال کچھ نہ کچھ تو رہ گیا ہوگا وہ بعد میں درست ہوتا رہے گا۔ کتاب کی اشاعت پر لاکھوں روپے صرف ہوئے بس یہ کہیے یہ ہمارا شوق ہے ورنہ کون ایسی کتاب پر اتنی رقم لگاتا ہے جس کتاب کی فروخت کی امید نہیں بس یہ کہ تحفوں میں پیش کی جائے گی۔

اس پر بھی علمی و ادبی حلقوں میں پذیرائی نہ ہو تو اور ستم ہے۔ لیکن ادبی شخصیتوں کو یہ ستم بھی برداشت کرنے کی قوت اللہ عطا کرتا ہے۔

پاکستان اور خصوصاً کراچی میں علم و ادب کی ناقدری ایک عام بات ہے۔

بہر حال کتاب لکھ کر اور چھاپ کر ہم خود خوش ہو لیے یہ کچھ کم ہے۔

ایسی خوشیاں ہم نے خود اپنائی ہیں جس میں ہمارے حصے دار بہت کم ہیں۔ پھر بھی ایسی خوشیاں اللہ ہم کو عطا کرتا رہے تا کہ جلد از جلد اور بھی ہمارے باقی علمی و ادبی کام پایۂ تکمیل کو پہنچیں (آمین)

ضمیر اختر نقوی

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مقدمہ

شیخ امام بخش ناسخ کی مختصر سوانح

شیخ امام بخش ناسخ کے والد کا نام شیخ خدا بخش تھا جو تجارت پیشہ تھے۔ بعض افراد کا یہ خیال رہا ہے کہ شیخ خدا بخش نے انہیں پرورش کیا اس لئے انہیں ناسخ کا والد کہنا غلط ہے۔ ان افراد کے نزدیک شیخ ناسخ ان کے پروردہ اور متبنیٰ تھے۔ بعض نے تو انہیں خدا بخش کا غلام قرار دیا ہے۔ ان تمام باتوں میں حقیقت نہیں ہے بلکہ ان کی اساس قیاس اور دروغ گوئی پر ہے۔

خدا بخش کے بھائیوں نے جب اپنے بھتیجے ناسخ کو جائیداد سے محروم کرنا چاہا تو یہ مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ عدالت نے ناسخ کے چچاؤں کو جھوٹا قرار دیا اور خدا بخش کی ملکیت کا وارث ناسخ کو ہی قرار دیا۔ اس فیصلے سے یہ ثابت ہوا کہ شیخ ناسخ پر غلام ہونے کا الزام ان کے چچاؤں نے لگایا تھا تاکہ جائیداد پر ناجائز قبضہ کرلیں۔ ناسخ کے دشمنوں نے اس الزام کی تشہیر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ یہ سب کچھ عداوت اور حسد کی بنیاد پر کیا گیا۔ جب عدالت کا فیصلہ ناسخ کے حق میں ہوا تو انہوں نے اس کا اظہار کیا۔

مشہور ہے گرچہ افترائے اعمام
پر کرتے نہیں غور خواص اور عوام
وارث ہونا دلیل فرزندی ہے
میراث پا نہ سکا کبھی کوئی غلام

اس حقیقت کو ناسخ نے ایک اور مقام پر اس طرح پیش کیا ہے۔

کہتے رہے اعمام عداوت سے غلام
میراث پدر پائی مگر میں نے تمام

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اس دعویٰ باطل سے ستم گاروں کو
حاصل یہ ہوا کر گئے مجھ کو بدنام

''سراپا سخن'' میں محسن علی موسوی نے تحریر کیا ہے۔ ''شیر بیشۂ سخنوری شیخ امام بخش ناسخ خلف شیخ خدا بخش تاجر، وطن بزرگوں کا لاہور اور ان کا مولد و مسکن لکھنؤ'' اس عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ناسخ خدا بخش لاہوری کے فرزند تھے۔ ان کی ولادت لکھنؤ میں ہوئی اور وہیں سکونت پذیر رہے۔

عمدہ منتخبہ سرور کی اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ناسخ لکھنؤ کے باشندے تھے۔ ''ناسخ تخلص شیخ امام بخش شخصے است باشندہ لکھنو سلیقہ شعر گوئی بہ طرز خوب بہ دستش افتادہ لہذا اشعارش دلکش سامعان است'' اسی طرح نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ نے بھی ناسخ کو ارباب لکھنؤ میں عالی پایہ شاعر قرار دیتے ہوئے یوں لکھا ہے ''ناسخ تخلص، شیخ امام بخش ازارباب لکھنؤ است نسیم طبعش نکہت ریز و گل فرکش دلآویز، والا مایہ، عالی پایہ'' تذکرہ ابن طوفان میں ناسخ کے متعلق یہ عبارت ملتی ہے ''مولد شریفش شہر مینو سواد فیض آباد است''

غلام ہمدانی مصحفی نے بھی یہی لکھا ہے کہ ان کی ولادت فیض آباد میں ہوئی چونکہ مصحفی اور محمد عیسیٰ تنہا سے اُن کے خاص روابط تھے اس لئے دیگر تبصرہ نگاروں کے مقابلہ میں مصحفی کی رائے درست مانی جائے گی جبکہ اس سلسلے میں ناسخ نے خود کوئی تحریر نہیں چھوڑی ہے۔ بہر حال یہ عین ممکن ہے کہ ان کی ولادت فیض آباد میں ہوئی اور وہ اوائل عمری میں ہی لکھنؤ چلے آئے ہوں۔

مصنف سراپا سخن محسن علی کا یہ دعویٰ تو تاریخی حقائق کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ ناسخ کے والد شیخ خدا بخش لاہوری تھے مگر ان کا مولد لکھنؤ تھا اس کی توثیق نہیں ہو سکتی ہے البتہ وہ تحریر کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ناسخ کا مسکن لکھنؤ تھا۔

شیخ امام بخش ناسخ کے سن ولادت کے متعلق بھی قرائن سے ہی توثیق کی جا سکتی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہے۔ رشک لکھنوی شیخ امام بخش ناسخ کے مایہ ناز شاگرد اور دبستان لکھنؤ کے جلیل القدر استاد گزرے ہیں انہوں نے اپنے مقتدر استاد کی وفات پر جونذرانہ عقیدت پیش کیا ہے اس سے ان کی (ناسخ) ولادت کا سال متعین کیا جا سکتا ہے۔ رشک نے متعدد تاریخیں کہی ہیں۔

وا دریغا کرد رحلت ناسخ معجز بیاں
انتقالش واد عالم را غم جانکا وائے
یک ہزار و دو صد و پنجاہ چارم سال بود
از محرم بود پنجمیں آن ماہ وائے
رشک روزِ مرگ و تاریخ و سنین و ماہ گفت
پنجمین بود بست و ارم پنجشنبہ آہ وائے

ناسخ استادِ رشک حسرت عمر
برد اے ہے بہ سالِ شصت و نہم
رشکِ تاریخِ انتقال نوشت
مُرد اے ہے بہ سالِ شصت و نہم

ان اشعار کی روشنی میں ناسخ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۶۹ واں سال تھا یعنی ۱۲۵۴ھ میں ناسخ ۶۸ سال کے ہو چکے تھے۔ ناسخ نے اپنی ولادت کا سال تحریر نہیں کیا ہے البتہ ان کے ایک شعر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ساتِ محرم کو پیدا ہوئے تھے۔

رہے کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوکِ غم کا
کہ ہے میرا تولد ہفتم ماہِ محرم کا

ان تمام قرائن سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ناسخ ۷ محرم ۱۱۸۶ھ میں بمطابق ۱۷۷۲ء کو پیدا ہوئے اور ۲۴ جمادی الاول ۱۲۵۴ھ بروز پنجشنبہ اس دارِ فانی سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

رخصت ہوئے۔

ناسخ کے متعلق جہاں بہت سی غلط فہمیاں ہیں اس سلسلہ کی ایک غلط فہمی یہ بھی ہے کہ انہیں کریم بخش بساطی نے پالا تھا۔ تذکرہ آبِ بقاء کے مصنف نے اپنی تمام تر کوشش ایسی باتوں میں ہی صرف کی ہے۔

ناسخ کے والد شیخ خدا بخش کا انتقال ۱۲۱۶ھ میں ہوا۔ خدا بخش کی قبر پر یہ تاریخ وفات کندہ ہے۔

گورِ پدرِ جلیلِ ناسخ ۱۲۱۶ھ

ناسخ نے بھی اپنے والد کی تاریخِ وفات کہی تھی۔

والدِ من زیں جہاں رحلت نمود
یا الٰہ العالمین مغفور باد
گشت ناسخ سال تاریخِ وفات
یا رسولِ ہاشمی محشور باد ۱۲۱۶ھ

اس سے یہ ثابت ہے کہ ناسخ کی عمر اس وقت تقریباً ۳۰ سال تھی، اسی طرح ناسخ کی والدہ کا انتقال بھی اس وقت ہوا جبکہ ناسخ تیرہ سال کے تھے۔

جس کے والدین حیات ہوں اور صاحبِ ثروت بھی ہوں اس کی پرورش ایک بساطی نے کس طرح کی۔ یہ المیہ ہے کہ ناسخ پر اکثر بہتان تراشیاں ہوتی رہیں اور بعض تذکرہ نگاروں نے بغیر تحقیق کیے جو کچھ سنا لکھ دیا مثلاً ''گلِ رعنا'' اور ''تذکرۂ آبِ بقاء'' میں یہ روایت بھی ملتی ہے کہ میر کاظم علی لکھنوی نے شیخ امام بخش ناسخ کو اپنا منہ بولا بیٹا سمجھتے ہوئے ان کی کفالت کی اور وقتِ مرگ اپنی تمام جائیداد ان کے لئے وقف کر گئے۔ معلوم ہوتا ہے ناسخ کے حاسدوں نے یہ طے کر لیا تھا کہ نئی نئی روایتیں پیش کر کے انہیں بدنام کرنے کی مذموم سازشیں کرتے رہیں۔

اگر میر کاظم علی لکھنوی نے ناسخ کی پرورش کی ہوتی یا انہیں اپنا بیٹا بنایا ہوتا اور

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جائیداد کے لئے وصیت کی ہوتی تو ناسخ اس کا ذکر ضرور کرتے کیونکہ انہوں نے ان افراد کے متعلق ضرور لکھا ہے جنہوں نے ان سے ذرا بھی تعاون کیا۔ اس کے علاوہ تاریخی شواہد سے بھی اس واقعہ کا اظہار ہوتا ہے۔ ابتدائی دور میں ہی ناسخ نے لکھنؤ کے مشہور و معروف رئیس مرزا جعفر اور ان کے فرزند مرزا حاجی قمر سے قریبی روابط قائم کئے تھے۔ قیصر التواریخ میں سید کمال الدین حیدر نے اس سلسلے میں یوں اظہار خیال کیا ہے۔ ''ناسخ شاعر ہندی جو مرزا کے (حاجی قمر ابن مرزا جعفر) محرم راز، مقرب خاص تھے اور ان کا فروغ و رشد سارا شہر جانتا ہے کہ ان کے گھر (مرزا حاجی) سے انہیں حاصل ہوا تھا۔ انہیں نواب غازی الدین حیدر کے زمانے میں نواب سعادت علی خاں کے عہد سے بھی زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ اس کی ایک وجہ تو ناسخ کی پختہ کاری میں اضافہ تھا اور دوسری وجہ یہ کہ انہیں خاص قربت حاصل تھی۔ آغا میر نے شیخ ناسخ کی جو قدر دانی کی اس کا تذکرہ تاریخ میں جا بجا ملتا ہے۔ لیکن ایک ایسا وقت بھی آیا جب آغا میر اور مرزا حاجی قمر کے شدید سیاسی اختلاف ہوئے تو ناسخ کو آغا میر نے صرف اس لئے گرفتار کروانا چاہا اور ان کی تذلیل و تحقیر کی کوشش کی کیونکہ وہ مرزا حاجی سے ابتدائی زمانہ سے ہی خلوص کے رشتہ سے وابستہ تھے۔ یہ زمانہ شیخ امام بخش ناسخ پر نہایت درد انگیز تھا۔ ایک عرصہ تک انہوں نے صرف اس لئے گوشہ نشینی اختیار کی کہ آبرو بھی رہ جائے اور مرزا جعفر کے خاندان سے خلوص و محبت کا دیرینہ رشتہ بھی نہ ٹوٹنے پائے۔ یہ ان کی وضعداری کا روشن پہلو تھا لیکن گوشہ نشینی بھی انہیں راس نہ آئی اور پانچ سال تک ناسخ نے پریشانی میں بسر کئے۔ اس دوران وہ کانپور کے علاوہ الٰہ آباد اور بنارس بھی گئے۔

کہاں وطن سے ہوں میں خانماں خراب جدا
ہوا بیاض سے کب شعرِ انتخاب جدا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

گور آتی ہے نظر جب مجھ کو گھر آتا ہے یاد
اس سفر میں ہائے دنیا سے سفر آتا ہے یاد

دشت سے کب وطن پہنچوں گا
کہ چھٹا اب تو سال آ پہنچا

بالآخر اس شعر کے کہنے کے چند ماہ بعد ہی ان کی دعا قبول ہوئی یعنی غربت میں چھٹا سال مکمل نہیں ہوا تھا ۱۸۳۲ء کے آخر میں وہ لکھنؤ واپس آ گئے ۲۳ رجب ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء کو حکیم مہدی کے وزیر اعظم ہونے پر ناسخ کے لئے پھر پیامِ جلاوطنی آیا لیکن مذکورہ وزیر اعظم کا صرف دو ماہ بعد انتقال ہو گیا، اس لئے ناسخ کو زیادہ صعوبت سے گزرنا نہیں پڑا اور جلد ہی واپس لکھنؤ چلے آئے۔ ناسخ کا ترکِ لکھنؤ کرنا عظیم سانحہ تھا۔ تذکرہ نگاروں نے اس کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔

آغا محمد باقر نے اپنی کتاب تاریخ نظم و نثر اُردو (مطبوعہ ۱۹۴۵ء ناشر شیخ مبارک علی لاہور) میں اس واقعہ کو تحریر کیا ہے۔

''ایک مرتبہ غازی الدین حیدر بادشاہ نے اپنے دربار سے متعلق کرنا چاہا اور خطاب ملک الشعرائی کا وعدہ کیا۔ ناسخ اپنی آزادی بیچنا نہیں چاہتے تھے۔ کہلا بھیجا کہ نہ تو آپ کا شاہانِ دہلی جیسا مرتبہ ہے اور نہ سرکار انگریز جیسا اقتدار، پھر آپ کا خطاب لے کر کیا کروں گا۔ بادشاہ نے اس حقارت آمیز جواب سے ناراض ہو کر جلاوطنی کا حکم دے دیا۔

ویران مثلِ وادیٔ وحشت ہے لکھنؤ
سنتے ہیں ناسخ آج وطن سے نکل گیا

ناسخ لکھنؤ سے الٰہ آباد گئے، یہاں راجہ چندو لال دیوان حیدر آباد دکن نے بارہ ہزار روپیہ اور قدر و منزلت کے وعدے کر کے بلا بھیجا لیکن اُنہوں نے حب وطن کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

جوش میں اتنی دور جانے سے انکار کر دیا۔ مشہور ہے ایک دفعہ پندرہ ہزار روپے بھیجے تھے اور اُنہوں نے دوبارہ انکار کر دیا۔ غازی الدین حیدر کی وفات کے بعد ناسخ لکھنؤ واپس آئے لیکن حکیم مہدی کی دشمنی کی وجہ سے پھر وطن چھوڑنا پڑا۔ اب کی مرتبہ فیض آباد، الٰہ آباد بنارس، کانپور اور پٹنہ میں تھوڑی تھوڑی مدت رہے۔ آخر ۱۸۳۲ء میں حکیم مہدی نے انتقال کیا اور ناسخ اپنے محبوب وطن واپس آ گئے۔''

آغا محمد باقر نے دوسری بار ترکِ لکھنؤ کے دوران جن شہروں کا تذکرہ کیا ہے وہ خلطِ بحث کے سبب درست نہیں ہے، اُنہوں نے دوسرے سفر کے واقعات کو ملا دیا ہے کیونکہ دوسری بات لکھنؤ چھوڑنے کے دو ماہ بعد ہی ناسخ واپس آ گئے۔ اس سلسلے میں پہلے ہی وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ آغا محمد باقر نے جو بادشاہ کی ناراضی کا تذکرہ کیا ہے وہ بھی آغا میر کی دشمنی کا سبب تھا جس کی صراحت کی جا چکی ہے۔

ناسخ کے حالاتِ زندگی تحریر کرتے ہوئے یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ اپنے وقت کے نامور پہلوان بھی تھے۔ ورزش کا بے حد شوق تھا، یہی سبب ہے کہ اُنہوں نے تمام عمر شادی نہیں کی۔ آزاد کے علاوہ اکثر تذکرہ نگاروں نے انہیں مجرد ہی لکھا ہے، قیصر التواریخ کے مصنف سید محمد میرزا ئر نے ناسخ کے متعلق لکھا ہے۔

''جب حضرت فردوس منزل ہوئے شیخ جی کو (ناسخ) کو سو روپے ملنے لگے اور ہر سال قطعہ سال جلوس پر خلعت بھی عنایت ہوتا تھا اور اعظم الدولہ کی سفارش سے مرزائی صاحب دوست قدیم شیخ جی کو دو سو روپیہ ماہوراری کا نوکر رکھوا دیا تھا۔ حضرت جنّت مکان کے عہدِ دولت میں ازراہِ تخفیف برطرف ہو گئے مگر صاحبِ سلیقہ تھے جس قدر سرکار محسن الدولہ سے کمایا صرف بے جا نہیں کیا بیٹوں کی تعلیم میں قصور نہیں کیا۔ حکیم زین العابدین ان کا بیٹا شاگرد حکیم مرزا محمد علی طبابت کرتا ہے اور چلن سے چلتا ہے۔''

محولہ بالا عبارت میں مرزائی صاحب کا تذکرہ ہے جو ناسخ کے دوست قدیم تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

دولت جنت مکان کے عہد دولت میں از راہِ تخفیف برطرف ہو گئے اور مرزائی صاحب کے بیٹوں کا ذکر ہے نہ کہ ناسخ کے بیٹوں کا۔

حکیم زین العابدین مرزائی صاحب کے لڑکے تھے۔ ''گل رعنا'' کے مصنف اس عبارت کے مبہم ہونے کے سبب غلط فہمی کا شکار ہو گئے لہٰذا جن محققین نے ان کا حوالہ دیا ہے وہ بھی اس عبارت کے سبب صحت واقعہ سے دور ہو گئے اور بعض تذکرہ نگاروں نے لکھنا شروع کر دیا کہ ناسخ نے شادی کی تھی اور ان کے یہاں لڑکے بھی پیدا ہوئے۔ ناسخ نے تو اپنے اشعاروں کو ہی اپنی اولاد سمجھا۔

کوئی مضمون ہوتا ہے طبیعت سے اگر پیدا
یہ ہوتی ہے خوشی مجھ کو ہوا گویا پسر پیدا

ناسخ کو ایسے شاگرد ملے تھے جو اکثر ان کی خدمت میں رہتے تھے۔ اس طرح ناسخ کی معنوی اولاد بکثرت تھی۔ ہمیشہ محفل جمی رہتی تھی مگر ناسخ اپنے احباب اور تلامذہ سے ہمیشہ حفظِ مراتب کے تحت ملتے تھے۔ ان کے آداب کا از حد خیال رکھا جاتا تھا، شاگردوں کی مجال نہیں تھی کہ ذرا بھی بے تکلف ہو کر بیٹھ سکیں یا بے محل گفتگو کر سکیں۔ ناسخ حقہ پینے کے بے حد شائق تھے ایک کمرے میں تو صرف مختلف قسم کے حقے رکھے رہتے تھے وہ اپنا حقہ کسی اور کو نہیں دیتے تھے۔ مہمانوں کے لئے کئی حقوں کا انتظام رہتا تھا۔ مہمان نوازی میں مشہور تھے۔ خیال خاطرِ احباب رکھنا ان کی فطرت ثانیہ تھی۔ بقول ان کے۔

نہ ترکِ صحبتِ احباب کیجیو ناسخ
گرا جو برگِ شجر پائمال رہتا ہے

دوست نوازی اور حسنِ سلوک کے سبب وہ اپنے معاصرین میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے۔ ان کے حلقۂ احباب میں مختلف سطح کے افراد مگر خودداری اور استغنا کا دامن ان کے ہاتھ سے کبھی نہیں چھوٹا اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نہایت حلیم الطبع تھے اور

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ان کی سنجیدہ مزاجی مثالی حیثیت رکھتی تھی، مگر ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ ہمیشہ تمکنت اور وقار کے سبب کبھی ظرافت اختیار نہ کرتے ہوں، کئی ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے ان کی اعلیٰ ظرافت کا بھی پتہ چلتا ہے، اگرچہ اس ظریفانہ انداز میں ان کے مزاج کا غالب پہلو بھی نمایاں نظر آتا ہے۔

شاہ غلام اعظم ایک بار ناسخ کے پاس آئے۔ چٹائی بچھی ہوئی تھی وہیں بیٹھ گئے اور اس میں سے تنکا نکال کر توڑنے لگے۔ ناسخ نے اپنے ملازم کو آواز دی اور کہا کہ فوراً نئی خریدی ہوئی جھاڑو لے آؤ۔ ملازم نے تعمیلِ حکم کی۔ ناسخ نے وہ نئی جھاڑو شاہ صاحب مذکور کے سامنے رکھ دی اور مخصوص انداز میں بولے کہ اس سے شغل فرمایئے ورنہ فقیر کی چٹائی ذرا سے التفات میں برباد ہو جائے گی۔

ایک مرتبہ ناسخ فکرِ شعر میں محو تھے کہ ایک صاحب ان سے ملنے تشریف لائے۔ انہیں بیٹھے بیٹھے کافی وقت گزر گیا اور وہ وہاں سے جانے کا نام نہیں لیتے تھے۔ ناسخ سخت پریشان تھے کہ کیا کریں، کافی عدم توجہی اختیار کی مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ تنگ آکر ناسخ نے مکان کے چھپر میں آگ لگا دی، وہ صاحب گھبرا کر اٹھے اور باہر جانے لگے، ناسخ نے فوراً ان کا ہاتھ تھام لیا اور کہا اب کہاں جاتے ہو، اب تو ہم دونوں کو یہیں جل کر خاک ہونا ہے۔ تم نے میرے مضامین کو خاک میں ملایا لہٰذا اب تمہیں جانے نہیں دیا جائے گا۔

ناسخ کے مسلک کے متعلق تمام تذکرہ نگار متفق ہیں کہ ان کے آباؤ اجداد حنفی تھے اور کچھ عرصے تک وہ بھی انہیں عقائد پر کاربند رہے مگر بعد میں فقہ جعفری سے وابستہ ہو گئے۔ تمام محققین نے انہیں شیعہ اثنا عشری لکھا ہے۔

آزاد نے آبِ حیات میں لکھا ہے "شیخ صاحب کا مذہب پہلے اہلِ سنت والجماعت تھا پھر مذہب شیعہ اختیار کیا۔"

ناسخ مسلک کے اعتبار سے راسخ العقیدہ اثنا عشری ضرور تھے لیکن یہ حقیقت ہے کہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

انسان دوست اور کشادہ قلب ہونے کی بناء پر تمام تر تعصبات سے بالاتر تھے اُن کے حلقہ تلامذہ میں صرف مسلمانوں کے مختلف مکاتیب فکر سے تعلق رکھنے والے ہی تھے بلکہ ہندوؤں کی بھی خاص تعداد تھی۔ تمام شاگردوں سے بلاتفریق مذہب و مسلک ہمیشہ شفقت سے پیش آتے تھے۔ رواداری اور صلح جوئی ان کا شیوہ تھا۔ یہی سبب ہے کہ وہ ہر دلعزیز و لائق احترام رہے۔

وہ ممتاز ہستیاں جن سے ناسخ نے فیض حاصل کیا:

''تذکرہ بزم سخن'' میں علی حسن نے ص ۱۵۵ پر تحریر کیا ہے'' آوردہ اند کہ از محمد عیسیٰ تنہا اصلاح می گرفت .... ''بعض نے لکھا ہے کہ نہ صرف محمد عیسیٰ تنہا سے اصلاح لینا ترک کی بلکہ تنہا کے استاد مصحفی کا شاگرد قرار دیا گیا ہے۔ بہت سے تذکرہ نگاروں نے بھی یہی لکھا ہے۔ اس سلسلے میں اگر ہم غلام ہمدانی مصحفی کی مختلف تحریروں کو سامنے رکھتے ہیں تو اُن سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شیخ ناسخ مصحفی کے شاگرد تھے۔ ''ریاض الفصحا'' میں مصحفی نے ناسخ کا ذکر کیا ہے۔

''از سن بست سالگی بمقتضائے موزونی طبع فکر شعر ہندی می کنند در تلاشہائے معنی تازہ می نمایند''

اسی تذکرہ میں ایک اور مقام پر مصحفی نے لکھا ہے'' جوانے سپاہی وضع و حلیم الطبع و مہذب الاخلاق دیدمش عمرش سی و ہفت سالہ است۔'' شاگردانِ ناسخ کا تذکرہ بھی زینت ریاض الفصحاء ہے چنانچہ مصحفی نے شیخ ناسخ کی استادی اور پختہ گوئی کا تذکرہ اس طرح بھی کیا ہے'' شیخ امام بخش ناسخ در معنی بندی تازہ علم استادی برافراشتہ اند و بفقیر ہم از تہ دل دوستی وارند'' اس اقتباس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ غلام ہمدانی مصحفی اور شیخ امام بخش ناسخ کے دوستانہ مراسم تھے۔

دیوانِ ششم کے دیباچہ میں غلام ہمدانی مصحفی نے اپنے تلامذہ کا تذکرہ کیا ہے۔ اس وقت تک جب ناسخ کو انہوں نے ان سے اصلاح لی ہو کیونکہ اس دور میں تو ناسخ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کا طوطی بول رہا تھا۔ مصحفی نے انہیں اسم با مسمیٰ کہہ کر ان کی شاعرانہ عظمت کا اعلان کیا ہے۔ اس وقت تو ان کے تلامذہ بھی اپنا نام روشن کر رہے تھے۔ مذکورہ دیباچہ مطبوعہ ۱۲۲۴ھ میں مصحفی نے لکھا ہے۔ ''پس از انقضائے ایام چند چوں بسلسلہ موزونیت وراز کشید حصہ الوان این خوان بہ شیخ امام بخش ناسخ کہ یکے از دوستان محمد عیسیٰ تنہا است و بفقیر ہم رسوک ازتہ دل دارد، مقسوم گشت تخلص خود را اسم با مسمیٰ انگاشتہ بر طرز ریختہ گویان سادہ کلام در عرصہ قلیل خط نسخ کشیدہ'' بلکہ ناسخ نے تو وہ مقام ارفع و اعلیٰ حاصل کیا تھا کہ مصحفی نے اپنے مذکورہ دیوان ششم کے مقدمہ میں ناسخ کی پیروی کا اعلان کیا ہے لہٰذا یہ بات قطعیت کے ساتھ سامنے آ گئی کہ وہ محمد عیسیٰ تنہا شاگردِ مصحفی اور مصحفی کے لئے قابل تقلید تھے چہ جائے کہ انہیں دونوں میں سے کسی ایک کا شاگرد قرار دیا جائے۔ مصحفی کی عبارت ملاحظہ کیجئے۔

''غزلیات این دیوان ششم را اکثرے بروائتے ایشاں گفتہ'' یعنی دیوان ششم کی اکثر غزلیں ناسخ کے انداز میں کہی گئی ہیں۔ ''خوش معرکہ زیبا'' میں تنہا اور ناسخ کی دوستی کا ذکر ملتا ہے اور اس بات کی بھی صراحت ملتی ہے کہ ناسخ اکثر مصحفی کے کلام پر تنقید بھی کرتے تھے مگر تنہا برا نہیں مانتے تھے۔ مولانا آزاد نے تحریر کیا ہے کہ ناسخ بغرض اصلاح میر تقی میر کی خدمت میں گئے مگر میر نے انہیں اپنے حلقہ تلمذ میں داخل نہیں کیا۔ صفیر بلگرامی نے ''جلوۂ خضر'' میں لکھا ہے کہ ناسخ کا کلام اتنا پختہ تھا کہ انہیں اصلاح کی ضرورت نہیں تھی، اس لئے میر نے انہیں شاگرد نہیں بنایا، میر تقی میر جیسے وضعدار، حلیم الطبع اور استاد کامل نے ناسخ کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا اس سے نہ صرف اس کی اعلیٰ ظرفی کا پتہ چلتا ہے بلکہ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ناسخ اوائل عمری میں ہی پختہ گو اور ذی علم شاعر تھے۔

میر اور ناسخ کی ملاقاتیں خوب رہیں جن پر ناسخ کو فخر تھا۔ ان ملاقاتوں میں ناسخ نے میر سے استفادہ بھی کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ ان کے باقاعدہ شاگرد نہ رہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سن چکے ہیں خوب اُردوئے معلیٰ کی زباں
سالہا صحبت رہی ہم کو ناسخؔ میرؔ سے

میں ہی اے ناسخؔ نہیں کچھ طالب دیوانِ میرؔ
کون ہے جس کو کلام میرؔ کی حاجت نہیں

آزادؔ نے خود ناسخؔ کے حوالے سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ باقاعدہ کسی کے شاگرد نہیں تھے لیکن ناسخؔ نے حافظ وارث شاہ لکھنوی سے اکتساب علم کیا تھا جس کی توثیق متعدد تذکرہ نگاروں نے کی ہے۔ حافظ وارث علی شاہ عربی اور فارسی کے عالم تھے۔ ناسخؔ کے اس قطعہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ حافظ مذکور سے انھیں گہری عقیدت تھی۔ یہ قطعہ ناسخؔ نے اپنے استاد کے فرزند کی ولادت پر کہا تھا۔

ق
یافت چوں استادِ ما وارث علی
پور با اقبال از فضلِ الٰہ
گفت تاریخِ تولد ہاتفے
روز جمعہ بستم شوال ماہ ۱۲۱۶ھ

مرزا افضل بیگ پہلوانی میں ناسخؔ کے استاد تھے۔ ان کی تاریخِ وفات ناسخؔ نے اس طرح کہی۔

قطعہ
رفت از جہانِ فانی چوں میرزا افضل بیگ
گفتند خلقِ عالم اے وائے رستمِ وقت
چوں بود رستمِ وقت از بہر سالِ تاریخ
ناسخؔ رقم نمودم اے وائے رستمِ وقت

اس قطعہ میں شعر وادب سے متعلق کوئی اشارہ بھی نہیں ملتا جبکہ ''رستمِ وقت'' سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ زبردست پہلوان تھے۔ مرزا افضل بیگ جنھیں ''تذکرۂ خوش

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

معرکہ زیبا" میں ناسخ کا استاد قرار دیا گیا ہے وہ دوسرے تھے اور اُن کا تخلص سبقت تھا۔ ان واقعات کی روشنی میں ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ شیخ امام بخش ناسخ نے حافظ وارث شاہ لکھنوی اور سبقت سے اکتساب علم کیا۔ اس دونوں ذی علم حضرات کے فیض سے اُنہوں نے مختلف علوم اور شعر و سخن میں بہت جلد ایک مقام بلند حاصل کیا۔ اس کے علاوہ اس حقیقت سے اہل علم واقف ہیں کہ شیخ امام بخش ناسخ کو یہ سعادت بھی حاصل رہی کہ اُنہوں نے حضرت غفران مآب علامہ دلدار علی رحمت اللہ علیہ کے مشہور شاگرد مرزا کاظم علی مرحوم و مغفور کی ذات والا صفات علوم ظاہری کا پیکر تھی اور وہ باطنی علوم سے بھی بہرہ ور تھے، ناسخ نے ان کی بارگاہ سے وابستہ ہو کر علوم معقولات و منقولات سے آگہی حاصل کی۔ جب مرزا کاظم علی کی رحلت ہوئی تو ناسخ ازحد ملول و دل گرفتہ ہوئے۔ ان کی وفات پر کئی نظمیں اور قطعات بھی کہے۔

جناب میرزا کاظم علی تعالیٰ زدنیا شد سوئے فردوس عازم
ہمیشہ بود آں عالی مناقب بہر شب قائم و ہر روز صائم
بہ تسبیح و بہ تحمید و بہ تہلیل چو دل بودہ زباں مشغول دائم
براہِ حیدر کرار فی رفت ضعیفاں را ہمیشہ بود خادم
نوشتم سال تاریخ وفاتش باقلیم شریعت بودہ حاکم

۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء

شیخ ناسخ کے ممتاز حریف "حیدر علی آتش"

شیخ امام بخش نے زبان کی اصلاح کے سلسلہ میں عظیم ترین کارنامہ سرانجام دیا اور سخن آرائی میں بھی کمال حاصل کیا، لیکن جب بھی اُن کی شاعرانہ عظمت کا تذکرہ ہوگا خواجہ حیدر علی آتش کی فنکارانہ بصیرت پر بھی ضرور اظہار خیال کیا جائے گا، آتش ایک جلیل القدر استاد فن کی حیثیت سے اُردو شاعری میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ یہاں ان کی فنی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

مہارت کا نتیجہ تھا کہ ناسخ جیسے مجتہد سخن کے عظیم حریف کی حیثیت سے اپنے عہد میں ممتاز مقام رکھتے تھے جو نقادان فن آتش لکھنوی کو ناسخ پر بے جا فوقیت دینے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سب سے بڑی دلیل یہ ہوتی ہے کہ ناسخ لسانی محاسن کو زیادہ ملحوظ خاطر رکھتے اور آتش مضمون کو۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ دونوں افراد کے یہاں فکر و فن کی گہرائی اور گیرائی ملتی ہے۔ آتش بھی زبان و بیان کی ظاہری دلکشی کو بے حد پسند کرتے تھے۔

اس سلسلہ میں آتش پرستوں سے میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے ممدوح کے اس نظریئے کی تنسیخ کرنے کی کیسے جرات کرتے ہیں۔

بندشِ الفاظ جڑنے سے نگوں کے کم نہیں
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

آتش تو شاعری کو مرصع سازی سے تعبیر کرتے ہیں اور ان کے معتقدین ناسخ کی مخالفت میں فنی حیثیت کو پس پشت ڈال کر آتش کی پشت پناہی کرتے ہیں۔

میرے نزدیک ناسخ اور آتش اپنے دور کے آفتاب و مہتاب تھے اور آج بھی ان کے فکر و فن کی ضو پاشیاں اہل علم و فن کے لئے بے بہا تحفہ ہیں۔ مجھے اس سے انکار نہیں کہ یہ دونوں عظیم فن کار ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار نہیں رہے۔ ایسے متعدد واقعات اور اشعار ملتے ہیں جن سے ان کی چپقلش ظاہر ہوتی ہے ہر دور میں فنکارانہ رقابت رہی ہے اور رہے گی یہی معاملہ ان دونوں بزرگوں کا رہا۔

خواجہ حیدر علی آتش نے صنفِ غزل کو سوز و آہنگ عطا کیا ہے ہر دور میں نقادانِ ادب انھیں خراج تحسین پیش کرتے رہیں گے۔ ان کا رنگِ غزل حقیقت اور مجاز دونوں پہلوؤں پر غالب ہے۔ توحید کے موضوع پر ان کے مثالی اشعار زینت مجموعۂ سخن ہیں۔ ان اشعار میں عبد و معبود کے رشتے کی توضیحات کی گئی ہیں۔

ان کی شہرت اس حقیقی عنصر کے سبب فزوں تر ہو گئی ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

حسن پری اک جلوۂ مستانہ ہے اس کا — ہشیار وہی ہے کہ جو دیوانہ ہے اس کا
گل آتے ہیں ہستی میں عدم سے ہمہ تن گوش — بلبل کا یہ نالہ نہیں افسانہ ہے اس کا
وہ یاد ہے اس کی کہ بھلا دے دو جہاں کو — حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہے اس کا
یہ حال ہوا اس کے فقیروں سے ہویدا — آلودہ دنیا جو ہے بیگانہ ہے اس کا
شکرانہ ساقی ازل کرتا ہے آتش — لبریز مئے شوق سے پیمانہ ہے اس کا

آتش لکھنوی معرفت الٰہی سے سرشار ہو کر حیات و کائنات کے موضوعات پر اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں۔

مقام تک بھی ہم اپنے پہونچ ہی جائیں گے — خدا تو دوست ہے دشمن ہزار راہ میں ہے
تھکے جو پاؤں تو چل سر کے بل نہ ٹھہر آتش — گل مراد ہے منزل میں خار راہ میں ہے

برنگ سایہ گزر شاہراہ ہستی سے — کسی کے دوش کا آتش جنازہ بار نہ ہو
سمجھے آتش نہ کوئی خاک کے پتلے کو حقیر — نہیں اسرار سے یہ خاک کا پتلا خالی
خاکساری سے جھکا ہے سر شوریدہ میرا — وائے بر حال ندامت سے جو گردن خم ہے
اور کوئی طلب ابنائے زمانہ سے نہیں — مجھ پہ احساں جو نہ کرتے تو یہ احساں ہوتا

آتش بنی نوع آدم سے محبت کو عبادت سمجھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا مزاج آفاقیت لئے ہوئے ہے۔

حرمت کعبہ طریق صاحب اسلام ہے — چاہئے رنجیدہ کافر کا بھی تجھ سے دل نہ ہو
کفر و اسلام کی کچھ قید نہیں اے آتش — شیخ ہو یا کہ برہمن ہو پر انسان ہووے

شیخ و برہمن کا ذکر اُردو غزل کے روایتی انداز میں داخل ہے آتش نے اس موضوع پر متعدد بے ساختہ اشعار کہے ہیں۔

کعبہ و دیر میں وہ خانہ برانداز کہاں — گردشِ کافر و دیندار لئے پھرتی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کون سرگرداں نہیں ہے جستجوئے یار میں پڑ گئے ہیں پائے شیخ و برہمن میں آبلے

خالص تغزل بھی آتش کے کلام میں نہایت شائستہ روایتی انداز میں ملتا ہے۔

یہ آرزو تھی تجھے گل کے روبرو کرتے ہم اور بلبلِ بے تاب گفتگو کرتے

فرشِ گل پر وہ نزاکت سے نہیں سو سکتے تن نازک میں رگِ گل کا نشاں ہوتا ہے

آنکھیں عاشق کو نہ تو اے گلِ رعنا دکھلا پتلیوں کا کسی ناداں کو تماشا دکھلا

مہندی لگا کے قتل جو مجھ کو نہیں کیا غیرت کے مارے ملتا ہے حسرت سے یار ہاتھ

رات بھر آنکھوں کو اس اُمید پر رکھتا ہوں بند خواب میں شاید کہ دیکھوں طالعِ بیدار کو

فزوں کعبہ سے بھی سجدہ گہِ محرابِ ابرو ہے جھکانی پڑتی ہے گردن نمازی بے نمازی کو

اس کے علاوہ آتش کی غزلوں میں کہیں کہیں نعت و منقبت کے اشعار بھی ملتے ہیں۔

وردِ زباں جنابِ محمدؐ کا نام ہے قابلِ درود پڑھنے کے اپنا کلام ہے

یا علیؑ کہہ کے بت پندار توڑا چاہئے نفسِ امارہ کی گردن کو مروڑا چاہئے

بندۂ شاہِ نجف آتشِ دل خستہ ہے یا الٰہی اسے اب مرقدِ مولا دکھلا

ساغرِ صاف مئے حبِ علیؑ مشرب ہے مردِ مومن ہوں میں اثنا عشری مذہب ہے

زور و قوت سے ڈراتا ہے یہ کس کو آتش میں بھی شمشیرِ علیؑ ہوں جو عدو مرحب ہے

شمشیرِ خارجی نہیں ہونے کی کارگر حبِ علیؑ کی کافی ہے آتش سپر مجھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

دشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا آتش نہ کم سمجھ اُسے ابن زیاد سے

آتش ظہور مہدئ دیں ہو خدا کرے تا چند بے چراغ یہ معمورہ اب رہے

پہچانا حق کو چاردہ معصوم کے طفیل! زینے سے رہنمائی ہوئی مجھ کو بام کی

ناسخ کے شاگرد:

شیخ امام بخش ناسخ کے شاگردوں کی تعداد بہت تھی۔ آزاد کا یہ خیال غلط ہے کہ آتش کے برابر کسی استاد کو بھی شاگرد نصیب نہیں ہوئے، ناسخ کا حلقہ احباب آتش کے مقابلے میں کہیں وسیع تھا۔ آتش ایک گوشہ نشین واقع ہوئے تھے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کے استاد مصحفی کی حیات تک انھیں اُستادی کا شرف باقاعدہ میسر نہ آ سکا، جبکہ مصحفی کے زمانے میں ہی شیخ امام بخش ناسخ مسند استادی پر نہایت تمکنت و وقار سے جلوہ افروز تھے اور اس وقت ان کے شاگردوں کو بھی خاصی شہرت و عزت حاصل تھی۔ ناسخ کے شاگردوں کی فہرست تیار کرنا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ مختلف تذکروں کو سامنے رکھ کر دو سو سے زائد مشہور شعراء کے نام ملتے ہیں جو ناسخ کے حلقۂ تلامذہ میں داخل تھے۔ چند تلامذہ کے نام تحریر کئے جاتے ہیں۔ میر علی اوسط رشک، خواجہ وزیر، محمد رضا برق، ناصر علی سحر، محمد عظیم اللہ رقمی، نواب فقیر محمد گویا، دلگیر لکھنوی، آباد لکھنوی، مرزا حاتم علی بیگ مہر، کلب حسین خاں نادر، منیر شکوہ آبادی، مرزا جعفر علی فصیح، حسین مرزا عشق، مولوی غلام امام شہید، شیخ امداد علی بحر، سید آغا حسن امانت، مرزا مہدی علی خاں کوثر، شاہ منور علی وصف، سید ہادی علی مفتون، مرزا اسد علی صبر، پنڈت سندر لال کشمیری بسمل، لالہ فتح چند شائق، نواب علی خاں سحر (والئ محمود آباد) سید اکرام علی توانا، محمد علی مسیحا، مہدی علی خاں قبول۔

ناسخ اپنے شاگردوں سے کمال درجہ شفقت فرماتے تھے۔ ان کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ ان کے تلامذہ نئے انداز اور اسلوب اختیار کریں۔ لسان و بیان کی فرسودہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

روایات ترک کریں اور شاعری میں بلند مقام حاصل کر کے فنِ شاعری کو نکھاریں اور ان کا نام روشن کریں۔ اگرچہ اصلاح کے معاملے میں ان کا رویہ نہایت سخت تھا لیکن اُن کے شاگرد اپنے یگانہ روزگار استاد سے فیض حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی سختی برداشت کرتے تھے اور ان کی خدمت میں ایک لمحہ گزارنے پر بھی فخر محسوس کرتے تھے۔ ناسخ کے شاگردوں کے کلام میں متعدد مقامات پر ایسے اشعار بکثرت ملتے ہیں، جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں ناسخ جیسے جلیل القدر اور عظیم فنکار کی شاگردی کا شرف حاصل تھا اور اس شرف کو وہ اپنے لئے سعادت بے کراں اور نعمت بے بہا سمجھتے تھے۔ اس سلسلہ میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

میر علی اوسط رشک نے ناسخ سے جو فیض پایا اس کا تذکرہ ان کے دیوان میں متعدد اشعار کی صورت میں ملتا ہے۔ جب ناسخ کانپور سے واپس لکھنؤ گئے اس وقت رشک بھی کانپور ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے مگر اپنے اُستاد کو رخصت نہ کر سکے جس کا اُنہیں بے حد افسوس ہوا۔ اس قطعہ میں اُنہوں نے ناسخ کے کانپور سے لکھنؤ روانہ ہونے اور وقتِ روانگی نیاز حاصل نہ کرنے کے متعلق اپنے تاثرات پیش کیے ہیں۔

اُستاد زماں نے لکھنؤ کو فرمایا کانپور سے جب کوچ
ہونے بھی نہ پائے ہم قدم بوس اے طالع بد یہ تھا عجب کوچ
کیسا سنسان ہو گیا شہر کر گئے لوگ سب کے سب کوچ
اس کوچ کے ساتھ کر گئے سب تفریح و عیش و طرب کوچ
یہ نزع ہے یا فراق استاد جی کا ہے سرائے تن سے اب کوچ
لوں بوسۂ آستانِ ناسخ یا رب کروں میں بھی جاں بلب کوچ
اس کوچ کی عیسوی ہے تاریخ یکشنبہ و غرۂ رجب کوچ
۱۸۲۲ء

رشک کو ناسخ کے انتقال کا بہت صدمہ ہوا تھا۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اٹھا مرگِ ناسخ کا گل چار سو سے
گیا لطف تحقیق کا گفتگو سے
کہا رشک نے مصرعِ سالِ رحلت
ولا شعر گوئی اٹھی لکھنؤ سے

اے جنابِ ناسخِ معجز بیاں کشتیِ شعر و سخن را ناخدائے
اے زباں دانِ مضامیں آفریں اے لغت دانِ محقق ہائے ہائے
مردی و ہاتف پئے تاریخ گفت بود واللہ شاعرِ بے مثل ہائے
۱۲۵۴ھ

اتفاق کی بات کہ رشک اس وقت بھی لکھنؤ میں موجود نہ تھے جب شیخ امام بخش ناسخ نے رحلت فرمائی لہٰذا اس قطعہ تاریخِ وفات میں انہوں نے اپنی اس بدقسمتی کا ذکر کیا ہے۔

در کانپور بودم کایں واقعہ شنیدم
زیں دہر منتقل شد در خلد جائے ناسخ
سالِ وفات جستم تاریخ شد مسجع
صد حیف ہائے ناسخ صد حیف ہائے ناسخ
۱۸۳۸ء

اور یہ قطعہ تاریخ بھی رشک نے بڑی عقیدت سے کہا ہے۔

مقتدائے من و استادِ من و قبلۂ من
حیف گردید تہہ خاک نہاں واویلا
رشک تاریخ پئے لوحِ مزارش گفتم
مرقدِ ناسخ اعجاز بیاں واویلا

محمد رضا برق لکھنوی نہایت پرگو اور اپنے عہد کے مسلم الثبوت فن کار گزرے ہیں انہوں نے بھی اپنے اُستاد کی دل و جان سے خدمات کی۔ ناسخ کا احترام کرنا ان کے لئے باعث

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سعادت رہا چنانچہ ایک قطعہ میں ناسخ کو انہوں نے یوں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

افسوس صد افسوس صد افسوس صد افسوس
از دار جہاں ناسخِ استاد جہاں رفت
از حسن و صفا داشت در ایں فن ید بیضا
اعجاز نما شاعرِ اعجاز بیان رفت
تاریخ وفاتش قلم برق بر رقم زد
نایاب و فصیح اکمل و سحبانِ زماں رفت ۱۲۵۴ھ

منیر شکوہ آبادی ناسخ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ انہوں نے اپنے استاد کی شان میں کئی نظمیں کہی تھیں۔ متفرق اشعار بھی خاصی تعداد میں ملتے ہیں۔

منیر اس سال میں لکھنو کس واسطے چھوڑا نہ دیکھی چل کے قبر ناسخ مغفور کیا باعث

محمد علی مسیحا نے اپنے استاد کی رحلت پر کہا۔

اے مسیحا کیوں نہ ہو بے رنگ بستان سخن
حیف دنیا سے جناب ناسخِ اشعر اٹھا

سحر لکھنوی نے ناسخ کے فیض صحبت کا تذکرہ اس طرح کیا۔

ہو متانت شعر میں اپنے نہ کیوں کر اے سحر
مدتوں صحبت اٹھائی ناسخ مغفور کی

میر عشق کو یہ فخر تھا کہ انہوں نے بھی ناسخ سے اکتساب فیض کیا تھا چنانچہ وہ اس طرح گویا ہوئے۔

کیا ڈر چمنِ نظم میں صیادوں کا
کچھ شوق نہیں ہے مجھے ایجادوں کا
تائید ہے فیضِ سخنِ ناسخ کی
کہہ عشق میں استاد ہوں استادوں کا

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

خواجہ وزیر نے عرصہ دراز تک ناسخ سے استفادہ کیا تھا۔ اُنہیں ناسخ کی شاگردی پر فخر تھا۔

یاد آتے ہیں مجھے جو حضرتِ ناسخ وزیر کیا لگا دیتی ہے اشکوں کی جھڑی میری آنکھ

مقبول الدولہ مہدی علی خاں قبولؔ نے اپنے دیوان میں ناسخ کو اس طرح خراجِ عقیدت پیش کیا ہے:-

ناسخ کہ بود اکمل بہ فن استاد با ارشاد ما
پر سقم و عیب افسوس ماند اشعارِ بے بنیاد ما
تاریخ گفتم اے قبول رفت از جہاں استاد ما
۱۲۵۴ھ

مرزا حاتم علی مہرؔ نے اپنے استاد کی تاریخِ وفات اُن ہی کے مصرع سے نکالی، ملاحظہ کیجئے۔

کیا کوئی سمجھے مہر کہ عاشق کا راز ہے
اس مطلعِ بلند پہ ناسخ کو ناز ہے
اس سے ہے ان کو عشق جو صاحب براق ہے
محبوبِ کبریا ہے وہ عاشق نواز ہے
تاریخ فوت اپنی کہیں کیوں نہ دل سے آپ
ناسخ ازل سے بندۂ شاہِ حجاز ہے
۱۲۵۴ھ

ڈاکٹر مسیح الزماں لکھتے ہیں:-

ناسخ کی اصلاحوں کے نمونے بھی قابل مطالعہ ہیں۔ زبان کے سنوارنے اور نکھارنے میں اُنہوں نے جو انہماک دکھایا ہے وہ اُردو سے دلچسپی رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ وہ لفظوں کے صحیح استعمال پر خاص زور دیتے تھے اور اُنہیں بڑی احتیاط سے نظم کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آزاد نے بھی ان کے متعلق لکھا ہے کہ:

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

''عموماً کلام ان کا شاعری کے ظاہر عیبوں اور لفظی سقموں سے بہت پاک ہے اور اس امر میں انہوں نے اتنی کوشش کی ہے کہ اگر چہ ترکیب کی چستی یا کلام کی گرمی میں فرق آجائے مگر اصول ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔'' (آبِ حیات ص ۳۴۶)

ان کے گھر پر بھی شاگردوں کا مجمع رہتا تھا۔ شعر وشاعری کے چرچے رہتے تھے۔ دوسروں کے کلام پر اعتراضات، لفظوں اور محاوروں کی صحت کی تحقیق ہوتی رہتی، اساتذہ کے کلام سے سند پیش کی جاتی اور اس کے بعد فیصلہ ہوتا کہ کون سی سند قابل قبول ہے اور کون سی نہیں۔ شاعری میں عام دلچسپی کے باعث مشاعروں، جلسوں، یا نجی صحبتوں میں جہاں کسی کے کلام میں کوئی بات قابلِ اعتراض ہوتی لوگ فوراً ٹوک دیتے اور شاعر اگر معقول جواب نہ دے سکتا تو اسے شرمندگی اٹھانا پڑتی۔ اسی رجحان نے اُستاد کی ضرورت اس ماحول میں اور زیادہ کردی کیونکہ شاعر کو خود فوراً یہ احساس نہیں ہو پاتا کہ اس کے کلام میں قابلِ اعتراض باتیں کیا ہیں۔ استاد شاگردوں کے کلام پر نظر ڈال کر اس کے معائب واضح کر دیتے تھے۔ اشعار میں ایسی ترمیم کرتے کہ عیوب سے پاک ہو جانے کے علاوہ ان کی دلکشی اور تاثیر بڑھ جاتی۔ ایسی بہت سی مثالیں ہیں جب صرف ایک لفظ کے ردوبدل سے کلام کی شعریت کہیں سے کہیں جا پہنچتی ہے۔

خواجہ وزیر ناسخ کے مخصوص شاگردوں میں سے تھے۔ ان کا مشہور مطلع تھا:

چلا ہے اے دلِ راحت طلب کیوں شادماں ہو کر
زمین کوئے جاناں رنج دے گی آسماں ہو کر

اسے ناسخ نے یوں کر دیا:

چلا ہے اے دلِ راحت طلب کیا شادماں ہو کر
زمین کوئے جاناں رنج دے گی آسماں ہو کر

''استاد نے پہلے مصرع میں بجائے 'کیوں' کے 'کیا' بنا دیا۔ اس کیا نے کیا کیا معنی مطلع میں پیدا کر دیئے۔ سبحان اللہ!'' (مشاطۂ سخن۔ جلد دوم ص ۱۶)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اسی غزل کا ایک اور شعر خواجہ وزیر نے یوں کہا تھا:

غضب ہے جھک کے ملتے ہو اور اس پر قتل کرتے ہو
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کماں ہو کر

ناسخ نے اسے یوں بنا دیا:

ادا سے جھک کے ملتے ہو، نگہ سے قتل کرتے ہو
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کماں ہو کر

''پہلا مصرع وزیر مرحوم کا بہت ہلکا تھا۔ اصلاح سے اس شعر کا لنگر بڑھ گیا اور اس اصلاح سے کماں کا قافیہ لاجواب ہو گیا۔'' (مشاطۂ سخن۔ جلد دوم ص ۱۷)

نواب شجاع الدولہ کے پوتے نواب اصغر علی خاں اعجاز بھی ناسخ کے شاگرد تھے۔ انہوں نے جناب عون و محمد کے حال میں ایک مرثیہ لکھا تھا جس کا ایک شعر یہ ہے:

کہا کچھ عذر نہ باقی رہا ہوا میں تباہ
چلے ہیں شام کی بدلی میں میرے غیرت ماہ

ناسخ نے اسے یوں کر دیا:

کہا کہ عذر نہ باقی رہا ہوا میں تباہ
چلے ہیں شام کی بدلی میں میرے غیرت ماہ

''چونکہ پہلے مصرع میں عذر کا عین گرتا تھا اس لئے اس مصرع میں بجائے'' کچھ'' کے'' کہ'' بنا کر ناسخ مرحوم نے حاشیہ پر اپنے قلم سے یہ پُرلطف نوٹ لکھا:

سبحان اللہ! جناب مصرع ناموزوں فرمودن ہم خوب می دانند۔ بندہ نمی دانست'' (مشاطۂ سخن۔ جلد دوم ص ۲۱)

اُستاد کی دیکھی ہوئی غزل پر اگر کہیں اعتراض ہو جاتا تو اس کا جواب دینا بھی استاد ہی کا فرض ہوتا تھا اور معقول جواب نہ دے سکنے کی صورت میں اس کی سبکی ہوتی تھی۔

سعادت خاں ناصر خوش معرکہ زیبا میں ناسخ کے بیان میں لکھتے ہیں:

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

"ایک دن بحسب اتفاق یہ فقیر اس کی خدمت سراسر افادت میں گیا۔ استفسار خیر و عافیت کے بعد سبب آنے کا پوچھا میں نے کہا واسطے استفادے کے حاضر ہوا ہوں اور یہ مطلع کہ زمین اس کی تازہ طرح تھی میں نے پڑھا:

ملے نہ رُخ سے اگر غازۂ عذار ہوں میں
نہ آنے دے مجھے آنکھوں میں گر خمار ہوں میں

فرمایا کہ خمار کے معنی کیفیت نشاء پر دال ہو سکتے ہیں .... مرزا رفیع السودا

کیا کہوں گا لے کے واعظ ہاتھ سے حوروں کے جام
ہوں میں ساغر کش کسی کی نرگس مخمور کا

مرزا تقی ترقی:

وہ خماری انکھڑیاں اُلجھی ہوئی بالوں میں یوں
جس طرح دو مست جکڑے ہوویں زنجیروں کے بیچ

پھر یہ فرمایا کہ میرے نزدیک نادرست ہے۔

ہنوز وہ تقریر تمام نہ ہوئی تھی کہ خواجہ بہادر حسین فراق ان کی خدمت میں تشریف لائے اور شیخ صاحب سے کہا منور خاں غافل آپ کے شعر پر اعتراض کرتا ہے۔ بے تامل فرمایا کہ وہ غافل ہے اور غافلوں نے بیشتر کلام اللہ پر بھی اعتراض کیا ہے۔ آخر دریافت ہوا، وہ شعر اعتراض یہ ہے:

عجب حالت ہوئی طاری ترے آنے سے گلشن پر
کہ یوں بیتاب ہیں گل جس طرح دانے ہوں گلخن پر

اعتراض یہ کہ دانے ریگ پر بیتاب ہوتے ہیں گلخن پر نہیں ہوتے فرمایا کہ گرم ہونا گلخن کا مشہور ہے یا ریگ کا؟ میں نے کہا سبحان اللہ کیا جواب عنایت ہوا ہے۔"

(ص ۴۱۲، ۴۱۳)

اسی تذکرے میں ناسخ کے ایک شعر کے متعلق ایک اور واقعہ درج ہے:

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

"مرزا خانی نوازش سلمہ فرماتے ہیں کہ مرزا محسن صاحب نے ناسخ کے اس ایک شعر پر دو اعتراض کیے۔

سوز تا کم ہو نہ میرے سینے کے ناسور کا
یار نے مرہم بنایا شمع کے کافور کا

ایک تو یہ کہ شمع کافوری نہیں ہوتی، بہ سبب صفائی کے کافور سے اس کو نسبت دیتے ہیں۔ دوسرا اعتراض یہ کہ خاصہ معشوق کا ستم سازی ہے نہ مرہم سازی۔ مرزا جعفر علی فصیح شاگردان کے ہیں وہ ایک شمع ساز کہن سال کو مرزا صاحب کی خدمت میں لائے۔ اس نے کہا میں شمع کافوری بناتا ہوں اور برادر مرزا جعفر علی فصیح کے غنی کاشمیری کا شعر واسطے سند کے پڑھتے آئے:

سوز داغ دل مادفع نہ شد از مرہم
گرمی شمع ز کافور نہ می گردد کم

دوسرا جواب یہ کہ سبب مرہم سازی کا شعر سے ظاہر، جو وہ نہ سمجھیں اس کا جواب نہیں ہے۔" (ص ۴۱۴)

موجی رام موجی کے بیان میں ایک اور واقعہ درج ہے۔ موجی مصحفی کے شاگرد تھے۔ انہوں نے ایک مشاعرے میں ایک غزل پڑھی جس کے تین شعر حسب ذیل ہیں:

گیا نہانے جو وہ بے نقاب در تہ آب
تو رُخ سے کھلا اک گلاب در تہ آب

میں رویا یاس کی حالت میں تشنگی سے جب
تو آ گئی وہیں موج سراب در تہ آب

بہے ہیں دیدۂ گریاں سے اس طرح آنسو
رواں ہو چشموں سے جس طرح آب در تہ آب

ان اشعار پر جو ردو قدح ہوئی اسے سعادت خاں ناصر کی زبان سے سنیے:

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

''یہ طرح مرزا جعفر صاحب کے مشاعرے کی تھی۔ مرزا حاجی قمر اور میر مظفر حسین ضمیر کو یہ منظور ہوا کہ موجی رام کو مرزا قتیل کی زبان سے ذلت دلوائیں۔ مرزا صاحب نے سر مشاعرہ یہ اعتراض اس پر کیے کہ گل کو گلاب کہنا غیر مستعمل اور چشمہ بیرون آب ہے اور سراب محض ریگستان، ریگ سے اور موج سے کیا نسبت جب مرزا صاحب نے اس پر یہ اعتراض کیے شیخ ناسخ کو دلیری مرزا صاحب کی نہایت ناگوار گزری۔ موجی رام میاں مصحفی کے پاس التجا لے گیا۔ میاں صاحب نے کہا شاگرد کے واسطے آشنا سے لڑنا نہ چاہیے۔ ایسے بہت بن سکتے ہیں۔ جب ناسخ نے سنا کہ مصحفی حمایت موجی کی نہیں کرتے اسے اپنے پاس بلا بھیجا اور یہ سوال و جواب کا ایک بند کاغذ پر لکھ کر اسے دیئے۔ دوسری صحبت میں سر مشاعرہ اس نے پڑھے۔ ''افصح الفصحا مرزا قتیل صاحب آپ نے جو مجھ ہیچمداں کی غزل پر اعتراض کیے ہیں کہ گلاب بمعنی گل غیر مستعمل ہے، اُردو میں نہیں آیا۔ ایسا کلام یعنی شاعر فخر زمانہ کہے، بسا عجب ہے۔ نہیں جانتے ہو کہ محاورۂ اہل ہند میں گلابی جاڑا اسے کہتے ہیں کہ موسم گلاب میں ہو اور گلابی رنگ کہ منسوب بہ گلاب ہو۔ قطع نظر میر تقی میر کہ زبان ریختہ میں سہم اور عدیل نہیں رکھتے فرماتے ہیں:

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

مرزا مظہر جان جاناں فرماتے ہیں:

عالم ہے یہ پسینے کا اس مست خواب پر
پڑتی ہے اوس جیسے سحر کو گلاب پر

میاں مصحفی:

دلّی بھی طرفہ جا ہے کہ ہر اک گلی کے بیچ
بکتے ہیں کوڑی کوڑی کٹورے گلاب کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اور آپ نے جو فرمایا کہ چشمہ بیرون آب ہے تو فی الحقیقت سعدی نے گلستاں میں غلطی فرمائی ہے:

سر چشمہ شاید گرفتن بہ میل
چو پر شد نہ شاید گزشتن بہ پیل

اور آپ نے کہا کہ سراب محض ریگستان ہے۔ موج سے اسے کیا نسبت۔ ناصر علی کہتا ہے:

نمیدانم کدامی شہسوار آمد دریں وادی
کہ از صد جا گریباں چاک شد موج سرابش را

جواب آپ کے ہر اعتراض کا یہ ہے اور غزل ثانی تصنیف ضمیر کو جو آپ بے عیب کہتے ہیں۔ ایک شعر میں دو اعتراض ہیں۔

وطن میں بھی نہیں سرگشتگوں کو چین ذرا
کہ کم نہ ماہی کا ہو اضطراب در تہ آب

صاحب میرے! اضطراب ماہی در تہ آب کوئی شاعر نہیں بولا، کس واسطے کہ مچھلی کو سوائے پانی کے آرام نہیں اور اضطراب بمعنی رفتار میں بڑا فرق ہے اور سرگشتہ مفرد، جمع اس کی جس وقت کیجیے گا بجائے ہائے ہوز کے کاف فارسی اور الف نون جمع کا آئے گا اور سرگشتگاں ہوگا۔ سرگشتگوں کی ایجاد کہاں سے ہے۔ زبان اُردو کے جاننے والے فی زمانناً مصحفی اور انشاء اللہ خاں ہیں۔ آپ عبث دخل در معقولات دیتے ہیں۔ فارسی آپ کی البتہ مشہور، اس کو اصفہانی جانیں۔ زیادہ سلام والاکرام"۔ (ص ۳۱۱)

(اُردو تنقید کی تاریخ ص ۱۴۹ تا ۱۵۷)

لسانی اصلاحات

جب شاعر کے قلب میں معاشرے کی شعوری اکائی جلوہ گر ہوتی ہے تو وہ اس

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

وحدت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔جس میں کثرت آرائی کی حقیقتیں اعتدال کے ساتھ سمٹ کر اس پر اثر لب ولہجہ عطا کرتی ہیں۔اس کے افکار میں اگر بسا اوقات تنوع ہوتا ہے تو یہ اس امر کی نشاندہی ہے کہ اُس نے طبقاتی مزاج اور احتیاجات کو نظر انداز نہیں کیا۔اپنے عہد کی ثقافتی اور تمدنی مزاج کی عکاسی میں اگر بظاہر فکری تضاد بھی نظر آئے اور فنکار اس تضاد کے اظہار وابلاغ میں باشعور اور دیانتدار رہا ہو تو اس کا یہ عمل اس کے فکری انتشار کی علامت نہیں بلکہ اس دور کے مختلف النوع طبقات کی تصویر کشی ہوتی ہے۔البتہ وہ افراد جن میں صلاحیت کم ہو اور فکری فقدان بھی ہو یقینی طور پر ادھر اُدھر بھٹکتے رہتے ہیں مگر ایسے دونوں گروہوں میں امتیاز کرنا عقل سلیم کے لئے کوئی مشکل امر نہیں ہے۔اس گفتگو سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ فن کار حقیقت نگاری میں اگر شعوری برتری سے محروم ہے تو وہ معاشرتی اور طبقاتی انتشار کی وضاحت کرنے کے بجائے اپنے ذہنی انتشار کی تشہیر کرنے لگتا ہے۔فنکار کے لئے یہی نازک ترین مقام ہوتا ہے جو بقول شخصے بال سے باریک اور تلوار سے تیز راہ سے گزرنے کے مترادف ہوتا ہے بعض افراد اس ذہنی انتشار کو ذہنی ارتقاء سے تعبیر کرتے ہیں۔یہ بھی نہایت غلط فیصلہ ہے۔ذہنی ارتقاء میں یقینی طور پر تضادات بھی پائے جاتے ہیں مگر حالات اور ماحول کے تحت ان میں استحکام بھی ضروری ہوتا ہے،فنکار کا یہ استحکام اس کی ترقی فکر اور حقانیت شناسی کی دلیل ہوتا ہے لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ اس ارتقائے فکر ونظر میں انتشار ذہنی کا شائبہ بھی نہ ہو ورنہ ہر گم کردہ راہ اور انتشار زدہ فنکار اپنے آپ کو ان بلند حوصلہ اور عالی مرتبہ افراد کی صف میں شمار کرے گا جو اپنے عہد کے عظیم آئینہ دار ہیں۔قارئین کو بھی لازم ہے کہ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اعلیٰ انتقادی شعور سے فنکاروں کی حیثیت کا تعین کریں۔ایک عمدہ فن کار اپنی تخلیق میں وہ حسن پیش کرتا ہے جو کم سے کم اس کے عہد کے قارئین کو حقیقی مسرت سے ہمکنار کرے لیکن جو اپنے عہد سے بھی بلند ہو کر ایسے حقائق پیش کرتے ہیں جو مستقبل میں بھی روشنی کی ضمانت ہوں ایسے فنکار عظیم تر ہوتے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہیں اور خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ تنوع اور تناسب اختیار کرنے سے فنکار عظمت نشاں ہو جاتا ہے حقیقی مسرت کا مفہوم یہ کبھی نہیں ہے کہ زندگی کے تاریک پہلوؤں پر پردہ ڈالا جائے اور محض عیش و طرب ہی موضوعِ سخن ہو بلکہ حقیقی مسرت تو اس اعلیٰ شعور کا نام ہے جو نشاط و غم سے گزر کے عملی افادیت کا درس دیتا ہے۔

ایک شاعر کا فرضِ منصبی یہی ہے کہ وہ ماضی کا فکر انگیز نشان ہو حال کا ترجمان اور مستقبل کی زبان بن کر سراپا احسان ہو جائے۔ مضمون آفرینی اور لسانی محاسن اس کے پیشِ نظر ہوں تا کہ اس کی شاعری معاشرت اور ادب کے اعتبار سے ممتاز اور سراپا مفید ہو۔

مختلف ادوار میں حالات و کیفیات کے تحت عمومی اعتبار سے شاعری کا مخصوص انداز ضرور ہوتا ہے۔ ایک ایسا انداز جس کی نفی کو اس حقیقت سے انکار قرار دیا جا سکتا ہے جو اس دور میں مسلّم ہو۔ لکھنؤ میں ناسخ کا شاعرانہ کردار اور ان کا اجتہادی شعار اس وقت کی بیدار کن آواز اور خوش آئند مستقبل کا ضامن تھا یہی سبب ہے کہ ناسخ کی شخصیت اپنے عہد کی نمائندگی کرنے میں سب سے زیادہ ممتاز نظر آتی ہے۔ لسانی اعتبار سے گو آتش کو ان کا ہم پلہ قرار نہیں دیا جا سکتا مگر بحیثیت شاعر ان کی عظمت بھی مسلّم ہے اور جہاں تک کلام میں ''داخلیت'' کا تعلق ہے اس معاملہ میں وہ ناسخ سے بسا اوقات برتر نظر آتے ہیں۔

ناسخ اور آتش اپنے عہد کے آفتاب و ماہتاب تھے جن کی فنکارانہ ضوپاشیوں سے آسمانِ ادب میں آج بھی تابانی ہے۔

شیخ امام بخش ناسخ جبلی طور پر منفرد تھے۔ ان میں اختراعات اور ایجادات کی اعلیٰ صلاحیتیں بدرجہ کمال موجود تھیں۔ کسی بھی شے کو یکسر غلط کہنا بھی ان کے مزاج میں داخل نہیں تھا۔ انہوں نے متقدمین کی قطعی نفی نہیں کی۔ میر تقی میر، مرزا رفیع سودا اور میر درد جیسے ادب کے عظیم محسنوں کو خراجِ تحسین بھی پیش کیا لیکن فن کے ارتقاء میں از حد

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کوشاں رہے۔ اُنھوں نے روایتی ادب میں خاصی تبدیلی کی۔ تنسیخ کا پہلو ناسخ کی اولین خوبی ہے۔ بہت سی تراکیب کو منسوخ و متروک قرار دے کر اُردو ادب کو روشنی سے ہمکنار کیا۔ نئے الفاظ تراکیب اور نئے محاورات سے عروس ادب کے گیسو سنوارے، فرسودہ اور پرانے نقش میں نئے انداز سے رنگ آفرینی کی جس سے ادب کی چہرۂ زیبا سے پرانی جھریاں محو ہو گئیں اور حسین و دلکش الفاظ و تراکیب کی تراش خراش سے صباحت و ملاحت رونما ہوئی۔

نساخ ان ناقدین میں سے گزرے ہیں جو شیخ امام بخش ناسخ کے سخت مخالف رہے ہیں۔ ناسخ کی وفات کے بعد ان کے مخالفین نے نساخ کی رہبری میں بڑی بڑی موشگافیاں کرنے کی کوششیں کیں لیکن یہ حیران کن بات ہے کہ انتہائی کدورت کے باوجود بھی نساخ کی تحریروں میں کہیں کہیں سچائی کا اظہار بھی ہو گیا ہے۔ ''زبان ریختہ'' اور ''انتخاب نقص'' نساخ کی معرکۃ الآرا تصانیف ہیں۔ ''انتخاب نقص'' میں اُنھوں نے ناسخ کے لئے تحریر کیا ہے۔

شیخ امام بخش ناسخ کے عہد سے جو رکیک ترکیبیں اور سامعہ خراش بندشیں اس زبان کی تھیں متروک ہو گئیں اور تمام شعراء اور فصحائے لکھنؤ نے اس تصرفِ جدید کو قبول کیا اور اپنے محاورہ میں معمول رکھا۔''

تذکرۂ خوش معرکہ زیبا کے مصنف سعادت خاں ناصر نے بھی ناسخ کو اصلاح زبان اور مضمون آفرینی کے سلسلہ میں زبردست خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

''ناسخ رسم کہن، مجتہد علم شعر و سخن صاحب رائے سلیم، یادگار، صائب و کلیم خلاق معانی شیریں بیاں مرحوم و مغفور شیخ امام بخش متخلص بہ ناسخ ......''

مولانا شبلی نعمانی نے موازنہ انیس و دبیر میں ایک جگہ ناسخ کا ضمناً اس طرح تذکرہ کیا ہے ''ناسخ کے مذاق صحیح نے برسوں کے بعد آنے والی حالت کو پہلے سے اندازہ کر لیا اور ایسے تمام الفاظ ترک کر دیئے جو بالآخر دہلی والوں کو بھی ترک کرنا پڑے۔''

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کاشف الحقائق میں اثر عظیم آبادی نے ناسخ لکھنوی کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے یہ لکھا ''شیخ امام بخش ناسخ زبان اُردو کے مصلح گزرے ہیں اس اعتبار سے ان کا تخلص نہایت حسب حال ہے شیخ نے اُردو کی خراش تراش کو ایسا درست کیا کہ اب اس کی لطافت اور صفائی فارسی سے کچھ کم معلوم نہیں ہوتی...... لاریب زبان اُردو شیخ کی کوششوں کی تمام تر ممنون ہے۔ اگر جناب شیخ کو اصلاح زبان کی طرف توجہ نہ ہوتی تو زبان حال کی یہ صورت پیدا نہ ہوتی۔''

مندرجہ بالا اقتباسات سے ناسخ کے اس عظیم مرتبے کا ثبوت کامل ملتا ہے جو اُنہیں خداداد صلاحیتوں سے حاصل ہوا۔ لسانی اجتہادی اور اعلیٰ فکر سے وہ ممدوح اہل علم و دانش قرار دیئے گئے۔ زبان کی اصلاح میں اُنہیں امام الشعراء سمجھا جاتا ہے۔

تخیل کو الفاظ پر فوقیت ضرور ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ مضمون آفرینی کے لئے الفاظ کا دروبست بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ بالفاظ دیگر اس طرح مافی الضمیر کی ادائیگی کو جب نیا قالب ملتا ہے تو اس کا تاثر بھی مختلف ہو جاتا ہے یعنی الفاظ کے خوشنما لباس سے معنویت میں دلکشی اور جاذبیت پیدا ہو جاتی ہے۔ نئے انداز اور اسلوب اختیار کرنے سے نئے مضامین کے لئے راہیں کھل جاتی ہیں۔

ناسخ لکھنوی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اُنہوں نے اُردو زبان کی تطہیر کی، لسانی اصلاحات کی تاریخ میں وہ سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

مثلاً ''نپٹ'' کو متروک قرار دیا اس کی جگہ ''بہت'' رائج کیا ''آگو'' کی جگہ ''آگے'' ''راہ گھیروں'' کی جگہ ''راہ روکوں'' ''تم کہا'' کی جگہ ''تم نے کہا'' ''کرے ہے'' کی جگہ ''کرتا ہے'' ''رپٹے ہے'' کی جگہ ''پھسلے ہے'' ''ان نے'' کی جگہ ''اس نے'' ''تجھ لب'' کی جگہ ''تیرے لب'' ''حال سہنا'' کی جگہ ''صدمہ سہنا'' ''دیوے گی'' جگہ ''دیئے'' ''نیونا'' کی جگہ جھکنا، ''مت کریو'' کی جگہ ''نہ کیجیو'' ''سوں'' اور ''ساں'' کی جگہ ''سے'' اور ''مانند'' ''آتیاں ہیں'' ''جاتیاں ہیں'' کی جگہ ''آتی ہیں'' اور ''جاتی ہیں''

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شرح دینا کی جگہ ''شرح کرنا'' ''کبھوں'' اور ''کسو'' کی جگہ ''کبھی'' اور ''کسی'' ''ادھر اودھر'' کی جگہ ''ادھر ادھر'' ''شمع کا گلنا'' کی جگہ ''شمع کا پگھلنا'' ''نمط کی جگہ ''طرح'' ''اوہو'' کی جگہ ''لہو'' ''گھٹا ئیں چھائیاں'' کی جگہ گھٹا ئیں چھا ئیں، وغیر استعمال کیا۔

ان اصلاحات سے ناسخ نے اپنے کلام کو مزین کیا اور ان کی ترویج و اشاعت میں گہری دلچسپی لی دیگر شعراء نے بھی ناسخ کا اتباع کیا اس اصلاح زبان سے اس دور کا کلام یکسر نکھر گیا بطور نمونہ چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ناسخ کی کلیات میں لسانی اعتبار سے میر و سودا، انشاء، مصحفی کے مقابلے میں نمایاں فرق ہے۔

ناسخ نے عربی فارسی اور ہندی الفاظ سے معطوف اور مرکب اضافی کا استعمال عام تھا۔ انہوں نے اس سلسلہ میں صاف صاف تحریر کیا ہے کہ صرف فارسی الفاظ سے ہی مرکبات درست ہو سکتے ہیں۔ ان میں ہندی لفظ نہیں آنا چاہیے۔ مثلاً شب و روز، ماہ و سال، ہجر و وصل، دیدۂ بینا، قلب مضطر کہنا درست ہے کیونکہ یہ فارسی الفاظ ہیں جن سے یہ مرکبات بنے ہیں۔ یہ امر بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ بعض عربی الاصل الفاظ جو اہل فارس نے کثرت استعمال کے سبب مفرس قرار دے دیئے ہیں انہیں بھی اسی ضمن میں شمار کیا جانا ضروری ہے۔

آنکھ روشن کہنا اس لئے غلط ہے کہ آنکھ ہندی لفظ ہے چشم روشن کہنا درست ہے۔

اس کے علاوہ فارسی الفاظ بطور جمع مفرد استعمال نہیں کئے ہیں مثلاً غزالاں دلبراں وغیر لیکن چشم غزالاں اور شیوۂ دلبراں کہنا درست ہے۔ اسی طرح مرکب اضافی میں اعلان نون درست نہیں ہے مثلاً تنگہ آسمان غلط ہے اسے تنگ آسماں کہنا چاہئے۔ اس کے علاوہ دل و جان میں بھی نون کا اعلان جائز نہیں ہے۔ معطوف ہونے کے سبب اسے دل و جاں کہا جائے گا۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ناسخ نے منادی میں نون متروک قرار دیا، مثلاً اے لوگوں، اے دوستوں، کہنا غلط ہے اس لئے اے لوگو، اے دوستو کہنا درست ہے۔

ناسخ کی غزل گوئی

دیگر موضوعات کی طرح غزل کی صنف میں بھی بیداری فکر ونظر کا ہر نقیب اپنے پیش رو فن کاروں کی متعین حدود سے نہ صرف بیزار اور برسر پیکار نظر آتا ہے بلکہ اس کی اجتہادی صلاحیتیں نئی سرحدوں کی نشان دہی بھی کرتی ہیں یہی اس کی عظمت فن کی دلیل روشن ہوتی ہے۔ اگر ناسخ بھی اسی تک بلند ہوتے تو دیگر عظیم فنکاروں کی طرح صرف اپنے عہد کے ہی عظیم المرتبت سخنور کی حیثیت سے زندہ رہتے مگر مجتہدین ادب کی صف میں اُنہیں وہ مقام ارفع و اعلیٰ حاصل ہے کہ ہر دور میں اہل علم و دانش اُنہیں خراجِ تحسین پیش کرتے رہیں گے۔ ناسخ نہ صرف غزل کی آبرو ہیں بلکہ ان کا اجتہادِ فن تشنگانِ ادب کے لئے آبِ بقا ہے۔ ان کی معجز نمائی اور مسیحائی سے اُردو کے قالب میں نئی روح پیدا ہوئی۔ شعر الہند میں مولانا عبدالسلام ندوی نے تحریر کیا ہے کہ ناسخ نے زبان کو نہایت مہذب اور شائستہ بنا دیا آج تمام شعراء اسی زبان کے مقلد ہیں۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے اُنہیں اس طرح خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

"جن لوگوں نے غزل کے مروجہ اور رسمی مضامین کی بندشوں سے نکل کر نئے خیالات اور نئے اسالیب پیدا کرنے کی کوشش کی ان کے امام شیخ ناسخ ہیں۔

شیخ امام بخش ناسخ نے غزل کے جہانِ نو کی تشکیل کی ان کی ذات سے ایک مستقل تحریک وابستہ ہے، ناسخ ان کا رسمی تخلص نہیں تھا۔ ان کی تنسیخات نے اُردو غزل میں بطور خاص مہر ضیا بار ثبت کی اور متروکات کی تیرگی سے نجات دلائی، غزل کے پیکر میں مضمون آفرینی کے ساتھ حُسنِ ادا کی جلوہ گری ناسخ کی بدولت ہی نظر آتی ہے اس لطافتِ زباں اور علوئے تخیل کے خوشنما اور پر اثر پہلو کو دیگر فنکاروں نے اپنا کرادبی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

زندگی کا ثبوت دیا اور دیتے رہتے ہیں۔ ناسخ کی غزلوں میں ایسے اشعار کی کثیر تعداد ملتی ہے جن میں دیگر محاسن کے علاوہ مضمون آفرینی اور علوئے تخیل پایا جاتا ہے۔

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجراں کا ۔۔۔ طلوعِ صبحِ محشر چاک ہے میرے گریباں کا

کسی خورشید رو کو جذبِ دل نے آج کھینچا ہے ۔۔۔ کہ نورِ صبحِ صادق ہے غبار اپنے بیاں کا

شفق سمجھا ہے اس کو ایک عالم وائے بیدردی ۔۔۔ فلک پر گر بگولہ جا لگا خاکِ شہیداں کا

یہ خانہ مرا روشن ہوا ویران ہونے سے ۔۔۔ کیا دیوار کے رخنوں نے یا عالم چراغاں کا

وہ شوخ فتنہ انگیز اپنی آنکھوں میں سمایا ہے ۔۔۔ کہ اک گوشہ ہے صحرائے قیامت جس کے داماں کا

کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہوں کنج مرقد میں ۔۔۔ تو عالم یاد آتا ہے شبِ مہتابِ ہجراں کا

جو سرخی آتی ہے عکسِ شفق سے بھی مرے منھ پر ۔۔۔ حسد سے رنگ ہوتا ہے مبدل چرخِ گرداں کا

تہِ شمشیر قاتل کس قدر بشاش تھا ناسخ ۔۔۔ کہ عالم ہر دہانِ زخم پر تھا روئے خنداں کا

مندرجہ بالا اشعار میں شوکتِ لفظی بھی ہے اور علوئے تخیل بھی۔ ناسخ کے عہد میں ایسے اشعار کہاں کہے جا سکتے تھے ناسخ نے جو اسلوب ولہجہ عطا کیا انہوں نے غزل کو وسعت بے کراں بخشی۔ اب بطور نمونہ چند اشعار ایسے تحریر کئے جاتے ہیں جن میں حسن ادا کے ساتھ الفاظ کا دروبست بھی قابل صد ہا تحسین ہے۔

سخاوت جس کو کہتے ہیں کہانی ہے زمانے میں ۔۔۔ بخیلوں کی بدولت رہ گیا ہے نام حاتم کا

ذکرِ پرواز تو کیا تنگ ہے ایسا یہ چمن ۔۔۔ جھاڑ بھی سکتے نہیں ہم کبھی شہپر اپنا

کعبہ میں بھی وحشت کی رہی دست درازی ۔۔۔ صد چاک رہا جامۂ احرام ہمارا

دشتِ وحشت نے کیا چاک گریباں میرا ۔۔۔ کیا اس کو شبِ فرقت کی سحر کہتے ہیں

میں ہی حیران حال وآوارہ وطن دنیا میں ہوں ۔۔۔ ورنہ انسان کیا کہ آئینہ کو بھی گھر چاہیے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مری آغوش سے وہ بحر خوبی کیوں گریزاں ہے
کوئی دریا نہیں کرتا کنارہ اپنے ساحل سے

ہم تو حاضر ہوئے لیکن نہ کیا تو نے ہی قتل
تن سے اترا نہ جو سر، بوجھ تو سر کا اترا

وصل کیا ہم خاکساروں کو ہوا اس دلخواہ سے
خاک میں آلودہ ہونا کب ہے ممکن ماہ کا

اگر دہلیز چھونے کی تجھے تعزیر دینی ہے
ہمارے ہاتھ بندھوا اپنے دروازے کے بازو سے

شاخوں کی طرح سائے کو رکھتا ہے دوش پر
گر دیکھتا ہے دھوپ میں کوئی شجر مجھے

شیخ امام بخش ناسخ نے زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا ہے کہ خیر وشر کا امتیاز بھی ان کے محبوب موضوعات میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اس دنیا کی بے ثباتی سے کون واقف نہیں۔ عارضی اور بے بقا خوشی کے لئے انسان مسرت ابدی کیوں بھول جاتا ہے۔ حقیقت دوام کو اس طرح فراموش کرنا اور دو روزہ عیش ونشاط کو ہی مرکز دل وگناہ سمجھنا عظمتِ انساں کی نفی ہے۔ ناسخ کا دل حق آگاہ ہوس پرستوں اور دنیا میں بے جا طور پر نمود ونمائش کے خواہاں افراد کو تلقین کرتا ہے کہ وہ غفلت شعاری ترک کرنے سے غفلت سے کام نہ لیں اور زندگی کو منفی انداز میں گزرنے والوں کے انجام سے عبرت حاصل کریں۔ اپنے شہرِ دل میں ان روشن حقیقتوں کو آباد کریں جو خوش آئند آخرت کی ضامن ہیں ورنہ تاریکیوں کے ویرانے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

شہر دم میں ہوتے ہیں آباد جن کے حکم سے
ایک دن ان کیلئے بھی گوشہ ویرانہ ہے

لاکھوں میں نامور ہوئے دنیا میں بے نشاں
اک گور میں ہیں کتنے سکندر بھرے ہوئے

خاک ہیں پوشیدہ ہو جائینگے سب عالی دماغ
کرتی ہے گردز میں دیکھو نہاں افلاک کو

خبر نہیں ہے جنہیں انقلاب گردوں کی
غرور نیرِ اقبال و جاہ کرتے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مندرجہ بالا اشعار میں ناسخ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بے حقیقت آرزوؤں کے شیدائی اور ظاہری عزوجاہ کے تمنائی جن کے رعب وجلال سے زمانہ کانپتا تھا اور وہ نشہ اقتدار و دولت میں خاکساری کی دولت سے بیگانہ آج ان کا بے جا غرور تہ خاک ہے، انسان کو چاہئے کہ وہ دنیا سے اتنا ہی ربط رکھے کہ حقیقت حیات سے بے ربط نہ ہو جائے حادثات و تغیرات سے ہی یہ عالم بے ثبات تعبیر ہے۔

دو روز ایک وضع پہ رنگ جہاں نہیں — وہ کون سا چمن ہے کہ جس کو خزاں نہیں
عبرت کی جا ہے اکھوں ہی طفل و جواں نہیں — پیری میں بھی خیال اجل کا یہاں نہیں
دشمن اگر وہ دوست ہوا ہے تو کیا عجب — یاں اعتماد دوستی جسم و جاں نہیں

ناسخ نے اعتماد دوستی جسم و جاں نہیں کہہ کر مادی حیات کی حقیقت بیان کی ہے۔ ان کے نزدیک وہ افراد کے مخمی ہیں جو محض ربط آب و گل ہی کو زندگی سمجھتے ہیں۔ ایک مقام پر وہ اس طرح بے ساختہ اظہار کرتے ہیں۔

لوگ دنیا سے جو دن رات سفر کرتے ہیں
کوچ کی بے خبروں کو یہ خبر کرتے ہیں

ناسخ اس سلسلہ حیات کا تجزیہ کرتے ہوئے صاف صاف بتلاتے ہیں کہ نشاط و غم زندگی کے ساتھ ساتھ ہیں۔ زندگی کو صرف غموں سے تعبیر کرنا غلط ہے، قنوطیت اور ریاسیت کو ہی زندگی کہنے والے مردہ افکار کے خول میں دفن ہو جاتے ہیں اور ان میں جذبہ تحریک باقی نہیں رہتا۔ رنج و راحت کی کیفیات سے آگہی رکھنے والے جانتے ہیں کہ

رہتا ہے روز و شب کی طرح باہم اتصال
شادی کے ساتھ غم ہے تو شادی ہے غم کے ساتھ

صحرائے عدم سے انسان گلشن ہستی میں آتا ہے اس لئے مادیت میں گرفتار افراد کو وہ کنج زنداں کا اسیر سمجھتے ہیں۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ایسی ہستی سے تو سو درجہ عدم ہی خوب تھا
یاد آیا مجھ کو صحرا کنج زندان دیکھ کر

یعنی ان کے نزدیک وہ شخص جو زندگی کا منفی تصور رکھتا ہے اُنہیں محبوس اور اسیر نظر آتا ہے مردانِ حق آگاہ پیکرِ عزم ہوتے ہیں وہ یقین کی روشنی میں سرگرم عمل رہ کر خوب سے خوب تر کی جستجو کرتے ہیں۔ ناکامیوں سے تنگ آنا شیوۂ مردانگی کے خلاف ہے۔ مئے آگہی سے سرشار رہنے والے پر اگر سخت وقت آتا ہے تو وہ دل برداشتہ نہیں ہوتا۔

رنج کیوں بادہ پرستو ہے تہی دستی کا　　بھر بھی جاتے ہیں جو ہوتے ہیں ساغر خالی

میکشو روزِ ازل سے میں وہ صاحب ظرف ہوں　　جس کے پیمانے سے خالی اک خمِ گردوں ہوا

مثل ماہی پڑ گئے کانٹے لبوں میں پیاس سے　　پر نہ ہمت نے کیا منت کشِ دریا مجھے

ہجومِ درد و غم میں وہی کامیاب و کامران ہوتے ہیں جنہیں خود اعتمادی کی دولت حاصل ہوتی ہے جو اپنے قوت بازو پر بھروسہ نہیں رکھتے ہیں دوسروں کے دست نگر ہو جاتے ہیں۔

بانٹ لے کوئی کسی کا درد یہ ممکن نہیں　　بارِ غم دنیا میں اٹھواتے نہیں مزدور سے
بری ہوتے ہیں تدبیروں سے جو دنیا میں کامل ہیں　　تعلق بخیہ و مرہم کو کیا ہے زخم کاری سے

جن سے عرفانِ نفس ہوتا ہے وہ عظمت آدم کے امین بن کر زندہ رہتے ہیں۔

یہ آدمی ہے کہ ہر سو جمال رہتا ہے　　وگرنہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہے

جس طرف میں دیکھتا ہوں آپ آتا ہوں نظر　　قصرِ ہستی میں لگا رکھا ہے ہر سو آئینہ

خودشناسی اور خودداری ہی روحِ زندگی ہے جنہیں شانِ استغنا حاصل ہوتی ہے وہ فقیری میں بھی شاہی کرتے ہیں۔ خودداری میں فاقہ کشی کرنے والے اس دولت بے بہا سے ہمکنار ہوتے ہیں جو زر و جواہر سے نہیں حاصل ہو سکتی ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

غم افلاس کہاں دل ہے تو نگر اپنا　　زرد چہرہ نہیں فاقوں سے یہ ہے زر اپنا

آنکھ اٹھا کر میں نے بھی گل کو نہ دیکھا عمر بھر　　باغ عالم میں یہ نفرت ہے مجھے زردار سے

جلوۂ خورشید سے ذرے اگر چمکتے تو کیا　　آپ اپنے پرتوے سے ریزہ زر کیجئے

اسی طرح ایک اور شعر پیش کیا جاتا ہے جس میں ناسخ نے ''انا'' کا درس دیتے ہوئے ہمیں یہ تلقین کی ہے کہ کمال استغنا اور خودداری وہ آئینہ ہے جس میں صرف تماشائے جہاں نظر آتا ہے بلکہ عرفانِ نفس اور شعور ذات بھی منعکس ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ناسخ نے جام جم کے لئے بجا طور پر یوں اظہار خیال کیا ہے۔

تماشائے جہاں ہم دیکھتے ہیں کنج عزلت میں
ہمارے بوریے کا نقش خط ہے ساغر جم کا

ناسخ تو خودداری کو اس عظیم مقام پر دیکھنا چاہتے ہیں جہاں تقلید کی تن آسانی اور احسان دیگراں سے ''انا'' کی توہین نہ ہوتی ہو۔ وہ افراد جو تقلید پر تکیہ کرتے ہیں تخلیقی صلاحیتوں سے محروم ہوتے ہیں۔

تقلید سے ہوا شرف ذات کب حصول
آئینہ ساز مثلِ سکندر نہ ہو سکے

دبستانِ لکھنؤ پر ناسخ کا یہ بھی احسان ہے انہوں نے مضمون آفرینی کے ساتھ ساتھ رعایت لفظی کی ترویج میں بے حد دلچسپی لی۔ رعایت لفظی سے شعر میں ایسی دلکشی اور رعنائی پیدا ہوتی ہے کہ ہر وہ شخص جو مذاق سلیم رکھتا ہے زبان کی اس لطافت سے بے حد محظوظ ہوتا ہے۔ رعایت لفظی و معنی سے ادبی حسن آفرینی کو فروغ بے کراں حاصل ہوتا ہے، اس شعر میں ''سیہ رو'' اور ''سایہ کاکل'' کی مناسبت سے جو حسن پیدا ہوا ہے وہ اہل ذوق پر روشن ہے۔ اس کے علاوہ ''جنازے کو اٹھاتے ہیں'' اور ''بار گراں ہے دوش پر''

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کہہ کر مضمون میں جان ڈال دی ہے ملاحظہ فرمائیے۔

مجھ سیہ رو کے جنازے کو اُٹھاتے ہیں وہ آج
سایہ کاکل جنھیں بارگراں ہے دوش پر

اور اس شعر میں "سجدہ" "بت" "بندے" اور "خدا" کے الفاظ سے کیا کیا رعایتیں پیش کی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ شعر روایتی مجازی رنگ تغزل کی نمائندگی بھی کرتا ہے۔

سجدہ کرتا ہوں بتِ آشنا کے سامنے
بندے ہیں کیا چیز کہہ دوں گا خدا کے سامنے

اسی قسم کے چند منتخب اشعار ملاحظہ کیجئے۔

نظر آتا نہیں جس سے کسی کا کعبۂ ابرو　　ہمارے دیدۂ تر میں ہے عالم چاہ زمزم کا

تصور ہے جو اک خورشید رو کا　　کرہ دل کا مثالِ آسماں ہے

زنجیر سمجھے سنبلِ پیچاں کو ہجر میں　　وحشت زیادہ ہو گئی گلزار دیکھ کر

وحشیو کہتی ہے زنجیر بہ آوازِ بلند　　بستۂ عقل جو ہے غم سے وہ آزاد نہیں

پہلے ہی طائرِ جاں ہو قفس تن سے رہا　　وصل کی شب نہ سنوں مرغ سحر کی آواز

ہو گیا زرد حسینوں کی پڑی جب کہ نظر　　یہ عجب گل ہیں کہ تاثیر خزاں رکھتے ہیں

ان اشعار سے ظاہر ہوتا ہے کہ رعایت لفظی و معنوی کے علاوہ ناسخ نے تشبیہات اور استعارات کا استعمال بھی بکثرت کیا ہے ان کے کلام میں یہ حُسن امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ ایسے چند اشعار اور ملاحظہ کیجئے کہ تشبیہات اور استعارات میں ناسخ نے قدرت اور شگفتہ بیانی کے ساتھ موزوں الفاظ کا کس قدر خیال رکھا ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

غم سے دل پرخوں ہے، قطرہ دیدۂ تر میں نہیں بادہ گلرنگ شیشے میں ہے ساغر میں نہیں

سمجھے میکش دیکھ کر ابروتری بالائے چشم میکدے سے مرتبہ اعلیٰ ہے بیت اللہ کا

ہستیٔ عاشق ہے تیرے حُسن کی تاثیر سے ذرّے پیدا ہوتے ہیں خورشید کی تنویر سے

مانند نافہ حلقۂ گیسوئے مشک ہے مثلِ صدف دہن میں ہیں گوہر بھرے ہوئے

لٹکتی ہیں جو سر سے پاؤں تک دونوں طرف زلفیں قدِ نازل ترا نام خدا اک شاخِ سنبل ہے

ہجر محبوب کا موضوع بھی ناسخ نے نہایت شائستگی سے پیش کیا ہے۔ فراق محبوب میں چشم عاشق سے سیلاب اشک رواں ہوتا ہے۔ آتش شوق قلب سوزاں میں اس شدت سے بھڑکتی ہے کہ کسی صورت بھی سکون ممکن نہیں ہوتا۔ فراق یار میں گریہ پیہم کا مضمون ناسخ کی زبانی سنئے کتنا مرصع شعر ہے۔ الفاظ موتیوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں اور زبان کی پاکیزگی بھی لطف انگیز و دل آویز ہے۔

روتے ہیں اک صاحب عصمت کی فرقت میں ہم آہ
پوچھنے کو اشک کے دامانِ مریم چاہیے

اور اس شعر میں نہایت حسین توجیہہ پیش کی ہے کہ فراقِ محبوب میں رونا تقلیدِ آدم ہے۔

فرقت محبوب میں جاری کروں سیلاب اشک
ہوں میں آدم زاد کچھ تقلید آدم چاہیے

اس شعر میں "شبِ فراق" اور "روزِ انتظار" کی روشنی میں ناسخ نے فراق کی تاریکیوں کو کس بے ساختہ انداز میں پیش کیا ہے۔

تمام عمر یونہی ہو گئی بسر اپنی
شبِ فراق گئی روزِ انتظار آیا

ہجر نصیب ہر لمحہ کرب پیہم سے ہمکنار رہتا ہے، وہ صرف اس اُمید پر زندہ رہتا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کہ کبھی تو وعدہ شکن کو خیال آہی جائے گا۔ فرقت کی تنہائی میں ہجوم یاس و بیکسی کے وقت اس کی آنکھ در پر اور کان آہٹ پر لگے رہتے ہیں۔ کوئی تدبیر اس پریشانی سے نجات نہیں دلا سکتی۔ اس کی شہ رگ پر ہر لمحہ خنجر کی طرح وار کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

شفا تدبیر سے کیا ہوگی مجھ بیمارِ ہجراں کی
کہ آبِ زندگی بے یار مجھ کو آبِ خنجر ہے

مریضِ ہجر جن صدمات سے دوچار ہوتا ہے وہ شمار میں نہیں آسکتے ہیں۔

صدمہ اُٹھانے والے ہیں روزِ فراق کے
کیا لائیں ہم شمار میں روزِ حساب کو

کشتۂ ناز کی آرزو یہی ہوتی ہے کہ وہ جان آرزو نظر آئے۔ نہ اسے کچھ دکھلائی دیتا ہے اور نہ ہی کچھ سنائی دیتا ہے کیونکہ وہ تو کسی اور ہی دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔

آنکھوں کے واسطے تری تحریر چاہیے
کانوں کے واسطے تری تقریر چاہیے

ایک ایسا وقت آتا ہے کہ مسلسل اذیت کشی کے سبب فرقت نصیب انتہائی ناامیدی کے عالم میں خود سے یوں مخاطب ہوتا ہے اس شعر میں مضمون کے ساتھ ساتھ زبان کے لطف سے غم انگیزی میں ایک نکھار نظر آتا ہے۔

نکل جائے گا تکتے تکتے اس کی راہ دم اک دن
غنیمت ہے جو میرے غم کدے کا قبلہ رو، در ہے

ان اشعار میں بھی ناسخ نے جدائی کے غم سے وابستگی کا اظہار نہایت دل گداز انداز میں کیا ہے۔

نیند آئے گی کہ موت آئے گی ہجرِ یار میں
دیکھئے کیونکر ہوں اپنے دیدۂ بیدار بند

صبحِ فرقت نے دکھایا روپ سارا شام کا
آفتابِ صبح کو سمجھا میں تارہ شام کا

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

پروردۂ کنار ہو پھر مجھ سے ہمکنار یارب ہو پھر وہ چاند سی تصویر دوش پر

دوپہر سے ترے کوچہ میں ہم آکر بیٹھے ہو گئی شام نہ دیوار سے سایہ اترا

موت، قبر اور اس کے متعلقات بھی روایتی غزل کا اہم پہلو سمجھے جاتے تھے، شیخ ناسخ نے ایسے عنوانات کو بھی اپنے مخصوص انداز سے نظم کیا ہے۔

رنجِ فرقت کو اجل نے آج آدھا کر دیا روح ہے بے تاب لیکن جسم کو آرام ہے

بعد مردن بھی ہمارے ساتھ ہے سرگشتگی گنبد اپنی قبر کا گردش سے گردوں ہو گیا

بھولے نہ بعد مرگ بھی ہم وصلِ یار کو ٹھوکر کی آرزو ہے ہمارے مزار کو

بعد مرنے کے بھی ہے ساتھ یہاں فصلِ بہار قبر میں داغ جنوں پھولوں کی چادر باہر

اے اجل تو نے عجب تفرقہ پردازی کی قبر میں تو سرِ شوریدہ ہے پتھر باہر

ریگِ رواں بنی ہے ہمارے جسد کی خاک اک دم نہ بعد مرگ بھی ہم بے طلب رہے

نعت و منقبت گوئی

شیخ امام بخش ناسخ نے مثنویات کے علاوہ اپنے عقیدے کا بے پایاں اظہار ہر دیوان میں کیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ انہوں نے توحید، نعت اور منقبت پر مشتمل اشعار کہے ہیں بلکہ ان کی غزلوں میں بھی کثیر تعداد میں ایسے اشعار ملتے ہیں جن میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مودتِ آلِ اطہر علیہم السلام کا والہانہ تذکرہ ملتا ہے۔

مثال کے طور پر چند اشعار ہدیۂ قارئین ہیں۔

حمد:

جان دی ہے جس نے تجھ کو نان بھی دے گا وہی جو ترا خلّاق ہے ناسخ وہی رزّاق ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نعت پیمبرؐ:

نجات ناسخ عاصی بھی کیجیو مولا
تمھیں تو امتیں بخشو گے سب رسولوں کی

یا رسول اللہ ناسخ کو بچا لینا
عشق ہے اُس کو تمام اصحاب سے اور آلؑ سے

روح ناسخ کی ہے اُس کی روح اقدس پر نثار
بارہا جس کے لئے روح القدس نازل ہوا

عشق اُس نور الٰہی کا ازل سے ہے مجھے
جس سے اے ناسخ ہزاروں سال بعد آدم ہوا

آدمی کیا کرے کہ تیرے فرمان سے
دوڑے آتے ہیں لاکھ بار درخت

اس حال سے شفاعت ناسخ ہو حشر میں
امید ہے جناب رسالت مآب سے

دعوے کے ساتھ یثرب و بطحا ہیں دو گواہ
ناسخ ازل سے بندۂ شاہ حجاز ہے

ہے تصور میں جو محبوب الٰہی رات دن
کعبۂ دل صاف اے ناسخ مدینہ ہو گیا

حضرت علیؑ کی فضیلت:

علیؑ و محمدؐ

فصل کیونکر کروں دونوں میں گوارا ناسخ
کہ محمدؐ سے نہیں حیدرِ کرار جدا

ناسخ نہیں ہے کام مجھے اور غیر سے
بس جانتا ہوں بعد نبیؐ بوتراب ہیں

موسیٰ اور ہارونؑ

کیوں کرائے ناسخ خوار عجل دشمن ہو نہ خوار
کیسے موسیٰؑ کا علیؑ شیر خدا ہارون ہوا

امامت

حاجت امام کی بھی ہے ناسخ اسی طرح
دنیا میں جس طرح ہے پیمبر کی احتیاج

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہر دم اگر حساب میں بارہ امام ہیں
پھر ڈر حساب کا ہے نہ روزِ حساب کا

آل سے محبت

روزِ محشر بے گماں ناسخ وہ بخشا جائے گا
ہے محبت جس کو محبوبِ خدا کی آل سے

فقرِ علیؑ

ناسخ نہ ہو جیو مگس خوانِ اغنیا
سنتا ہوں یہ سخن لبِ نانِ جویں سے میں

تصویرِ علیؑ

کیوں نہ ہو تیرا تصور قلبِ ناسخ میں مدام
مرتبہ ہے عرش کا اعلیٰ تری تصویر سے

واقعی ناسخ عبادت ہے جو دیدارِ علیؑ
دیکھ لیتے ہیں ملائکہ ہر سحر تصویر کو

علیؑ اقضٰی علیؑ اشجع

امیر اپنا کہوں کیونکر نہ ناسخ شاہِ مرداں کو
قضا میں بھی وہ اقضٰی ہے شجاعت میں وہ اشجع ہے

خدا دوست

وہ خدا کا دوست ہے اور دوست ہے اُس کا خدا
کیوں نہ ہو ناسخ محبت حیدرِ کرّار کی

دوشِ پیمبرؐ

جبکہ دوشِ احمدِ مختار پر رکھا قدم
حیدرِ کرّار کا رُتبہ دوبالا ہوگیا

بس ہے اسی کا نقشِ قدم مجھ کو سجدہ گاہ
ناسخ نبیؐ کے جس نے رکھے گام دوش پر

نورِ علیؑ ازل میں تھا

تمام آبائے علوی تک بھی ہیں اولاد میں ناسخ
علی روح القدس سے بھی ہوئے ہیں پیشتر پیدا

کعبے میں علیؑ کی ولادت

ہے ازل سے وہ مرا قبلۂ ایمان ناسخ
جس کو خالق نے کیا کعبے کے اندر پیدا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نجف

رات دن نورِ خدا کوہِ نجف سے ہے عیاں
مجھ کو ناسخ جبلِ طور سے کچھ کام نہیں

گرچہ ہوں ہند میں لیکن مجھے ناسخ ہر دم
روضۂ حیدرِ کرار نظر آتا ہے

کہتے ہیں کوہِ نجف کو کعبۂ مقصود ہم
کم نہیں اپنا کفن بھی جامۂ احرام سے

ہم زائرانِ ساقیٔ کوثر ہیں واعظا
کشتی ایاغ کی ہو تو دریا شراب کا

شرابِ طہورا

شرابِ ساقیٔ کوثر سے مست ہوں ناسخ
ثواب مجھ کو ملے گا عذاب کے بدلے

ہے مری مستی کو عشقِ ساقیٔ کوثر شراب
رات دن پیتا ہوں میں بے شیشہ و ساغر شراب
ہو نجس ہر چند لیکن پاک کر دے گا وہی
جس کی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہے اطہر شراب

ساقیٔ کوثر پلاتا ہے مئے خمِ غدیر
مست ہوں ناسخ میں عشقِ احمدِ مختار میں

ہے خراباتِ جہاں میں بھی وہ ساقی سے نفور
جو کہ اے ناسخ غلامِ ساقیٔ کوثر نہیں

ساقیٔ کوثر کا ناسخ تشنۂ دیدار ہوں
جامِ مے کیسا کہ اُس کو ذوقِ کوثر کا نہیں

سہل ہے امدادِ دنیا سے کہیں امدادِ حشر
بابِ خیبر تھا یہاں واں جامِ کوثر ہاتھ میں

ساقیٔ کوثر

یاں آسرا ہے ساقیٔ کوثر کی ذات کا
ہے ساغرِ شراب سفینہ نجات کا

کافر ہوں سیر ہم رہیں محروم واعظا
کر میکدے پہ حکم نہ جاری فرات کا

محبِ ساقیٔ کوثر محب ہیں اے ناسخ
عدو وہی ہے ہمارا جو ہے عدوئے شراب

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ذوالفقار

ناسخ کی التجا ہے کہ یا مرتضیٰ علیؑ
کھینچو برائے قتلِ عدو ذوالفقار کو

غلام حیدرِ کرار ہوں میں اے ناسخ
مرا عدو جو ہوا زیرِ ذوالفقار ہوا

ذوالفقارِ حیدری کی خشک ہے ناسخ زباں
بعد مدت اس کو تھوڑا خونِ دشمن چاہیے

ابد تک ذوالفقارِ حیدری سے دین روشن ہے
زحلِ منحوس نے پائی کہاں تنویر لوہے کی

آلودگی سے دہر میں بچنا محال ہے
خوں کافروں کے لگتے رہے ذوالفقار میں

تولّا اور تبرّا

دین و دنیا سے تبرا مشربِ ناسخ ہے مجھے
بس ولا کافی تولا ہے نبیؐ کی آل کا

شان آگے خاکسار کے سرکش کی کب رہی
پیدا ہو بوتراب تو کیا بولہب رہے

طالبِ دنیا مونث ہیں بھلا کیا ان سے کام
مرد ہے ناسخ تو عشقِ شاہِ مرداں چاہیے

گئے جو کوہ پہ سودائے زلفِ یار میں ہم
تو وہیں مارِ سیہ بن کے یارِ غار آیا

کج طینتوں کو خاک ہو صحبت سے راستی
تھا اژدہا بھی ساتھ پیمبرؐ کے غار میں

جن کی ہمت ہے بلند ان کو تعجب کچھ نہیں
پست فطرت جو کہ ہے قائل ہو کیا معراج کا

ترکِ کفر آساں ہے کب دینِ زاہد کی طرح
آستیں میں لیکے بت جاتے تھے پیغمبرؐ کے پاس

دور بھاگے کیوں نہ لشکر تجھ کو تنہا چھوڑ کر
ٹھہرے ہے کب فوجِ انجم خسروِ خاور کے پاس

اسد اللہ ہیں کونین میں کافی ناسخ
ایک سے کام ہے دو چار سے کچھ کام نہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

دُلدُل

آئے ناسخ کیا نظر جز شہسوار لافتیٰ — سرمۂ جنبش غبار راہ دُلدُل ہو گیا

بندہ مرتضیٰ ہوں میں ناسخ — سجدہ گہ نقش پائے دُلدُل ہے

حسینؑ کی پیاس

میری آنکھیں روتی ہیں ناسخ اسی افسوس میں — آہ ہم تر ہوں لب آلِ پیمبرؐ خشک ہو

پیاس میں یاد جو شبیرؑ کی آئی ناسخ — گھونٹ کیونکر نہ لہو کے ہوں دمِ آب مجھے

غمِ حسینؑ کے آنسو

بزمِ غمِ شبیرؑ میں گرتے ہیں آنسو — زیبا ہے کہیں ہم انھیں ایمان کے موتی

محرم

سال بھر ناسخ غمِ شاہِ شہیداں کیجئے — ہر مہینے کے عوض ماہِ محرم چاہیے

کربلا

زمانے کے ستم سے روز ناسخ — نئی اک کربلا ہے اور میں ہوں

ہے خدا شاہد یہی ہے اپنی اے ناسخ مراد — کربلا میں روضۂ شاہِ شہیداں دیکھیے

یہ معجزہ ہے حسینؑ شہید کا ناسخ — کہ خاک ہو گئی سب خونِ ناب شیشے میں

رات دن ناسخ ہے میری چشمِ باطن کے حضور — گو بظاہر روضۂ شاہِ شہیداں دور ہے

نظر آئی ضریحِ تربتِ شبیرؑ لوہے کی — زیادہ سیم و زر سے ہو گئی توقیر لوہے کی

ناسخ کی یہ التجا ہے یا رب — مر جاؤں تو خاکِ کربلا ہوں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

حسینؑ ابنِ علیؑ

بحمد اللہ مرا ممدوح ناسخ جگر بندِ امامِ انس و جاں ہے

غمِ حسینؑ

رہے کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوکِ غم کا کہ ہے میرا تولد ہفتم ماہِ محرم کا

غمِ شبیرؑ میں رو رو کے کروں تر دامن جاؤں تا حشر کے میدان میں نہ میں تر دامن

صبحِ محشر یہی کہتا میں اٹھوں گا ناسخ دے مرے ہاتھ میں یا سبطِ پیمبرؐ دامن

ہے محرم نخلِ ماتم کے لئے فصلِ بہار تازہ ہوتا ہے غمِ شاہِ شہیداں ہر برس

حضرت عباسؑ

رہتے ہیں ظلِ حمایت میں علیؑ کے ناسخ حامی اپنا کوئی جز حضرتِ عباسؑ نہیں

ظہورِ مہدیؑ

آمدِ مہدیؑ و عیسیٰؑ ہے قریب اے ناسخ کہہ دے اب قومِ نصارا کو مسلماں ہووے

حضرتِ جعفرِ طیارؑ

عندلیبِ روحِ ناسخ اڑ کے پہنچی خلد میں ہو پرِ پروانۂ الفت جعفرِ طیار کی

قنبرؓ

روک ناسخ کو نہ اے رضواں درِ فردوس پر بندۂ شیرِ خدا ہے جائے گا قنبر کے پاس

حضرت امام رضاؑ

سچ تو ہے فردوسیِ طوسی کو نسبت مجھ سے کیا دل سے ہوں مداح ناسخ بادشاہِ طوس کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بہلول دانا

کہتے ہیں دیوانگی جس کو وہ ہے فرزانگی ہوگیا بہلول دیوانہ تو دانا ہوگیا

شفاعت

فکر کر یعنی تو ناسخ کا نہ غم کھا واعظا شافع اس کا بادشاہ کربلا ہوجائے گا

ناسخ اٹھیں گے حشر میں وہ لوگ سرخرو دنیا میں جو محب ہیں پیغمبرؐ کی آل کے

گر نہ ہوتا سرخرو اشکِ غمِ شبیر سے حشر میں کس منہ سے ناسخ میں شفاعت مانگتا

مشکل کشائی

تنگ نامردوں کے جوروں سے ہوں میں الغیاث اے شاہِ مرداں الغیاث

تا کجا اعدا کی گیدڑ بھپکیاں الغیاث اے شیرِ یزداں الغیاث

دوشِ رسول

ناسخ نہ کس طرح ہو دوبالا علیؑ کی قدر جس دم چڑھائے کلک تقدیر دوش پر

مداحی کا صلہ حسینؑ سے

ناسخ میں جبکہ عرصۂ محشر میں جاؤں گا ہوگی رکاب حضرتِ شبیرؑ ہاتھ میں

نقشِ پائے علیؑ

حروف مُہر نبوت ہیں نقشِ پائے علیؑ یہی کھدا ہے سلیمان کا نگیں دیکھو

اب ایسے منتخب اشعار پیش خدمت ہیں جو نعت اور منقبت کی صورت میں کہے گئے ہیں، یہ بھی دیوان اول و دوم (مطبوعہ نول کشور ۱۹۲۳ء) سے نقل کیے گئے ہیں۔

آج مولد ہے جناب احمدؐ مختار کا خار زار دہر میں عالم ہوا گلزار کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کس قدر ظاہر ہوئے ہیں معجزاتِ بیّنات
منکروں کو حوصلہ باقی نہیں انکار کا

منہدم ہوں طاقِ کسریٰ کے نہ کیونکر کنگرے
جلوہ ہو جب منظرِ کونین کے معمار کا

ابر کو نسبت بھلا کیا اس کے دستِ جود سے
انگلیوں میں جب ہو عالم ابرِ دریا بار کا

غاشیہ بردار تھے جبریل ہمراہِ رکاب
جب ہوا راکب براقِ آسماں رفتار کا

ہے محب یہ شاہ دل سے حیدرِ کرار کا
ہو مبارک اس کو مولد احمدِ مختار کا

آج دنیا میں امامِ انس و جان پیدا ہوا
یعنی ابنِ عمِ شاہِ مرسلاں پیدا ہوا

روزِ میلادِ علیؑ کہتے ہیں جن و انس و طیر
صاحبِ خاتمِ سلیمانِ زماں پیدا ہوا

بعد محبوبِ الٰہی کی امامت تیس سال
بادشاہِ ملک و دین صاحب قراں پیدا ہوا

کیں قلم سے وہ تقریریں کہ عیسیٰ دنگ تھا
پہلوئے مادر سے جب وہ خوش بیاں پیدا ہوا

ہے وجودِ مرتضیٰ سے ذات موجودات کی
پیکرِ کونین میں مانند جاں پیدا ہوا

سب سے اول ہے وجودِ مصطفیٰ و مرتضیٰ
پیشتر کعبہ سے سنگِ آستاں پیدا ہوا

کیا بیاں ہو رفعتِ قصرِ جلالِ مرتضیٰ
عرشِ اعظم بھی برائے سائباں پیدا ہوا

ہاتفِ غیبی پکارا جب علیؑ پیدا ہوئے
آج یہ نقطہ کا سرِّ نہاں پیدا ہوا

وصلِ گل کے واسطے ہے زمزمہ خواں عندلیب
مدحتِ حیدر کو ناسخ خوش بیاں پیدا ہوا

بلبل ہوں بوستانِ جنابِ امیر کا
روح القدس ہے نام مرے ہمصفیر کا

بیعت خدا سے مجھ کو ہے بے واسطہ نصیب
دستِ خدا ہے نام مرے دست گیر کا

ایثار دیکھنا کہ عیاں ھل اتی میں ہے
مسکیں کے بعد ذکر یتیم و یسیر کا

انگشتر اپنی دے کے سلیمان کر دیا
طاعت میں بھی سوال سنا گر فقیر کا

پوچھا جو حال تختِ سلیمانؑ سے ایک نے
بولا کہ زینہ ہے یہ علیؑ کے سریر کا

جب تک نہ آبِ پاک دہانِ نبیؐ پیا
اس شیر کے نہ دل میں خیال آیا شیر کا

اہلِ نفاق کفرِ خفی کرتے ہیں نہاں
تھا علم بابِ علم کو مافی الضمیر کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کیونکر قسیم نار و جناں ہو نہ مرتضیٰ ؑ — نائب ہے وہ جناب بشیر و نذیر کا
جو کچھ کہ دل میں ہے وہ ہے جاری زبان پر — ہے نشہ مجھ کو بادۂ خم غدیر کا
یا رب حصار امن میں رکھیو مجھے مدام — مداح ہوں ازل سے شہ قلعہ گیر کا
ناسخ کا ادعا ہے یہی روزِ بازپرس
میں ہوں غلام شاہِ رسل کے وزیر کا

ہو مبارک کہ ہوئے حیدر صفدر پیدا — شہر علم ازلی کا یہ ہوا در پیدا
بت پرستوں کی کمر ٹوٹ گئی اس غم سے — کہ ہوا قوت بازوئے پیمبر پیدا
تھے نہ باطن میں جدا دونوں مگر ظاہر میں — اور بابعد محمدؐ ہوئے حیدرؑ پیدا
اسد اللہ ہے خورشید تو ایسا خورشید — کئے ذروں کی طرح سے جسنے سب اختر پیدا
جس سے تابندہ خدا کا ہے حرم خانہ — سنگِ کعبہ سے ہوا آج وہ گوہر پیدا
کر دیا بحرِ کرم میں یہ کرم خالق نے — کشتی عالم ایجاد کا لنگر پیدا
نہیں ممکن ہو کوئی مثل علیؑ پر ناسخ — گیارہ فرزند ہوئے اس کے برابر پیدا

رکھا اس کو جہاں میں غل ہے جس کی آمد آمد کا — الٰہی ہوں بہت مشتاق دیدار محمدؐ کا
گھسے مثل قلم پائے طلب لیکن نہ ہاتھ آیا — بسان سایۂ احمد نشان تصویر احمدؐ کا
شجاعت میں کرم میں علم میں صولت میں سیرت میں — امام آخری ہے مثل اپنے جد امجد کا
کرے گا جبکہ وہ اتمام آ کر حجت حق کو — زمانہ میں رہے گا نام ملحد کا نہ مرتد کا
خدا تیرا معرّف ہے ملک تیرے موصف ہیں — نہیں حد بشر کہنا ترے اوصاف بے حد کا
نہ سوئے جاہ دنیا منہ کیا اے شاہ دیں تو نے — سریر سلطنت تکیہ ہے گویا تیری مسند کا
نمازوں میں مسیحا سا پیمبر مقتدی ہوگا — وہی رتبہ ہے تیرا بھی جو رتبہ ترے جد کا
بنا اے مہر تاباں قصر یاقوت اپنے جلوے سے — سیہ خانہ نظر آتا ہے یہ گنبد زبرجد کا
معانی قل ھو اللہ احمد کے ہیں عیاں ناسخ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

برائے قافیہ رکھا ہے میں نے میم احمد کا

ہو مبارک قائم آلِ عبا پیدا ہوا مہدی ہادی امام ماسوا پیدا ہوا

تھا اس کا نور جو سجدہ فرشتوں نے کیا ابتدا و انتہا کا پیشوا پیدا کیا

غرق احسان دشمنوں کو بھی کرے گا وہ کریم جد امجد کی طرح بحر عطا پیدا ہوا

ابر میں خورشید تاباں روشنی عالم میں ہے وہ ہے پنہاں نور اس کا جا بجا پیدا ہوا

اے شہ کون و مکاں اے بادشاہ انس و جاں

تیرے در کے واسطے ناسخ گدا پیدا ہوا

مختلف اصنافِ سخن مثنویات

تذکرہ سراپا سخن، میں محسن علی نے ناسخ کے کلام کے متعلق تحریر کرتے ہوئے ان مثنویات کے بارے میں بھی اظہار خیال کیا ہے۔

تین دیوان، ایک ترجمہ حدیقہ مفضّل، ایک مولد شریف رسولؐ مختار ایک رسالہ شہادت سید الشہدا اور ایک رسالہ ولادت جناب امیر علیہ السلام یادگار ہے۔''

رسالہ اُردو کراچی ۴۳/۳ ۱۹۶۸ء میں مثنوی ''معراج نامہ'' پر تبصرہ ملتا ہے جو رشید حسن کی دریافت ہے۔

ناسخ کی مثنوی میں ابتدائی دور کی مثنوی شہادت نامہ آل نبیؐ ہے۔ اس میں ادبی پختگی نہیں ہے مگر روانی اور تاثیر کے اعتبار سے یہ ایک قابل قدر تصنیف ہے۔ اس مثنوی کے چند اشعار بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

پس از حمد خدا و نعت مختار صریر خامہ ہے آہ شرر بار

شہادت نامہ ہے آلِ نبیؐ کا مصیبت نامہ ہے آلِ نبیؐ کا

خلافت دی یزید روسیہ کو امامت دی پلید روسیہ کو

نہ کی بیعت جو سبط مصطفیٰؐ نے لڑائی کا کیا عزم اشقیا نے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

گیان چند اور حبیب اللہ غضنفر نے "نظم سراج" اور ولادت و معجزات حضرت علیؑ کے بارے میں لکھا ہے کہ:

یہ ناسخ کی عہد پیری کی مثنویاں ہیں۔ حبیب اللہ غضنفر کے نزدیک حضرت علیؑ کی مدح پر مشتمل مثنوی ۱۲۵۰ھ میں اور "نظم سراج" جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کا ذکر جمیل ہے ۱۲۴۵ھ میں انتقال سے کچھ ماہ قبل مکمل کی۔ گیان چند کی رائے تقدیم و تاخیر کے سلسلہ میں مختلف ہے ولادت و معجزات حضرت علیؑ کو ناسخ نے مثنوی کے انداز میں نہایت عقیدت سے پیش کیا ہے اقتباس پیش خدمت ہے۔

لکھوں پہلے حمد علی عظیم — علیم حکیم رحیم کریم
وہی واجب و خالقِ ممکنات — کہا اس نے کن ہو گئی کائنات

کروں مولد بو الحسن کا بیان — کہ ہو پر گہر گوشِ اہل جہاں
جو ماہ رجب کی ہوئی تیرھویں — ہوا مولد سیّدالعالمیں
ہوئے خاک راس قدر وہ جناب — کہ آخر لقب ہو گیا بو تراب
علیک السلام اے علیؑ ولی — علیک السلام اے وصیؑ نبیؐ

"مثنوی معراج نامہ" شہادت نامہ آل نبی کی طرح ان کے ابتدائی دور کا شاہکار ہے جیسا کہ اشعار سے بھی ظاہر ہے البتہ اسے ۱۲۵۹ھ میں یعنی ناسخ کی وفات کے ۵ سال بعد نقل کیا گیا اور اہل علم کے سامنے آئی۔ یہ مثنوی ناسخ کے عشق رسولؐ کی دولت سے مالا مال ہے۔

سب ہوئے پیدا برائے مصطفیٰؐ
جان و دل سے ہیں فدائے مصطفیٰؐ

شافع روزِ قیامت ہے وہی
صاحبِ تاجِ شفاعت ہے وہی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

چونکہ اس مثنوی میں ایسی روایات ہیں جو امامیہ مسلک کے خلاف ہیں مثلاً جبرئیلؑ نے حضور اکرمؐ کا سینہ چاک کیا وغیرہ وغیرہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مثنوی اُس دور کی یادگار ہے جب ناسخ نے مسلک تبدیل نہیں کیا تھا۔

رباعیات

ناسخ کو بحیثیت رباعی گو کوئی خاص شہرت حاصل نہیں ہے۔ رباعی کے فن پر عبور رکھتے ہوئے بھی اُنھوں نے اس طرف زیادہ توجہ نہیں دی یہی سبب ہے کہ ان کی کلیات میں رباعیات کی تعداد بہت کم ہے مگر رباعی کہتے ہوئے بھی ناسخ نے اپنے مزاج کو اسی معیار پر برقرار رکھا۔ ادبی محاسن اور معانی آفرینی ان کی رباعیات سے آشکار ہے۔

کچھ غم نہیں نظروں سے اگر ہے پنہاں ہر دم مرے دل میں ہے وہ محبوب جہاں
کافی ہوئے یادِ مصحفِ عارضِ یار حافظ کو رہے نہ احتیاج قرآں

شرمندۂ شاہ کربلا ہے پانی کیا فیض سے محروم رہا ہے پانی
گرتے ہیں جو اشکِ چشم ثابت یہ ہوا گویا نظروں سے گر گیا ہے پانی

اے ابن علی امامِ عالم تو ہے اے شیر جری امام عالم تو ہے
ماتم ہوا ترا تمام عالم میں نہ کیوں اے سبطِ نبی امامِ عالم تو ہے

ہے ظلم سے اے عدو جو مجھ پر اندھیرا شاید تو ہوا ہے زندگانی سے سیر
میرے دلِ نالاں میں ہے حُبِّ حیدرؑ رہتے ہیں مدام اس نیستاں میں شیر

بحیثیت رباعی گو ناسخ کے عظیم مرتبہ کا اعتراف کرنا ایک ایسی حقیقت کو تسلیم کرنا ہے جو تاریخ ادب میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔ ناسخ نے ایسی رباعیات بھی کہی ہیں جن میں تاریخی مادے بھی ملتے ہیں۔ ایک رباعی بطور نمونہ ملاحظہ فرمایئے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

چوں شفا میرزا محمد یافت شد بہ ذی الحجہ زیں سرور عید
گفت تاریخ تہنیت ناسخ صحت نورِ چشم باد سعید
۱۲۴۰ ہجری

قطعات

ناسخ نے رباعیات کے مقابلے میں قطعات زیادہ کہے ہیں۔ان قطعات میں بھی تاریخی قطعات کی تعداد زیادہ ہے اور اکثر فارسی زبان میں کہے گئے ہیں۔ کئی قطعات میں ان کے حالاتِ زندگی منعکس ہوتے ہیں۔

ارباب حکومت کے مظالم سے تنگ آ کر ناسخ نے دو مرتبہ لکھنؤ سے ترک سکونت کی نظر بندی کی تکالیف بھی برداشت کیں، اس سلسلہ میں اُنہوں نے کئی قطعات نظم کئے۔ اس قطعہ میں وہ اپنی پریشانی کا حال بیان کرتے ہیں کہ اُنہیں اپنے گھر میں نظر بند کیا گیا اور ایک مرد بزرگ نے انہیں رہائی کے مواقع فراہم کئے۔

شدم محبوس چوں درخانہ خویش خلاصم داد یک مردے بزرگے
چنیں تاریخ خواند در حضورش رہانیدی مرا از دست گرگے
۱۲۴۳ ہجری

میر تقی میر کی وفات پر یہ قطعہ تاریخ کہا ہے۔

شدز جہاں میر محمد تقی داغ زبے مہریٔ اہل جہاں
ناسخ تاریخ وفاتش نوشت واویلا مرد شہ شاعراں

ناسخ نے ایسے قطعات بھی کہے ہیں جن میں اشعار کی تعداد غزلوں کی طرح پائی جاتی ہے۔

قطعہ تاریخ ضریح

عرش بریں سے کہیں اعلیٰ مقام ہے یہ روضۂ حسین علیہ السلام ہے
یا رب یہ ہے ضریح مقدس کہ قصر نور ہے یہ امام باڑہ کہ بیت الحرام ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

غم میں امام بارہ سیہ پوش ہو گیا | یہ جائے اشک باریٔ خیر الانام ہے
رونا تمام کعبہ پرستوں کو چاہئے | روتا یہاں خلیل ہے یہ وہ مقام ہے
زمزم غم حسین میں رہتا ہے چشم تر | پر آب چشم چشمۂ کوثر مدام ہے
دیدار امام عصر کا اس کو نصیب ہو | مومن جو ہے یہ وردا سے صبح و شام ہے

تاریخ اس ضریح کی مطلوب جب ہوئی
بولے ملک ضریح قبول امام ہے

انتخابِ کلام

ناسخ کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے میرے سامنے دیوانِ ناسخ (جلد اول و جلد دوم) مطبوعہ نول کشور ۱۹۲۳ء رہا۔ یہ انتخاب بھی مذکورہ نسخہ سے کیا گیا ہے۔

غم افلاس کہاں کون ہے تونگر اپنا | زرد چہرہ نہیں فاقوں سے یہ ہے زر اپنا
پوچھنے کی نہیں طوفان بلا کو حاجت | جانتا ہے مرے ویرانے کو وہ گھر اپنا
خاک پر لوٹتے ہیں فرقت محبوب میں ہم | چاندنی ہے شبِ مہتاب میں بستر اپنا
اپنے طالع میں ہے اے رشکِ قمر پامالی | ہے ستارہ تری پاپوش کا اختر اپنا
ذکر پرواز تو کیا تنگ ہے ایسا یہ چمن | جھاڑ بھی سکتے نہیں ہم کبھی شہپر اپنا

آنکھ بے لطف ہے پلکیں ہوں جوا ے یار جدا | کس طرح آبلۂ پا سے کروں خار جدا
سرو ساماں پہ ہے کیا کبر کہ غافل اک دن | جسم سے سر ہے جدا سر سے ہے دستار جدا
بوجھ اپنا نہ کسی پر کبھی ڈالا میں نے | ہوئی تعمیر مری سقف سے دیوار جدا
تخلیہ چاہئے جس وقت میسر ہو وصال | قبر میں رکھتے ہی کیونکر نہ ہو غمخوار جدا
راست گو کون ہے ایسا کہ زباں میں نہ ہو فرق | شمع کی طرح مرا سر ہو جو سو بار جدا
فصل کیونکر کروں دونوں میں گوارا ناسخ | کہ محمدؐ سے نہیں حیدرؑ کرار جدا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سبزۂ خط گورے گالوں پر نمایاں ہو گیا
یہ چمن زارِ محبت سنبلستاں ہو گیا

چاند چھپتا ہے جو دو دن ہوتی ہے مشتاق خلق
ہو گئی قدر اس کی جو نظروں سے پنہاں ہو گیا

رشک جو آتا ہے ناسخ بختِ بلبل پر مجھے
جب کھلا غنچہ مرا ٹکڑے گریباں ہو گیا

نوجوانی میں ہوا عشق اس بتِ گلفام کا
عالم اپنے داغِ دل میں ہے چراغِ شام کا

خاک ہونے پر گئی اپنی نہ عالی فطرتی
گور میں بھی دھیان ہے ہم کو کسی کے بام کا

کھینچ لائی وادیٔ ہستی میں بیتابی مجھے
رہ گیا پیچھے عدم میں قافلہ آرام کا

لوحِ محفوظ ایک نکتہ ہے علیؑ کے نام کا
عرش کہتے ہیں جسے زینہ ہے اس کے بام کا

رجعتِ خورشید اور شق القمر سے ہے عیاں
ہے نبیؐ مالک لیالی کا علیؑ ایام کا

خلق کی تسخیر کو ہر نقشِ پا افسوں ہوا
سایہ دیکھا اس پری کا جس نے وہ مجنوں ہوا

اس ادا سے دھوئے ہیں دستِ حنائی آپ نے
ہر حبابِ آب جو اک دیدۂ پر خوں ہوا

ساتھ زر کی پستیٔ ہمت بھی ہوتی ہے زیاد
ورنہ مائل سوئے سفل کس لئے قاروں ہوا

میکشو روزِ ازل سے میں وہ صاحب ظرف ہوں
جس کے اک پیمانے سے خالی خمِ گردوں ہوا

روئے جاناں کا تصور میں جو نظارہ ہوا
دل میں تھا جو داغِ حسرت عرش کا تارا ہوا

ہو گئی ہے شمع تیرے سامنے خجلت سے آب
شمعداں محفل میں تیری گویا فوارہ ہوا

پیٹھ پیچھے میرے بد کہنے سے زاہد یہ ملا
پیٹھ پر بارِ گنہ سے جمع پشتارہ ہوا

دوستو! جلدی خبر لینا کہیں ناسخ نہ ہو
قتل آج اس کی گلی میں ایک بے چارہ ہوا

کیا مرے رونے سے اک یار کا چہرہ اُترا
آبِ اشک ایسا چڑھا شرم سے دریا اُترا

ہم تو حاضر ہوئے لیکن نہ کیا تو نے ہی قتل
تن سے اترا جو نہ سر، بوجھ تو سر کا اُترا

دوپہر سے ترے کوچہ میں ہم آ کر بیٹھے
ہو گئی شام نہ دیوار سے سایہ اُترا

نہیں چڑھتا ہوں کسی کی جو نظر پر ناسخ
یار کی نظروں سے افسوس میں ایسا اترا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کل شب فرقت میں اک ماتم کدہ عالم ہوا
چاند بھی ہالے میں شمع حلقۂ ماتم ہوا

جوش پر طوفان اشک اے دیدۂ پرنم ہوا
آگے تھا اک ہجر کا غم اب غمِ عالم ہوا

زندگی چشم جہاں میں خوار رکھتی ہے مدام
دوش پر سب نے لیا جب آدمی بے دم ہوا

سب حسیں اے گل ترے آگے ہوئے خجلت سے آب
ہر ستارہ بھی فلک پر قطرۂ شبنم ہوا

عشق اس نورِ الٰہی کا ازل سے ہے مدام
جس سے اے ناسخ ہزاروں سال بعد آدم ہوا

رہے کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوکِ غم کا
کہ ہے میرا تولد ہفتم ماہِ محرم کا

گیا جو اس کے کوچہ میں وہ با چشمِ پر آب آیا
حرم سے جس طرح لاتے ہیں زائر آبِ زمزم کا

نظر آتا نہیں جب سے کسی کا کعبۂ ابرو
ہمارے دیدۂ تر میں ہے عالم چاہِ زمزم کا

نہیں ہے معتقد میرا اگر حاسد تو کیا غم ہے
ہوا ہے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا

سخاوت جس کو کہتے ہیں بڑی شے ہے زمانے میں
بخیلوں کی بدولت رہ گیا نام حاتم کا

مری آنکھوں میں پھر جائیں نہ کیوں کر اس کے حلقے
تصور رات دن رہتا ہے مجھ کو زلفِ پرخم کا

تماشائے جہاں ہم دیکھتے ہیں کنجِ عزلت میں
ہمارے بوریے کا نقش خط ہے ساغرِ جم کا

محب ہیں سایۂ راہ اور عدو ہیں خارِ راہ ناسخ
مسافر وادیِ امکاں میں ہوں گویا کوئی دم کا

سرو پر سایہ پڑا تیرا وہ موزوں ہو گیا
میرے سائے کے اثر سے بید مجنوں ہو گیا

بندشِ مضمونِ قامت نے کبھی چاہی نہ فکر
خود بخود دل سے نکلتے ہی وہ موزوں ہو گیا

بعد مُردن بھی ہمارے ساتھ ہے سرگشتگی
گنبد اپنی قبر کا گردش سے گردوں ہو گیا

چاہئے معشوق کو عاشق سے ایسا اتحاد
اس نے پہنا طوق منت کا میں مجنوں ہو گیا

ہے دلِ سوزاں میں طور اس کی تجلی گاہ کا
روئے آتش ناک ہر شعلہ ہے میری آہ کا

وصل کیا ہم خاکساروں کو ہوا اس دلخواہ سے
خاک میں آلودہ ہونا کب ہے ممکن ماہ کا

سمجھے میکش دیکھ کر ابرو تیری بالائے چشم
میکدے سے مرتبہ اعلیٰ ہے بیت اللہ کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جا برابر ہے دل مادر میں ہر فرزند کی
رتبہ زیرِ خاک یکساں ہے گدا و شاہ کا

پونچھتا اشک اگر گوشۂ داماں ہوتا
چاک کرتا میں جنوں میں جو گریباں ہوتا

مال ملتا جو فلک سے ضررِ جاں ہوتا
سر نہ ہوتا جو میسر مجھے ساماں ہوتا

اپنی صورت کا وہ دیوانہ ہوتا کیونکر
پاؤں میں سلسلہ گیسوئے پیچاں ہوتا

اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے ولے
آج آتی شبِ فرقت میں تو احساں ہوتا

اے بتو ہوتی اگر مہر و مروت تم میں
کوئی کافر بھی نہ واللہ مسلماں ہوتا

حسرتِ دل نہیں دیتا ہے نکلنے ناسخؔ
ہاتھ شل ہوتے میسر جو گریباں ہوتا

ہوش میں آتا ہے انساں مرگِ انساں دیکھ کر
یاد آتا ہے وطن گورِ غریباں دیکھ کر

جب دہان تنگ دیکھا گور تنگ آئی نظر
مار دوزخ یاد آئے زلف پیچاں دیکھ کر

ایسی ہستی سے تو سو درجہ عدم ہی خوب تھا
یاد آیا مجھ کو صحرا کنج زنداں دیکھ کر

موت سے ڈرتا نہیں لیکن یہ آتا ہے خیال
کیا بھلا جنت کو دیکھوں کوئے جاناں دیکھ کر

بچھ رہے ہیں برگ گل کوئی رگ گل چبھ نہ جائے
پاؤں رکھ گلشن میں اے سروِ خراماں دیکھ کر

نہیں ہے سبزۂ خط عارضِ محبوب پر فن پر
ہوئے ہیں جمع پروانے یہ آ کر شمع روشن پر

میں وہ شوریدہ سر دیوانہ تھا کہ بعد مُردن بھی
چڑھا جاتے ہیں اکثر لوگ پتھر میرے مدفن پر

ہمارے نالہائے پُر اثر کی طرز اُڑائی ہے
گریباں چاک ہو گل کا نہ کیوں بلبل کے شیون پر

شفق میں ماہِ نو کو دیکھ کر حسرت یہ آتی ہے
لہو میرا نہیں لگتا کسی کے لعلِ توسن پر

رہا جو زندگی بھر عشق مجھ کو خوش نگاہوں کا
چڑھا جاتے ہیں آ ہو اپنی آنکھیں میرے مدفن

کسی کا درد ہوتا ہے کسی کو کب زمانے میں
کہ جام و گل ہیں خنداں تیشۂ و بلبل کے شیون پر

اگر ہوتا ہے اک دانہ بھی اس میں میری قسمت کا
فلک بجلی گرا دیتا ہے ناسخؔ میرے مدفن پر

فصلِ گل میں گھر مرا ہوتا ہے ویراں ہر برس
اے جنوں آباد کرتا ہوں میں زنداں ہر برس

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

وحشتِ دل حشر کا کرتی ہے ساماں ہر برس
صبحِ محشر چاک کرتی ہے گریباں ہر برس

ہے محرم نخلِ ماتم کیلئے فصلِ بہار
تازہ ہوتا ہے غمِ شاہِ شہیداں ہر برس

اس قدر جوشِ جنوں ہوتا ہے اے ناسخ مجھے
آپ اپنے سے میں ہوتا ہوں گریزاں ہر برس

دل تو کہتا ہے کہ چل کوچۂ جاناں کی طرف
حکمِ وحشت یہ ہے کہ عزمِ بیاباں کی طرف

جادہ ہو جائے مرے پاؤں میں زنجیرِ جنوں
گر اٹھاؤں میں قدم کوئے حسیناں کی طرف

اس پری رو کی نہ محفل میں کبھی جاؤں گا میں
لے چل اے جوشِ جنوں گوشۂ زنداں کی طرف

لعل و گوہر ہیں مرے لختِ دل و اشک مجھے
کیوں نظر جائے کسی کے لب و دنداں کی طرف

ضعف سے طاقتِ رفتار نہیں ہے ناسخ
دیکھوں حسرت سے نہ کیوں خارِ بیاباں کی طرف

برنگِ گل مجھے کیا چاہیے گریباں چاک
کہ مثلِ غنچہ ہزاروں ہیں دل میں پنہاں چاک

تصور اس دلِ صد چاک میں ہے اس مہ کا
ہوا ہے جس کے اشارے سے ماہِ تاباں چاک

ہر ایک لالۂ صحرا ہے تیرا داغ بدل
ہر ایک گل ہے چمن میں گرا گریباں چاک

یہی دعا ہے خدا سے کہ ہوں بیاباں مرگ
نہ میرے غم سے ہو پیراہنِ عزیزاں چاک

لکھوں میں دشتِ جنوں کا اگر کوئی مضموں
یقیں ہے ناسخ ابھی ہو تمام دیواں چاک

کیا اسیری میں کریں شکوہ ترا صیاد ہم
واں بھی کچھ دامِ رگِ گل سے نہ تھے آزاد ہم

یہ زمیں ہے بے وفا یہ آسماں بے مہر ہے
جی میں ہے اک اب نیا عالم کریں ایجاد ہم

قیدِ ہستی تک ہیں تیرے دامِ گیسو میں اسیر
تن سے سر آزاد ہو جائے تو ہوں آزاد ہم

جب سے دیکھی ہے گلِ رخسارِ جاناں کی بہار
ہو رہے ہیں صورتِ برگِ خزاں برباد ہم

خندہ زن ہوتا نہیں اپنا دہانِ زخم بھی
کوئی دنیا میں نہ ہوگا جیسے ہیں ناشاد ہم

پہلے اپنے عہد سے افسوس سودا اٹھ گیا
کس سے ناسخ اس غزل کی جا کے لیں اب داد ہم

اس کے رخ کو جو نہیں زلفِ سیہ فام سے کام
اپنے بھی روزِ جدائی کو نہیں شام سے کام

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

ہجر میں ایک سی ہے حالت بیداری و خواب سانس کی طرح نہیں جام کو آرام سے کام
باتیں کانوں سے سنیں آنکھوں سے صورت دیکھی اب نہ خط سے مجھے مطلب ہے نہ پیغام سے کام

تڑپا کروں گا حشر تلک انتظار میں یارب نہ موت آئے مجھے ہجر یار میں
داغ جنوں کھلے ہیں مرے جسم یار میں حیرت ہے اتنے پھول کھلے اک مزار میں
جاتا ہے یہ جدھر کو یہ قدموں کے ساتھ ہے ریگ رواں ہے خاک مری کوئے یار میں
عاشق ہوا ہوں دوستو میں اپنی شکل کا میرا ہے عکس آئینہ روئے یار میں
آنسو میں اس طرح ہے میرا جسم ناتواں رشتہ ہو جس طرح گہر آبدار میں
آلودگی سے دہر میں بچنا محال ہے خوں کافروں کے گلتے رہے ذوالفقار میں
مضموں نگاہ یار کا لکھتا ہوں میں اگر بجلی چراغ بنتی ہے شبہائے تار میں
بے لطف وہ مزہ ہے نہ ہو جس میں لخت دل روز ازل سے ربط ہے گل اور خار میں
اگر آنکھ ہے تو باطنِ انساں کی دید کر کیا کیا طلسم دفن ہیں مشت غبار میں

لوگ دنیا سے جو دن رات سفر کرتے ہیں کوچ کی بے خبروں کو وہ خبر کرتے ہیں
انکو کیا کہتے ہیں جو خون بشر کرتے ہیں قابل لعن ہیں جو قطع شجر کرتے ہیں
کام اے سوختہ جاں مثل شرر کرتے ہیں اے صنم تیرے دلِ سخت میں گھر کرتے ہیں
کام جلوت سے نہیں رکھتے ہیں خلوت کے سوا کس کی محفل کہ ترے دل میں گزر کرتے ہیں
قلزم اشک سے دھوتے ہیں سیاہی ناسخ ہم شب کور کو رو رو کے سحر کرتے ہیں

یہ جسم زار ہے یوں پیرہن کے پردے میں کہ جیسے روح نہاں ہے بدن کے پردے میں
سوائے اہل سخن ہو مشاہدہ کس کو نہاں ہے شاہد معنی سخن کے پردے میں
تلاش جس کی ہے دن رات تجھ کو اے غافل چھپا ہوا ہے وہ تیرے ہی تن کے پردے میں
شب سیاہ جدائی میں روشنی ہو کہیں لگاؤں آگ میں بیت الحزن کے پردے میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

چمن میں لائی صبا کس کی بو کہ آج شمیم
مہک رہی ہے گل یاسمن کے پردے میں

خبر نہ شامِ غریبی کی مجھ کو تھی ناسخؔ
چھپی ہوئی تھی یہ صبحِ وطن کے پردے میں

مے خانہ یہ خرابۂ عالم اگر نہیں
پھر کس لئے کسی کو کسی کی خبر نہیں

مفلس پکھو اب زمانہ میں تنہا بشر نہیں
گلشن کو دیکھ لو کہ کفِ گل میں زر نہیں

کیا آفتاب و ماہ دکھاتا ہے روز و شب
اے آسماں مجھے ہوسِ سیم و زر نہیں

دھویا ہے میں نے اشکوں سے رنگِ سیاہِ شب
فرقت میں ہمدمو یہ نمایاں سحر نہیں

کیا جانے کیسی ہوتی ہے ناسخؔ عدو کی شکل
یاں کوئی جز حبیب حضور نظر نہیں

بہار آئی بھروں اب شراب شیشے میں
اتاروں مثلِ پری آفتاب شیشے میں

خیال ہے عرقِ روئے یار کا دل میں
بجا ہے کہئے بھرا ہے گلاب شیشے میں

جو دورِ جام ہو ساقی تو [illegible] برسنے لگے
کفِ شراب نہیں ہے سحاب شیشے میں

کرے گی مست قناعت سے مجھ کو بادۂ [illegible]
اگر شراب نہیں بھر دے آب شیشے میں

دلِ رقیب میں سامانِ روسیاہی ہے
کہ جس طرح کوئی دیکھے خضاب شیشے میں

یہ معجزہ ہے حسینِ شہید کا ناسخؔ
کہ خاک ہوگئی سب خونِ ناب شیشے میں

بھرا رہتا ہے خونِ دل ہمیشہ دیدۂ تر میں
شراب اس کی عوض کب ہوگی ساقی اپنے ساغر میں

جو وہ خورشیدِ تاباں خلق سے پوشیدہ ہے گھر میں
بجائے ذرہ جاتی ہیں نگاہیں روزنِ در میں

ہمارے دل میں رہتا ہے تصور تیری آنکھوں کا
کھلے ہیں پھول نرگس کے یہاں شاخِ صنوبر میں

صفِ مژگاں میں اس کی چشمِ فتنہ زا نہیں ناسخؔ
کھڑا ہے کوئی آہو نیزہ بازوں کے لشکر میں

مجھ کو اب ساقیٔ گلفام سے پکھ کام نہیں
مے سے پکھ کام نہیں جام سے پکھ کام نہیں

دل میں خوش آئی ہیں صحرا کی ببولیں پُرخار
اب کسی سروِ گل اندام سے پکھ کام نہیں

خانہ برباد ہوں صحرا میں بگولوں کی طرح
سقف و دیوار و در و بام سے پکھ کام نہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrililbrary.com

طائر روح رمیدہ کی طرح چھوٹا ہوں — اب تو صیاد ترے دام سے کچھ کام نہیں
طبع روشن کو نہیں خوفِ سیہ روزی کا — صبحِ محشر ہو مجھے شام سے کچھ کام نہیں
اتنی مدت سے میں غربت میں وطن بھول گیا — مجھ کو اب نامہ و پیغام سے کچھ کام نہیں
ہے فراقِ بتِ ناکام میں ناسخ کا کلام — ہوں میں ناکام مجھے کام سے کچھ کام نہیں

ہم کو یاد آتی ہیں اے جان تمہاری باتیں — ہائے وہ پیار کی آواز وہ پیاری باتیں
پہروں چپ رہتے ہیں ہم اور اگر بولتے ہیں — وہی ہر پھر کے الٹتے ہیں تمہاری باتیں
ہے بری بات یہ اغیار سے باتیں کرنی — ورنہ اے جان تری اچھی ہیں ساری باتیں
اس لئے اشک بہاتا ہوں دمِ فکرِ سخن — کہ ہمیشہ رہیں دنیا میں یہ جاری باتیں
کیجیے سحر بیانی ہے مسخر کیوں کر — کبھی سنتا نہیں ناسخ وہ ہماری باتیں

دو شبِ تار سے تشبیہ ہمارے دن کو — تیرگی ہے کہ نظر آتے ہیں تارے دن کو
تم اگر چاند نہیں ہو تو بتاؤ مجھ کو — کیوں نہاں رہتے ہو نظروں سے پیارے دن کو
یاد ہے رات کو تم ہوتے تھے ہم سے نزدیک — دور سے کرتے تھے اے جان اشارے دن کو
یہ دعا آٹھ پہر وردِ زباں ہے ناسخ — رات کو وصل میسر ہو نظارے دن کو

بھولے نہ بعد مرگ ہم بھی وصلِ یار کو — ٹھوکر کی آرزو ہے ہمارے مزار کو
گزرے ہزار سال نہیں ہے نشانِ صبح — کیا طول ہو گیا ہے شبِ انتظار کو
فرقت میں ایسے دیکھ چکے بے شمار دن — کیا لائیں ہم شمار میں روزِ شمار کو

چوٹ دل کو جو لگے آہ رسا پیدا ہو — صدمہ شیشے کو جو پہنچے تو صدا پیدا ہو
ہم ہیں بیمارِ محبت یہ دعا مانگتے ہیں — مثلِ اکسیر نہ دنیا میں دوا پیدا ہو
گل تجھے دیکھ کے گلشن میں کہیں عمر دراز — شاخ کے بدلے وہیں دستِ دعا پیدا ہو
اشک تھم جائیں جو فرقت میں تو آہیں نکلیں — خشک ہو جائے جو پانی تو ہوا پیدا ہو

Presented By: https://Jafrililbrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہستیِ عاشق ہے تیرے حُسن کی تاثیر سے
ذرّے پیدا ہوتے ہیں خورشید کی تنویر سے

سارے عالم کو ہے کیا بے اختیارانہ رجوع
خاکِ گورستاں نہیں کم سرمۂ تسخیر سے

آئینہ خانہ ہے عالم عکس افگن ہے وہی
ہے فروغِ مہر و ذرّات ایک ہی تنویر سے

اپنی صورت دیکھ کر وہ آپ دیوانہ ہوا
آئینہ شاید بنا ہے آہنِ زنجیر سے

وہ تو ہے تیرے لئے ناسخ یہ اوروں کیلئے
قبر کی تعمیر کرنا قصر کی تعمیر سے

چہرہ ہوا ہے غیرتِ گُل آفتاب سے
خوشبو میں ہے زیادہ پسینہ گلاب سے

اس روئے آتشیں نے دیا ہے یہ داغِ دل
روشن ہوا چراغ مرا آفتاب سے

کب تک غبارِ جسم سے آلودہ میں رہوں
کرتا ہوں غسل خنجرِ قاتل کی آب سے

اس حال میں ہے شفاعتِ ناسخ ہو حشر میں
اُمید ہے جنابِ رسالتؐ مآب سے

روزِ مرگ آرزو ہے دوستی کے غم کیجئے
تا کجا دستِ دعا کو وقفِ ماتم کیجئے

نام رہ جاتا ہے دنیا میں تواضع کے سبب
اپنے قامت کو خمیدہ مثلِ حاتم کیجئے

دوستی وہ ہے نہ ہو جس میں غرض کا شائبہ
روزِ روشن میں چراغِ مردہ کا غم کیجئے

چاکِ در کے بند کرنے کا تو ہے شوق آپ کو
سینہ چاکوں کیلئے بھی فکرِ مرہم کیجئے

حالِ ناسخ کی پریشانی سے کیا نسبت اسے
آپ اپنی زلف کو کہتا ہے برہم کیجئے

فریبِ غیر نے مجھ کو نکالا کوئے جاناں سے
کیا ابلیس نے آدم کو باہر باغِ رضواں سے

جو اعلیٰ ہے سو اعلیٰ ہے جو ادنیٰ ہے سو ادنیٰ ہے
نہیں کچھ قدر سائے کی بڑھے گو قدِ انساں سے

کسی کا کب کوئی روزِ سیہ میں ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انساں سے

مہر آنکھیں سینکتا ہے جو اس رشکِ ماہ سے
تارِ شعاع کم نہیں تارِ نگاہ سے

اعلیٰ جو ہیں وہ کب ہوئے ادنیٰ سے ملتجی
سیراب کیا ہو، ابر بھلا آبِ چاہ سے

مجھ کو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی
کاش عیسیٰ کے عوض موت ہی آئی ہوتی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

گر نہ ہو شمع تو معدوم ہیں پروانے بھی
تو نہ ہوتا تو صنم کب یہ خدائی ہوتی

گم ہوا میں جیسے تیرا رُو نظر آیا مجھے
آئینہ جب میں نے دیکھا تو نظر آیا مجھے

ہو گیا ہے تیری فرقت میں جہاں ایسا سیاہ
ماہِ نو بھی صورتِ ابرو نظر آیا مجھے

میں نے جانا یہ بھی ہے میری طرح فرقت نصیب
آنکھ میں جس کی کوئی آنسو نظر آیا مجھے

گو اسی گل سے گلستانِ جہاں معمور ہے
پر نہ اک دن بھی برنگِ بو نظر آیا مجھے

ساغرِ مے کی رہی اب کس کو حاجت ساقیا
اس پری کا کاسۂ زانو نظر آیا مجھے

سب طرف سے دیدۂ باطن کو جب یکسو کیا
جس کی خواہش تھی وہی ہر سو نظر آیا مجھے

شائد آ نکلے وہ خوش قد اشک ناسخ کر رواں
سروِ باغ اکثر کنارِ جو نظر آیا مجھے

اس ماہ کی فرقت میں جو تارے نکل آئے
تاروں سے سوا اشک ہمارے نکل آئے

بیلے کی نظر آ گئیں کلیاں گل تر میں
ہنستے میں جو کل دانت تمہارے نکل آئے

دیتا ہے کہاں ساتھ برے وقت میں کوئی
پتھر کو لگی چوٹ شرارے نکل آئے

مشتاق سب ہیں بدر سے افزوں ہلال کے
دنیا میں قدرداں نہیں صاحب کمال کے

ہمت نہیں اگر فلکِ دوں کو کیا ہے غم
یاں لب بھی آشنا نہیں حرفِ سوال کے

ملتی ہے خاک سے کوئی دم میں ہماری خاک
یہ بھی وصال ہے جو گئے دن وصال کے

آرام کیا کہ جس سے ہو تکلیف اور کو
پھینکوں کبھی نہ پاؤں سے کانٹا نکال کے

ناسخ اٹھیں گے حشر میں وہ لوگ سرخ رو
دنیا میں جو محب ہیں پیمبرؐ کی آل کے

مری نظر سے جو تیری کبھی نظر مل جائے
تو جان جان سے دل دل سے مل جائے

بلائے جاں ہے نظر سے اگر نظر مل جائے
مگر ہے لطف بڑا دل سے دل اگر مل جائے

مری طرح پھرے کب تک خراب دشت بدشت
کہیں الٰہی مری آہ کو اثر مل جائے

جو بیٹھے دشت میں ناسخ وہ صاحبِ عصمت
برائے پردہ شجر سے نہ کیوں شجر مل جائے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

وہ کہہ گئے تھے کہ آئیں گے ہم چراغ جلے / تمام رات چراغوں سے اپنے داغ جلے
فراق یار میں فصل بہار آتی ہے / الٰہی آتشِ گل سے تمام باغ جلے
چلا جو صبح شبِ وصل مثلِ ماہ حبیب / تو آفتاب کے مانند میرے داغ جلے

پھر بہار آئی چمن میں زخم دل آلے ہوئے / پھر مرے داغ جنوں آتش کے پرکالے ہوئے
کس طرح چھوڑوں یکا یک تیری زلفوں کا خیال / ایک مدت کے یہ کالے ناگ ہیں پالے ہوئے
تجھ پر اے رشکِ چمن نرگس اگر بیمار ہے / باغ میں لالے کو اپنی زیست کے لالے ہوئے
جا بجا اس ماہِ تاباں کا جو پرتو پڑ گیا / جتنے تھے گرداب دریا میں وہ سب ہالے ہوئے
وہ پری پیکر کہا کرتا ہے اکثر فخر سے / اب تو ناسخ بھی ہمارے چاہنے والے ہوئے

بھرے ہیں جام مے لبریز شبنم ساغرِ گل ہے / ادھر ہے نغمۂ بلبل ادھر شیشہ کی قلقل ہے
لٹکتی ہیں جو سر سے پاؤں تک دونوں طرف زلفیں / قدِ نازک ترا نام خدا اک شاخِ سنبل ہے
ملا ایسا چمن رشکِ بہارِ روئے جاناں سے / بنیں ہر گل کی شاخیں شمع ہر گل شمع کا گل ہے
حدی خواں ہو جلو میں ناقۂ لیلیٰ کے تو ناسخ / ہجومِ وحشیاں گلیوں میں مجنوں کا تجمل ہے

ہر بگولے میں عیاں ایک لغزشِ مستانہ ہے / گردشِ چشمِ غزالاں گردشِ پیمانہ ہے
ہر کسی نے کی فریب دوستی میں دشمنی / میر شمع قبر پر موج ہوا پروانہ ہے
دیکھتے تھے کل جنہیں آنکھوں سے ہم اے غافلو! / آج ان کا اپنے کانوں کیلئے افسانہ ہے
محو ایسے خانۂ رنگیں میں مہماں ہو گئے / یہ نہیں ثابت کسی پر کون صاحبِ خانہ ہے
گورے کالے ہوتے ہیں یکرنگ ملکر خاک میں / سبز ہی ہوتا ہے جیسے خاک میں جو دانہ ہے
شہر دم میں ہوتے ہیں آباد جن کے حکم سے / ایک دن ان کے لئے بھی گوشۂ ویرانہ ہے
اپنے کاموں میں رہو مشغول تم اے غافلو! / اس کی باتوں پر نہ جاؤ ناسخ اک دیوانہ ہے

خیالِ یار میں دل شادماں ہے / نہیں ہے غم جو نظروں سے نہاں ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کروں نالے ہوئی آخر شبِ وصل طلوعِ صبح ہے وقتِ اذاں ہے
سراپا ہوں غمِ فرقت سے میں زرد مرا قد مثلِ شاخِ زعفراں ہے
تصور ہے جو اس خورشید رو کا گرہ دل کا مثالِ آسماں ہے
ہر اک انگلی ہے اس کی شمعِ کافور ہتھیلی اک بلوریں شمعداں ہے
غزل اک اور پڑھئے اس زمیں میں کہ سب مشتاق بزمِ دوستاں ہے
ہمارا ہر نفس اک بادباں ہے روانہ کشتیِ عمرِ رواں ہے
تنِ خاکی میں قد اپنا نہاں ہے زمیں جیسے حجابِ آسماں ہے
کروں کیا احتیاطِ جسمِ خاکی غبارِ توسنِ عمرِ رواں ہے
بحمد اللہ مرا ممدوح ناسخ جگر بندِ امامِ انس و جاں ہے

قیامت پائمالِ جلوۂ رفتارِ دلبر ہے جو اس کا نقشِ پا ہے پنجۂ خورشیدِ محشر ہے
نکل جائے گا تکتے تکتے اس کی راہ دم اک دن غنیمت ہے جو میرے غم کدے کا قبلہ رو در ہے
رہا بے تاب و نالاں زندگی بھر وادیٔ غم میں خداوندا اجل شاید مرے طالع کا اختر ہے
شفا تدبیر سے کیا ہوگی مجھ بیمارِ ہجراں کی کہ آبِ زندگی بے یار مجھ کو آبِ خنجر ہے
بیابانوں میں ہے ریگِ رواں حکمِ رواں اپنا شہِ اقلیمِ وحشت ہوں بگولا گردِ لشکر ہے
نشاں اس کے قدم کے پڑ گئے جب میری تربت پر یہ سمجھا میں کہ میری خاک پر پھولوں کی چادر ہے
قریب آیا شائد جادہ گاہِ یار اے ناسخ فروزاں پاؤں کا ہر آبلہ مانندِ اختر ہے

خاک اڑانے کو کیا جنگل میں آوارہ مجھے چرخ سمجھا گرد بادِ دامنِ صحرا مجھے
وصل کی شب عیش ہے اے ماہ لیکن غم بھی ہے آفتابِ حشر ہوگا صبح کا تارا مجھے
مثلِ ماہی پڑ گئے کانٹے زباں میں پیاس سے پر نہ ہمت نے کیا منت کشِ دریا مجھے
پوچھ اے ناسخ نہ کچھ میری اداسی کا سبب آپ میں دن رات حیراں ہوں ہوا ہے کیا مجھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سجدے کرتا ہوں بت نا آشنا کے سامنے
بندے ہیں کیا چیز کہہ دوں خدا کے سامنے

میں نہ فریادی بتوں کا ہوں خدا کے سامنے
آشنا کا کیا گلہ نا آشنا کے سامنے

اہلِ زر کا ہے وہی رتبہ نگاہ فقیر میں
مردِ مفلس کی جو عزت ملے گدا کے سامنے

تو نظر آتا نہیں لیکن منور بام ہے
جلوہ تیرا بھی برنگ شام ہے

ٹھوکریں کھاتا پھروں گا لڑکھڑانے کے عوض
گردشِ ساغر کہاں اب گردشِ ایام ہے

رنج فرقت کو اجل نے آج آدھا کر دیا
روح ہے بیتاب لیکن جسم کو آرام ہے

میری آنکھیں جس طرح محبوب کی مشتاق ہیں
مدتوں سے کان کو بھی حسرت پیغام ہے

باغ ہستی میں ہمیں بس نخلِ ماتم چاہیے
دے خوشی اوروں کو اے گردوں ہمیں غم چاہیے

تنگ اس عالم میں ہوں اب اور عالم چاہیے
وحشیوں کو ماورائے عرشِ اعظم چاہیے

فرقتِ محبوب میں جاری کروں سیلاب اشک
ہوں میں آدم زاد کچھ تقلید آدم چاہیے

ایک دم فرصت نہیں مجھ کو خدا کی یاد سے
کہتے ہیں زاہد خدا کی یاد ہر دم چاہیے

روتے ہیں اک صاحب عصمت کی فرقت میں ہم آہ
پونچھنے کو اشک کے دامانِ مریم چاہیے

ہیں ترے محرابِ ابرو کے تصور میں صنم
چشم تر کیونکر نہ ہو کعبے میں زمزم چاہیے

سال بھر ناسخ غمِ شاہِ شہیداں چاہیے
ہر مہینے کے عوض ماہِ محرم چاہیے

منتخب اشعار

رفعت کبھی کسی کی گوارا یہاں نہیں
جس سرزمیں کے ہم ہیں وہاں آسماں نہیں

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

بتوں کے پردہ میں ہم دیکھتے ہیں نورِ خدا
خدا کے دیکھنے کی اے کلیم، تاب نہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

محشر میں ہم کو نامۂ اعمال دیکھ کر
قاصد خیال آئے گا خط کے جواب کا

عمر بھر وحشت میں گر صحرا نوردی کی تو کیا
سیر کے قابل جو تھا دل کا بیاباں ، رہ گیا

تاب سننے کی نہیں ، بہرِ خدا خاموش ہو
ٹکڑے ہوتا ہے جگر ، ناسخ تری فریاد سے

اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے ولے
آج آتی شبِ فرقت میں ، تو احساں ہوتا

تمام عمر یونہی ہوگئی بسر اپنی
شبِ فراق گئی ، روزِ انتظار آیا

میری نظروں میں ہوا عرصۂ دنیا تاریک
کیا غبارِ فرسِ عمرِ رواں اُٹھتا ہے

تو کسی سے نہیں ہے بیگانہ
پر کوئی آشنا نہیں تجھ سے

وہ مست ہوں مری ٹھوکر لگے جو اے ساقی
شراب سنگ سے نکلے شرار کے بدلے

دشتِ غربت میں نگہ اپنی جدھر جاتی ہے
وہی کوچہ وہی بازار نظر آتا ہے

باندھتے ہیں اپنے دل میں زلفِ جاناں کا خیال
اس طرح زنجیر پہناتے ہیں دیوانے کو ہم

لہو سارے بدن کا کردیا ہے خشک فرقت نے
مگر اے آہ تجھ سے خشک آنسو ہو نہیں سکتا

صبحِ فرقت نے دکھایا روپ سارا شام کا
آفتابِ صبح کو سمجھا میں تارا شام کا

یہ اپنے اژدرِ گیسو دکھا دیئے تم نے
بڑا کمال یہی تھا عصائے موسیٰ میں

آتشِ رنگِ حنا سے مچھلیاں جلنے لگیں
آپ نے دھوئے جو دریا کے کنارے ہاتھ پاؤں

پُر ہیں شیشے تو جام خالی ہے
گردشِ آسماں نرالی ہے

نہ ہوئے دیدۂ تر اشکوں سے اک پل خالی
کبھی ہوتے نہیں پانی سے یہ بادل خالی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

دل نے جس راہ لگایا میں اسی راہ چلا
وادیٔ عشق میں گمراہ کو رہبر سمجھا

پڑگیا ہے چشم ساقی کا کہیں دریا میں عکس
ورنہ یہ گردش کہاں سے آگئی گرداب میں

آتے آتے جو پھر گیا ہے خواب
شاید اس کا خیال آپہنچا

لگا میں چاند کو جب دیکھنے تو بولے واہ
تم اس کو دیکھتے ہو کیا مری جبیں دیکھو

شکل زنجیر ترے پاؤں میں اُلجھی ہے زُلف
وحشتِ عشق کی تاثیر اسے کہتے ہیں

کوئی غافل نہیں رہتا کوئی ہشیار کے ساتھ
بخت خفتہ ہے مگر دیدۂ بیدار کے ساتھ

طور و موسیٰ ذرۂ صحرائے عشق
نوح و طوفاں قطرۂ دریائے عشق

جو ترے عشق میں ہلاک نہیں
زندگانی میں لطف خاک نہیں

دعا باراں کی جب میں مانگتا ہوں وقتِ میخواری
تو پیالی میرے شیشوں پر وہیں پتھر برستے ہیں

اے جنوں ہجر میں کیا نالۂ دمساز نہیں
ضعف ایسا ہے کہ زنجیر میں آواز نہیں

میخانہ یہ خرابۂ عالم اگر نہیں
پھر کس لیے کسی کو کسی کی خبر نہیں

گور آتی ہے نظر جب مجھ کو گھر آتا ہے یاد
اس سفر میں ہائے دنیا سے سفر آتا ہے یاد

گھر مرا فرقت میں سُونا ہوگیا
کنجِ مدفن کا نمونا ہوگیا

یہ آدمی ہے کہ برسوں جمال رہتا ہے
وگرنہ ماہ کو یک شب کمال رہتا ہے

کیا کروں شکوہ رنجِ غربت کا
فی الحقیقت کوئی وطن میں نہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اس پری رو کی نہ محفل میں کبھی جاؤں گا
لے چل اے جوشِ جنوں گوشۂ زنداں کی طرف

دشتِ وحشت نے کیا چاک گریباں میرا
کیا اسی کو شبِ فرقت کی سحر کہتے ہیں

وحشت سے پھر رہا ہوں تری جستجو نہیں
ہے کون سا مقام کہ اے جان تو نہیں

مثلِ خورشید احاطہ کیئے ہے نورِ جمال
کوئے جاناں میں کبھی سایۂ دیوار نہیں

کیجیے کس وقت اے ناسخ بھلا فکرِ سخن
نامے لکھنے سے کبھی ہوتی نہیں فرصت ہمیں

ہے سیہ خانہ ہمارا سست بنیاد اس قدر
شمع رکھے گی قدم تو زلزلہ ہو جائے گا

فرقت قبول رشک کے صدمے نہیں قبول
کیا آئیں ہم، رقیب تری انجمن میں ہے

آئے وہ ناگہاں مرے سوتے میں صبح دم
بیدار مجھ کو طالعِ بیدار نے کیا

پوچھنے کی نہیں طوفانِ بلا کو حاجت
جانتا ہے مرے ویرانے کو وہ گھر اپنا

جب مرے دل کو اضطراب ہوا
سارے عالم میں انقلاب ہوا

جس قدر ہم سے تم ہوئے نزدیک
اس قدر دُور کر دیا ہم کو

موت ہے نزدیک مجھ سے کوئے قاتل دُور ہے
پاس آپہنچا ہے رہزن اور منزل دُور ہے

جس نے آنکھ آپ سے لڑائی ہے
اس سے اک خلق کی لڑائی ہے

چاک کرنے کے لیے اے ناصح
ہم گریبان سیا کرتے ہیں

نالہ اپنا جہاں بلند ہوا
شعلہ تا لامکاں بلند ہوا

بخت نے پائی جب کہ بیداری
میری پائے طلب کو خواب ملا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہاتھوں کی شکایت ہے ہمیں وحشتِ جنوں میں
پاؤں میں اُلجھتا ہے گریبان ہمارا

وحشتِ غربت میں دیکھ کر تجھ کو
آج بھولا مجھے وطن اپنا

ہر دم مجھے جلاتے ہو، کہتے ہو اف نہ کر
انسان کو بھی تم نے سمندر بنا دیا

وصل کس کا وہ تو مجھ سے رات بھر
مثلِ گیسو بے سبب برہم رہے

بجائے داغ ملے دیدۂ غزال مجھے
کمال جوششِ وحشت ہے اب کے سال مجھے

دُور سے آواز آتی ہے مجھے
آج بوئے پیرہن نزدیک ہے

گیا وہ چھوڑ کر رستے میں مجھ کو
اب اس کا نقشِ پا ہے اور میں ہوں

مرتبہ کم حرصِ رفعت سے ہمارا ہوگیا
آفتاب اونچا ہوا اتنا کہ تارا ہوگیا

کوئی غارت گر نہیں دیوانوں کے اسباب کا
خانۂ زنجیر کو کچھ ڈر نہیں سیلاب کا

ساغر میں عکسِ رخ، ورخِ گلگوں پہ ہے عرق
موتی جو آگ میں ہے تو شعلہ ہے آب میں

دیا میرے جنازے کو جو کاندھا اس پری رو نے
گماں ہے تختۂ تابوت پر تختِ سلیماں کا

رکھتا ہے فلک سر پہ بنا کر شفق اس کو
اُڑتا ہے اگر رنگِ حنا تیرے قدم سے

نقش ہیں تسخیرِ دل کے واسطے نقشِ قدم
سایہ تیرا اے پری جادو کا پتلا ہوگیا

دشتِ جنوں میں آبلے پھوٹے نہیں مرے
یہ ہے شبیہ دیدۂ خوں بار، پاؤں میں

سُن کے نالے گھر سے نکلا ہے جو وہ خورشید رو
یہ تجلی ہے ہمارے شعلۂ آواز کی

پھول جھڑتے ہیں ترے منہ سے جو اے رنگیں بیاں
نکتہ چیں آیا تری محفل میں، گل چیں ہوگیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

واہ کیا رنگ ہے، گویا کہ ٹپکتا ہے شباب
منہ وہ پونچھے تو ابھی سرخ ہو رومال سفید

لب ریز اس کے ہاتھ میں ساغر شراب کا
بنتا ہے عکسِ رُخ سے کٹورا گلاب کا

رنگ رُخ اُڑتے ہی سوئے عارضِ جاناں چلا
طائر نکہت اسیر دام گیسو ہوگیا

کس کی ہم جستجو کو نکلے تھے
نہیں پاتے کہیں سراغ اپنا

وشتِ غربت جل رہا ہے میری برق آہ سے
لگ اٹھی تھی جس طرح سے وادیٔ ایمن میں آگ

جنوں پسند مجھے چھاؤں ہے ببولوں کی
عجب بہار ہے ان زرد زرد پھولوں کی

تیری صورت سے کسی کی نہیں صورت ملتی
ہم جہاں میں تری تصویر لیے پھرتے ہیں

تمام عمر یونہی ہوگئی تمام اپنی
شبِ فراق کٹی روز انتظار آیا

اس ستم گر کو یہاں تک تو مرے ساتھ ہے ضد
میں نے گھر ڈھونڈ نکالا تو وہ گھر چھوڑ دیا

ذبح کر ڈالوں گا اب کے جو تو بولا شبِ وصل
میں نے سو بار تجھے مرغِ سحر چھوڑ دیا

خاکساری بھی نہ چھوٹے، دے خدا جس کو عروج
آسماں پر ماہ تاباں ہے زمیں پر چاندنی

دل سیہ ہے بال اپنے سب ہیں پیری میں سفید
گھر کے اندر ہے اندھیرا اور باہر چاندنی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

امام بخش ناسخ

کتابیات

اصل نام: امام بخش

قلمی نام: امام بخش ناسخ

تاریخ پیدائش: ۷ محرم ۱۱۸۶ھ بمطابق ۱۵ اپریل ۱۷۷۲ء فیض آباد لکھنؤ

تاریخ وفات: ۱۵ اگست ۱۹۳۸ء

آپ کے والد کا نام شیخ خدا بخش تھا جو لاہور سے ہجرت کر کے فیض آباد پہنچے تھے۔ ناسخ کی طفولیت کے زمانے میں ان کے والد نے لکھنؤ میں نقل مکانی کی۔ والد کا پیشہ تجارت تھا۔ ناسخ نے بھی یہی پیشہ اختیار کیا۔ لیکن جب بعد میں شاعری ذریعہ عزت بنی تو اس پیشے کو ترک کر دیا۔ ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ چنانچہ بڑی فارغ البالی میں زندگی گزاری اور عمر بھر اشعار کو ہی اپنی اولاد سمجھتے رہے۔

کوئی مضمون ہوتا ہے طبیعت سے اگر پیدا
یہ ہوتی ہے خوشی مجھ کو ہوا گویا پسر پیدا

لکھنؤ میں اکھاڑوں کا خاصا رواج تھا۔ ناسخ پہلوانی کی طرف مائل ہوئے اور کامیابی حاصل کی۔ بعد میں اس شغل کو ترک کر دیا۔ تاہم ادبی اکھاڑے میں آخر وقت تک زور آزمائی کرتے رہے۔ مصحفی کے مطابق بیس برس کی عمر میں شاعری شروع کی۔ فرنگی محل کے عالم حافظ وارث علی کے حلقہ درس میں شریک ہوئے اور فارسی و عربی کی مطلوبہ قابلیت بہم پہنچائی۔ شاعری میں میر تقی میر کی شاگردی اختیار کرنے کی کوشش کی لیکن میر کی نازک مزاجی سدِ راہ بنی۔ مایوس ہو کر فیصلہ کیا کہ اب وہ کسی کی شاگردی اختیار نہیں کریں گے۔ لکھنؤ کے مشاعروں سے اتنا کچھ سیکھا کہ استاد کی ضرورت

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سے بے نیاز ہو گئے۔ ناسخ ذرا دیر سے مشاعروں کی مسندِ صدارت پر متمکن ہوئے لیکن اپنی حیثیت منوالی۔ آتش کے ساتھ مل کر انہوں نے لکھنؤ کو ایک آزاد ادبی مرکز بنا کر چھوڑا۔

لکھنؤ کے سیاسی خلفشار میں ناسخ کو کافی تکالیف اُٹھانا پڑیں۔ ان کو اپنے ہی گھر میں نظر بند کیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۸۲۸ء میں پیش آیا۔ غالباً اپنے ایک شاگرد فقیر محمد گویا کی کوششوں سے رہائی ملی اور انہوں نے لکھنؤ کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ الٰہ آباد چلے گئے۔ الٰہ آباد میں انہوں نے کئی شاگرد بنائے۔ جلاوطنی کے زمانے میں انہوں نے اپنا دوسرا دیوان مرتب کیا اور اپنے حالات کی مناسبت سے ''دفترِ پریشان'' نام رکھا۔ ۱۸۳۲ء میں لکھنؤ سے سیاسی حالات موافق پا کر واپس لکھنؤ چلے گئے۔ لیکن ۱۸۳۷ء میں حکومت کے تبدیل ہونے پر ناسخ کو دوبارہ جلاوطنی اختیار کرنی پڑی اور کان پور چلے گئے۔ لکھنؤ کی وزارت پر حکیم مہدی متمکن ہوئے تھے جو ۲۵ دسمبر ۱۸۳۷ء کو انتقال کر گئے اور ناسخ واپس لکھنؤ آ گئے۔ محمد تقی شاہ نے ناسخ کی بڑی قدر و منزلت کی۔ یوں ناسخ کی زندگی بڑی خوشگوار گزرنے لگی۔ اسی زمانے میں انہوں نے اپنی مثنوی ''سراج نظم'' لکھی۔ فسادِ خون کے مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کیا اور اپنے ہی مکان میں دفن ہوئے۔ اولاد کوئی نہ تھی۔ وصیت کے مطابق اُن کے ایک دوست ''مرزائی'' کو ان کا ترکہ ملا۔ ان کی وفات پر ان کے شاگردوں نے تاریخوں کا انبار لگا دیا۔ شاید ہی کسی شاعر کی وفات پر اتنی تاریخیں کہی گئی ہوں۔

ناسخ بڑے خوددار اور دوست نواز شخص تھے۔ ورزش اور کسرت کے بڑے شائق تھے۔ کھانے کے بھی شوقین تھے۔ ان کے کھانے کے لئے آم ٹوکروں کے حساب سے آتے تھے۔

ادبی میدان میں ناسخ کو بہت سے مخالفین سے مقابلہ کرنا پڑا جن میں آتش اور اُن کے شاگرد پیش پیش تھے۔ ناسخ پر دُم کٹے بھینسے کی پھبتی کسی گئی اور ان کے سیاہ رنگ کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

طنز کا نشانہ بنایا گیا۔ جس کے جواب میں ناسخؔ کو کہنا پڑا۔

میں گو کہ حُسن سے ظاہر میں مثلِ ماہ نہیں

ہزار شکر کہ باطن میرا سیاہ نہیں

آتشؔ کے شاگرد شیوہ رام شائقؔ نے تو ناسخؔ کے دیوان کی ہر غزل کا جواب لکھنا شروع کیا۔ ناسخؔ نے بھی اپنے شاگرد فتح چند شائقؔ کو شیوہ رام کی سرکوبی کے لئے تیار کیا اور یوں لکھنؤ کے ان دو شعراء کے درمیان خاصی نوک جھونک رہی۔

ناسخؔ کے والدین سنی تھے لیکن وہ غالباً اپنے ایک عزیز کاظم علی صالح کی صحبتوں کی وجہ سے شیعہ اثنا عشری تھے۔ تاہم ان میں وسیع المشربی تھی اور ہر عقیدے کے لوگوں سے ان کا ملنا جلنا اور دوستی تھی۔ ناسخؔ اور غالبؔ میں قریبی تعلقات تھے۔ ناسخؔ نے غالبؔ کی پریشانیوں کے سلسلے میں ایک حد تک ان کی مدد کی۔ ناسخؔ کے نام غالبؔ کے کئی فارسی خطوط ان کے مجموعہ مکاتیب میں موجود ہیں۔ ناسخؔ نے شاگردوں کی اچھی خاص تعداد چھوڑی جن میں رشکؔ، سحرؔ، قیصرؔ، محمد خان گویاؔ، حاتم علی مہرؔ، کلب حسین خان نادرؔ، منیرؔ شکوہ آبادی اور خواجہ وزیرؔ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

''ناسخؔ کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ اُنہوں نے لکھنؤ کے دبستان شاعری کو دلی سے الگ منوایا اور لکھنؤ کی زبان اور شاعری کو قواعد وضوابط کی سند دی۔ سنسکرت کے ثقیل الفاظ اور پرانے ہندی محاورات کو نکال کر عربی فارسی کے الفاظ داخل کیے۔ تذکیر و تانیث کے قاعدے متعین کیے۔ فنِ شعر کے اُصول وضع کیے۔

ناسخؔ کا اثر بعد کے ادوار پر بھی پڑا اور ناسخؔ کے فن پر بہت سے حضرات نے قلم اُٹھایا زیرِ نظر صفحات ان تحقیقی کاوشوں کا ایک مرقع ہے جو لکھنؤ کے اس نمائندہ شاعر کے فکر و فن کو سمجھنے کے لئے کی گئیں۔

کلیاتِ ناسخؔ کے قلمی نسخے

ہند و پاک کے مختلف نجی اور سرکاری کتب خانوں میں دیوانِ ناسخؔ کے متعدد قلمی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نسخے موجود ہیں۔ جتنے مخطوطات ناسخ نے اپنے پیچھے چھوڑے، اتنے شاید ہی کسی اور نے چھوڑے ہوں، ناسخ نے بعض شاگردوں کو اس کام کے لئے باقاعدہ مامور کیا تھا چند اہم نسخوں کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے:

(۱) دیوانِ ناسخ: ۱۲۳۲ھ ۱۸۱۶ء : ۱۶۶اوراق ۱۲۶۵۰اشعار
مخطوطہ موجود سبحان اللہ سیکشن (قلمی نسخہ نمبر ۱۱) لٹن لائبریری علی گڑھ

(۲) دیوانِ ناسخ: ۱۲۳۹ھ : اوراق ۱۵۵ سطر سوا ۱۹
خط نستعلیق سائز "۱۱×۷" نمبر مخطوطہ ۲۶ کتب خانہ راجہ صاحب محمود آباد

(۳) دیوانِ ناسخ: (نسخہ سالار جنگ میوزیم) مکتوب ۱۲۴۴ھ
سائز "۱۰½×۶" صفحات ۲۱۲، سطر: ۱۲: خط نستعلیق
کاتب محمد عطا اللہ خان: کتب خانہ سالار جنگ: فہرست نمبر ۵۵۷ء

(۴) دیوانِ ناسخ: (نسخہ شعیب احمد کالج آگرہ): مکتوبہ ۷ ذی الحجہ ۱۲۴۸ھ
کاتب: ابو جعفر
ملکیت: حامد حسن قادری: ابتدائی ۴ صفحے غائب ہیں۔

(۵) دیوانِ ناسخ (دیوان دوم): اوراق ۱۸۱ خط نستعلیق، سائز "۶×" ۹½
مکتوبہ ۱۲۴۷ھ حروف تہجی کے لحاظ سے ردیف وار لکھا گیا ہے

(۶) دیوانِ ناسخ: اوّل: اوراق: ۳۶۔
محفوظ ادارہ ادبیات اُردو حیدر آباد لائبریری منقولہ ۱۲۵۰ھ
بحوالہ تذکرہ اُردو مخطوطات جلد اوّل ص ۲۳۲
اس دیوان میں ۷۵۰ اشعار درج ہیں۔

(۷) دیوانِ ناسخ: اوراق ۱۸۵ ردیف دار غزلیات درج ہیں: آخر میں ۴۳ قطعات ۵۱ رباعیات اور ۸ تاریخیں درج ہیں۔ آخر قطعہ ۱۲۵۱ھ ۱۸۳۵ء ہے۔
بحوالہ فہرست مخطوطات ص ۵۵۲۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۸) دیوان ناسخ (دوم) اوراق: ۲۵۰ تاریخ مکتوبہ ۱۲۵۴ھ

کتب خانہ سالار جنگ فہرست نمبر ۵۵۶

(۹) کلیات ناسخ: تاریخ تالیف ۱۲۵۴ھ ۱۸۴۷ء تاریخ کتابت ۳ جمادی الثانی

۱۲۶۶ھ محفوظ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن۔

بحوالہ: اُردو مخطوطات جلد اوّل ص ۳۶، ۳۷۔

(اس میں تینوں دیوان شامل ہیں)

(۱۰) دیوان ناسخ (دوم): مکتوبہ ۱۲ شعبان ۱۲۵۷ھ : اوراق ۱۸۶

محفوظ کتب خانہ جامع مسجد گورکھپور

بحوالہ محمود الٰہی: ناسخ کا دیوان دوم: اُردو ادب علی گڑھ شمارہ ۱

۱۹۶۳ء ص ۲۰۔ ۵۰۔

(۱۱) نسخہ دیوان ناسخ: (نسخہ جان پالمر) مکتبہ: ۱۲۵۸ھ

ناسخ کی زندگی میں مرتب ہوا۔ اس میں ۱۲۴۳ھ سے ۱۲۵۱ھ

تک کی اہم تاریخیں درج ہیں۔ اس میں ناسخ کا کچھ غیر مطبوعہ

کلام بھی موجود ہے۔

(۱۲) دیوان ناسخ (سوم موسومہ دفتر شعر) مکتوبہ: ۱۲۶۶ھ کاتب: نامعلوم

سالار جنگ میوزیم حیدر آباد۔

(۱۳) دیوان ناسخ (دوم) اوراق: ۱۸۱ کاتب: پاچا خان

مکتوبہ ۲۴ ذیقعد ۱۲۶۸ھ/۹ ستمبر محفوظ انجمن ترقی اُردو لائبریری کراچی۔

صرف غزلیات درج ہیں: دیوان دوم اور سوم کی غزلیات یکجا کی گئی ہیں۔

(۱۴) دیوان ناسخ (نسخہ آصفیہ): مخطوطہ نمبر ۱۲۸۶ سائز "۱۲×"۱۴ صفحات: ۴۰۲ سطر: ۱۲

سال کتابت: ۱۲۶۶ھ۔

(۱۵) دیوان ناسخ (دوم): اوراق: ۸۲ زمانہ تالیف قبل ۱۲۹۰ھ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مکتوبہ اواخر تیرھویں صدی ہجری، محفوظ ادارہ ادبیات اُردو حیدرآباد دکن۔ اس میں ۲۲۵۰ اشعار ہیں۔ نامکمل ہے ردیف ''ن'' پر ختم ہو جاتا ہے۔

(۱۶) دیوانِ ناسخ: (دیوان اوّل ودوم): (صرف غزلیات) مکتوبہ: ۱۲۹۸ھ محفوظ انجمن ترقی اُردو لائبریری کراچی

(۱۷) دیوانِ ناسخ: اوراق ۳۷۷: کاتب: سید شاہ داؤد اللہ حسینی مکتوبہ: ۲ جمادی الاوّل ۱۲۹۹ھ
بحوالہ اُردو مخطوطات کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد اوّل ص ۳۶۔

(۱۸) دیوانِ ناسخ: صفحات ۳۶۱ (دیوان سوم) مکتوبہ تیرھویں صدی اواخر
(اس میں غزلیات شامل ہیں آخر میں ایک مسدس اور فارسی قطعہ ہے)
بحوالہ: اُردو مخطوطات کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد اوّل ص ۳۷

(۱۹) کلیاتِ ناسخ: اوراق: ۴۲۸ مکتوبہ تیرھویں صدی ہجری ربع ثالث چار حصوں پر مشتمل ہے۔ غزلیات، رباعیات، مخمس، مثنوی، قطعات اور فارسی کلام۔ موجود قومی عجائب گھر کراچی نمبر ۱۵۴

(۲۰) دیوانِ ناسخ: موجود: پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور مخطوطہ نمبر ۲۶۸۶

(۲۱) دیوانِ ناسخ: اوراق: ۱۷۵ موجود رام پور رضا لائبریری سائز ۲۲×۱۷ سم
بحوالہ امتیاز علی عرشی ''دیوان ناسخ کا ایک نادر مخطوطہ صحیفہ شمارہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۱ء ص ۶۹-۸۱۔

(۲۲) دیوانِ ناسخ: محفوظ ٹیگور لائبریری لکھنؤ یونیورسٹی
(بحوالہ ناسخ از ڈاکٹر شبیہ الحسن ص ۱۲۷)

(۲۳) دیوان دوم ناسخ: اوراق: ۱۳۰
محفوظ کتب خانہ سالار جنگ حیدرآباد دکن، فہرست نمبر ۵۵۹۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۲۴) دیوان ناسخ (اول) اوراق ۳۳۶ (ناقص)

محفوظ کتب خانہ سالار جنگ حیدرآباد دکن فہرست نمبر ۵۵۸۔

(۲۵) کلیات ناسخ: (اسپرنگر) کتب خانہ شاہانِ اودھ فہرست نمبر ۶۷۹

اس میں تینوں دیوان شامل ہیں۔

(۲۶) دیوان اوّل (دو نسخے): محفوظ انجمن ترقی اُردو علی گڑھ، سلسلہ نمبر ۵۱۶،۵۱۵

بحوالہ اُردو ادب مارچ ۱۹۵۳ء ص ۱۵۳

(۲۷) دیوان ناسخ (۳ نسخے): جموں کشمیر یونیورسٹی کشمیر: سید مسعود حسن رضوی ادیب

کے کتب خانہ سے لائے گئے۔ بحوالہ آبِ حیات کا تنقیدی مطالعہ ص ۹۵۔

(۲۸) قصیدہ امام بخش ناسخ: صفحات ۴ کاتب: غلام محمد

خیرپور ڈویژنل پبلک لائبریری۔ بحوالہ سندھ میں

اُردو مخطوطات ص ۱۴۸۔۱۴۹

بلبل ہوں بوستانِ جنابِ امیر کا

روح القدس ہے نام میرے ہم صفیر کا

کلیات ناسخ کے مطبوعہ قدیم نسخے:

(۱) کلیات ناسخ: مطبع محمدی لکھنؤ: مرتبہ میر حسن رضوی

ذی الحج ۱۲۵۸ھ ۱۸۴۲ء صفحات ۴۰۴ + ۷

محفوظ: عقیقی سید سیکشن پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور

یہ نسخہ ناسخ کے شاگرد درخشاں لکھنوی کے نگرانی میں شائع ہوا۔

۳۶۷ سے ص ۴۰۴ تک حضرت علیؑ کی ولادت کے سلسلے میں

سات سو اشعار کی مثنوی ہے۔

اس اوّلین اشاعت میں مالک مطبع محمدی میر حسن نے دیوان اوّل (دیوان ناسخ

۱۲۳۲ھ) تو کامل رہنے دیا لیکن تیسرا دیوان (دفترِ شعر ۱۲۵۴ھ) جسے ناسخ کے انتقال

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کے بعد اسی سال اُن کے ایک شاگرد رشک نے مرتب کیا تھا۔ یہ مختصر تھا اس لئے اسے دیوان دوم میں شامل کر دیا۔ دوسرے مطابع سے جب ناسخ کا یہ کلام شائع ہوا تو اس میں اس امر کی وضاحت نہیں کی گئی اور یہ مشہور ہو گیا کہ ناسخ کے صرف دو دیوان ہیں۔ اس غلطی کی طرف سب سے پہلے محمد حسین آزاد نے توجہ دلائی (بحوالہ تذکرہ سراپا سخن ص ۱۰۱)

(۲) کلیاتِ ناسخ: مطبع مولائی لکھنؤ : ۴۶-۱۸۴۵ء/۱۲۶۲ھ ص ۴۰۲۔
حسب فرمائش شاہزادہ فرخندہ بخت بہادر۔

(۳) کلیاتِ ناسخ: کارخانہ علی بخش لکھنؤ: المعروف نسخہ مصطفائی۔
مرتبہ: محمد مصطفیٰ خان ۲۷ جمادی الاول ۱۲۶۷ھ

(۴) کلیاتِ ناسخ: مطبع اودھ گزٹ لکھنؤ ۷ا اکتوبر ۱۹۶۰ء، ۲۰ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ

(۵) کلیاتِ ناسخ: مطبع نول کشور ۱۲۸۰ھ

(۶) کلیاتِ ناسخ: مطبع سلطانی: ۱۸۶۷ء (بحوالہ نوائے ادب: جولائی ۱۹۶۰ء ص ۶۱)

(۷) کلیاتِ ناسخ: مطبع نول کشور: کان پور: ۱۸۷۱ء

(۸) دیوانِ ناسخ: منشی نول کشور کان پور ۱۸۷۲ء باہتمام مولوی محمد اسماعیل
دیوان اول، دوم (یکجا) دیوان دوم حاشیے پر: صفحات ۲۴۴
موجود مجلس ترقی ادب لائبریری لاہور

(۹) دیوانِ ناسخ: مطبع نول کشور لکھنؤ ۱۸۹۳ء/۱۳۱۰ھ ۱۲۳+۲۲۰ صفحات

(۱۰) دیوانِ ناسخ: مطبع نول کشور لکھنؤ ۱۹۲۳ء صفحات ۵۷۰
محفوظ خواجہ اسد مرحوم لائبریری۔ حضرو۔

(۱۱) کلیاتِ ناسخ:
اولین نسخوں کی مدد سے یونس جاوید نے اس کلیات کو مدون کیا ہے۔ یہ دیوان مجلس ترقی ادب لاہور کے تحت شائع ہوا ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

ناسخ کی مثنویاں

(۱) مثنوی سراج نظم : لکھنو ۱۲۶۵ھ

(۲) مثنوی شہادت نامہ آل نبی: ۱۸۷۶ء

(بحوالہ ناسخ: از ڈاکٹر سید شبیہ الحسن: ص ۲۲۷)

(۳) مثنوی: شہادت نامہ آل نبی: مطبع نول کشور کان پور ۱۸۸۰ء

(۴) مثنوی: شہادت نامہ آل نبی: مطبوعہ نول کشور کان پور ۱۸۸۸ء

(۵) مثنوی ناسخ مشتمل ذکر میلاد و مناقب: مرتبہ حبیب اللہ غضنفر

کتابستان الہ آباد ۱۹۳۱ء صفحات ۷۵، یہ نسخہ ۱۲۶۶ھ میں حافظ محمد

بخش نے نواب سید احمد عباس صاحب خلف نواب سید حیدر حسین

خان کے واسطے لکھا تھا (محفوظ مجلس ترقی ادب لاہور: لائبریری)

انتخابِ کلامِ ناسخ

(۱) انتخاب دیوان ناسخ: حسرت موہانی کان پور ۱۲۲۹ء ۲۸ صفحات

(۲) انتخاب ناسخ: مشمولہ: انتخاب سخن جلد نہم، اتر پردیش اردو اکیڈمی۔

(۳) انتخاب ناسخ: تصحیح و ترتیب: رشید حسن خان

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی اپریل ۱۹۷۲ء طبع اوّل صفحات: ۳۲۰

مقدمہ: ص ۷۔۱۳۱ انتخاب: ص ۱۳۳۔۳۲۰۔

(۴) انتخاب غزلیات ناسخ: مرتبہ کاظم علی خان

بہار اُردو اکیڈمی ۱۹۸۴ء (انعام یافتہ)

(۵) انتخاب ناسخ: مرتبہ: سید مرتضیٰ حسین فاضل

کتاب منزل ایجوکیشنل پبلشر کشمیری بازار، لاہور (سن ندارد)

(۶) انتخاب سراج نظم: (موسوم تشریح جعفری نظم (نور نظم) مرتبہ: مولوی سید محمد کمال الدین۔

سال طباعت ۱۳۹۱ھ صفحات: ۶۴

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

محفوظ مجلس ترقی ادب لائبریری لاہور۔

(۷) بہارستان سخن: ۱۲۶۳ھ

مطبع محمدی باہتمام ولی محمد، صفحات: ۲۵۶، محفوظ: مجلس ترقی ادب لائبریری۔ (شیخ امام بخش ناسخ، خواجہ حیدر علی آتش اور آبادی کی غزلوں کا انتخاب)

(۸) رسالہ در صنعت: رسالہ تاریخ در باب وفات ائمہ و بعض وفات پادشان سلف و حالات نامعلوم المولف رسالے میں ناسخ سے متعدد نادر قطعات تاریخ موجود ہیں۔

غیر مدون کلام، کتب

(۱) گیان چند نے جموں یونیورسٹی میں موجود کلیات ناسخ کے مختلف نسخوں کے موازنے کے بعد ناسخ کی ۱۴۲ غزلوں کا سراغ لگایا ہے جو مطبوعہ کلام میں شامل نہیں ہیں۔ یہ تمام کلام اُن کی کتاب ''حقائق'' میں شائع ہو چکا ہے۔

(۲) اکبر حیدری کاشمیری نے مقالات حیدری مطبوعہ فروری ۱۹۷۷ء اُردو پبلشرز نظیر آباد لکھنؤ میں ناسخ کے ۳۰ قطعات اور ایک مثنوی شائع کی ہے جو کسی مطبوعہ دیوان میں شامل نہ تھی۔

(۳) منیر شکوہ آبادی کے بقول ناسخ کے ہاں (۹۸) غیر مطبوعہ قصیدے تھے (بحوالہ ''سنان دلخراش''، مخطوطہ لکھنؤ یونیورسٹی) لیکن منیر کا یہ بیان مشکوک ہے۔

(۴) ۹ مخطوطات میں ۶۰، ۶۵، رباعیات ایسی ہیں جو غیر مطبوعہ ہیں۔ تاریخی قطعات کی تعداد بھی خاصی ہے۔

(۵) مخطوطات میں کچھ غیر مطبوعہ فارسی کلام بھی موجود ہے۔

(۶) رسالہ قافیہ: فارسی میں ہے۔ ۳۰ صفحات پر مشتمل ہے اور ناسخ سے منسوب ہے اس کا واحد نسخہ پروفیسر مسعود حسن رضوی کے کتب خانے میں موجود ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۷) منہاج العروض: یہ رسالہ بھی ناسخ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن بعض قرائن سے یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ ناسخ سے بعض اور رسائل مثلاً مولود شریف، مولود علی مرتضیٰ، شہادت جناب سید الشہداء، ولایت جناب امیر علیہ السلام وغیرہ بھی منسوب ہیں، لیکن ان کی اصلیت کی تصدیق نہیں ہو سکی۔

ناسخ تذکروں میں

(۱) آبِ بقا: خواجہ عبدالرؤف عشرت
نامی پریس لکھنؤ ۱۹۲۸ء
ناسخ کا مفصل ذکر ص ۱۱۲۔۱۱۹

(۲) آبِ حیات: مولوی محمد حسین آزاد
شیخ غلام علی لاہور ۱۹۵۷ء
ناسخ حالات زندگی، کارنامے، خصوصیات کلام ص ۳۴۳، ۳۷۹۔

(۳) ارمغان گوکل پرشاد: گوکل پرشاد ۱۸۷۸ء (اردو)
(i) مطبع مطلع نور، منشی بہاری لال واقع کانپور ۱۸۸۲ء
(ii) مطبوعہ انجمن ترقی اردو کراچی۔

(۴) اعجاز سخن: شیر علی سرخوش
سلسلہ ستم ظریف بک ڈپو لاہور
ناسخ کا ذکر ص ۱۹۱۔۱۹۶

(۵) انتخاب دواوین: امام بخش صہبائی ۴۳/۱۸۴۲ء (اردو)
قلمی نسخہ محفوظ پنجاب یونیورسٹی لائبریری۔

(۶) بزم سخن: سید علی حسن خان ۱۸۸۱ء ناسخ کا ذکر ص ۱۱۰ پر ہے۔

(۷) بہارِ بے خزاں: احمد حسین سحر ۱۸۴۵ء (فارسی)
مطبوعہ علمی مجلس دہلی ۱۹۶۸ء ناسخ ص ۱۱۲۔

Presented By: https://jafrilibrary.com
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

قلمی نسخہ محفوظ ندوۃ العلما لکھنؤ۔

(۸) بے جگر: خیراتی لعل بے جگر ۲۷ـ۱۸۲۶ء (فارسی) غیر مطبوعہ

(۹) تاریخ ادب ہندوستانی: گارساں دتاسی ۱۸۳۹ء (فرانسیسی)

رائل ایشاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹش اینڈ آئرلینڈ ۱۸۳۹ء

جلد اول، اُردو ترجمہ لیلیان نذرو: کراچی یونیورسٹی، لائبریری،

۱۹۶۰ء (قلمی)

(۱۰) جلوہ خضر: جلد دوم صفیر بلگرامی/ سید فرزند احمد بلگرامی

مطبع نور الانوار آرہ بہار: ۱۸۸۴ء ناسخ کا ذکر ص ۲۳۴

(۱۱) تذکرہ حیدری (گلشن ہند): حیدر بخش حیدری ۱۸۰۲/۳ء (اُردو)

مطبع علمی مجلس دہلی ۱۹۶۷ء مرتبہ ڈاکٹر مختار الدین احمد

ناسخ کا ذکر موجود ہے۔

(۱۲) تذکرہ خوش معرکہ زیبا: جلد دوم سعادت خان ناصر ۴۵ـ۱۸۴۴ء (اردو)

مرتبہ عطا کاکوی مطبوعہ عظیم الشان بک ڈپو پٹنہ اکتوبر ۶۸ء،

مجلس ترقی ادب لاہور مرتبہ مشفق خواجہ ۱۹۷۰ء

قلمی نسخہ محفوظ خدابخش لائبریری پٹنہ۔ انجمن ترقی اُردو کراچی۔

ناسخ کا ذکر ص ۲۰۱، (نسخہ مجلس)

(۱۳) دستور الفصاحت: یکتا

ہندوستانی پریس رام پور ۱۹۴۳ء حاشیہ جناب عرشی، ناسخ کا ذکر موجود ہے

(۱۴) ریاض الشعراء: ناسخ کا ذکر ص ۳۳۴۔

(۱۵) ریاض الفردوس: مرتبہ: مرتضی حسین فاضل۔

شیخ مبارک علی لاہور ۱۹۶۸ء ناسخ کا ذکر ص ۱۴۲۔

(۱۶) ریاض الفصحا: غلام ہمدانی مصحفی ۱۸۰۶ء

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرتبہ مولوی عبدالحق، انجمن ترقی اُردو اورنگ آباد ۱۹۳۴ء
طبع اول ناسخ ص ۴۔

(۱۷) تذکرہ ریختی : تمکین کاظمی سید
شمس الاسلام پریس حیدر آباد دکن ۱۹۳۰ء
ناسخ ص ۲۳-۲۴

(۱۸) سخن شعرا : عبدالغفور نساخ ۶۵-۱۸۶۴ء (اُردو)
نول کشور پریس لکھنؤ مملوکہ انجمن ترقی اُردو کراچی،
ناسخ ص ۴۹۱۔

(۱۹) سراپا سخن : سید محسن علی ۵۳-۱۸۵۲ء (اُردو)

(۲۰) تذکرہ شعرا : ابن امین طوفان، ۱۸۳۱ء (فارسی)
مرتبہ: قاضی عبدالودود
سلسلہ مطبوعات ادارہ تحقیقات اُردو پٹنہ ۱۹۵۴ء

(۲۱) شعرائے اُردو : امام بخش صہبائی (مرتبہ ایوب قادری)
ناسخ ص ۳۹۔

(۲۲) شعرالہند (حصہ اول): عبدالسلام ندوی عشرت پبلشنگ ہاؤس لاہور ۱۹۵۴ء
ناسخ ص ۱۵۸-۱۷۰ ص ۱۸۱-۲۰۰-تلامذہ ص ۲۲۴-۲۳۲۔

(۲۳) تذکرہ شمع اُردو (حصہ اوّل) دارالاشاعت پنجاب لاہور-۱۹۳۰ء
ناسخ غزلیں، متفرق اشعار، مختصر حالات زندگی ص ۱۴۰-۱۵۱۔

(۲۴) شمیم سخن: حصہ اوّل عبدالحیٰ صفا ۷۳-۱۸۷۲ء (اُردو)
مطبع امدادالہند، مرادآباد، ناسخ ص ۷۶۔

(۲۶) طبقات شعرائے ہند: کریم الدین (فیلن صاحب) ۴۷-۱۸۴۶ء (اُردو)
گارساں دتاسی کی کتاب تاریخ ادب ہندوستانی کا ترجمہ متعدد افسانوں کے ساتھ۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مطبوعہ مطبع العلوم مدرسہ دہلی ۱۸۴۸ء محفوظ انجمن ترقی اُردو کراچی

ناسخ کا ذکر موجود ہے

(۲۷) طور کلیم : سید نور الحسن خان ۱۸۸۰ء (فارسی)

مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ ۱۲۹۸ھ مملوکہ انجمن ترقی اُردو کراچی

ناسخ ص ۱۰۸

(۲۸) عمدہ منتخبہ : اعظم الدولہ سرور ۱۸۰۱ء (فارسی)

مرتبہ: ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی مطبوعہ دلی یونیورسٹی ۱۹۶۱ء

قلمی نسخہ انڈیا آفس لائبریری: انجمن ترقی اُردو کراچی لائبریری

(۲۹) عیار الشعراء: خوب چند ذکا ۱۷۹۸ء (فارسی) ۸۹۱ صفحات

قلمی نسخہ (انڈیا آفس لائبریری لندن، فوٹو اسٹیٹ نسخہ،

انجمن ترقی اردو کراچی

(۳۰) فردوس معانی: آتش کا ذکر ص ۱۴۲۔

(۳۱) قطعہ منتخبہ عبدالغفور نساخ ۶۰۔۱۹۵۹ء (اُردو)

قلمی نسخہ مملوکہ ابواللیث صدیقی کراچی: مطبوعہ: نول کشور پریس لکھنؤ

جولائی ۱۸۷۴ء ناسخ کا ذکر موجود ہے۔

(۳۲) کتب خانہ شاہان اودھ اُردو ترجمہ اے حمید مصنف ڈاکٹر اسپر نگر

مشمولہ اُردو شعر کی داستان قسط ۷۔

ناشر: شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ناسخ مختصر ذکر ص ۳۵۔

(۳۳) گل رعنا: عبدالحئی ندوی

دار المصنفین اعظم گڑھ طبع سوم

ناسخ کا ذکر ص ۳۰۱، ص ۳۴۳، ۳۶۰، (طبع چہارم ۱۹۷۰ھ)

(۳۴) گلدستہ نازنیناں : کریم الدین ۱۸۴۵۔۱۸۴۴ء (اردو)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مطبع رفاہ عام ۱۲۶ھ مطبع سلطانی دہلی ۱۸۴۵ء ناسخ ص ۳۲۔

(۳۵) گلستان بے خزاں: قطب الدین باطن ۴۹۔۱۸۴۵ء (اردو)

مطبوعہ: نول کشور لکھنو ۱۸۷۵ء

(۳۶) گلستان سخن: قادر بخش صابر ۵۵۔۱۸۵۴ء (اردو)

مجلس ترقی ادب لاہور: جلد اول و دوم ناسخ ص ۲۴۸

اتر پردیش اکیڈمی لکھنو ۱۹۸۲ء ناسخ ص ۴۴۸۔۴۴۹۔

(۳۷) گلشن بے خار: محمد مصطفیٰ خان شیفتہ ۳۵۔۱۸۳۴ء (فارسی)

زیر اہتمام مطبع دہلی اُردو اخبار: مولوی محمد باقر

مطبع نول کشور لکھنو ۱۹۱۰ء، اردو ترجمہ احسان الحق فاروقی

زیر اہتمام اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ۔

آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی ۱۹۶۲ء

مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۷۳ء مرتب کلب علی خان فائق، ناسخ ص ۲۲۲

(۳۸) گلشن ہمیشہ بہار: نصر اللہ خان خویشگی ۵۴۔۱۹۵۴ء (فارسی)

مرتبہ ڈاکٹر اسلم فرخی، انجمن ترقی اُردو کراچی، ۱۹۶۷ء ناسخ ص ۳۱۲۔

(۳۹) تذکرۂ نادر: کلب حسین خان نادر ۶۷۔۱۸۶۶ء (اُردو)

مرتبہ: پروفیسر مسعود حسن رضوی ادیب لکھنو (ناشر کتاب نگر لکھنو ۱۹۵۷ء)

(۴۰) نسخہ دلکشا : ۵۵۔۱۹۵۴ء (اُردو)

مرتبہ: سوسائٹی کلکتہ :۱۸۷۰ء

پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور۔

(۴۱) نعت گویان اُردو: جلد اول : سید یونس شاہ ایبٹ آباد

انگیلان پبلشرز ۱۹۸۱ء ناسخ کے تلامذہ اور اصلاح زبان

کی کوششوں کا ذکر ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۴۲) مدائح الشعراء: عنایت حسین خان مہجور ۳۸۔۱۸۳۷ء (فارسی)

قلمی نسخہ رام پور لائبریری، (اکبر علی خان)

مطبوعہ: انجمن ترقی اردو کراچی مرتبہ: افسر صدیقی، ناسخ ص ۴۶

(۴۳) نگارستان بشیر: شاہ بہارالدین بشیر دہلوی ۱۸۷۷ء (اُردو)

غیر مطبوعہ: قلمی نسخہ انجمن ترقی اُردو کراچی نامکمل

(۴۴) یادگار شعرا: اسپرنگر (انگریزی) ۱۸۵۰ء

مرتبہ طفیل احمد: مطبوعہ ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد، ۱۹۴۳ء (اُردو ترجمہ)

ناسخ کا ذکر اُردو ادب کی تاریخوں میں:

(۱) آغا محمد باقر

تاریخ نظم و نثر اُردو: مکتبہ آزاد لاہور

ناسخ اور آتش کا زمانہ ص ۹۹۔۱۱۲

(۲) آقائے رازی:

آئینہ ادب اُردو (خلاصہ تاریخ ادب اُردو)

ایم فرمان علی بک سیلرز لاہور۔

ناسخ کے کارنامے ص ۱۱۰

(۳) اعجاز حسین: ڈاکٹر سید۔

مختصر تاریخ ادب اُردو، اُردو اکیڈمی سندھ ۱۹۷۱ء

ناسخ مختصر حالات، کارنامے ص ۱۱۶۔۱۱۹

(۴) اے حمید:

اُردو شعر کی داستان قسط نمبر ۱۴، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، سن ندارد

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

امام بخش ناسخ: حالات، انتخاب، کلام، ص ۷۔۹

(۵) جان محمد بخش: شیخ

گلشن ادب (خلاصہ تاریخ ادب اُردو/تاریخ نظم ونثر اُردو)

شیخ جان محمد بخش تاجران کتب لاہور ۱۹۴۹ء

ناسخ و آتش کا زمانہ ص ۴۴، ۵۱۔

ناسخ و آتش کا موازنہ ص ۵۲

شیخ امام بخش ناسخ اور ان کے شاگرد ص ۴۷۔۴۹۔

(۶) جمیل احمد انجم: پروفیسر:

تاریخ زبان وادب اُردو : علمی کتب خانہ لاہور

اُردو زبان اور ناسخ کی خدمات ص ۲۶۰

ناسخ اور اصلاح زبان کی تحریک ص ۲۶۱

ناسخ کا نظریہ زبان ص ۲۶۷

ناسخ کی شاعرانہ حیثیت ص ۲۶۸

ناسخ کی مثنویاں ص ۲۶۹

خصوصیات اور خامیاں ص ۲۶۸۔۲۷۳

(۶ب) جمیل احمد بریلوی: اُردو شاعری کی مختصر تاریخ۔

راجہ رام کمار پریس بک ڈپو لکھنؤ ناسخ ص ۹۲۔

(۷) رام بابو سکسینہ: تاریخ اُردو

(ا) علمی کتب خانہ لاہور ۱۹۸۲ء

ناسخ تصانیف، غزلیں، کارنامے خدمات اور تلامذہ ص ۱۹

(۲) A HISTORY OF URDU LITERATURE

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۸) سلیم اختر : ڈاکٹر: اُردو ادب کی مختصر ترین تاریخ

سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۷۸ء

شیخ امام بخش ناسخ، حالات، نمونہ کلام ص ۱۰۶۔۱۰۷۔

(۹) شجاعت علی سندیلوی :

تعارف تاریخ اُردو ادارہ فروغ اُردو لکھنؤ ۱۹۶۳ء طبع دوم

امام بخش ناسخ ص ۱۲۸، ۱۳۰۔

مختصر حالات، انتخاب کلام۔

(۱۰) صغیر احمد جان:

تاریخ زبان و ادب اُردو: شیخ محمد اشرف تاجر کتب لاہور

شیخ امام بخش ناسخ: شاگردان ناسخ ص ۱۳۹۔۱۴۴۔

(۱۱) عظیم الحق جنیدی:

اُردو ادب کی تاریخ: ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ طبع ششم ۱۹۸۴ء

ناسخ کا ذکر ص ۱۰۷

(۱۲) گراہم بیلی: (GRAH AME BAILEY)

A HISTORY OF URDU LITERATURE 1977 A.D.

ناشر: البیرونی لاہور

ناسخ کا ذکر ص ۳۰، ۴۰، ۵۰، ۵۹، ۶۲ تا ۶۵، ۷۰، ۷۲۔

(۱۳) محمد صادق: A HISTORY OF URDU LITERATURE

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کراچی، ۱۹۶۴ء

ناسخ کا ذکر ص ۳۱، ۲۹۷

اصلاحات ص ۱۳۳، ۱۳۷۔

(۱۴) محمود بریلوی:

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مختصر تاریخ ادب اُردو ۱۹۸۵ء

شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ناسخ ص ۱۱۱۔۱۱۲

(۱۵) محی الدین زور:

تاریخ ادب اُردو: ادارہ ادبیات اُردو حیدر آباد دکن، طبع چہارم ۱۹۶۰ء

ناسخ کا ذکر ص ۹۱، ۱۰۱، ۱۱۱، ۱۳۰۔

(۱۶) نسیم قریشی:

اُردو ادب کی تاریخ: ادارہ فروغ اُردو لکھنؤ ۱۹۶۱ء

ناسخ ص ۱۰۰، ۱۰۲۔

(۱۷) ضمیر اختر نقوی:

شعرائے اُردو اور عشقِ علیؑ، مطبوعہ مرکز علوم اسلامیہ کراچی، پہلی اشاعت

۱۹۹۴ء، دوسری اشاعت ۲۰۰۷ء، تیسری اشاعت: ۲۰۰۹ء۔

ناسخ کی مذہبی شاعری پر ایک باب ہے۔

(۱۸) وقار عظیم سید:

تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند: پنجاب یونیورسٹی لاہور

شیخ امام بخش ناسخ ص ۲۴۹۔۲۶۲

(۱۹) یوسف زاہد:

تاریخ ادب اُردو (عہد سرسید کی تخصیص کے ساتھ) اختر بک ڈپو لاہور

ناسخ لکھنوی ص ۷۹

شاعری کی خصوصیات ص ۸۰۔۸۵۔

آتش و ناسخ موازنہ ص ۸۸۔

(۲۰) خلاصہ تاریخ نظم و نثر: سن ندارد: حاجی فرمان علی اینڈ سنز لاہور

اساتذہ لکھنؤ: ناسخ اور آتش کا زمانہ ص ۵۱۔۶۳۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تلامذہ آتش و ناسخ، تقابل۔

تحقیقی مقالات (ایم اے، پی۔ ایچ۔ ڈی)

(۱) انور مقبول صابری:

ناسخ: نگران ڈاکٹر شاہ علی: کراچی یونیورسٹی: پی۔ ایچ۔ ڈی۔

زیرِ تحقیق کام تقریباً مکمل ہو چکا۔

(۲) اورنگ زیب عالمگیر:

تدوین کلیات شعر ناسخ: نگران ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا: پنجاب یونیورسٹی،

پی ایچ ڈی۔

(۳) رضا حیدر مخدومی:

ناسخ اسکول کے چند مشاہیر شعراء: لکھنؤ یونیورسٹی: پی۔ ایچ۔ ڈی۔

(۴) حسین بانو:

ناسخ اور اُن کے تلامذہ: سندھ یونیورسٹی جامشورو: پی۔ ایچ۔ ڈی:

۱۹۶۷ء ص: ۶۷۰۔

(۵) شبیہ الحسن نونہروی:

ناسخ کا تنقیدی مطالعہ: لکھنؤ یونیورسٹی: پی۔ ایچ۔ ڈی، ۱۹۶۴ء

مقالہ مطبوعہ اردو پبلشرز لکھنؤ: فروری ۱۹۷۵ء

(۶) مرید حسن شیخ:

ناسخ کے شاگرد اور ان کی ادبی خدمات: پنجاب یونیورسٹی: ۱۹۵۴ء

(ایم۔ اے) غیر مطبوعہ صفحات ۱۲+۸۸۔

مندرجات: سر آغاز

پہلا باب: لکھنوی ادب کا سیاسی اور تاریخی پس منظر۔

(۱) لکھنؤ کی سیاسی خود مختاری۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

(ب) لکھنو کی ادبی خود مختاری۔

(ج) دہلویت اور لکھنویت

(د) اصلاح زبان اُردو: ناسخ سے پہلے

(ہ) ناسخ۔ حالات زندگی، ادبی، اصلاحی کارنامے

(و) ناسخ۔ حالات زندگی، ادبی اصلاحی کارنامے

دوسرا باب: ناسخ کے شاگردوں کی زندگی کے حالات اور ان کا نمونہ کلام

تیسرا باب: ناسخ کے شاگردوں کی ادبی خدمات

ضمیمہ: سلسلہ ناسخ

کتابیات:

(۷) محمد امین زیدی:

ناسخ، اُن کی شاعری اور اصلاح زبان: پنجاب یونیورسٹی: ۱۹۵۰ء

(ایم۔اے) غیر مطبوعہ صفحات ۹۲۔

مندرجات:

(i) سوانح حیات

(ii) تاریخی ماحول اور لکھنوی معاشرت: اُردو شاعری پر اُن کے اثرات

(iii) اُردو شاعری ناسخ سے پہلے

(iv) لکھنؤ دبستان شاعری اور ناسخ

(v) ناسخ کی شاعری کی خصوصیات

(غزل، مثنوی، رباعیات، قطعات)

(vi) ناسخ، آتش کا موازنہ

(vii) ناسخ کی شاعری پر مختصر تبصرہ

(viii) ناسخ اور اصلاح زبان

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

(IX) ناسخ کے شاگرد اور ان کی شاعری

(۸) نزہت آرا:

فقیر محمد خان گویا: (ناسخ کے ایک شاگرد) احوال و آثار، سندھ یونیورسٹی

ایم اے: ۱۹۷۲ء صفحات ۱۸۷ (غیر مطبوعہ)

رسائل میں ذکر

(۱) ابو محمد سحر:

ناسخ: معتقد میر: نگار: مئی ۱۹۶۰ء ص ۱۷۰۶

(۲) اسد الحق شیدائی

ناسخ: ساقی کراچی: نومبر ۱۹۵۷ء ص ۴۹۔۵۴۔

(۳) افتخار امام صدیقی

ناسخ کی تصویر اور مختصر حالاتِ زندگی

رسالہ شاعر: آگرہ: جلد ۵۷ شمارہ ۵ ۱۹۸۶ء

(۴) امتیاز علی عرشی:

دیوان ناسخ کا ایک نادر مخطوطہ:

صحیفہ ۱۷: اکتوبر ۱۹۶۱ء ص ۶۹۔۸۱۔

(۵) انعام عظیم برنی:

(i) ناسخ لکھنوی کا دیوان: العلم کراچی جلد ۶: شمارہ ۴: ص ۶۴۔

(ii) ناسخ اور تذکرہ نویس: العلم کراچی جلد ۵: شمارہ ۲:

جنوری / مارچ ۱۹۵۶ء ص ۲۱۔۳۴۔

(۶) انصار اللہ ناظر:

(i) شاگردان ناسخ (قسط اول) رسالہ اُردو کراچی اکتوبر ۸۲ء ص ۳۶۔

(ii) شاگردان ناسخ (قسط دوم) رسالہ اُردو کراچی اکتوبر ۸۳ء ص ۴۹۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(iii) ناسخ : رسالہ اُردو ادب ۱۹۶۴ء

(iv) غالب ذوق اور ناسخ: افکار، غالب نمبر شمارہ ۱۷۴، ۱۷۵ ص ۲۶۹۔۲۷۴۔

(۷) جلیل احمد قدوائی:

انتخاب سخنوران: ناسخ رسالہ العلم کراچی جلد ۲ شمارہ ۱۔ ۱۹۵۰ء

(۸) رشید حسن خان:

"معراج نامۂ ناسخ" رسالہ اُردو: ستمبر ۶۸ ص ۹۳۔۱۰۴۔

(۹) سلیمان حسین: ڈاکٹر:

برق لکھنوی: شاگرد ناسخ: ہماری زبان: مارچ ۶۷ ص ۳ تا ۶۔

(۱۰) شبیہ الحسن نونہروی: سید:

(i) ناسخ اور غالب کے تعلقات: غالب صدی میگزین:

لکھنؤ یونیورسٹی ۱۹۷۰ء ص ۱۰۲۔۱۳۰۔

(ii) ناسخ کے ادبی معرکے: نقوش ادبی معرکے نمبر جلد دوم ص ۴۵۷۔

(۱۱) صفدر مرزا پوری:

(i) ناسخ کی اصلاحات: برکلام آتش۔ رسالہ اُردو: جولائی ۱۹۳۰ء ص ۴۹۱

(ii) ناسخ کی اصلاحات: برکلام اعجاز۔ رسالہ اُردو: جنوری ۱۹۳۱ء ص ۱۴۹

(iii) ناسخ کی اصلاحات: برکلام بحر لکھنوی۔ رسالہ اردو: اپریل ۱۹۳۷ء ص ۲۰۵

(iv) ناسخ کی اصلاحات: برکلام وزیر۔ رسالہ اُردو: اپریل ۱۹۳۷ء ص ۲۰۰

(۱۲) عبدالاحد خان خلیل:

ادبی معرکے: آتش و ناسخ: ماہنامہ "فروغ اُردو" لکھنؤ جنوری فروری ۱۹۵۶ء ص ۲۷

(۱۳) عبداللہ: سید ڈاکٹر

(i) غالب اور ناسخ: نقش غالب نمبر فروری ۱۹۶۹ء ص ۵۱۷۔۵۲۰۔

(ii) ناسخ کی منسوخ شاعری: نئی تحریریں لاہور: ۱۹۵۷ء۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۴) عطاء اللہ پالوی:

ناسخ کی مثنویاں: عالمگیر خاص نمبر ۱۹۴۴ء، ص ۸۹۔۱۲۸۔

(۱۵) عندلیب شادانی

ناسخ کی جذبات نگاری: نقوش شمارہ ۲۹۔۳۰

فروری مارچ ۱۹۵۳ء، ص ۱۱۸۔۱۲۶۔

(۱۶) غضنفر علی:

ناسخ: الناظر: اپریل ۱۹۲۹ء

(۱۷) فائق رام پوری: کلب علی خان

ناسخ کی صحیح عمر: صحیفہ شاری نمبر ۴: مارچ اپریل ۱۹۵۸ء ص ۸۳۔۸۷۔

(۱۸) فرمان فتح پوری

ناسخ فن اور شخصیت کے آئینے میں

ساقی کراچی: جنوری، فروری ۱۹۶۸ء ص ۴۹۔۵۳۔

(۱۹) فراق گورکھپوری:

(i) ناسخ : نگار: جون ۱۹۳۸ء

(ii) ناسخ کی شاعرانہ قدر و قیمت: نگار پاکستان اپریل ۶۴ء ص ۶۔۱۱

(۲۰) محسن انصاری:

ناسخ اور تذکرہ نویس: نوائے ادب بمبئی جولائی ۱۹۵۵ء

بحوالہ العلم کراچی جنوری ۵۶ء ص ۲۱۔۳۲۔

(۲۱) محمد احسن: ڈاکٹر۔ لکھنؤ کی ادبی فضا

ناسخ کا مفصل تذکرہ: نقوش شمارہ ۱۰۷: مئی ۱۹۶۷ء، ص ۷۔۲۵۔

(۲۲) محمد اسماعیل پانی پتی: شیخ:

شعرائے غزل: ناسخ مختصر حالات، نقوش غزل نمبر ۱۹۵۴ء ص ۲۹۴۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۲۳) محمد باقر شمس لکھنوی: سید

(i) لکھنؤ کی شاعری : ناسخ کا ذکر: ص ۵۹۔۶۴۔

نگار پاکستان جون ۶۹ء

(ii) ''مہر و ماہ'' شاگردان ناسخ و آتش طلوع افکار جون ۱۹۶۹ء ص ۱۱۔۱۵۔

(۲۴) محمد دین تاثیر: ڈاکٹر (مرتب)

ناسخ اور حیات بعد الممات، مخزن سالگرہ نمبر مارچ ۱۹۲۸ء ص ۳۸۶۔۳۹۰۔

(۲۵) محمود الٰہی : ڈاکٹر

ناسخ کا دیوان دوم مشمولہ اُردو ادب شمارہ ۱، ۱۹۶۳ء ص ۷۔۱۰۔

(۲۶) مرتضٰی حسین فاضل:

ناسخ اسکول کی سب سے بڑی خصوصیت: صبح نو پٹنہ جون ۵۳ء

(۲۷) مسعود حسن رضوی ادیب:

ناسخ کا تیسرا دیوان: رسالہ شاعر آگرہ مارچ ۱۹۵۰ء

(۲۸) مظفر حسین ملک:

ادب لطیف لاہور: اگست ۱۹۶۱ء ص ۷۔۱۳۳۔

(۲۹) مظفر علی اسیر

اساتذہ کی اصلاحیں: سہ ماہی اُردو: جولائی ۱۹۳۰ء ص ۴۹۱۔

(۳۰) منقش:

کیا ناسخ نے اُردو زبان کی اصلاح کی: نگار : جنوری ۶۴ء ص ۳۷۔۴۷

نگار: ستمبر ۳۹ء ص ۱۰۔

(۳۱) میر وزیر علی صبا:

اساتذہ کی اصلاحیں: ناسخ: سہ ماہی اُردو اپریل ۱۹۲۷ء ص ۱۹۶ء

(۳۲) نذیر احمد سید

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

امام بخش ناسخ: مرحوم: رسالہ اُردو: جولائی ۱۹۳۱ء، ص ۴۸۱۔

(۳۳) نظیر صدیقی:

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا۔

ناسخ کی شاعری پر تنقید و تبصرہ: ادب لطیف لاہور: جون ۱۹۶۲ء

(۳۴) نظیر لدھیانوی: اصغر حسین خان

ناسخ کی چند لفظی و معنوی خصوصیات: ادبی دنیا: لاہور۔ ستمبر ۱۹۴۵ء ص ۱۷

ناسخ کا انداز بیان ادبی دنیا نومبر ۱۹۴۵ء ص ۱۷

ناسخ و آتش ادبی دنیا دسمبر ۱۹۴۵ء ص ۱۷

(۳۵) نیاز فتح پوری:

لکھنؤ کا مشہور ترین شاعر: ناسخ: نگار: جنوری ۱۹۳۵ء ص ۱۰۲۔۱۰۳

(۳۶) نیاز فتح پوری:

نگار جنوری ۱۹۳۵ء میں درج ذیل مضامین شائع ہوئے جن میں ناسخ کے بارے میں کافی مواد موجود ہے:

(i) اُردو شاعری پر تبصرہ ص ۳۴۔۳۸

(ii) تخلیق اُردو از ناطق لکھنوی ص ۱۳۶

(iii) غزل گوئی اور ترقی زبان پر تبصرہ ص ۱۶۷۔۱۷۰

(iv) اصلاح زبان ص ۱۹۴۔۱۹۶

(v) وارث کرمانی:

ناسخ لکھنوی

ادب لطیف سالنامہ ستمبر ۱۹۶۲ء ص ۳۱۔۴۰

مستقل کتب

(۱) شمیم الحسن نونہروی: سیّد:

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(i) ناسخ: مطبوعہ اُردو پبلشرز لکھنو فروری ۱۹۷۵ء

اس مقالے پر لکھنو نے پی ایچ ڈی کی ڈگری دی

(ii) ناسخ: ساہتیہ اکیڈمی نئی دہلی: طبع اول ۱۹۸۴ء صفحات ۱۴۳

مندرجات: سوانح، تلامذہ، کلیات، ناسخ کے نکتہ چین

اصلاحاتِ زبان: ناسخ کی فنکاری

(iii) ناسخ تجزیہ و تنقید: صفحات ۴۳۲ اُردو پبلشرز نظیر آباد لکھنو ۱۹۷۵ء

(۲) مرتضیٰ حسین فاضل:

ناسخ: از مرتضیٰ حسین فاضل (۱۹۵۵ء) ناشر نامعلوم

انتخاب کلام: حالات تنقید بانی دبستان صفحات ۱۱۲

ناسخ کا ذکر کتابوں میں:

(۱) آسی ضیائی:

شب تاب چراغاں، شاہ اینڈ سنز تاجران کتب سیالکوٹ

ناسخ اور ان کے ہم عصر ص ۵۵۔۵۷۔

(۲) آفتاب احمد صدیقی: ڈاکٹر:

آتش کدہ: اُردو اکیڈمی سندھ ۱۹۶۸ء

ناسخ کا ذکر جگہ جگہ موجود ہے۔

(۳) ابوالخیر کشفی:

اُردو شاعری کا سیاسی اور تاریخی پس منظر: ادبی پبلشرز کراچی

ناسخ کا ذکر: ص ۱۹۷۔۲۰۰، ص ۲۳۷۔۲۳۸

(۴) ابواللیث صدیقی:

اُردو کی ادبی تاریخ کا خاکہ، اُردو اکیڈمی سندھ ۱۹۶۲ء

(i) ناسخ کی فن پر اجمالی تبصرہ: ص ۴۲۔۴۴

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

(ii) لکھنؤ کا دبستان شاعری: ادبی دنیا اُردو بازار دہلی ۱۹۷۳ء

امام بخش ناسخ: ص ۳۷۵ تا ۴۱۴

(۵) ابو محمد سحر: ڈاکٹر:

مطالعہ امیر: نسیم بک ڈپو لکھنؤ ۱۹۶۵ء

ناسخ کی شاعرانہ خصوصیات: ص ۳۰۔۵۴

(۶) احتشام حسین پروفیسر:

داستان اُردو: الکتاب آرام باغ کراچی

(i) ناسخ ص ۵۵

(۷) (i) اُردو کی کہانی: احباب پبلشرز لکھنؤ (بچوں کے لئے) ۱۹۷۴ء

ناسخ کا ذکر ص ۵۱

(۸) احمد نواز ملک:

اُردو شعراء کا منتخب سوانحی و کتابیاتی مطالعہ (غیر مطبوعہ مقالہ)

۱۶۵۰ تا ۱۸۵۰

اس مقالے میں ۱۵ اشعرا کا ذکر ہے جس میں ناسخ بھی شامل ہیں۔

(پنجاب یونیورسٹی: شعبہ لائبریری سائنس ۱۹۷۶ء)

(۹) ادریس صدیقی:

اُردو شاعری کا تنقیدی جائزہ: شیخ سنز کراچی

شیخ امام بخش ناسخ: حالات، غریب الوطنی

ادبی خودمختاری۔ نظریہ شاعری۔ ناسخ کی غزل ص ۳۲۶۔۳۳۱

(۱۰) اسرار حسین خان سیّد:

قدیم ہنرمندان اودھ: الناظر بک ایجنسی لکھنؤ ۱۹۳۶ء ناسخ ص ۴۳

(۱۱) اسلم پرویز:

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

انشاء اللہ خان انشاء عہد اور فن

مکتبہ شاہراہ دہلی: ناسخ ص ۱۲۸

(۱۲) اصغر حسین نظیر لدھیانوی:

فن تنقید اور شعراء پر تنقیدیں: مکتبہ کاروان، لاہور

ناسخ کی اصلاحات ص ۵۰۔۵۶

شیخ امام بخش ناسخ ص ۱۲۰۔۱۴۸

آتش سے تقابل

(۱۳) افسر صدیقی امروہوی:

مصحفی حیات و کلام: مکتبہ نیا دور کراچی ۱۹۷۵ء

تلامذہ مصحفی میں ناسخ کا ذکر ص ۱۵۹۔۱۶۸

(۱۴) اکبر حیدری:

مقالات حیدری: مکتبہ ادبستان سری نگر ۱۹۷۷ء

ناسخ اور کلیات مع غیر مطبوعہ کلام ص ۲۲۰۔۲۳۲

(۱۵) امداد امام اثر:

کاشف الحقائق جلد دوم مکتبہ معین ادب لاہور ۱۹۵۶ء

ناسخ ص ۷۶۔۱۵۷

(۱۶) امیر حسن نورانی:

اردو کے چاند تارے نول کشور بک ڈپو لکھنؤ

ناسخ کا ذکر، مختصر حالات، نمونہ کلام

(۱۷) انور سدید:

اُردو ادب کی تحریکیں: انجمن ترقی اُردو ادب کراچی ۱۹۸۵ء

ناسخ کی لسانی ضابطہ پسندی ص ۲۲۹۔۲۳۳

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۸) ایچ ایم ماتن: H.M. MATEN

National Language of Pakistan 1954. A.D.

مارش پبلشنگ ہاؤس: کراچی ناسخ ص ۲۲۰

(۱۹) ایس ایم معین قریشی:

اُردو زبان و ادب ۱۹۸۶ء

شیخ شوکت سنز کراچی

ناسخ کا مختصر تذکرہ ص ۲۹

(۲۰) ایوب علی:

اُردو زبان اور شعرائے کرام: فاروق کتاب گھر اُردو بازار کراچی

ناسخ حالات اور خصوصیات کلام ص ۱۵۰۔۱۵۶

(۲۱) برجموہن دتاتریہ کیفی:

تمثیلی مشاعرہ ۱۹۳۹ء

ناسخ کا ذکر ص ۶۵۔۶۹

(۲۲) برکت علی ریاض چوہدری (مرتب):

خلاصہ شعرالہند حصہ اوّل

شیخ ناسخ: اصلاح زبان کی تحریک

ایم فرمان علی بک سیلرز لاہور ص ۵۸۔۶۵

(۲۳) تنویر احمد علوی : ڈاکٹر:

اصول تحقیق و ترتیب متن: شعبہ اُردو دہلی یونیورسٹی ۱۹۷۷ء

ناسخ ۴۹، ۹۸، ۹۹، ۱۵۷، ۲۲۱، ۲۸۷، ۳۵۱، ۳۶۵

(۲۴) جلیل قدوائی:

انتخاب شعرا اُردو اکیڈمی سندھ: نومبر ۱۰۶۵ء

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ناسخ مختصر حالات ص ۱۱۱۔۱۱۶

انتخاب دیوان ص ۱۱۱ تا ۱۱۵

(۲۵) جمیل احمد انجم:

اُردو شاعری کا ارتقا: علمی کتب خانہ لاہور

(i) ناسخ ص ۱۱۱

(ii) اُردو شاعری کلاسیکی عہد میں: علمی کتب خانہ لاہور ۱۹۸۵ء

ناسخ و آتش کا مقابلہ ص ۱۱۸

(۲۶) حامد حسن شیخ (مرتب): دیوان شاد لکھنوی:

اظہار سنز لاہور ۱۹۷۶ء

ناسخ ص ۱۷، ۲۵، ۲۶

(۲۷) حسرت موہانی:

انتخاب سخن: جلد نہم: اُردوئے معلّٰی کانپور

ناسخ کا ذکر موجود ہے۔

(۲۸) زوار حسین زیدی: سیّد:

اُردو شاعروں کا البم۔ غالب بک ڈپو لاہور

ناسخ کا ذکر ص ۱۶

(۲۹) سلام سندیلوی: ڈاکٹر:

اُردو شاعری میں نرگسیت: نسیم بک ڈپو لکھنؤ ۱۹۷۱ء

ناسخ کی شاعری میں خودداری : ص ۱۵۰۔۱۵۴

ناسخ کی شاعری میں خود پسندی : ص ۳۹۹۔۳۴۴

ناسخ کی شاعری میں ہم جنسی کا رجحان: ص ۵۵۴۔۵۵۶

ناسخ کی شاعری میں تخلیقی قوت کا اظہار: ص ۵۹۶۔۵۹۷

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ناسخ کی شاعری میں دنیا سے کنارہ کشی کا رجحان: ص ۸۲۱۔۸۲۷

(۳۰) صفدر مرزاپوری:

حسنِ خیال: گیلانی پریس لاہور

ناسخ ص ۱۰۳۔۱۰۴

(۳۱) طفیل احمد:

یادگار شعرا: ہندوستانی اکیڈمی صوبہ متحدہ الہ آباد ۱۹۴۳ء

ناسخ کا مختصر تذکرہ ص ۲۰۲

(۳۲) ظفر ادیب:

غالب کے معنوی اساتذہ ناشر ظفر ادیب اُردو بازار دلی نمبر ۶، ۱۹۸۰ء

ناسخ ص ۳۱۹۔۳۲۲

(۳۳) ظہیر احمد صدیقی:

مومن: شخصیت و فن: دلی یونیورسٹی ۱۹۷۲ء

ناسخ ۸، ۱۱، ۱۵، ۱۶، ۳۹، ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۸۳، ۱۹۰، ۲۳۴، ۲۳۶، ۲۴۸، ۲۴۹،

۲۶۹، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۶۔

(۳۴) عبداللہ سید:

''دلی سے اقبال تک'' مکتبہ خیابان ادب لاہور

ناسخ کی منسوخ شاعری ۱۹۷۶ء

ص ۲۲۶۔۲۲۹

(ii) امام بخش ناسخ (غیر مطبوعہ مقالہ) مشمولہ دائرہ معارف اسلامیہ جلد (۲۱)

(۳۵) عبدالحق: ڈاکٹر

متاعِ سخن: جہان اُردو من آباد لاہور

انتخاب کلام ناسخ: ص ۳۵۔۳۶۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۳۶) عبدالسلام شاہ:

دبستان آتش: مکتبہ جامعہ نئی دہلی ۱۹۷۷ء

ناسخ کا ذکر ص ۴۱، ۴۷، ۵۷، ۷۱

(۳۷) عبدالسلام ندوی:

شعرالہند (جلد دوم) عشرت پبلشنگ ہاؤس لاہور ۱۹۶۵ء

ناسخ کا ذکر ص ۱۵۸۔۱۷۰

حالات، کارنامے اور اصلاح زبان ص ۱۸۱۔۱۹۴

(۳۸) عبدالقادر شیخ:

مقالات تاثیر مرتبہ ممتاز اختر مرزا

مجلس ترقی ادب لاہور جون ۱۹۷۸ء

ناسخ اور حیات بعدالممات

(۳۹) عندلیب شادانی:

"تحقیق کی روشنی میں" شیخ غلام علی لاہور ۱۹۶۳ء

ناسخ کی جذبات نگاری ص ۲۷۳۔۲۹۶

(۴۰) غلام ربانی:

الفاظ کا مزاج مکتبہ جامعہ نئی دہلی ۱۹۸۳ء

ناسخ کی شاعری ص ۱۲۲۔۱۲۹

(۴۱) غلام رسول مہر:

خطوط غالب: کتاب منزل لاہور

ناسخ ص ۱۹۰، ۴۴۵

(۴۲) فراق گورکھپوری:

(i) اردو غزل گوئی: ادارہ فروغ اردو لکھنؤ ۱۹۵۵ء ناسخ ص ۶۰

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۴۳) (ii) حاشیے: سنگم پبلشنگ ہاؤس الہ آباد ۱۹۴۱ء

ناسخ و آتش کا مختصر تذکرہ: ص ۴۵۔

(۴۴) فرمان فتح پوری:

اردو رباعی۔ فنی و تاریخی ارتقاء۔ مکتبہ سنگ میل کراچی

(۴۵) کلب حسین خان نادر:

تلخیص معلی: مطبع رام سروپ فتح گڑھ ۱۲۸۰ھ

(۴۶) کمال احمد رضوی:

شراب کہن: انتخاب کلام ناسخ ص ۴۹

شائع کردہ عرفان پبلشرز لاہور

(۴۷) گارساں دتاسی:

مقالات گارساں دتاسی انجمن اردو کراچی

(جلد اول) ناسخ ص ۳۲۵

(جلد دوم) ناسخ ص ۲۴۴۔۲۴۵

(۴۸) گیان چند جین:

حقائق: نیشنل آرٹ پریس الہ آباد

(i) ناسخ کا ایک غیر مردف دیوان ص ۲۸۹۔۳۱۰

مزید مشمولہ کتاب نذر عابد ص ۹۷۴

(ii) ناسخ کے غیر مطبوعہ قصیدے ص ۳۱۱۔۳۲۲

(۴۹) محمد زکریا، خواجہ:

اکبر الہ آبادی مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۸۰ء

ناسخ کا ذکر ص ۳۰،۳۹،۴۸،۲۷۵،۲۹۱،۳۰۰،۳۵۱،۴۰۶

(۵۰) محمد جمیل احمد:

Presented By: https://jafrilibrary.com
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اردو شاعری پر ایک نظر: غضنفر اکیڈمی کراچی ۱۹۸۵ء
شیخ امام بخش ناسخ ص ۲۲۰۔۲۲۳
تلامذہ ناسخ ص ۲۲۸۔۲۳۰

(۵۱) محمد حسن:

(i) عرضِ ہنر نصرت پبلشرز لکھنؤ ۱۹۷۷ء
لکھنؤ کی ادبی فضا: ناسخ و آتش کے بعد
ص ۱۶۵۔۱۹۸

(ii) ادبی تنقید: ادارہ فروغ اردو لکھنؤ ۱۹۵۴ء
ناسخ کا مختصر تذکرہ ص ۲۰۱

(۵۲) محمد عباس سید:

سفینۂ غزل تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی
مختصر حالات نمونہ کلام ناسخ ص ۲۲۰۔۲۲۷

(۵۳) محمد عبد الشہید: مولوی حافظ ڈاکٹر:

مخزنِ ادب: ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ ۱۹۴۸ء
ناسخ کا ذکر ص ۲۰۶۔۲۶۲

(۵۴) محمد مبین کیفی چریا کوٹی:

جواہرِ سخن: جلد سوم
ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد
ناسخ مختصر حالات، انتخاب کلام ص ۱۔۱۲۴

(۵۵) محمود الٰہی:

بازیافت: دانش محل امین الدولہ پارک لکھنؤ
ناسخ کا دیوان دوم ص ۱۰۱۔۱۳۸

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۵۶) مرتضیٰ حسین فاضل:

کلیات نثر غالب: مجلس ترقی ادب لاہور

ناسخ کا ذکر: خط بنام شیخ امیر اللہ سرور ص ۱۲۵

ناسخ کے نام: غالب کے دو خطوط متفرقات غالب، امرتبہ امتیاز علی عرشی

میں شامل ہیں

(۵۷) مسعود حسن رضوی ادیب:

(i) آب حیات کا تنقیدی مطالعہ طبع دوم

ناسخ کا ذکر ص ۶۷۔۷۵

(ii) نگارشات ادیب: کتاب نگر لکھنؤ ۱۹۶۹ء

(شہید شاگرد ناسخ اور ان کا غیر مطبوعہ کلام)

(۵۹) مسیح الزماں:

اردو تنقید کی تاریخ: خیابان سبزی منڈی الہ آباد

ناسخ کی اصلاحیں ص ۱۴۹۔۱۵۷

(۶۰) میر محمد زائر:

قیصر التواریخ جلد دوم ۷۲

(۶۱) ناز:

AN AUT LINE OF LITERATURE

فیروز سنز لاہور۔ ناسخ ص ۲۱۔۳۱

(۶۲) نامعلوم: خلاصہ آب حیات: نگار اکیڈمی کراچی

امام بخش ناسخ: ص ۸۲۔۸۹

(۶۳) نجم الغنی خان حکیم:

تاریخ اودھ جلد سوم: مراد آباد ۱۹۱۲ء نول کشور لکھنؤ ۱۹۸۹ء

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ناسخ کا ذکر موجود ہے۔

(۱۴) نواب حسین سیّد:

معراجِ ادب: انڈین پریس لمیٹڈ الٰہ آباد ۱۹۴۱ء

ناسخ: حالات اور نمونہ کلام ص ۲۸۔۳۳

(۱۵) نور الحسن ہاشمی ڈاکٹر:

دلی کا دبستانِ شاعری اُردو مرکز لاہور ۱۹۶۶ء

ناسخ کا ذکر اور کلام سے مثالیں ص ۳۸۹۔۴۰۴

(۱۶) یوسف حسن خان:

اُردو غزل: اعظم سٹیم پریس حیدر آباد دکن

ناسخ ص ۳۳۰۔۳۳۱

ماخذ:

(۱) وضاحتی کتابیات جلد اول و دوم: مرتبہ گوپی چند نارنگ، مظہر حنفی

(۲) کتب خانہ آصفیہ کے اُردو مخطوطات مرتبہ نصیر الدین ہاشمی

(۳) کتب خانہ سالار جنگ کے مخطوطات وضاحتی فہرست مرتبہ نصیر الدین ہاشمی ۱۹۶۱ء

(۴) تذکرہ مخطوطات اُردو ادارہ ادبیات اُردو مرتبہ الدین زور (۶ جلدیں) ۱۹۴۳ء

(۵) جائزہ مخطوطات مرتبہ مشفق خواجہ مرکزی اُردو بورڈ ۱۹۷۹ء

(۶) مآخذات: انجمن ترقی اُردو کراچی

(۷) آج کل تحقیق نمبر ۱۹۶۷ء

(۸) کتاب نما دہلی (۷۷۔۱۹۶۷ء) اُردو ادب نمبر

(۹) اشاریہ اُردو: مرتبہ سید سرفراز علی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

(۱۰) اشاریہ ماہِ نو ۴۸ـ۱۹۶۴ء

(۱۱) نقوش، ادبی دنیا، اور ہمایوں کے اشاریے (غیر مطبوعہ) پنجاب یونیورسٹی

(۱۲) نسخ از سید شبیہ الحسن: ساہتیہ اکیڈمی: اتر پردیش (بھارت)

(۱۳) اُردو زبان میں تذکرہ نگاری: ڈاکٹر فرمان فتح پوری: مجلس ترقی ادب لاہور

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ناسخ کو شعرائے اُردو کا نذرانہ عقیدت

غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بہ قول ناسخ
آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں
غالب

ہو متانت شعر میں اپنے نہ کیوں کرائے سحر
مدتوں صحبت اُٹھائی ناسخ مغفور کی
امان علی سحر

اے مسیحا کیوں نہ ہو بے رنگ بستان سخن
حیف دنیا سے جناب ناسخِ اشعر اُٹھا
محمد علی مسیحا لکھنوی

بس ہے تقلید کو اے رشک کلام ناسخ
قولِ استاد بھی استاد ہے استاد کے بعد
رشک لکھنوی

صاف اے رشک اس غزل کو کہتے ہیں منسوخ ہم
جس میں مدحت ناسخ مغفور کی کرتے نہیں
رشک لکھنوی

کیا ڈر چمن نظم کے صیادوں کا
کچھ شوق نہیں ہے مجھے ایجادوں کا
تائید ہے فیضِ سخنِ ناسخ کی
کہ عشق میں استاد ہوں اُستادوں کا
میر عشق

منیر اس سال عزمِ لکھنؤ کس واسطے چھوڑا
نہ دیکھی چل کے قبر ناسخ مغفور کیا باعث
منیر شکوہ آبادی

حضرتِ ناسخ کی اصلاح اس غزل پر ہے منیر
آج رُتبہ تیری فکرِ پست کا بالا ہوا
منیر شکوہ آبادی

استاد کے احسان کا کر شکر منیر آج
کی اہل سخن نے تعریف بڑی بات
منیر شکوہ آبادی

تاریخِ فوت اپنی کہیں کیوں نہ دل سے آپ
ناسخ ازل سے بندۂ شاہِ حجاز ہے
مرزا حاتم علی مہر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

حبیبؔ خوش بیاں کرتا دوبالا نام ناسخؔ کو
اُسے قیدِ علائق سے مگر آزاد ہونا تھا

سید محمد کاظم حبیب کنتوری

حبیبؔ اس عہد میں ویسا ہی ناسخؔ کا مقلد ہے
تھا اپنے وقت میں جس طرح پیرو میر کا ناسخؔ

سید محمد کاظم حبیب کنتوری

حبیبؔ خوش بیاں ہے یادگارِ حضرت ناسخؔ
خدا بخشے جناب عشقؔ سے سیکھا ہے اس فن کو

سید محمد کاظم حبیب کنتوری

شاد شاداں ہیں تو مغموم رہے گا نہ حبیبؔ
قدرِ ناسخؔ کی ہوئی تھی اسی گھر سے پہلے

حبیب کنتوری

انتساب حضرت ناسخؔ ہوا حاصل حبیبؔ
سر تک اپنے بھی کُلاہ اعتبار آنے کو تھی

حبیب کنتوری

جوابِ ناسخؔ معجز بیاں کیوں اے رشکؔ
نہ ہے یہ طبع نہ یہ خوبیٔ زباں پیدا

رشک

شعر گوئی میں ہیں استاد جناب ناسخؔ
معنی آرا سخن ایجاد جناب ناسخؔ

زندہ ہوتے ہیں مضامینِ سخن سے مردے
معجزے کرتے ہیں ارشاد جناب ناسخؔ

موسیٰ طور سخن یوسفِ مصر معنی
خضر وادی ارشاد جناب ناسخؔ

اصفہانی یہی لکھتے جو سمجھتے اُردو
قبلہ و کعبہ و استاد جناب ناسخؔ

بندہ خاص ہوں شاگرد ہوں اُن کا اے رشکؔ
مرے مولا مرے استاد جناب ناسخؔ

رشک

جب کوئی مضمون شعر اے رشکؔ باندھا یا سنا
بس خیالِ ناسخؔ غفراں مآب آیا کیا

رشک

مرگِ ناسخؔ سے فصاحت کو لگا داغ اے رشکؔ
مخزنِ دولتِ اردوئے معلّٰی نہ رہا

رشک

شعر گوئی کا مزا اے انسؔ کب باقی رہا
رو دیا جب حضرت ناسخؔ کی شفقت یاد کی

میرزا انس

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اثر تربیت حضرت ناسخ ہے شہید
شہرہ کیوں کر نہ بھلا میرے سخن کا ہوتا
محمد بخش شہید لکھنوی

ہوں عشق میں عندلیب باغ ناسخ
رد ہو وہ جسے مجھ سے حسد ہو جائے
میرزا عشق

جچتا نہیں ہے کوئی بھی افضل نگاہ میں
ناسخ کو چھوڑ کر کسے استاد کیجئے
شاہ غلام اعظم افضل الہ آبادی

ناسخ نے مہربانی کیا مجھ پہ سرسری کی
تھا آفتاب تاباں اک ذرہ پروری کی
حفیظ الدین حفیظ

ناسخ کے تلمذ سے مجھے فخر ہے رقمی
پھر دہر میں ویسے نہ سخنور نظر آئے
عظیم اللہ رقمی سید پوری

خامۂ سحر سے ہے نہر مضامیں جاری
چشمۂ بحر کرم ہیں استاد کے ہاتھ
میر ناصر علی سحر

بعد میر و مصحفی اس میں نہیں شک اے حسین
ناسخ و آتش یہ دونوں لکھنؤ کی جان تھے
نواب غلام حسین خان حسین

نہ کیوں ہر طرز میں پڑھتا غزل اس ماہ کے آگے
مرا استاد کامل مہر ناسخ سا ہمہ داں ہے
میرزا حاتم علی بیگ مہر

شاعری کا مری پایہ ہو سحر کیوں نہ بلند
میرے استاد کو ہے فوق سب استادوں پر
راجہ نواب علی خان سحر

گئے ناسخ تو عدم میں شعراء بولے قبول
ہم میں سرِ دفترِ ارباب فضائل آیا
مرزا مہدی علی خان قبول لکھنوی

قبول ناسخ مرحوم کا جواب نہ تھا
خدا ہی جانے کہ میرزا و میر کیسے تھے
مرزا مہدی علی خان قبول لکھنوی

یاد آتے ہیں مجھے حضرت ناسخ جو وزیر
کیا لگا دیتی ہے اشکوں کی جھڑی میری آنکھ
خواجہ وزیر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کیوں نہ ہو خدمتِ ناسخ سے شرف مجھکو ذکاؔ
شعر میرے بھی زمانے میں نمودار ہوئے

میرزا محمد بخش ذکاؔ

سلسلہ اپنا بھی ہے یوسفؔ یہ جائے فخر ہے
جان و دل سے کیوں نہ وصفِ ناسخؔ مغفور ہو

یوسف بیگ یوسفؔ لکھنوی

اثر تلمذ ناسخؔ کا کیوں نہ ہوا ے رشکؔ
تمام طرزِ سخن ہے بیان سے باہر

رشکؔ لکھنوی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

آباد لکھنوی

مرزا مہدی حسن خاں

مرزا مہدی حسن خاں خلف مرزا غلام جعفر خاں۔ لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ شیخ ناسخ کے نامی شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ۱۲۲۸ھ (۱۸۱۳ء) میں بمقام لکھنؤ پیدا ہوئے۔ ان کے بزرگ لکھنؤ کے عمائدین میں سمجھے جاتے تھے۔ نواب فرخ آباد کے قریبی رشتہ دار تھے۔ تمام عمر لکھنؤ میں رہے اور اپنی عمر فراغ بالی سے بسر کی۔ اگلے لوگوں کی طرح وضع داری کے پابند اور مجالسِ مشاعرہ کے ازبس دلدادہ تھے۔ وضع داری جو پرانے لوگوں کا خاص شیوہ تھا ان کا خاص شعار تھا۔ چنانچہ آج تک مشہور ہے کہ آپ مشاعروں میں نہایت پابندی سے شریک ہوتے اور حتی الامکان کوئی جلسہ غزل خوانی سے ناغہ نہ ہونے دیتے تھے۔ ان کی پُرگوئی بھی شہرت رکھتی ہے۔ چنانچہ ایک تذکرہ نویس نے تو یہاں تک غلو کو کام فرمایا ہے کہ عروض کے ہر ایک بحر میں ان کا ایک ایک دیوان ہے۔ بہر حال دو اور بقول بعض، اس سے زیادہ دیوان اور ایک مثنوی تین وا سوخت ان کی یادگار ہیں جن میں سے ایک دیوان موسوم بہ ''نگارِ عشق'' ۱۲۶۲ھ میں لکھنؤ کے مرتضوی مطبع میں شائع ہوا تھا۔ اب یہ بھی کمیاب ہے۔ مگر ان کی مستقل یادگار ''بہارستانِ سخن'' سے قائم ہوئی جس میں ناسخ، آتش کے بالمقابل ہم طرح غزلیں درج ہیں۔ یہ مجموعہ بے شک ملتا ہے۔ حق یہ ہے کہ گو ان کا کلام ان دونوں استادوں کے پایہ کو نہیں پہنچتا مگر تاہم بجائے خود قادر الکلامی کا پتہ دیتا ہے۔ اگر چہ ان کی طبیعت بھی استعارہ پسندی سے (جو اس زمانے میں عام رواج تھا) خالی نہیں مگر اس کے سوا کہیں کہیں اخلاقی اشعار بھی لطافتِ طبع کی جھلک دکھا رہے ہیں۔ چھوٹی بحروں میں

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اکثر زورِ فکر لائق تحسین ہے۔ واسوخت بھی اپنے رنگ میں بہت مقبول اور معاملہ بندی کا پہلو لیے ہوئے ہے مگر محاورات سے اس نے بھی پہلوتہی کی ہے۔

سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:

صنعت تضمین میں استاد، مہدی حسن خان تخلص ''آباد'' قندوتین ناسخ کو تیخ میل مٹھائی بناتا ہے اور واہ واہ کے مزے اٹھاتا ہے۔ جن روزوں میں یہ تذکرہ تالیف ہوتا ہے اسمٰعیل گنج میں (حلوائی کی دکان کے اوپر مجھ سے اور) ان سے ملاقات ہوئی، پوچھنے لگے مجھے کیا لکھا ہے میں نے کہا شاعر خوش فکر، شاگرد ناسخ بدمزہ ہو کر کہا، اپنا ہی شاگرد لکھا ہوتا، مجھے اس کے کہنے سے تعجب ہوا، پوچھا کہ سبب انکار ناسخ کی شاگردی سے بیان فرمایئے بے تامل کہا کہ اب ان سے ہم اچھے ہیں اور اگر کچھ دخل و تصرف اپنے کلام میں ہے تو مرزا محسن کا ہے کیا تماشا ہے کہ شیخ کا شاگرد آپ کو اس سے بہتر جانتا ہے۔ یہ فقط حق شناسی ہے۔ (خوش معرکۂ زیبا)

''شیخ ہونا تو کہاں پر تیخ چلی ہو تو ہو''

آباد نے ازتیس [۳۸] برس کے قریب عمر پائی۔ ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸۵۰ء میں انتقال کیا۔
(خم خانہ جاوید ص ۱۔۲، جلد اول۔ لالہ سری رام دہلوی۔ مخزن پریس دہلی ۱۹۰۸ء)

میر مخلوق کے پوتے میر حسن علی آفاق لکھنوی (میر انیس کے بھتیجے) آباد لکھنوی کے شاگرد تھے۔ آفاق، غزل، مرثیہ اور ریختی کے شاعر تھے۔ (سراپا سخن)

آباد لکھنوی نے مرثیے اور سلام بھی تصنیف کیے ہیں:-

مندرجہ ذیل مرثیے ذخیرۂ ادیب مرحوم (علی گڑھ یونیورسٹی) میں محفوظ ہیں۔ ایک مرثیے سے انتخاب اور ایک مکمل غیر مطبوعہ مرثیہ شائع کیا جا رہا ہے:-

۱۔	نکلا جو سفیدہ شب آفت کی سحر کا	۴۰ بند	امام حسینؑ
۲۔	جب صف آرا ہوئے شبیر کے یاوران میں	۳۵ بند	امام حسینؑ
۳۔	جب گرفتار ہوئے آل عبا زنداں میں	۲۹ بند	اسیریٔ اہلحرم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۴۔ صغرا یہی کہتی تھی غم شاہ زمن میں ۳۲ بند فاطمہ صغریٰ

۵۔ جب سرورِ ذیجاہ سے رخصت ہوئے عباسؑ حضرت عباسؑ

آباد کی مرثیہ نگاری

مطلع:۔ "نکلا جو سفیدہ شب آفت کی سحر کا"

نکلا جو سفیدہ شب آفت کی سحر کا فق رنگ ہوا زینبؑ تفتیدہ جگر کا
ارشاد یہ تھا سب سے شہ جن و بشر کا اب وقت غروب آیا ہے زہراؑ کے قمر کا
اے اہل حرم تم سے یہ رخصت کی سحر ہے
فرزند پیمبرؐ کی شہادت کی سحر ہے

شبیرؑ اسی صبح کی رکھتا تھا تمنا مشتاق تھا مدت سے بہت آج کے دن کا
مذکور اسی دن کا کیا کرتے تھے بابا واللہ وہی روز ہے کچھ شک نہیں اصلا
قتل آج جو شبیرؑ کی قسمت میں لکھا ہے
اب خنجر خونخوار ہے پیاسے کا گلا ہے

اس صبح کو لاشے ہیں مجھے رن سے اٹھانے صدمے ہیں جو بے فوج ستمگار سے ماننے
اکبرؑ کی ہے تقدیر میں پھل تیروں کے کھانے کٹنے ہیں لب نہر پہ عباسؑ کے شانے
یہ صبح نشاں ہے غم و اندوہ و قلق کا
دریا پہ بہے خون یہ اشارہ ہے شفق کا

پھر سوئے فلک دیکھ کے با دیدۂ پرنم فرمانے لگا عاشق معبود دو عالم
کچھ ہو سکی ہم سے نہ عبادت یہی ہے غم اے اہلِ حرم پڑھ لو نماز آن کے اس دم
وقت آج کا ہے طاعتِ معبود جہاں کا
اب نہر لبن نماز آخری ہے وقت اذاں کا

اکبرؑ نے اذاں دی وہیں باصوت خوش الحان بانو نے کہا سن کے اس آواز کے قربان

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

فرمانے لگے اس سے یہ تب سرورِ ذیشان ۔۔۔ کم الفت فرزند کرو دل سے تم اس آن
خالق سے کرو عرض کہ مقبول دعا ہو
فرزند میرا اُمتِ احمدؐ پہ فدا ہو

مقطع:-

اب آگے زباں کو نہیں یارائے بیاں ہے ۔۔۔ طاقت دل بیتاب کو کہنے کی کہاں ہے
ہے جوشِ الم نالہ و فریاد و فغاں ہے ۔۔۔ اس بزم میں بے ہوش ہر ایک پیر و جواں ہے
آباد کی ہے عرض یہ درگاہِ خدا میں
ہو زیست بسر ماتمِ شاہِ شہدا میں

آباد لکھنوی ۔۔۔ غیر مطبوعہ

مرثیہ

بند......۳۵

۱
جب صف آرا ہوئے شبیرؑ کے یاور رن میں ۔۔۔ کھینچ کر تیغ یہ کہتے تھے دلاور رن میں
آج کھل جائیں گے ہر ایک کے جوہر رن میں ۔۔۔ بھوک میں کھائیں گے ہم نیزہ و خنجر رن میں
دیکھیں بڑھ بڑھ کے قدم کس کا سوا پڑتا ہے
دیر تک کون ہزاروں سے کھڑا لڑتا ہے

۲
دل میں ارمان اسی جنگ کا مدّت سے تھا ۔۔۔ آج بر لایا تمنائے دلی اپنی خدا
چل کے شبیرؑ کے قدموں پہ رکھیں سر اپنا ۔۔۔ اور بصد عجز کہیں دیجیے لڑنے کی رضا
تاب اب دل کو نہیں شوق وغا ایسا ہے
کچھ تو ہم پر بھی کھلے دیر کا باعث کیا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۳ گفتگو کر کے یہ باہم رفقا سرورؑ کے ‏ ‏ سر جھکائے گئے نزدیک شہہ مضطر کے
گرد پھرنے لگے ہر ایک پسر حیدرؑ کے ‏ ‏ عرض یوں شاہ سے کی آنکھوں میں آنسو بھر کے

سینہ مشتاق ہے نیزے کی انی کا آقا
دیجیے حکم ہمیں تیغ زنی کا آقا

۴ سن کے تقریر یہ انصار کی روئے سرورؑ ‏ ‏ اور حسرت سے سوئے چرخ لگے کرنے نظر
پھر یہ فرمانے لگے ان سے بحالِ مضطر ‏ ‏ مجھ کو معلوم ہے جو اس کی نہیں تم کو خبر

مجھ کو معلوم ہے جو راز تم آگاہ نہیں
کچھ گوارا مجھے جز مرضیٔ اللہ نہیں

۵ اس لیے تم کو رضا دیتا نہیں میں رن کی ‏ ‏ میرے لشکر میں ہراول کی جگہ ہے خالی
دیر سے منتظر اس کا ہے حسین ابن علی ‏ ‏ دیر تھوڑی سی ہے اک آن میں آیا وہ جری

ساتھ اس وقت نہیں چھوڑے گا وہ کیونکر میرا
لاکھ میں عاشقِ صادق ہے ظاہر میرا

۶ یہ ادھر کہتے تھے ہر ایک سے شاہ دلگیر ‏ ‏ دل نے بے ساختہ کی حر سے ادھر یہ تقریر
خدمتِ شاہ میں چل اب نہیں لازم تاخیر ‏ ‏ چھوڑ کر دنیا کو لے دولتِ دیں کی جاگیر

آج وہ روز ہے پیاسوں کی طرف لازم ہے
مددِ جانِ شہنشاہِ نجف لازم ہے

۷ آج کیا بھول گیا شاہ کا احسان تجھے ‏ ‏ پانی کس پیاس میں لشکر کو پلایا تیرے
حیف ہے آج جو پیاسوں کی طرف تو نہ کرے ‏ ‏ شاید اس سمت ہے تو دولتِ دنیا کے لیے

گو کہ پانی کے لیے ششدر و مضطر ہے حسینؑ
کیا نہیں جانتا تو مالکِ کوثر ہے حسینؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

٨
آنکھیں تیری نہیں یا عقل نہیں ہے کیا ہے — دوزخ اچھا ہے کہ فردوس بریں اچھا ہے
ایک دن اس منزل فانی سے سفر کرنا ہے — صدقے شبیرؑ پہ ہو رتبہ بڑا ملتا ہے
نیک ناموں میں بھی ہوگا تو سعیدِ اول
اور شہیدوں میں بھی ہوگا تو شہیدِ اول

٩
جن لڑے کس کو بھلا ملتا ہے رتبہ ایسا — آج اگر سبطِ پیمبرؐ پہ ہوا جا کے فدا
راضی ہوویں گے محمدؐ و حسنؑ، شیرِ خدا — دیویں گی دل سے دعا بنتِ رسولؐ دوسرا
دیر کرتا ہے سوئے شاہ نہیں جاتا ہے
ہاتھ سے وقت گیا ہاتھ نہیں آتا ہے

١٠
دل کی تقریر سے بید کی صورت کانپا — باگ گھوڑے کی اٹھا نہر کی جانب کو چلا
لب دریا پہ جو وہ شیر دلاور پہنچا — یا علی کہہ کے جری گھوڑے سے نیچے اترا
رو کے بولا عجب نہر کی طغیانی ہے
بند کی ابر سخاوت پہ کیا پانی ہے

١١
کہہ کے یہ اس نے وضو نہر کے پانی سے کیا — طرف قبلہ کھڑا عاشق شبیرؑ ہوا
کر چکا شکر الٰہی کا دوگانہ جو ادا — سجدۂ شکر میں اس طرح سے خالق سے کہا
دل میں دے پنجتن پاک کی الفت یارب
شکر کرتا ہوں کہ مجھ کو دے ہدایت یارب

١٢
ہاتھ رومال سے باندھے ہوا گھوڑے پہ سوار — جانب سبط پیمبرؐ کیا جولاں رہوار
پسرِ سعد سے منہ پھیر کے بولا دیندار — اے لعیں ابن لعیں ابن لعیں نابنجار
کفر سے خالق اکبر نے بچایا مجھ کو
راستہ دین کا صد شکر بتایا مجھ کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کہہ کے نامرد سے مردانہ یہ حر نے گفتار ۱۳ طرف لشکر شبیرؑ اٹھایا رہوار
ہنس کے اکبرؑ سے کہا سبطِ نبیؐ کے دلدار میں نہ کہتا تھا وہ آیا میرا عاشق ویں دار
پیشوائی کرو اس شخص کی جاؤ بیٹا
جلد عاشق کو میرے مجھ سے ملاؤ بیٹا

سن کے ارشاد یہ شبیرؑ کا ہم شکلِ نبیؐ ۱۴ چھیڑ کر گھوڑا چلا جانِ حسینؑ ابنِ علی
پاس پہنچا تو عجب طرح کی حالت دیکھی دیکھا رومال سے ہاتھوں کو وہ باندھے جری
اشک آنکھوں سے رواں ہیں سوئے شہ تکتا ہے
چپ ہے تصویر کے مانند اسے سکتا ہے

علی اکبرؑ نے سبب رونے کا پوچھا تو کہا ۱۵ مجھ سے تقصیر بڑی ایک ہوئی ہے آقا
راہ میں لختِ دلِ فاطمہؑ کو روکا تھا اس مذمت کے سبب سے ہے یہ عالم میرا
آج دوزخ سے کسی طور بچاؤ مجھ کو
چل کے شبیرؑ کے قدموں پہ گراؤ مجھ کو

کہہ کے اکبرؑ سے یہ حر گھوڑے کے نیچے اترا ۱۶ سر جھکا کے طرف سیّدِ ابرار چلا
رن میں کرسی پہ شہ عرش نشیں بیٹھا تھا پاس شبیرؑ کے ہم شکلِ نبیؐ لے آیا
شاہ کے قدموں پہ اکبرؑ نے گرایا حر کو
چھاتی سے سبطِ پیمبرؐ نے لگایا حر کو

حر نے کی عرض کہ بخشو میری تقصیر شہا ۱۷ شاہ نے کھول دیا ہاتھوں کو اور حر سے کہا
میں نے بخشی تیری تقصیر تجھے بخشے خدا غیب سے آئی ندا دیکھ تو رتبہ اپنا
ہاتھ تیرے پسرِ عقدہ کشا نے کھولے
واسطے تیرے درِ خلد خدا نے کھولے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۸
سن کے از غیب آواز ہوا شاد کمال — گرد پھرنے لگا شبیرؑ کے وہ نیک خصال
عرض کی دیجئے اب جلد مجھے حکم قتال — رو کے فرمانے لگا حر سے وہ زہرا کا لال
مردہ ہوں مارے ندامت کے میں گو زندہ ہوں
تیری دعوت نہ ہوئی تجھ سے میں شرمندہ ہوں

۱۹
رو دیا شاہ سے یہ حر جری نے سن کر — کہا الطاف پہ میں صدقے فدا شفقت پر
اب نہ شرمندہ زیادہ کرو مجھ کو سرور — حق میں اب میرے یہی ہے مرے آقا بہتر
جلد میداں کی اجازت مجھے دو اے آقا
ذکر دعوت کا نہ زنہار کرو اے آقا

۲۰
بھوکا پیاسا میں زیادہ علی اکبرؑ سے نہیں — تشنہ افزوں میں سکینہ علی اصغرؑ سے نہیں
ناتواں یا شبہ دیں عابد لاغر سے نہیں — میں سوا قاسمؑ و عباسؑ دلاور سے نہیں
کھانا ممکن بھی جو ہوتا تو نہ کھاتا واللہ
بھوکا پیاسا ہی میں سر اپنا کٹاتا واللہ

۲۱
سن کے شبیرؑ نے فرمایا تیرا کیا کہنا — دے کے رخصت کہا اللہ نگہباں تیرا
کر کے شبیرؑ کو پھر آخری اس نے مجرا — آ کے میدان میں یہ لشکر اعدا سے کہا
کلمہ گو کس کے ہو، اور قتل کسے کرتے ہو
آج فردائے قیامت سے نہیں ڈرتے ہو

۲۲
سن کے یہ لشکر اعدا نے دیا حر کو جواب — اپنے مذہب میں ہے قتل شہ دیں عین ثواب
کھو دیا دولت و زر ہاتھ سے اے خانہ خراب — کیا میسر ہے انہیں پانی تلک ہے نایاب
ابھی مل جا تو ادھر آن کے کیا کرتا ہے
دیکھ سمجھاتے ہیں ہم تجھ کو برا کرتا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سن کے یہ غصے سے تن بید سا، حُر کا کانپا ۲۳ کہہ کے لاحول ولا تیغ دو دم کو کھینچا
شام کے ابر میں بجلی کی طرح جا ہی پڑا جنگ کی ایسی پراگندہ ہوا سارا پڑا

تیغ بجلی کی طرح سے جو چمک جاتی تھی
آنکھ دہشت سے لعینوں کی جھپک جاتی تھی

حُر کی کیا جنگ یاں کیجئے قاصر ہے زباں ۲۴ کوسوں تک خون سے صحرا ہوا سارا افشاں
چھوڑ کر رعب سے سب بھاگ گئے بے ایماں نیزہ و خنجر و شمشیر و سپر تیر و کماں

رہ گیا رن میں کھڑا شاہ کا مہماں خالی
لشکرِ شام سے سب ہو گیا میداں خالی

جب یہ بھاگ گئے سامنے سے سب اعدا ۲۵ آ کے اس غازی نے اس نہر میں گھوڑا ڈالا
کان میں گھوڑے کے شہ نے جھک کر یہ کہا پانی تو تھوڑا سا پی لے کہ بہت ہے پیاسا

سن کے راکب سے یہ مرکب نے جھکائی گردن
رو دیا پانی کے جانب سے پھرائی گردن

حُر نے گھوڑے سے کہا ہم ترا مطلب سمجھے ۲۶ صدقے سو جان سے اس تیری وفاداری کے
رکھ لی عزت میری پانی نہ پیا جو تو نے مرحبا آفریں شاباش تجھے اے گھوڑے

ہو گئی آج فزوں تر میری عزت سب سے
مجکو راکب سے محبت ہے تجھے مرکب سے

نکلا دریا سے تو لشکر نے اسے گھیر لیا ۲۷ لبِ دریا پہ بہت عاشقِ شبیرؑ لڑا
ماریں تلواریں بھی اور چور بھی زخموں سے ہوا گو کہ زخمی ہوا پر دیر تلک لڑتا رہا

نہر سے پھرا کے میداں میں لے آئے لعیں
ابر کی طرح سے تھے چار طرف چھائے لعیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

٢٨
ایک شامی نے پس پشت پہ نیزہ مارا — نہ گیا گھوڑے پہ اس شیر سے ہرگز سنبھالا
یوں گرا گھوڑے سے وہ جیسے ستارہ ٹوٹا — گرتے گرتے شہ ابرار سے چلا کے کہا
ہوگیا کام میرا جلد اب آؤ آقا
ہم کو پامالی اسپاں سے بچاؤ آقا

٢٩
سن کے یہ حر کی صدا روئے جناب شبیرؑ — رن کی جانب چلے روتے ہوئے شاہ دلگیر
آمد شاہ کی دہشت سے ہٹے سب بے پیر — پہنچے شہ حر کے قریں رن میں بحال تغیر
گل سا تن حرب جراحت سے سراپا دیکھا
خاک اور خوں میں بھرا چاند سا چہرا دیکھا

٣٠
حر کا سر زانوئے انور پہ رکھا سرور نے — بدلے پانی کے شہ پاک نے آنسو چھڑکے
نیم وا چشم ہوئی ہوش جو آیا اُسے — خشک لب حر دلاور کے بس ایک بار کھلے
کہا دو ہاتھ میں یا سبط پیمبرؐ دامن
اس وسیلے سے نہ محشر میں اُٹھوں تر دامن

٣١
شہ نے فرمایا کہ کچھ غش میں بھی دیکھا تو نے — عرض کی اس نے کہ اک شخص ہے اک جام لیے
مجھ سے کہتا ہے کہ بھر لایا ہوں میں کوثر سے — صاف ہے شیر سے اور قند سے بھی بہتر ہے
پیاس میں پیاسے پہ قرباں تو ہوا ہے اے حر
پی لے اس جام کو حصہ یہ ترا ہے اے حر

٣٢
شکل ہر حور مجھے آن کے دکھلاتی ہے — سرد تن ہوتا ہے جنت کی ہوا آتی ہے
روح مسرور کمال آج ہوئی جاتی ہے — سوئے تسنیم طبیعت میری لہراتی ہے
آپ کے صدقے سے توقیر بڑی پائی ہے
فاطمہ لینے کو جنت سے مجھے آئی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کہہ کے یہ شاہ سے بند آنکھوں کو پھر اس نے کیا ۴۳ راہی باغ جناں شاہ کا مہمان ہوا
شاہ رونے لگے سر پیٹ کے رن میں اپنا رن سے اُس شیر دلاور کا اٹھایا لاشا
زخم پہ ہاتھ دھرا پیٹ کے سر روئے حسینؑ
بولے قربان ہوا تجھ پہ فدا ہوئے حسینؑ

خیمے میں آن کے زینبؑ سے کہا سرور نے ۴۴ لو بہن ہو گیا مہمان جدا اب ہم سے
نہ تو ماں اُس کی ہے افسوس نہ یہاں خواہر ہے کون مہمان کے لاشے پہ بھلا اب پیٹے
تم کو لازم ہے کرو نالہ و افغان زینبؑ
حرؑ کے ماتم میں کرو بال پریشان زینبؑ

سن کے ارشاد یہ شبیرؑ کا زینبؑ نے کہا ۴۵ جو کہا آپ نے لاؤں گی میں آنکھوں سے بجا
سُن کے سب اہل حرم نے سر و سینہ پیٹا بین زینبؑ کے بیاں ہو نہیں سکتے اصلا
جلد آبادؔ کو روضہ پہ بلا لو آقا
آپ کے غم کے سوا کوئی نہ غم ہو آقا

کتابیات

۱۔ جواہر سخن ۲۔ بزم سخن ۳۔ خم خانہ جاوید
۴۔ سراپا سخن ۵۔ سخن شعرا ۶۔ خوش معرکہ زیبا

آبادؔ کی غزلیں

دم فکر سخن گر وصف دندان جلوہ افگن ہو عجب کیا ہے زمین شعر میں ہیرے کی معدن ہو
نئی صورت سے وصف روئے تابان جلوہ افگن ہو ورق چمکے یہ روئے شاہد مضمون پہ جوبن ہو
نظر میں گر خیال روئے جاناں جلوہ افگن ہو ہمارے سامنے ہر وقت گویا چاند روشن ہو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

اگر تم گرم کر دیکھو تو اس کا حال روشن ہو — ہماری خاک آگے ہو تمہارا پیچھے تو سن ہو

دلا شوق وصال یار میں جامہ سے ہو باہر — حیا کا دُور پردہ ہو سراسر چاک دامن ہو

مکانوں میں کنول کی زیب سے غافل یہ بہتر ہے — اندھیری گور اگر نور عمل سے تیری روشن ہو

پڑھا ہے سلسلہ ایسا ہمارے جوش وحشت کا — گریباں سحر سے چاہئے پیوند دامن ہو

شگفتہ نقش پا ہوں صورت گل خوبی — تمہاری چال سے روئے زمیں پر تازہ گلشن ہو

حیائے یار کے مضمون قلم سے گر آئیں باہر — ورق اُڑ اُڑ کے روئے زمیں پر تازہ گلشن ہو

نہ دیکھے غیر روئے رشک گل کو اس قدر دیکھوں — رہے چو گرد بس اس سے نظر دیوار گلشن ہو

جلا دیتا ہے دل کو اور دونا جوش وحشت کا — ہمارے اشک یوں ہیں جس طرح آتش پہ روغن ہو

پس از مردن لحد کی روشنی ہے زینت ظاہر — چراغوں سے اندھیری گور کب مردے کی روشن ہو

کہاں تک تھامیے اس کو بہا سیل حوادث سے — کبھی برباد اے آباد اپنا خانہ تن ہو

ہمیشہ تذکرہ ہے مصحف رخسار جاناں کا — کتاب عشق نے حافظ کیا ہے مجھ کو قرآں کا

سراپا کھنچ گیا نقشہ قلم سے روئے جاناں کا — مشابہ ہو گیا تصویر سے ہر شعر دیواں کا

خزاں کا ڈر نہیں فصل بہار روئے گلگوں کو — منہ تلے گا کئی دن تک اس سیب زنخداں کا

نکل جاتا ہے شوق دید میں کترا کے آنکھوں سے — مرے دل نے نیا رستہ نکالا کوئے جاناں کا

جہاں اندھیر ہے آنکھوں میں عاشق جان دیتے ہیں — خدا کے واسطے کاجل تو پونچھو چشم فتاں کا

جگر ہوتا ہے اے آباد ٹکڑے ہجر ساقی میں — کناری بن گئی بوندی کہ قطرہ آب رواں کا

گر قفس میں دل جلے گا یوں ہی مجھ ناشاد کا — پھونک دوں گا نالہ سوزاں سے گھر صیاد کا

رکھ نہ تو ناداں بھروسہ عالم ایجاد کا — طور اس گلزار میں ہے نکہت برباد کا

کیا عجب شوق اسیری میں اگر منقار سے — بلبلیں دامن پکڑ لیں دوڑ کر صیاد کا

وصل سے اب تو کہیں آباد کر دے اے فلک — کب سے ویراں ہے غم فرقت سے گھر آباد کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

جلا جاتا ہوں دہکایا ہوا ہوں آتش غم کا
بنا ہے دل مرے پہلو میں انگارا جہنم کا

خجالت سے وہیں کیں بند آنکھیں مہر انور نے
نگینہ گر ترے بازو کے اِٹے کا کبھی چمکا

زمیں کو آسماں تیرے تصور نے بنایا
علا ہے مرتبہ دل کو ہمارے عرش اعظم کا

برنگ گل خزاں کر ڈالا دم میں تو نے جب چاہا
مبدّل کر دیا نقشہ بہار باغ عالم کا

ہم بغل مجھ سے اگر وہ گلبدن ہو جائے
تنگ مثل گل خوشی سے پیرہن ہو جائے گا

جور بڑھ جائیں گے تیرے آتے ہی عہد شباب
چار دن میں اور بھی تیرا چلن ہو جائے گا

جس قدر رووں گا پھولیں گے گل داغ جنوں
سبز آب اشک سے میرا چمن ہو جائے گا

جان پائے کا تن بیجاں تری آواز سے
معجزہ گویا تجھے تیرا سخن ہو جائے گا

میری گردن پر ہے احسان دست و تیغ یار کا
عمر بھر جلوہ نہ دیکھا برق حسن یار کا

دیدۂ تصویر کی صورت کھلی رہتی ہے آنکھ
اب یہ نقشہ ہے تمہارے طالب دیدار کا

ہے بجا کہیے اگر اے گل تجھے رشک بہار
پھول مرجھاتا نہیں تیرے گلے کے ہار کا

رکھ لیا پردہ مرا قاتل تیری تلوار نے
جسم عریاں پر ہے احساں زخم دامن دار کا

اس کی نظروں میں سبک ہو کر اٹھا آباد میں
دوش یاراں پر جنازہ بار ہے مجھ زار کا

کیا منہ جو کروں وصف میں اس غنچہ دہاں کا
کچھ حوصلہ پڑتا ہی نہیں کام و زباں کا

فرقت میں یہ خانۂ دل نور فشاں ہے
گویا ہے ہر اک داغ کنول اپنے مکاں کا

جا پڑتی ہے گلگشت میں شمشاد پہ جب آنکھ
پھر جاتا ہے نظروں میں قد اس سرو رواں کا

حیراں ہیں کیا اس کے سوا اور کہیں ہم
اندیشۂ باطل ہے لقب تیرے دہاں کا

موجوں کی طرح اٹھے چلے آتے ہیں بادل
عالم یہ ہے آباد یم طبع رواں کا

رقص میں ہے گر یہی عالم تری تصویر کا
کیا عجب ہے چاک ہو جائے جو پردہ ساز کا

ہم تو کیا مجھ کو ملک یہ دیکھ کر کہنے لگیں
آدمی دیکھا نہیں اس ناز کا انداز کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

پردہ پوشی میں یہ ہم نے مشق پہنچائی بہم   دل پہ بھی دشوار ہے کھلنا ہمارے راز کا

صدمۂ فرقت دلدار نے سونے نہ دیا   رات بھر دردِ دل زار نے سونے نہ دیا
چال اس غیرت خورشید کی یاد آئی ہمیں   رات بھر اختر سیار نے سونے نہ دیا
وا رہیں بعد فنا قبر میں آنکھیں آباد   حشر تک حسرت دیدار نے سونے نہ دیا

سر سے مرنے پہ نہ اس زلف کا سودا اترا   شکل مری نہ کبھی طوق ہمارا اترا
دیکھ کر تجھ کو زمیں پر یہ بشر کہتے ہیں   آسماں پر سے کوئی چاند کا ٹکڑا اترا
ہاتھ سو مرتبہ چھونے پہ قدم کے جوڑے   اس کے دل سے مگر اب تک نہ وہ غصہ اترا
جانوران کے تصدق میں ہزاروں چھوٹے   مرغ دل کا نہ کبھی یار پہ صدقہ اترا

اپنے گھر جانے کی وہ مجھ سے جو رخصت مانگتا   دم نکل جانے کی آنکھوں سے اجازت مانگتا
سرخ ایسے پاؤں ہیں کرتا جو تو دم بھر خرام   نقش پا سے پنجہ خورشید رنگت مانگتا
جانتا گر میں دعا ہو جائے گی میری قبول   ایک بت اللہ سے میں خوبصورت مانگتا

وہ رشک ماہ جو کوٹھے پہ بے نقاب ہوا   کباب گرمیٔ عارض سے آفتاب ہوا

خاتمہ تجھ پہ ہے اے یار دل آزاری کا   سیکھ لے تجھ سے کوئی طور جفا کاری کا
دم بھرے لاکھ زمانہ بھی فسوں کاری کا   چل سکے دور نہ اس چشم سے عیاری کا
باتیں کرنے میں تمہیں نیند چلی آتی ہے   راز آنکھوں سے کھلا رات کی بیداری کا
ہجر یا وصل انہیں وہیں بسر ہوتی ہے   عشق میرے لئے ایک شغل ہے بے کاری کا
نشہ میں منہ نہ کبھی یار کی جانب پھیرا   میں تو دیوانہ ہوں آباد کی ہشیاری کا

اے باد سحر قصد نہ کر ہمسفری کا   تھمتا ہے کہیں پاؤں بھلا رہگذری کا
ہنگامہ محشر سے ڈریں کیا ترے عاشق   عالم ہے انہیں یاد تری فتنہ گری کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہشیار جوانی سے وہ اب نام خدا ہیں — عالم نہیں طفلی کی طرح بے خبری کا
پردے سے دم صبح نکل آئے جو وہ ماہ — خورشید کبھی نام نہ لے جلوہ گری کا
آباد نہ ہشیار ہوئے طالع خفتہ — ان پر بھی پڑا سایہ مری بے خبری کا

قتل ہونے کا نکل کر دل سے ارماں رہ گیا — آج قاتل کھینچ کر شمشیر براں رہ گیا
عشق مژگاں میں ہوا وہ بھی مجھے دل سے عزیز — چبھ کے تلووں میں اگر خار مغیلاں رہ گیا
چاک تو نے کر دیا تھا پر الجھ کر اے جنوں — پاؤں کی زنجیر میں طوقِ گریباں رہ گیا
گل ہوائے وصل میں کب کی ہوئی شمع حیات — ہاں مگر روشن چراغ داغ ہجراں رہ گیا
کشتۂ شوق شہادت پہ لگا کر اپنے وار — داب کر انگلی وہ قاتل زیر دنداں رہ گیا

میں تصور سے پہنچتا ہوں میاں کوئے دوست — جلد مجھ سے جائیں گے کیا رہروان کوئے دوست
خانۂ جاناں فرشتے بھی نہ دیکھیں اس لئے — میری آہوں کا دھواں ہے آسمانِ کوئے دوست
بے تکلف خود بخود پھر اس طرف کو ہیں رواں — پاؤں کو کس نے بتایا ہے نشانِ کوئے دوست
جب ہوئے برباد اے آباد تب پایا پتہ — بے نشاں ہو کر ملا ہم کو نشانِ کوئے دوست

فیض سے اے گل ترے سر سبز ہے شانِ بہار — بے ترے مثلِ خزاں ہے دروامانِ بہار
ہیں تصور میں حسینوں کے گل و عارض تمام — کھل رہا ہے رو برو اپنے گلستانِ بہار
اے صبا کیا رنگ دکھلائے گلوں کی واہ واہ — ہے بجا تجھ کو کہیں گر میرِ سامانِ بہار
باغ میں کیا زلف جاناں کی صبا لائی ہے بو — آج کچھ برہم نظر آتا ہے سامانِ بہار
گل بھی بے ترتیب ہجر یار میں آباد ہیں — باغ میں ابتر نظر آتا ہے دیوانِ بہار

زلف ہے چھائی ہوئی اے گل ترے رخسار پر — لطف یہ کالی گھٹا لائی ہے اس گلزار پر
صدقے ہے مہتاب سنگ آستانِ یار پر — لوٹتی ہے چاندنی اس سایۂ دیوار پر
خواب کا آنا خیالِ یار میں ممکن نہیں — لکھ دیا ہم نے بیاضِ دیدۂ بیدار پر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

آتشِ رخسار کے مضمون جو گرما گرم ہیں	شمع بھی پروانہ ہے آباد کے اشعار پر

خود بخود رہتا ہے میرے داغ کا روشن چراغ	سوزِ عشقِ یار سے جلتا ہے بے روغن چراغ
ہوں میں وہ آتش قدم راتوں کو جب پھرنے لگا	نقشِ پا سے جا بجا بننے لگے روشن چراغ
باغ میں رخسارِ تاباں دیکھ کر تیرا جلا	بن گیا اے رشکِ گل ہر لالۂ گلشن چراغ
پردۂ دل میں نہاں ہے یوں تمہارا داغِ عشق	کوئی رکھ لے جس طرح اپنے تہِ دامن چراغ
زلف سے باعث فروغِ عارض روشن ہوا	شام کو یعنی دکھاتا ہے بہت جوبن چراغ
دل جلے آباد سب کے کام آتے ہیں یہ سُن	ہے دلیل اس پر قوی ہر گھر میں ہے روشن چراغ

اس گُل کو دیکھ دیکھ کے ہو بے قرار رنگ	گل سے برنگِ بو ہو جدا لاکھ بار رنگ
موقوف کچھ بہار پہ دل کی خوشی نہیں	ہم کو خزاں میں بھی نظر آئے ہزار رنگ
اس گُل کے رنگ جسم کی شوخی تو دیکھئے	نکلا قبا سے پھوٹ کے بے اختیار رنگ
سودائے گیسو و رخِ جاناں میں ہو نہ فرق	بدلے ہزار گردشِ لیل و نہار رنگ
اس باغ میں بہار خزاں کو نہیں قرار	دونوں کا بے ثبات ہے بے اعتبار رنگ
آباد گر یہی گلِ مضموں کی ہے بہار	اس پر غزل نہ دے گی کوئی زینہار رنگ

یاد آئے گی نہایت زلفِ پیچاں باغ میں	سنبلِ پیچاں سے دل ہوگا پریشان باغ میں
تیغِ ابرو نے گل و بلبل کو ٹکڑے کر دیا	سو جگہ پر بن گیا گنجِ شہیداں باغ میں
کھلکھلا کر جب چمن میں ہنس پڑے وہ رشکِ گل	پھر نہ خجلت سے ہنسیں بیلے کی کلیاں باغ میں
مارے شادی کے نہیں ملتا ہے پھولوں کا دماغ	کس نے کھولا ہے کمر سے آج داماں باغ میں

ہجر میں وصل کو ہم یاد کیا کرتے ہیں	شاد یوں ہی دل ناشاد کیا کرتے ہیں
تم ہمیں بھولے سے بھی یاد نہیں کرتے ہو	ہم تمہیں آٹھ پہر یاد کیا کرتے ہیں
کیا سناتے ہیں ہمیں جان کے عاشق اپنا	کاوشیں ہم سے پریزاد کیا کرتے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

خوں گرفتہ نہ کوئی عشق میں ہم سا ہوگا ۔۔۔ دم بدم منتِ جلاد کیا کرتے ہیں
ایک دم چین نہیں وصل میں لینے دیتے ۔۔۔ دلِ آباد کو برباد کیا کرتے ہیں

پھیرو چھری گلے پہ کہ ہم ہیں عذاب میں ۔۔۔ تعجیل چاہیے تمھیں کارِ ثواب میں
اس مہ جبیں نے ماتھے پہ افشاں نہیں چنی ۔۔۔ تارے جڑے ہیں یہ فرقِ آفتاب میں
ہر دم یونہیں جو آتشِ رخسار تیز ہے ۔۔۔ ڈر ہے کہیں نہ آگ لگ اُٹھے نقاب میں
وہ جسم سرخ ہے کہ یہ ہوتا ہے بس عیاں ۔۔۔ کپڑے رنگے ہیں یار نے گویا شراب میں

اشارہ وصل کا بھی درج ہے مکتوبِ جاناں میں ۔۔۔ اسی مضمون سے آئی جان میرے جسمِ بے جاں میں
نظر آتے ہیں بت خانے لبِ نمکینِ جاناں میں ۔۔۔ گہر پیدا ہوئے ہیں پارۂ لعلِ بدخشاں میں
قیام زندگی بحرِ فنا میں غیر ممکن ہے ۔۔۔ یہ کشتی تیر کی صورت چلی جاتی ہے طوفاں میں
نمک پائیں جو اے صیاد تیری زخمِ مژگاں کی ۔۔۔ عجب کیا شیر سے آہو کریں پنجہ بیاباں میں
گل اندام ملیا کے اے آباد میں نے وصف لکھے ہیں ۔۔۔ غزل ہر رنگ کی نکلے نہ کیوں کر میرے دیواں میں

ہے رنگ کب گلوں میں جو ہے روئے یار میں ۔۔۔ ایک عندلیب کیا ہے میں کہہ دوں ہزار میں
کیا ہم ہی جل رہے ہیں تپِ ہجرِ یار میں ۔۔۔ جب دیکھو مہر کانپ رہا ہے بخار میں

دکھایا حسن نے کتنا جمال حیلہ سازی کو ۔۔۔ نہ بھولے یادِ حق میں ہم خدا کی بے نیازی کو
بچا کر خاک سے میری اٹھاتا ہے قدم اپنا ۔۔۔ عجب چالاکیاں آتی ہیں تیرے اسپ تازی کو

یاد ہے دل سے یہاں اُن کے طلب گاروں کو ۔۔۔ وہ وہاں بھولے ہوئے بیٹھے ہیں اقراروں کو
داغِ سودا کو ترے سہل بہت سمجھے تھے ۔۔۔ جان کے لالے پڑے تیرے خریداروں کو
تا ابد تیزی مژگاں رہے اُن کی آباد ۔۔۔ تیر مارا کریں وہ اپنے افگاروں کو

لگا دی آگ کس آتش کے پرکالے نے گلشن کو ۔۔۔ صبا نے ڈر کے رنگِ گل سے کھینچا اپنے دامن کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرے شوقِ شہادت نے منادی سرکشی میری
علم کی تیغ قاتل نے جھکایا میں نے گردن کو

لگادی آگ اس کے پرتوِ رخسار نے ایسی
کہ گلچیں خوف سے چھوتے نہیں گلہائے گلشن کو

چشمِ تر سے اگ ہے برقِ نگاہِ یار کو
پھونک دیتی ہے یہ بجلی ابر دریا بار کو

حسرتِ پابوس ایسی ہے جو مجھ سے اُٹھ سکے
چوم کر آنکھوں پہ رکھ لوں نقش پائے یار کو

کھول دیں گے نشہ کے عالم میں وہ بندِ نقاب
سیل یہ توڑے گی اک دن شرم کی دیوار کو

لکھ کے اے آباد اوصافِ درِ دندانِ یار
کر دیا بالکل مرصع کلکِ گوہر بار کو

سبزۂ خط دیکھتے ہی چشمِ گریاں سبز ہو
کیا تعجب ہے نگاہ کا بلکہ داماں سبز ہو

کون سرسبزی بھلا لے جائے تجھ پر رقص میں
اے پری پشواز کا تیری جو داماں سبز ہو

عکسِ خطِ سبز گل کرنے میں گر تیرا پڑے
برگ تر سے شمع کا شعلہ دو چنداں سبز ہو

نازکی سے بار خطِ سبز اُٹھ سکتا نہیں
دم بدم کیونکر نہ رنگِ روئے جاناں سبز ہو

پرتوِ افگن سبز آویزہ اگر ہو کان کا
یہ نزاکت ہے کہ رنگِ روئے جاناں سبز ہو

تیری محفل میں بہارِ تازہ پائی آن کر
صاف نکلی شمع اے سروِ چراغاں سبز ہو

دل کرے گا نہ خیالِ رُخِ جاناں خالی
کبھی اس گھر کو نہ چھوڑے گا یہ مہماں خالی

قتلِ عاشق کیلئے اور بھی لازم ہے بناؤ
اپنے ماتھے پہ چنیں آپ نہ افشاں خالی

روز و شب لاکھوں ہی ارماں بھرے رہتے ہیں
حسرتوں سے نہیں ہوتا دلِ ناداں خالی

باغ میں دیکھ کے تیرے رخِ رنگیں کی بہار
ہو گئے رنگ سے گلہائے گلستاں خالی

وصل کا روز میسر نہیں ہوتا آباد
گھر ہمارا نہیں کرتی شبِ ہجراں خالی

ہے تماشے کی جگہ عالمِ اسباب مجھے
بختِ بیدار دکھاتا ہے نئے خواب مجھے

دوستی میں بھی ہلاکت ہے مری اس کو پسند
قتل کرتا نہیں وہ دشمنِ احباب مجھے

دل میں رہ جاتی ہے کیا گھونٹ لہو کا پی کر
دیکھ پاتی ہے اگر تیغ کی بھی آب مجھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

جن دنوں یاد مجھے گیسوئے خمدار کی تھی — چاندنی سے بھی سوا قدر شبِ تار کی تھی
کھل گیا بندِ نقابِ رخِ جاناں شاید — غش پڑے ہیں وہ تمنا جنہیں دیدار کی تھی

بھڑکی ہے آگ یادِ گلِ روئے یار سے — دل جل رہا ہے آج نسیمِ بہار سے
نازک بہت ہیں پاؤں میں مہندی ملو نہ تم — چلنے نہ دے گا رنگِ حنا اپنے بار سے

گیسو میں کاش آئے وہ عارض نظر مجھے — دکھلائے میری شامِ تمنا سحر مجھے
قسمت سے ترکِ نامہ و پیغام ہو گیا — میری خبر انہیں ہو نہ اس کی خبر مجھے

پاؤں میں یہ سرخی رنگِ حنا کا جوش ہے — معدنِ یاقوت سے بہتر تیری پاپوش ہے
خاک سے میری بنیں گے بعدِ مردن جام مے — کون اے آباد مجھ سا رند ساغر نوش ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

آزاد

سیّد علی حسین

سیّد علی حسین نام تھا، آزاد تخلص، ان کے ایک فرزند کاظم حسین موج بھی شاعر تھے جو میر اوسط علی رشک کے شاگرد تھے۔ موج نے ۱۲۶۱ھ میں عین شباب میں انتقال کیا۔

سعادت خان ناصر نے آزاد کا ذکر نہایت مختصر الفاظ میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں:-

''عالی نسب والانژاد سیّد علی حسین تخلص آزاد مرگ جواں پسر سے ناشاد بیت نالہ مصرعہ فریاد، شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد رشید۔'' (خوش معرکہ زیبا)

ناصر نے موج کے ذکر میں بھی اختصار سے کام لیا ہے۔ لکھا ہے:-

''پدر اس کے مرگ جوانانہ سے زار و نزار۔''

''خوش معرکہ زیبا'' میں غزل کے ۱۸ اشعار نقل کیے ہیں۔

موسم گل میں ہو بلبل کو جنوں گر پیدا / نوک ہر خار سے ہے صورت نشتر پیدا
نہیں ممکن کہ فرو مایہ کو حاصل ہو کمال / تیغ چوبی کبھی کرتی نہیں جوہر پیدا
اب تو ہر بوسہ پہ کرنے لگے چشم بدور / لب ترے چاشنی قند مکرر پیدا
کیوں نہ غیروں سے ملیں وہ کہ ولا کرتے ہیں ربط / باز سے باز کبوتر سے کبوتر پیدا
ہم ہیں اس شوخ کے پامال خرام اے آزاد / جس کے ہر کام پہ ہو فتنۂ محشر پیدا

شب کو میں ایسا فراق یار میں بیتاب تھا / دل نہ تھا پہلو میں گویا پارۂ سیماب تھا
قلقل مینا سے کسی حلق بریدہ کی صدا / خانۂ ساقی بھی گویا خانۂ قصاب تھا
سوزش شمع ہے سوز جگر پروانہ / جل گئے خاک ہوئے بال و پر پروانہ
سب پہ ہو جائے گا روشن ہنر پروانہ / ہو گیا شمع تلک گر گزر پروانہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اک صورت سے چھپے پردۂ فانوس میں شمع
اُڑ کے جا پڑتی ہے اس پر نظر پروانہ

ہوائے نشہ ہے ساقی ہوائے برشگالی میں
شرابِ لعل گوں بھر دے زمرد کی پیالی میں

مستعد مرنے پہ ہیں جینے سے دل بیزار ہے
اے اجل کس کو یہاں عمرِ ابد درکار ہے
خندہ زن باغ میں گر وہ گُلِ رعنا ہوگا
غنچے کھل جائیں گے سب، روز تماشا ہوگا
قصد میں نے جو کیا ہے اسے خط لکھنے کا
تیرہ بختی سے کبوتر مجھے عنقا ہوگا

عطرِ مٹی کا بھی جو ملتے نہ تھے پوشاک میں
ہم نے ان کے استخواں دیکھے ہیں رلتے خاک میں
استخوانوں میں ہے یہ جینے کے دل پر آبلہ
خوشۂ انگور ہے یا داربستِ تاک میں
ایک موتی کی جو نتھ پہنے اسے دیکھا تو بس
آ گیا ضبطِ دلِ بے صبر سے دم ناک میں
دانت مانجھے گر وہ چوبِ تلخ سے شیریں دہن
نیشکر کا خود بخود آئے مزہ مسواک میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

آشنا

سیّد محمد

سیّد محمد، نام، آشنا تخلص، حافظ وارث علی کے فرزند اکبر تھے۔ محسن لکھنوی نے آشنا کا مختصر تعارف اسی طرح تحریر کیا ہے۔

"سید محمد مغفور خلف اکبر غفران مآب سید حافظ وارث علی شاہ صاحب، باشندہ لکھنؤ، شاگرد شیخ امام بخش ناسخ" (سراپا سخن)

نام کے ساتھ لفظ "مغفور" سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۶۹ھ مطابق ۱۸۵۳ء سے پہلے ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ دیوان ناسخ میں حافظ وارث علی کے فرزند کی تاریخ ولادت کا ایک قطعہ موجود ہے:-

تاریخ تولّد فرزند جناب حافظ وارث علی صاحب

یافت چوں استادنا وارث علی پورِ اقبال، از فیض الٰہ
گفت تاریخ تولد ہاتفے روز جمعہ بستم شوال ماہ

۱۲۱۶ھ

حافظ وارث علی ناسخ کے استاد تھے۔ ان سے ناسخ نے ثانوی معیار کی کتابیں پڑھی تھیں۔ یہ قطعہ تاریخ سیّد محمد آشنا کی پیدائش سے متعلق ہی ہو سکتا ہے۔ بروز جمعہ ۲۰ شوال ۱۲۱۶ھ ان کی ولادت کی تاریخ اگر مان لی جائے تو ۵۲ یا ۵۳ برس کی عمر میں ان کی وفات ہوئی اور ناسخ کی وفات (۱۲۵۴ھ) کے وقت آشنا کی عمر ۳۸ برس کے قریب تھی۔ سعادت خاں ناصر نے آشنا کا ذکر مختصر لکھا ہے لیکن چند جملے ان کی سیرت کو واضح کرتے ہیں:

"آشنائے بے ریا، مجمع خوبی ربا، سیّد محمد، تخلص آشنا، خلف الصدق حافظ وارث علی مغفور ابتدا میں شاگرد شیخ ناسخ کے تھے۔ چنانچہ جن روزوں میں شیخ نے انتقال کیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تھا، ایک مشاعرے میں یہ شعر ان سے میں نے سنا تھا:-

واجب الرحم ہوں اُستاد نہیں دنیا میں
اولا عرض یہی خدمت احباب میں ہے

بعد انتقال شیخ صاحب چندے آزاد رہے، آخر خواجہ وزیر سے سلسلہ متابعت کا پیدا کیا۔" (خوش معرکہ زیبا)

ناصر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ذات میں بے انتہا خوبیاں اور مزاج میں انکساری تھی۔ شعر و شاعری میں بھی وہ کسی سے کم نہیں تھے لیکن لالہ سری رام نے ان کے کلام کے بارے میں لکھا ہے کہ:-

"ناسخ کے شاگرد تھے مگر استاد کے رنگ کی ہوا تک نہ لگی۔ سیدھے سادھے شعر کہتے تھے۔" (خمخانۂ جاوید)

تذکروں میں ان کا جو کلام ملتا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ناسخ کی شاعری کی چھاپ ان کے کلام پر خاصی گہری تھی۔

سعادت خاں ناصر نے آشنا کے ایک شاگرد یوسف کا بھی ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں:-

"عزیز مصر کو اس کے حسن و سیرت پر تاسف تخلص 'یوسف' بقول میر محسن علی شاگرد میر محمد آشنا تھے" (خوش معرکہ زیبا)

عبدالغفور نساخ نے بھی آشنا کا ذکر کیا ہے لیکن کوئی خاص معلومات نہیں ہوتی۔ انہوں نے بس اتنا ہی لکھا ہے کہ:-

"آشنا، سید محمد مرحوم خلفِ اکبر سید حافظ وارث علی مرحوم لکھنوی، شاگرد ناسخ" (سخن شعرا)

آشنا کا نمونہ کلام ملاحظہ ہو:-

مر گئے پر نہ ہوا یار خبر گیر کبھی — میرے عیسیٰ کو نہ سوجھی مری تدبیر کبھی
دل سے جائے نہ سر زلف گرہ گیر کبھی — یہی منت ہے بڑھے میری نہ زنجیر کبھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

حالِ دل کہیے تو کہتا ہے خفا ہو کے وہ شوخ
مجھ کو بھاتی نہیں اس طرح کی تقریر کبھی

مول لینا تو کہاں آپ وہ آ کر بکتی
دیکھ لیتی جو زلیخا تری تصویر کبھی

الفتِ ابروئے مژگاں میں غرض جان گئی
تیر مارا کبھی سفاک نے شمشیر کبھی

ملے فرقت زدہ کوئی تو لپٹ کر رووں
عید کو بھی نہ ہوا یار بغلگیر کبھی

گل کو کیا دیکھیے اور سیرِ چمن کیا کیجیے
بھولتا ہی نہیں دل یار کی تصویر کبھی

مر گئے مانی و بہزاد اسی حسرت میں
زیست بھر کھینچ نہ سکی یار کی تصویر کبھی

رنج یہ وہ ہے کہ شادی کی تصدیق کیجیے
آشنا دل سے نہ جائے غمِ شبیرؑ کبھی

تشبیہ گل سے مرتبۂ رُخ بلند ہے
خورشید سے وہ ماہ جبیں چار چند ہے

نسخہ شفا کا ہو تو کوئی لکھ دے اے مسیح
بے چین مدتوں سے دلِ دردمند ہے

کہتے ہیں جس کو قفلِ درِ عیش کی کلید
اے آشنا وہ آہِ دلِ دردمند ہے

ہاتھ سے سلجھا رہے ہیں اپنے بالوں کو وہ آج
پنجۂ خورشید زلفِ حور کا شانہ ہوا

قصہ کوتاہ ایسی دیکھی ہی نہیں زلفِ دراز
حلقۂ زلفِ مسلسل پاؤں میں پانہ ہوا

بوسہ نصیب ہے لب و دندانِ یار کا
کیا گوہر نصیب مرا آبدار ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

آغا

معتمد الدولہ آغا محمد میر

سید محمد، نام، آغا محمد میر عرف معتمد الدولہ، مختار الملک ضیغم جنگ خطاب، میر تقی ترکمانی کے بیٹے تھے۔ ایرانی نسل کے سید تھے۔ شعر وسخن میں معتمد الدولہ کو ناسخ سے تلمذ تھا۔ نجم الغنی کا بیان ہے:

''معتمد الدولہ، شیخ امام بخش ناسخ کے با اخلاص شاگرد تھے۔'' (تاریخ اودھ) اور عشرت لکھنوی کا بیان ہے کہ ''معتمد الدولہ آغا میر نے ناسخ کی شاگردی اختیار کی اور ایک لاکھ روپیہ نذرانہ کے نام سے پیش کیا جو انہوں نے اپنے منظورِ نظر مرزائی صاحب کو دے دیا۔'' (آبِ بقا)

''معتمد الدولہ، غازی الدین حیدر بادشاہِ اودھ کے بچپن کے دوست تھے۔ اس لیے انہوں نے اپنے عہد میں مرزا حاجی کی جگہ معتمد الدولہ کو نائب بنایا تھا۔ جب غازی الدین حیدر نے بادشاہ کا لقب اختیار کیا تو یہ وزیر کہلائے اور ان کو نواب معتمد الدولہ مختار الملک سید محمد خاں بہادر عرف آغا میر کا خطاب ملا۔ وزارت کے لئے ان کو بائیس پارچے کی خلعت ملی۔ ہاتھی اور پالکی سواری کے لئے دیئے گئے اور سلطنت کی طرف سے تمام شان وشوکت کے سامان ہوئے۔ (لکھنؤ نامہ)

عین شہر لکھنؤ کے مرکز میں آغا میر کی ڈیوڑھی (وزیر گنج) کی انہوں نے بنیاد رکھی ایک شاندار امام باڑہ (موجودہ جوبلی انٹر کالج لکھنؤ) اور ایک کربلا تعمیر کی تھی۔ آغا میر کی کربلا حضرت گنج میں واقع ہے۔ کربلا میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے روضۂ کاظمین (عراق) کی شبیہ بنوائی گئی تھی۔ انہوں نے کانپور میں بھی ایک عالیشان امام باڑہ تعمیر کیا تھا۔ ایک کروڑ سے زیادہ روپیہ اس زمانے میں ان عمارتوں پر خرچ ہوا تھا۔'' (لکھنؤ نامہ)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

معتمد الدولہ بڑے ذہین اور ہوشیار مدبر تھے۔ سلطنت اودھ کے سپید و سیاہ کے مالک تھے۔ ۱۲۳۰ھ میں معتمد الدولہ معزول کر دیے گئے کچھ عرصہ معطل رہنے کے بعد ۱۲۳۳ھ میں دوبارہ اپنے عہدے پر بحال کر دیے گئے۔ اُسی زمانے میں انہوں نے ناسخ کے لئے سو روپیہ مہینہ کا وظیفہ مقرر کیا۔ لیکن ناسخ نے درباداری اور مصاحبت سے یکسر انکار کر دیا۔ ناسخ معتمد الدولہ سے وابستہ رہے، جس کی وجہ سے ان کی زندگی بڑی فراغت بلکہ خاصی عشرت کے ساتھ گزرتی تھی۔ مالی فراغت کے علاوہ معتمد الدولہ کے تقرب کی وجہ سے لکھنؤ کی سماجی و سیاسی زندگی میں بھی ناسخ کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔"

(ناسخ تجزیہ و تقدیر)

معتمد الدولہ شعر و ادب کے سرپرست تھے۔ ان کے یہاں جو مشاعرہ منعقد ہوتا تھا وہ بڑی دھوم سے ہوتا تھا۔ ان کی سرکار سے بہت سے شعراء اور مرثیہ گو شاعر وابستہ تھے۔ معتمد الدولہ کی مدح میں مرزا قتیل کے بھی بکثرت اشعار ہیں جو ان کے کلیات میں موجود ہیں۔" (تاریخ لکھنؤ)

۱۲۴۳ھ میں نصیر الدین حیدر نے معتمد الدولہ کو معزول کر دیا۔ آخر عمر میں کانپور جا کر مقیم ہوئے اور وہیں کی خاک کا پیوند ہوئے۔ ۵ ذی الحجہ ۱۲۴۷ھ مطابق ۷ مئی ۱۸۳۲ء کو انتقال کیا۔ ناسخ نے رحلت کی تاریخ کہی۔

دلا نواب ضیغم جنگ امروز ۔۔۔ گذشت از دار فانی ناگہاں ہائے
نوشتم سال تاریخش وفاتش ۔۔۔ دو شنبہ پنجم ذی الحجہ الوائے
۱۲۴۷ھ

معتمد الدولہ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ معتمد الدولہ کی بیٹی سلطان بیگم شاعرہ تھیں۔ وہ سلطان تخلص کرتی تھیں۔ اُن کی ایک مشہور غزل کے دو شعر یہ ہیں:-

کب تک یہ تیرے ہجر کے صدمے اٹھائے دل ۔۔۔ ڈر ہے یہی کہ جاں سے اپنے نہ جائے دل
قاتل نے کب کہا تھا کہ آنکھ لڑائے دل ۔۔۔ آخر میری جان پہ یہ آئی بلائے دل

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

آثر لکھنوی

مرزا حسین علی خاں

مرثیہ نگاری اور غیر مطبوعہ سلام

حسین علی خاں نام۔ آثر تخلص۔ ان کے والد نواب امیر الدولہ مرزا حیدر بیگ خاں، نواب آصف الدولہ کے نائب تھے۔ آثر لکھنوی کے بڑے بھائی مرزا اکبر علی خاں مقبل بھی مشہور شاعر و مرثیہ گو تھے۔ آثر نواب امیر الدولہ کے چھوٹے فرزند تھے۔ شاعری میں ناسخ کے شاگرد تھے اپنے گھر میں محفل مشاعرہ منعقد کیا کرتے تھے۔ مصحفی ان کے بڑے مداح تھے۔ کہتے ہیں:-

''جوانیست خوش تقریر و مہذب الاخلاق۔ در ابتدائے عمر سہ بمصاحب کمالان ایں فن داشت ...... بہ فقیر ہم از کمال دوستی دارند گزرانیدہ چوں درآں ایام اعتقادش بجناب ائمہ معصومین بیشتر بود و در شیعہ گری غلوئے تمام داشت۔ کلام شعراء از قسم منقبت پسندیدہ خاطر بود لہٰذا بعد مشق شعر نعتیہ و بر مقتضی مرثیہ و سلام سعادت ابدی پنداشتہ خود را مصروف ایں کار ساخت'' (ریاض الفصحا صفحہ ۳۲)

ترجمہ:- جنت آرام گاہ کہ جوانی سے ہی خوش تقریر، مہذب الاخلاق تھے، ابتدائے عمر سے ہی کئی صفات کے حامل تھے۔ دو تین بار مجلس مشاعرہ اُن کے مکان پر منعقد کی گئی، آخر جذبۂ کامل شوق یہاں تک پہنچا کہ خود ہی اصناف سخن کو موزوں کرنا شروع کر دیا اور اپنی شاعری کو شیخ امام بخش ناسخ کہ جنھوں نے معنی بندی میں نیا نیا استادی کا علم بلند کیا تھا اور مجھ فقیر سے بھی دوستی ہے، نظر سے کلام گزرا ہے، ناسخ کے سامنے پیش کرتے اور اصلاح لیتے تھے اور چونکہ آثر نے اس زمانے میں ائمہ معصومینؑ سے محبت زیادہ کر رکھی تھی اور شیعہ عقائد کی بے حد تعریف کیا کرتے تھے ان کا پسندیدہ کلام

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

منقبت ہوتا تھا بعد میں نعتیہ اشعار و مرثیہ و سلام کہنا بھی شروع کر دیا تھا، عقیدہ تھا کہ سعادت ابدی حاصل ہوگی چنانچہ اپنے آپ کو ان کاموں میں مشغول رکھا کرتے تھے۔ اُن کی عمر چالیس سال سے زائد تھی۔"

مصحفی کے قول کے مطابق آثر نعت، سلام اور مرثیہ کہنا سعادت ابدی سمجھتے تھے۔ اثر مرثیے کہتے تھے اور مرثیہ نگار شعراء کے قدردان بھی تھے۔ منیر شکوہ آبادی کا بیان ہے کہ:-

"نواب حسین علی خاں آثر بڑے مالدار نواب، قدردان و دستگیر اہل کمال شعراء میں تھے...... اکثر شعراء کو انعام دیتے تھے۔ ناسخ صرف ان کے یہاں مرزا دبیر کو سننے آتے تھے...... ناسخ کے مرنے کے بعد جب میر انیس فیض آباد سے آ کر لکھنؤ میں پڑھنے میر خلیق نے پڑھنا چھوڑ دیا۔ جب ایک دن میر انیس دوسرے دن مرزا دبیر چہلم بھر ان کے یہاں پڑھتے تھے۔ یہ ہزاروں روپے نذرانہ دیتے تھے"۔

(سنان دلخراش صفحہ ۸۷ قلمی وغیر مطبوعہ)

سعادت خان ناصر نے بھی آثر کی بہت تعریف کی ہے لکھتے ہیں:-

"امیر با کرم رئیس با چشم، سخنور، شعرا پرور...... کلام ان کا مضبوط اور راسخ، کون سا ہفتہ تھا کہ شاعروں کی صحبت ان کے دولت خانہ میں نہ ہوتی تھی۔ اسی میں دولت ان کی صرف ہوئی"۔ (خوش معرکۂ زیبا صفحہ ۲۹۵)

محسن لکھنوی نے انھیں صاحب دیوان لکھا ہے اور دیوان میں قصائد و مثنوی کا ذکر بھی کیا ہے۔ (سراپا سخن صفحہ ۱۳) نساخ نے لکھا ہے "شعر خوب کہتے ہیں...... کلکتہ بھی آئے تھے" (سخن شعرا صفحہ ۷)۔ کریم الدین کا بیان ہے کہ ۱۲۶۱ھ مطابق ۱۸۴۵ء میں آثر کا بانوے ۹۲ برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ اس کی تصدیق سعادت خاں ناصر کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔ خوش معرکۂ زیبا ۱۲۶۲ھ میں مکمل ہوا، ناصر لکھتے ہیں:-

"افسوس کہ بیک چشم زدن گردش کہن نے اس مغتنم روزگار کو عدم کر دیا اور شوق شاعری کو کم، یہ چند شعر کہ اس مغفور و مرحوم سے یادگار ہیں"۔ (خوش معرکۂ زیبا صفحہ ۲۹۶)

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

گویا اسی زمانے میں ان کا انتقال ہوا تھا جب ناصر تذکرہ لکھ رہے تھے۔ اسی لیے ۱۲۶۱ھ سن وفات صحیح ہے۔ اس حساب سے اثر کا سال پیدائش ۱۱۹۹ھ قرار پاتا ہے۔ سفارش حسین نے لکھا ہے کہ آثر کے مرثیے کا نمونہ نہیں ملتا (اردو مرثیہ صفحہ ۳۰۱)۔ (لالہ سری رام نے لکھا ہے کہ ان کا دیوان رام پور کے کتب خانے میں موجود ہے) (خم خانہ جاوید جلد اول صفحہ ۱۳۱) آثر کی غزلوں کا انتخاب تو تذکروں میں مل جاتا ہے لیکن مرثیے ان کے کہیں شائع نہیں ہوئے۔ انھوں نے غزلوں میں بھی آئمہ طاہرینؑ کی مدح میں اشعار کہے ہیں۔ غزلوں کے دو شعر دیکھیے:-

اے آثر گور میں ہوتا ہے علیؑ کا دیدار
زیست بے موت مجھے اس لیے ہی پیاری ہے

تابش مہر قیامت سے آثر ہو محفوظ
ہاتھ رکھ دیں جو کرم سے شہ مرداںؑ سر پر

آثر لکھنوی کے دو مرثیے ذخیرہ آزاد (علی گڑھ یونیورسٹی) میں موجود ہیں:-

۱۔ بنے قاسمؑ کی کروں گر میں بیاں شادی کا ۴۴ بند
۲۔ یہ پیرِ فلک کیا کیا سرورؑ کو ستاتا ہے ۳۶ بند

مرثیے پر تبصرہ:-

آثر لکھنوی کے مرثیے میر ضمیر، میر خلیق، دلگیر، فصیح کے رنگ سے قریب ہیں۔ اُن کے مرثیوں میں انیس و دبیر کے مرثیوں کی ترقی یافتہ شکل کا اثر بالکل نہیں پایا جاتا۔

بنے قاسمؑ کی کروں گر میں بیاں شادی کا نام لیں پھر نہ کبھی اہلِ جہاں شادی کا
رات کو گھر میں تھا دولہا کے سماں شادی کا صبح ہوتے ہی نہ تھا نام و نشاں شادی کا
بنے کے گھر کی ہوئی درپے بربادی مرگ
دیکھ کر بنڑی کا منھ بنڑا ہوا شادیِ مرگ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

آشرؔ نے حضرت قاسم کی شادی کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ کہتے ہیں:-

کیا کروں مومنو اس دولھا کی شادی کا بیاں
ذکر ہے جس کے میری کانپتی ہے منھ میں زباں

حضرت قاسم کے چہرے پر حزن وملال کے آثار ہیں ان کی والدہ بیٹے کے چہرے پر حزن وملال کی کیفیت دیکھ کر فرماتی ہیں:-

ماں نے اس دولھا کی رو کر کہا تیرے قرباں ۔۔۔ بیاہ کی رات کو تو کس لیے ہے گریاں
راز یہ بہرِ خدا مجھ سے بھی تو کر دے بیاں ۔۔۔ تا کہ معلوم ہو مجھ کو وہ ترا رازِ نہاں
تختِ شادی پہ نہ رو بد ہے شگن ہوتا ہے
بیاہ کی رات کو دولھا بھی کہیں روتا ہے

بیٹے قاسم نے کہا راز یہ اپنا رو کر ۔۔۔ ہے میرے دل میں یہ غم سنئے ہو تم اے مادر
صبح جاوے گا چچا میرا، کٹانے کو سر ۔۔۔ اپنا سر پہلے کروں گا میں تصدق اس پر
دم بدم آتی ہے اس واسطے رقت مجھ کو
پھر کہا، ہوئی ہے کبرا سے خجالت مجھ کو

اس سے یہ کہتے ہوئے کیا ہی میں شرماؤں گا ۔۔۔ دے اجازت مجھے سر دینے کو میں جاؤں گا
جاکے پھر واں سے نہ زنہار میں گھر آؤں گا ۔۔۔ اپنا سر تیغِ ستم سے وہیں کٹواؤں گا
اس تفکر سے میں بے حال ہوا جاتا ہوں
کیا کہوں شرم سے صاحب میں موا جاتا ہوں

حضرت قاسم کی رخصت اور شہادت:-

الغرض بالی سکینہ کو وہ بہلا کے بنا ۔۔۔ گھر سے روتا ہوا میداں کو گیا واویلا
جاکے پھر لشکرِ کفار سے ایسا ہی لڑا ۔۔۔ چور زخموں سے ہو قتل کے میداں میں گرا
کی یہ فریاد شہ ہر دوسرا ادرکنی
داد رس بیکسوں کے میرے چچا ادرکنی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

اثرؔ کے مرثیے میں بین کا انداز یہ ہے:-

بانو کہنے لگی قاسم میرے جانی ہے ہے — تری وہ خشک لبی تشنہ دہانی ہے ہے
چاند سی شکل تری اور یہ جوانی ہے ہے — مٹ گئی آج حسن کی بھی نشانی ہے ہے
مدعی شبرؑ و شبیرؑ کے دل شاد ہوئے
اور ترے مرنے سے گھر دونوں کے برباد ہوئے

مقطع:-

ہر طرف گھر میں ہوا دولہا کے ماتم کا جوش — سینہ زن ماں کے ہوئے اہل حرم دوش بدوش
روئے پیٹے وہ یہاں تک کہ ہوئے سب بے ہوش — اے اثرؔ کر نہ تو اس غم کا بیاں بس خاموش
آ کے پھر شاہ نے قاسم کا اٹھایا لاشہ
لا کے سب لاشوں میں اس کا بھی ملایا لاشہ

سلام

ان کو مجرا شہ پہ جو قربان ہو کر مر گئے — شمع ساں کٹوا سر اپنے نام روشن کر گئے
کہتی تھی رو رو کے بانو ہائے اکبرؑ نوجواں — داغ اپنے مرنے کا تم اپنے دل پہ دھر گئے
یاد کر عابد پدر کا پیاس سے وہ حلق خشک — یاں تلک روئے کہ دنیا سے بچشم تر گئے
ہو محلہ پھر بنی ہاشم کا ویراں کیوں نہ آہ — آئے تھے جو ساتھ شہ کے پھر نہ اپنے گھر گئے
کھینچ تلواریں ستمگر جب چلے عابدؑ کی سمت — کیا ہی اہل بیتؑ اس دم اپنے دل میں ڈر گئے
شام کے حاکم نے بھی با ایں شقاوت رو دیا — اس کے آگے اکبرؑ و قاسمؑ کے جس دم سر گئے
رو کے بانو نے کہا نکلوں گی میں سر پیٹتی — مرنے کو خیمے سے اکبرؑ اگر باہر گئے
یاں تلک بے حرم نزدیک تھا مر جائیں سب — سر کٹانے رن میں جس دم سبط پیغمبرؑ گئے
رو کے زینبؑ نے کہا جو لوٹنے ظالم گئے — ظلم جو چاہے کرو، وارث ہمارے مر گئے
غم میں بابا کے گئے روتے ہوئے عابد جدھر — جنگلوں کے خشک ڈیرے آنسوؤں سے بھر گئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

جب گئے عباسؑ دریا پر تو سرور بار بار
نکلے مضطر خیمے سے پھر خیمے کے اندر گئے

جن کے در کا پاسباں تھا اے آثرؔ روح الامیں
شام تک بلوہ میں وہ بے مقنع و چادر گئے

سلام

سلام اس پر جو بولا ناتواں آہستہ آہستہ
لعینو لے چلو تم کارواں آہستہ آہستہ

رسن کے کھینچنے سے حال یہ عابد کا پہنچا تھا
ہوئیں مدت میں سیدھی انگلیاں آہستہ آہستہ

کہا عابدؑ نے یارب کیسے صغرا سے چھپاؤں گا
مٹے گا طوق گردن کا نشاں آہستہ آہستہ

اذیت شمر کو منظور دینی تھی سو کرتا تھا
گلوئے شہ پہ خنجر کو رواں آہستہ آہستہ

یہ سوکھی تھی کہ اکبرؑ کو بن میں شہ نے دینے کو
نکالی اپنی وقت سے زباں آہستہ آہستہ

کہا بانو نے قتل اس کو کیا اک آن میں ہے ہے
علی اکبرؑ ہوا تھا نوجواں آہستہ آہستہ

یہ حالت ضعف سے سجادؑ کی چلنے میں پہنچی تھی
چلے جس طرح نبض ناتواں آہستہ آہستہ

کہا عابدؑ نے تھم تھم کر چلیں کیوں مرے آنسو
کہیں بھی طفل ہوتے ہیں رواں آہستہ آہستہ

بھری تھیں حسرتیں قاسمؑ بنے کے بس کہ سینے میں
نکلتی اس لیے تن سے جاں آہستہ آہستہ

ام البنین سے کہنے لگا قاصد جبکہ ڈیوڑھی پر
شہیدانِ ستم کی داستاں آہستہ آہستہ

کہا صغرا نے جی جاتا ہے مرا، ہم سے قاصد
نہ کر احوال بابا کا بیاں آہستہ آہستہ

آثرؔ اک دم میں اس کو کر کے طے جنت میں ہو داخل
چلیں جب پل پہ سارے انس و جاں آہستہ آہستہ

غزلوں سے انتخاب درج کیا جاتا ہے:-

سیر گلشن میں جو اس سے چار آنکھیں ہو گئیں
نرگس گلزار کی بیمار آنکھیں ہو گئیں

بے ترے جب مائل گلزار آنکھیں ہو گئیں
کچھ نہ سوجھا باغ کی دیوار آنکھیں ہو گئیں

دیکھتے ہیں رفعت بام فلک آئینہ سے ہم
شاید اب آئے نظر وہ چار آنکھیں ہو گئیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

نشے کا ڈورا ہے یا وہ باڑھ کا ڈورا صنم بہرِ قتلِ عاشقاں تلوار آنکھیں ہو گئیں
جھونکتی ہیں شعلۂ رخسار میں پروانہ ساں اس قدر اعضا میں کیوں مختار آنکھیں ہو گئیں
ہیں دُرِ دنداں و لعلِ لب یہاں پیشِ نظر بہرِ عاشق جوہری بازار آنکھیں ہو گئیں

فرطِ گریہ سے مرے مردم آبی ہو جائیں ہو نہ مردم کی جو بارانیٔ مژگاں سر پر
جوشِ سودا نے کیا شمع کی مانند گداز بن گیا داغِ جنوں دیدۂ گریاں سر پر
زلف کی کالی بلا آنے نہ دے پریوں کو شاید آجائے تو آجائے سلیماں سر پر
دیکھیے پیکِ اجل آئے کہ وہ یار آئے جان ہونٹوں پہ ہے اور وعدۂ جاناں سر پر

دار پہ قمری کو کھینچا تو نے دلبر باغ میں کھنچ گئے حیرت سے کانوں پر گلِ تر باغ میں
داغِ دل اس کو دیا کیا کسی گلفام نے مستغاثی ہے جو لالہ آج حیدر باغ میں
اے دلِ وحشی دو رنگی ہر جگہ اچھی نہیں خار بن کر دشت میں رہ پھول بن کر باغ میں
عاشقوں کی تابشِ رخ سے بصارت اڑ گئی بصری تو نے اڑائے ہیں کبوتر باغ میں
بلبلِ شیدا کو راحت اے اثرؔ مطلق نہیں گاہ ہے کنجِ قفس میں اور کبھی گھر باغ میں

ہے سیہ خانہ مرا ظلمات سے تاریک تر خوف سے پھر جاتی ہے باہر کی باہر چاندنی
اے اثرؔ یہ رشک ہے شب کو نکلتا ہے جو یار مانگتی ہے کرمکِ شب تاب سے پر چاندنی

بس کہ وردِ آٹھوں پہر نام اس مہِ تاباں کا ہے بن گیا اختر مری تسبیح کا جو دانہ تھا
سن کے غل تا درِ زنداں وہ آکر پھر گیا شیونِ زنجیر خوابِ بخت کو افسانہ تھا
درسِ وحشت تھا بیاضِ چشمِ آہو سے مجھے گوشۂ صحرا مرا طفلی میں مکتب خانہ تھا

تھا اثرؔ مرگِ شبِ فرقت میں یہ سامانِ عیش سینہ کوبی خلق کی شادی کا نوبت خانہ تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ولا سوتے میں قند لب کا خاطر خواہ بوسہ لے — مثل مشہور ہے دنیا میں گڑ میٹھا ہے چوری کا

گر تصور میں وہ رشکِ مہِ کنعاں ہوتا — دل مرا یوسفِ یعقوب کا زنداں ہوتا

کیا دیں دہن کو نقطۂ موہوم سے مثال — عنقا کا ذکر کیا کریں عنقا کے سامنے

کتابیات

۱۔ سنان دلخراش (قلمی لکھنؤ یونیورسٹی)

۲۔ ریاض الفصحیٰ

۳۔ خوش معرکۂ زیبا

۴۔ سراپا سخن

۵۔ سخن شعر

۶۔ خم خانۂ جاوید جلد اوّل

۷۔ اردو مرثیہ

۸۔ قلمی بیاضِ مراثی (آثر کے مرثیے اور سلام) کتب خانہ ضمیر اختر نقوی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اعجاز لکھنوی

نواب اصغر علی خاں

غیر مطبوعہ مرثیے

اعجاز، تخلص نواب اصغر علی خاں خلف الرشید نواب نجابت علی خاں بہادر دام اقبالہ ابن نواب جنت مکان وزیر اعظم ہندوستان شجاع الدولہ مرحوم بہادر، مشورۂ سخن بہ شیخ امام بخش ناسخ دارد۔ (ریاض الفصحا صفحہ ۳۴) مصحفی

نواب اصغر علی خاں خلف نواب نجابت علی خاں بن نواب شجاع الدولہ بہادر، باشندہ لکھنؤ صاحب دیوان۔ شاگرد شیخ امام بخش ناسخ"۔

خوش معرکۂ زیبا صفحہ ۴۹۸ (ناصر)

اعجاز تخلص نواب اصغر علی خاں لکھنوی خلف نواب نجابت علی خاں بن نواب شجاع الدولہ شاگرد شیخ امام بخش ناسخ۔ صاحب دیوان ہیں:۔ (سخن شعراء) نساخ

ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی لکھتے ہیں:۔

"اصغر علی خاں میاں جرأت کے داماد تھے اور ان کا قلمی دیوان جناب خبیر صاحب نے مجھے عنایت فرما دیا ہے۔ ان کے تقریباً ڈیڑھ سو مراثی بھی موجود ہیں جن پر ناسخ کے قلم کی اصلاح ہے۔ ان کے حقیقی بھتیجے نواب باقر علی خاں تشفی اپنے دور کے اچھے مرثیہ گو تھے اور تشفی کے بیٹے نواب منے آغا تجلی نے بھی غزل اور مرثیہ میں بڑا نام پیدا کیا"۔ (دبستان دبیر صفحہ ۵۹۶)

اعجاز لکھنوی، خبیر لکھنوی کے پرنانا تھے، وہ لکھتے ہیں:۔

نواب اصغر علی خاں اعجاز باکمال و نغز گفتار شاعر اور مرثیہ گو شیخ ناسخ کے تلمیذ رشید تھے تذکرہ سراپا سخن میں مرحوم کا ذکر موجود ہے مشہور معاملہ گو شاعر میاں جرأت کی صاحبزادی نواب اعجاز سے منسوب تھیں اس سلسلے میں میاں جرأت کی آمد و رفت نے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مکان کو شعر و سخن کا مخزن بنا رکھا تھا۔ نواب اصغر علی خاں اعجاز کا نسبی تسلسل نواب نجابت علی خاں کے توسط سے وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ (عرش منزل) پر منتہی ہوتا ہے۔ شجاع الدولہ بہادر سید موسوی تھے چنانچہ اُن کا شجرہ درج ذیل ہے۔

مرزا محمد جلال الدین حیدر ملقب بہ نواب شجاع الدولہ و نواب وزیر اودھ (۱۱۲۶ھ) ابن مرزا محمد مقیم صفدر جنگ (۱۱۵۱ھ) ابن شاہزادہ جعفر خاں بیگ ثانی ابن شاہزادہ محمد قلی خاں بیگ ثانی ابن شاہزادہ جعفر علی خاں بیگ اول ابن شاہزادہ محمد قلی خاں بیگ اول والیٔ نیشاپور۔ ابن سلطان شاہ منصور مرزا بادشاہ تبریز (۸۷۵ھ/۱۴۷۰ء) ابن سلطان ناصر مرزا بادشاہ تبریز (۸۷۴ھ/۱۴۶۹ء) ابن سلطان حسن علی شاہ بادشاہ تبریز (۸۷۲ھ/۱۴۶۴ء) ابن سلطان جہان شاہ بادشاہ تبریز (۸۴۱ھ/۱۴۳۷ء) ابن قرا یوسف شاہ بادشاہ آذربائیجان اور ارمینیا۔ (۷۹۰ھ مطابق ۱۳۸۸ء) تبریز ۸۰۸ھ مطابق ۱۴۰۵ء قرا یوسف شاہ کی وفات کا تاریخی شعر یہ ہے۔

وفات میر یوسف شاہ تبریز
کتابت شد بتاریخ "کتابت"
۸۲۳ء

قرا یوسف شاہ کو نسل میں بداغ شاہ کی کہا ہے:-

نامم بداغ و بندہ بے داغ حیدرم — ہر جا شہیت در ہمہ عالم غلام است

واجد علی شاہ آخری تاجدار اودھ جو اولادِ شجاع الدولہ بہادر میں تھے اپنی مثنوی مباحثہ "النفس والعقل" میں فرماتے ہیں:-

ہے اب میرا اسم تا بہ کاظم امام — ز مادر بہ شبیر گردوں مقام

وزیر نامہ میں حضرت واجد علی شاہ بہادر کی مدح میں یہ شعر تحریر ہے:-

با خانداں مرتضوی انتساب تست — افضل ازیں چہ فضل کہ از نسل حیدری

مثنوی ثبات القلوب جو بنگال مسلم لائبریری میں موجود ہے واجد علی شاہ کے یہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اشعار ملتے ہیں۔

یہ کس بادشاہ کو ملتے ہیں لقب شرافت سیادت وزارت حسب
فریب و دغا کے کہاں میں قریب میں سید مجھے مگر کب تھا نصیب

(معراج سخن از خبیر لکھنوی صفحہ ۳ اور ۴)

شمس آباد میں ایک مرثیہ اعجاز لکھنوی کا ہے۔

''جب اہل بیت حسینؑ شہید بیچارے'' بند ۲۹

جب اہل بیت حسینِ شہید بیچارے دیارِ شام میں پہنچے برہنہ سر سارے
جھکائے لیتے تھے سر شرم سے وہ دکھیارے عرق عرق ہوئے جاتے تھے شرم کے مارے
یہ کہتے جاتے تھے کنبے کے سر اُتارے گئے
تباہ ہو گئیں رانڈیں حسینؑ مارے گئے

سفارش حسین لکھتے ہیں:

''اعجاز۔ اصغر علی خاں فیض آبادی شجاع الدولہ کا پوتا۔ ساری عمر فیض آباد ہی میں رہا، مرثیے کہے ہیں۔ مگر روکھے پھیکے''۔ (اردو مرثیہ ص ۲۹۹)

صفدر مرزا پوری لکھتے ہیں:۔

اعجاز لکھنوی نے ایک مرثیہ اصلاح کے لیے ناسخ کے پاس بھیجا جس کے ایک بند میں حسب ذیل بیت تھی، مرثیہ فرزندانِ جناب زینبؑ (حضرت عونؑ و محمدؑ) کے حال میں تھا:۔

کہا کچھ عذر نہ باقی رہا ہوا میں تباہ
چلے ہیں شام کی بدلی میں میرے غیرتِ ماہ

چونکہ پہلے مصرع میں عین گرتی تھی اس لیے اصلاح دے کر یوں بنایا:۔

کہا کہ عذر نہ باقی رہا ہوا میں تباہ

اس اصلاح کے بعد ناسخ نے اپنے قلم سے حاشیے پر یہ فقرہ لکھا:۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سبحان اللہ جناب مصرعہ ناموزوں فرمودن ہم خوب می دانند بندہ نمی تو انست

(خسن خیال) مشاطہ سخن جلد دوم

غزلوں سے انتخاب :-

جو شام تک بھی نہ آیا پیام دلبر کا
تو مر ہی جائیں گے ہم لے کے نام دلبر کا

یوں ہوئے شب ہجر اگر شام سے تا صبح
رویا کروں جوں شبنم تر شام سے تا صبح

دھڑکوں میں شب وصل کا کچھ چین نہ پایا
پھرتی رہی آنکھوں میں سحر شام سے تا صبح

پہنچی کبھی اپنی بھی نہ کانوں تلک آواز
نالے کروں اعجاز اگر شام سے تا صبح

(ریاض الفصحا۔ ص ۴۸)

نہ تھا ربط چمن مجھ کو خزاں آئی جو گلشن پر
صبا نے خاک اڑائی خوب ہی میرے بھی مدفن پر

چراغ دل ہمارا بجھ گیا یوں داغ ہجراں سے
کسی نے رکھ دیا سرپوش جیسے شمع روشن پر

چمن میں گل جو بن کر خاک سے شعلے نکلتے ہیں
کبھی بجلی گری تھی کیا کسی دہقاں کے خرمن پر

نہیں ڈستی جو مجھ کو وصل کی شب کا کل پیچاں
فسوں عشق تو نے پڑھ دیا اعجاز ناگن پر

(خوش معرکہ زیبا۔ ص ۴۹۹)

اعجاز لکھنوی نے غزل، قصیدہ، سلام اور مرثیہ تمام اصناف شاعری میں طبع آزمائی کی ہے۔ اُن کا دیوان اور مرثیے نہیں معلوم اب کس کے پاس ہیں۔؟

ایک سلام (مربع) ایک مکمل مرثیہ اور دوسرے مرثیے کے چند بند دستیاب ہو سکے ہیں۔ جو ''نوادرات'' میں شامل کیے گئے۔

مرثیہ (مربع)

﴿۱﴾

سلام اس پر جو دُکھ میں مبتلا ہے
لہو میں غرق سر سے تا بپا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نہ کوئی یار ہے نے آشنا ہے
گلا کٹوانے کو تنہا کھڑا ہے

﴿۲﴾

ہزاروں نیزے ہیں اور ایک تن ہے
ہزاروں تیغیں ہیں اور اک بدن ہے
ہزاروں تیر اک تشنہ دہن ہے
مسافر کو قضا کا سامنا ہے

﴿۳﴾

نماز ظہر کا جب وقت آیا
وضو کرنے کو پانی بھی نہ پایا
تیمم کر کے وہ زہرا کا جایا
نماز ظہر رن میں پڑھ رہا ہے

﴿۴﴾

پڑے ہیں رن میں لاشے یاوروں کے
گلے کاٹے گئے ہیں دلبروں کے
یہ فرماتا ہے آگے خودسروں کے
کہ مجھ پر کیوں یہ سب جور و جفا ہے

﴿۵﴾

علی مرتضیٰ کا میں پسر ہوں
جناب فاطمہ کا میں قمر ہوں
حسن کا بھائی آرام جگر ہوں
مرا نانا محمد مصطفیٰ ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

﴿۶﴾

جسے سبطِ نبیؐ کہہ کر پکارو
غضب ہے رن میں اُس کو تیر مارو
کرو انصاف اپنے دل میں یارو
مرا سر کاٹنا تم کو روا ہے؟

﴿۷﴾

زمانے میں بڑی عزت ہے مری
خدا کے نور سے خلقت ہے میری
سو تم سب میں یہ کچھ حالت ہے میری
کہ مجھ پر نرغۂ اہلِ جفا ہے

﴿۸﴾

بہت سے آئے قرآنِ مبیں کے
ہماری شان میں نازل ہوئے تھے
عداوت کر کے دھو ڈالے وہ تم نے
کہوں کیا کیا جو سینہ میں لکھا ہے

﴿۹﴾

سلح خانے پہ اپنے تم ہو مغرور
تمہاری فوج سے جنگل ہے معمور
ہمیں صبر و شکیبائی ہے منظور
غریبوں کو خدا کا آسرا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

﴿۱۰﴾

میں تم سب کے پیمبرؐ کا ہوں پیارا
بھرا تم نے لہو میں مجھ کو سارا
مرے ماتھے پہ تم نے تیر مارا
یہ کیسے تم مسلماں ہو یہ کیا ہے

﴿۱۱﴾

کئی دن سے اٹھاتا ہوں میں صدمات
کمال ایذا سہی ہے میں نے دن رات
کہی تم نے نہ اتنی بھی کبھی بات
حسینؑ ابن علیؑ کا حال کیا ہے

﴿۱۲﴾

لڑائی کو کرو موقوف یارو
لہو زخموں کا مجھ کو پونچھنے دو
اکیلا مجھ مسافر کو نہ مارو
ہر اک جا حاضر و ناظر خدا ہے

﴿۱۳﴾

ہمیں جو چاہو وہ صدمے دکھاؤ
مگر اک جام پانی کا پلاؤ!
ذرا تو بے کسوں پہ رحم کھاؤ
نہایت خشک بن پانی گلا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

﴿۱۴﴾

مرے اکبر کو مارا تم نے یارو
مرے اصغرؑ کو مارا تم نے یارو
مرے سب گھر کو مارا تم نے یارو
بس اب اک قتل میرا رہ گیا ہے

﴿۱۵﴾

ہجومِ حشر میں جب جاؤ گے تم
نبیؐ کو شکل کیا دکھلاؤ گے تم
کہے رکھتا ہوں میں پچھتاؤ گے تم
ستانا بے گناہوں کا برا ہے

﴿۱۶﴾

میں اب یاں سے نہ جاؤں گا لعینو
گلا اپنا کٹاؤں گا لعینو!
نئی بستی بساؤں گا لعینو
بس اب میں ہوں یہ دشتِ کربلا ہے

﴿۱۷﴾

کہا کیا کیا شہ ہر دو سرا نے
مگر مانا نہ کچھ اہلِ جفا نے
کیا وہ کام شمرِ بے حیا نے
کہ ماتم جس کا اب تک جابجا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

﴿۱۸﴾

کوئی ہے نالہ و فریاد کرتا
کوئی اس رنج میں ہے آہیں بھرتا
کوئی اس درد کا مارا ہے مرتا
تمام ارض و سما میں تہلکا ہے

﴿۱۹﴾

جو خوش کرتا ہے محبوب خدا کو
بہت سا رو شہید کربلا کو
کیا اعجاز نے کیا روز جزا کو
ابھی تک تیرا نامۂ عصیاں بڑا ہے

اعجاز لکھنوی کا ایک اور مرثیہ جناب صغرا دختر امام حسین علیہ السلام کے حال میں ہے۔ اس مرثیے کے چند بند نمونے کے طور پر درج ذیل ہیں:۔

رنج دیتی ہے عزیزوں کی جدائی یارو   دل پہ رہتی ہے سدا غم کی چڑھائی یارو
باپ یاد آتا ہے یاد آتے ہیں بھائی یارو   خبریں دیتی ہیں اس دل کی صفائی یارو
قائل اس شے کا ہر اک ماہ سے تا ماہی ہے
دوست داروں سے دلِ دوست کو آگاہی ہے

کربلا کو جو سدھارے تھے جنابِ شبیرؑ   سونے گھر میں تھی بہت حالت صغراؑ تغیر
ہوئے اندوہ و مصیبت میں کئی چاند اخیر   چاند رات آئی محرم کی تو یہ کی تقریر
عید آئی ہے خوشی خاطر پر غم میں نہیں
حیف شبیرؑ یہاں اب کی محرم میں نہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بولی صغرا سے یہ ام سلمہ بے چاری — نکلو انگنائی میں اور چاند کو دیکھو واری
اپنے معمول پہ پڑھ جاؤ دعائیں ساری — ہو خوشی تم کو نہ اس چاند کے ہوں دن بھاری
دیکھ کر چاند اگر کوئی دعا کرتا ہے
اس کے سر پر سے خدا دفع بلا کرتا ہے

کر کے منت اسے انگنائی میں نانی لائی — چاند کو دیکھتے ہی رونے لگی دکھ پائی
تیرگی رنج کی آنکھوں پہ کچھ ایسی چھائی — کہا گھبرا کے یہ کس طرح کی آفت آئی
غم سے دل چُور ہے اے نانی خدا خیر کرے
چاند بے نور ہے اے نانی خدا خیر کرے

کہا ام سلمہ نے یہ تمھیں کیا ہے خیال — اپنے معمول پہ نکلا ہے محرم کا ہلال
ننھے سے دل کو سنبھالو تمھیں گو غم ہے کمال — نہیں اس رات کو کرتے سخن رنج و ملال
چاند کو دیکھ کے آنسو جو بہاتی ہو تم
خوب پردیسیوں کی خیر مناتی ہو تم

سنی اس طرح جو ام سلمہ کی تقریر — ہوئی خاموش وہ زنجیرِ مصیبت کی اسیر
گزرے نو روز محرم کے بحال تغیر — دسویں رات آئی تو چلائی کہ ہے ہے تقدیر
ہائے اک ٹوٹ پڑا کوہ الم صغرا پر
اب تو اس سے بھی زیادہ ہے ستم صغرا پر

پھر وہ کیا دیکھتی ہے رات ہے بے رونق سی — نظر آتی نہیں گردوں پہ چمک تاروں کی
چاندنی پھیلی ہے لیکن ہے اندھیرے سے بھری — گوش بیمار میں رونے کی صدا سی آئی
گر پڑی خاک پہ چلائی یہ کیا ہوتا ہے
کون مظلوم گرفتار بلا ہوتا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

رات بھر روتی رہی سبطِ نبیؐ کی جائی — نہ تو کچھ کھایا پیا اور نہ اسے نیند آئی
کٹ گئی رات نہ راحت کسی صورت پائی — صبح بے نور جو نکلی تو یہ وہ چلائی
نانی صدمہ مجھے یہ حال سحر دیتا ہے
آسماں کس کی شہادت کی خبر دیتا ہے

سفارش حسین نے اعجاز لکھنوی کے ایک مرثیے سے صرف ایک بند نقل کیا ہے، حوالہ نہیں دیا کہ یہ مرثیہ کہاں ہے:-

جد کے روضہ پہ جو رخصت کو سدھارے شبیرؑ — لپٹے اُس قبر سے بیتابی کے مارے شبیرؑ
کہا اب چھٹتا ہے روضے سے تمہارے شبیرؑ — کام اُمت کا کسی طرح سنوارے شبیرؑ
خط پہ خط کوفے سے آئے ہیں بلاتے ہیں ہمیں
آپ کی قبر سے افسوس چھڑاتے ہیں ہمیں

نواب اصغر علی خاں اعجاز ابن نواب نجابت علی خان ابن نواب شجاع الدولہ نواب اودھ عرش منزل نواب اصغر علی خاں اعجاز مرحوم ناسخ کے شاگرد تھے۔ اعجاز کے ابن عم نواب باقر علی خاں تشفی صاحب تصانیف کثیر تھے مندرجہ ذیل مرثیہ جناب خبیر لکھنوی نے اپنے کتب خانے سے دیا ہے۔ نواب اعجاز، خبیر کے پرنانا تھے۔ ان کے صدہا مرثیے خبیر لکھنوی کے پاس موجود ہیں۔ نواب اصغر علی خاں اعجاز نے ۱۸۵۷ء کے بعد انتقال کیا۔ جس مرثیے کے بند پیش کیے جا رہے ہیں یہ مرثیہ ۴۶ بندوں کا ہے۔ ۱۲۵۰ھ کی تصنیف ہے۔ (محرم نمبر ۱۳۳۰ھ/۱۲۷۳ھ ایڈیٹر سرفراز، صفحہ ۴۵)

مرثیہ

لے چلے قید میں جب اہلِ ستم قیدیوں کو — لینے دیتے تھے سراؤں میں نہ دم قیدیوں کو
قید میں آب و غذا دیتے تھے کم قیدیوں کو — قیدی کہتے تھے خدا موت دے ہم قیدیوں کو
گرد میں چہرے غریبوں کے اَٹے جاتے تھے
پنجۂ غم سے گریبان پھٹے جاتے تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲
بیٹیاں فاطمہؑ کی پردہ نشیں پاک جناب — صاحبِ عصمت وذی رتبہ وباشرم وحجاب
عرق شرم میں تھیں غرق بہت تھیں بیتاب — حق کی درگاہ میں کرتی تھیں یہ رو رو کے خطاب

پردۂ خاک جو مل جائے تو بہتر ہو جائے
خاک پردے میں پردہ تو میسر ہو جائے

۳
لشکرِ شام نے ہم پر ہے مصیبت ڈالی — کس کو دکھلائیں ہم اپنی یہ پریشاں حالی
ہو گیا عادلوں سے سارا زمانہ خالی — جز خدا کون اسیروں کا ہے وارث والی

یوں نہیں کرتے ہیں برباد کسی کی عزت
خوب کی ظالموں نے آلِ نبیؐ کی عزت

۴
لیکن اس قید سے بھی ہم کو قلق ہے یہ زیاد — لاشۂ سیدِ مظلوم ہمیں آتا ہے یاد
سونے بن میں ہے پڑا فاطمہؑ کا نورِ مراد — لاشیں مظلوموں کی ہیں دشتِ بلا میں برباد

خاک میں فاطمہؑ کے پیاروں کے تن ملتے ہیں
بیکسوں کو نہیں کیا گور و کفن ملتے ہیں

۵
لاشے ایذائیں بہت دھوپ کی پاتے ہونگے — جھکڑ آندھی کے بہت خاک اڑاتے ہونگے
گرد کے مارے نہ اعضا نظر آتے ہونگے — خوفِ اعدا سے اُدھر لوگ نہ جاتے ہونگے

قافلے دیکھ کے ان لاشوں کو ڈرتے ہونگے
کارواں بیچ کے شہیدوں سے گزرتے ہونگے

۶
یاالٰہی تری قدرت کے ہوں ہم رانڈیں نثار — جیسے صغراؑ کا وہاں آگیا تھا ناقہ سوار
یونہی یثرب سے وہاں آگئے ہوں کچھ دیندار — اور نظر آگیا ہو لاشۂ شاہِ ابرار

خدمت لاشۂ فرزندِ علیؑ کرتے ہوں
فکرِ دفن و کفن سبطِ نبیؐ کرتے ہوں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

بین یہ کرتے ہوئے پہنچے قیدی سارے ۷ شام کے ناکے کے نزدیک گئے بیچارے
فرقِ اعدا کا ہوا چپ رہیں اب دکھیارے نیزہ داروں نے انہیں نیزوں کے ہولے مارے
تیغیں دکھلائیں کہ اس جا پہ جو چلائیں گے
شام کے ناکے پہ سر رانڈوں کے کٹ جائیں گے

جا بجا جشن تھا دروازوں کی بھی تھی زینت ۸ باجے بجتے تھے ہر اک کو تھی نہایت عشرت
ہر طرف بجتی تھی کوٹھے پہ خوشی کی نوبت گرد آرائش بازار تھی خوش تھی خلقت
درِ حاکم سے یہ لوگ آتے تھے چلاتے ہوئے
اسے دربار تلک لے چلو دوڑاتے ہوئے

حکم یہ سن کے پڑی قافلے والوں میں پکار ۹ ہٹو بازار سے خالی کرو راہ بازار
اونٹ ان قیدیوں کے لے چلے وہ مار مار ڈر کے عابد نے ستمگاروں سے کی یہ گفتار
اونٹ دوڑا کے وہاں ان کو تو لے جاؤ گے
ہوں پیادہ مجھے کس طرح سے دوڑاؤ گے

مجھ کو بھی اونٹ پہ بٹھلاؤ کہ ہو تم مختار ۱۰ ناقے دوڑاتے ہوئے لے چلو سوئے دربار
جا کے ڈیوڑھی پہ اترے گا شتر سے بیمار سن کے عابد کے سخن کہنے لگے ظلم شعار
اب کہاں اونٹ کہاں گھوڑے کی اسواری ہے
دوڑنا ہوگا یونہی گو تجھے بیماری ہے

کہا عابد نے لعینوں سے مرا کچھ بھی قصور ۱۱ جب چلا آیا شتر کھچتا میں اتنی دور
اس قدر ظلم دکھانا ہے تمہیں کیوں منظور قتل کر دو مجھے پر دوڑنے سے ہوں معذور
ظالمو ہم سے گرفتار نہیں دوڑتے ہیں
لوہا پہنے ہوئے بیمار نہیں دوڑتے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نہ وہ سنتے تھے کہ کیا کہتا ہے بے کس ناشاد تازیانوں سے ڈراتے تھے اسے اہلِ عناد
۱۲
دوڑنے لگتا تھا ناچار اسیر بیداد ہر قدم گرتا تھا بیڑی سے الجھ کر سجادؑ

پاؤں چھل جاتے تھے گھٹنوں سے لہو بہتا تھا

خوف اعدا سے وہ بیمار نہ کچھ کہتا تھا

یونہی دوڑاتے ہوئے لے گئے ان کو وہ لعیں پہنچے دربار میں وہ بیکس و مغموم و حزیں
۱۳
تخت کے سامنے استادہ ہوئے پردہ نشیں شرم کے مارے ہوئے جاتے تھے صاحب تمکیں

خوف سے آنکھ اٹھاتے ہوئے سب ڈرتے تھے

سر جھکائے ہوئے فریاد و فغاں کرتے تھے

جشن دربار میں تھا ان کے بجتے تھے چنگ و رباب تخت کے آگے مہیا تھی شراب اور کباب
۱۴
اور وہ حاکم ملعون پیے جاتا تھا شراب دیکھ کر قیدیوں کو ہنستے تھے وہ خانہ خراب

اہلِ بیت نبیؐ کرتے تھے شیون و شین

جاتا تھا تا بہ فلک نعرہ اے وائے حسینؑ

بولا حاکم انھیں زنداں میں لے جائے سپاہ قید خانے میں گئے قیدی کئے حال تباہ
۱۵
مقید مسجد کو کیا سجادؑ کو لے کر ہمراہ ہوا منبر پہ وہ خطبہ کہ اسے کیا کہوں آہ

نیک اس ظالم بدکار کو منبر پہ کہا

ناسزا حیدرِ کرارؑ کو منبر پہ کہا

کہا عابدؑ نے برا کام کیا تو نے خطیب تیرا شاکی ہے رسولِ عربی حق کا حبیب
۱۶
ہوگی دوزخ میں جگہ تیری لعینوں کے قریب پھر یہ حاکم سے کہا کیا یہ کارِ عجیب

مجھ کو اب خطبے کے پڑھنے کی اجازت ہو جائے

کہ حصول اس گھڑی ہر اک سعادت ہو جائے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کیا ملعون نے اس بات پہ بالکل انکار — اس سے کہیں منتیں سب نے تو ہوا وہ ناچار

۱۷

حکم خطبے کا جو ظالم نے دیا آخرکار — سن کے یہ، زینتِ منبر ہوا قیدی بیمار

اللہ کی حمد اور نعت پیمبرؐ بھی پڑھی

رو کے پھر منقبت حیدرؑ صفدر بھی پڑھی

خطبہ ایسا پڑھا حضار ہوئے سب گریاں — خوف خالق سے لگے کانپنے سب خرد و کلاں

۱۸

پھر کہا ہم کو بنایا ہے خدا نے ذیشاں — مصطفےٰ جد ہے مرا دونوں جہاں کا سلطاں

حسنؑ و حیدرؑ و زہراؑ کا جگر ہے سجادؑ

حاضرو! شاہ شہیداں کا پسر ہے سجادؑ

اس کا بیٹا ہوں میں دو دن جسے پانی نہ دیا — اس کا فرزند ہوں میں خونِ جگر جس نے پیا

۱۹

اس کا دلدار ہوں نرغے میں جسے گھیر لیا — اس کا دلبند ہوں بے جرم جسے قتل کیا

لاشہ بابا کا ترے دشت میں چھوڑ آئے ہیں

اس کا فرزند ہوں سر جس کا یہاں لائے ہیں

حاکمِ شام یہ سن کر ہوا اس دم ترساں — ڈرتا تھا مجھ سے نہ پھر جائیں یہ سب خرد و کلاں

۲۰

کیا ظالم نے اشارہ کہ ہو اب جلد اذاں — کہی تکبیر تو کرنے لگے عابدؑ یہ بیاں

سچ یہ ہے کوئی نہیں خالق سے بزرگ

ذاتِ معبودِ دو عالم ہے کہیں ہم سے بزرگ

جب شہادت کہی پہلی تو یہ عابدؑ نے کہا — راست کہتا ہے موذن کہ خدا ہے یکتا

۲۱

دوسری جبکہ شہادت سنی بے کس رویا — کہا حاکم سے کہ نانا ہے پیمبرؐ کس کا

مرے نانا کا ہے یہ نام اذاں میں ظالم

تو نے برباد کیا ہم کو جہاں میں ظالم

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

نہ دیا اس نے جواب سخن شاہِ حجاز — سمجھا مولا کا نہ انداز ادب بے انداز

۲۲

جلد مردودِ خدا ہوگیا مشغول نماز — تاب تحریر اب آگے نہیں مجھ میں اعجاز

بے دعایاں بھی وہاں بھی مرے کام آئیں حسین

صدقہ عابد کا مجھے حشر میں بخشائیں حسین

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

افضل

شاہ غلام اعظم

شاہ غلام اعظم افضل خلف شاہ ابوالمعالی عالیؔ بن شاہ محمد اجمل صاحب دائرہ الہ آباد، شاگرد ناسخ ان سے دو دیوان اور ایک مثنوی یادگار ہیں۔'' (سخن شعرا)

مظفر حسین صبا لکھتے ہیں:-

''شاہ اعظم الہ آبادی ابن شاہ ابوالمعالی ابن شاہ محمد اجمل الہ آبادی، حُسن و جمال اور علم و کمال میں خدا کی ایک نشانی۔ علوم عربیہ کی تحصیل ابتدا سے انتہا تک مولوی سید زین العابدین سے کی اور فیض باطنی اپنے خاندان سے حاصل کیا۔ قاضی اختر نے جوان سے محبت رکھتے تھے، ان کی تاریخ پیدائش چوبیسویں ذیقعدہ ۱۲۲۵ھ لکھی ہے۔'' (تذکرہ روز روشن)

افضل الہ آبادی کا خاندان الہ آباد کا مشہور معروف اور معزز خاندان تھا۔ ان کے دادا بھی اپنے وقت کے مشہور شاعر تھے۔ مظفر حسین صبا لکھتے ہیں:

''شاہ محمد اجملؔ الہ آبادی، خدا کے مقرب بندے تھے۔ شب پنجشنبہ ۱۱رشوال ۱۱۶۱ھ میں اُن کی ولادت ہوئی اور یکم ذی الحجہ ۱۲۳۶ھ میں اُناسی سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ وہ شاہ خوب اللہ الہ آبادی کے پوتے تھے۔'' (تذکرہ روز روشن)

اجمل الہ آبادی کے ہم عصر تذکرہ نگار امیر الدین احمد الہ آبادی نے ان کے حالات تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں، لکھتے ہیں:-

''ابوالفضل ناصر الدین محمد سلمہ اللہ تعالیٰ خلف الصدق حضرت شاہ محمد ناصر افضلی، خلف حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی، ان کا اسمِ شریف اجمل محمدی ہے۔ اجمل تخلص کرتے ہیں۔ صاحب فضل و کمال ہیں اور بہت بڑے فصیح و بلیغ، خدائے تعالیٰ نے اُن

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کو شروع جوانی ہی میں ظاہری اور باطنی صفات سے آراستہ کر دیا اور ان کے کمال کے بقدر جمال بھی عطا کی۔۔۔۔۔۔ ان کی عمر بتیس سال سے زیادہ نہیں۔۔۔۔۔۔ یہ خدا کی عنایت ہے کہ علوم ظاہری و باطنی میں جس قدر ان کا مرتبہ بلند ہے شعر و شاعری میں بھی ان کا درجہ اسی قدر بلند ہے۔" (تذکرۂ مسرت افزا)

مردان علی خان مبتلا لکھتے ہیں "ان کی شرافت اور ان کا سلسلۂ مشیخت مشہور ہے" (گلشن سخن) علی ابراہیم خاں خلیل لکھتے ہیں "راقم سے قدیم روابط ہیں۔ ۱۱۹۶ھ میں مجھے اپنے اشعار بھیجے تھے۔" (گلزار ابراہیم) نورالحسن خاں نے لکھا "اجمل الہ آبادی کا فاخر مکین سے مقابلہ اور معرکہ ہوا تھا۔ (نگارستان سخن) اجمل الہ آبادی کے چچا زاد بھائی شیخ قطب الدین مُصیبؔ ابن شاہ فاخر زائر الہ آبادی عربی، فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے۔ میر حسنؔ نے ان کی بہت تعریف کی ہے۔ مصیب (بمعنی نیکی پانے والا) نے یکم ذیقعدہ (۱۱۸۷ھ) میں بمقام مکہ وفات پائی اور روضۂ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا میں مدفون ہوئے۔ (تذکرۂ بے نظیر)

افضلؔ الہ آبادی کے والد بھی مشہور شاعر تھے۔ ان کے حالات بھی مظفر حسین صبا نے تفصیل سے بیان کئے ہیں، لکھتے ہیں:-

"شاہ ابو المعالی عالیؔ پسر شاہ اجمل الہ آبادی، فضل و کمال اور حال و قال والے آدمی تھے۔ ۱۱۹۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۷ ربیع الآخر ۱۲۵۲ھ میں انتقال کر گئے۔ درسی کتابیں محمد سلطان رام پوری سے پڑھیں۔ فارسی میں اپنے والد (اجمل الہ آبادی) کے اور اُردو میں میر تقی میرؔ کے شاگرد تھے۔" (روز روشن)

افضلؔ الہ آبادی اسی علمی و ادبی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ تذکرہ نگاروں نے ان کی اور اُن کے خاندان کی بہت تعریف لکھی ہے۔

عنایت حسین مہجور بنارسی لکھتے ہیں:

"افضلؔ، اسم سامی نام نامی اش تہامی علامی معدن الفضل والکرم مخزن الجود والہمم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شاہ غلام اعظم ولد اکمل الافضل شاہ محمد اجمل مرحوم افسوس آں کہ در ۱۲۶۰ھ بعارضہ دق ازیں وقت سرائے فانی براحت آباد اقلیم جاودانی انتقال نمود" (مدائح الشعراء)

مہجور بنارسی نے افضل الہ آبادی کو شاہ اجمل کا فرزند لکھا ہے، حالانکہ وہ ان کے پوتے تھے اور فرزند تھے، شاہ ابوالمعالی عالی ابن شاہ محمد اجمل کے۔

افضل الہ آبادی بڑے ذہین اور طباع تھے، فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ مسافرین اور اہل حاجت کی ایک جماعت روزانہ آپ کے دست کرم کی ممنون رہتی تھی۔

سعادت خاں، ناصر لکھتے ہیں:

"درویش کامل بلکہ اکمل، شاہ غلام اعظم تخلص افضل، پسر شاہ خلیل ابوالمعالی، نبیرۂ شاہ اجمل صاحب دائرہ الہ آباد، پہلے شاگرد، شیخ ناسخ کے تھے، اب میر علی اوسط رشک اُن کے استاد۔" (خوش معرکہ زیبا)

محسن علی نے لکھا ہے:

دو دیوان اور ایک مثنوی ان کی مشہور عالم میں ہے۔" (سراپا سخن)

لیکن افضل الہ آبادی کی دیگر تصانیف بھی ہیں (۱) کتاب قواعد اُردو (۲) فقہ اعظم منظوم (افضل الہ آبادی نے کوئی اولاد نرینہ یادگار نہیں چھوڑی۔ بڑی دعاؤں کے بعد ایک فرزند ہوا تھا جو صغرسنی ہی میں وفات پا گیا تھا۔

افضل الہ آبادی کا تذکرہ کرتے ہوئے لالہ سری رام نے لکھا ہے کہ "وہ شیخ امام بخش ناسخ کے ممتاز شاگردوں میں تھے۔" (خم خانہ جاوید جلد اول ص ۳۶۰)

۱۲۲۳ھ میں ناسخ الہ آباد گئے تھے، جہاں انہوں نے دائرہ شاہ اجمل میں قیام کیا، یہیں شاہ ابولمعالی عالی اقامت گزیں تھے۔ افضل الہ آبادی نے ناسخ کو اپنا کلام بغرض اصلاح پیش کیا اور ان کے حلقۂ تلامذہ میں شامل ہو گئے۔ ناسخ کی استادی کے متعلق افضل الہ آبادی کا شعر بھی ان کی غزل میں ملتا ہے:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

جچتا نہیں ہے کوئی بھی افضل نگاہ میں
ناسخ کو چھوڑ کر کسے اُستاد کیجئے

افضل کے خاندان والوں نے ناسخ کی بڑی آؤ بھگت کی۔ مولانا محمد حسین آزاد کے بیان کے مطابق شاہ ابوالمعالی اور دوسرے صاحبان توفیق نے ان کی فیاضانہ مہمانی کی۔ آزاد کا کہنا ہے کہ:-

''جن دنوں ناسخ دائرۂ اجمل میں تشریف رکھتے تھے تو وہاں تین گھرانے بابرکت اور صاحب دستگاہ تھے۔ تینوں جگہ سے وقت معمول پر کھانا آتا تھا۔ ایک خوان بلکہ دستر خوان شاہ ابوالمعالی کی سرکار سے آتا تھا، اس میں ہر قسم کے امیرانہ اور عمدہ کھانے موجود ہوتے تھے، ایک خوان سید علی جعفر کے یہاں سے آتا تھا کہ شاہ ابوالمعالی کی بہن ان سے منسوب تھیں، ایک خوان شاہ غلام حیدر کے یہاں سے آتا تھا۔ اس پر بھی اپنا باورچی خانہ الگ گرم ہوتا تھا، جس چیز کو جی چاہتا تھا پکواتے تھے۔'' (آبِ حیات)

افضل الہ آبادی اور ناسخ کا یہ رشتہ شاگردی و استادی ناسخ کی وفات تک قائم رہا، اُن کی وفات کے بعد بقول سعادت خاں ناصر، افضل الہ آبادی آتش کے شاگرد ہو گئے۔ ناسخ جب الہ آباد اور کانپور سے واپس لکھنؤ آ گئے تو اکثر افضل الہ آبادی استاد سے ملنے لکھنؤ آتے رہتے تھے۔ اس بات کی تائید مولانا آزاد کے بیان کردہ ایک لطیفے سے ہوتی ہے، وہ لکھتے ہیں:-

''شاہ غلام اعظم افضل ان کے شاگرد اکثر حاضر خدمت ہوتے تھے، ایک دن آپ تخت پر بیٹھے تھے۔ اس پر چٹائی بچھی ہوئی تھی، افضل آئے، وہ بھی اُس پر بیٹھ گئے، چٹائی کا ایک تنکا توڑ کر چٹکی سے توڑنے اور مروڑنے لگے، ناسخ نے ملازم کو آواز دی اور کہا کہ فوراً نئی خریدی ہوئی جھاڑو لے آؤ، ملازم نے تعمیل حکم کی، ناسخ نے وہ نئی جھاڑو افضل الہ آبادی کے سامنے رکھ دی اور مخصوص انداز میں بولے کہ اس سے شغل فرمائیے۔ ورنہ فقیر کی چٹائی ذرا سے التفات میں برباد ہو جائے گی۔ اس شہر میں کہاں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ڈھونڈتا پھرے گا" وہ بیچارے شرمندہ ہو کر رہ گئے۔" (آب حیات)

افضل الہ آبادی تقریباً بارہ برس تک ناسخ سے اپنے کلام پر اصلاح لیتے رہے، ۱۲۵۴ھ ناسخ کا انتقال ہو گیا۔ افضل الہ آبادی کا جو کلام تذکروں میں ملتا ہے اس میں دبستانِ ناسخ کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

نمونۂ کلام

چلے تم جھاڑ کر دامن، رنگ انجمن بگڑا | ہوا گل باغ سے رخصت خزاں آئی چمن بگڑا
نہیں زیبا ہے ہرگز سیرت بد خوبصورت کو | یہ ظاہر ہے کہ جب معنی ہوئے ناقص سخن بگڑا
تنزل میں ترقی ہے ہمارے درد کو پیہم | ہوئے سوزخم پیدا آہ جب زخم کہن بگڑا
بقا ہے صاف باطن کو رفاقت تیرہ باطن کی | اگر بگڑا تو بدر چرخ بگڑا اک گہن بگڑا
لگے اشعار کہنے ہر کس و ناکس زمانے میں | کہیں کیا شعر افضل شاعری کا اب تو فن بگڑا

جینے نہیں دیتی ہے ذرا چاہ کسی کی | آئے مجھے آئی ہو جو اللہ کسی کی
فرقت میں اگر نالہ رہیں گے یونہی ہر دم | جی لے گی مرا اُلفتِ جانکاہ کسی کی
پھوٹیں مری آنکھیں جو کسی اور کو دیکھوں | ناحق نہ سنا کیجئے افواہ کسی کی
جی جائے جگر ٹکڑے ہو پھٹ جائے کلیجا | کیا تجھ کو خبر اے بُتِ گمراہ کسی کی
جب سے کہ ترے نور رخ صاف کو دیکھا | خواہش نہیں اے رشکِ مہ و ماہ کسی کی

افضل تو غلامی میں ہے یا سیدِ کونین
پروا اسے ہرگز نہیں یا شاہ کسی کی

یہ شرارے ہیں کہ آتے ہیں نظر آنکھوں میں | ساتھ اشکوں کے نہیں لختِ جگر آنکھوں میں
پھرتی ہیں آنکھیں تری آٹھ پہر آنکھوں میں | رات دن رہتا ہے آنکھوں کا سفر آنکھوں میں
پوچھتے کیا ہو جہاں چاہیے رہیے صاحب | آپ کی دل میں جگہ آپ کا گھر آنکھوں میں
یہ غنی رنگِ طلائی کے تصور نے کیا | خاک کی طرح سے بے قدر ہے زر آنکھوں میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

ہے یقیں نورِ بصارت ہو زیادہ افضلؔ
سرمۂ خاکِ مدینہ لگے گر آنکھوں میں

اے جانِ جاں وصال یا شاد کیجیے — یا بندگی سے بندے کو آزاد کیجیے
آتا ہے جی میں فرقتِ دلدار سے یہی — سر پیٹ پیٹ لیجیے فریاد کیجیے
عاشق ہیں ہم اٹھائیں گے سب اپنی جان پر — جو ظلم جی میں آئے سو ایجاد کیجیے
دامن سے جھاڑیے نہ ہمارے غبار کو — اے جان اس طرح سے نہ برباد کیجیے
قمری کو اپنے عشق کا پہنایئے جو طوق — تو راستی سے سرو کو آزاد کیجیے
مدت سے باریاب تکلم نہیں ہوئے — بوسہ زباں کا ہمیں امداد کیجیے
ہے التماس اتنی کہ اے جانِ سہو سے — بھولے ہوؤں کو بھی تو کبھی یاد کیجیے
چھپا نہیں ہے کوئی بھی افضلؔ نگاہ میں
ناسخ کو چھوڑ کر کسے استاد کیجیے

ہے گھر ہے ایک مرے مل جائے گھر اُسے — ہو جائے تیرے دل میں گر کچھ بھی جائے دل
اے خوش ادا وہ چال چلا تو کہ پس گیا — کیا تھی خرام ناز میں پنہاں سزائے دل

ظاہری حسن پرستی کو سمجھتے ہیں عبث — دشمنِ عشقِ مجازی ہیں حقیقت والے

افضلؔ الہ آبادی نے مرثیے اور سلام بھی تصنیف کیے ہیں۔ ان کا صرف ایک سلام دستیاب ہوا ہے جو درج ذیل ہے:-

سلام

بے دین کی مجرئی شہِ دیں پر چڑھائی ہے — عترت نبیؐ کی دیتی خدا کی دہائی ہے
بابا ہو جس کا ساقیِ کوثر ہزار حیف — پانی کی تین روز سے اس پر منائی ہے
سوئے مدینہ کہتی تھی زینبؑ کہ جلد آؤ — اے اماں جان آپ کی لٹتی کمائی ہے
دریا کنارے لاشۂ عباسؑ دیکھ کر — شہ بولے میرے شیر کو بھائی ترائی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

زنجیر و طوق پہن کے سجادؑ نے کہا
یا مرتضیٰ علی دمِ مشکل کشائی ہے

یا رب گواہ رہیو تو پھر رو کے یوں کہا
بیمار و ناتواں کو بیڑی پہنائی ہے

بالیں پہ کون ہے مری کہتی تھی لاشِ شاہ
آواز آئی فاطمہؑ رونے کو آئی ہے

کہتی تھی شہ کے سر سے سکینہؑ اے بابا جاں
کانوں کے خون سے دیکھو سکینہ نہائی ہے

افضل خوشا نصیب تو ہے ذاکرِ حسینؑ
بے شبہ تیری حشر میں ہوئی رہائی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

امانتؔ لکھنوی

سیّد آغا حسن

امانتؔ لکھنوی اپنی تصنیف ''اندر سبھا'' کی وجہ سے صرف برصغیر ہی میں نہیں بلکہ یورپ کے مختلف ممالک میں بھی شہرت رکھتے ہیں۔ ''اندر سبھا'' کے ترجمے جرمنی اور روم سے بھی شائع ہوئے ہیں۔ امانتؔ اردو شاعری کی تاریخ میں ایک مرصّع ساز اور صنعت کار شاعر کی حیثیت سے بلند مرتبے پر فائز ہیں۔ ڈاکٹر اقبالؔ کا ''شکوہ اور جواب شکوہ'' امانتؔ کی ''واسوخت'' کا دوسرا روپ ہے۔ امانتؔ نے ہر عہد کے شاعر کو متاثر کیا ہے۔ رعایتِ لفظی ان کا خاص فن تھا۔ اس صنعت کو انھوں نے کثرت اور بعض جگہ اس خوبی سے برتا ہے کہ شبلیؔ انھیں اس شریعت کا پیغمبر کہتے ہیں۔

سیّد آغا حسن امانتؔ، میر آقا علی عرف میرآغا رضوی کے بیٹے تھے۔ ان کے بزرگ ایرانی تھے۔ ان کے پر دادا کے والد سیّد علی رضوی مشہدِ مقدس میں رہتے تھے۔ اور حضرت امام رضا کے روضے کی کلید برداری کا شرف رکھتے تھے۔ ان کی اولاد لکھنؤ میں آکر آباد ہوئی۔ ۱۲۳۱ھ (۱۸۱۵ء) میں امانتؔ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ اور بیس[۲۰] برس کی عمر تک تحصیلِ علم میں مصروف رہے۔ پندرہ[۱۵] برس کی عمر سے شعر کہنے کا شوق ہوا۔ شیخ امام بخش ناسخؔ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا (یادگارِ ضیغم) لیکن یہ سلسلہ زیادہ دن قائم نہ رہ سکا ناسخؔ کا انتقال ہوگیا۔ ابتدا میں چند نوحے اور سلام کہے۔ ان کے والد اور اُس عہد کے مشہور مرثیہ گو میاں دلگیر میں بہت مراسم تھے۔ وہ بیٹے کو ان کے پاس لے گئے اور اُن کے کلام کی اصلاح ان سے متعلق کردی۔ دلگیرؔ نے کلام سن کر تعریف سے شاگرد کا دل بڑھایا اور امانتؔ تخلص تجویز کیا۔ عرصے تک سلام گوئی کی مشق جاری رہی۔ فنِ سلام گوئی میں نام پیدا کیا۔ پھر طبیعت غزل گوئی کی طرف مائل ہوئی۔ دلگیرؔ غزل گوئی ترک

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کر چکے تھے۔ اس لیے انھوں نے غزلوں پر اصلاح دینے سے انکار کر دیا۔ امانت نے کسی دوسرے استاد سے اصلاح لینا پسند نہ کیا۔ اپنے طور پر غزلیں کہتے رہے۔ اور غزل گوئی میں بھی نام پیدا کیا۔ اس وقت ان کی عمر بیس۲۰ سال کی تھی۔ اسی زمانے میں اچانک ان کی قوت گویائی ختم ہوگئی۔ مجبوراً وہ قلم سے زبان کا کام لینے لگے۔ اس عالم حسرت و یاس میں گوشہ نشیں ہوگئے شب و روز کا زیادہ حصہ شعر کہنے اور شاگردوں کی غزلیں بنانے میں صرف کرنے لگے۔ تقریباً دس۱۰ برس اسی عالم میں دن گذرے ۱۲۶۰ ہجری مطابق ۱۸۴۴ء میں امانت نے عراق کا سفر کیا۔ روضۂ حضرت امام حسین علیہ السلام پر زیارت کے لیے پہنچے۔ اور وہاں رو کر گویائی کی دعا مانگی، دعا قبول ہوئی جو زبان تقریباً دس برس سے بند تھی خود بہ خود کھل گئی۔ ایک سال کے بعد وہ عراق سے واپس آئے اور پھر سلام اور مرثیہ گوئی کی طرف متوجہ ہوئے جسے عرصہ ہوا ترک کر چکے تھے۔ اور اب انھوں نے مرثیہ گوئی میں نام پیدا کیا۔ امانت نے تقریباً سوا سو مرثیے کہے چند مرثیے لاجواب ہیں میرے ذاتی کتب خانے میں ان کے متعدد قلمی مرثیے موجود ہیں۔ ۱۲۶۸ء میں امانت نے "اندرسبھا" تصنیف کی جس کی بدولت ان کا نام اردو ادب میں ہمیشہ تابندہ رہے گا۔ "اندر سبھا" میں انھوں نے اپنا تخلص "استاذ" رکھا ہے۔ ۱۲۶۹ھ (۱۸۵۲ء) میں امانت نے اپنے منتخب کلام کا ایک مجموعہ "گلدستۂ امانت" کے نام سے مرتب کیا جو اسی سال چھپ کر شائع ہوا تھا۔ اُن کے انتقال کے بعد باقی ماندہ کلام کا مجموعہ ان کے صاحبزادے لطافت لکھنوی نے "خزائن الفصاحت" کے نام سے مرتب کر کے ۱۲۸۵ھ میں شائع کیا تھا۔ مجموعی حیثیت سے ان کا کلام، اُن کی قادر الکلامی پر دلیل ہے۔ امانت نے غزل، قصیدہ، مثنوی، مرثیہ و اسوخت، رباعی، گیت غرض کہ تمام اصناف شاعری میں طبع آزمائی کی ہے۔

امانت نے صرف ۴۴ برس کی عمر پائی۔ ۲۸ر جمادی الاول ۱۲۷۵ھ مطابق ۴ر جنوری ۱۸۵۹ء کو سہ شنبہ (منگل) کی شام کے وقت بعارضۂ استسقاء انتقال ہوا۔ آغا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

باقر کے امام باڑے کے قریب مسافر خانے میں دفن کیے گئے۔ میر وزیر علی نور نے قطعہ تاریخ کہا۔ تاریخ کا مصرعہ یہ ہے:۔

''حیف بودہ آہ شاعر بے مثال''...... ۱۲۷۵ھ

امانت کی مرثیہ نگاری:

امانت اپنے ایک قطعے میں کہتے ہیں:۔

مسدس و غزل و نثر و خمسہ و واسوخت — مخمسوں میں بھی ہے انتظام امانت کا
سلام ، فرد ، رباعی ، پہیلی اور تاریخ — یہ شغل ہے پئے تحسین مدام امانت کا
قصیدہ ، مثنوی ، چوبولہ ، ہولی اور ساون — یہی محاورہ ہے صبح و شام امانت کا
بسنت ، چھند ، گرہ بند ، دادرا ٹھمری — ہر ایک زبان میں کہنا ہے کام امانت کا

شعر اور نغمے کی ان سب صنفوں کا ذکر کرنے کے بعد جن میں وہ طبع آزمائی کیا کرتے تھے، امانت نے یہ دعا کی کہ مرثیہ گوئی کے سوا اور سب چیزوں سے اُن کا دل ہٹ جائے۔

سوائے مرثیہ گوئی الٰہی دنیا میں — ہوا ایسی باتوں سے دل سے سلام امانت کا

امانت اپنے مذہبی عقائد کی بنا پر مرثیہ گوئی کو کارِ ثواب سمجھتے تھے اور اس شغل میں مصروف رہنے کے خواہش مند تھے۔ ان کی مرثیہ گوئی کے بارے میں اُن کے ہم وطن اور ہم عصر سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:۔

''مرثیے و سلام بھی اپنی دانست میں خوب کہے اور اُن کے کلام میں جگت و ضلع خوب ہوتا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ مرثیے بھی ان کے جگت سے خالی نہیں ہیں۔ ان کے مرثیے کا ایک مصرع یہ ہے ''شامی کباب ہو کے پسندِ قضا ہوئے'' اور میاں امانت نے ہر چند چاہا کہ میرے آگے رنگ میر انیس صاحب کا اور مرزا دبیر صاحب کا مٹ جائے۔ لیکن کہیں خواجہ[1] صاحب اور شیخ صاحب[2] کے روبرو کوئی اور

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شاعر تھا کہ میاں امانتؔ اور میر عشقؔ صاحب آگے ان دونوں صاحبوں کے چمکتے...... میر امانتؔ صاحب کی زبان میں لکنت بھی تھی۔ لہذا مرثیہ تصنیف ان کا ان کے شاگرد پڑھا کرتے ہیں۔"

ناصرؔ نے یہ بھی لکھا ہے کہ "مرثیہ میاں امانتؔ صاحب کا اچھوتیوں والے امام باڑے واقع منصور نگر لکھنؤ میں پڑھا جاتا ہے"۔

امانتؔ کی مرثیہ گوئی کے متعلق اُن کے بیٹے لطافتؔ کا بیان حسب ذیل ہے:-

"پہلے سب کے ہند کے حال کا مرثیہ رزمیہ ایسا کہا کہ موجد اس مضمون کے ہوئے یہ مرثیہ ایسا مجالس میں پڑھا گیا اور مرغوب خلائق ہوا کہ اہل مطبع نے بہ سبب شہرت کے چھاپ دیا۔ بعد اس کے سوا سو مرثیے رزمیہ و بزمیہ فصیح و بلیغ محاورۂ اردو میں، کہ جن میں مضامین تازہ ہیں، تصنیف کیے کہ مجالس ہائے شہر اور مجمع ہائے شرفا اور امرا اور شعرا میں پڑھے گئے اور شہرۂ آفاق ہوئے۔ بلکہ آج تک اس شہر بلکہ اور اکثر شہروں میں بخوبی معروف ہیں اور لوگ مجالس میں پڑھتے ہیں۔"

اس عہد میں امانتؔ کے مرثیوں کو جتنی مقبولیت بھی حاصل ہوئی ہو، اب تو مدت سے مرثیہ گویوں کے زمرے میں امانتؔ کا نام بھی نہیں آتا اور بہت سے لوگوں کو یہ ایک نئی بات معلوم ہوگی کہ امانتؔ مرثیے بھی کہتے تھے۔

اگر لطافتؔ کا یہ قول صحیح ہے کہ امانتؔ کے مرثیوں کی تعداد سوا سو ہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ امانتؔ کی تصنیفوں میں مرثیوں کی مقدار تمام دوسرے اصناف سخن کی مجموعی مقدار سے کہیں زیادہ ہے۔ لیکن جہاں تک ہمیں علم ہو سکا ہے ان کے مرثیوں کا کوئی مجموعہ کبھی شائع نہیں ہوا اور اب وہ بہت ہی کمیاب ہو گئے ہیں راقم کے کتب خانے میں اُن کے پندرہ مرثیوں کے قلمی نسخے موجود ہیں جن کے مطلع بندوں کی تعداد کے ساتھ ذیل میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

لکھے جاتے ہیں:۔

۱۔ جب رن میں پیامِ اجل آیا شہِ دیں کو ۱۸۱ بند

۲۔ گلدستۂ زہرا جو پریشاں ہوا رن میں ۱۶۵ بند

۳۔ اے عرشِ کبریا مرا عالی کلام کر ۱۶۳ بند

۴۔ جب حر ستم کے بند سے آزاد ہوگیا ۱۵۶ بند

۵۔ اے قاسمِ مضموں مجھے مضمون نیا دے ۱۴۷ بند

۶۔ جب کربلا کی خاک کو نورِ خدا ملا ۱۳۸ بند

۷۔ اے ربِ دو عالم مجھے یکتائے جہاں کر ۱۲۵ بند

۸۔ میدان میں آمد ہے شہنشاہِ زمن کی ۱۱۶ بند

۹۔ جب [illegible] ورودِ حرم کی خبر ہوئی ۱۱۰ بند

۱۰۔ اے طبعِ رواں گوہرِ مقصود عطا کر ۱۰۶ بند

۱۱۔ دریائے فکر کا درِ نایاب ہے [illegible] ۱۰۲ بند

۱۲۔ جب کربلا میں صبحِ شبِ غم عیاں ہوئی [illegible] بند

۱۳۔ جلوہ خدا کے نور کا بزمِ عزا پہ ہے ۷۴ بند

۱۴۔ جب مہرِ دیں لہو کے شفق میں نہاں ہوا ۵۵ بند

۱۵۔ ہر سو ہے نورِ دیدۂ خیر الوریٰ کا نور ۳۵ بند

ایک مرثیہ اور ہے جس کا مطلع ہے ''جب سرورِ ذی جاہ سے رخصت ہوئے عباس''۔ اس کے آخری بند کا پانچواں مصرع پہلے یوں لکھا گیا تھا۔ ''آباد کو اب روضۂ اقدس پہ بلا لو'' بعد کو کسی نے یہ مصرع کاٹ دیا اور اس کی جگہ یہ مصرع لکھ دیا۔ ''اب روضۂ اقدس پہ امانت کو بلا لو'' اس مرثیے میں امانت کے کلام کی خاص خصوصیت یعنی رعایتِ لفظی کا استعمال بالکل مفقود ہے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ اس کے مصنف امانت نہیں آبادی ہیں۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اوپر دی ہوئی فہرست میں مرثیہ نمبر ۳ کا ایک قدیم مگر ناقص اور آب رسیدہ نسخہ اور ہے، جس کے سرورق پر اس کا سال تصنیف ۱۲۶۴ھ درج ہے۔ مرثیہ نمبر ۷ کے آخر میں یہ عبارت ہے "الحمد للّٰہ رب العالمین کہ مرثیہ حسب دل خواہ ایں روسیاہ بتاریخ بست وسویم شہر جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ بہ اختتام رسید"۔ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مرثیہ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور یہ کہ وہ ۱۲۶۶ھ میں تصنیف کیا گیا۔ مرثیہ نمبر ۸ کے ایک دوسرے نسخے میں مطلع یوں ہے" آمد ہے سرافسر شاہان زمن کی"۔ مرثیہ نمبر ۱۲ کا ایک قدیم ناقص الاوّل نسخہ اور ہے، جس کی کتابت ذی الحجہ ۱۲۷۱ھ میں ہوئی تھی۔ کاتب نے امانت کے نام سے پہلے "جناب فیض مآب قبلۂ وکعبۂ شاعران زمان" لکھا ہے۔ مرثیہ نمبر ۱۴ کا ایک صاف نسخہ ہے، جس میں صرف پچاس بند ہیں اور ایک قدیم ناقص الاوّل، آب رسیدہ نسخہ ہے، جس میں چوہتر بند ہیں۔ مرثیہ نمبر ۴ کے آخر میں امانت کی سات اور مرثیہ نمبر ۱۵ کے آخر میں آٹھ رباعیاں بھی نقل کی گئی ہیں۔ مرثیہ نمبر ۶ اور مرثیہ نمبر ۱۳ کا ایک ایک قدیم آب رسیدہ نسخہ اور بھی ہے، جن میں پہلا ناقص الطرفین اور دوسرا ناقص الاوّل ہے۔ ان نسخوں میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ مرثیہ نمبر ۱۵ کے اس نسخے میں سیاق کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ نویں اور دسویں بند کے درمیان بہت سے بند چھوٹ گئے ہیں۔

مرثیہ نمبر ۳ و ۶ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ کے جن قدیم آب رسیدہ ناقص نسخوں کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ مجھے امانت کے پوتے سیّد عابد حسن بلاغت نے عنایت کیے ہیں میں ان کا شکر گزار ہوں[۱]

مرثیہ نمبر ۹ کا ایک مطبوعہ نسخہ بھی میرے کتب خانے میں موجود ہے، جس سے لطافت کے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے کہ "یہ مرثیہ ایسا مجالس میں پڑھا گیا اور مرغوب خلائق ہوا کہ اہل مطبع نے بہ سبب شہرت کے چھاپ دیا"۔ اس کے سرورق پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں، مرثیہ اوّل رزمیہ تصنیف امانت، مرثیے کے آخر میں مصنف کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کہا ہوا یہ قطعہ تاریخ درج ہے:۔

ہوئی تاریخ طبع جب منظور ذہن فوراً لڑا امانت کا
مصرع سال ہوگیا بے کد مرثیہ بھی چھپا امانت کا ۱۲۷۲ھ

قطعے کا چوتھا مصرع مادہ تاریخ ہے جس میں کد کا تخرجہ کرنے سے اس مرثیے کا سال تصنیف ۱۲۷۲ھ نکلتا ہے۔ اس قطعے کے علاوہ دو فارسی شعروں کی تضمین اور چار رباعیاں بھی ہیں۔ ان میں ذیل کی رباعی بہت مشہور ہوئی:۔

کر عجز اگر عاقل و فرزانہ ہے دانائی پہ بھولا ہے تو دیوانہ ہے
تسبیح کے دانوں پہ نظر کر ناداں گردش میں گرفتار ہے جو دانہ ہے

آپ سن چکے ہیں "شامی کباب ہو کے پسند قضا ہوئے"۔ یہی کباب اور پسند سے کی رعایت اس مصرعے میں بھی رکھی گئی ہے "نقل تھا یہ کباب آج پسند اجل آیا" اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ اس زمانے میں ایک جماعت ایسی بھی تھی جو رعایت لفظی کی دلدادہ تھی اور وہ چیزیں جن کو ہم کلام کے عیوب قرار دیتے ہیں وہ اس کی نظر میں محاسن کا درجہ رکھتی تھیں۔ اس جماعت میں امانت کی غزلوں کی طرح ان کے مرثیے بھی ضرور مقبول ہوئے ہوں گے۔ مگر مذاق سخن کی تبدیلی کے ساتھ اُن کی غزلوں کی طرح اُن کے مرثیے بھی نامقبول ہوگئے۔

امانت کے مرثیوں میں ایسے مقامات بھی ہیں، مگر کم، جو عیبوں سے نسبتاً پاک ہیں اور جن میں سچی شاعری کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:۔

حسینی قافلے کا کربلا میں ورود۔

جب کربلا میں خاک کو نور خدا ملا یعنی حسین منزل مقصد سے آ ملا
ریگِ رواں کو رتبۂ خاکِ شفا ملا ذرہ ہر ایک مہر درخشاں سے جا ملا
چہروں کی ضو سے چار طرف نور ہوگیا
ویرانہ گنجِ حُسن سے معمور ہوگیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

گل گل ہوا شگفتہ گلستاں کا خار خار　　فیض قدم سے نور بنا دشت کا غبار
زریں وہ ریگ نہر کی پانی وہ آب دار　　ڈھلنا وہ دن کی دھوپ کا کوسوں وہ سبزہ زار
جلوے قریب و دور وہ دہقاں کی کشت کے
جھونکے وہ سرد سرد ہوائے بہشت کے

تلوار کی تعریف :-

گر کر وہ اڑی جبکہ سواروں کے سروں پر　　نازل نئی آفت ہوئی بیداد گروں پر
ڈھالوں کو برابر جو عدو لائے سروں پر　　ہر دل میں در آئی وہ چمک کر سپروں پر
تھا شور کہ لشکر کو اجل روند رہی ہے
بجلی ہے کہ بادل میں پڑی کوند رہی ہے

تلوار کے جوہروں کی تشبیہیں :-

یوں جوہر شمشیر پہ گویا تھے نہ انساں　　ہیں شمع پہ پروانے کہ ساحل پہ چراغاں
گل شاخ میں یا ابروئے پرخم پہ ہے افشاں　　شعلہ ہے زرہ پوش کہ موجوں میں ہے طوفاں
چلائے ملک ذہن کہاں اپنے لڑے ہیں
بجلی پہ ستارے ید قدرت نے جڑے ہیں

تلوار کی چال :-

ڈھالوں پہ ٹھہرتی تھی نہ تیغوں کے پھلوں پر　　تھی طرفہ یہ رفتار کہ چلتی تھی گلوں پر

امام حسینؑ کی تلوار کی ہیبت :-

کفار پر چمک کے چلی جب وہ شعلہ تاب　　سیخ مژہ پہ مرغ نظر ہو گئے کباب
چشم زرہ ہوئی عرق جسم سے پُر آب　　مردم تو کیا فلک کو نظارے کی تھی نہ تاب
زہرہ نے گوشہ منہ پہ سنبھالا نقاب کا
آنکھوں پہ رکھا چرخ نے ہاتھ آفتاب کا

عون و محمد علم داری کے خواہش مند ہیں اور امام حسینؑ کے فیصلے کے منتظر ہیں :-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اک رتبۂ جلیل کی دونوں کو چاہ تھی
شہ کے سخن پہ کان علم پر نگاہ تھی

عون و محمد کا رجز:-

اعدا کو چھری ہم ہیں دمِ تیزیِ تقریر
نیزے کی کمر باندھنے میں رکھتے ہیں تاثیر

کھنچنے میں کماں رو میں کمند اڑنے میں ہیں تیر
خونخواری میں پیکاں ہیں روانی میں ہیں شمشیر

رکنے میں سپر چلنے میں ہم گرز گراں ہیں
جھکنے میں سروہی سر اٹھانے میں سناں ہیں

دشمنوں میں گھر کر عون و محمدؑ سے کہتے ہیں "خیمے سے نکل آئیں کہیں ماں نہ ہماری"

اور محمد جواب دیتے ہیں:-

فرمایا محمد نے یہ تب بادلِ نالاں
اے بھائی خدا ماں کی ہے عزت کا نگہباں

خالق سے کرو عرض کہ مشکل ہو یہ آساں
اب والدہ کا نام نہ لو دل ہے پریشاں

لب پر جو تمہارے یہ سخن آتے ہیں بھائی
خیمے کی طرف پاؤں کھنچے جاتے ہیں بھائی

ازرق شامی کی ہیئت کذائی:-

ازرق نے یہ سن کر وہیں رہوار پہ کی جست
قامت کی بلندی نے سواروں کو کیا پست

سیار سا اک مرکبِ مشکی تہ راں تھا
گھوڑے پہ وہ تھا پیل پہ یا پیل دماں تھا

پیشانی جلّاد پہ ابرو تھے نہ یکسر
دو خنجر بے آب تھے اک سنگ سیہ پر

پلکیں تھیں کہ عقرب تھے وہ گیسو تھے کہ اژدر
عارض تھے کہ دو تابۂ آہن تھے برابر

بینی تھی کہ اک سنگ سرِ کوہ دھرا تھا
ظالم کا دہن تھا کہ پہاڑی کا درا تھا

کالا تھا رخ اور آنکھ ہر اک غصے سے تھی لال
جوشن میں تن نحس تھا یا جال میں گھڑیال

زنجیر سے جکڑے کمرِ نحس بد اطوار
سنگین دل و خارا جگر و میکش و خونخوار

ہوتا تھا گماں کوہ کا کافر کے بدن پر
پتھر کی چٹانیں تھیں کہ چار آئینہ تن پر

ازرق کی لاف زنی:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

جھکتے ہیں زمانے کے دلاور مرے آگے　　گردن کش اٹھا سکتے نہیں سر مرے آگے

ہے کوہ گراں کاہ سے بدتر مرے آگے　　پامال ہیں آفاق کے خودسر مرے آگے

ہاتھ اپنا بڑھاؤں تو فلک ڈر کے سمٹ جائے

نعرہ جو کروں میں تو جگر کوہ کا پھٹ جائے

حضرت قاسم کی تلوار ازرق کے سر پر پڑتی ہے۔

تحسین کے غل تھے لبِ انبوہ کے اوپر　　چلائے ملک برق گری کوہ کے اوپر

انصار کی شہادت کے بعد یزیدیوں کی دعوت جنگ پر امام حسین کا جواب۔

پیارے شہید ہو گئے آزار کھینچ کر

جوہر دکھاؤں میں کسے تلوار کھینچ کر

مرتے نہ سب جواں تو لڑائی کا تھا مزہ　　جی اُٹھتے قدر داں تو لڑائی کا تھا مزہ

اکبر نہ دیتے جاں تو لڑائی کا تھا مزہ　　عباس ہوتے ہاں تو لڑائی کا تھا مزہ

اب نام جنگ کا نہ بچے گردگار لو

موجود ہوں میں تن سے مرا سر اُتار لو

راضی رضا پہ ہو کے یہ کرتا ہوں انکسار　　حق نے دیا ہے ورنہ مجھے سب کچھ اختیار

دیکھوں جو غیظ سے سوئے قبضہ میں دل فگار　　خود میان سے تڑپ کے نکل آئے ذوالفقار

بجلی کی طرح تم پہ گرے کوندتی ہوئی

ہر سو اجل صفوں کو پھرے روندتی ہوئی

امام کی شہادت کا کائنات پر اثر:۔

بادِ صبا اُڑاتی تھی باغِ جہاں میں خاک　　تھے پنجۂ الم سے گریباں گلوں کے چاک

کرتی تھیں غم میں آپ کو سب قمریاں ہلاک　　تھی بلبلوں کے نالوں میں آہ ازدردناک

دل دو دو ہاتھ اہلِ چمن کا اُچھلتا تھا

پتوں سے ہر شجر کفِ افسوس ملتا تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہر بحر میں بھی شور تلاطم تھا اک عیاں ٹکراتے تھے جہاز پہاڑوں سے ہر زماں
تیغ الم سے مردمِ آبی تھے نیم جاں تہ پر تھپیڑے موج کے کھاتی تھیں کشتیاں
پانی کا زہرہ شدت طوفاں سے آب تھا
دل مچھلیوں کا آتش غم سے کباب تھا

ارکان دو جہاں متزلزل تھے یک دگر کب تھا کسی کا پاؤں ٹھہرتا زمین پر
گردوں پہ کانپتے تھے ملک ہو کے نوحہ گر عرش خدا پہ زلزلہ طاری تھا سر بسر
قدسی زباں سے کہتے ہوئے الاماں گرے
نزدیک تھا زمیں پہ ہر اک آسماں گرے

امام حسینؑ کی شہادت کے دن مدینے میں حضرت صغراؑ کی حالت:-

خورشید نبیؐ پہ جو زوال آیا سفر میں اندھیر جہاں ہوگیا صغراؑ کی نظر میں
چین آیا نہ اک لحظہ اسے یاد پدر میں کرنے لگی باتیں در و دیوار سے گھر میں
چلائی خدایا مری امید بر آئے
یا شاہ امم آئیں یہاں یا خبر آئے

آمادہ ہے دل نالہ و فریاد پہ کیا کیا وسواس سے لاتی نہیں منھ پہ کچھ اصلا
ہر آن یہی ورنہ مرے جی میں ہے آتا کہہ کہہ کے یہ چلاؤں کہ بے ہے مرے بابا
کیا جانوں مرے کانوں کو کیا آج ہوا ہے
سنتی ہوں جدھر پیٹنے رونے کی صدا ہے

اب امانتؔ کے مرثیوں سے دو مثالیں ایسی پیش کی جاتی ہیں جن میں تخئیل کی بے اعتدالیاں بہت نمایاں ہیں:-

عون و محمد کی جنگ کی دہشت:-

افلاک پہ ان نیمچوں کا رعب یہ چھایا ہر برج قوی گنبد مسجد میں سمایا
سورج کو لیے چاند وہیں طوق میں آیا گردوں نے بدن اطلس آبی پہ چھپایا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مقیش میں سورج کی کرن مل گئی جا کے
نایاب ستارے ہوئے چمکی میں سما کے

پہنچی جو سوئے بحر تلاطم کی سواری   چھاؤں میں حباب اڑ کے چھپے ایک ہی باری
ناقوں کی طرح ہو گئے گرداب فراری   پوشیدہ ہوئیں بازوؤں میں مچھلیاں ساری

ہاتھوں کو مگر رہ گئے مل مل کے جہاں میں
دریا ہمہ تن بڑھ کے چھپا آب رواں میں

غش کھا کے گرا خاک پہ ہر نخل کا سایا   چکرا کے بگولا دل صرصر میں سمایا
ہر غار نے منہ دشت کے دامن سے چھپایا   من مار کے اژدر درِ کہسار میں آیا

پوشیدہ ہوئے کوہ گراں ماہ کے اندر
رسّی کی طرح سانپ گرے چاہ کے اندر

خوف ایسا دل صحن گلستاں میں سمایا   ہر نخل کا پھل خنجر براں میں سمایا
شمشادِ چمن سروِ چراغاں میں سمایا   سنبل گرہ زلف پریشاں میں سمایا

اشجار سبک ہو کے ثمر میں سمائے
گل شاخ سے اڑ اڑ کے کبوتر میں سمائے

منہ کی رہ کہسار میں ہر غار نے کھائی   پریوں کی ہوئی مانگ میں جادے کی سمائی
جھاڑی نے جگہ گلشن تصویر میں پائی   بوٹی جو اڑی گھر میں مہوس کے در آئی

سبزے نے لیے بڑھ کے قدم گوشِ یہاں کے
صحرا جو ڈرا چھپ گیا جنگلے میں مکاں کے

یزید کا شہادت حسین کی خوشی میں جشن مقرر کرنا اور ہندہ کا جشن کے دن خواب سے بیدار ہونا:۔

آنکھوں سے ہندہ اشک بہاتے ہوئے اٹھی   سر زانوئے الم پہ جھکائے ہوئے اٹھی
عیش و طرب سے ہاتھ اٹھائے ہوئے اٹھی   بگڑی لعیں سے منھ کو بنائے ہوئے اٹھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

گلے نے آن کر سبق غم پڑھا دیا
حیرت نے لا کے آئینہ اس کو دکھا دیا

منھ دوز کر دھلا دیا اشکوں کے تار نے   سرمہ لگایا تیرگی روزگار نے
غازہ ملا عذار پہ گرد و غبار نے   رخ پر بنائے خال دل داغ دار نے

چہرے کو تازہ دیدۂ نمناک نے کیا
زلفوں میں شانہ سینۂ صد چاک نے کیا

امانت کی مرثیہ گوئی کے بیان میں لطافت کے یہ الفاظ اوپر نقل کیے جا چکے ہیں ''ہند کے حال کا مرثیہ رزمیہ ایسا کہا کہ موجد اس مضمون کے ہوئے'' ہند کے حال کا مرثیہ اس مرثیے کو کہتے ہیں جس میں امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اُن کے اہلِ حرم کا زندان شام میں مقید ہونا اور یزید کی بیوی ہند کا زندان میں جا کر ان سے ملنا بیان کیا جائے۔ ایسے مرثیے میں رزم کی گنجائش کہاں تھی۔ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ ہند کے حال کا رزمیہ مرثیہ کیسا۔ مگر جب امانت کا وہ مرثیہ ملا جس کا مطلع ہے ''جب ہند کو ورودِ حرم کی خبر ہوئی'' تو حقیقت کھلی۔ یزید نے اہلِ حرم کو قید خانے سے دربار میں طلب کیا اور اپنی ظاہری فتح سے خوش ہو کر شمر سے واقعاتِ کربلا بیان کرنے کی فرمائش کی۔ شمر نے امام حسینؑ کے چند عزیزوں کی جنگ اختصار کے ساتھ بیان کر کے حضرت عباسؑ کی جنگ تفصیل سے بیان کی۔ اس طرح رزم کا پہلو نکال کر حضرت عباسؑ کی تعریف میں اٹھارہ بند کہے گئے ہیں۔

اس سلسلے میں یاد رکھنا چاہیے کہ اب ہم جس کو تخیل کی بے اعتدالی کہتے ہیں امانت کے عہد میں بہت سے لوگ اس کو مضمون آفرینی اور جدت طرازی سمجھتے تھے۔ ان کے لیے ہر جدید بلا شرط لذیذ تھا۔ امانت کو بھی جدت طرازی کی فکر رہتی تھی۔ کہتے ہیں۔

کیجے بیان سب سے الگ ہو جہاں تلک   مضمون کہنہ بندشِ نو ہو کہاں تلک

اور یہی غیر مشروط جدت طرازی تخیل کی بے اعتدالیوں کا سرچشمہ ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

معلوم ہوتا ہے کہ اندر سبھا کی تصنیف، اس کو پڑھ کر سنانے کے جلسے، اس کے کھیل کی تیاری، اس کے جلسوں میں شرکت، ان سب چیزوں کے اثر سے دیو پریاں، کوہ قاف، پریوں کے تخت وغیرہ امانت کی تخئیل کا جز بن گئے۔ یہاں تک کہ ان کے مرثیوں میں بھی ان چیزوں کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ یوں تو دوسرے مرثیہ گویوں نے بھی گھوڑے اور تلوار کو پری سے اور بھیم شحیم پہلوان کو دیو سے اکثر تشبیہ دی ہے، مگر اُن کے یہاں دیو اور پری میں باہم کوئی ربط یا رشتہ نہیں ہے لیکن امانت نے دیو اور پری کا ذکر اکثر ایک ساتھ کیا ہے۔ مثلاً

چلّائے ملک دیو کے پہلو میں پری ہے

دکھلانے لگا دیو اجل شکل پری کی

ہر دیو کا ہیبت سے جگر خوف کے نکلی　　پریاں تھیں نہاں قاف میں پر کاٹ کے نکلی

پریاں ہوئیں شعلے کی طرح خوف سے لرزاں　　ہر دیو چھپا جا کے تہِ تخت سلیماں

بعض جگہ انھوں نے سبز پری اور کالے دیو کا نام بھی لیا ہے اور یہ دونوں اندر سبھا کے خاص کردار ہیں۔ مثلاً

دیکھو ہوا پہ سبز پری ہے غبار میں

پر کھولے ہوئے سبز پری قاف سے نکلی

دیکھو پری نگل گئی دیو سیاہ کو

امانت مرثیے کو تمام دوسرے اصناف سخن پر ترجیح دیتے تھے، لیکن اب تک کسی نے اُن کی مرثیہ گوئی کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ ان کے مرثیے بھی اب بہت کمیاب ہو گئے ہیں اور اُن کا کوئی نمونہ ہمارے سامنے موجود نہیں تھا۔ ان وجوہ سے ان کی مرثیہ گوئی کے بیان میں اختصار کا بہت زیادہ خیال نہیں رکھا گیا۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

امانت لکھنوی

غیر مطبوعہ

مرثیہ

بند ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰۹

۱
جب ہند کو ورودِ حرم کی خبر ہوئی — مضطر وہ عاشقِ شہ جن و بشر ہوئی
پکھ یک بہ یک جو شدّتِ دردِ جگر ہوئی — گویا فلک کو دیکھ کے با چشمِ تر ہوئی
صورت بگڑ گئی مرے کیوں دل کے چین کی
ہو خیریت الٰہی جنابِ حسینؑ کی

۲
غش ہوں کتنے روزوں سے میں یہ غضب کا حال — آیا ہے ماریہ میں کوئی مردِ خوش خصال
بیعت طلب یزید ہے اس سے بقیل و قال — فوجیں ستم کی یاں سے گئی ہیں پئے جدال
در پیش دشتِ کرب و بلا میں لڑائی ہے
اک بندۂ خدا پہ سپہ کی چڑھائی ہے

۳
حاکم کو کچھ دنوں سے تردّد کمال تھا — آئینۂ طرب پہ غبارِ ملال تھا
رُخ غم سے زرد تھا کبھی غصے سے لال تھا — لیکن کچھ آج صبح کو چہرہ بحال تھا
مجھ کو شکستِ عیش کا پیغام آیا ہے
کیا کوئی فتح نامہ سرِ شام آیا ہے

۴
اتنے میں اک کنیز نے کی عرض آن کر — بھیجا ہے کچھ یزید نے بی بی کریں نظر
دیکھا جو ہند نے سر و پا نے اٹھا کے سر — کچھ کشتیاں لیے ہیں خواصیں بہ کر و فر
پاکر اشارہ ہند کا ہر نیک نام نے
حاکم کے تحفے رکھ دیے بی بی کے سامنے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

یوں بولی کشتیوں کی طرف کرکے وہ نگاہ　　یارب جہاز آل پیمبرؑ نہ ہو تباہ
۵
الٹے جو تورے پوش خواصوں نے بھر کے آہ　　اہل محل کو آئی نظر قدرت الٰہ
ملبوس زرنگار ہے اوپر دھرا ہوا
نیچے ہے کشتیوں میں جواہر بھرا ہوا

پھر ہاتھ باندھ کر یہ ہر اک نے کیا کلام　　حاکم نے یہ حضور کو بھیجا ہے اب پیام
۶
کل ہو ہمارے گھر کا بخوبی سب انتظام　　چاروں طرف ہو محل میں شادی کی دھوم دھام
یثرب کی بندی آئے گی دربار عام میں
وقت سحر ہے جشن میرا ملک شام میں

مسند پہ تکیے کے خبردار بیٹھنا　　بر میں پہن کے خلعت زرتار بیٹھنا
۷
ہو کر سبک نہ بزم میں زنہار بیٹھنا　　اعلیٰ جواہروں میں گراں بار بیٹھنا
مدت کے بعد آئی مراد یزید ہے
دشمن ہمارا قتل ہوا اُس کی عید ہے

وہ بولی کیسی عید کرو بند اب زباں　　وسواس لاکھوں آتے ہیں خاطر کے درمیاں
۸
ہے جس ستم رسیدہ کا دل کو میرے گماں　　اللہ کی اماں میں رہے وہ بہ عز و شاں
سوتے نہ دیر اُس کو الٰہی ذرا لگے
لونڈی کی جان کو شہ دیں کی بلا لگے

جب فکر صبح میں ہوئی اُس باخدا کو شام　　کی مغربین اٹھ کے ادا باصد احترام
۹
تسبیح پڑھ کے حق سے دعا کی پئے امام　　پھر گر کے خوابگاہ میں دل سے کیا کلام
دیکھیں سحر کو رنگ فلک کیا دکھاتا ہے
کچھ شام سے کلیجہ میرے منہ کو آتا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

داخل ہوا یزید محل میں جو وقتِ شب — خلوت سرا میں ہند کو اس نے کیا طلب
۱۰
کی ہاتھ باندھ کر یہ خواصوں نے عرض تب — دل بستگی کا کچھ ہمیں کھلتا نہیں سبب
کہتے ہوئے یہ لونڈیاں حال ان کا ڈرتی ہیں
بی بی تو آج شام سے آرام کرتی ہیں

بولا وہ خفتہ بخت جگاؤ اُسے شتاب — اب رنج کا خیال نہ آئے میان خواب
۱۱
ہے جشن کی خوشی دل حاکم کو بے حساب — کہنا میری طرف سے کہ او خانماخراب
عیش و نشاط میں نہیں مصروف ہوتی ہے
جاگے میرے نصیب تو اس رات سوتی ہے

یہ سن کے ایک کنیز وہاں سے ہوئی ہوا — آہستہ پائے ہند دبا کر یہ دی صدا
۱۲
حاکم نے ہے حضور کو اس دم طلب کیا — جھنجھلا کے بولی وہ مجھے غارت کرے خدا
ساماں کوئی نہیں ہے مرے دل کے چین کا
اللہ موت دے مجھے صدقہ حسین کا

غصہ میں پھر کنیز سے بولی وہ نوحہ گر — کہہ دے کہ درد سر نہیں دیتا اٹھانے سر
۱۳
سو بار جشنِ فتح کی میں نے سنی خبر — اس وقت کیا کروں گی تیرے پاس آن کر
بزمِ طرب کی دید نہ شب کو کروں گی میں
تقدیر جو دکھائے گی کل دیکھ لوں گی میں

حاکم کو جب کنیز نے جا کر یہ دی خبر — خاموش خیر کہہ کے ہوا تب وہ اہلِ شر
۱۴
آئی خوشی سے نیند نہ ظالم کو رات بھر — ناگہ سوادِ شام میں پیدا ہوئی سحر
غرق جواہر اٹھ کے وہ با عز و شاں ہوا
شاہی جلوس کر کے محل سے رواں ہوا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

آنکھوں سے بہنداشک بہاتے ہوئے اٹھی — سر زانوئے الم پہ جھکائے ہوئے اٹھی
۱۵
عیش و طرب سے ہاتھ اٹھائے ہوئے اٹھی — بگڑی لعیں سے منہ کو پھرائے ہوئے اٹھی
کلمہ نے آن کر سبق غم پڑھا دیا
حیرت نے لا کے آئینہ اس کو دکھا دیا

منہ دوڑ کر دھلا دیا اشکوں کے تار نے — سرمہ لگایا تیرگیِ روزگار نے
۱۶
غازہ ملا غدار پہ گرد و غبار نے — رخ پر بنائے خال دلِ داغدار نے
چہرہ کو تازہ دیدۂ نمناک نے کیا
زلفوں میں شانہ سینۂ صد چاک نے کیا

پردہ جو خواب گاہ کا وقت سحر اٹھا — مجرا کیا خواصوں نے تب باندھ کر پرا
۱۷
پہلو میں ہم نشینوں نے آکر یہ دی صدا — برہم ہے کیوں مزاج مبارک حضور کا
فرمایئے کچھ آپ حقیقت جو حال کی
صورت نکالیں ہم کوئی رفع ملال کی

وہ بولی صاحبو میں کروں تم سے کیا بیاں — ہمدرد ہو تو راز نہاں کیجئے عیاں
۱۸
دل بے طرح دھڑکتا ہے سینے کے درمیاں — امید و بیم میں نہ نکل جائے تن سے جاں
اندھیر میری آنکھوں میں یہ کائنات ہے
یہ دن خوشی کا ہے کہ قیامت کی رات ہے

اتنے میں جشن کی ہوئی باہر جو دھوم دھام — غل سن کے اٹھ کھڑی ہوئی وہ عاشقِ امام
۱۹
ہاتھوں سے دل پکڑ کے لیا شیرِ حق کا نام — ناگاہ ایک کنیز نے آکر کیا کلام
یہ بات سن کے آئی ہوں میں اژدہام میں
ہاں لاؤ ان اسیروں کو دربارِ عام میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

٢٠

گھبرا کے بولی ہند مجھے لے چلو وہاں　　یہ سن کے جمع ہو گئیں آ آ کے بی بیاں

تھرا گئے جو پاؤں پکاری کہ الاماں　　کاندھوں پہ ہاتھ رکھ کے ہوئی سوئے در رواں

تھا سامنے مکان جو دربارِ عام کے

بیٹھی وہاں کلیجے کو ہاتھوں سے تھام کے

٢١

چلمن سے کی جو ہند نے دربار پر نظر　　کثرت پہ شامیوں کی پکاری کہ الحذر

ہر سمت کرسیوں پہ مصاحب ہیں جلوہ گر　　بیٹھا ہے تختِ عیش پہ حاکم بہ کرّ و فر

سر پر چنور ہلاتے ہیں خود سر کھڑے ہوئے

خادم ہیں دست بستہ برابر کھڑے ہوئے

٢٢

ناگاہ ایک شور ہوا مجمعِ کثیر　　بڑھ کر پکارے لوگ وہ حاضر ہوئے اسیر

بولا یہ ہاتھ باندھ کے شمرِ لعیں شریر　　ہو اس طرف ملاحظہ اے شام کے امیر

تقدیر نے یہ آج تجھے دن دکھایا ہے

کنبہ نبیؐ کا سامنے سر ننگے آیا ہے

٢٣

پھر بولا وہ شقی کہ ادب کا ہے یہ مقام　　حاکم کو قاعدے سے اسیرو کرو سلام

گردن جھکا کے رہ گئے اہلِ حرم تمام　　روئے فلک کو دیکھ کے سجادؑ نیک نام

بیوؤں کے حال پر جو عدو مسکراتے تھے

مانند آفتاب بدن تھرتھراتے تھے

٢٤

ان ناریوں میں نور کے تن وا مصیبتا　　بیکس غریب تشنہ دہن وا مصیبتا

سب سے سوا یہ رنج و محن وا مصیبتا　　بارہ گلوں میں ایک رسن وا مصیبتا

تھی قید یہ اسیروں پہ اس اژدہام میں

بالوں سے منہ چھپاؤ نہ دربارِ عام میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۵
حاکم نے مسکرا کے یہ تب شمر سے کہا — ہاں کر بیان معرکۂ دشت کربلا
کیونکر ہوئی شکست سپاہ شہ ہدا — کس طرح فتح یاب ہوا لشکر جفا
تصویر کھینچ آج وہ جنگ و جدال کی
پھر جائے صورت آنکھوں میں دشت قتال کی

۲۶
بولا یہ ہاتھ باندھ کے شمر جفا شعار — رکھے خدا حضور کو عالم میں برقرار
کرتا ہوں عرض قصۂ میدان کارزار — یہ سن کے ہو گیا وہ سیہ مست ہوشیار
حیران مصاحبان زرہ پوش ہو گئے
پنبہ بہ گوش سب ہمہ تن گوش ہو گئے

۲۷
بڑھ کر قریب تخت پکارا وہ نابکار — صبح دہم ہوئی جو بیاباں میں آشکار
خیمے سے نکلے شاہ بصد شوکت و وقار — تھے گرد و پیش بھائی بھتیجے رفیق و یار
جانباز تھے، جری تھے، بہادر تھے شیر تھے
اس لشکر قلیل میں کیا کیا دلیر تھے

۲۸
میداں میں آیا جب وہ امام فلک سریر — اُمڈا بسان ابر یہاں لشکر کثیر
صف بستہ ہو چکے جو وہاں سب جوان و پیر — پیغام موت لے کے چلے اس طرف سے تیر
طبل وغا کے بجتے ہی گھمسان ہو گیا
دونوں طرف لڑائی کا سامان ہو گیا

۲۹
حر نے نمک کا خوب ادا حق کیا وہاں — جرأت کا جس کی شور تھا دی مفت اس نے جاں
کیا جانے کس نے پھیر دیا دل کہ ناگہاں — گھوڑا اڑا کے منہ سے کہا یا شہ زماں
چلاتے ہم رہے وہ یہاں سے نکل گیا
ایک تیر لیس تھا کہ کماں سے نکل گیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۳۰
القصہ بخشوا کے خطا توبہ کر کے واں — رخصت ہوا حسینؑ سے وہ تازہ میہماں
ایسا لڑا پھر آ کے کہ اللہ کی پناہ — آخر سب اس پہ ٹوٹ پڑے لے کے برچھیاں
گھوڑے سے جب گرا کے اسے قتل کر لیا
سر دوڑ کر حسینؑ نے زانو پہ دھر لیا

۳۱
وہ مر چکا تو ہو کے مرخّص بہ عزّ و جاہ — دو لڑکے نکلے خیمے سے مانندِ مہر و ماہ
چھوٹے تھے سن میں وہ پہ بڑے حوصلے تھے واہ — ایسا لڑے دلیر کہ پسپا ہوئی سپاہ
کہتے تھے گونج کر کہ نواسے ہیں شیر کے
ان کے بھی سر قلم کیے نیزوں میں گھیر کے

۳۲
ایک دولہا نکلا خیمے سے جس کی ہے یہ دلہن — تھا وہ بھتیجا شاہ کا لختِ دلِ حسنؑ
زور آور و بہادر و جرار و صف شکن — لاکھوں کو قتل کر کے گرا جب وہ خستہ تن
جوڑا شہانہ بر میں کفن بر محل ہوا
آخر عروسِ مرگ سے وہ ہم بغل ہوا

۳۳
یہ کہہ کے کانپنے لگے ظالم کے دست و پا — لکنت ہوئی زباں کو ہوا رنگ و رخ ہوا
ہنس کر کہا یزید لعیں نے ارے یہ کیا — تب بولا ہاتھ باندھ کے وہ بانیٔ جفا
لینا ہے مشکل ایک بہادر کے نام کا
دل ہل رہا ہے سینہ کے اندر غلام کا

۳۴
پوچھا یزید نے کوئی تھا افسرِ سپاہ — کی عرض شمر نے کہ علمدارِ فوجِ شاہ
آمد کسی کی یہ نہیں دیکھی خدا گواہ — وہ طنطنہ وہ رعب کہ اللہ کی پناہ
نعرہ جو اس جری کے دہن سے نکل گیا
رستم کا مردہ ڈر کے کفن سے نکل گیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۳۵

للکار کر کہا جونہی اس شیر نے کہ ہاں — رن کی زمیں لرز گئی تھرائے آسماں
رخ پر وہ نور تھا وہ ضیا تھی کہ الاماں — پر طائرِ نگاہ کے جلتے تھے ہر زماں
آیا وہ رزم گاہ میں اس زور و شور سے
بھاگا نکل کے رستم بہرام گور سے

۳۶

نور جبیں سے مہر کا رخ زرد ہوگیا — خاک قدم سے حسنِ پری گرد ہوگیا
بازار بھی گرمیوں کا سرد ہوگیا — ہر نخل زرد ہو کے گل ورد ہوگیا
چشمے ہوئے یہ خشک کہ ایک چشم تر بنے
ساتوں فلک سمٹ کے گل نیلوفر بنے

۳۷

دوش جری پہ سبز علم تھا بصد ضیا — طوبیٰ کی شاخ جس کے پھریرے پہ ہو فدا
مشکیزہ ایک سوکھا سا اس میں لٹکتا تھا — سقہ مگر وہ تھا کسی معصوم کا بنا
پرچم کا نور چار طرف بے شمار تھا
پنجہ سے پنجتن کا نشان آشکار تھا

۳۸

اس شیر نے ترائی کی جانب جو کی نگاہ — ہم سمجھے اس بہشتی کو کوثر کی اب ہے چاہ
تلواریں کھینچ کر ہوئی سب فوج سدِ راہ — گھوڑا تھا اس جری کا دیا قدرتِ الٰہ
یوں گھر کے باغیوں میں وہ سن سے نکل گیا
جھونکا صبا کا تھا کہ چمن سے نکل گیا

۳۹

دریا میں وہ گہر جو در آیا بہ آب و تاب — چوما اچھل کے مچھلیوں نے دامن رکاب
گرداب گرد پھرنے لگے باصد اضطراب — پھولا نہ پیرہن میں سمایا کوئی حباب
دیکھے قدم جو حیدر صفدر کے لال کے
حسرت سے دانت رہ گئے موتی نکال کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۴۰
دریا میں بھی نہ لب سے ہوئی آشنا تری | خالی وہ مشک بھر کے رواں ہوا جری
خیمہ کا رخ کیا تو ہوئے جمع لشکری | رہوار اس دلیر کا بس بن گیا پری
ساحل سے یوں وہ باگ پکڑ کر نکل گیا
ایک شیر تھا کہ بن سے بگڑ کر نکل گیا

۴۱
پھر چار سو سے آ کے فراہم ہوئی سپاہ | تھاما قوی جوانوں نے دامان قتل گاہ
کھینچیں کمانیں گھر گئے ہر سمت کینہ خواہ | خیمہ کی دی نہ اس خضر رہنما کو راہ
دو چار تیر مشک کے اوپر جو پڑ گئے
آیا جلال شیر کے تیور بگڑ گئے

۴۲
قبضہ پہ ہاتھ اس نے جو رکھا پئے ستیز | حق سے پناہ مانگ کے لشکر نے کی گریز
اللہ رے آمد آمد شمشیر شعلہ خیز | میدان کارزار ہوا دشت رستخیز
یوں چھوڑ کر نیام وہ تن سے نکل گئی
پوشیدہ بات تھی کہ دہن سے نکل گئی

۴۳
طالع ہلال تیغ ہوا جب بہ عز و جاہ | مژگاں کے آشیاں میں چھپی طائر نگاہ
آنکھوں پہ رکھ کے ہاتھ ہوئی نعرہ زن سپاہ | ٹوٹا ستارہ دن کو الٰہی تیری پناہ
ہر روح صدمہ صبح قیامت کا سہ گئی
بجلی تڑپ کے شام کے بادل میں رہ گئی

۴۴
چمکی جو اوج پر تو یہ تھا ہر زبان پر | نازل ہوا وہ قہر الٰہی جہان پر
اڑ کر زمیں سے دم میں گئی آسمان پر | بگڑی وہاں تو بن گئی پریوں کی جان پر
شیر خدا کا نام ملک منہ سے لیتے تھے
تھرا کے جن دوہائی سلیماں کی دیتے تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۴۵
اتری جو چرخ سے تو زمیں میں سما گئی — سب خفتگانِ خاک کے طالع جگا گئی
گاو زمیں پہ دانت لگایا تو کھا گئی — مچھلی پہ پھر تڑپ کے جو دوڑی چبا گئی
قاروں نے پھینکا سر سے خزانہ اتار کے
یہ کوڑیالا بن گئی سب مال مار کے

۴۶
سر پر جو آئی چین جبیں سے نکل گئی — گزری جو تن میں خانۂ زیں سے نکل گئی
گھوڑے کو تنگ کر کے زمیں سے نکل گئی — داخل ہوئی کہیں سے کہیں سے نکل گئی
دم میں سوار ہاتھ سے جاں کھو کے رہ گیا
رہوار ایک ہاتھ میں دو ہو کے رہ گیا

۴۷
کیا کہیے اس کی شان میں کیا تھی وہ کیا نہ تھی — تھی ہم دمِ قضا کہ قضا کا بہانہ تھی
آنکھوں میں گھر وہ کرلی کہ شرم و حیا نہ تھی — چشموں میں تھی کسی کے مگر آشنا نہ تھی
جو بچ گیا پھر اس کے مصیبت میں گھر گیا
ڈوبا جو آبِ تیغِ جری میں وہ مر گیا

۴۸
جب برق ساں تڑپ کے وہ آتش فشاں گری — اک غل اٹھا سپاہ میں بجلی کہاں گری
ترکش گرا کسی کا کسی کی کماں گری — نام علی زبان سے نکلا جہاں گری
لاشوں پہ لاشے فرق پہ واں فرق گرتے تھے
سر دشت کارزار میں ٹکراتے پھرتے تھے

۴۹
شیروں پہ بن گئی تو وہ سب بن میں چھپ گئے — طاؤس دوڑ دوڑ کے گلشن میں چھپ گئے
آہو لپک کے دشت کے دامن میں چھپ گئے — طائر لرز لرز کے نشیمن میں چھپ گئے
دم موزیوں کے خوف کے مارے نکلتے تھے
منہ سے نہ اژدہوں کے شرارے نکلتے تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کانوں کا پردہ بات سنا کر نکل گیا — بازو سے زور ہاتھ اٹھا کر نکل گیا
۵۰
چہرہ کا رنگ منہ کو چھپا کر نکل گیا — نورِ نگاہ آنکھ چرا کر نکل گیا

چلاّ کے ابروؤں کی کمانیں نکل گئیں
گوشہ سے سہم سہم کے جانیں نکل گئیں

دہشت سے دم بخود تھے جوانانِ غرب و شرق — کلّہ بہ کلّہ جو ہوا خون میں ہوا وہ غرق
۵۱
سر کو نکال لے گئی کس حُسن سے وہ برق — مغفر میں اور جسم عدو میں نہ پایا فرق

در آئی جسم میں جو صفائی کے دھیان سے
موئے کمر نکال لیا درمیان سے

زہرِ وغا اُگلتی تھی وہ تیغ خوش غلاف — آئینہ وار تھی پہ نہ تھا دل کسی سے صاف
۵۲
صورت بگاڑنے کو جو دوڑی دم مصاف — سر پاؤں پر گرا کہ خطا میری ہو معاف

موقع ستیز کا ستم آرا کو بن گیا
افتادہ ہو کے خاک پہ دوزخ کو تن گیا

کہسار کے جو تن میں در آئی شرار تھی — پیری جو بر میں بحر کے پانی کی دھار تھی
۵۳
نیچے زمیں کے زلزلہ وہ شعلہ بار تھی — بالائے عرش قدرتِ پروردگار تھی

ہوش اڑتے تھے ملائکِ ربِ جلیل کے
دہشت سے دل میں کٹتے تھے پر جبرئیل کے

پھیلائے سر پہ پاؤں تو گردن پہ دم لیا — گردن سے دوڑی آکے تو جوشن پہ دم لیا
۵۴
جوشن کو دم میں کاٹ کے توسن پہ دم لیا — توسن سے گر کے دشت کے دامن پہ دم لیا

کیا تیز فقرہ شامیوں کو دیتی پھرتی تھی
دم لینے کے بہانے سے دم لیتی پھرتی تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

گھوڑے کو مثلِ پیل دماں ریلتی تھی وہ　　پڑتی تھی جب زرہ پہ کڑی جھیلتی تھی وہ
۵۵
اٹکھیلیوں سے خود کو خود ٹھیلتی تھی وہ　　سر پر عدو کے مثلِ قضا کھیلتی تھی وہ
کیا برمحل خرابی کے ساماں دکھاتی تھی
قصرِ بدن سے کنگرہ سرگراتی تھی

شعلہ صفت صفوں پہ لپک کر نکل گئی　　ٹھہری چلی، در آئی جھجک کر نکل گئی
۵۶
چرخِ بریں پہ مار کے چکر نکل گئی　　بجلی گری جدھر سے چمک کر نکل گئی
اٹھے نہ پاؤں ہاتھ عدو مل کے رہ گئے
تھے مرغِ روح جسم میں پر جل کے رہ گئے

گاوِ زمیں کے بال کو مسک کر نکل گئی　　پیلِ فلک کو مار کے ٹکر نکل گئی
۵۷
دیوارِ قہقہہ سے لپک کر نکل گئی　　کہسار میں پھنسی تو لپک کر نکل گئی
سر رکھ دیئے بتوں نے کلیسا میں کاٹ کے
قدرت خدا کی بن گئی پتھر کو چاٹ کے

سینہ میں دم کی طرح سے آئی چلی گئی　　خونِ تنِ عدو میں نہائی چلی گئی
۵۸
بجلی سرِ لعیں پہ گرائی چلی گئی　　قصرِ بدن میں آگ لگائی چلی گئی
جاں تن سے بھاگتی تھی تو غش کھا کے گرتی تھی
قالب میں بے سروں کے اجل چلتی پھرتی تھی

ہر جنگجو سے آنکھ لڑائی چلی گئی　　کر کے زرہ کی عقدہ کشائی چلی گئی
۵۹
دستانے کاٹ کر نکل آئی چلی گئی　　چار آئینے کی کر کے صفائی چلی گئی
اور دوڑ دھوپ میں نہ کہیں گر کے تھکتی تھی
قصرِ بدن میں چار طرف چلتی پھرتی تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

آنکھوں کو جھپکی آ کے بتائی چلی گئی   مردم کے رخ پہ چھوڑی ہوائی چلی گئی
۶۰
ٹھہری کہیں تو تاب نہ آئی چلی گئی   کرتی ہوئی صفوں کی صفائی چلی گئی

پر طائر نگاہ کے وحشت سے کٹ گئے
تھرا کے پاس سے ملک الموت ہٹ گئے

تلوار کی جو کاٹ سے عاری ہوئے جواں   تب مستعد وغا پہ ہوئے لے کے برچھیاں
۶۱
گھوڑے کے پیچھے آ کے کسی شخص نے وہاں   ایک نیزہ مارا پشت جری پر کہ الاماں

نکلا جو دل کو توڑ کے اس تشنہ کام کے
تیورا گیا وہ شیر کلیجے کو تھام کے

تلوار کھینچ کر جو ایک اہل ستم گرا   شانہ ہر ایک جسم سے ہو کر قلم گرا
۶۲
ایک سمت مشک گر پڑی ایک سو علم گرا   رہوار سے وہ عاشق شاہ امم گرا

سر کاٹے گئے جو تن پاش پاش پہ
یہ لڑکی روتی آئی تھی غازی کی لاش پہ

چلا رہے تھے پکڑے کمر شاہ دو جہاں   کہتے تھے ہائے بھائی تو ہلتا تھا آسماں
۶۳
اس لاش سے لپٹتے تھے با نالہ و فغاں   چلایا تب یزید ارے یہ تو کر بیاں

ایسے جری کو مارا وہ کون اہل شام تھا
نوفل نے آگے بڑھ کے صدا دی غلام تھا

پھر عرض حال کرنے لگا شمرِ بد خصال   ایک نونہال خیمے سے نکلا بصد جلال
۶۴
اس کی بھی تیغ کر گئی لشکر کو خوں میں لال   نیزوں میں گھر گیا تو نکلنا ہوا محال

ایک برچھی اس کے سینے پہ جب برمحل پڑی
خیمہ سے کوک پکڑے یہ بی بی نکل پڑی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

رن میں ہوا شہیدِ ستم جب وہ نوجواں ہاتھوں میں ایک صغیر کو لائے شہِ زماں
۶۵
بولے دکھا کے بچے کی سوکھی ہوئی زباں پانی ملے ذرا سا تو بچ جائے اس کی جاں
ناوک چلے یہ سنتے ہی فوجِ شریر سے
سیر اس کو حرملہ نے کیا آب تیر سے

وہ ننھی لاش خاک پہ سرور نے رکھ کے واں ایک قبر تیغ نوک سے کھودی بصد فغاں
۶۶
چاند اپنے گھر کا کر کے بہ زیرِ زمیں نہاں خیمہ کو دل پکڑ کے چلے شاہ دو جہاں
رخصت حرم سے جب وہ امامِ زماں ہوا
پیٹے یہ اہلِ بیت کہ محشر عیاں ہوا

چلاتی تھی کوئی کہ شہِ والا نہ جایئے فضہ یہ کہتی تھی میرے مولا نہ جایئے
۶۷
سمجھاتی تھی بہن میرے بھیا نہ جایئے بچے تڑپ کے کہتے تھے بابا نہ جایئے
آگے تو سر جھکائے امامِ امم چلے
پیچھے سروں کو پیٹتے اہلِ حرم چلے

دیکھا نکل کے خیمے سے ہر سو بحالِ زار تھامے رکاب کون نہ یاور نہ غم گسار
۶۸
بھائی کو تب بہن نے فرس پر کیا سوار رخ شیر نے کیا طرفِ دشتِ کارزار
آمد سے اس کی فوجِ ستم بے حواس تھی
پر شکر کی یہ جا ہے کہ دو دن کی پیاس تھی

سمجھا کے اس نے ہم کو بصد عجز و انکسار کھینچی کمر سے نامِ علی لے کے ذوالفقار
۶۹
لشکر پہ آپڑا تو قیامت تھی آشکار اک دم میں الاماں کی ہوئی چار سو پکار
جب سب نے واسطے دیئے خیر الانام کے
تازی پہ جھومنے لگا وہ ہاتھ تھام کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

تب نیزہ تان کر چلے ہر سو سے اہل کین — مجروح دم میں کر دیا وہ جسم نازنین
تلواریں سب لگانے لگے آن کر قریں — گھوڑے سے جب تڑپ کے گرا ہل گئی زمیں
زخموں سے چور اور وہ بے چارہ ہو گیا
قرآں گرا جو رحل سے سی پارہ ہو گیا

۷۰

سمجھا جو میں کہ دے چکی طاقت اسے جواب — خنجر کمر سے کھینچ کے دوڑا بصد شتاب
پہنچا قریں تو شاہ نے با حال اضطراب — سوکھی زباں دکھا کے کہا آب آب آب
آنکھیں خوشی سے پھیر دیں اس تشنہ کام نے
سینہ پہ چڑھ کے کاٹ لیا سر غلام نے

۷۱

یہ بات سن کے ہند کا دل کانپنے لگا — سر پیٹ کر زباں سے کہا وا محمدا
بڑھ کر کہا خواصوں نے بی بی یہ کیا کیا — وہ بولی دم نکلتا ہے سینہ سے اب میرا
یہ بین کر کے غش میں بصد خاک کر گئی
آقا شہید ہو گئے لونڈی نہ مر گئی

۷۲

گھبرا کے سب خواصیں پکاریں بصد بکا — ہے ہے ہماری بی بی کا کیا حال ہو گیا
سر ہمسروں نے دوڑ کے زانو پہ رکھ لیا — دامن کی کوئی چہرے کو دینے لگی ہوا
چھڑکا گلاب منہ پہ کسی گل نے آن کے
مٹی کا عطر لائی کوئی خاک چھان کے

۷۳

فریاد کا محل میں ہوا غل پھر اس قدر — بولا یزید چپ رہو کیا ہے یہ شور و شر
ناگاہ ایک غلام پکارا یہ آن کر — بی بی کی چل کے بہرِ خدا لیجئے خبر
اٹھا یہ بات کہہ کے وہ دربار عام میں
لے جاؤ ان اسیروں کو زندان شام میں

۷۴

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

پہنچا محل میں جب تو قیامت تھی ایک بپا — سب بی بیوں کا ہند کے سر پر ہجوم تھا
۷۵
بولا یہ کیا ہوا تو کنیزوں نے دی صدا — سنتی تھیں بیٹھی در کے قریں حال کربلا

مذکور قتل شاہ کلیجہ ہلا گیا
بی بی کو روتے روتے یکایک غش آ گیا

چلایا ہند ہند جو سر پر وہ بار بار — تب آنکھیں کھولیں ہند نے باحالِ اضطرار
۷۶
پوچھا یزید نے ترا دل ہے کیوں بے قرار — رو کر وہ بولی شر لعیں پر خدا کی مار

ہے ہے کیا شہید شہ مشرقین کو
پانی نہ وقتِ ذبح پلایا حسین کو

وہ بولا خیر ہے تجھے کچھ ہوش میں تو آ — کیا جانے کس کا ذکر ہے تو کہہ رہی ہے کیا
۷۷
توبہ بھلا حسین کجا یہ گنہ کجا — میں نے کیا ہو قتل تو غارت کرے خدا

وہ بولی شرم سے نہیں گردن جھکاتا ہے
زہرا کا گھر بگاڑ کے باتیں بناتا ہے

اچھا اگر علی کے نہیں تھے یہ دلربا — کس خانداں میں ہے یہ شرافت مجھے بتا
۷۸
کانوں سے سن چکی ہوں میں ایک ایک کا ماجرا — آنکھوں میں خاک ڈال نہ اے بانی جفا

تیرے کبھی نہ کہنے کا باور کروں گی میں
دریافت خود اسیروں سے جا کر کروں گی میں

چپ ہو رہا وہ ہونٹ چبا کر نہ کچھ کہا — ناگاہ شب نے رخت سیاہ جسم پر سجا
۷۹
اٹھی جو ہند کفش رکھے لونڈیوں نے لا — چلا کے بولی وہ میں چلوں گی برہنہ پا

ماتم کروں میں بہر خدا نوحہ گر چلو
چادر کو پھینکو خاک پہ سب ننگے سر چلو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ کہہ کے پائے شوق بڑھائے ہوئے چلی نالوں کی مشعلوں کو جلائے ہوئے چلی
٨٠
ماتم زدوں کی شکل بنائے ہوئی چلی خاک عزا جبیں پہ لگائے ہوئی چلی
ماتھے پہ رکھا ہاتھ کبھی دل سے آہ کی
مانگی کبھی پناہ رسالت پناہ کی

زنداں کے جب قریب وہ پہنچی بصد بکا آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کے نگہباں ہوئے ہوا
٨١
در پر رکھے جو کان تو بی بی سُنا گیا بچے بلک بلک کے طلب کرتے ہیں غذا
صدمہ ہے بھوک و پیاس کا ہر دردناک پر
مائیں تھپک تھپک کے سلاتی ہیں خاک پر

ایک لڑکی کا جو کوسنا بولی الحذر کہتی ہے لوٹ لوٹ کے وہ فرش خاک پر
٨٢
گھٹتا ہے دم اندھیرے میں تھراتا ہے جگر بی بی کو یاں پھنسا کے گئے کس طرف پدر
آ کر سلائیں سینے پہ اس ناتوان کو
اماں بلاؤ جلد مرے بابا جان کو

ماں کہتی تھی کہ باپ بچایاں بھلا کہاں آ میری گود میں ترے صدقے گئی یہ ماں
٨٣
رات آئی ہے زیادہ نہ کر نالہ و فغاں دربان کہیں نہ دینے لگیں آ کے گھڑکیاں
اب چپکی ہو کے لیٹو پڑے یا نکل پڑے
ایسا نہ ہو کہ نیند میں ان کی خلل پڑے

یہ بات سن کے بند سے ٹھہرا گیا نہ واں زنداں میں یک بہ یک ہوئی داخل وہ خستہ جاں
٨٤
فانوس لے کے آگے کنیزیں ہوئیں رواں گھبرا کے بولی دختر شاہنشہِ زماں
سن لی دعا کریم نے اس کم زبان کی
اماں سواری آئی میرے بابا جان کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۸۵
بانو نے ہاتھ منہ پہ سکینہ کے رکھ دیا رخ ہند نے کیا سوئے بیمار کربلا
پہنچی قریب جس گھڑی دیکھا یہ ماجرا بیمار ایک خاک پہ بے ہوش ہے پڑا
خالی شکم ہے فاقوں کا حال آشکار ہے
نوک سناں سے پشت مبارگ فگار ہے

۸۶
آہستہ جا کے بیٹھی سرہانے وہ باوفا بولی کہ اس مریض کو اللہ دے شفا
ہاتھوں کی نبضیں دیکھیں تو جی سنسنا گیا چلائی صبح کو اسے بھجواؤں گی دوا
عابدؑ نے آنکھیں کھولیں نہ پر کچھ کہا گیا
بابا کا نام منہ سے لیا اور غش آگیا

۸۷
پھر واں سے آگے ہند بڑھی اور یہ کہا پوچھوں گی اس مریض کا بیبوں سے ماجرا
پہچانی اہل بیت نے جب ہند کی صدا زانو پہ گردنوں کو لیا شرم سے جھکا
خاموش بی بی کوئی بھی غیرت سے واں نہ تھی
معصوموں کے دہن میں بھی گویا زباں نہ تھی

۸۸
وہ بولی صاحبو میرا مجرا میرا سلام لو سر اٹھاؤ زانوؤں سے کچھ کرو کلام
بتلاؤ جلد بہر خدا وارثوں کے نام میں پوچھنے کو آئی ہوں حال شہِ انام
اس فکر میں ہوں کھوئے ہوئے دل کے چین کو
شمر لعیں نے قتل کیا کس حسینؑ کو

۸۹
لوگو جو دو جہاں کا ہے سلطان وہ نہ ہو ایماں ہے جس کا تابعِ فرمان وہ نہ ہو
لونڈی کو جس حسینؑ کا ہے دھیان وہ نہ ہو آئے اجل کنیز کو بے جان وہ نہ ہو
خیر اس کی چاہیے مجھے جس کی تلاش ہے
پر شمر کے بیاں سے جگر پاش پاش ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

اس بات کا جواب کسی نے نہ جب دیا — چلائی کس سے پوچھوں الٰہی یہ ماجرا

۹۰

دیکھا سکینہ کو جو مصیبت میں مبتلا — پھیلائے ہاتھ اس کی طرف اور یہ دی صدا

زیور پنہاؤں بی بی کو چیزیں کھلاؤں میں

آ میری گود میں تیرے قربان جاؤں میں

آغوش میں یہ کہہ کے جو اس کو اٹھا لیا — دل تھام کر تڑپ گئی بنت شہ ہدا

۹۱

چلائی میرے کانوں کو بے بے دُکھا دیا — گھبرا گئی جو ہند تو بولی وہ مہ لقا

زخموں سے دیکھ لے میرے کرتے یہ سارے ہیں

ظالم نے کان چیر کے گوہر اتارے ہیں

آہستہ بولی ہند کہ اس کے ذقن کو تھام — بی بی تمھارے باپ کا بتلاؤ کیا ہے نام

۹۲

تتلا کے تب سکینہ نے اس سے کیا کلام — میں نام جانتی نہیں کہتے ہیں سب امام

ظالم نے تیغ کیں سے جدا اُن کا سر کیا

ننھے سے سن میں ہائے مجھے بے پدر کیا

لے کر بلائیں بولی یہ پھر ہندِ خستہ جاں — اے بچی تیرے صدقے گئی یہ تو کر بیاں

۹۳

جب تشنگی سے خشک ہوئی تھی تیری زباں — سقہ کوئی بنا تھا تیرا کربلا میں واں

شانے کٹا کے اس نے شہادت جو پائی تھی

کیا تو ہی اس کی لاش پہ سر ننگے آئی تھی

روئی سکینہ کہہ کے یکایک چچا چچا — فضہ پکاری ہائے غضب کیا ستم ہوا

۹۴

بہلا کے تھا ابھی تو اسے چپ کیا ذرا — پھر تو نے تیر مارا کلیجے پہ بے خطا

تالو سے یہ زباں نہ سحر تک لگائے گی

رو رو کے ساری رات قیامت مچائے گی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

پھر ہند نے کہا یہ بصد نالہ و فغاں ۔۔۔ بیٹے پہ کس کے لاڈلے نے کھائی ہے سناں
۹۵
نکلی تھی کون خیمے سے تھامے جگر وہاں ۔۔۔ وہ بولی کس کو تجھ کو بتاؤں میں خستہ جاں
تقدیر سارے کنبے کو زنداں میں لائی ہے
یہ ماں ہے، یہ پھپھی یہ بہن ہے یہ بھائی ہے

باتیں یہ سن کے ہند ہوئی اور بے قرار ۔۔۔ چلائی پوچھوں کس سے مفصل تمام کار
۹۶
گردن نہیں اٹھاتی کوئی بی بی زینہار ۔۔۔ ٹکراؤں سر کو جا کے کہاں میں جگر فگار
للہ لوگوں حال نہ شہ کا چھپاؤ تم
میں سب کے پاؤں پڑتی ہوں سر تو اٹھاؤ تم

زینب نے دیکھا ہند کو جب خاک پر تپاں ۔۔۔ آہستہ بولی اشک بہا کر وہ نیم جاں
۹۷
کیوں غم زدوں کے دل پہ لگاتی ہے برچھیاں ۔۔۔ اے ہند کس حسینؑ کا تجھ سے کروں بیاں
تو پوچھتی ہے بادشہ مشرقین کو
ہم رو رہے ہیں بیکس و تنہا حسینؑ کو

مظلوم ہے غریب ہے ایک بندۂ خدا ۔۔۔ جس کا سوا اجل کے نہیں کوئی آشنا
۹۸
ابن علی کے قتل کا شک دل میں تو نہ لا ۔۔۔ فرزند فاطمہؑ سے لڑے گا کوئی بھلا
اس وسوسے کو دے نہ جگہ اپنے سینے میں
تیرا حسینؑ ہوگا سلامت مدینے میں

یہ وہ حسینؑ ہے کہ وطن جس سے ہے بعید ۔۔۔ یہ وہ حسینؑ ہے جسے سمجھا نہ کچھ یزید
۹۹
یہ وہ حسینؑ ہے ہوئی مرنے کی جس کی عید ۔۔۔ یہ وہ حسینؑ ہے جو ہوا تشنہ لب شہید
مرنے پہ بھی لحد سے ہم آغوش تن نہیں
یہ وہ حسینؑ ہے کہ میسر کفن نہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrililbrary.com

۱۰۰
آواز سن کے ہند کو گزرا جو اشتباہ — گردن جھکا کے غور سے چہرے پہ کی نگاہ
چلائی یوں تڑپ کے وہ سرورؑ کی خیر خواہ — لو یہ تو میری بی بی ہے زینبؑ خدا گواہ
دربار عام میں مجھے سوجھا نہ دور سے
گھر سے نکل کے ہوتی مشرف حضور سے

۱۰۱
بی بی بتاؤ سید والا کہاں ہے آج — بنت نبیؐ کی گود کا پالا کہاں ہے آج
نور خدا کے گھر کا اُجالا کہاں ہے آج — فرزندان کا گیسوؤں والا کہاں ہے آج
حیدرؑ کی مصطفےؐ کی نشانی کو کیا کیا
فرمائیے بتولؑ کے جانی کو کیا کیا

۱۰۲
زینبؑ کو کوئی بات نہ جب بن پڑی وہاں — روکر پکاری شاہ سدھارے سوئے جناں
اے ہند تجھ سے حال کہاں تک کروں بیاں — بھائی ہوا شہید بہن قید ہے یہاں
سر کٹ گیا بدن سے شہِ مشرقین کا
دے خواہر حسینؑ کو پرسہ حسینؑ کا

۱۰۳
شوہر نے تیرے ہائے ستم کیا غضب کیا — لکھ لکھ کے خط حسینؑ کو گھر سے طلب کیا
مظلوم کا نہ شمر نے پاس ادب کیا — چھاتی پہ چڑھ کے ذبح اسے تشنہ لب کیا
کیا ظالموں نے راہ میں صدمے دکھائے ہیں
نیزوں پہ سر چڑھا کے شہیدوں کے لائے ہیں

۱۰۴
زینبؑ سے جب سنا سرِ سرورؑ کا اس نے نام — فوراً قدم پہ گر پڑی وہ عاشق امام
بولی خدا کے واسطے اے عاشقِ امام — دکھلا دو مجھ کو چل کے سرِ شاہ تشنہ کام
پیٹوں گی سر کو جان کو غارت کروں گی میں
اس کشتۂ جفا کی زیارت کروں گی میں

Presented By: https://Jafrililbrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ سن کے ساتھ ہند کے زینبؑ ہوئی رواں — سر پیٹتی جلو میں چلیں ساری بی بیاں

۱۰۵

زنداں کے در پہ آئیں جو بانالہ و فغاں — زینبؑ نے سر پٹک کے کہا ہند سے کہ ہاں

نظارہ کر لے فاطمہؑ کے نورِ عین کا

وہ سب کے آگے نیزہ پہ سر ہے حسینؑ کا

پہلے تو ہوگیا اسے سکتہ سا ایک بار — پھر لیں بلائیں دوڑ کے چہرے کی بیشمار

۱۰۶

ٹکرا کے سر کو نیزہ سے بولی وہ بے قرار — آقا تمہارے روئے مقدس کے میں نثار

گیسو بھرے ہیں خاک میں رخ خوں سے لال ہے

پہچاننا کنیز کو صورت محال ہے

یہ کہہ کے تڑپی ایسی کہ وہ شہ کی دوست دار — سر پٹکا یاں تلک کے جبیں ہوگئی فگار

۱۰۷

زینبؑ پچھاڑیں کھانے لگی ہو کے بے قرار — دوڑی سکینہؑ نیزہ کی جانب بحالِ زار

چلائی بابا جان کہاں تم کو پاؤں میں

اس خوں بھرے جمال کے قربان جاؤں میں

منہ پیٹی ننھے ہاتھوں سے پھر تو وہ خستہ تن — چھاتی پہ ہاتھ مار کے نیلا کیا بدن

۱۰۸

بولا یہ کانپ کر سرِ شاہنشہِ زمن — لے جاؤ یاں سے میری سکینہؑ کو اے بہن

نیزہ سے یہ لپٹ کے فلک کو ہلاتی ہے

دشتِ بلا میں لاش مری تھرتھراتی ہے

اب کر دعا خدا سے امانتؔ بصد فغاں — آقا حسنؑ حسینؑ کو دے دے کہ درمیاں

۱۰۹

ہو بہرہ یاب نطق بیاں سے یہ خستہ جاں — ہو رونگٹا بھی جسم پہ گویا پئے زباں

گلہائے فکر دل میں سدا رنگ و بو رہے

یہ روسیاہ باغیوں میں سرخرو رہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

میرزا انس

سیّد محمد میرزا

سیّد محمد میرزا کا تخلص اُنس تھا۔ میرزا اُنس کے نام سے مشہور تھے۔ (میر اُنس میر انیس کے بھائی تھے۔ یہ الگ شخصیت ہیں) میرزا اُنس ناسخ کے شاگرد تھے۔ ان کے خاندان میں انہیں سے شاعری کی ابتدا ہوئی اور بعد میں نامور شعراء اسی خاندان میں پیدا ہوئے۔ کئی پشتوں تک شاعری کا سلسلہ قائم رہا۔ اُنس کے فرزندوں میں عشق، تعشق نے اُردو زبان کی بڑی خدمت کی اور یہ سلسلہ مہذب لکھنوی پر ختم ہوا۔

اُنس کے دادا سیّد ذوالفقار علی محمد شاہ کے عہد میں کشمیر سے دہلی آئے اور کسی وزیر کے نائب ہوئے اور خطاب میرزا حاصل کیا۔ زوال سلطنت مغلیہ کے بعد ذوالفقار علی میرزا اپنے فرزند سیّد علی میرزا کے ہمراہ فیض آباد اور بعد میں لکھنؤ آئے اور یہاں آ کر سکونت اختیار کی۔

اُنس کے والد سیّد علی میرزا، شاہ اودھ غازی الدین حیدر کے عہد میں کارسفارت انجام دیتے تھے۔ بنارس میں ان کا زیادہ قیام رہتا تھا۔ معتمد الدولہ آغا میر مشہور وزیر اودھ ان کے چچازاد بھائی تھے۔ بھائیوں میں چشمک رہتی تھی۔ سیّد علی میرزا کے دو بیٹے تھے۔ سیّد محمد میرزا اُنس اور سیّد محمد رضا قدس، دونوں شاعر تھے۔ میرزا اُنس ۱۲۰۷ھ مطابق ۱۷۹۳ء کے قریب پیدا ہوئے۔ میرزا اُنس لکھنؤ کی ذی علم شخصیت تھے۔ عربی اور فارسی میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ شعر بھی اچھے کہتے تھے۔ آغا جو شرف نے "افسانۂ لکھنؤ" میں ان کا تعارف بھی کروایا ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

محمد لکھو اور مرزا لکھو مگر دونوں لفظیں یہ یکجا لکھو
چلیں جب زیارت کو ملکہ جہاں گئے آپ بھی ساتھ ان کے وہاں
تخلص ہے اُنس ان کا ہیں انتخاب وہ ناسخ کے شاگرد ہیں لا جواب

میرزا اُنس صاحب دیوان تھے (سراپا سخن) دیوان قلمی ان کے خاندان میں موجود ہے۔ اب تک طبع نہیں ہوا۔ دیوان کا ایک قلمی نسخہ کراچی میں مشفق خواجہ کے پاس بھی موجود ہے۔

میر اُنس، شاہ اودھ کے ملازم تھے۔ سو روپیہ تنخواہ سرکار سے ملتی تھی۔ آغا میر سے چشمک کے سبب دربار میں رسوخ حاصل نہ کر سکے۔ منور الدولہ سے دوستی تھی۔ دونوں فن تیر اندازی کا شوق رکھتے تھے۔ یہی سبب دوستی کا تھا، اکثر شکار میں دونوں ساتھ ہوتے تھے نواب منور الدولہ احمد قلی خان عہد امجد علی شاہ میں کچھ دنوں کے لئے عہدہ وزارت پر فائز ہوئے۔ واجد علی شاہ کے رفقاء میں تھے۔

۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی کے بعد میرزا اُنس کی ملازمت کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ جب نواب ملکہ جہاں جو محمد علی شاہ کی زوجہ تھیں لکھنؤ گئیں تو انہیں ایک داروغہ کی ضرورت ہوئی۔ منور الدولہ کی سفارش سے میرزا اُنس ملکہ جہاں کے یہاں داروغہ مقرر کر دیئے گئے۔ ایک سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ ملکہ جہاں حج اور زیارت عتبات عالیات کے لئے روانہ ہوئیں تو میرزا اُنس بھی ان کے ہمراہ تھے۔ تقریباً سات برس تک ان کا قیام عراق میں رہا۔ میرزا اُنس ان کے ساتھ ہی رہے۔ ملکہ جہاں نے میرزا اُنس کو اپنا بھائی بنا لیا تھا۔ وہ بھی نہایت شفقت سے عزیزوں کی طرح ان سے پیش آتے رہے۔

۱۲۷۵ھ میں نواب کلب علی خان والی رامپور نے میرزا اُنس کا شہرہ سنا تو امیر مینائی کو بھیج کر اُنس کو رامپور بلوایا۔ میرزا اُنس کچھ دنوں کے لئے رامپور چلے گئے۔ اُنس کے ہمراہ ان کے پوتے پیارے صاحب رشید بھی تھے اُس وقت رام پور میں جلال، امیر مینائی، داغ، بحر لکھنوی وغیرہ موجود تھے۔ کچھ عرصے رامپور میں قیام رہا۔ واپسی پر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نواب رامپور نے چھ سو روپے رومال اور دو شالہ مرحمت کر کے رخصت کیا۔

شاہزادہ میرزا سلیمان قدر بہادر بھی اُنسؔ کے قدر دانوں میں تھے۔ اُنسؔ نے اپنا ایک قلمی دیوان ان کو دے دیا تھا۔ جو عرصے تک ان کے صاحبزادے شہزادہ ثریا قدر کے پاس موجود تھا۔ (یہی دیوان مشفق خواجہ مرحوم کو دستیاب ہو گیا)

اُنسؔ کے پانچ بیٹے تھے۔ حسین مرزا عشقؔ، احمد میرزا صابرؔ، سیّد میرزا تعشقؔ، سیّد عباس میرزا صبرؔ، سیّد نواب میرزا عاشقؔ، یہ سب شاعر تھے، لیکن عشقؔ اور تعشقؔ کو مرثیہ گوئی میں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔

احمد میرزا صابرؔ کی شادی میر انیسؔ کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ ان کے فرزند پیارے صاحب رشیدؔ لکھنؤ کے مشہور مرثیہ گو تھے۔

اُنسؔ عمر کے آخری حصے میں بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ دس جمادی الاول ۱۳۰۲ھ میں انتقال فرمایا۔ پچانوے برس کی عمر پائی۔ میر صفدر حسین نے یہ تاریخ کہی جو قبر پر کندہ ہے۔

اسکنہ اللہ ریاض الجنۃ ۱۳۰۲ھ

میرزا اُنسؔ کی غزلوں کا انتخاب درج ذیل ہے۔

رسا جو اُلفتِ زُلفِ دراز ہو جائے
کمندِ بامِ حقیقت مجاز ہو جائے

تمھیں لحد میں اتارو تمھیں پڑھو تلقین
کہیں تو صحبتِ راز و نیاز ہو جائے

عطا ہو ضبط مجھے یا اجل سے کچھ کہہ دو
کوئی تو صورتِ اخفائے راز ہو جائے

غرض وفا و جفا سے نہیں وہ چال چلو
کہ مجھ میں غیر میں کچھ امتیاز ہو جائے

وفورِ شوقِ شہادت سے بے قرار آئے
حضور جلد برآمد ہوں جاں نثار آئے

کسی طرح نہ ملا قاصدوں کو خط کا جواب
ہزار بار گئے اور ہزار بار آئے

جاں دی پر کی نہ منت اس ستم ایجاد کی
بد دماغی دیکھنا میرے دلِ ناشاد کی

اپنی اُلفت کا مآل اچھا نظر آتا نہیں
انکو عادت بھولنے کی ہم کو عادت یاد کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

درد و غم سے بڑھ گیا ہے ربطِ ہجرِ یار میں — اب قیامت پڑ گئی شادیٔ دلِ ناشاد کی
مجھ سے اک بت کی محبت میں کنارہ کر گیا — اب خدا صورت نہ دکھلائے دلِ ناشاد کی
کر کے تہمت بے قراری کی نہ آزردہ ہو یار — میں نے کس دن ہجر میں نالہ کیا فریاد کی

شعر گوئی کا مزا اے انسؔ کب باقی رہا
رو دیا جب حضرتِ ناسخؔ کی شفقت یاد کی

کیا مزے تو نے دیئے ہیں رحمت اے تاثیرِ ضعف — لب تک آ سکتا نہیں شکوہ ہمارے دل میں ہے

رات بھر دل میں رہیں رنج و تعب کی باتیں — فرقتِ یار نے سنوائیں غضب کی باتیں

اتنی صحبت پہ مسرور ہے دل واہ رے دل — چشم پوشی ہے رقیبوں سے اشارے ہم سے

طول میں ہیں جو ترے قد کے برابر گیسو — کہیں برپا نہ کریں فتنۂ محشر گیسو
واہ رہی مہر و وفا عاشقِ گیسو جو ہوا — پھر نہ چھوڑے کبھی اس شوخ نے منہ پر گیسو

راحت ہو عجب طرح کی تا حشر بدن کو — خاکِ درِ جاناں سے جو لکھوائیں کفن کو
پڑ زا ابھی ہمیں شہرِ خموشاں سے نہ آیا — کیوں اہلِ وطن بھول گئے اہلِ وطن کو
ہے وحشت سے ہم نالہ تراشوں کو محبت — گلزار مبارک رہے مرغانِ چمن کو
دل ریش نہیں ہوتے ہیں خوش بزمِ جہاں میں — کیا کام ہنسی سے دہنِ زخمِ بدن کو
شہرہ تیری زلفوں کا ہوا جب سے جہاں میں — ہے بارِ گراں مشکِ غزالانِ ختن کو
ہے پیرہن جسم گراں روحِ رواں پر — کس طرح گوارا ہو قفس مرغِ چمن کو
اے قبر نہ دے رنج کہ غمناک ہے طبیعت — ہم چھوڑ کے آئے ہیں ابھی اپنے وطن کو
غم کشتوں کو جز رنج ہے کیا کام کسی سے — بلبل نہیں درکار گلِ زخمِ بدن کو
ہر شاہ و گدا رکھتا ہے انسؔ اپنے مکاں سے — کیوں روحِ رواں چھوڑ گئی خانۂ تن کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

نہیں ہے دل جو ترے عشق سے خراب نہ ہو
وہ چشم کور ہے جو ہجر سے پُر آب نہ ہو

نکال لاتی ہے مدفن سے بے قراریٔ دل
کسی کو ہجر میں ایسا بھی اضطراب نہ ہو

بغیر نقش فنا کچھ نظر نہیں آتا
ہماری چشم کہیں دیدۂ حباب نہ ہو

نصیب ہو نہ سکندر کی طرح سیر تری
ہمارے پاس جو ساقی بط شراب نہ ہو

نہ ہو جو عارض تاباں پہ اس کے نقطۂ خال
بیاضِ حُسن سزاوار انتخاب نہ ہو

کیا اس سرا میں خضر کوئی جاوداں رہے
بے قدر ہے زیادہ اگر میہماں رہے

آ کر چراغ گور صبا نے بجھا دیا
محروم سب طرح سے ہم اے آسماں رہے

ظالم کو سیر باغ جہاں کیا نصیب ہو
بے بال و پر بجا ہے جو زاغ کماں رہے

بجلی کو ہم سے لاگ تھی گلشن جلا دیا
تا ایک خار بھی نہ بچے آشیاں رہے

شاید رہا ہوں آمد فصل بہار میں
زندہ ہم اس اُمید پہ اے باغباں رہے

اس باغ میں نہ بات کی فرصت ملی ہمیں
غنچہ کی طرح گرچہ سراپا زباں رہے

آیا جو سیر کے لئے پامال کر گیا
[illegible] چمن میں صورت برگ خزاں رہے

بلبل یہ روئی فرقت گل سے بہار میں
زیرِ قفس گلاب کے دریا رواں رہے

سلام

مصروف بکا جو غم سرور میں نہیں ہے
اے مجرئی خلد اس کے مقدر میں نہیں ہے

ہے خانہ کعبہ بھی اسی غم سے سیہ پوش
ماتم شۂ مظلوم کا کس گھر میں نہیں ہے

زینبؑ نے کہا مجھ کو نہ بے پردہ کرا اے شمر
پیوند سوا کچھ مری چادر میں نہیں ہے

آئی یہ ندا مشک کو جب بھر چکے عباسؑ
یہ پانی سکینہؑ کے مقدر میں نہیں ہے

یوں خشک تھا حضرت کا گلا کہتا تھا قاتل
خوں کا کہیں دھبہ مرے خنجر میں نہیں ہے

اے اُنس جو دل حبِ علیؑ سے نہیں سرمست
اس شخص کا حصہ مئے کوثر میں نہیں ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

بحر لکھنوی

شیخ امداد علی

غیر مطبوعہ مرثیے اور سلام

شیخ امداد علی بحرؔ لکھنوی، شیخ امام بخش کے فرزند تھے اور شیخ امام بخش ناسخؔ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے۔ رشکؔ کے بعد ناسخؔ کے شاگردوں میں یہی مستند شاعر سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنی ساری عمر علم وادب کی خدمت میں گزار دی، عمر کا بیشتر حصہ مفلسی میں کاٹا۔ مولانا محمد حسین آزادؔ "آبِ حیات" میں لکھتے ہیں "ہر چند زمانے نے غریبی کی خاک سے سر اٹھانے نہیں دیا مگر طبیعت بڑھاپے میں جوانی کی اکڑ تکڑ دکھاتی رہی۔ آخر میں آ کر اقبال نے رفاقت کی، نواب صاحب رام پور کی سرکار میں آ کر چند سال آرام سے بسر ہوئے، حقیقت میں وہی ایک شاگرد تھے جو اپنے استاد کے لئے باعث فخر تھے"۔

بحرؔ لکھنوی کی ولادت لکھنؤ میں ہوئی۔ امیرؔ مینائی نے "تذکرہ انتخاب یادگار" میں لکھا ہے کہ بحرؔ کی عمر اس وقت پینسٹھ برس کی ہے۔ تذکرہ کی تالیف ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء میں ہوئی۔ اس حساب سے بحرؔ لکھنوی کا سنہ ولادت ۱۲۲۵ھ مطابق ۱۸۱۰ء قرار پاتا ہے۔ مولانا عبدالحیٔ "گلِ رعنا" میں لکھتے ہیں "گندم گوں، دُبلے پتلے، میانہ قد، صحت الفاظ، تحقیق لغت اور فنِ عروض میں مشہور، رشکؔ کے بعد ناسخؔ کے شاگردوں میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ چھوٹی شہزادی کی سرکار سے کچھ وظیفہ ملتا تھا، اُنہی کی ڈیوڑھی پر پھاٹک کی بغل میں ایک کمرہ تھا، وہیں افیون گھلا کرتی تھی اور ایک بوسیدہ چٹائی پر بیٹھے رہتے، لوگ دُور دُور سے تحقیق الفاظ کو آتے اور اُسی بوسیدہ بوریے پر بیٹھنا فخر سمجھتے تھے۔ دن بھر ڈیوڑھی میں بیٹھ کر شام کو گھر آتے، تو پ دروازہ میں ایک کچا سا

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مکان تھا، بیوی تھیں اور آپ تھے" لوگ کہتے ہیں کہ ایک لڑکی اور ایک لڑکا بھی تھا۔ پچیس برس اسی عسرت اور تنگ حالی میں بسر کیے۔ نواب کلب علی خاں کو خبر ہوئی کہ لکھنؤ میں ایک زبان داں موجود ہے۔ بلوا بھیجا اور عزت افزائی فرما کر تنخواہ مقرر کردی۔ عرصہ تک رام پور میں رہے۔ آخر وقت میں وطن یاد آیا۔ نواب کے یہاں مشاعرہ تھا۔ یہ بھی غزل لے کر پہنچے' مقطع میں لکھنؤ کی جدائی کا اظہار دردناک انداز سے کیا تھا۔ نواب کو رحم آیا کچھ دے دلا کر رخصت کر دیا"۔ (گلِ رعنا)

خدا آباد رکھے لکھنؤ کے خوش مزاجوں کو

ہر اک گھر خانۂ شادی ہے ہر کوچہ ہے عشرت کا

"انتخاب یادگار" میں امیر مینائی نے بحر لکھنوی کا ذکر اس طرح کیا ہے گویا عرصے سے ریاست رام پور میں مقیم ہیں۔ یہ تذکرہ ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء میں تالیف ہوا۔ امیر مینائی لکھتے ہیں،

"پچیس برس کی عمر، لکھنؤ وطن، اب اس شہر (رامپور) کے وظیفہ خوار ہیں۔ اس سبب سے یہ دارالریاست مسکن ہے۔ شیخ امام بخش ناسخ کے شاگردوں میں نامور ہیں۔ کلیات اُن کا چھپ گیا ہے۔ دُور دُور تک مشتہر ہے"۔ امیر مینائی کے اس بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ بحر لکھنوی نواب یوسف علی خاں کے زمانے ہی میں رام پور پہنچ گئے تھے۔ "انتخاب یادگار" میں امیر مینائی نے بحر لکھنوی کا ایک قصیدہ نواب یوسف علی خاں کی مدح میں نقل کیا ہے۔ بحر لکھنوی عرصے تک رام پور میں مقیم رہے۔ لیکن آخر میں اپنی خواہش اور وطن کی محبت سے مجبور ہو کر نواب کلب علی خاں سے رخصت طلب ہوئے اور واپس لکھنؤ چلے گئے اور یہیں ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۲ء میں وفات پائی۔ "وقت انتقال پچہتر ۷۵ برس کی عمر تھی" (خمخانۂ جاوید)۔ "آبِ بقا" میں بھی عمر ۷۵ برس بتائی گئی ہے اس حساب سے ولادت کا سال ۱۸۰۷ء قرار پاتا ہے۔ "کربلائے تال کٹورہ لکھنؤ میں دفن ہوئے"۔ (آبِ بقا)۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

بحرؔ لکھنوی کا دیوان ان کے دوست سید محمد خاں رندؔ لکھنوی شاگرد آتش نے ۱۲۵۲ھ میں مرتب کیا تھا، جس کا تاریخی نام ''ریاض البحر'' ہے جو مطبع مصطفائی سے ۱۲۸۵ھ میں چھپا ہے، اس میں غزلوں کے علاوہ واسوخت، قصائد اور رباعیات بھی شامل ہیں۔ تصانیف میں بعض لوگوں نے ایک لغت کا بھی ذکر کیا ہے لیکن صاحب گل رعنا کا خیال ہے کہ اس کی تکمیل نہیں ہو سکی۔

بحرؔ لکھنوی کی غزل گوئی:

بحرؔ لکھنوی ثقالت و غرابت اور الجھاؤ سے بچ کر سلاست، صفائی رنگینی اور بے ساختہ پن پر مائل تھے۔ قادر بخش صابر دہلوی ان کی مضمون آفرینی کے مداح ہیں۔ وہ کہتے ہیں:-

''صاحب استعداد ہیں اور ایجاد معانی اور ابداع مضامین میں قدرت ذاتی رکھتے ہیں۔ وضع کلام سے دریافت ہوتا ہے کہ فکر تیز گرد اس کا جادہ طرز شوکتائے بخاری میں گام زن ہے۔ شاگردان ناسخ سے گوئے سبقت اور خوش فکران لکھنؤ سے قصب السبق لے گئے ہیں۔'' (گلستان سخن جلد اول ص ۲۸۸)

آغا حجو شرف لکھنوی ''افسانہ لکھنؤ'' میں بحرؔ لکھنوی کے کلام کی تعریف میں کہتے ہیں:-

میاں بحرؔ صاحب بھی استاد ہیں ۔۔۔ کہ جو چاہیے علم انہیں یاد ہیں
سخن داں و شاعر عروضی غیور ۔۔۔ زمانے میں نام ان کا ہے دُور دُور
خوش اخلاق و خوش گو نمودار ہیں ۔۔۔ محبت کے پُتلے ملنسار ہیں
بحرؔ کا ہوتا ہے ایسا کلام ۔۔۔ کہ مشتاق ہوتے ہیں سب خاص و عام
بہت خوش بیان و خوش آہنگ ہیں
جہاں آشنا ہیں جگت رنگ ہیں

محسنؔ لکھنوی لکھتے ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

''اُن کا کلام ملاحت اور لطافت سے پُر ہے''۔ (سراپا سخن)

سعادت خاں ناصؔر بحرؔ لکھنوی کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

''بلند آوازگی میں نقارۂ فیلی، بیت کی کرسی سے ایوان گردوں پست اور بسلسلۂ نظم کا زنجیر فیل مست، عروض دانی میں لاجواب، معنی یابی میں نایاب۔'' (خوش معرکہ زیبا)

نساخ کا بیان ہے:-

''عروض وقوافی میں اچھا دخل رکھتے ہیں، شعر اپنے طرز پر اچھا کہتے ہیں''۔ (سخن شعرا)۔

حسن علی خاں نے بھی اسی طرح اظہار خیال کیا ہے:-

''لکھنؤ کے صاحب استعداد شاعر تھے۔ علم عروض وقوافی میں کامل تھے''۔ (بزم سخن)

گوکل پرشاد لکھتے ہیں کہ ''عروض وقوافی میں کامل شاعری کا ملکہ حاصل ہے'' (ارمغان گوکل پرشاد)۔

ڈاکٹر رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں:-

''اُن کے کلام میں بھی پیچیدہ تمثیلیں اور دقیق استعارات پائے جاتے ہیں مگر پھر بھی اس قدر تصنع اور الفاظ کی بھرمار نہیں ہے جیسا کہ دیگر شاگردان ناسخؔ کے یہاں ہے اکثر اشعار بہت صاف اور سلیس اور پُر اثر بھی ہوتے ہیں صحت الفاظ اور تحقیق لغت کے استاد تھے۔ ناسخؔ اور رشکؔ کے بعد لکھنو کے دور متوسط کے شعراء میں بہت بڑا درجہ رکھتے تھے اور تحقیق الفاظ کے معاملے میں خاص کر بہت مستند سمجھے جاتے تھے''۔ (تاریخ ادب اردو)

خواجہ عبدالرؤف عشرتؔ لکھنوی لکھتے ہیں:-

''تحقیق لغت اور صحت الفاظ ہندی میں مشہور استاد، لوگ ان کی زبان کی سند مانتے تھے، ہمیشہ محاورات کی تلاش رہتی تھی، تحقیق الفاظ میں رشکؔ کے بعد ناسخؔ کے شاگردوں میں یہی ممتاز تھے ...... خواجہ حسام الدین کہتے ہیں، ہم نے اپنے استاد شیخ فضل احمد کیفؔ سے پوچھا آج کل اردو شاعری میں کون کون استاد ہیں، کہنے لگے فی زمانہ شیخ امداد علی بحرؔ کی تحقیق اردو بہت اچھی ہے اور زبان دانی کا دعویٰ اُن کو زیبا ہے،

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

محاورات کو صحت سے نظم کرتے ہیں"...... اردو الفاظ کے اکثر مخفر آپ کے پاس دستخط کے لئے آتے تھے...... کم مایگی نے بحر کی قابلیت کو شہرت نہ دی۔ جب دیوان چھپ چکا تو ایک لغت کی تصنیف میں مصروف ہوئے، خدا جانے اس کو تمام کیا یا نا تمام رہ گیا، عروض اچھی طرح جانتے تھے اس فن پر بہت ناز تھا۔ (آبِ بقا)

انتخاب کلام

غضب ہے دیکھنے میں اچھی صورت آ ہی جاتی ہے — نہیں رکنے سے دل رکتا طبیعت آ ہی جاتی ہے

بھرا ہے دل ہمارا دوستوں کی بے وفائی سے — کہاں تک ضبط باتوں میں شکایت آ ہی جاتی ہے

پڑے گا جی میں تیرے شک، نہ سن غماز کی باتیں — ہزار آئینہ ہو دل پر کدورت آ ہی جاتی ہے

عجب رُوداد ہے جب ہم بیاں کرتے ہیں غم جس سے — نکل آتے ہیں آنسو، اس کو رقت آ ہی جاتی ہے

کوئی محبوب اُس کی جان کا سائل جو ہوتا ہے
جُھکا لیتا ہے بحر آنکھیں مروت آ ہی جاتی ہے

کیا کسی سے کام، ہوں میں دل فگار سبزہ رنگ — میرے تخم دل کے پھائے ہیں عذار سبزہ رنگ

کیوں نہ ارباب نظر میں ہو وقار سبزہ رنگ — حق تعالیٰ کو بھی ہے مقبول یار سبزہ رنگ

حسن گل دو روزہ، حسن شمع یک شب پھر کہاں — بے خزاں مجھ کو نظر آئی، بہار سبزہ رنگ

کس کے پرتو سے زمرد گوں ہے رنگِ آسماں — کون اس موتی محل میں ہے نگار سبزہ رنگ

سبزہ زار حسن کی کیوں کر نہ ہو دونی بہار — جب دوشالہ سردئی اوڑھے وہ یار سبزہ رنگ

آنکھ کی پتلی میں کچھ صورت پرستی چاہیئے — زنگ خوردہ آئینہ کرتا ہے کار سبزہ رنگ

نخل بند آفرینش سے دعا مانگو یہ بحر
دفن ہوں صحن چمن میں جاں نثار سبزہ رنگ

صاحب کہیں ظہور کرو کائنات میں — دولہا کو آنکھیں ڈھونڈ رہی ہیں برات میں

سُنتا ہوں ان کے منھ سے کدورت بھرے کلام — اڑتی ہے خاک چشمۂ آب حیات میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تسخیر وہ پری ہو یہی آرزو رہی — اس نقش حب نے جان مری لی زکات میں

ہم گرد خیمہ پھرتے ہیں تم جھانکتے نہیں — کیا کٹ گئی طناب محبت قنات میں

اللہ رے تشنگان شہادت کا مرتبہ
اے بحر آب خون ہوا ہے فرات میں

لکھنؤ کی شاعری میں تصوف کی جگہ علم و عرفان کو اہمیت دی جاتی تھی۔ اس موضوع کے ذیل میں سلوک و معرفت، قناعت، بے ثباتی دنیا، موت، قبر اور فنا جیسے اخلاقی پہلو پر نہایت دل آویز اشعار دبستان لکھنؤ کی غزلوں میں موجود ہیں۔ بحر لکھنوی کی غزلوں میں ایسے اشعار کی کثرت ہے:۔

علائق سے ہو آزادی فقیری اس کو کہتے ہیں — کفن کو بھی نہ رکھے پاس قلندر ہو تو ایسا ہو

پردہ دوئی کا اٹھ گیا وحدت کی آنکھ سے — دیکھا مجاز کو جو حقیقت کی آنکھ سے

ہر خاک نشیں مظہر انوار خدا ہے — ہر دانہ ذرات میں خرمن نظر آیا

دل غنی رکھتے ہیں درویش امیروں کی طرح — بوریا چاہیے مسند کے برابر اپنا

ناظم ملک قناعت ہوں فقیری ہے گواہ — نہ علاقہ مجھے شاہی سے ملا نہ نوابی سے

شوق دیدار جو منظور نظر اس کا ہے — ہم جدھر دیکھتے ہیں جلوہ اُدھر ہوتا ہے

کچھ نہ سمجھے آئینہ کی شکل حیرت میں رہے — ایک ہے دیکھا نہ دیکھا عالم ایجاد کو

یہ بات سچ ہے کہ دنیا مقام عبرت ہے — کہ خواب دیکھتے ہیں جب خیال کرتے ہیں

نیرنگی دنیا کا تماشا ہے نمایاں — غفلت اسے کہتے ہیں کہ عبرت نہیں ہوتی

محراب میں سجود کیے شیخ نے تو کیا — خنجر تلے جو سجدہ ادا ہو تو جانیے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

بحرؔ لکھنوی کے مرثیئے اور سلام

بحرؔ لکھنوی کی مرثیہ نگاری کے سلسلے میں محققین نے کچھ نہیں لکھا ہے۔ سفارش حسین نے پہلی مرتبہ ''اردو مرثیہ'' میں نشاندہی کی ہے، وہ لکھتے ہیں:-

''مرثیے نے آہستہ آہستہ اردو شاعری میں وہ جگہ حاصل کرلی تھی کہ اب عقیدت کے لئے ہی نہیں بلکہ سند کے لئے بھی شاعر کو مرثیہ کہنا پڑتا تھا، تاکہ کلام پر اس کی قدرت کا اندازہ ہو سکے لکھنؤ کی فضا نے اسے اور ترقی دی، بحرؔ لکھنوی کی مرثیہ گوئی اسی کے تحت میں ہے''۔

سفارش حسین نے صرف تین بند ایک مرثیے سے درج کئے ہیں۔ بحرؔ لکھنوی کے مرثیے علی گڑھ یونیورسٹی کی لائبریری میں محفوظ ہیں' مندرجہ ذیل مرثیے راقم الحروف کے کتب خانے میں بھی موجود ہیں:-

۱۔	افسوس ہے مسلم سے کہ مقتول ہوئے کوفی	۳۸ بند	درحال حضرت مسلمؑ
۲۔	بعد شبیرؑ کے عابد نے مصیبت دیکھی	۴۴ بند	درحال حضرت سیّد سجادؑ
۳۔	جب آفتاب عید شہادت عیاں ہوا	۱۳۲ بند	درحال حضرت امام حسینؑ
۴۔	جب قناتوں میں عدو آگ لگانے آئے	۳۰ بند	درحال شام غریباں
۵۔	داخل خانۂ زنداں ہوئے جس دم قیدی	۲۸ بند	درحال زندان شام
۶۔	سر کٹانے کو جو رن میں شہؔ والا آئے	۲۲ بند	درحال حضرت امام حسینؑ
۷۔	شور ہے شام میں آج اہل حرم چھٹتے ہیں	۴۰ بند	درحال اہل بیت کی رہائی
۸۔	کربلا میں جو نامہ بر آیا	۴۰ بند	درحال قاصد صغرا

بحرؔ لکھنوی کے مرثیوں کا کینڈا وہی ہے جو میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ کا تھا۔ لیکن انہوں نے اُسلوب بیان میں بعض نئے گوشے تلاش کئے ہیں' بعض استعارے اور بلیغ اشارے غزلیہ رنگ میں پیش کئے ہیں اُن کا ایک مرثیہ قلمی ہمارے ذخیرۂ مراثی میں ایسا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہے جس میں مرثیئے کے تمام عناصر ملتے ہیں، چہرہ، رخصت، آمد، رجز، جنگ، تلوار، گھوڑا اور مصائب بھی کچھ نظم کیا گیا ہے۔

مرثیہ نگاری:۔

افسوس ہے مسلم سے منافق ہوئے کوفی — ارباب ضلالت کے موافق ہوئے کوفی
کاذب ہوئے قولوں پہ نہ صادق ہوئے کوفی — پڑھ کر کلمہ لعن کے لائق ہوئے کوفی
سب پھر گئے بیعت سے کسی نے نہ وفا کی
پردیس میں مہمان مسافر سے دغا کی

تلوار:۔

وہ حیدری تلوار تھی یا شعلہ محرق — ناری تھے شراروں کی طرح سب متفرق
اک تیر کے پلنے سے یہ کٹتے تھے منافق — واللہ کہ سب شیر ہیں حیدرؑ کے لواحق
تنہا جو ہزاروں سے لڑے کون بشر ہے
یہ ہاشمی کا دل ہے عقیلی کا جگر ہے

مقطع:۔

خالق سے دعا کر بطفیل شہ لولاک
پابند کی اب عقدہ کشائی ہو الٰہی
تحسین علی خاں کی رہائی ہو الٰہی

بحرؔ لکھنوی کا مرثیہ ہے:۔

شور ہے شام میں آج اہل حرم چھٹتے ہیں

یہ مرثیہ اہلِ بیت پیمبرؐ کی قید سے رہائی کے حال سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت زینبؑ ظالم حاکم یزید کے ظلم وستم بیان کرتی ہیں:۔

تو نے سب قتل کیے آلِ پیمبرؐ ظالم — تو نے اولادِ علیؑ کو کیا بے سر ظالم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

تو نے تاراج کیا فاطمہ کا گھر ظالم — تو نے معصوموں کا لوٹا زر و زیور ظالم

در بدر شہر میں تو نے ہے پھرایا ہم کو

اپنے دربار میں سر ننگے بلایا ہم کو

سن کے یہ بیوں سے پھر کہنے لگا وہ ملعون — خوں بہا شاہ کا منظور ہو تو منگوا دوں

کہا زینبؑ نے تو کیا دیگا اے سفلہ دوں — عرق شہ کی نہ اک بوند نہ اک قطرۂ خوں

خوں بہا میں اگر آفاق کی دولت ہووے

میرے بھائی کے نہ اک قطرے کی قیمت ہووے

عرصۂ حشر میں جس وقت کہ آئے گی بتولؑ — کہہ کے فرزندوں کا غم سب کو رلائیگی بتولؑ

لب پہ خون شہادت کا بھی لائیگی بتولؑ — عرش کے پائے کو رو رو کے ہلائیگی بتولؑ

اُس گھڑی شرم سے منہ پھیر نہ لینا ظالم

خوں بہا حضرت زہراؑ کو تو دینا ظالم

بحر لکھنوی کا ایک اور قلمی مرثیہ قید خانہ شام کے حالات پر مشتمل ہے:-

داخلِ خانۂ زنداں ہوئے جس دم قیدی — خاک پر بیٹھ کے رونے لگے باہم قیدی

بین کرتے تھے یہ اس طرح سے پُر غم قیدی — مرگیا فاطمہ کا لال ہوئے ہم قیدی

کوئی وارث نہیں اور دولت و زر پاس نہیں

دائم ہوئے چھوٹنے کی آس نہیں

اس مرثیے میں امام حسینؑ کی کم سن بیٹی حضرت سکینہؑ کی شہادت کا دردناک بیان ہے ، ماں ، پھوپھی اور بہن کے بین حضرت سکینہؑ کی لاش پر نہایت پُر اثر ہیں:-

کہہ کے اس بچی نے یہ راستہ جنت کا لیا — کہا زینبؑ نے مری جان یہ کیا قہر ہوا

باپ کا ساتھ دیا ، ساتھ پھوپھی کا نہ دیا — جھیل کے پیاس کا دکھ جام شہادت کا پیا

تمہیں شبیرؑ نے سونپا تھا مجھے مرگئیں تم

بھائی کی روح سے شرمندہ مجھے کر گئیں تم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

لے کے میت کی بلائیں یہ کہا کبرا نے — کر گئیں کوچ ملیں بھی نہ بہن تم مجھ سے
قید سے آپ چھٹیں اور چھڑایا نہ مجھے — اٹھ سکے دکھ نہ بہت ظلم رسن کے تم سے
کچھ مرے حال پہ تم نے نہ کیا دھیان بہن
کس برے وقت میں بچھڑی ہو مری جان بہن

ہمارے ذخیرہ مراثی میں بحر لکھنوی کا ایک اور طویل مرثیہ ہے، جس کا مطلع ہے:-

سر کٹانے کو جو رن میں شہ والا آئے

اس مرثیے میں بہت جلدی جلدی مناظر بدلتے ہوئے نظر آتے ہیں، مرثیہ بہت تیزی سے آگے بڑھتا ہے، امام حسینؑ فوج شام پر حملہ فرماتے ہیں:-

لافتی پڑھ کے شہ دیں نے جبھی کی تیغ علم — خوف سے فوج ستم ہوگئی درہم برہم
بھاگتے پھرتے تھے روباہ صفت اہل ستم — کردیا شیر نے تیروں کے نیستاں کو قلم
تیر اس شاہ پہ گو مینہ کی طرح پڑتے تھے
پر عجب شان سے میدان میں کھڑے رہتے تھے

حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اشقیا نے سادات کے خیموں میں آگ لگادی اور پھر سب کو اسیر کر کے یزید کے دربار میں لے گئے۔ بحر لکھنوی نے یہ تمام تفصیلات دو بندوں میں نظم کردی ہیں۔

اتنے میں خیمے میں در آئے ہزاروں ہی شقی — سر جھکا بیٹھ گئے خاک پہ ناموسِ نبیؐ
خوف سے چھا گئی معصوموں کے منہ پھر زردی — سہم کر کہنے لگے ہم کو چھپائے کوئی
فوج قاتل کے جفاکار نظر آتے ہیں
خوف کے مارے جگر آب ہوئے جاتے ہیں

سن کے یہ بچوں کی باتیں حرم نیک صفات — بس نہ کچھ چلتا تھا ملتے تھے تاسف سے ہات
الغرض قید انھیں کر کے وہ فوج بدذات — لے گئے حاکم بے دین کے آگے ہیہات

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ساری مجلس کی بس اس وقت بھر آئی آنکھیں
شرم سے حاکم بے دین نے جھکائی آنکھیں

بحرؔ لکھنوی نے ایک مرثیہ ''بحر خفیف مسدس مخبون مقطوع'' میں نظم کیا ہے، اس بحر میں مسکینؔ، کرم علی، افسردہؔ، مرزا فصیحؔ، حبیبؔ، خورشید لکھنوی، محمد تقی اخترؔ لکھنوی، میر سلیسؔ کے مرثیے بھی موجود ہیں:-

کربلا میں جو نامہ بر آیا کشت و خوں دشت میں نظر آیا
سینہ اندوہ و غم سے بھر آیا جی میں کہتا تھا میں کدھر آیا
میں کہاں اور یہ مقام کہاں
کس سے پوچھوں حسینؑ امام کہاں

تیغیں کھینچے ہوئے ہے فوج کھڑی ہر طرف لاش پر ہے لاش پڑی
کس گھبہ پر سپاہ ان سے لڑی ہوئی تشویش اس کے دل کو بڑی
خاک و خوں میں بدن اٹے دیکھے
کئی بچوں کے سر کٹے دیکھے

ناگہاں اک طرف گئی جو نگاہ دیکھا اک شخص کو بہ حال تباہ
ہے لہو کی شفق میں صورت ماہ زخمی ہے شیر بیشۂ جنگ گاہ
صدمہ ہر چند جسم و جاں پر ہے
عاصیوں کو دعا زباں پر ہے

سفارش حسین نے ''اردو مرثیہ'' میں لکھا ہے ''بحرؔ لکھنوی کا یہ مرثیہ معمولی ہے مگر زبان بہت ہلکی اور روانی بے انتہا ہے''۔

راقم الحروف کے ذخیرۂ مراثی میں بحرؔ لکھنوی کا ایک قلمی مخطوطہ ہے جس میں سات سے سلام ہیں۔ یہ سلام نمونے کے طور پر درج ذیل ہے:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سلام

مجرئی رن میں جو پیاسے شہِ والا آئے　　گھاٹ روکنے دستے لبِ دریا آئے

شاہ سمجھاتے تھے بانو کو تو وہ کہتی تھی　　آنسو پونچھے علی اکبر تو نہ رونا آئے

میرے فرزند کی چھاتی پہ لگی ہے برچھی　　ماں ہوں کیونکر نہ میرا منھ کو کلیجا آئے

خوانِ زنداں میں جو کھولا تو سکینہ نے کہا　　میرے مونس میرے صاحب میرے شیدا آئے

مجھ کو رخصت کرو اب کوچ ہے دنیا سے میرا　　امّاں صاحب میرے لینے کو میرے بابا آئے

کون سی ماں ہے جو بیٹے کے نہیں غم میں شریک　　کیا عجب ہے جو یہاں رونے کو زہرا آئے

بحر کے نظم میں یا شاہ اثر دو ایسا
جو سنے اس کے مضامیں اسے رونا آئے

سلام

سلامی سوزشِ غم دیکھے غمگساروں کی　　بجائے اشک ہے ایک رو لگی شراروں کی

سلامی تھی یہ منادی ستم شعاروں کی　　زباں نہ پائی سے تر ہو نبی کے پیاروں کی

اُدھر کو خارِ مغیلاں تلک تھے شادابی　　بہار میں تھی خزاں شہ کے گلعذاروں کی

دکھ، خیمے کی آگ اور وہ دھوپ اور وہ پیاس　　بیاں کیا کروں حالت جگر فگاروں کی

حرم تو تکتے تھے دریا کو در سے جا جا کر　　نظر تھی جام و صراحی پہ شیر خاروں کی

ہوا بلند جو خورشید بولے یاس سے شاہ　　ہے فکر کچھ تمھیں عباسؑ شیر خواروں کی

حسینی فوج کا یہ رعب تھا کہ میداں میں　　پلک جھپکتی تھی ایک ایک سے ہزاروں کی

اُدھر سے ایک پیادے نے جب کیا حملہ　　تو با گیں مڑ گئیں وہاں سیکڑوں سواروں کی

کھلوں میں گیسوئے اکبرؑ پہ کیا پسینے کا رنگ　　بہار تھی شبِ معراج کے ستاروں کی

سنی جو آمدِ عباسؑ بولا فوج سے شمر　　شتاب روک لو رہ گھاٹ اور کناروں کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

رضائے جنگ بڑی مشکلوں سے دیتے تھے
جدائی شاق تھی حضرت کو جاں نثاروں کی

جب آکے ڈیوڑھی پہ روتی تھی درد سے صغراؑ
قلق سے چھاتیاں پھٹتی تھیں رہ گزاروں کی

حرم یہ کہتے تھے شاہا، نہ جاؤ میداں کو
نہیں ہے کوئی حفاظت کو پردہ داروں کی

یہی تھی گفتگو عابدؑ سے شہ کی تادمِ مرگ
دعا نہ بھولیو بیٹا گناہ گاروں کی

تڑپ رہی تھیں تہِ آب ماہیانِ فرات
پڑی تھیں لاشیں جو ساحل پہ بے قراروں کی

کہا یہ بانو نے اصغرؑ کی یاد آتی ہیں
ہمک ہمک کے وہ باتیں، مجھے اشاروں کی

قلق جو ہوتا تھا تنہائی سے تو جا جا کر
حسینؑ روتے تھے لاشوں پہ غمگساروں کی

بتولؑ آئی جو رن میں تو بولی، باغیوں نے
بنائی شکل عجب میرے گلعذاروں کی

پھرے جو شام سے عابدؑ تو آکے مقتل میں
سواریاں سب اتروائیں سوگواروں کی

نہ پوچھو اس گھڑی کا شورِ گریہ و زاری
فلک کے پار تھی فریاد غم گساروں کی

تھی بے کلی میں یہی آرزو جو یاریٔ بخت
تو چل کے کیجیے زیارت اُن مزاروں کی

سلام

مجرائی تیغ شہ کے گلے پر جو چل گئی
فرمایا شکر آرزوئے دل نکل گئی

شبیرؑ کو تھی فکر یہی صبح قتل کو
جانا نہ ہوئیگا جو سکینہؑ مچل گئی

عباسؑ کا فرات پہ جب سر ہوا قلم
پیاسے گلے سے خون کی ندی اُبل گئی

بیمار نے لکھا تھا یہ عرضی میں شاہ کو
اے بابا مت یہ سمجھو صغراؑ سنبھل گئی

جلدی خبر لو غم سے بُرا حال ہے میرا
ورنہ یہ جان لو میری جان آج کل گئی

صغراؑ کے نامہ بر نے نہ پہچانا آن کر
زخموں سے تھی یہ شاہ کی صورت بدل گئی

جنت سے نکلی فاطمہ زہراؑ اڑاتی خاک
جس دم سُنا حسینؑ پہ تلوار چل گئی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سلام

بیوہ نبی سے مادرِ قاسمؑ یہ کہتی تھی — شرم و حجاب رونے میں کرتی ہے تو عبث
وہ تو رہے نہ جن سے تھی شرم و حیا تجھے — گھونگھٹ میں سر جھکائے ہے اے نیک خو عبث
فرمایا شہؑ نے کیا اسے لڑنے کی تھی امنگ — اصغرؑ کا میرے تیر سے چھیدا گلو عبث
قاصد سے شہؑ نے کہا کہیو یہی — صغراؑ پدر کے دید کی ہے آرزو عبث
بولے عدو کہ تم تو ہو صابر بہت امام — فرزند اپنا ڈھونڈتے ہو سو بہ سو عبث
زینبؑ پکاری بانو کو اکبرؑ ہوئے تمام — ہے زخم سینہ کی تجھے فکرِ رفو عبث
شہؑ نے کہا نماز تو پڑھ لوں لگا نہ تیر — کرتے ہو جلدی قتل کی اے جنگجو عبث
بے فائدہ ہے دیکھتی نہر فرات کو — چشموں سے تو بہاتی ہے اشکوں کی جو عبث
اہل حرم یہ کہتے تھے مشکے کر چکے — ظالم ہمیں پھراتے ہیں اب کو بکو عبث

جنت کی گر ہوس ہے تو چل سوئے کربلا
اے بحرؔ اپنے جرم سے غمگیں ہے تو عبث

سلام

مجرائی خزاں نے بھی کوئی نہ چمن چھوڑا — شاداب نہ اصغرؑ سا بھی غنچہ دہن چھوڑا
عباسؑ جو مارے گئے شہؑ نے کہا زینبؑ سے — اس وقت میں بھائی نے بھی ہم کو بہن چھوڑا
قاسمؑ جو چلے مرنے گھبرا کے کہا سب نے — نوشاہ کے دامن کو کیوں تو نے دلہن چھوڑا
قاسمؑ کو یہ اعدا نے ٹکڑے کیا تیغوں سے — ثابت نہ کسی جا پر جو اُس کا بدن چھوڑا
شہؑ نے کہا یہاں سے بھی ہم جاتے ہیں جانے دو — لو ہم نے بلا کا بھی اے ظالمو بن چھوڑا
عباسؑ کے لاشے سے کہتی تھی سکینہؑ یوں — تم نے بھی چچا مجھ سے الفت کا چلن چھوڑا
پینے کو گئے پانی تم آپ تو کوثر پر — اس پیاری بھتیجی کو یہاں تشنہ دہن چھوڑا
لوٹا تھا لعینوں نے اسباب شہیداں تک — جو شہؑ کے نہ تن پر بھی ملبوسِ کہن چھوڑا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

شملہ علی اکبر کے سر پر نہ رکھا باقی
دولھا کے نہ بر میں بھی شاہانہ برن چھوڑا

کوفے جو گئیں جانے سب بیبیاں کہتی تھیں
کس ہم نے بُری ساعت تھا اپنا وطن چھوڑا

مقتل میں سکینہ یوں رو کر لگی چلانے
ہے ہے مرے بابا کو بے گور و کفن چھوڑا

کہتی تھی کھڑی زہرا ہے ہے مرے پیارے کے
سر کو رکھا نیزے پر اور خاک پہ تن چھوڑا

جاتے تھے چلے عابد جو کھینچتے اونٹوں کو
کہتے تھے مجھے سب نے باحال محن چھوڑا

بابا ہے نہ بھائی ہے جو مجکو سنبھالے اب
غش سا چلا آتا ہے طاقت نے بدن چھوڑا

اے بحر طبیعت کا بس فرق ہے مضموں میں
ورنہ شعرا نے ہے کوئی بھی سخن چھوڑا

سلام

قاسم کو لڑتے دیکھ کے ماں کرتی تھی دعا
یارب شہانا جوڑا کہیں خوں میں تر نہ ہو

زلفیں چھپاتی تھیں رخ اکبر کو اس لئے
ہمشکلِ مصطفےٰ کو کسی کی نظر نہ ہو

کہتی تھی بانو شام کے لشکر کو دیکھ کر
یہ ابر میں چھپا مرا رشک قمر نہ ہو

اکبر نے زخم کھا کے دھرا ہاتھ سینے پر
تا شہ کا دیکھ کر کہیں ٹکڑے جگر نہ ہو

مسلم کی زوجہ کہتی تھی ہر نخل دیکھ کر
جس میں وہ گل چھپے تھے یہ وہ ہی شجر نہ ہو

کہتی تھی صغرا آ گیا ہے جواب تک پھرا نہیں
بھولا وطن کی راہ مرا نامہ بر نہ ہو

کوفے میں جس طرح سے حرم کو بکو پھرے
دنیا میں یوں اسیر کوئی در بدر نہ ہو

اے بحر غم نے شہ کے، جگر کو کیا ہے آب
کیوں کر مرے کلام کا دل میں اثر نہ ہو

سلام

بیاہ کی صبح کو آیا جو سلامی کے لئے
دیکھ کر رہ گئے منھ شاہ زمن دولھا کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

بیبیاں تو یہی کہتی تھیں نہ مانگو رخصت
دو رضا رن کی مجھے تھا یہ تخن دولھا کا

ماں یہ سمجھاتی تھی دولھا ہو نہ جاؤ رن کو
لوگ دیکھیں گے یہ کیسا ہے چلن دولھا کا

پھولوں کا گہنا نہ راس آیا بنے قاسمؑ کو
مثل گل ہو گیا سو ٹکڑے بدن دولھا کا

تازہ غم قاسمؑ و کبراؑ کا مجھے ہوتا ہے
بحرؔ سنتا ہوں جو میں ذکر دلھن دولھا کا

بحرؔ لکھنوی کے شاگرد بہت تھے، خاصی تعداد صاحب دیوان شعرا کی ہے، اُن کے مشہور شاگردوں میں امداد حسین صفیرؔ فرخ آبادی، مرزا علی جان شفقؔ، میر عسکری سالمؔ، رام چرن گردابؔ، مرزا محمد بیگ تحیرؔ، میر عباس علی شادؔ، حکیم محمد رضا اشراق، مولوی سید غلام حسین قدرؔ بلگرامی کا کلام دستیاب ہے، ان شعرا میں چند مرثیہ نگاری کی حیثیت سے بھی یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

بحرؔ لکھنوی کا غیر مطبوعہ مرثیہ

۱
جب آفتاب عید شہادت عیاں ہوا
اور بے چراغ فاطمہ کا خانداں ہوا
شہزادۂ جبرئیل رن کو رواں ہوا
جنگل میں بوستان حسینی خزاں ہوا
غل تھا کہ باغیوں نے یہ کیسا ستم کیا
کیسی جگہ نبیؐ کے چمن کو قلم کیا

۲
تھی عید سب شہید قضا کے گلے ملے
اور خنجر ستم شہدا کے گلے ملے
اصغرؑ بھی جب کہ تیر جفا کے گلے ملے
جا کر حسینؑ آل عبا کے گلے ملے
دیکھا کہ بیویں غش میں ہیں پیاروں سے چھوٹ کر
جیسے گرے زمین پہ تسبیح ٹوٹ کر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

فرزند کے قلق سے کوئی ماں بنی نوحہ زن — بھائی کو اپنے پیٹ رہی تھی کوئی بہن
۳ بابا کو رو رہا ہے کوئی طفل خستہ تن — گھونگھٹ میں نتھ اُتار رہی ہے کوئی دلہن
شرمندہ ایک ایک سے ہونے لگے حسینؑ
منہ ہر طرف سے پھیر کے رونے لگے حسینؑ

آئے قریب مسند پیغمبر خدا — سوچا کئے کھڑے ہوئے کچھ شاہ کربلا
۴ آخر اُتارا سر سے عمامہ رسولؐ کا — چوما اور اُس کو تکیے پہ مسند کے رکھ لیا
کھولا کمر سے جب کہ کمر بندِ مرتضیٰ
رویا کمر پکڑ کے جگر بندِ مرتضیٰ

پھر سب وہ پہنے ہوئے کپڑے اُتار کے — مسند پہ اپنی نانا کے رکھے سنوار کے
۵ ہوش اور ہی اُڑے تھے دلِ بے قرار کے — پر چپ تھے رونے سے شہِ نامدار کے
غیرت تھی یوں لباس اُتارا حسینؑ نے
اب قصد کیا کیا ہے شہِ مشرقین نے

کہنے لگی یہ بانو سے ہمشیر شاہِ دیں — محرم ہے تو حسینؑ کی اے بیکس و حزیں
۶ جا دیکھ کوئی تیر کلیجے میں تو نہیں — وہ بولی اب فلک نظر آتی ہے یہ زمیں
دیکھوں گی کیا میں زخم امامِ غیور کا
آنکھوں کا نور لے گیا اکبرؑ حضور کا

گھبرا کے فضہ دوڑی سوئے شاہِ حق شناس — اور دیکھا پشت و سینہ کو پھر پھر کے آس پاس
۷ پوچھا خوزادے تم نے اُتارا ہے کیوں لباس — ہے ہے بتاؤ جلد کہ زینبؑ ہیں بے حواس
باراں ہے رن میں تیروں کا بچنے کی جا نہیں
ہے ہے جگر میں تو کوئی ناوک لگا نہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

شہ بولے تیر تو نہیں نیزہ جگر میں ہے　　اکبرؑ کے دل کا گھاؤ ہماری نظر میں ہے

۸

کہہ دے بہن سے بھائی خیال سفر میں ہے　　منزل پہ کارواں گیا شبیرؑ گھر میں ہے

فرمائش اک کروں گا تمہیں سے بلاؤں گا

اب رن کو جاؤں گا تو کبھی پھر نہ آؤں گا

زینبؑ بھی تھی قریب سُنا شہ کا یہ کلام　　گھبرا کے سوچنے لگی دل میں وہ تشنہ کام

۹

فرمائش اور کیا ہے، کہیں گے یہی امام　　مرنے کو جاتا ہوں مرے بچوں کا ہاتھ تھام

سب مر چکے، حسینؑ کی اب موت آئی ہے

ہے ہے میں اب بھی مر نہیں جاتی دوہائی ہے

ناگہ بہن کو حکم شہ کربلا ہوا　　دیکھو تبرکات میں ہوگا دھرا ہوا

۱۰

زینبؑ لباس لاؤ پرانا پھٹا ہوا　　وہ بولی ہائے بھائی یہ ارشاد کیا ہوا

کہنہ لباس حضرت شبیرؑ پہنیں گے

روکر کہا حسینؑ نے، ہمشیر پہنیں گے

منظور ہے کہ رختِ کہن ہو کفن مرا　　ہے شرم کی جگہ جو برہنہ ہو تن مرا

۱۱

بے رحم بعدِ ذبح نہ لیں پیرہن مرا　　مطلب تو یہ ہے، آگے مقدر بہن مرا

کوئی پھٹا لباس کہیں لوٹتا نہیں

پر میں ہوں اُن کے بس میں کہ جن کو حیا نہیں

یا تو حرم خموش کھڑے تھے بحالِ یاس　　یا اس بیاں کو سُنتے ہی دوڑے وہ بے حواس

۱۲

گھبرا کے پھر رہی تھی بہن شہ کے آس پاس　　کہتی تھی وہ اُتارا ہے اس واسطے لباس

پیشِ خدا لباس فقیری سے جائیں گے

کپڑے پھٹے پہن کے گلے کو کٹائیں گے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بہرِ مدد کسی نے ندا دی رسولؐ کو — کوئی حسنؑ کو، کوئی پکاری بتولؑ کو
۱۳ غش آ گیا قلق سے کسی دل ملول کو — اک سونگھتی تھی پیار سے زہراؑ کے پھول کو
اکبرؑ کا نام لے کے کوئی تلملاتی تھی
عباسؑ کو فرات سے کوئی بلاتی تھی

چلا رہی تھی کوئی کہ احسان کیجیے — مشکل پڑی ہے یا علیؑ آسان کیجیے
۱۴ بے وارثوں کی وارثی اس آن کیجیے — ہم سب کو اپنے لعل پہ قربان کیجیے
در در نہ ہوں حسینؑ کے آگے حرم مریں
مظلوم کربلا کی بلا لے کے ہم مریں

زینبؑ سے بانو کہتی تھی لونڈی ترے فدا — کپڑے پھٹے نہ لا مرا رنڈ سالہ جلد لا
۱۵ اے دخترِ علیؑ مری نتھ چوڑیاں بڑھا — آخر ہوا سہاگ رنڈاپا گلے پڑا
حاضر ہے جان بدلے شہِ مشرقین کے
بیوہ بنا کے گرد پھراؤ حسینؑ کے

ناگاہ لائی رختِ کہن بنتِ مرتضیٰ — بھائی کو دے کے منہ پہ لیا گوشۂ ردا
۱۶ استادہ قبلہ رو ہوئے مظلوم کربلا — دیکھا جو کھول کر تو بہت وہ پھٹا تھا
حضرت نے اور چاک وہ رختِ کہن کیا
پھر جلد شوقِ مرگ میں زیبِ بدن کیا

پہنے تھے چار جامہ نیا شاہِ بے وطن — اس کو بھی پرزے پرزے کیا ہائے دفعتن
۱۷ بھائی کی شان دیکھ کے رونے لگی بہن — مڑ کر سوئے بقیعہ پکاری وہ خستہ تن
ہم سب عزیز مردہ عزادار بن چکے
لو اماں بھائی جان کفن بھی پہن چکے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

تشریف لائیے کہ یہ وقتِ اخیر ہے — پہچانیئے یہ کون بلا میں اسیر ہے
۱۸ ہے ہے یہ جانشینِ جنابِ امیرؑ ہے — سرتاجِ اہلِ بیتِ رسولؐ قدیر ہے
سلطانِ دوجہاں کی امیری کو دیکھیے
پہنے ہوئے لباس فقیری کو دیکھیے

شہؑ نے کہا خموش مری بے وطن بہن — ہلتا ہے جس سے عرش وہ ہیں یہ سخن بہن
۱۹ تم پیٹتی ہو دیکھ کے رختِ کہن بہن — میں تو وہ ہوں جسے نہ ملے گا کفن بہن
لیکن کفن کا غم ہے نہ سر کی جدائی کا
ناسور ہے جگر میں مری بے ردائی کا

زینبؑ پکاری کاش بہن بے ردا پھرے — پر آپ کے گلے پہ نہ تیغِ جفا پھرے
۲۰ شہؑ نے کہا خدا نہ کرے جو قضا پھرے — دربار ذوالجلال سے مضطر مرا پھر
لو زینبؑ الوداع سنبھالو سکینہؑ کو
ماتم کرو حسینؑ کا پالو سکینہؑ کو

پٹکا علیؑ کا اُس نے اٹھایا بہ اشک و آہ — اور باندھنے لگی وہ کمر پھر کے گردِ شاہ
۲۱ ناگاہ یوں گری کہ ہلا صحنِ خیمہ گاہ — چلائی بھائی تم نے بھی کی اس گھڑی نگاہ
پہلو پکڑ کے اٹھتی ہیں اور اٹھ کے گرتی ہیں
سر ننگے فاطمہؑ بھی مرے ساتھ پھرتی ہیں

القصہ شہؑ نے زیبِ کمر ذوالفقار کی — باندھی سپر بھی حمزۂ عالی وقار کی
۲۲ حسرت سے چار آئینے پہ آنکھ چار کی — مختارِ جزو و کل نے قضا اختیار کی
ہستی نے دی ندا کہ ہے باری حضور کی
بولی قضا کہ لاؤ سواری حضور کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

دیکھا جو بانو نے کہ شہِ بحر و بر چلے — دامن پکڑ لیا کہ یہ کیا مجھ سے کر چلے
۲۳
صاحب کدھر چلے مرے والی کدھر چلے — ٹھہرو حسینؑ ٹھہرو کہ سب لوگ مر چلے

ناکام و نامراد ملول و حزیں رہے

اکبرؑ کے پاس آپ چلے ہم یونہیں رہے

سب کو وداع شاہ نے بار دگر کیا — روز وغا فرس کو غیرتِ تیغ قمر کیا
۲۴
گویا زبانِ حق نے دہن میں گزر کیا — غنچے کے دل میں گلشن قدرت نے گھر کیا

انگشتریٔ دیں کے جلال آشکار تھے

شبیرؑ اسمِ اعظمِ پروردگار تھے

آتا ہے کون خیمہ میں سے بے رن جدا — سینے سے دل جدا ہیں سروں سے بدن جدا
۲۵
بھولے ہیں راہ شیر جدا اور ہرن جدا — غل ہے حرم میں ہو گئے بھائی بہن جدا

زینبؑ پھری ہے خیمے میں سر کھولتی ہوئی

آئی ہے موت پیشِ نگہ بولتی ہوئی

آگے جلو میں خاک بسر روحِ بوترابؑ — پیچھے رسولؐ زادیٔ کونین بے نقاب
۲۶
دینے کو دوستوں کے لئے لشکر ثواب — بائیں دشمنوں کے لئے مجمع عذاب

مظلومیت کا چہرہ اور اس پہ نور ہے

رحمت ہے پاس پاس غضب دور دور ہے

بر میں نبیؐ کا جامۂ عنبر شمامہ ہے — پُر عرق عطرِ شہیداں وہ جامہ ہے طرّہ
۲۷
جوڑا شہانہ اور گلابی عمامہ ہے — شہید ہونے کا اقرار نامہ ہے

مثلِ رفیق شملوں کے گوشے چھُٹے ہوئے

گھر کی طرح امیدوں کے گلشن لٹے ہوئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہے تاج افسرِ شہ لولاک فرق پر — یہ سر ہے زیب تاج تو وہ تاج زیب سر

۲۸

محتاج تاج کا نہیں سلطان بحر و بر — سرتاج خود یہ خضر و سکندر کے ہیں مگر

دیتے ہیں سر رضائے الٰہی کے واسطے

رکھا ہے سر پہ تاج گواہی کے واسطے

آنکھوں سے عین رعب علی آشکار ہے — گلگونہ کربلا کی زمیں کا غبار ہے

۲۹

سایہ پلک کا سر پہ دنبالہ دار ہے — چہرہ دمِ اخیر گلِ نوبہار ہے

یوں خوش چلے ہیں باغ شہادت کی دید کو

جیسے نبیؐ کے سامنے آئے تھے عید کو

کیا عصمت و جلال امام کریم ہے — لشکر سواد آیہ ذبح عظیم ہے

۳۰

زہرہ کا زہرا آب ہے جوزا دو نیم ہے — بنی بطن میں صدف کے گہر دُرِ یتیم ہے

غل ہے کہ دم کی آمد و شد بھی محال ہے

ہاں آمد سر آمد اہل جلال ہے

ہے بس کہ آمد شہ والا کی دھوم دھام — باندھے پرا کھڑے ہیں ملائک پئے سلام

۳۱

حاضر ہیں فلک بہر اہتمام — جنات کا ہجوم ہے پریوں کا اژدہام

میکال تھامے ہیں گوشہ داماں حسینؑ کا

پلکوں سے ہے جبرئیل مگس راں حسینؑ کا

کونین دبدبے سے خبردار ہوگئے — عرشی فرشتے غاشیہ بردار ہوگئے

۳۲

ذرّے نگاہ مہر سے زردار ہوگئے — نقش قدم زمیں کے سردار ہوگئے

جتنا حشم خدم تھا خدا کی جناب میں

آیا وہ سید الشہدا کی رکاب میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جادو سے زور الگ ہے دعا سے اثر جدا   پتھر سے لعل دور صدف سے گہر جدا
۳۳
آہو سے نافہ، نافے سے ہے مشک تر جدا   روباہ سے ہے شیر سے ہے شور و شر جدا

پاسِ ادب امام کا سب کو ضرور ہے

شیشے سے بادہ، بادہ سے پیمانہ دور ہے

محصول جرعہ شہ دیں ہے جدا جدا   قبلہ سے سجدہ کعبہ سے حج کوہ سے صفا
۳۴
قرآن سے خلاصہ اور ایمان سے حیا   روزوں سے روزہ شب سے مناجات اور دعا

نکہت جناں سے تازگی آبِ حیات سے

احسنت ہے قتل علی کا ممات سے

ہے لام و دال سے لب و دنداں کے آشکار   لب ہیں کہ لب دو مہ نو بار بار
۳۵
پیدا ہوئے ہیں شمس سے ذراتِ بے شمار   دنداں ہیں یا صفیں ہیں ستاروں کی ہمکنار

دیکھے عجب نجوم دہان حباب میں

یوسف نے یہ ستارے نہ دیکھے تھے خواب میں

بازار قدر آبِ بقا ہے ذقن سے سرد   پانی کے آگے جیسے تیمم کا حکم گرد
۳۶
رنگ خضر ہے خضر خطا زرد   یہ خضر گوشہ گیر ہے وہ خضر کوچہ گرد

ناگفتہ بہ لبوں کی ثنائے شنیدہ ہے

اک بات میں مسیح پردہ دریدہ ہے

مولا بہار سبزہ خط جب دکھاتے ہیں   آئینہ کو یہ طور سے سدرہ بناتے ہیں
۳۷
غائب کو آئینے میں عدم سے ملاتے ہیں   کیسا ملانا مردے کو فوراً جلاتے ہیں

گہہ عکس روبرو ہے گہے شرم خوردہ ہے

دیکھیں تو زندہ ہے جو نہ دیکھیں تو مُردہ ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مذہب میں اپنے سجدہ ہے پیشِ قدِ امام — بے یادِ قامت شہِ دیں ہے اذاں حرام
۳۸
اب تک ہیں اس الم کے ماتم میں خاص و عام — زانوں پہ ہاتھ مارتے ہیں پھیر کر سلام
آتا ہے سب کو حیف کہ امت نے کیا کیا
سجدے میں سر امام کا تن سے جدا کیا

چار آئینہ وہ قلعہ ہے جس سے دمِ وغا — ہے دور مثلِ قلعہ بیرون در بلا
۳۹
پر یہ شرف حصارِ وضو کو فقط ملا — چار آئینہ نہیں ہے یہ اعضا کی ہے ضیا
میرے امام کو نہیں درکار آئینہ
ہیں حصارِ واجباب وضو چار آئینہ

خوشبو ہے ذوالجناح کے کاکل سے یہ غبار — دشت سے مشک خشک ہے عنبر ہے شرمسار
۴۰
ہر نافۂ تتار کا پردہ ہے تار تار!!! — ہنس کر خزاں پکارتی ہے آئی وہ بہار
چلا رہی ہے فوج یہ موجِ نسیم کی
آمد ہے سروِ باغِ رسولِ کریم کی

افسر جو ہیں انہیں سروتن کی خبر نہیں — جز نقشۂ اجل کوئی پیشِ نظر نہیں
۴۱
دل کانپتا ہے کہتے ہیں پاس جگر نہیں — بچ جائے نقدِ جاں ہوسِ سیم و زر نہیں
بازار ناریوں کی شرارت کا سرد ہے
بے قرب شمعِ اشرفی رنگ زرد ہے

اک آن میں صفوں پہ ہزار انقلاب آئے — شبنم کی کیا بساط ہے جب آفتاب آئے
۴۲
غل پڑ گیا جنابِ جلالت مآب آئے — مولائے عرش منزل و گردوں جناب آئے
دل بہرِ پیشوائی تیغ دو دم چلے
سر اُن کی گردنوں سے مثالِ قدم چلے

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

دردار کے سارے بانیٔ جور و ستم جھکے | سرگرد ہائے شام کے سر تا قدم جھکے
۴۳
یاں صف جھکی اُدھر کو برابر علم جھکے | نخوت میں تھے جو فردِ مثال قدم جھکے
سہراب و زالِ گنجِ لحد میں اُچھل پڑے
شیروں کے سینے پھٹ کے کلیجے نکل پڑے

اور تیغ کی تو ملکِ جناں میں دوہائی ہے | قطعِ دلیلِ کفر کی خاطر یہ آئی ہے
۴۴
جوہر نے آبِ تیغ کو ہیرے کی پہنائی ہے | ورنہ ابھی تو کون و مکاں کی صفائی ہے
کلکِ قضا و تیغِ علیؑ ایک بیت ہے
یہ بیت مطلعِ شرفِ اہلبیتؑ ہے

کنبہ سپر کے [illegible] حیران ہیں بشر | دیتی تھی یہ خبر کہ حسینؑ اس کا ہے سر
۴۵
ڈھونڈو تو اک پر نہیں اور نام ہے سپر | کاٹے ہیں جس کی تیغ نے جبرئیل کے پر
مطلب ہے یہ سپر کا تو سب کو پسند ہے
انگشتِ نیزہ بہرِ گواہی بلند ہے

مانند عمر طے کیا مقتل کی راہ کو | صادق نے نورِ صبح دیا وعدہ گاہ کو
۴۶
تیار اپنے قتل پہ پایا سپاہ کو | ہادی نے دی ندا عمرِ روسیاہ کو
اب تک ترے لئے بھی ہے توبہ کا در کھلا
پھر کچھ نہ ہوگا جب مری اماں کا سر کھلا

کیوں ذبح کرتے ہو میں خدا کا خلیل ہوں | باطل کی تو سند ہے میں حق کی دلیل ہوں
۴۷
بے پر ہوں پر میں زور پہ جبرئیل ہوں | بے گھر نہ جان ساکنِ عرشِ جلیل ہوں
دنیا اگرچہ قبضۂ اہلِ دول میں ہے
واللہ ملکِ غیب ہمارے عمل میں ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

چالیس آفتاب ہیں اس شمس کے سوا — اور اک سے اک میں فرق ہے چالیس سال کا
۴۸
آباد اُن کے بیچ میں ہے خلقِ کبریا — شیطاں سے مطلع ہیں نہ آدم سے آشنا
ایسے رجوعِ قلب سے وہ مقربِ رب ہوئے
یہ بھی خبر نہیں ہے کہ مخلوق کب ہوئے

بولا عمرو وہ کون ہے کیا اُن کے نام ہیں — ہنس کر حسینؑ بولے ہمارے غلام ہیں
۴۹
ہم اُن کے مقتدا ہیں ہم اُن کے امام ہیں — شرعِ نبی پہ اُن کے عمل صبح و شام ہیں
تسبیحِ فاطمہ ہے خدا کی نماز ہے
اعدا سے احتراز ہے ہم سے نیاز ہے

جو کچھ ہمیں خبر ہے کسی کو خبر نہیں — یہ کوچے وہ ہیں جس میں خضر کا گزر نہیں
۵۰
یہ روز وہ ہیں جن سے کہ آگہ سحر نہیں — یہ ماہ وہ ہیں جن سے کہ واقف قمر نہیں
ناچار ہوں پہ چارہ گرِ اہلِ رنج ہوں
نادار ہوں پہ علمِ الٰہی کا گنج ہوں

منبر ہے عرش واعظِ ہفت آسماں میں ہوں — خطبہ ہے شرع قاضیِ ہر انس و جاں میں ہوں
۵۱
مسند ہے کعبہ مفتیِ کون و مکاں میں ہوں — کشور ہے دین حاکمِ ہر دو جہاں میں ہوں
میوہ ہے میرا گلشنِ جنت میں باغ ہوں
پروانہ جبرئیل ہے اور میں چراغ ہوں

قرآں کا بطن ہوں خلفِ انزع البطین — فخرِ جہاں امامِ شریعت پناہِ دیں
۵۲
قائم مقام قاعدہ غُرّا المحجلین — آرام بخش جمعِ تسلی دور بیں
ہم نے بلند معجزوں کی قدر کو کیا
شق بدر کو شکستِ صفِ بدر کو کیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

چاہیں تو ہم زمیں کو ابھی آسماں کریں   اعجاز انبیائے سلف کو عیاں کریں
عیسیٰ صفت رواں تنِ بے جاں میں جاں کریں   مثلِ خلیل نار کو باغ جناں کریں ۵۳

موسیٰ کی طرح ساحروں کو پست کرتے ہیں
ہم اژدہا عصا کو سر دست کرتے ہیں

غصّے سے گر ہماری جبیں پر شکن پڑے   پھر سر پہ سر بدن پہ بدن، رن پہ رن پڑے
رن سے تمہیں بھی بے گریز کے کچھ بھی نہ بن پڑے   روکیں سپر جو رخ پہ تو سورج گہن پڑے ۵۴

گردوں گرے چڑھائیں اگر آستین کو
ہم آستیں کی طرح الٹ دیں زمین کو

جس کی زمیں فلک ہے میں وہ آسمان ہوں   ذرّوں پہ مہر، مہر پہ میں مہربان ہوں
قرآن کا جو دل ہے میں اس دل کی جان ہوں   ہیں خشک لب حبیب خدا کی زبان ہوں ۵۵

دل ہوں علیؑ کا گو گھٹتا ہوں شفاعت کے واسطے
چشمِ نبیؐ ہوں روتا ہوں اُمت کے واسطے

پیاسا ہوں پر میں خضر بھی آبِ بقا بھی ہوں   ہم سایہ بھی ہوں سایہ ربّ العلا بھی ہوں
ہمراہ بھی خدا کے ہوں راہِ خدا بھی ہوں   راہِ خدا بھی ہوں بخدا رہنما بھی ہوں ۵۶

حرزِ گلوئے عیسیٰ عالی وقار ہوں
کل کی دوا ہوں حکمتِ پروردگار ہوں

پسپا ہوئے عجم میں عرب جا کے چند بار   جب ہم گئے تو فتح ہوئی صاف آشکار
چلتی تھی مثل راہ کتی فوج نابکار   راہِ جہاد میں قدم اپنے ہیں ذوالفقار ۵۷

بنیاد ہم نے شہروں میں ڈالی ہے دین کی
نقشِ قدم ہمارا سپر ہے زمین کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

نور اپنا ہوگا جبکہ جزو کُل نہ ہوئینگے　　ہم وہ چراغ ہیں کہ کبھی گُل نہ ہوئینگے
۵۸ مر کر بھی کم ہمارے تجمل نہ ہوئینگے　　باغ اپنا ہوگا جب گُل و بلبل نہ ہوئینگے

دن ہو کہ رات خلق پہ سرگرم مہر ہیں
جس کو کبھی زوال نہیں ہم وہ مہر ہیں

کوثر کی آبرو ہوں میں رضواں کی آبرو　　رضواں کی آبرو ہوں میں سلماں کی آبرو
۵۹ سلماں کی آبرو ہوں میں ایماں کی آبرو　　ایماں کی آبرو ہوں میں قرآں کی آبرو

قران کی آبرو ہوں میں آدم کا فخر ہوں
آدم کا فخر ہوں میں دو عالم کا فخر ہوں

سلماں کی آبرو ہوں میں بوذر کی آبرو　　کوثر کی آبرو ہوں میں منبر کی آبرو
۶۰ بوذر کی آبرو ہوں میں کوثر کی آبرو　　منبر کی آبرو ہوں میں لشکر کی آبرو

لشکر کی آبرو ہوں میں عالم کا فخر ہوں
عالم کا فخر ہوں تو آدم کا فخر ہوں

آدم کا فخر ہوں میں کہ عالی وقار ہوں　　عالی وقار ہوں کہ میں حق پر نثار ہوں
۶۱ حق پر نثار ہوں کہ میں طاعت گزار ہوں　　طاعت گزار ہوں میں کہ الفت شعار ہوں

الفت شعار ہوں میں کہ عاشق خدا کا ہوں
عاشق خدا کا ہوں کہ میں دل مصطفےٰ کا ہوں

دل مصطفےٰ کا ہوں کہ میں نور الٰہ ہوں　　نور الٰہ ہوں کہ میں زہرا کا ماہ ہوں
۶۲ زہرا کا ماہ ہوں شہ انجم سپاہ ہوں　　انجم سپاہ ہوں کہ میں شاہوں کا شاہ ہوں

شاہوں کا شاہ ہوں میں کہ کل کا امیر ہوں
کل کا امیر ہوں میں علی کا وزیر ہوں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۶۳
برجوں کو اپنی مہر سے شمس و قمر ملے　　دریا کو اپنی چاہ سے لعل و گہر ملے
بے پر نے مس کیا جو ہمیں بال و پر ملے　　فطرس کے ذہن تھے نہ یہ رتبے تھے پر ملے
اس رتبے کا اس پہ فقط خاتمہ ہوا
آزاد کردۂ پسر فاطمہ ہوا

۶۴
دریا کو تم نے چھین لیا میں نے کچھ کہا　　پانی دکھا دکھا کے پیا میں نے کچھ کہا
داغ اکبر جواں کا دیا میں نے کچھ کہا　　مرے بے زباں کو قتل کیا میں نے کچھ کہا
صابر ہوں بے دیار ہوں میں کینہ ور نہیں
یارو مرے مزاج میں واللہ شر نہیں

۶۵
دیکھو تو کون ہے یہ اسیر غم و محن　　اپنا امام اپنا نبی زادہ بے وطن
باقی رہا ہے پانچ تنوں میں اب ایک تن　　رونے کی جا ہے حال مرا تم ہو خندہ زن
ڈرتے ہو قہر حق سے نہ آہ بتول سے
اللہ ایسے پھر گئے آل رسول سے

۶۶
اب بھی کہو تو جاؤں وطن کو مع حرم　　لے لو قسم جو حجرے سے باہر رکھوں قدم
رہنا جو گھر کا شاق ہو اے بانئ ستم　　جاروب دیں تمہارے نبی کی لحد پہ ہم
وہاں کی مجاوری بھی اگر ناگوار ہو
راہی دیار ہند کو یہ بے دیار ہو

۶۷
دشوار یہ بھی ہو تو بھلا پھر کہاں رہیں　　مرضی جہاں تمہاری ہو کہہ دو وہاں رہیں
جنگل میں مثل خضر نظر سے نہاں رہیں　　پیاسوں کے غم میں نہروں پہ تشنہ وہاں رہیں
گر یہ نہیں پہاڑ پہ جا کر مقیم ہوں
غربت میں جانشین جناب کلیم ہوں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کر بود و باش ہند کی بھی ہوئے ناگوار ایک غار کھود کر میں رہوں درمیانِ غار

۶۸

اصحابِ کہف کا میں کروں طور اختیار کتبہ ہو سنگِ فرش زمیں پیرہن غبار

پوچھے اگر یزید کو سید کدھر گیا

کہنا جوان بیٹے کے مرنے سے مر گیا

کیا اس کا ذبح جس کو کہ اپنی خبر نہیں بازوؤں میں جگر نہیں نور نظر نہیں

۶۹

جز آہ و واہ قبضے میں تیغ و سپر نہیں بیٹا ایک بیمار ہے رہنے کو گھر نہیں

ممکن نہیں کہ خلق کو وہ بے وطن ملے

تو جان لے کہ خاک میں اب پنجتن ملے

سن کر کلامِ سید معجز کلام کا مانندِ صبح فق ہوا رنگ اہل شام کا

۷۰

دیکھا عمر نے قلب بھرا خاص و عام کا نعرہ کیا کہ سحر ہے یہ بھی امام کا

کس کس کے خون ان کے لیے اب تک نہ ہو چکے

دنیا نہ کھوؤ دولتِ ایماں تو کھو چکے

سب پھر پڑے سفر کو، رہ توبہ چھوڑ کر باندھی کمر نماز ندامت کی توڑ کر

۷۱

تیغیں کھڑی ہوئیں، رخِ انصاف موڑ کر انگڑائیاں کماں نے لیں، ہاتھ جوڑ کر

غل تھا قبول اب نہیں کوئی سخن ہمیں

مدِنظر ہے خاتمۂ پنجتن ہمیں

یہاں بھی ملے نیام میں لب ذوالفقار کے پہلے پڑھا دُرود ادب سے پکار کے

۷۲

اور عرش کی یہ سب ہیں ہوا خواہ نار کے جوہر یہ جانے کیا گہر آب دار کے

تیغِ زباں کے اس کو نہ جوہر دکھائیے

جوہر زبانِ تیغ کے بڑھ کر دکھائیے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۷۳
مقبول یہ گزارش تیغ دوسر ہوئی   پر دست بوس فتح سے پہلے ظفر ہوئی
کھنچتے ہی گرم تیغ دو دم اس قدر ہوئی   سورج پکار اٹھا کہ لو اب دوپہر ہوئی
تھی تابِ شہ کے پنجے میں اُس شعلہ تاب کی
بُرجِ اسد میں جیسے طپش آفتاب کی

۷۴
کی جست و خیز رخش نے ملتے ہی باگ کے   جیسے سپند اُچھلتا ہے شعلے پہ آگ کے
دریا میں فتنہ ڈوب مرا رن سے بھاگ کے   کیسے نصیب خواب پریشاں تھا جاگ کے
دیکھو فلک پہ اخترِ تاباں نکل پڑے
ہیبت سے پیرِ چرخ کے دنداں نکل پڑے

۷۵
تازی کو تازیانہ ہر اک تار رگ ہوا   سایہ سلام کر کے ادب سے الگ ہوا
زیرِ نگیں فلک بھی دمِ تاز و تگ ہوا   انگشتری نعل کا خورشید نگ ہوا
یک دفعہ شش جہت میں عجب دھوم ہوگئی
پھر قدر عافیت کو بھی معلوم ہوگئی

۷۶
گردش میں گرد گنبد دوار ہوگیا   ہر آسماں کا دائرہ پرکار ہوگیا
ثابت ہوا کہ قطب بھی سیار ہوگیا   صحرا غبارِ خاطرِ کفار ہوگیا
اس رخش بادپا سے جدھر شاہ مڑ گئے
مردم تو کیا ہیں آنکھوں کے ڈھیلے بھی اڑ گئے

۷۷
صدقے میں ذوالجناح پہ اور ذوالفقار پر   چلتے تھے دونوں مرتضیٰ پروردگار پر
تاکید کی یہ رخش نے ہر نابکار پر   ہاں غافلو! نظر کرو میرے وقار پر
رہوارِ شہسوارِ براقِ جناں ہوں میں
بعد اُس کے راہوارِ امامِ زماں ہوں میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۷۸

پہلا مرا سوار رسولِ کبار ہے — اور دوسرا بھی دوشِ نبیؐ کا سوار ہے
گیسو حبیبِ حق کا اسی کی مہار ہے — عاجز نہ جانیو اسے کل اختیار ہے
پاؤں جو قہر طبع جناب امام میں
پامال شش جہت کو کروں ایک گام میں

۷۹

جب یہ رجز پڑھا فرس نام دار نے — کھولی زباں برائے بیاں ذوالفقار نے
بھیجا ہے عرش سے مجھے پروردگار نے — جوہر دکھائے ہیں شہ دلدل سوار نے
کفار کے لہو میں جو میں غرق ہوتی تھی
خاتونِ کائنات مجھے آپ دھوتی تھی

۸۰

اس کے جگر کا بیر ہے سے زخمی ہوا جگر — کھینچی نہ تیغ رہ گئے شہ آہ کھینچ کر
کاٹے جو تم نے بازوئے عباسِ نامور — رکھا نہ ہاتھ قبضے پہ بس تھام لی سپر
توبہ کرو تو اب بھی ضرر میں امان ہے
ورنہ یہ جان لو مرے حملے میں جان ہے

۸۱

حیراں بیانِ تیغ سے چھوٹے بڑے ہوئے — اس گفتگو سے کان سپر کے کھڑے ہوئے
غفلت کے پردے آنکھوں پہ جو تھے پڑے ہوئے — بولے کہ اب رہیں گے نہ ہم بے لڑے ہوئے
سرگرم لعیں فساد پہ بے شرم ہوگئے
اور اُس طرف کو تیغ و سپر گرم ہوگئے

۸۲

نقارہ وغا پہ لگی چوب یک بیک — پڑتے ہی چوب گونج گیا رن بھی دور تک
تیغیں بلند ہو کے دکھانے لگیں چمک — قرنا کا شور سنتے ہی تھرا گیا فلک
غل تھا دلیرو جان لڑانے کا وقت ہے
فن سپہ گری کے دکھانے کا وقت ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہاں رستمانِ شام دمِ نام و ننگ ہے — شبیر میں نرا شہِ مرداں کا ڈھنگ ہے
۸۳
ہاں نبردانِ کوفہ بڑھو کیا درنگ ہے — شاہنشہِ زمین و زماں محوِ جنگ ہے
بھر کر لہو میں شہ کو بڑا نام کیجیو
نام آوری ہو جس میں وہی کام کیجیو

دس ہاتھ میں ندا سے بڑھے دل جوانوں کے — استادہ تن پہ بال ہوئے پہلوانوں کے
۸۴
چمکی جو ڈانڈ پھل وہیں چمکے سنانوں کے — چلائے مل کے کانوں سے گوشے کمانوں کے
یاں تیغ نے جو تیز تری کی غلاف سے
جن بولے کانپ کر وہ پری نکلی قاف سے

تلوار کا وہ خط وہ جوہر کا بندوبست — زنجیروں میں بندھا ہوا پھراتا تھا شیر مست
۸۵
جوہر تھے یا اجل تھے وہ نصرت کے زیبِ دست — لکھا تھا دفتروں میں اسی خط سے ہے شکست
لیتی تھی جائزہ تو کبھی رزم گاہ میں
پر چہرے فرد فرد کے تھے سب نگاہ میں

کیا تیغِ آبدار تھی جوہر سے خوش جمال — منجدھار میں کھڑی تھی پری کھولے سر کے بال
۸۶
جوہر تھے یا کہ سنبلہ کے بیچ میں ہلال — یا صاف آئینہ ہے وہ شمشیرِ بے مثال
جوہر کے جن خطوں پہ سراپا کمان تھے
اہلِ نگہ کے تارِ نگہ کے نشان تھے

لکھا ہے اک شجاع بڑھا فوجِ شام سے — لرزاں تھی روحِ سام کی جس کی حسام سے
۸۷
پرویز کو گریز نہ تھی اس کے دام سے — ارکانِ روم کان پکڑتے تھے نام سے
جز محوِ کفر محض ہنر وہ دلیر تھا
منہ پر جھلم پڑی تھی کہ برقعے میں شیر تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۸۸

یک پرتلہ زرنگار گلے میں پڑا ہوا — قبضہ طلائی تیغِ رواں پر چڑھا ہوا
نقرہ سمند شیروں سے کشتی لڑا ہوا — تیر وہ جس کی زد پہ یہ رستم کھڑا ہوا
چار آئینہ سپر بدن تھا حصار میں
اندھیر اُس کی ڈھال سے تھا روزگار میں

۸۹

ترکش میں تھی وہ نیش کہ دل ریش تھے دلیر — گرز گراں وہ پیش زبردست جس سے زیر
پھل تیغ کا وہ قہر کہ پانی نہ مانگے شیر — خنجر وہ برق قہر کہ گرتے لگی نہ دیر
قبضے پہ ایک ہاتھ دھرے ایک باگ پر
یوں آیا نورِ حق پہ دھواں جیسے آگ پر

۹۰

کافر نے بتوں کے لیے نام لاتعد — چلائی ذوالفقار علی یا علی مدد
پھر شوم و بد بڑھا تو ملی لعنتِ ابد — دینار کی طمع نے بھی دی نار کی سند
دیکھا جو آفتاب نے اُس بے دریغ کو
آفت اُسے اور آب دی آقا کی تیغ کو

۹۱

بجنے لگے جلاجل و قرنا بہ شد و مد — حربے بھی حملے بھی کیے اُس نے بہ جد و کد
نیزے کی زد خدنگ کی زد تیغ کیں کی زد — مردانہ وار شہ نے کیئے وار اُس کے رد
پھر آنکھ سے جو آنکھ ملائی حسین نے
بنیادِ کائنات ہلائی حسین نے

۹۲

ہمت شقی کی چھوڑ کے رن بھاگنے لگے — روبہ کی آنکھ بن کے ہرن بھاگنے لگے
منہ سے زباں مثالِ سخن بھاگنے لگے — جاں قطع کر کے رشتۂ تن بھاگنے لگے
جھپٹے جو آپ رنگ پریدہ ٹھہر گیا
سر پر جو ذوالفقار چڑھی منہ اوتر گیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بیٹھی جو خود میں تو وہ سر میں سما گیا — سر گردن نجس میں مع خود آ گیا
۹۳
گردن چھپی جو سینے میں دل تھرتھرا گیا — بھاری تھا بوجھ موئے کمر پیچ کھا گیا
آنے میں خود سر کے سر مونہ بل پڑا
مانند آبلہ کف پا سے نکل پڑا

رخش اس کا ذوالجناح کی ٹکر جو کھا گیا — گھوما وہ یوں گھوڑے سے چکر میں آ گیا
۹۴
کاٹے جو پاؤں تیغ نے آرام پا گیا — اُڑ کر قدم جدا گیا اور سر جدا گیا
رہوار کے کٹے قدم و سر تو کیا ہوا
ناری کی خاک اُڑانے کی خاطر ہوا ہوا

رستم اُچھل کے قبر سے بولا ہنر یہ ہے — جنات وجد میں تھے کہ تیغ دوسر یہ ہے
۹۵
فرمایا حق نے کیوں نہ ہو کس کا پسر یہ ہے — ہاں میری فاطمہؑ کے شکم کا اثر یہ ہے
مولا جھکے سپاہ کے ہوش و حواس سے
جوہر کی طرح صف پہ گری صف ہراس سے

شیرانہ صف پہ صف شہ صفدر رواں ہوئے — شمشیر میں دو شیر برابر رواں ہوئے
۹۶
اور وہاں سے پیشوائی کو یاں سر رواں ہوئے — پیکر برائے تیغ دو پیکر رواں ہوئے
عمر رواں تماشے کو پھر آئی راہ سے
روحوں کا غول لے کے چلی قتل گاہ سے

منقار کھول کر وہ عقاب قضا اُڑا — یعنی ہمائے تیغ شہ لافتا اُڑا
۹۷
کعبہ پکارا طائر قبلہ نما اُڑا — رن پڑ گیا یہ رنگ رخ اشقیا اُڑا
اُڑ اُڑ کے تن سے سوئے عدم دفعتن گئے
ہاتھ آستین سے پر پرواز بن گئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

غائب ہوئی زرہ جو بدن پر سے جل گئی   یونس پکارے جال کو مچھلی نگل گئی
۹۸
چار آئینہ لہو سے دھو کر نکل گئی   پتھر نگل کے لعل بدخشاں اگل گئی

آئی جو منھ پہ بگاڑ کے سر کے بگاڑ پر

غل تھا تخی کی ناؤ چڑھی پہاڑ پر

دوزخ جدا و شعلۂ اختر جدا جدا   رہوار کے قدم سے نہ تھی ایک جا جدا
۹۹
خود و سر و دل و جگر و دست و پا جدا   سب لوٹتے تھے تیغ کے آگے جدا جدا

جوہر جو ذوالفقار سے پیر و جواں ہوئے

تیغوں سے لال مورچہ جوہر رواں ہوئے

سیب بہشت روکش اسلام فتح جنگ   الماس تیغ شہ کا یہ تھا رنگ و ڈھنگ سنگ
۱۰۰
چمکی جو یہ پرے پہ سواروں کے بے درنگ   یوں جی چھٹا سواروں کا تیغوں سے جیسے رنگ

پاؤں اٹھے سواروں کے واں سے خود میں

یا تھی یہ تیغ خود میں اور گاہ گود میں

ہر سر پہ تھی یہ تیغ دو سر سین کی طرح   اور نیش زن تھی قلب میں یہ شین کی طرح
۱۰۱
تھی فتح اس کے ساتھ تحسین کی طرح   قالب تھمے تھے راکبوں کے زین کی طرح

ناری ہر ایک قلزم آتش میں غرق تھا

قرب اس کا قہر حق تھا کہ گردش میں برق تھا

پارس تھی آب ہو کے ہوئی سب سے فزوں   بدلی تھی فوج شام کی رنگت گھٹا تھا خوں
۱۰۲
یاں سقف گرتی تھی واں پاؤں کے ستوں   پر نالا بن گیا تھا ہر اک دیدہ زبوں

اس سیف پر جو ضرب پڑی تھی لعینوں کی

ہر تیغ آب دار تھی جھڑی تھی لعینوں کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

چینیں جبیں کی طرح جبیں سے نکل گئی — پائی جو راہ تنگ تو زیں سے نکل گئی
۱۰۳ زیں اک طرف یہ حد زمیں سے نکل گئی — جب سر اٹھایا چرخ بریں سے نکل گئی

گردن سے سر لیا کسی قالب سے دم لیا
بس دم لیا تو تیغ دو دم نے یہ دم لیا

یک وار میں سواروں کے سر پر سوار تھی — مثل اجل پیادوں کے سر پر سوار تھی
۱۰۴ گہہ پیش و پس تھی گاہ یمین و یسار تھی — جو اس کے سامنے تھا یہ خدمت گزار تھی

حیراں برش نے اس کے ہر یک تیغ کو کیا
چار آئینے میں اپنے ہی سائے کو دو کیا

آنکھوں میں خواب راحت عیش و طرب دو نیم — دل میں خیال کلفت و رنج و تعب دو نیم
۱۰۵ ساعت زمانہ وقت گھڑی روز و شب دو نیم — اک ضربِ ذوالفقار سے تھے سب کے سب دو نیم

ساعت بھی دو سلاح بھی دو جسم و جاں بھی دو
ہونٹوں کی طرح بات بھی دو اور زباں بھی دو

ہر شیر مثل آہوئے وحشی رمیدہ تھا — بسمل ہوا میں طائر رنگ پریدہ تھا
۱۰۶ کڑیوں میں خون رگوں کی طرح چکیدہ تھا — جو حلقۂ زرہ تھا وہ حلقِ بُریدہ تھا

اعدا کا زہرا کیا لہو آب ہوگیا
میدان جنگ مذبح قصاب ہوگیا

قبضے میں اپنے تیغ دکھاتی تھی جزو و کل — گہہ موج گہہ سمندر و گہہ طاق و گاہ پل
۱۰۷ گہہ سیل کی صدا گہے طوفان کا وہ غل — گہہ شعلہ گاہ اوس گہہ باغ و گاہ گل

غل تھا کہ دھوپ دیکھنے کو سب ترستے ہیں
چھایا ہے ابرِ تیغ علیؑ، سر برستے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

شکل سلیح عجب تہہ تیغ دوسر بنی ہر تیغ کٹ کے رہروئے فوج عمر بنی
انگشتری کا حلقہ کماں سہم کر بنی خال رخ سیاہ ستم گر سپر بنی ۱۰۸
جس نے اٹھائی تیغ گرا خود زمین پر
آبرو کی طرح اڑ کے لگی یہ جبین پر

ناگاہ غل اٹھا کہ دوہائی ہے یا حسین قہر خدا پہ زور نمائی ہے یا حسین
کس کو مجال عہدہ برائی ہے یا حسین حقا تمہارے گھر میں خدائی ہے یا حسین ۱۰۹
دکھلا چکے جلال رحمی دکھایئے
اب کبریا کی شان کریمی دکھایئے

اللہ رے رحم تیغ کو روکا امام نے دنیا سے ہاتھ اٹھایا شہ تشنہ کام نے
اور دست بستہ پیک اجل آیا سامنے پھر ہر طرف سے گھیر لیا فوج شام نے ۱۱۰
تیروں کا یوں ہجوم تھا زخموں کے باغ پر
جیسے ملخ چمن پہ پتنگے چراغ پر

ناگاہ آیا سامنے خوئی بے حیا جوڑا کماں میں تیر سہ پہلو بے خطا
بالکل بجھا تھا زہر میں وہ ناوک جفا چھٹتے ہی وہ جگر پہ لگا وا مصیبتا ۱۱۱
مرنے پہ سر جھکا شہ عالی خصال کا
چہرہ بھی سبز ہوگیا زہرا کے لال کا

لکھا ہے جب جگر پہ لگا تھا یہ تیر آہ زینب کھڑی تھی ڈیوڑھی پہ باحالت تباہ
چلائی ہائے کیا ہوئے بھائی کے خیرخواہ ہے ہے تڑپ رہے ہیں امام فلک پناہ ۱۱۲
عباس اُن کو لے آتے کہ اکبر سنبھال لے
کوئی جگر سے تیر سہ پہلو نکال لے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ناگہ امام پاک گرے فرش خاک پر نکلے جو تیر زور سے تڑپے دل و جگر
چلّو رکھا برلبِ جراحت جھکا کے سر جب سر جھکا لہو سے تو کی ریش پاک تر ۱۱۳
پوچھا جو ظالموں نے کہا یہ زبان سے
فردوس میں ملوں گا یوں ہی نانا جان سے

اس دم برائے ذبح بڑھا شمر نابکار منھ پر نقاب پاؤں میں موزے پہنے چکمہ دار
دستِ جفا میں خنجرِ بُرّاں وہ شعلہ بار آگے ادب کی جا ہے کروں کیا میں آشکار ۱۱۴
شیعو تمہیں بتاؤ کہ کیسے جہاں پھرا
موزے کہاں دھرے گئے خنجر کہاں پھرا

غل تھا جہاں سیّد ابرار دیکھ لو سیدانیوں حسینؑ کا دیدار دیکھ لو
سیّد کے خوں بھرے ہوئے رخسار دیکھ لو سینے پہ شمر حلق پہ تلوار دیکھ لو ۱۱۵
شہرگ کا خون برچھیوں سے ٹپکتا ہے
اور موت کا پسینہ جبیں سے ٹپکتا ہے

سینے پہ شمر بیٹھا ہے اور دل اُچھلتا ہے خنجر علیؑ و فاطمہؑ کے دل پہ چلتا ہے
فریاد ہے کہ زیست کا نقشہ بدلتا ہے یٰسین پڑھو حسینؑ کا اب دم نکلتا ہے ۱۱۶
زہراؑ سے کہہ رہے ہیں نبیؐ شور و شین سے
محسنؑ کو دے مجھے تو لپٹ جا حسینؑ سے

اس وقت چھاتی دیکھنے والوں کی پھٹتی تھی یہ ظلم ہو رہا تھا کہ دنیا اُلٹتی تھی
زہراؑ تو بار بار گلے سے لپٹتی تھی اور زیرِ تیغ گردنِ شبیرؑ کٹتی تھی ۱۱۷
جا رہی تھی یہ صدا کہ نبیؐ کا نواسا ہوں
اے شمر پانی پانی میں پیاسا ہوں پیاسا ہوں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

وہاں رن میں فرشتوں کے نوحے تھے دم بدم ۔۔۔ دروازے پہ ٹھہرے ہوئے روتے تھے یاں حرم
۱۱۸
سر پر فلک گرا تھا اُٹھتے نہ تھے قدم ۔۔۔ منھ فق حواس باختہ اور گردنیں تھیں خم
جاتے تھے قتل گاہ کو نہ خیمے گاہ کو
مر مر کے بے چین ڈھونڈتے تھے شاہ کو

ناگاہ پیچھے ہٹ کے سکینہ نے یہ کہا ۔۔۔ امّاں غضب ہوا پھوپھی اماں غضب ہوا
۱۱۹
ہے ہے غضب ہوا پھوپھی امّاں غضب ہوا ۔۔۔ کٹتا ہے سوکھا حلق میں اس حلق کے فدا
خالق مرے بچا لے شہ مشرقین کو
میں اپنی عمر دیتی ہوں بابا حسین کو

قابو میں موت کے ہیں مرے پیارے بابا جان ۔۔۔ پاؤں رگڑتے ہیں مرے دکھیارے بابا جان
۱۲۰
کس دکھ میں پھنسے مرے درد کے مارے بابا جان ۔۔۔ خیمے کے مڑ کے کرتے ہیں نظارے بابا جان
کس بیکسی سے سید والا تڑپتے ہیں
میں صدقے ہو گئی مرے بابا تڑپتے ہیں

لوں نام اُن مقاموں کا کیونکر زبان سے ۔۔۔ مانند عرش تھے وہ بلند آسمان سے
۱۲۱
رہ رہ کے حشر اٹھتا تھا دونوں جہان سے ۔۔۔ سر پیٹ کے مصطفےٰ نکل آئے جنان سے
شبیرؑ کے گلے سے جو زہراؑ لپٹ گئی
سمجھا یہ آسمان و زمین اب اُلٹ گئی

چلّائے مصطفےٰ کہ ٹھہر اے لعین ٹھہر ۔۔۔ کہوا یہ ظلم کرتا ہے تو جان جان کر
۱۲۲
دریافت کرلے اوروں سے گر تو ہے بے خبر ۔۔۔ ہے ہے یہ کس غریب کا تو کاٹتا ہے سر
ہاں ہاں یہ میری فاطمہؑ کا نورِ عین ہے
میرا حسینؑ ارے میرا حسینؑ ہے

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

بس بس یہ بے گناہ ہے یہ بے گناہ ہے　　خالق گواہ مخبرِ صادق گواہ ہے
موزے کے نیچے گنج علوم الٰہ ہے　　خنجر جہاں دھرا ہے مری بوسہ گاہ ہے ۱۲۳
تو کاٹتا ہے حلق وہ کہتا ہے پیاس ہے
کیوں بے لحاظ کیوں یہی مہماں کا پاس ہے

نام و نسب کچھ اپنا بتایا ہے یا نہیں　　جامہ عمامہ میرا دکھایا ہے یا نہیں
خلقِ حسن حسینؑ نے پایا ہے یا نہیں　　مثلِ رسولؐ جسم میں سایا ہے یا نہیں ۱۲۴
سایہ اگر نہیں تو یہ کُل کا امام ہے
قتلِ امام قتلِ رسولِؐ انام ہے

کُل حق کی کائنات میں یہ یک سہارا ہے　　لے تو ہی کہہ نہیں یہ پیمبرؐ کا پیارا ہے
امت نے کس نبیؐ کے نواسے کو مارا ہے　　اس کو نہ ذبح کر یہ نواسا ہمارا ہے ۱۲۵
دعائیں یا نزع میں یٰسین پڑھتے ہیں
یا سر پہ تیغ رکھتے ہیں سینے پہ چڑھتے ہیں

ہے ہے سُنا نہ شمر نے یہ نوحۂ رسولؐ　　اور کاٹنے لگا وہ سرِ دلبرِ بتولؑ
آئی ندا نجات نہ ہو ملعون کو حصول　　سب سُن کے مطمئن سا ہوا شہ کا دلِ ملول ۱۲۶
پر یادِ اہلِ بیت کے رنج و قلق ہوئے
یوں تڑپے زیرِ تیغ کہ سب زخم شق ہوئے

جو رگ کٹی گلے کی یہ پیدا ہوئی صدا　　اے زینبؑ آہ بعد مرے کون ہے ترا
اے عابدؑ آہ کون تجھے دے گا اب دوا　　اے بانو آہ آج ہوئے گی تو بے ردا ۱۲۷
حیف اے سکینہؑ حیف برائے غم چلے
بی بی نہ ملنے پائیں زمانے سے ہم چلے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

خنجر سے جب تمام کٹا حنجر حسینؑ ٹھنڈا تڑپ تڑپ کے ہوا پیکر حسینؑ
پکڑے شقی نے موئے سر انور حسینؑ تکبیر کہہ کے خاک پہ رکھا سر حسینؑ ۱۲۸

بجوائیں نوبتیں عمر روسیاہ نے
تکبیر تین بار کہی فرق شاہ نے

وحش و طیور حور و ملک نوحہ خواں ہوئے ہلنے لگی زمیں سیاہ آسماں ہوئے
گر کر زمیں پہ خیمے کے قبّے طپاں ہوئے زینب پکاری قتل مرے بھائی جاں ہوئے ۱۲۹

وارث نہیں ہے کوئی بدنِ پاش پاش کا
اسباب اب لٹے کا برادر کی لاش کا

تھا رن میں شہ کی لاش پہ انبوہِ اشقیا سر کا عمامہ اخنس ملعون نے لے لیا
اڑنے لگے حسینؑ کے گیسوئے پُر ضیاہ لی دارمی نے تیغ شہنشاہ اوصیا ۱۳۰

نے تاج نے لباس نہ عمامہ رہ گیا
باقی بدن میں ایک پھٹا جامہ رہ گیا

پر بحر ابن کعب نے مطلق نہ کی حیا آتی ہے شرم اور مفصل کہوں میں کیا
بالکل کیا برہنہ تن شاہ کربلا لاشے نے ہاتھ اٹھا کے یہ کی حق سے التجا ۱۳۱

عریاں کیا ہے فاطمہ کے نورعین کو
یا ساتر العیوب چھپا لے حسینؑ کو

غزل نگاری:۔

بحر درویشی ہے طریقہ رسولؐ اللہ کا باندھے تسمہ کمر میں بسم اللہ کا
تارک دنیا کسی ملت میں بیگانہ نہیں لاکھ گلیوں میں گزرتا ہے فقیر اللہ کا
چھپ گیا کمل میں ابراہیم کا روز سیاہ رکھ لیا درویش کے خرقے نے پردہ شاہ کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کیوں توجہ رہتی ہے صاحب دلوں کی سوئے دل
دل کے آئینے میں جلوہ ہے جلوہ کسی دلنواز کا

ہجر کب تک کوچہ گردی منزلت اس میں نہیں
بیٹھ رہ بن کر مجاور یار کی درگاہ کا

بشر روز اول سے شیفتہ ہے شان و شوکت کا
عناصر کے مرقع میں بھرا ہے نقش دولت کا

الست کے دن سے غم مشتاق تھا جو میری خلقت کا
بنایا آنسوؤں سے گوندھ کر پتلا کدورت کا

مقدر نے دیا ہے ہاتھ کاسہ ہلاکت کا
گدا ہوں اس پری پیکر کا جو ٹکڑا ہے آفت کا

دکھایا اس نے بن ٹھن کر وہ جلوہ اپنی صورت کا
کہ پانی پھر گیا آئینے پر دریائے حیرت کا

شب وصلت تو جاتے جاتے اندھا کر گئی مجھ کو
تم اب بہرا کرو صاحب سنا کر نام رخصت کا

مرے جس دم چار آنسو بہائے اس نے مردے پر
ہوا ثابت کہ پانی بہہ گیا چشم مروت کا

جو شامل ہے کرم اس کا تو کیا غم بہشت و عقبیٰ کا
یہ نامی سے اپنے کام لوں گا ابر رحمت کا

شب وصل صنم کا خاتمہ بالخیر ہو یا رب
نہ آنکھوں پر کہیں پھر جائے جو نا صبح فرقت کا

سامنے یوں آئے بوتل جیسے آتی ہے گھٹا
جام یوں چھلکے کہ میں دیکھوں سماں برسات کا

قامت جاناں ہے میل منزل اول مجھے
کاکل شبگوں ہے جادہ وادی آفات کا

جواب ہو نہ سکا۔ تیری زلف کی لٹ کا
نکل کے سانپ نے باندی سے لاکھ سر پٹکا

سنائی اپنی کمک بادلوں نے اے ساقی
صراحیوں کے گلے کا بھی میں سنوں کھٹکا

لڑے جو دوست تو جھک کر لڑیں یہ لازم ہے
وہ ناٹھ باندھے چاکی ہو ہاتھ پالٹ کا

بغل میں یار کو لے کے روز سوتا ہوں
نصیبہ جاگ رہا ہے مرے چھپر کھٹ کا

کوئی حرم کو گیا کوئی دیر کو اے ہجرؔ
ہزار شکر نہ میں اس دورا ہے میں بھٹکا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

برقؔ لکھنوی

مرزا محمد رضا

برقؔ لکھنوی نے اُردو زبان اور شاعری کی گراں مایہ خدمت انجام دی ہیں۔ ان کا شمار مشاہیر شعرائے اُردو میں کیا جاتا ہے۔ وہ نہایت پُر گو شاعر تھے اور زبان پر قدرت حاصل تھی۔ ان کی ایک اور تاریخی خصوصیت یہ ہے کہ لکھنؤ کے دورِ آخر کے شعراء میں سے اکثر انہیں کے شاگرد تھے جن میں شیخ امان علی سحرؔ، جلالؔ لکھنوی، ہادی علی اشکؔ، محمد رضا طورؔ، میر بہادر حسین فلکؔ، قابلِ ذکر ہیں۔ ان شاگردوں کے واسطے سے ان کا نام اور ان کے فیضان کا سلسلہ مدتوں چلتا رہے گا۔ جلالؔ لکھنوی کے شاگرد آرزوؔ لکھنوی، سحرؔ کے شاگرد صفیرؔ بلگرامی اشکؔ کے شاگرد محسنؔ کاکوروی ہوئے۔ آرزوؔ لکھنوی اور صفیرؔ بلگرامی کے شاگردوں کا سلسلہ ابھی تک پاک و ہند میں قائم ہے۔

برقؔ لکھنوی کا نام مرزا محمد رضا تھا۔ ان کے والد مولانا مرزا کاظم علی صالح مجتہد اپنے زمانے کے نامور علماء میں شمار ہوتے تھے۔ برقؔ لکھنوی تاجدارِ اودھ واجد علی شاہ کے مصاحب خاص اور استاد تھے۔ بادشاہ نے انہیں فتح الدولہ بخشی الملک کا خطاب عطا کیا تھا۔ ۱۲۰۵ھ مطابق ۱۷۹۰ء کے لگ بھگ لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور یہیں علمی و ادبی ماحول میں ان کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ جب شاعری کی طرف متوجہ ہوئے تو ناسخؔ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ چونکہ مزاج میں علمیت رچی بسی ہوئی تھی۔ اس لئے جلد ہی کامیاب شاعر بن گئے اور ناسخؔ کے شاگردوں میں بلند درجہ پر فائز ہوئے، تذکرہ نگاروں نے خصوصیت سے ان کی دلیری و بہادری اور خلق و مروّت کا ذکر کیا ہے۔ اس لئے وہ اپنے عہد میں ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے۔ سعادت خان ناصرؔ نے ''خوش معرکۂ زیبا'' میں لکھا ہے کہ خُلق اور حلم میں ضرب المثل مشہور انام دلیر اور سیر

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

چشمی میں زبان زدِ عام تھے۔ عہد امجد علی شاہ میں تمام فوج کے بخشی رہے۔ واجد علی شاہ کے عہد میں "رسالہ میمنہ شاہی میں پانچ سو سپاہیوں کی رسالہ داری اور تمام فوج کی آراستگی وغیرہ کی ذمہ داری بھی انہیں کے سپرد تھی۔"

مصحفی لکھتے ہیں:۔

مرزا محمد رضا برق تخلص اور بیٹے تھے مرزا کاظم علی جو اثنا عشری (بارہ امامی) تھے۔ بہادر تھے۔ مہذب الاخلاق تھے اور موزوں طبع پائی تھی۔ فن کے شوقین تھے اہل سخن کے مذاح تھے اور شاگرد تھے امام بخش ناسخ کے، صاحب امتیاز تھے ان کی عمر تقریباً تیس سال ہوگی۔ (ریاض الفصحا)

برق شاہ اودھ واجد علی شاہ سے بے انتہا انس تھا۔ جب بادشاہ اپنی سلطنت کی واپسی کا مقدمہ لے کر کلکتے روانہ ہوئے تو یہ بھی اپنی ضعیفی کے باوجود ان کے ہمراہ تھے۔ بادشاہ نے ہر چند منع کیا مگر شوق جاں نثاری میں نہ مانے اور ساتھ ہو لئے کلکتے پہنچ کر جون ۱۸۵۷ء میں بادشاہ قلعہ فورٹ ولیم میں نظر بند کر دیے گئے۔ برق سے وہاں کے مصائب برداشت نہ ہوئے اس وجہ سے بیمار پڑ گئے۔ چند مہینے اسی عالم میں گزرے، حالت روز بروز بگڑتی گئی۔ بالآخر شنبہ ۲۸ صفر ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۷، اکتوبر ۱۸۵۷ء کو عالم غربت میں انتقال کر گئے کلکتے کے امام باڑہ میرزا احمد سوداگر میں مدفون ہوئے۔ بہ قول نظم طباطبائی، برق نے مرتے وقت یہ شعر لکھ کر واجد علی شاہ کے پاس بھیجا۔

برق جو منھ سے کہا تھا وہی کر کے اُٹھے
جان دی آپ کے دروازے پہ مر کے اُٹھے

برق لکھنوی کی پُرگوئی اور قادر الکلامی کا ثبوت ان کا ضخیم دیوان ہے۔ جس میں غزلیں، مسدس، مخمس، مثنوی، قطعات، ترجیع بند، غرضیکہ تمام اصناف موجود ہیں۔ انہوں نے ایک واسوخت اور ایک شہر آشوب بھی نظم کیا۔ دیوان ان کی زندگی میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہی بہت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر مطبع سلطانی لکھنؤ سے شائع ہوا تھا۔ نظم طباطبائی اور نجات حسین خان عظیم آبادی کے بیان کے مطابق مرثیے بھی کہتے تھے، نجات حسین خان ''سوانح لکھنؤ'' میں لکھتے ہیں۔

''غزل گوئی میں خاصی مشق حاصل کی اور مرثیے بھی اچھے کہتے ہیں جن میں حضرت ائمہ معصومین کی شجاعت و دلاوری کے مضامین خوب باندھے ہیں۔''

انتخاب کلام

نہ کوئی ان کے سوا اور جانِ جاں دیکھا
وہی وہی نظر آئے جہاں جہاں دیکھا

کہیں نہاں نظر آئے کہیں عیاں دیکھا
نئے لباس میں دیکھا تمہیں جہاں دیکھا

تمام عمر کٹی اپنی قید خانے میں
عدم سے آئے تو ہستی میں آسماں دیکھا

عیاں ہے دیدۂ پرآب سے میری حالتِ دل
کہ ایک قطرے سے دریائے خوں رواں دیکھا

کیا عمر ستمگر کو طولِ الفت نے
کہ پیر چرخ کو ہر دور میں جواں دیکھا

عرق کی بوندوں سے روشن ہے نور چہرے کا
زمین عطر میں خورشید آسماں دیکھا

ہماری آہوں سے پایا نشان یاروں نے
کہ فرش خاک سے اٹھتے ہوئے دھواں دیکھا

دو چند اور محبت ہوئی محبت سے
غضب ہوا جو کبھی ان کو مہرباں دیکھا

مزے تمام مجھے زندگی کے آج ملے
کہ تم نے آن کے بندے کو نیم جاں دیکھا

قیامت آئی یہ تڑپا فراق میں اے برقؔ
نہ پھر زمین کو پایا نہ آسماں دیکھا

مطلب نہ کعبہ سے نہ ارادہ کنشت کا
پابند یہ فقیر نہیں سنگ و خشت کا

اوّل سے ایک حال ہے ہر خوب و زشت کا
انجام کار خاک ہے سب کی سرشت کا

قاصد کے پاؤں پر بھی گرا خط نہ لے گیا
مطلب کھلا یہ آج مری سرنوشت کا

یارانِ اشک تھم جو گیا ہجرِ یار میں
دہقانِ غم کو خوف ہوا اپنی کشت کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کیا منشیِ ازل کی یہ صنعت ہے دیکھنا — ماہر نہیں کسی کی کوئی سرنوشت کا
نادان اعتراض ہے صانع پہ غور کر — بیجا ہے امتیاز یہاں خوب و زشت کا
اے برق سیر کرتے ہیں ہم تو جہان کی
ہر کوچۂ صنم ہے نمونہ بہشت کا

قیدِ ہستی سے گر رہا ہوتا — رہروِ کشورِ بقا ہوتا
گر قناعت سے آشنا ہوتا — جامِ جم کاسۂ گدا ہوتا
کیوں یگانوں سے میں جدا ہوتا — گر وہ بیگانہ آشنا ہوتا
کس لئے موردِ جفا ہوتا — بے وفا تو جو باوفا ہوتا
وقت جاتا رہا، رہی بس بات — آپ آتے یہاں تو کیا ہوتا
ہجر میں زندگی ہے موت اے برق
کاش ہستی سے میں فنا ہوتا

جہاں میں سلطنت کرتے ہیں وہ جانِ جہاں ہو کر — بنے ہیں یوسفِ کنعاں عزیزِ کارواں ہو کر
عیاں ہوتا ہے رازِ عشق سینے میں نہاں ہو کر — یہاں کرتی ہیں آنکھیں حالتِ دل ترجماں ہو کر
برنگِ دانہ پیسا بڑھ کے ہم کو اہلِ رفعت نے — زمانہ پھر گیا سر پر ہمارے آسماں ہو کر
فروغِ رتبۂ عالی جہاں میں خاکساری ہے — یہ لازم ہے زمیں بن جائے انساں آسماں ہو کر
بچایا سختیوں سے دشمنوں کی مل کے چلنے نے — رہا محفوظ دانتوں میں ہمیشہ زباں ہو کر
خجالت کی جگہ ہے، خون تک باقی نہیں تن میں — ملے گا تیرے کیا تیروں کو دل میں میہماں ہو کر
جدا قسمت نے رکھا خاک ہونے پر بھی یاروں سے
نہ پایا کارواں کو برق گردِ کارواں ہو کر

غم سے بے خود وہ ناتواں ہوں میں — یہ نہیں جانتا کہاں ہوں میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

گر پڑا جس جگہ وہیں کا ہوا | اشک کی طرح سے رواں ہوں میں
عمر بھر حسرت کلام رہی | بے دہن وہ ہیں، بے زباں ہوں میں
صورت اشک زندگی گر ہے | پھر نہ آؤں اگر رواں ہوں میں

برقؔ رفعت عیاں ہے شعروں سے
سب زمینوں کا آسماں ہوں میں

قاصد اس سوا پیام نہیں | ضعف سے طاقت کلام نہیں
شہسواروں کو بھی قیام نہیں | توسن عمر کی لگام نہیں
حسرت دید بزم باقی ہے | ساغر چشم جم ہے جام نہیں
آج محفل ہے یار سے خالی | میری تسبیح میں امام نہیں
کس قدر دور ساقی ہے | شیخ کہتا ہے مئے حرام نہیں
اپنا قصہ بھی زور عنقا ہے | ہم ہیں موجود اور نام نہیں
کون سے دل میں گھر نہیں تیرا | کس نگینے میں تیرا نام نہیں

راز پوشی ہے ختم تجھ پر برقؔ
عشق ہے دل میں لب پہ نام نہیں

قیس کا نام نہ لو، ذکرِ جنوں جانے دو | دیکھ لینا مجھے تم موسم گل آنے دو
ضبط کی تاب نہیں ہجر میں چلّانے دو | جوشِ وحشت ہے جدھر جاؤں ادھر جانے دو
بادشاہی سے نہیں سلطنت عشق بھی کم | جمع ہوتے نہیں باہم کبھی دیوانے دو
ضبط کا مجھ سے تقاضا ہے کہ لازم ہے سکوت | دل بے تاب یہ کہتا ہے کہ چلّانے دو
ناصحا اس کی تجلی نے جلایا ہے مجھے | ماہ و خورشید ہیں جس شمع کے پروانے دو

قیس و برقؔ ایک ہیں ان کا نہیں ہمسر کوئی
خلق خالق نے کیے ہیں یہی دیوانے دو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ غم نے گھلا کر مٹایا مجھے	فلک نے زمیں پر نہ پایا مجھے
اثر جذبِ دل نے دکھایا مجھے	کہاں سے کہاں کھینچ لایا مجھے
مٹانا اگر ان کو منظور تھا	یہ حیرت ہے پھر کیوں بنایا مجھے
نہ آتا تو رُسوا نہ ہوتا کبھی	یہ بہتان تونے لگایا مجھے
وہ آئے تو قائم قیامت ہوئی	مگر ہوش ہرگز نہ آیا مجھے
زمانے کی نیرنگیاں کچھ نہ پوچھو	عجب دور ہر دم دکھایا مجھے
کبھی صورتِ شیشۂ بادہ کش	بہت ہچکیوں سے رُلایا مجھے
کبھی محفلِ عشرت و عیش میں	ہنسانے کو ساغر بنایا مجھے
سسکتا ہوں اچھے مسیحا ہیں آپ	نہ مارا نہ تم نے جلایا مجھے

حیا سے اس نے لیا برق نام
ہمیشہ پتے سے بتایا مجھے

قہر آفت بلا جدائی ہے	کس بہانے سے موت آئی ہے
نہ گیا دل سے شوق بوسۂ لب	بارہا اس نے منھ کی کھائی ہے
دم نکلتا ہے تیرے ہونٹوں پر	جان میری لبوں پر آئی ہے
چومتا ہوں جو تیغ ابرو کو	ہنس کے کہتا ہے موت آئی ہے
برسوں نالے کئے ہیں فرقت میں	سالہاغم نے جان کھائی ہے
آج کے دن کی تھی اُمید کسے	دولتِ عشق کس نے پائی ہے

دولتِ عشق سے غنی ہوں برق
نقدِ داغِ جگر کمائی ہے

شورِ اُلفت میں کیا ہمارا ہے	تذکرہ جا بجا ہمارا ہے
بس نصیبوں سے کیا ہمارا ہے	کون اس کے سوا ہمارا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کیوں مسیحا سے التجا کیجیے دردِ دل لا دوا ہمارا ہے
لوگ کہتے ہیں جس کو زلفِ پری وہ بھی اک سلسلہ ہمارا ہے
غم نہیں کچھ بتوں کے جوروں کا بندہ پرور خدا ہمارا ہے
زلفِ جاناں تک نہ پہنچا ہاتھ بخت کیا نارسا ہمارا ہے
لے چل اس تک غبارِ عاشقِ زار بوجھ کیا اے صبا ہمارا ہے
سر پرستی سے پائیداری ہے دستگیری عصا ہمارا ہے

آنسو پی پی کے برق جیتے ہیں
غمِ دل ناشتا ہمارا ہے

برق لکھنوی کے ایک مرثیے کا ۱۹۷۴ء میں پتہ چلا کہ مہاراشٹر کالج بمبئی نمبر ۸ کی لائبریری میں موجود ہے۔ ۲۰۰۴ء میں ہندوستان جانا ہوا، لکھنؤ سے دہلی آئے، دہلی سے ہوائی جہاز سے بمبئی پہنچے بھنڈی بازار کے ہوٹل میں قیام کیا وہاں سے مہاشٹر کالج پہنچے دن بھر لائبریری میں الماریاں چھان ماریں ساتھ میں بیچاری لائبریرین بھی تلاش کرتی رہی پرنسپل سے پوچھا گیا کہ مخطوطہ نمبر ۴۴۲۵ کہاں گیا، دن بھر گزرنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں نور السعید اختر ملازم تھے وہ نسخہ لے گئے۔ خدا معلوم وہ نسخہ اب کہاں ہے۔ یہ وہ مرثیے ہیں جو ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی شمس آباد کے کتب خانے سے لائے تھے اور جب پی ایچ ڈی کر لیا تو ادھر اُدھر لوگوں میں تقسیم کر دیے، ایک قلمی نسخہ مہاشٹر کالج کو دے دیا تھا جس کا حشر یہ ہوا کہ وہاں سے بھی غائب ہو گیا۔ برق کا مرثیہ تیس بند کا اس میں تھا جو نہ مل سکا، ہزاروں روپے خرچ کر کے بمبئی گئے اور مایوس ہو کر واپس آ گئے خدا کرے لوگوں میں کتابوں کو واپس کرنے کا شعور پیدا ہو جائے (آمین)

ضمیر اختر نقوی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کتابی حوالے

۱۔ تذکرۂ بے بہا
۲۔ دیوانِ برق
۳۔ خوش معرکۂ زیبا
۴۔ گلِ رعنا از مولانا عبدالحئی
۵۔ سوانح لکھنؤ
۶۔ فسانۂ عجائب
۷۔ قیصر التواریخ از میر محمد زائر
۸۔ جلوۂ خضر از صفیر بلگرامی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

بسمل

پنڈت سندر لال

۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۲ء کے لگ بھگ ناسخ کانپور پہنچے، اُسی زمانے میں معتمد الدولہ آغا میر بھی مع مال و دولت کے کانپور میں آ کر مقیم ہوئے اور انہوں نے جلد ہی کانپور میں اپنا دربار درست کر لیا۔ آغا میر خود بھی شاعر تھے اور ناسخ کے شاگرد تھے، آغا میر کے فرزند بھی شاعر تھے، کانپور میں اس زمانے میں شعری ذوق اور ادبی سرگرمی میں ایک ہمہ ہمی آ گئی۔ مشاعروں کی بدولت کبھی کبھی کانپور میں بھی لکھنؤ کا ایسا سماں پیدا ہو جاتا تھا۔

کانپور میں ناسخ کے متعدد شاگردوں کا سراغ ملتا ہے۔ ان میں سے بیشتر کسی نوکری یا کاروبار کے سلسلے میں مقیم تھے۔ ناسخ کے دو شاگرد وارث علی سیفی اور پنڈت سندر لال بسمل بھی کانپور میں رہتے تھے۔

پنڈت سندر لال محکمۂ پرمٹ کانپور میں سررشتہ دار تھے۔ ان کا تعارف محسن لکھنوی نے اس طرح تحریر کیا ہے:-

"بسمل، پنڈت سندر لال آنجہانی، سررشتہ دار پرمٹ کانپور، ولد بخشی ٹیکا رام، وطن بزرگوں کا کشمیر، باشندۂ لکھنؤ، صاحب دیوان، شاگرد شیخ امام بخش ناسخ" (سراپا سخن)

نساخ اور گوکل پرشاد نے بھی انہیں الفاظ میں ان کا تعارف تحریر کیا ہے۔ محسن علی لکھنوی نے بسمل کو "آنجہانی" لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے یہ ۱۲۶۹ھ مطابق ۱۸۵۳ء سے پہلے انتقال کر چکے تھے۔

ناسخ ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۲ء کے لگ بھگ کانپور پہنچے، اگر بسمل اُسی زمانے میں ان

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کے شاگرد ہوئے تو تقریباً بیس اکیس برس انہوں نے ناسخ سے اکتساب فن کیا ہوگا، ممکن ہے بہت پہلے سے حلقۂ تلامذہ میں شامل ہوئے ہوں۔

نمونۂ کلام

یہ نہیں ناقوس اے طفل برہمن ہاتھ میں
کر رہا ہے مرغ دل اپنا یہ شیون ہاتھ میں

گوری گوری انگلیاں یوں شب کو آتی ہیں نظر
شمعیں ہیں کافور کی گویا کہ روشن ہاتھ میں

آئینہ سے بھی کہیں شفاف تیرا ہاتھ ہے
آرسی پہنے ہے کیوں اے شوخ پرفن ہاتھ میں

دانتوں کے نیچے دبائیں انگلیاں اغیار نے
میں جو چٹکانے لگا اس سیم بر کی انگلیاں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

تدبیر

مرزا محمد باقر عرف مرزا مغل

مرزا محمد باقر نام، تخلص تدبیر عرف عام میں مرزا مغل مشہور تھے۔ والد کا نام مرزا علی اصغر اور دادا مرزا علی رضا تھے۔ یہ خاندان شیراز (ایران) سے آ کر لکھنؤ میں آباد ہوا تھا۔ قزلباش گروہ کی ایک شاخ افشار سے ان لوگوں کا تعلق تھا۔

تدبیر لکھنؤ میں ہی پیدا ہوئے تھے۔ ناسخ کے ابتدائی شاگردوں میں تھے۔ کیونکہ مصحفی نے اپنے تذکرے میں ان کا حال لکھا ہے، وہ لکھتے ہیں:۔

''جوانے ست، بصلاح وتقویٰ آراستہ، ہر چہ میگوید از نظر شیخ امام بخش ناسخ میگزراند۔'' (ریاض الفصحا)

سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:۔

''شاعر خوش تقریر، مرزا محمد باقر عرف مرزا مغل تخلص تدبیر، شاگرد شیخ ناسخ۔''

(خوش معرکہ زیبا)

مصحفی نے غلطی سے ان کو ''میرزا'' لکھ دیا ہے۔ ناصر نے ''مرزا'' صحیح لکھا ہے۔ ''میرزا'' سید ہوتے ہیں اور ''مرزا'' مغل کو کہتے ہیں۔ تدبیر چونکہ قزلباش تھے۔ اس لئے سید ہو ہی نہیں سکتے۔ ''خوش معرکہ زیبا'' میں ان کے صرف دو شعر درج ہیں۔

دزد ہو روشن دلوں کے کیا کوئی اسباب کا غیر ممکن ہے چرانا چادرِ مہتاب کا

وائے محرومی کہ وقت ذبح بھی مجھ تشنہ کے حلق پر دا سا پھرا تو خنجر بے آب کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

تشفی لکھنوی

نواب باقر علی خاں

حالاتِ زندگی، غیر مطبوعہ مرثیے، رباعیات اور نوحے

نواب باقر علی خاں تشفی لکھنوی، لکھنؤ کے معزز اور باکمال خاندان کے فرد تھے۔ نواب شجاع الدولہ اُن کے پردادا تھے۔ نواب نجابت علی خاں بہادر دادا اور نواب مرزا علی خاں والد تھے۔

تشفی لکھنوی کو فنِ سخن اور خصوصاً اردو زبان سے بے انتہا محبت تھی۔ شاعری کے آغاز ہی میں شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد ہوگئے تھے اور ناسخ کے بہت زیادہ مداح تھے۔ ناسخ کی تعریف میں لکھتے ہیں:-

کیا سکّۂ مضمونِ فصاحت ہے یہ　　ٹکسال چڑھا ہے بیش قیمت ہے یہ
محتاجِ سخن ہوگئے سب مالا مال　　کیا فیض ہے، ناسخ کی بدولت ہے یہ

تشفی نے جملہ اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے، مثنوی، نوحہ، قصیدہ، غزل، رباعی، مرثیہ، سلام خاصی تعداد میں شائع ہوچکے ہیں۔ مطبع سید عبدالحسین لکھنؤ سے اُن کی چار کتابیں ۱۹۰۱ء میں مرثیوں اور سلاموں کی شائع ہوئی تھیں۔ ۱۔ گنجِ شہیداں۔ ۲۔ گلدستۂ جناں۔ ۳۔ روضۂ رضواں۔ ۵۔ سرمایۂ ایماں۔

''سرمایۂ ایماں'' میں تشفی کے وہ خمسے ہیں جو انھوں نے ناسخ کی منقبتی غزلوں کی تضمین میں کہے ہیں۔ تشفی لکھنوی نثر اور نظم پر یکساں قدرت رکھتے تھے۔ ایسے پُرگو اور صاحبِ کمال شاعر و ادیب کا ذکر کسی اردو یا فارسی تذکرے میں نہیں ہے۔ یہ مقام

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تعجب ہے۔

ہمارے ذاتی کتب خانے میں اُن کے قلمی آثار خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ اُن کا ایک مسدس "جنگِ خیبر" کے موضوع پر ہمارے کتب خانے میں موجود ہے۔ مطلع ہے۔

جوہر جو آج تیغِ زباں کے عیاں کروں

ایک ہزار ایک سو اٹھاسی بند کا یہ مسدس ۱۳۱۸/۱۹۰۰ء میں مطبع اثنا عشری سید عابد علی رضوی محلہ فراش خانہ وزیر گنج لکھنؤ سے حسب فرمائش فرزند تشفّی لکھنوی نواب محمد امین الدین حیدر خاں تجلّی لکھنوی شائع ہوا۔ مطلع :-

جوہر جو آج تیغِ زباں کے عیاں کروں حاسد کا خیبری کی طرح خوں رواں کروں
طبعِ جواں کا اپنے اگر امتحاں کروں مفتوح بابِ مدحتِ شاہِ زماں کروں
دل مائلِ جہاد ہے وقتِ رقم مرا
دشمن کو ذوالفقار ہوا ہے قلم مرا

مقطع :-

وقتِ دعا ہے مانگ تشفّی یہ اب دعا ساداتِ و مومنین خوش و خرم رہیں سدا
مداحِ اہلِ بیتِ پیمبرؐ ہوں اے خدا حاجت ہر اک ہو باعثِ مشکل کشا روا
دونوں جہان میں کیجیو سامان چین کا
صدقہ حسنؑ کا اور تصدق حسینؑ کا

تشفّی خاندانی شاعر تھے۔ اُن کے دادا نجابت علی خاں بھی مرثیہ کہتے تھے نجابت علی خاں نجابت کے دو مرثیے علی گڑھ یونیورسٹی میں محفوظ ہیں :-

۱۔ جس دم سپاہِ شام میں طبلِ وغا بجا ۴۰ بند

۲۔ نیزہ جب سینے پہ اکبرؑ کے لگا میداں میں ۴۸ بند

یہ سلسلہ اُن کے اخلاف میں بھی باقی رہا۔ تشفّی کے صاحبزادے نواب امین الدین حیدر خاں تجلّی لکھنوی بھی مرثیہ گو شاعر تھے ان کا ایک مرثیہ ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں در مطبع

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

گلزارِ محمدی لکھنؤ سے شائع ہوا مرثیے میں ۱۱۱ بند ہیں مطلع ہے:-

پیری میں مجھ کو جوشِ جوانی کا دھیان ہے

ایک مطبوعہ نسخہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ یونیورسٹی میں موجود ہے۔ تجلّی لکھنوی کا ایک غیر مطبوعہ مرثیہ ذخیرۂ مسعود حسن ادیبؔ میں بھی محفوظ ہے۔ مطلع:-

طالع ہوا خورشید کا جس دم علم صبح

تاجور نجیب آبادی لکھتے ہیں:-

تشفّی:- نواب باقر علی خاں۔ اولاد ہیں نواب شجاع الدولہ بہادر کی،
عربی، فارسی میں فارغ التحصیل تھے۔ "فسانۂ عجائب" کو نظم کیا تھا۔
مرثیہ کی پانچ جلدیں چھپوائیں ہیں ناسخؔ سے تلمذ تھا۔

(پیامِ زندگی۔ جلد اول، اردو مرکز لائبریری۔ لاہور)

نواب باقر علی خاں تشفّی ابن نواب مرزا علی خاں ابن نواب نجابت علی خاں بہادر ابن نواب شجاع الدولہ بادشاہ اودھ۔ تشفّی کے دادا نجابت علی خاں بھی مرثیہ گو شاعر تھے۔

تشفّی بڑے متقی و پرہیزگار عابد و زاہد و ابرار تھے۔ عہدِ سلطنت نواب سعادت علی خاں بادشاہ میں ۱۲۱۳ھ/ ۱۷۹۸ء میں پیدا ہوئے، ابھی آصف الدولہ کی وفات کو چند مہینے گذرے تھے۔ تحصیل علم میں کمال کوشش کی شعر و سخن کا ذوق و شوق ہوا، امام بخش ناسخؔ کے شاگرد ہوئے۔ طبیعت موزوں تھی تھوڑی ہی مدت میں شہرۂ آفاق ہو گئے لیکن شروع سے مذاحی کی طرف دل مائل رہا۔ ہزلیات و غزلیات سے متنفر رہے لیکن دوست احباب کے اصرار سے بکثرت غزلیں بھی کہیں اور غزلیات کے دو دیوان ترتیب دیئے انھوں نے غزلیات کو کبھی اہمیت نہیں دی اسی لیے یہ دیوان ضائع کر دیئے۔ ان کو مرثیہ گوئی کا ابتدا سے شوق تھا چنانچہ تقریباً تین ہزار مرثیے تصنیف کیے لیکن ایامِ غدر میں بکثرت مرثیے ضائع ہو گئے۔ تقریباً ایک ہزار چھ سو مرثیے محفوظ رہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سکے۔ یہ کل مرثیے ۵۷ جلدوں میں ترتیب دیئے گئے اور فی جلد میں ۲۲ سے ۲۵ مرثیے تک ہیں۔ یہ مرثیے تین سو بند سے لے کر ایک ہزار بند تک ہیں۔ بعض مرثیے ساٹھ اور ستر بند کے بھی ہیں۔ مرثیوں کے علاوہ فضائل ومناقب ومعجزات بھی خاصی تعداد میں تصنیف کئے ہیں۔ ''مثنوی ضمیر الاخبار'' اور ''مثنوی گنج نعمت'' بھی ان کی تصانیف ہیں۔ تشفی کی تصانیف کی فہرست خاصی طویل ہے۔ ان کے سلام کے تین مجموعے ہیں ''بہارغم''۔ ''پیام بخشش''۔ ''محضر امام حسین''۔ ''معراج نامہ'' ایک جلد۔ ''مولد شریف رسول خدا'' تین جلدیں۔ ''معجزات حضرت علی'' دو جلدیں۔ ''مسائل متفرق منظوم'' ایک جلد ''درود شریف منظوم موسوم بہدیۂ رحمت''۔ ''مختار نامہ منظوم'' دو جلدیں۔ ''مسدس، مثلث، در فضائل (دو جلدیں)، مخمس در شان چہاردہ معصومین'' (ایک جلد)، ''ولادت باسعادت صاحب عصر'' (منظوم ایک جلد)، ''کتاب طہارت روزہ و نماز و غسل'' (منظوم ایک جلد)، ''کتاب خمسہ ہائے مدحیہ بر غزلیات ناسخ (ایک جلد)، ''کتاب تواریخ ولادت و وفات عزیز واقارب واحباب'' (منظوم ایک جلد)، کتاب ''قواعد عربی و فارسی'' (منظوم دو جلدیں)۔ مظہر العجائب در مناظرہ و کلام (منظوم ایک جلد)۔ ہفت بند ملّا کاشی مع شرح (ایک جلد)۔ ''تاریخ امام ہدیٰ'' (منظوم ایک جلد)، ''قرآن شریف ایک ربع در شان علی (منظوم)۔ نوحوں کی ایک جلد۔ ''مثنوی مظہر الحق'' (۱۸۷۲ء) (مثنوی چراغ دین ۱۸۷۵ء)

''ضمیر الاخبار'' یہ کتاب ۱۳۱۰ھ میں مطبع اثنا عشری لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ تشفی نے اس کتاب میں قطعات کی صورت میں یہ بتایا ہے کہ ہر ماہ چاند دیکھنے کے بعد کیا دیکھنا چاہیئے۔ ہر مہینے کی کون سی تاریخیں نحس اور سعد ہیں۔ ہر مہینے کی کن تاریخوں پر اہم واقعات ہوئے، ہفتے کے کون سے دن نحس اور سعید ہیں۔ نیک کام کرنے کے لیے کن تاریخوں اور ایام کا انتخاب کرنا چاہیئے۔ انھوں نے بتایا ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ''اصول کافی'' کی یہ روائتیں ہیں۔ شیخ طوسی نے ''مصباح'' میں ائمہ

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

طاہرین کی ولادت وشہادت کی تاریخیں بیان کی ہیں۔ انھیں بھی منظوم کیا ہے۔ بابویہ قمی کی روایات سے آئمہ طاہرین کی اولاد کا تفصیلی منظوم بیان، طبرسی کے حوالہ سے امام جعفر صادق نے جو دلائل امامت دیئے ہیں وہ منظوم کیے گئے ہیں۔ طبرسی، طوسی ابن طاؤس و کفعمی کے حوالے سے ازواج ائمہ طاہرین کے منظوم حالات بھی ہیں۔

تشفیؔ ستر سال تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔ تقریباً نوے ۹۰ سال کی عمر ہوئی۔ بروز چہار شنبہ (بدھ) ۱۹ محرم ۱۳۰۳ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۸۸۵ء میں رحلت ہوئی۔ ان کے فرزند امین الدین حیدر تجلیؔ جو خود بھی اچھے مرثیہ گو تھے انھوں نے تاریخ وفات کہی۔

تجلی یہ تب وائے کہہ کر پکارا
گیا بلبلِ ہند باغِ جہاں سے ۱۳۰۳ھ

خبیر لکھنوی لکھتے ہیں:۔

نواب باقر علی خاں تشفیؔ اور اُن کے صاحبزادے نواب منّے آغا تجلیؔ ہر دو افراد نہ صرف غزل گوئی کے ماہر تھے بلکہ مرثیہ نگاری کے فن میں بھی مشاقی کے جوہر پیش کرتے تھے۔ (معرکۂ سخن صفحہ ۴)

تشفیؔ کے کلام کو خاصی مقبولیت حاصل ہوئی۔ ان کو فن تحت اللفظ خوانی میں بھی کمال حاصل تھا۔

تشفیؔ نواب اصغر علی خاں اعجازؔ (شاگرد ناسخؔ) کے حقیقی بھتیجے تھے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی نے لکھا ہے کہ نواب باقر علی خاں تشفیؔ اپنے دور کے اچھے مرثیہ گو تھے اور تشفیؔ کے بیٹے نواب منّے آغا تجلیؔ نے بھی غزل اور مرثیے میں بڑا نام پیدا کیا۔

(دبستان دبیر صفحہ ۵۹۶)

مولانا مرتضی حسین لکھتے ہیں:۔

''نواب باقر علی خاں تشفیؔ درسِ نظامی کے فاضل، محبِ اہلِ بیت، دیندار لکھنوی شاعر ہیں، مثنوی ''ضمیر الاخبار'' اور مثنوی ''گنجِ نعمت''

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(کچھوے کی تعریف میں) میری نظر سے گزری ہے۔ "گنج نعمت"
۱۳۱۰ھ میں چھپی ہے۔" (تذکرہ ریاض الفردوس صفحہ ۹۲)

سفارش حسین رضوی لکھتے ہیں:-

"گل دستۂ جناں" کے نام سے ان کے مرثیوں کا مجموعہ شائع ہو چکا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تشفی نے مرثیوں میں بعض تاریخی غلطیوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ بیان کا انداز روایتی ہے"۔

(اردو مرثیہ صفحہ ۳۷۳)

تشفی نے چہاردہ معصومین کے حالات زندگی پر بھی مرثیے تصنیف کئے ہیں۔

خبیر لکھنوی لکھتے ہیں:-

"نواب باقر علی خاں تشفی مرحوم میرے نانا نواب مہدی علی خاں مرحوم کے ابن عم تھے۔ ان کے متعدد مراثی معصومین کے احوال میں ہیں جو ان کی سات جلدوں میں منجملہ پچیس جلدوں کے طبع ہوئے ہیں۔ (بدر کامل گلستان خبیر)

تشفی نے کربلا کے ان شہیدوں کے حال میں بھی مرثیے تصنیف کئے جن کے حال میں عام طور سے کسی مرثیہ گو نے مرثیے نہیں کہے۔ ان کے مرثیے کی ایک جلد "گنج شہیداں" مراثی تشفی جلد اول طبع ۱۳۰۲ھ میں مندرجہ ذیل مرثیے ہیں:-

۱۔	جب مکہ میں بھی رہ نہ سکے قبلۂ عالم	۱۱۰بند	سفر سید الشہدا
۲۔	طفلی سے عجب رتبۂ شاہ شہدا ہے	۱۲۷بند	حضرت حرؑ
۳۔	درپیش کربلا کا جو شہ کو سفر ہوا	۱۲۹بند	حضرت حرؑ
۴۔	کام جب آچکے شبیر کے مہماں چاروں	۱۱۱۰بند	شہادت زہیرؓ
۵۔	آراستہ جو فوج خدا رن میں ہوگئی	۱۱۴۱بند	شہادت ہاشم بن عتبہ
۶۔	جب سحر کو علم مہر درخشاں نکلا	۱۱۳۲بند	شہادت بریر ہمدانی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۷۔ شب شہادت شبیرؑ جب تمام ہوئی	۱۲۵ بند	شہادت ہلال بن نافع
۸۔ جبکہ خورشید فلک بے سر عریاں نکلا	۱۰۷ بند	شہادت عبیداللہ کلبی
۹۔ ساتھ شبیرؑ کے تھے ناصر و یاور کیا کیا	۱۲۴ بند	شہادت وہب کلبی
۱۰۔ غم حسینؑ ہے لازم تمام عالم کو	۱۰۵ بند	شب عاشور
۱۱۔ آئے مع سپاہ جو مہمانِ کربلا	۱۲۴ بند	شہادت غلام ترکی
۱۲۔ ہوئے جہاں میں جب سے ابوالبشرؑ پیدا	۱۱۶ بند	عابس وسویدہ وعروہ
۱۳۔ بڑے شجاع تھے انصار باوفائے حسینؑ	۱۸۰ بند	عبدالرحمن بن عروہ غفاری
۱۴۔ جب کربلا میں آئی سواری حسینؑ کی	۱۱۹ بند	عابس بن شبیب شاکری وشوذب
۱۵۔ [illegible] جب کہیں شہِ دیں کو پناہ میں دیکھا	۱۳۶ بند	شہادت مسلم بن عوسجہ
۱۶۔ فرمان جب [illegible] پے تاراج ماہتاب	۱۹۰ بند	شہادت سعید حنفی
۱۷۔ روز الست سے ہے [illegible] کو غم حسینؑ	۱۱۹	سعید اخنف
۱۸۔ مقبولِ خدا فوجِ حسینی کے جواں تھے	۱۲۴۹	حبیب ابنِ مظاہر
۱۹۔ جب عرش ذوالجلال سے نازل درود ہو	۱۹۸ بند	حبیب ابنِ مظاہر
۲۰۔ ناموسِ پیمبرؐ سے جو رخصت ہوئے شبیرؑ	۱۹۳ بند	حال درویش
۲۱۔ جس دم فلک جناب سے رشکِ قمر چھٹا	۱۳۱ بند	بیان اسماء بہتر شہدا
۲۲۔ چاروں طرف حسینؑ کے ماتم کی دھوم ہے	۱۱۲ بند	حال گریہ شیرِ سنگ
۲۳۔ نہ شکوہ چاہیے رنج و الم میں صابر کو	۱۱۴ بند	احوال جرجیس پیغمبر
۲۴۔ دربار میں یزید کے جب آئے اہل بیتؑ	۱۹۳ بند	بیان شہادت شامی
۲۵۔ غل یہ تھا شام میں ناموسِ نبیؐ آتے ہیں	۱۱۱ بند	داخلہ اہل بیت بہ دربار یزید

تشفی سے پہلے ان روایات وواقعات پر کسی مرثیہ نگار نے مرثیے نہیں لکھے۔ تاریخ مرثیہ نگاری میں تشفی کا نام اہمیت کا حامل ہے۔ جو اضافے انھوں نے مرثیے میں کیے اور مضامین کو وسعت دے کر اردو ادب میں گراں بہا اضافے کیے ہیں وہ اس بات کا

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ثبوت ہے کہ کبھی مرثیہ محدود صنف سخن نہیں رہا۔ اور ہر دور میں مرثیہ ترقی کی جانب پیہم رواں دواں رہا۔

تشفّی لکھنوی علم و ادب، تہذیب و تمدن کے دلدادہ تھے۔ انھوں نے اودھ اور خصوصاً لکھنوی تہذیب کی تشکیل میں بھرپور حصہ لیا۔ اُن کے مرثیوں، سلاموں، نوحوں اور رباعیات میں تہذیبی عناصر کا غلبہ ہے۔ تشفّی اپنے مرثیوں میں امام حسین علیہ السلام کی عزاداری منعقد کرنے کو ثواب دارین سمجھتے ہیں۔ وہ عزاداروں کے لیے دعائیں کرتے ہیں، اپنے کلام کی مقبولیت کی سند کے لیے دعائیں کرتے ہیں:-

مطلع:- جناب فاطمہؑ بنت رسول اکرم ہے

مقطع:-

تشفّی آگے ہو خاموش بجائے طول نہیں ۔۔۔ وہ کون مجلسِ غم میں ہے جو ملول نہیں
الم کرے گا وہ جو منکرِ رسول نہیں ۔۔۔ یہ کون کہتا ہے تیرا سخن قبول نہیں
صلے میں باغ جناں دے گا خود امام ترا
عجب کلام ہے مقبول ہے کلام ترا

(مطلع:- جب تک جہاں میں زندہ رسالت مآبؐ تھے)

تشفّی، امام حسینؑ کی عزاداری سے متعلق وہ مشہور روایت اس مرثیے میں نظم کرتے ہیں جو ''محضرِ شہادتِ حسینؑ'' کے نام سے مشہور ہے، عزاداری تمنائے جناب فاطمہؑ اور مقصدِ رسالت ہے:- (خبرِ شہادتِ حسینؑ سن کر فرماتی ہیں)۔

رو رو کے فاطمہؑ نے یہ اُس دم کیا کلام ۔۔۔ ہم تم تو زندہ ہوں گے نہ اے سرورِ انام
روئے گا کون ہائے برائے حسینؑ امام ۔۔۔ اہلِ حرم تو جائیں گے سب سوئے شہرِ شام
کون ایسے بیکسوں کے وہاں کام آئے گا
کون اس کے واسطے صفِ ماتم بچھائے گا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

فرمایا مصطفےٰ نے نہ اس کا کرو خیال — گو ہم نہ ہوں گے شیعہ تو ہوں گے بصد ملال
جب ہو چکے گا فدیہ اُمت تمہارا لال — سب عاشقانِ سبطِ نبیؐ روئیں گے کمال

ہوگا کہاں کہاں نہ بپا ماتمِ حسینؑ
باقی رہے گا تا بہ قیامت غمِ حسینؑ

(مطلع:- جب ماہِ رجب میں علی اصغر ہوئے پیدا)

اس مرثیے کے مقطع میں تشفّیؔ نے اعلان کیا ہے کہ ''غمِ حسینؑ'' ہمیشہ تازہ رہے گا:-

سو ٹکڑے ہر اک دل ہوا خاموش تشفّیؔ — یہ غم نہ کبھی ہوگا فراموش تشفّیؔ
رقت کا بیاں کس کو نہیں جوش تشفّیؔ — سب ماتمی حضرت کے ہیں بے ہوش تشفّیؔ

کس وقت نہیں یہ غمِ شبیرؑ ہے تازہ
تا روزِ جزا ماتمِ شبیرؑ ہے تازہ

(مطلع:- صورت میں تھا ہم شکلِ پیمبرؐ علی اصغر)

اس مرثیے کے مقطع میں تشفّیؔ دعا مانگتے ہیں کہ عزاداروں کو کوئی غم نہ ہو سوائے غمِ حسینؑ کے، یہ دعا پورے ہندوستان میں گونج اٹھی، قرۃ العین حیدر نے ناول ''آگ کا دریا'' میں بھی اس دعا کو بیان کیا ہے:-

خاموش تشفّیؔ ترے بر آئیں مطالب — رونے کے لیے کم نہیں یہ شہ کے مصائب
ہے وقتِ دعا مانگ دعا ہے یہ مناسب — راحت سے ہمیشہ رہیں حضرت کے مصاحب

ہر حال میں خلاقِ دو عالم کا کرم ہو
غیرِ الم شہ نہ کوئی اور الم ہو

لکھنؤ کی تہذیب نے فطرت کی ہر شئے کو اپنے میں سمیٹ لیا تھا۔ حد ہے موسم اور رُت بھی تہذیب کا حصہ تھے، کبھی کبھی محرم برسات میں آجاتا تھا میں نے دیکھا کہ ہر ذاکر ابر پر تبصرہ ضرور کرتا تھا۔ جیسے کہ یہ بھی ضروری تھا، اسی کا نام تہذیب یا کلچر ہے۔ مجھے یاد ہے سات محرم کو بادل آگئے سامعین سمجھے بارش ہوگی لیکن تھوڑی دیر میں بادل

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

چھٹ گئے، مولانا کلبِ حسین مرحوم نے فرمایا۔ بادل بھی شرما کے ہٹ گئے کہ جب کربلا میں نہیں برسا تو اب کیا برسوں، پیارے صاحب رشید کا بند ہے:-

نہ کسی نے خبر حالت نیک و بدلی　　شرط آپس میں بہار آنے کی سب نے بدلی
باغ عالم کی ہوا اور ہوئی رُت بدلی　　بوندیاں پڑ رہی ہیں چھائی ہوئی ہے بدلی

۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد محرم برسات میں پڑا تھا۔ میر انیس نے بادلوں کو دیکھ کر کہا:-

بادل آ آ کے رو گئے ہائے غضب　　آنسو نایاب ہو گئے ہائے غضب
جی بھر کے حسینؑ کو نہ روئے اس سال　　آنکھوں کے نصیب سو گئے ہائے غضب

غدر سے پہلے کہا تھا:-

ہر چشم سے اشکوں کی روانی ہو جائے　　مقبول مری مرثیہ خوانی ہو جائے
فضل باری سے ہوں وہ آنسو جاری　　ساون کی گھٹا شرم سے پانی ہو جائے

تشفی لکھنوی مجلس پڑھ رہے تھے کہ ابر چھا گیا انھوں نے فوراً منبر سے پڑھا:-

ممتاز برسنے میں جو ہونے آیا　　تخم غم نیک وہ بونے آیا
سن پایا تشفی کا جو آنا اُس نے　　رحمت ہے عجب ابر بھی رونے آیا

یہ باتیں اردو ادب کی کسی اصناف کو نصیب نہیں ہیں۔ یہ سب مرثیہ نگاری کے معجزات ہیں۔ تشفی کہتے ہیں:-

آفت میں گھرا نبیؐ کا جانی پایا　　دنیا میں نہ لطف زندگانی پایا
امت پہ جو رحمت سے تو برسا برسا　　اے ابر حسینؑ نے نہ پانی پایا

تشفی نے نُصیریوں کے عقیدے اور اپنے عقیدے کا فرق اس طرح بیان کیا ہے:-

حیدرؑ کو اگر مثل خدا مانتے ہیں　　کب خالق و مخلوق کو پہچانتے ہیں
کچھ کام نہیں قول نصیری سے ہمیں　　ہم لوگ تو ہمنامِ خدا جانتے ہیں

تشفی نجف اشرف کے مداح ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کیا اس کا عجب ثانی رضواں ہوں میں
گلشن ہے نجف بلبلِ ایماں ہوں میں
جس کے لیے فردوس ہوا پائیں باغ
اس روضۂ حیدرؑ کا ثنا خواں ہوں میں

تشفیؔ لکھنوی، میر انیسؔ کے ہم عصر تھے، سن میں میر انیسؔ سے دو چار برس بڑے تھے۔ میر انیسؔ کے مرثیوں پر مرثیے کہے ہیں، رباعیات کے رنگ میں رباعیات بھی کہی ہیں:-

ضائع نہیں جانے کے یہ سارے آنسو
زہراؑ و پیمبرؐ کو ہیں پیارے آنسو
کہتے ہیں ملک یہ آبرو ہاتھ آئے
اک روز گہر ہوں گے تمہارے آنسو

ناسخؔ کی رباعی ہے:-

تھم جائیں غم شاہ میں کیونکر آنسو
جاری رہیں گے زندگی بھر آنسو
پیتا ہوں جو یاد تشنہ کامی میں آب
بہتا ہے چشم تر سے بن کر آنسو

تشفیؔ لکھنوی کہتے ہیں بخشش کا سہارا حسین ابن علی ہیں:-

افسوس گئی جان حسین ابن علی
عقبیٰ میں یہ ہے احسانِ حسین ابن علی
کافی ہے تشفیؔ یہی بخشش کے لیے
دست من و دامانِ حسین ابنِ علی

تشفیؔ لکھنوی کے نوحے خاصی تعداد میں ہمارے قلمی ذخیرے میں موجود ہیں۔

نوحہ

بانو نے کہا درد مجھے اپنا بتاؤ اے اصغرِؑ معصوم
حلقوم پہ ہے زخم کہاں جلد دکھاؤ اے اصغرِؑ معصوم

تم خون میں سرتا بقدم ہو گئے کیوں لال تغیر ہے احوال
اُٹھ بیٹھو کرو باتیں مری گود میں آؤ اے اصغرِؑ معصوم

بند آنکھیں ہیں اور مُردنی چہرے پہ ہے چھائی خالق کی دہائی
تم غش میں ہو یا مر گئے احوال بتاؤ اے اصغرِؑ معصوم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کن محنتوں سے میں نے تمہیں ہائے تھا پالا ابن شہ!!!
محنت پہ کرو غور مجھے تم نہ رُلاؤ اے اصغرِ معصوم

تم مر گئے کیا لال جو سب کرتے ہیں رقت تغیر ہے حالت
زینب کے ذرا منھ سے تو چادر کو اُٹھاؤ اے اصغرِ معصوم

روئے جو بہت کر گئے غش عابدِ بیمار تم دیکھو تو دلدار
سجاد کو ان چھوٹے سے ہاتھوں سے اُٹھاؤ اے اصغرِ معصوم

پانی کی طرف سے ہیں ابھی ہو گئے بے آس یوں مر گئے عباسؑ
روتی ہے سکینہ اُسے تم جا کے مناؤ اے اصغرِ معصوم

کلکاریاں کرتے نہیں ایسے ہوئے بے ہوش کیوں ہو گئے خاموش
کچھ شغل کرو بہنوں کو پاس اپنے بلاؤ اے اصغرِ معصوم

مرنے کے لیے شاہِ زمن جاتے ہیں تم جا کے لو اُٹھ کر
سمجھاؤ، کہو بابا نہ گردن کو کٹاؤ اے اصغرِ معصوم

جیتی نہیں رہنے کی بس اب زینبِ مغموم مر جائے گی کلثوم
حلقوم چھدا اپنا یہ بہنوں سے چھپاؤ اے اصغرِ معصوم

کیا کیجیے کچھ بن نہیں آتا مجھے پیارے جنت کو سدھارے
میں کیا کروں کچھ مجھکو بھی تدبیر بتاؤ اے اصغرِ معصوم

دنیا مری آنکھوں میں نہ کس طرح ہو کالی جب گود ہو خالی
اور وادیِ پُر خوف کو تم جا کے بساؤ اے اصغرِ معصوم

شہ لے چلے جب لاش تو کہنے لگی بانو اس وقت یہ رو رو
دولت یہ مری خاک میں ہے ہے نہ ملاؤ اے اصغرِ معصوم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کچھ میرا بھی اے لال کیے جاؤ ٹھکانہ ہوتے ہو روانہ
مجھ بیکس و دلگیر کو لے ساتھ ہی جاؤ اے اصغرؑ معصوم
جیتی رہی جب تک یہی باتو رہی کہتی رو رو کے تشفی
ظاہر میں نہیں آتے ہو گر خواب میں آؤ اے اصغرؑ معصوم

نوحہ

کبراؑ نے کہا لاش پہ با گریہ و زاری ہے ہے بنے قاسمؑ
جیتے نہ پھرے آئی یہاں لاش تمھاری ہے ہے بنے قاسمؑ
افسوس کہ سہرا تمھیں راس نہ آیا یوں سر کو کٹایا
یہ چاند محرم کا نہایت ہوا بھاری ہے ہے بنے قاسمؑ
میدان میں یوں تیر سے زخمی ہوئی چھاتی روتے تھے براتی
تابوت کی مانند پھری رن سے سواری ہے ہے بنے قاسمؑ
پانی نہ ملا اور نہ ممکن ہوا شربت تھی پیاس کی شدت
کوثر کی طرف روح پئے آب سدھاری ہے ہے بنے قاسمؑ
تن خاک میں غلطاں ہے بدن سارا ہوا سرد ہے مجھکو غم و درد
خوں سیروں بہا جاتا ہے کیا زخم ہے کاری ہے ہے بنے قاسمؑ
یوں مانگ مری لٹ گئی تم مر گئے قاسمؑ میں ہوتی ہوں نادم
بن آپ کے ہوتی ہے مجھے ذلت و خواری ہے ہے بنے قاسمؑ
خیمے میں تشفی تھا عجب طرح کا عالم سب کرتے تھے ماتم
ہر ایک کے لب پر یہی اس وقت تھا جاری ہے ہے بنے قاسمؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

فہرست مراثی نواب باقر علی خاں

تشفی

الف

نمبر شمار	مطلع	تعداد بند	بحر	در حال
۱	آج میں قدرت یزداں کو رقم کرتا ہوں	۱۷۳	رمل	
۲	اے مومنو رلانے کی تدبیر ہے ضرور	۱۳۸	مضارع	
۳	اے جنتیو مجلس و ماتم سے رہے کام	۱۲۸	ہزج	
۴	اے عزیزو نیم ماہ عزا ہے آج	۱۲۱	رمل	
۵	اس مجلس ماتم کی زمیں رشک قمر ہے	۱۰۳	ہزج	
۶	اے مومنو اس درجہ ہے شیریں سخن اپنا	۱۲۴	ہزج	
۷	اے فلک کس کے الم میں نیلگوں پوشاک ہے	۹۹	رمل مثمن	امام حسن
۸	آقا مرا بے شک قرشی و عربی ہے	۸۸	ہزج	امام حسین
۹	آراستہ جو فوج خدا رن میں ہوگئی	۱۱۴۱	مضارع	شہادت ہاشم بن عتبہ
۱۰	آئے مع سپاہ جو مہمان کربلا	۱۱۲۴	مضارع	شہادت غلام ترکی
۱۱	اے مومنو لازم ہے تمہیں ماتم شبیرؑ	۲۵	ہزج	عزاداری

ب

نمبر شمار	مطلع	تعداد بند	بحر	در حال
۱۲	بتاؤ یارو یہ کس نوجواں کا ماتم ہے	۱۵۱	مجتث	حضرت علی اکبر
۱۳	باغ جہاں میں موجد تشبیہ تام ہوں	۱۰۸	مضارع	
۱۴	بہرِ حج قبلۂ عالم گئے جب کعبہ میں	۸۹	رمل	سفر امام حسین

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۱۵	برپا ہو بزم بادشہ دوجہاں کی ہے	۱۱۹	ہزج	حالات فاطمہ صغرا
۱۶	بیماریٔ صغرا جو بڑھی ہجر پدر میں	۱۲۶	ہزج	حالات فاطمہ صغرا
۱۷	بکائے مجلس ماتم نوید راحت ہے	۱۰۴	مجتث	
۱۸	بڑے شجاع تھے انصار باوفائے حسینؑ	۱۱۸۰	مجتث	عبدالرحمن بن عروہ غفاری
۱۹	بسان عرش بریں کس کی بارگاہ یہ ہے	۷۳	مجتث	

ج

۲۰	جب آیا کربلا میں سلیمان کربلا	۵۲		امام حسینؑ
۲۱	جب خون بے گناہ سے رنگیں زمیں ہوئی	۱۹۰	مضارع	
۲۲	جب ہوا کوفہ کے مابین ورود مسلم	۱۴۹	رمل	حضرت مسلم بن عقیل
۲۳	جب اذنِ جنگ حضرت عباس کو ملا	۱۴۴	مضارع	حضرت عباسؑ
۲۴	جب ماہِ رجب میں علی اصغر ہوئے پیدا	۱۰۶	ہزج	حضرت علی اصغرؑ
۲۵	جب کہ خالق نے زمین و آسماں پیدا کئے	۸۷	رمل مثمن	
۲۶	جب روزِ عاشور زوال مہر تاباں ہوگیا	۱۲۶	رجز مثمن	حضرت امام حسینؑ
۲۷	جب رشک مسیحا سے جدا ہوگئی صغرا	۴۱	مضارع	حضرت فاطمہ صغرا
۲۸	جب کہ مختار ہوا تخت نشیں کوفہ میں	۱۴۰	رمل	حضرت مختار ثقفی
۲۹	جب ہوا شہرہ جہاں میں ہمت مختار کا	۹۴	رمل مثمن	حضرت مختار ثقفی
۳۰	جب شہر بانو صاحب اولاد ہوگئی	۵۶	مضارع	حضرت سید سجادؑ
۳۱	جب مکہ میں بھی رہ نہ سکے قبلۂ عالم	۱۱۰۱	ہزج	سفر سید الشہدا
۳۲	جب سحر کو علم مہر درخشاں نکلا	۱۱۳۲	رمل	بریر ہمدانی
۳۳	جب کہ خورشید فلک باسر عریاں نکلا	۱۱۰۷	رمل	عبیداللہ کلبی
۳۴	جب کربلا میں آئی سواری حسینؑ کی	۱۱۱۹	مضارع	عابس بن شبیب شاکری و شوذب
۳۵	جب عرش ذوالجلال سے نازل درود ہو	۱۱۹۸	مضارع	حبیب ابن مظاہر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۳۶	جس دم فلک جناب سے رشکِ قمر چھٹا	۱۳۳۱	مضارع	اسماءِ شہدائے کربلا
۳۷	جنگاہ میں جب آیا قدم فوجِ خدا کا	۲۱۰	ہزج	
۳۸	جہاں میں موسمِ ماتم کی آمد آمد ہے	۱۴۶	مجتث	

چ

۳۹	چرخ کہن کے ہاتھوں نیا انقلاب ہے			
۴۰	چاروں طرف حسینؑ کے ماتم کی دھوم ہے	۱۱۱۲	مضارع	حالِ گریہ شیر سنگ

د

۴۱	درپیش کربلا کا جو شہ کو سفر ہوا	۱۲۹۶	مضارع	حضرت حرؑ
۴۲	دربار میں یزید کے جب آئے اہلِ بیت	۱۹۹۲	مضارع	شہادتِ شامی
۴۳	دن رات اس جہاں میں عجب انقلاب ہے	۱۰۹	مضارع	

ر

۴۴	رونا جو فرضِ عین برائے [illegible] ہے	۱۷۸	مضارع	حضرت امام حسینؑ
۴۵	رونقِ مسندِ عفت ہیں جنابِ زہراؑ	[illegible]	رمل	حضرت فاطمہ زہراؑ
۴۶	روزِ الست سے ہے سبھوں کو غمِ حسینؑ	۱۱۱۹	مضارع	سعید اخنف
۴۷	رو لو محبو آج مصیبت کی رات ہے	۵۶		امام حسینؑ
۴۸	رو لو محبو آج یہ مہدی کی رات ہے	۶۶		حضرت قاسمؑ

ز

۴۹	زین العباد یوسفِ زندانِ شام ہے	۱۱۲	مضارع	حضرت سید سجادؑ

س

۵۰	سجادؑ شام جا کے جب آئے مدینے میں	۱۰۶	ہزج مثمن	اہلِ حرم کی مدینے واپسی
۵۱	ساتھ شبیرؑ کے تھے ناصر و یاور کیا کیا	۱۲۲۴	رمل	وہب کلبی

ش

۵۲	شیعوں کو عطا کی ہے یہ توقیر خدا نے	۵۲	ہزج	حالاتِ ہند

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۵۳	شمع حرم ایزو غفار علیؑ ہے	۱۷۱	ہزج	حضرت علی مرتضیٰ
۵۴	شب شہادت شبیر جب تمام ہوئی	۱۱۲۵	مجتث	ہلال بن نافع
۵۵	شیعوں پہ کیا عنایت پروردگار ہے	۱۱۲	مضارع	

ص

۵۶	صورت میں تھا ہمشکل پیمبرؐ علی اصغر	۸۰	ہزج	حضرت علی اصغر

ض

۵۷	ضریح پاک شہ دیں خدا کی قدرت ہے	۸۸	مضارع	معجزات روضۂ اقدس

ط

۵۸	طالع ہوا خورشید امامت جو سحر کو	۱۶۸	ہزج	حضرت امام حسینؑ
۵۹	طالب اگر ہو روضۂ رضواں کے مومنو	۱۱۲	مضارع	
۶۰	طفلی سے عجب رتبۂ شاہ شہداؑ ہے	۱۲۷۰	ہزج	حضرت حرؑ

ع

۶۱	عزیزو ذہن رسا عقل کل کا ثانی ہے	۱۵۱	مجتث	
۶۲	عزیزو ہے گل گلزار مرتضیٰ عباسؑ	۱۴۰	مجتث	حضرت عباسؑ ابن علیؑ
۶۳	علیؑ وصیؑ نبیؐ مظہر العجائب ہیں	۹۱	مجتث	حضرت علیؑ
۶۴	عجیب مرتبے شاہ رسل نے پائے ہیں	۹۴	مجتث	حضرت رسولؐ خدا
۶۵	عزیزو جبکہ امام رضا ہوئے پیدا	۱۰۷	مجتث	حضرت امام علی رضاؑ

غ

۶۶	غل یہ تھا شام میں ناموسِ نبیؐ آتے ہیں	۱۱۱۱	رمل	داخلہ اہل بیتؑ دربار یزید
۶۷	غم حسینؑ ہے لازم تمام عالم کو	۱۱۰۵	مجتث	شب عاشور

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ف

۶۸	فرزند نبیؐ حاکم اقلیم رضا ہے	۱۱۳	ہزج	حضرت امام حسینؑ
۶۹	فرماں جب ہوا پئے تاراج ماہتاب	۱۹۰	مضارع	سعید جعفی

ک

۷۰	کعبہ میں جب مقامِ امامِ امم ہوا	۱۳۵	مضارع	سفرِ امام حسینؑ
۷۱	کیا کیا شکوہ و شان سپاہ امام ہے	۱۷۸	مضارع	اصحابِ باوفا
۷۲	کیوں شہرۂ آفاق نہ ہو جرأت عباسؑ	۱۲۵	ہزج	حضرت عباسؑ
۷۳	کیا کیا شرف ہیں بنتِ رسالتؐ پناہ کے	۱۲۸	مضارع	حضرت فاطمہ زہراؑ
۷۴	کسی کو رنج والم سے یہاں فراغ نہیں	۲۲۰	مجتث	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ
۷۵	کیا خدا نے جو پیدا امام ہفتم کو	۱۱۵	مجتث	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ
۷۶	کام جب آچکے شبیرؑ کے جاں باز چاروں	۱۱۰	رمل	حضرت حرؑ
۷۷	کیوں کر نہ ہو صد پارہ جگر زہراؑ کا	۱۱۵	ہزج	حضرت امام حسنؑ

گ

۷۸	گو بہت شہرۂ آفاق ہیں جو پائے شرف	۸۲	رمل	
۷۹	گلشن ہند سے جب باغ نجف جائیں گے	۱۲۰	رمل	حضرت علیؑ

ل

۸۰	لٹ کر جو کربلا کے مسافر وطن میں آئے	۱۰۲	مضارع	اہلِ حرم کی مدینے واپسی

م

۸۱	مومنو ثانیٔ طوبیٰ یہ مرا منبر ہے	۱۴۴	رمل	
۸۲	مومنو ظاہر ہر ایک شے سے خدا کی شان ہے	۱۴۱	رمل مثمن	
۸۳	مقام کرنے جہاں پر شہِ غریب آئے	۱۶۵	مجتث	حضرت امام رضاؑ
۸۴	مومنو رتبۂ احمدؐ جو علیؑ سے پوچھو	۱۰۰	رمل	حضرت علیؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۸۵	مقبول خدا فوج حسینی کے جواں تھے	۱۲۴۹	ہزج	حبیب ابن مظاہر
۸۶	میاں خاک جو خونِ فلک جناب ملا	۱۲۵	مجتث	امام حسینؑ
۸۷	محفل ہے آج عیش کی اور روزِ عید ہے	۷۷	مضارع	غدیرِ خم

ن

۸۸	نہ عمر کھوؤ عبث عیش زندگانی میں	۱۲۸	مجتث	
۸۹	نہ جب کہیں شہِ دیں کو پناہ میں دیکھا	۱۱۳۶	مجتث	مسلم ابن عوسجہؓ
۹۰	ناموسِ پیمبرؐ سے جو رخصت ہوئے شبیرؑ	۱۱۹۳	ہزج	شہادت درویش
۹۱	نہ شکوہ چاہیے رنج و الم میں صابر کو	۱۱۱۴	مجتث	احوال جرجیس پیغمبر

و

۹۲	وہ باغ ہے کس گل کا ابھی تک جو خزاں ہے	۹۸	ہزج	
۹۳	واجب ہے اطاعت رسالت پناہ سے	۹۴	مضارع	

ہ

۹۴	ہانی اسیر خانۂ زنداں میں جب ہوئے	۸۵	مضارع	ہانی ابن عروہ
۹۵	ہوئے محبوس جو مسلم کے پسر زنداں میں	۷۶	رمل	فرزندان حضرت مسلم
۹۶	ہو باپ کو بیٹے کے لیے جب غمِ اکبر	۱۰۴	ہزج	حضرت علی اکبرؑ
۹۷	ہم نام حسن زہد و عبادت میں تھے یکتا	۱۴۸	ہزج	امام حسن عسکری
۹۸	ہوئے جہان میں جب سے ابوالبشر پیدا	۱۱۱۶	مجتث	عابسؓ و سویدؓ و عروہ

ی

۹۹	یثرب میں جو بار رنج و الم نامہ بر آیا	۷۵	ہزج	مدینے میں شہادت کی خبر آنا

تشفی کے غیر مطبوعہ مرثیے:-

۱۔	جب تک جہاں میں زندہ رسالتمآبؐ تھے	۹۴	مضارع	امام حسینؑ کا بچپن
۲۔	جناب فاطمہؑ بنت رسول اکرمؐ ہے	۹۸	مجتث	شہادت حضرت فاطمہؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۳۔ خالق نے جو پیدا کیا کعبے کی زمیں کو ۶۰ ہزج شہادت امام جعفر صادق

۴۔ بسان عرش بریں کس کی بارگاہ یہ ہے ۳۷ مجتث ہندوستان اور حسینؑ

۵۔ مجلس میں ہم کو دیدہ خونبار چاہیے ۱۱۴ مضارع امام حسینؑ

تشفیؔ لکھنوی کی مرثیہ نگاری

شہادت حضرت مسلمؑ:

تشفیؔ نے حضرت مسلمؑ کے حال میں مندرجہ ذیل مرثیے تصنیف کئے ہیں:-

۱۔ جب ہوا کوفے کے مابین ورود مسلمؑ (رمل)

۲۔ بانی اسیر خانہ زنداں میں جب ہوئے (مضارع)

بانی فوج بے کس و بے یار ہو گیا

کس گردشِ فلک میں گرفتار ہو گیا

جس وقت کوفی تمام مسلم غازی سے پھر گئے آپ نے چاہا کہ دشمنوں سے چھپ کر کوفے سے باہر نکل چلوں۔ مگر راستے سے واقف نہ تھے۔ اس لیے تشفیؔ کہتے ہیں کہ شہر کی گلیوں میں ہر سو بھٹکتے پھرتے تھے۔ خود انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ آپ کدھر جا رہے ہیں۔ گہہ اس طرف گئے تو کبھی اس طرف پھرے۔ اس سرگشتگی کی حالت میں آپ کی نظر خانہ طوعہ پر پڑتی ہے۔

واقعہ نگاری

مسلمؑ نے جا کے در پہ جو فرمایا دق باب — اک عورت آئی اور یہ اس نے دیا جواب

تم کون ہو جو آئے ہو اس دم باضطراب — ارشاد یہ کیا کہ مجھے ہے تلاشِ آب

پیاسا ہوں کیا عجب جو جگر تک کباب ہو

پانی اگر پلا دے نہایت ثواب ہو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

حضرت مسلم طوعہ کے مکان میں مقیم ہیں۔ آپ کے مشاغل کے متعلق ایک بند ملاحظہ ہو:۔

گہہ مائلِ رکوع تھے گہ راغب سجود — وردِ زباں کبھی رہی تسبیح یا ودود
بھیجا کبھی نبیؐ پہ کبھی آل پر درود — کہتے تھے بہرِ طاعتِ خالق ہے یہ وجود
خاطر سے اپنے دوست کی اعدا میں آئے ہیں
عقبیٰ درست کرنے کو دنیا میں آئے ہیں

حاکمِ کوفہ کو حضرت مسلم کی قیام گاہ کا پتہ چل جاتا ہے۔ شاہی سوار طوعہ کے مکان کو جہاں حضرت مسلم پوشیدہ ہیں گھیر لیتے ہیں۔ اس وقت سواروں کے شور و غل اور جوش کی تصویر اس طرح کھینچتے ہیں:۔

وہ ہنہنانا گھوڑوں کا وہ شورِ کارزار — وہ کھڑکھڑانا اُن کی لگاموں کا بار بار
وہ غل ہر اک سوار کا پیدل کی وہ پکار — وہ نعرے اُن نقیبوں کے ہاں رہنا ہوشیار
دشمن اسی جگہ ہے نہ گھبراؤ گھیر لو
طوعہ کا گھر یہی ہے سنبھل جاؤ گھیر لو

حضرت مسلم مقابلہ کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ طوعہ جانے سے روکتی ہے اور کہتی ہے:۔

لونڈی کا حال دل ہے دگرگوں کہاں چلے
یہ گھر تو آپ کا ہے فدا ہوں کہاں چلے

حضرت مسلم جواب دیتے ہیں کہ اب اس گھر میں میرے رہنے کی صورت کوئی نہیں پھر فرماتے ہیں:۔

کیا فائدہ جو قیدیٔ فوجِ یزید ہوں
اَنسب یہی ہے راہِ خدا میں شہید ہوں

تشنیؔ حضرت مسلم کے سراپا کی تعریف کرتے ہوئے ریشِ مبارک کی تصویر اس طرح کھینچتے ہیں کہ:۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہے ریش یا کہ نور سے چہرہ بھرا ہوا

اور چہرے کے متعلق لکھتے ہیں:۔

شانِ خدا سے چہرۂ انور ہے نور کا

مگر ساتھ ہی جب حضرت مسلم کی شہادت کا خیال آتا ہے تو تشفیؔ غم سے متاثر ہو کر کہتے ہیں:۔

مٹ جائے گی جہاں سے یہ تصویر نور کی

حضرت مسلم طوعہ کے مکان سے باہر آ گئے، اور نرغۂ اعدا میں گھرے ہوئے ہیں۔ اگرچہ اس وقت بے کس اور تنہا ہیں۔ مگر مردانگی میں آپ کسی سے کم نہیں اور دشمنوں کو پکار پکار کر کہتے ہیں:۔

جس کو غرور و کبر شجاعت پہ ہو وہ آئے

نازاں جو اپنی قوت و طاقت پہ ہو وہ آئے

یہ کہہ کر شمشیر شعلہ بار کو بے نیام کر دیتے ہیں اس وقت یہ حالت ہو جاتی ہے کہ

شمشیر کے نکلتے ہی نکلے تنوں سے دم

کج رو کے واسطے ہوئی سیدھی رہِ عدم

اس کے بعد تشفیؔ تلوار کا حال اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:۔

بجلی سی کوندتی تھی وہ تلوار چار سو ہوتی تھی ناریوں پہ شرر بار چار سو

بے سر پڑے ہوئے تھے ستمگار چار سو اک تیغ شعلہ بار کے تھے وار چار سو

ہر تن جلا کے سروِ چراغاں بنا دیا

ظلمت میں روشنی کا تماشا دکھا دیا

حضرت مسلم کی شجاعت کے سامنے کسی کو تاب مقابلہ نہ تھی۔ دشمن ذلیل ہو کر پسپا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ تشفیؔ کہتے ہیں کہ اگر حضرت مسلم بالکل تنہا ہیں:۔

ناصر کوئی ہے اور نہ مددگار ہے کوئی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

حامی کوئی ہے اور نہ طرف دار ہے کوئی

اور اگرچہ دشمن صبح سے جد و کد میں مصروف ہیں مگر:-

قابو کسی طرح نہیں پاتے دلیر پر
کس طرح فتحیاب ہوں روباہ شیر پر

جب بانیانِ ستم طاقت و مردانگی میں حضرت مسلم کو نیچا نہ دکھا سکے تو اس وقت انہوں نے یہ فریب کیا کہ راستے میں ایک گڑھا کھود کر خس پوش کر دیا۔ حضرت مسلم جو اس فریب سے واقف نہ تھے، دشمنوں کو پیچھے ہٹتا دیکھ کر آگے بڑھے، اور گڑھے میں گر پڑے۔ تشفیؔ کہتے ہیں۔ کہ اس وقت:-

دیکھا میانِ غار جو افتادہ شیر کو
لے لے کے نیزے ہاتھ میں بڑھ آئے کینہ جو
پتھر لگائے شیشۂ دل تا کہ چور ہو
کہتے تھے اہلِ کوفہ کہ ہرگز امان نہ دو

تیغیں سپر کی آڑ میں سے خوں فشاں چلیں
خنجر چلے حسام چلے برچھیاں چلیں

یہ کہہ کے گردِ غار کھڑے ہو گئے لعیں
نوکِ سناں سے پسلیاں دونوں فگار کیں
سنگیں دلوں کو ہائے نہ کچھ تھا خیالِ دیں
پتھر اٹھا کے لگاتے تھے اہلِ کیں

درپے تھے ایک رہبرِ دیں کے کئی ہزار
دشمن تھے ایک جانِ حزیں کے کئی ہزار

ستم شعار چاروں طرف سے حضرت مسلم پر ٹوٹ پڑے۔ اور آپ کو قید کر کے حاکم کوفہ کی طرف لے چلے:-

واقعہ نگاری

ناچار سب کے بیچ میں تھے مسلمِ اسیر
ہمراہ تیغیں کھینچے ہوئے جاتے تھے شریر

اس حالت میں حضرت مسلم پر تشنگی کا غلبہ ہوتا ہے مگر آپ کو پانی نہیں دیا جاتا۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

حضرت مسلم ان ستم شعاروں کا یہ سلوک دیکھ کر دل میں نادم ہوتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کے فریب میں آ کر کیوں امام حسینؑ کو بلایا:-

بیعت سے منحرف ہوئے کوفی غضب کیا
نادم ہوں کیوں حسینؑ کو میں نے طلب کیا

اپنے انجام کو دیکھتے ہیں تو حضرت امام حسینؑ کی تصویر آنکھوں تلے پھر جاتی ہے:-

دشمن کا بھی سفر میں نہ یوں حال غیر ہو
ہم تو نثار ہوتے ہیں آقا کی خیر ہو

ڈر ہے میان راہ نہ دشمن کہیں ستائیں جو ظلم دیکھنے میں نہ آئے ہوں وہ دکھائیں
بالفرض سوئے کوفہ جو کعبے سے آپ آئیں اہلِ حرم کو قبلۂ عالم نہ ساتھ لائیں

عباسِؑ نامدار جو سرور کے ساتھ ہوں
اکبرؑ روانہ زینبِ مضطر کے ساتھ ہوں

استقبالِ موت

کرتے ہوئے کلام یہ پہنچے قریب بام بالائے قصر لے گئے کوفی و اہلِ شام
حاضر تھے دیر سے جو وہاں بہرِ ظلم عام اُٹھ اُٹھ کے قاتلوں نے بھایا تہ حسام

جلّاد نے جو تیغ جفا کو علم کیا
مسلم نے کلمہ پڑھ کے سرِ پاک خم کیا

(حضرت مسلمؑ کے حال میں تشفی کا دوسرا مرثیہ)

حضرت مسلمؑ کے متعلق اہلِ کوفہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں:-

واقعہ نگاری

وہ بیاں کرتا ہے جو جو کہ ہے ارشادِ حسینؑ رہے آباد سدا خانۂ آبادِ حسینؑ
حق کی تائید سمجھتا ہے وہ امدادِ حسینؑ کبھی مصحف کی تلاوت ہے کبھی یادِ حسینؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نام حیدر کا اُسے ورد ہے غازی ہے بڑا
داغ سجدوں کا جبیں پر ہے نمازی ہے بڑا

حضرت مسلم کے ورودِ کوفہ کی خوشخبری سن کر تشفی کا دل جوشِ مسرت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں:-

دل نے یہ سن کے درود آلِ نبیؐ پر بھیجا اور کہا مجھ سے کوئی اپنی نشانی دے جا
نذرِ تعریف سراپا میں قصیدہ لے جا کبھی سرزد نہ زباں سے ہو کلامِ بیجا

خود بخود عرش سے مضمون اُتر آئیں گے
بگڑے بھی معجزۂ شہ سے سنور جائیں گے

زورِ بیان

جب ہوئی بادشہ؟ کی حکومت اظہار طبعِ موزوں ہوئی جوں رکنِ سلاطین تیار
عقل سے فہم سے آباد ہوا سب دربار عاملِ نطق نے باصدق و صفا کی گفتار

مدجو آمد میں پئے رونقِ تاج آیا ہے
بحر سے گوہرِ مضموں کا خراج آیا ہے

(حضرت مسلم کے سراپا میں سے چشم و ابرو کی تعریف) تشفی نے سراپا نگاری میں تمام زورِ قلم صرف کر دیا ہے۔ مگر اس نکتہ پر غور نہ کیا کہ کس کا سراپا کھینچنا مطلوب ہے۔ ایک پُرجلالت و پُروقار سپاہی کا۔ یا کسی حسین محبوب کا:-

چشم نے روشنی ہر چشم خریدار کو دی داروئے شربت دیدار طلب گار کو دی
گر شفا نرگس بیمار نے بیمار کو دی آبرو ابروِ خمدار نے تلوار کو دی

تیغ ابرو کے ہیں ہر تیغ سے اسرار جدا
دل ہے قبضے میں پہ خود قبضے سے تلوار جدا

کہیئے حلقوم کو اُن کے جو بیاضِ سحری فخر میں آن کے خورشید کرے جلوہ گری
ہے گریباں ہوا نورات کی ظلمت سے بری فلکِ حسن کی گردن کو ہوا طوق زری

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

حوضِ کوثر کا جہاں میں ہے نمایاں ساغر
گردنِ پاک صراحی ہے گریباں ساغر

سینہ گنجینہ شہِ دیں کی محبت کا ہے — صاف ہے زنگ سے آئینہ حقیقت کا ہے
لوحِ محفوظ ہے نقش اس پہ شجاعت کا ہے — بھرا صنعت سے نمونہ یدِ قدرت کا ہے

جانبِ حق ہے شہِ دیں کے طرفداروں میں
سینہ ایسا ہے سپر ہوتا ہے تلواروں میں

طوعہ کے گھر میں آپ اپنے آپ کو محصور پا کر حضرت مسلم شمشیر بکف نکلتے ہیں اور محاصرہ پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اس صف شکن حملہ سے محاصرہ کرنے والوں کا دستہ مرعوب ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اُن کے گھوڑے بھی الف ہو جاتے ہیں:-

کانپے اسوار ڈرے خوف کے مارے گھوڑے
شیر کی بو سے الف ہو گئے سارے گھوڑے

تلوار کی کاٹ

ہو کے شمشیر علم فرقِ لعیں سے اُتری — سر سے کیا اُتری تنِ دشمنِ دیں سے اُتری
تن سے کیا اُتری وہیں خانۂ زیں سے اُتری — زیں سے اُتری تو وہ کیا روئے زمیں سے اُتری

سر و تن پر نہ رُکی اسپ و زیں پر نہ رُکی
سچ ہے سب قبضے میں تھا تیغ کہیں پر نہ رُکی

شہادت فرزندانِ حضرت مسلم

تشفی کا یہ مرثیہ فرزندانِ مسلم کے حالات پر مشتمل ہے۔ مطلعِ اولیٰ:-

اسیروں کے جذبات

ہوئے محبوس جو مسلم کے پسر زنداں میں — بے خور و خواب بسر کرنے لگے زنداں میں
رو رو کر کھوتے تھے جی شام و سحر زنداں میں — کہتے تھے لیتا نہیں کوئی خبر زنداں میں

ہوتی بیداد ہے فریاد کیا کرتے ہیں
نہ تو ہوتے ہیں رہا اور نہ ہم مرتے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

قید خانہ کا نگہباں دونوں کو رہا کر کے ایک قافلہ کے ساتھ کر دیتا ہے لیکن ضعف کے مارے ان سے چلا نہیں جاتا۔ قافلہ آگے بڑھ جاتا ہے اور یہ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ تشفی نے اس موقع پر کہا ہے:-

جن کا وارث کوئی دنیا سے سفر کرتا ہے
کون پھر اُن پہ ترحم کی نظر کرتا ہے

پھر کہتے ہیں:-

بے کسی میں کوئی دمساز و مددگار نہیں　　جان بچنے کا کوئی آسرا زنہار نہیں
دشمنِ جاں ہیں سبھی کوئی بھی غمخوار نہیں　　کون ہے جو کہ یہاں درپے آزار نہیں
خار پاؤں میں چبھے رنج و الم پاتے ہیں
گوشہ پاتے نہیں چھپنے کو جدھر جاتے ہیں

یہ زیادہ دور نہیں جانے پاتے کہ صبح ہو جاتی ہے دونوں بھائی ایک درخت میں چھپ جاتے ہیں۔ درخت دریا کے کنارے ہے اس لیے پانی میں دونوں کا عکس نظر آتا ہے۔ ایک کنیز پانی بھرنے آتی ہے اور عکس دیکھ کر بچوں سے کہتی ہے:-

واقعہ نگاری

کس لیے روتے ہو کیا حال ہے بتلاؤ مجھے　　کیوں پریشاں ہر اک بال ہے بتلاؤ مجھے
چشم پُر آب یہ کیوں لال ہے بتلاؤ مجھے　　تم مفصل جو کچھ احوال ہے بتلاؤ مجھے
حال سے کیوں نہیں آگاہ مجھے کرتے ہو
میں دغا تم سے نہیں کرنے کی کیوں ڈرتے ہو

کنیز دونوں کو لے کر حارث کی بیوی کے پاس لاتی ہے۔ وہ بڑی خاطر تواضع کرتی ہے اور ایک حجرہ میں چھپا دیتی ہے۔ رات کو حارث انہیں تلاش کر کے ناکام واپس آتا ہے۔ آدھی رات کے قریب حضرت مسلم کے صاحبزادے باپ کو خواب میں دیکھ کر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

رونے لگتے ہیں:-

واقعہ نگاری و استعارہ

شور رونے کا یکا یک جو ہوا حجرے میں
کہا حارث نے یہ کیا غل ہے بپا حجرے میں

کون یہ کر رہا ہے آہ و بکا حجرے میں
بات یہ کہہ کے وہ ملعون گیا حجرے میں

روتے واں مسلم مظلوم کے پیارے دیکھے
دونوں افلاک مصیبت کے ستارے دیکھے

فرزندان مسلم کو لعین پکڑ کر باہر لے آتا ہے۔ حضرت مسلم کے صاحبزادے کہتے ہیں۔ کہ اگر تجھے انعام چاہیئے تو ہمیں مدینہ لے چل۔ ہمارے ماموں تجھے بہت کچھ دیں گے:-

ہو کے دل شاد تو انعام بہت دیں گے تجھے
سینے سے حضرت شبیرؑ لگا لیں گے تجھے

پھر کہتے ہیں:-

گھوڑا قاسم جو تجھے دیں گے تو عباسؑ سپر
نیزہ دیں گے تجھے ہم شکل رسول اکبرؑ

تیر بھی سبز کماں بھی تجھے دیں گے اصغرؑ
اپنے کانوں کے سکینہ تجھے دیں گی گوہر

گر سپاہی ہے تو حضرت تجھے خنجر دیں گے
لعل و گوہر سے تری ساری سپر بھر دیں گے

حارث دونوں کو قتل کے ارادے سے فرات کی طرف لاتا ہے، اس کی بیوی بھی ہمدردی کے مارے ساتھ ساتھ آتی ہے۔ اور کہتی ہے:-

اُن پہ اس طرح کا ہوتے نہ ستم دیکھوں گی
ہائے کس طور سے سر اُن کے قلم دیکھوں گی

حارث اپنی بیوی کو اُن کا ہمدرد دیکھ کر اُسے قتل کر دیتا ہے اور صاحبزادگانِ مسلم:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کہتے تھے اب نہیں بچنے کی کوئی صورت ہے
ایک غمخوار تھی سو اس کی بھی یہ حالت ہے

بالآخر فرزندانِ مسلم نہایت بے دردی سے شہید کر دیئے جاتے ہیں:-

میدان کربلا میں حضرت مسلمؑ کے دو بچوں (حضرت عبداللہ اور حضرت محمدؑ) کی شہادت:-

حضرت مسلمؑ کے دو صاحبزادے تو کوفے میں شہید ہوئے اس کے علاوہ آپ کے دو صاحبزادے عبداللہ اور محمد بھی تھے جو حضرت امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے تشفیؔ نے ان کا حال اس مرثیے میں لکھا ہے:-

حضرت امام میدانِ کربلا میں ہیں۔ اکثر عزیز و رفقا شہید ہو چکے ہیں۔ حضرت مسلم کی بیوی اور اُن کے دو بچے ساتھ ہیں۔ زوجۂ مسلم کو اپنے شوہر کی شہادت اور بچوں کی اسیری کی خبر معلوم ہو چکی ہے باوجود اس کے زوجۂ مسلم حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر بے تاب ہیں اور چاہتی ہیں کہ دونوں بچے بھی جو اُن کے ساتھ ہیں۔ ماموں یعنی حضرت امام پر نثار ہو جائیں۔ چنانچہ عالم خیال میں فرماتی ہیں:-

جذبۂ ایثار

سنا ہے میں نے ہوئے قتل شہ کے سب انصار — شہید ہونے پہ ہیں اب عزیز عرش وقار
یہ کیسے بھانجے ہیں ماموں پر ہوئے نہ نثار — جو یہی قصد تھا باندھے ہیں کس لیے ہتھیار

بغیر ماموں کے کیونکر بھلا جئیں گے یہ
جو مرنے جاتے نہیں کیا سدا جئیں گے یہ

اپنے دو محبوب بچوں اور اپنے شوہر کے کمال ایثار کا خیال سامنے ہے۔ اور اسی سلسلہ میں فرماتی ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

بہن کا جذبۂ غیرت وایثار

مگر عجب ہے گئے یہ نہ برچھیاں کھانے یہ کیا سبب ہوا کیوں دیر کی خدا جانے
لکھے تھے میرے مقدر میں رنج و غم کھانے کہیں گے سب نہ دیا ہوگا ماں ہی نے جانے

سو میں تو جان بھی دے دوں گی اپنی آئی پر
ہزار بیٹے اگر ہوں تو صدقے بھائی پر

نہ اب تلک ہوئے ماموں پہ کس لئے صدقے اگرچہ چھوٹے ہیں نادان پر نہیں ایسے
نہ آنے دوں گی میں اب پاس گرچہ ہیں بیٹے نہ میرے مرنے سے کچھ کام اور نہ جینے سے

کبھی نہ آنسو بہائیں میرے جنازے پر
یہ کہہ مروں گی نہ آئیں میرے جنازے پر

زوجۂ مسلم فرماتی ہیں کہ اگر آج مسلم زندہ ہوتے تو میں ان سے کہتی کہ :-

خدا کے واسطے تم بھیج دو لڑائی پر
نثار ہوتے نہیں جا کے میرے بھائی پر

محاکات

نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ بیٹے آتے ہیں کمال سوچ ہے جلدی قدم اُٹھاتے ہیں
نہ باتیں کرتے ہیں باہم نہ مسکراتے ہیں اداس اداس ہیں کچھ دل میں رنج کھاتے ہیں

بڑے کو مدنظر ہے جو ساتھ چھوٹے کا
وہ اپنے ہاتھ میں تھامے ہے ہاتھ چھوٹے کا

بیٹوں کو آتا دیکھ کر زوجۂ مسلم فرماتی ہیں :-

حسینؑ مرنے پہ ہیں غم میں مبتلا ہوں میں
تمہیں خبر بھی ہے کچھ لاڈلو خفا ہوں میں

بچے قدموں پر گر کر اظہار حال کرنا چاہتے ہیں۔ ماں اپنے خیال کے مطابق اُن

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کے ارادوں کو سمجھ کر اس طرح پیش آتی ہیں:-

جب اُن کو گوشے میں خیمے کے ماں نے بٹھلایا کہا میں سمجھی نہ ماموں نے تم کو بھجوایا
اسی سے دیر ہوئی میں نے مدعا پایا رضا دلاؤں میں تم کو عبث یہ غم کھایا
نثار ہونے پہ تم مستعد رہو پیارو
بجا میں آنکھوں سے لاؤں جو کچھ کہو پیارو

دونوں بھائی قتل ہونے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کرنا چاہتے ہیں، ماں اس طرح کہتی ہے:-

بجا حواس رکھو اپنے جنگ کرنے کو
جسے حسینؑ کہیں پہلے جائے مرنے کو

زوجہ مسلم بچوں کا جذبۂ شجاعت اس طرح جگا رہی ہیں:-

دعوتِ شجاعت

ہر ایک صف پہ ہر اک غول پر چلے جانا تم اپنی تیغ کے جوہر سبھوں کو دکھلانا
قدم بڑھا کے نہ زنہار پیچھے ہٹ آنا یہی ہے پھل مری محنت کا برچھیاں کھانا
ملیں جو شمر و عمرو اُن کو ٹوک لینا تم
جو تیر آئے تو سینے پہ روک لینا تم

تمہارے ماموں کے جو قاتلوں میں ہو مشہور اسے بھی چھوڑنا جیتا نہ پیارو تا مقدور
کرو گے سعی مکرر جو ہوگا کچھ بھی شعور رہے خیال ہر اک بات کا ضرور ضرور
فقط یہ اتنے لیے سب ہے گفتگو پیارو
تمہارے ہاتھ ہے اس ماں کی آبرو پیارو

یہ یاد رکھو جو نرغے میں گھر بھی جانا تم نہ اپنے ماموں کو بہرِ مدد بلانا تم
نہ ساتھ اپنے انہیں خوں میں ڈوبانا تم نہ زخم کھائیں وہ میداں میں زخم کھانا تم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

گنوا دو شوق سے مجھ دل ملول کی دولت
ملے نہ خاک میں پیارو بتول کی دولت

پھر فرماتی ہیں کہ اگر حضرت امام حسین زخمی ہو گئے تو:-

پھر ایسی جنگ کا کرنا نہ کرنا ایک سا ہے
جو زخمی وہ ہوئے مرنا نہ مرنا ایک سا ہے

پھر حضرت کے بغیر پانی نہ پینے کی ہدایت کرتی ہیں:-

ملے گا ساغر کوثر مرو گے گر پیاسے
بغیر ماموں کے پانی نہ پینا دریا سے

بچے جواب دیتے ہیں:-

اگرچہ تشنہ دہن ہم ہیں تم نہ کھاؤ غم   ہمارے واسطے اس نہر کا ہے پانی سم
نہ یہ خیال کرو تم تمہارے سر کی قسم   یہ کوئی بات ہے پانی بھلا پئیں گے ہم

بجا ہواس ہیں گو تین دن کے پیاسے ہیں
علیؑ ساقی کوثر کے ہم نواسے ہیں

اب زوجۂ مسلم اپنے بیٹوں کو اچھا لباس پہناتی ہیں:-

ہر ایک روئے نہ کیوں سن کے ایسے حالوں کو
بنایا دولہا غرض ماں نے مرنے والوں کو

حضرت مسلم کے صاحبزادے سر جھکاتے ہیں، زوجۂ مسلم فرماتی ہیں:-

ابھی گلے نہ ملوں گی نہ میں بلا لوں گی
گلے کٹاؤ گے جب تم گلے لگا لوں گی

رخصت کے وقت زوجۂ مسلم کی حالت یہ تھی:-

دل الڈ آتا تھا ہر چند رو نہ سکتی تھی
عجب یاس سے بیٹوں کی شکل تکتی تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

حضرت مسلم کی زوجہ بیٹوں کو لے کر اپنے بھائی حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں اور اس طرح عرض کرتی ہیں:-

کہا حسین سے جا کر کنیز آئی ہے
تمہارے واسطے دو فدیے نذر لائی ہے

یہ کہہ کے بھائی کی لیکر بلائیں بیٹھ گئی — یہ بات کہنے لگے بھانجوں سے سبطِ نبیؐ
کھڑے ہو کس لیے اب بیٹھو لاؤ تم بھی — رقیہ بولی مناسب ہے اُن کو بات یہی

زیادہ بیٹھ کے صدمے نہ اب کہیں گے یہ
رضا نہ پائیں گے جب تک کھڑے رہیں گے یہ

حضرت مجبوراً اجازت عطا فرماتے ہیں۔ دونوں بچے رخصت ہو کر باہر آتے ہیں۔ عبداللہ حضرت مسلم کے صاحبزادے میدانِ جنگ میں پہنچتے ہیں۔ سپاہ شام کے سالار عمر ابن سعد کو اس کی خبر ہوتی ہے۔

واقعہ نگاری

یہ سن کے آیا عمر اس گھڑی قریب سپاہ — بغور سامنے کی اس شریر نے جو نگاہ
تو دیکھا گھوڑے پہ اسوار ہے وہ غیرت ماہ — یکا یک آن کے نزدیک پہنچا عبداللہ

تمام فوج سراسیمہ اور اداس ہوئی
وہ حُسن دیکھ کے موقوف بھوک پیاس ہوئی

عمر فوج کو عبداللہ پر عام حملہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ بعض رحم دل لوگ کہتے ہیں:-

کوئی بھی ظلم بھلا ایسے کو دکھاتا ہے
عجیب شکل ہے پیاری کہ رحم آتا ہے

حضرت عبداللہ کمال شجاعت دکھاتے ہیں۔ لیکن یزید کی فوج شمر کے اُکسانے سے حملہ کرتی ہے اور چاروں طرف سے تیر برسنے لگتے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر امام حسینؑ سے کہتے ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

زیادہ دل میں سلگتا ہے داغ مسلم کا
قریب ہے کہ بجھا دیں چراغ مسلم کا

یکایک آیا عمر ابنِ مالک اظلم　　لگائی تیغ ہوا مرتے دم عجیب ستم
یہ کہہ کے گھوڑے سے غازی گرا کہ مرتے ہیں ہم　　خبر لو آن کے اے عازمانِ ملکِ عدم

خدا جہاں میں رکھے ماموں جان کے دم کو
یہ کہنا والدہ سے دودھ بخش دیں ہم کو

حضرت عبداللہ بن مسلم شہید ہو جاتے ہیں۔ حضرت امام اُن کی لاش اٹھا کر لاتے ہیں بھائی کی لاش دیکھ کر بھائی کہتا ہے:-

نصیب بھائی کے مرنے کے ساتھ پھوٹ گئے　　لڑائی کی نہیں طاقت کہ ہاتھ ٹوٹ گئے

حضرت محمد بن مسلم پر اپنے بھائی کی شہادت سے اس درجہ عالم بے خودی طاری ہے کہ فوج شام سے مخاطب ہو کر بے اختیار پکار اُٹھے۔

بھائی کا جذبہ محبت

نکلتے بھائی کا دم دیکھا کیوں نہ غم ہو دو چند　　یہ آرزو ہے کہ ہوں جلد اپنی آنکھیں بند
خدا کی راہ میں سر دینا ہے کمال پسند　　اجل کے آنے سے ڈرتے نہیں ہیں دانش مند

شہید بھائی ہوئے خاک ایسے جینے پر
لگاؤ برچھیاں آ آ کے میرے سینے پر

جنگ کرتے ہوئے عبداللہ کے بھائی محمد بھی سخت مجروح ہو جاتے ہیں۔ اور مرتے وقت حضرت امام حسینؑ سے ملنے کی تمنا بیان کرتے ہیں۔ حضرت امام قریب پہنچ چکے ہیں:-

محاکات

کہا حسینؑ نے اے جان ہم تو آ پہنچے　　قریب لاش پئے ماتم و بکا پہنچے
یہ کہہ کے اور بھی نزدیک وہ سوا پہنچے　　شریر ہٹ گئے جب شاہ کربلا پہنچے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

قدم جو ضعف سے حضرت کے لڑکھڑانے لگے
زمیں پہ بیٹھ گئے لاش کو اٹھانے لگے

حضرت عباس اور حضرت امام حسینؑ عبداللہ اور محمد کی لاشیں خیمہ کی طرف لے جاتے ہیں۔ محمد کی سانس ابھی اکھڑی نہیں۔ اس لیے وہ فرماتے ہیں:-

کمال رنج ہے خونِ جگر میں پیتا ہوں
غضب ہے بھائی تو مردہ ہیں اور میں جیتا ہوں

پھر کہتے ہیں:-

جذبۂ غیرت

کبھی فراق میں رنج والم سے پاؤں گا — قریب والدہ اس دم جو زندہ جاؤں گا
سبب جو جینے کا پوچھیں تو کیا بتاؤں گا — مقام شرم ہے کیا اُن کو منہ دکھاؤں گا
کہیں گی اچھے برے میں تمہیں تمیز نہیں
عزیز جان ہے، ماموں تجھے عزیز نہیں

منظرِ غم

اور کہہ کے آہ کی گودی میں خود بخود تڑپا — طرف حسین کے نظروں سے پیار سے دیکھا
بس ایک ہچکی کے آتے بدن ہوا ٹھنڈا — سدھاری روح سوئے خلد، رہ گیا لاشا
جمال دیکھنے کی منتظر جو تھیں آنکھیں
دہن تو بند ہوا اور کھلی رہی آنکھیں

حضرت امام حسین اپنی بہن حضرت رقیہ زوجہ حضرت مسلم کے پاس اُن کے بچوں کی لاشیں لے جاتے ہیں۔ حضرت رقیہ ضبط وصبر کا مجسمہ بنی ہوئی بیٹوں کو مخاطب کر کے کہتی ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ضبط و ایثار

پئے جہاد سوئے دشت جانے کے صدقے　　تمہارے لڑنے کے خوں میں نہانے کے صدقے
شہید ہونے کے اور نیزے کھانے کے صدقے　　تمہارے مرنے کے قربان آنے کے صدقے
ادا ہوئے مرے فرزند حق مادر سے
میں سرخرو ہوئی زہراؑ سے اور پیمبرؐ سے

شہادت حضرت عونؑ و محمدؑ:

مناقب حضرت زینبؑ

پہنے ہے سر میں خلعتِ آلامِ فاخرہ　　گھیرے ہوئے ہے ظلم کی افواج قاہرہ
ہوگی جہان میں کوئی زینبؑ سی شاکرہ　　ہاجرؑ کی طرح بیٹوں کے غم میں ہے صابرہ
زینبؑ کی مدح میں ہے ثنا خوانیٔ بتولؑ
مریمؑ ہے اپنے عصر کی وہ ثانیٔ بتولؑ

مرثیہ نگار نے دکھایا ہے کہ حضرت زینبؑ کے تین صاحبزادے ہمراہ آئے تھے۔ جن میں سے ایک کا نام عبداللہ تھا۔

بہن کا جذبۂ محبت

پیارے کمال گرچہ تھے زینبؑ کو اپنے لال　　لیکن نہ بھائی سے کوئی پیارا تھا خوش خصال
ماموں پہ بھانجے ہوں فدا تھا یہی خیال　　کوئی نہ ایسی بات ہو بھائی کو ہو ملال
یہ سہل ہے جو بیٹوں کو جنگل میں کھوؤں میں
لیکن نہ وہ گھڑی ہو جو بھائی کو روؤں میں

جذبات

یہ سوچ سوچ روتی تھی وہ دخترِ بتولؑ　　جو تینوں بیٹے خیمے میں داخل ہوئے ملول

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

زینبؑ کے پاس آئے سعادت ہوئی حصول پژمردہ بیٹھے باغِ شہادت کے تینوں پھول
مضطر اُداس اُداس تھے اور رنج سہتے تھے
دل میں ہزاروں باتیں تھیں پر کچھ نہ کہتے تھے

محاکات

مادر نے سمت بیٹوں کے کی پاس سے نگاہ بے اختیار رو اُٹھے وہ تینوں رشکِ ماہ
زینبؑ یہ بولی رنج سے کیوں حال ہے تباہ گو چاہتے تھے یہ کہیں دو اذن رزمگاہ
لیکن حجاب سے نہ رضا مانگ سکتے تھے
آنسو بھرے تھے آنکھوں میں اور منھ کو تکتے تھے

بچے اپنی ماں یعنی حضرت زینبؑ سے اُن کے رونے کا سبب پوچھتے ہیں :-

بہن کا جذبۂ محبت وایثار

زینبؑ یہ بولی کیوں نہ ہوں صدمہ کشیدہ حال ماں جایا میرا نرغۂ اعدا میں پھنس گیا
لیکن غم و الم سے مرے تم کو کام کیا ہمراہ میرے رونے سے کیا ہوگا فائدہ
کیوں بات تم نے آنے دی رنج و ملال تک
تم پر جو فیض تھا نہیں اس کا خیال تک

روتے ابھی تو دیکھا ہے مجھ کو بصد ملال اس سے زیادہ ہوگا کوئی دم میں غیر حال
محبوس ہونگی ہوگا نہ یہ فاطمہ کا لال اس سر پہ خاک اڑاؤنگی کھولوں گی سر کے بال
بھائی کو اپنے خیمے میں کاہے کو پاؤں گی
نامحرموں میں لاشے پہ رونے کو جاؤں گی

افسوس کی ہے جا مری الفت نہیں ذرا بالفرض مجھ سے اُنس بھی ہو تم کو پھر بھی کیا
یہ چاہیئے کہ عشق برادر سے ہو سوا دشمن کو دوست سمجھوں جو بھائی پہ ہو فدا
ماموں نہ سمجھو تم نہیں کچھ اس سے کام ہے
طاعت ہے اس کی فرض کہ سب کا امام ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

جذبات

اُس دم تلک سحر سے تمہارا تھا انتظار — میں کہتی تھی کہاں ہیں مرے بیٹے جاں نثار
تم اس گھڑی جو آئے یہ کچھ بھی میں دل فگار — کچھ لینے مجھ سے آئے ہیں اس سے ہیں اشک بار

سو تم کو نیک و بد کی نہیں اپنی فکر تک
جو چاہتی تھی میں نہ کیا اس کا ذکر تک

بہن کا جذبہ محبت و ایثار

میں جانتی تھی مانگو گے رخصت پے جدال — سو تم نے تو نہ کچھ بھی کہا اپنے دل کا حال
ناچار ہو کے کہتی ہوں میں خود بصد ملال — مانو گے میرا کہنا اگر ہو گے میرے لال

بس صاف صاف یہ ہے کہ مرنے کو جاؤ تم
گر اس میں عذر ہے تو نہ مرے پاس آؤ تم

بہن کا جذبہ محبت و فرض شناسی

بھائی سے تم زیادہ ہو پیارے سو یہ بجیر — جو ان کے کام آئے وہ اپنا ہے گو ہو غیر
یہ دوستی نہیں ہے میرے حق میں یہ ہے بیر — بھائی مرا شہید ہو تم دیکھو بیٹھے سیر

کیونکر نہ صدقے کیجئے ہر نور عین کو
اماں نے مرتے دم مجھے سونپا حسین کو

بچے ماں کے قدموں پر گر پڑے ہیں اور اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جب سے فرزند عقیل میدان میں کام آئے ہم اسی خیال میں ہیں کہ میدان جنگ میں جائیں۔ لیکن ماموں اجازت نہیں دیتے۔ ہم آپ کی خدمت میں اس لیے آئے ہیں کہ آپ ہماری سفارش کریں پھر کہتے ہیں:۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بچوں کا جذبۂ محبت ماں کے ساتھ

تم کو جو دیکھا رنج میں صدمہ ہوا کمال	اس خوف سے نہ ہم نے کیا اذن کا سوال
کیا اذن موت مانگیں کہ پیارے بہت ہیں لال	پہلے سے رنج میں ہیں زیادہ نہ ہو ملال
کیا بے محل رضا کا کریں اب سوال ہم
موقع جو کوئی پائیں کریں عرض حال ہم

بچوں کا معصومانہ جذبۂ محبت

ماں بولی سچ ہے لینے کو آئے تھے یاں رضا	یا تم نے اس گھڑی مری خاطر کو کہہ دیا
بیٹوں نے عرض کی نہیں خاطر کی ہے یہ جا	لو ماموں جان سے ہمیں الفت نہیں ہے کیا
ہنس ہنس کے رن میں نیزہ و شمشیر کھائیں گے
اماں تمہارے سر کی قسم سر کٹائیں گے

ماں کی محبت اولاد کے ساتھ

یہ کہہ کے جب وہ اٹھنے لگے ماں نے یوں کہا	بیٹھو کہاں ابھی سے چلے تم پہ ماں فدا
بولے وہ ٹھہریں کس لیے ہم مل گئی رضا	ماں نے کہا یہ سچ ہے جگہ غور کی ہے کیا
اے پیارو کوئی غیر نہیں جی سنبھال لو
ارمان دل میں باقی ہیں جو جو نکال لو

یہ سن کے بیٹوں نے کیئے ہتھیار زیب تن	کمروں کو کس کے کہنے لگے دونوں گل بدن
کیا حکم ہم کو ہوتا ہے مشتاق واں ہے رن	چھاتی لگا کے کرنے لگی اس طرح سخن
دولھا بنایا شہ کی غلامی کے واسطے
نانی کے پاس جاؤ سلامی کے واسطے

یہ بیبیاں بصد درد و الم رخصت کرتی ہیں۔ حضرت زینبؑ بچوں کو لیے ہوئے تا درِ خیمہ پہنچیں فضہؓ کی معرفت حضرت امام کو طلب کرتی ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

جذباتِ غم

فضہ نے جا کے خیمے کے پردے سے کی نگاہ دیکھا کھڑے ہیں سامنے روتے ہیں کرکے آہ
چلا کے یوں صدا دی ادھر آؤ جلد شاہ زینب تمہیں بلاتی ہیں احوال ہے تباہ

کیا کیا عزیز مر گئے صدمے بڑے ہوئے
کیوں دشمنوں کے سامنے تم ہو کھڑے ہوئے

حضرت امام داخل خیمہ ہوتے ہیں۔ حضرت زینب کے اصرار سے مجبور ہو کر بچوں کو اذن وغا دیتے ہیں۔ حضرت زینب سے کہتے ہیں کہ ایک کے بعد ایک جنگ کرے۔ یہ فرماتی ہیں:۔

درسِ شجاعت

گر تم شریک ہو کے لڑے لطف کیا رہا دیکھوں تو کون لڑتا ہے میدان میں سوا
انجامِ جنگ یہ ہے کہ ہو جاؤ تم فدا ہٹ آؤ تم نہ ایسی دکھائے گھڑی خدا

بڑھ بڑھ کے وار کیجیو تم جی گھٹے نہیں
نانا تمہارے جنگ سے بیٹا ہٹے نہیں

تاثیرِ بیاں

پانی کہیں نہ پیجیو گو خشک ہے زباں سمجھو یقین دودھ نہ پھر بخشے گی یہ ماں
لاکھوں ستم ہیں بھائی پہ کیا کیا کروں بیاں از آب ہم مضایقہ کردند کوفیاں

جز داغ نیست دعوتِ مہمان کربلا
خوش داشتند حرمتِ مہمان کربلا

محمد میدانِ جنگ میں پہنچتے ہیں۔ تشقی مخالفین کی زبان سے محمد کے حُسن کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

آنکھیں وہ آنکھیں دیکھا کئے جس سے روئے شاہ
اور کان ایسے جس سے سنی گفتگوئے شاہ
بینی کو اس کی عطر سے بہتر ہے بوئے شاہ
عالی دماغ وہ ہے کہ پانی ہے خوئے شاہ
تاثیر شیرِ دخترِ حیدر دکھائے گا
شمشیرِ برق زا کے یہ جوہر دکھائے گا

حُسنِ تشبیہ

لے سر سے تا بہ پایہ سراپا ہے غرقِ نور
عکسِ رُخِ منیر سے ہے نور دُور دُور
خورشید رُخ سے ذرہ ہے ہر ایک مثلِ طور
گیسو کا اس کے رُخ پہ نہیں بے سبب شعور
رونق وہ زمین و زماں آج زلف ہے
چہرہ قمر ہے اور شب معراج زلف ہے

ایک جگہ ذقن کے قریب تل کی تعریف میں کیا خوب کہا ہے:-

چاہ ذقن کے پاس نمایاں اگر ہے تل
قنبر کھڑا ہے چشمۂ کوثر کے متصل

واقعہ نگاری

یاورعمر کے ششدر و حیران تھے یکدگر
سمجھا رہا تھا فوج کو کچھ شمر بدگہر
اتنے میں نکلے فوج سے دو چار اہلِ شر
تلواریں دُہری باندھے ہوئے ڈھالیں کاندھوں پر

....

....

پیلِ دماں کی طرح سے آئے شریر جب
نیزے سنبھالے آنکھیں دکھائیں بصد غضب
زینبؑ کے لال سے کہا تم کیا لڑو گے اب
لڑکے ہو اور اکیلے ہو بھوکے ہو تشنہ لب
پھر جاؤ گھر کو بھیج دو شبیرؑ کو ذرا
دیکھیں وہ آکے ضربتِ شمشیر کو ذرا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

معرکۂ جنگ

یہ سُن کے حملہ ور ہوا اک بانیٔ ستم
خالی دیا وہ وار محمدؐ نے ہو کے خم
پہلو میں اس کے جاکے جو نیں تیغ کی علم
بے دم کیا شریر کو لینے دیا نہ دم
جو اس کے ساتھ تھے انہیں قبضہ میں کر لیا
دھرنے دیا نہ پاؤں تہِ تیغ دھر لیا

تلوار کی تعریف

اس درجہ آب تیغ سے ظالم ہوئے تھے سرد
دوزخ کی سمت سید ھے گئے وہ اٹھی نہ گرد
فی الفور موجِ خوں بنا وہ وادیٔ نبرد
زندہ جو فوج میں تھے کھڑے تھے وہ زرد زرد
پانی تھی فوج تیغ درخشاں کے کاٹ میں
زندے بھی غرق خوں ہوئے مردوں کے گھاٹ میں

محمدؐ عام جنگ کرتے ہیں :-

معرکہ کارزار

بے طرح گرم ہو گیا میدان کشت و ضرب
فی النار والسقر ہوئے ناری میان کرب
اشرار بھاگے جاتے تھے کر سکتے تھے نہ حرب
میدان میں ایک حشر سا برپا تھا شرق و غرب
گہ میسرہ کی فوج کو مسمار کرتے تھے
گہ میمنہ کے لوگوں کو فی النار کرتے تھے

حضرت محمدؐ کے گھوڑے کی تعریف :-

یوں آیا نیزہ داروں پہ گھوڑا بڑھائے شیر
بے خوف جس طرح سے نیستاں میں جائے شیر
اعدا ٹھہر نہ سکتے تھے بہرِ وغائے شیر
روباہ سامنا کریں کیا جبکہ آئے شیر
نیزوں کو پھینک پھینک کے فی الفور ہٹ گئے
کچھ سامنے جو آگئے سر اُن کے کٹ گئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

تعریف اسپ و تیغ

مثل ہوا روانہ تھا راہوار چار سمت جانیں چھپاتے پھرتے تھے اشرار چار سمت
شمشیر آبدار کا تھا وار چار سمت گرتی تھی ایک برق شرر بار چار سمت
بجلی کی طرح تیغ درخشاں چمکتی تھی
جب سر پہ گرتی تھی تو کہیں رک نہ سکتی تھی

حضرت زینب قریب در کھڑی ہوئیں بچوں سے حالت جنگ پوچھتی ہیں۔ بچے جواب دیتے ہیں:-

اُن دونوں نے یہ عرض کی رکھیے بجا حواس ہوں فتح یاب ہم کو خدا سے یہی ہے آس
اتنا مگر ہے خوف کہ ہوگی کمال پیاس ورنہ کسی طرح سے نہیں اور کچھ ہراس
اعدا کو ہم کیلے ہیں چڑھتے ہی جاتے ہیں
پیچھے ذرا ہٹے نہیں بڑھتے ہی جاتے ہیں

ماں بیٹوں میں یہ ہو رہے تھے یاں ہم کلام میداں میں مستعد ہوئے بدعت پہ اہلِ شام
افسوس نیزوں سے اُنہیں زخمی کیا تمام لشکر قریب آگیا پڑنے لگی حسام
تیروں سے سینہ خانۂ زنبور ہوگیا
جامِ حیات خون سے معمور ہوگیا

جذباتِ غم

یہ سن کے قتل گاہ کی جانب سدھارے شاہ زینب کلیجہ تھام کے بیٹھی زمیں پہ آہ
فرمایا عون سے کہ میرا حال ہے تباہ وہ تو شہید ہو چکا لو تم بھی اپنی راہ
جانا اگر بہشت کو ہے جلد جاؤ تم
وہ لاش آنے پائے نہ یاں مر کے آؤ تم

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

محاکات

یہ سُن کے وہ سوار بدرد و بکا ہوا گھوڑا اُٹھا کے جلد سدھارا بہ ِ وغا
رستے میں پایا بھائی نے لاشہ جو بھائی کا پھر پھر کے دیکھتا ہوا آگے کو بڑھ گیا
بھائی کی دوری دل پہ بڑا داغ دے گئی
چاہا کہ ٹھہروں پر کشش جوش لے گئی

حضرت امام لاشۂ محمدؑ کے قریب ہیں۔ اس طرف عون میدان کارزار میں مصروف جنگ ہیں۔ آخر کار ایک شامی کے ہاتھ سے یہ بھی مجروح ہو کر حضرت امام کو پکارتے ہیں۔ آپ لاشہ کو حضرت عباسؑ کے سپرد فرما کر عون کی طرف جاتے ہیں۔ حضرت زینبؑ کو معلوم ہوا کہ آپ کے دوسرے فرزند بھی شہید ہوئے۔ آپ ایک عالم دردو بے خودی میں تیسرے بیٹے کو بھی میدان جنگ میں بھیجتی ہیں۔

جذبۂ غم

راہی ہوا یہ سن کے عبیداللہ حزیں بھائی کا غم تھا ایسا کہ تھا موت سے قریں
دل مضطرب تھا قاتلوں پہ تھا وہ خشمگیں کہتا تھا جلد آ بھی چکے موت اب کہیں
لیں گے قصاص تیغ کے جوہر دکھائیں گے
جاتے ہی رن میں نیزہ و شمشیر کھائیں گے

بھائی کی حالت بھائی کے غم میں

اثنائے راہ لاشِ محمدؑ سے یہ کہا تم رن میں قتل ہوگئے آئی مری قضا
شمشیریں تیر نیزے مہیا ہیں جابجا بازو شکستہ ہوگئے جا کر لڑوں گا میں
ٹوٹی کمر جوانی میں طاقت نہیں رہی
لاشہ تمہارا دیکھا بصارت نہیں رہی

جوش شجاعت اور میدان کارزار

یہ کہہ کے آگے بڑھ گیا غازی برائے جنگ اس ضرب تیغ سے ہوئی ساری سپاہ دنگ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

خونِ عدو کو چاٹ کے اپنا جمایا رنگ — تنہا ہے لاکھوں دشمنِ خالق ہوئے تھے تنگ

ظاہر جو رن میں جوہرِ تیغ دو دم کیے

جو جو بڑے جری تھے سر ان کے قلم کیے

حضرت عباسؑ لاشِ محمدؑ لیے ہوئے حضرت زینبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ فرماتی ہیں:۔

بہن کا جذبۂ محبت اور صبر

زینبؑ نے یہ کہا ابھی مجھ سے نہ کچھ کہو — مجھ میں حواس تک نہیں عباسؑ چپ رہو

بھائی مرے اکیلے گئے ہیں ستم نہ ہو — ایسا نہ ہو کہ داغ شہنشاہ تم سہو

اعدا میں خود گئے وہ کسی کو نہ لے گئے

نا حق وہ لاشِ عون کو لینے چلے گئے

عباسؑ جلد جاؤ بلاؤ حسینؑ کو — زینبؑ ہے بے قرار دکھاؤ حسینؑ کو

اعدا میں کیا گھرے ہیں بچاؤ حسینؑ کو — گو لاش وہ نہ آئے پہ لاؤ حسینؑ کو

لاشے سے کام اور نہ دلبر سے کام ہے

اس خواہرِ حزیں کو برادر سے کام ہے

حضرت امام عونؑ کی لاش لے کر آرہے ہیں، حضرت عباسؑ اطلاع دیتے ہیں۔

حضرت زینبؑ بھائی کی محبت میں بے قرار ہو کر کہتی ہیں:۔

بھیجو بہن کے پاس بلائیں لوں بھائی کی

حضرت امام یہ کلام سن کر جواب دیتے ہوئے بصد درد کہتے ہیں۔

ان کو گلے لگاؤ کہ پھر کب لگاؤ گی

اک آن میں یہ لاشے بھی اُن کے نہ پاؤ گی

حضرت زینبؑ کہتی ہیں:۔

زینبؑ نے بھائی سے کہا لاشوں سے مجھ کو کیا — میں تم کو دے چکی مجھے کام ان سے کیا رہا

Presented By: https://jafrilibrary.com
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میری خدا سے ہے یہی آٹھوں پہر دعا   زینب کے سر پہ آپ کا سایہ رہے سدا

پردیس میں چھٹوں میں نہ بھائی حسینؑ سے

لاکھوں ستم ہوں ہو نہ جدائی حسینؑ سے

یہاں یہ گفتگو تھی کہ حضرت زینبؑ کے تیسرے فرزند حضرت عبیداللہ بھی شہید ہو گئے۔ حضرت امام جانا چاہتے ہیں۔

بہن کا جذبۂ محبت وصبر

جانے لگے حسینؑ تو زینبؑ نے یہ کہا   لاشہ نہ لینے جائیو خواہر یہ ہو فدا

دشمن تمام دشت میں ہیں درپۓ دغا   ایسا نہ ہو کہ مارے کوئی تیرِ جفا

روئی بہت ہوں اب میں زیادہ نہ روؤں گی

بیٹوں کو میں نے کھویا پہ تم کو نہ کھوؤں گی

واقعہ نگاری

شہ نے کہا کہ بس نہیں قسمت سے اے بہن   میرے لیے تو اس نے سہے رنج اور محن

جانے دو مجھ کو خاک پہ ہے میرا گلبدن   ایسا نہ ہو کہ کاٹ لیں سر اس کا تیغ زن

کچھ غم نہیں میں جان بھی اپنی گنواؤں گا

جس طرح ہوگا لاش اٹھانے کو جاؤں گا

حضرت امام تسکین دے کر روانہ ہوتے ہیں۔ حضرت زینبؑ حضرت عباسؑ سے فرماتی ہیں:-

تنہا حسینؑ جاتے ہیں تم ساتھ جائیو

بازو کا اپنے تھامے ہوئے ہاتھ جائیو

حضرت امام حسینؑ حضرت عباسؑ کے ساتھ مجروح بھانجے کے پاس پہنچتے ہیں بھانجا یہ کہتا ہے:-

وقتِ اخیر دید کا ارمان تھا بڑا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

جذباتِ غم

یہ کہہ کے تڑپا خاک پہ حضرت کا جاں نثار ایک ہچکی آئی جان ہوئی تن میں بے قرار
آنکھیں پھرا دیں سرد ہوا سارا جسم زار حضرت نے دل کو تھام لیا ہو کے اشکبار
فرمایا ہائے پیاسا مسافر گذر گیا
افسوس بھانجا میرا مقتل میں مر گیا

دعا

پھر شہ نے روئے پاک کیا سوئے آسماں عمامہ رکھ کے ہاتھوں پہ بولے بصد فغاں
کیا کیا نہیں ہے ستم فوجِ دشمناں یہ آرزو ہے اُس کی عوض کل کے مہرباں
غمخواروں کو ضرور قیامت میں بخشیو
اے ربِّ پاک نانا کی اُمت کو بخشیو

ماں کا صبر

زینب نے دیکھے خون میں ڈوبے جو اپنے لال ٹکڑے ہوا کلیجہ مگر دل لیا سنبھال
بھر آئے اشک آنکھوں میں جب یہ کیا خیال اے دل یہ وقت صبر ہے صدمہ ہے گو کمال
مجھ کو ملول پا کے اخی جان کھوئے گا
رونے سے میرے بھائی سوا اور روئے گا

فرض شناسی

زینب پکاری بیٹوں سے راضی ہوئی میں اب جو چاہتی تھی میں وہ ہوئے ان سے کام سب
کس خوبی سے ہوئے یہ نثارِ شہِ عرب ماموں کے آگے مارے گئے بھوکے تشنہ لب
حضرت پہ دستِ ظلم اُٹھانے نہیں دیا
خود زخم کھائے زخم انہیں کھانے نہیں دیا

جذباتِ غم

یہ کہہ کے لاشوں کی لگی لینے بلائیں ماں ڈوبا لہو میں دیکھ کے وہ روئی نیم جاں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

دل پر نہ اختیار رہا یوں کیا بیاں　　جیتے گئے تھے آئے مگر مر کے تم یہاں
حق سے ادا ہوئے ہو بالشبہ حق یہ ہے
بے دفن و بے کفن ہو پڑے تم قلق یہ ہے
سمجھاتی گرچہ ہوں پہ نہیں دل یہ مانتا　　پہلے تو میں نے مرنے کی خود دی تمہیں رضا
آئے جو قتل ہو کے تو صدمہ ہوا بڑا　　سو اس کا یہ سبب ہے سنو اے بالو ذرا
کچھ بے سبب نہیں دل خونبار آ گیا
ماموں کے بدلے جان جو دی پیار آ گیا

شہادت حضرت قاسمؑ:

واقعہ نگاری

اصحاب کے الم میں تھے سلطانِ حق پسند　　اور دل سے نعرے آہ کے ہر لحظہ تھے بلند
یوں اپنے خوں میں ڈوبے پڑے تھے وہ ارجمند　　قربانی روز عید ہوں جس طرح گوسفند
وہ گل خزاں ہوئے تھے جو محبوبِ باغ تھے
تھا اک دلِ منیر بہترؑ کے داغ تھے
دیکھا جو سوئے گنج شہیداں بچشم تر　　صد پارہ سب کے لاشے پڑے تھے ادھر اُدھر
گر دوسری طرف کو وہ فرماتے تھے نظر　　اہلِ حرم تھے خیمے میں بے تاب و نوحہ گر
ماتم تھا اور مصیبتیں ہر دم دو چند تھیں
فاقوں میں العطش کی صدائیں بلند تھیں

حضرت قاسمؑ حضرت امامؑ کی خدمت میں میدانِ وغا کی اجازت حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت امامؑ جوشِ محبت سے بے تاب ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد:-

گردن میں ہاتھ ڈال کے حضرت چمٹ گئے
قاسمؑ بھی سینۂ شہِ دیں سے لپٹ گئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہر چند حضرت قاسمؑ اصرار کرتے تھے لیکن جناب امامؑ کسی طرح اذن وغا دینے پر رضامند نہیں ہوتے تھے۔ آخر کار اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہتے ہیں:-

باقی جو پھوڑے ہیں وہ سب مرنے جاتے ہیں
اک ہم وہ ہیں رضا نہیں مرنے کی پاتے ہیں

پھر یہ خیال آتا ہے کہ والدہ نے ہمارے لیے سفارش نہیں کی۔ دل سے کہتے ہیں کہ:-

جذبۂ ایثار

ہیں سرخرو وہ جن کے یہاں خون بہتے ہیں　　اور اپنی آبرو گئی صدمے یہ سہتے ہیں
جائے نہیں گے ہم یہ چچا جان کہتے ہیں　　محروم اس سعادت عظمیٰ سے رہتے ہیں

[illegible]وں کے حق میں اس سے زیادہ شرف نہیں
افسوس [illegible] بھی ہماری طرف نہیں

حضرت امام حسینؑ حضرت امام حسنؑ کی وصیت کا خیال کر کے اپنی صاحبزادی حضرت کبریٰ کا عقد جناب قاسمؑ سے کر دینا چاہتے ہیں۔ حضرت قاسمؑ دولہا بنائے جاتے ہیں۔ اس وقت سب لوگ اس طرح دعا دیتے ہیں:-

اب داغ نو کسی کا نہ رن میں سہیں حسینؑ
ان دونوں کے سروں پہ سلامت رہیں حسینؑ

اس کے بعد عقد ہو جاتا ہے۔ حضرت قاسمؑ حجلۂ عروسی میں ہیں۔ مرثیہ نگار نے کیا خوب کہا ہے۔ ''حضرت کو کچھ خوشی ہوئی اور کچھ تعب ہوا'' بعد عقد حضرت قاسمؑ کی تصویر اس طرح کھینچی ہے کہ:-

محاکات

گہہ جانب عروس بہ حسرت رہی نگاہ　　دل میں کبھی کہا کہ چلیں سوئے رزمگاہ
گہہ تھا یہ رنج ماں کا بہت حال ہے تباہ　　گہہ تھا چچی کے رنج سے پُر غم وہ رشک ماہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

ناگاہ اضطراب میں عمو کے دھیان میں
ھل من مبارز کی صدا آئی کان میں

دولہا نے ہاتھ چھوڑا دلہن کا باشک وآہ — اور چاہا جاؤں جانب میداں بحکم شاہ
گو حال تھا عروس کا بھی رنج سے تباہ — شرم و حیا سے کہہ نہ سکی کچھ وہ رشک ماہ
اک موج اشک دیدۂ کبریٰ سے بہ گئی
دامن پکڑ کے ہاتھ سے قاسم کا رہ گئی

اس نازک وقت میں حضرت قاسمؑ جس ضبط وصبر کا ثبوت دیتے ہیں۔ اس سے ان کی اخلاقی جرأت و ہمت کا ایک دائمی نقش پڑھنے والے کے دل پر رہ جاتا ہے۔

حضرت قاسمؑ اپنی دلہن کو اس طرح سمجھاتے ہیں:-

پھوپھی چچا کا ساتھ مناسب یہ ہے مجھے
سو جان سے نثار ہوں واجب یہ ہے مجھے

حضرت قاسمؑ جناب امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر اذن وغا طلب کرتے ہیں۔ حضرت امامؑ مجبوراً یہ کہہ کر

"تم آگے جاؤ بعد تمہارے ہم آتے ہیں"

اجازت دیتے ہیں۔ حضرت قاسمؑ میدان کارزار میں پہنچ کر رجز خوانی کرتے ہیں۔ اس کے بعد جنگ شروع ہوتی ہے۔ ایک جگہ آپ کی معرکہ آرائی کا ذکر کرتے ہوئے مرثیہ نگار کہتا ہے:-

مضبوط کر کے دل کو جو دو تین یل چلے — باغ جہاں میں تیغ کا کھانے کو پھل چلے
پہنچے سزا کو جلد جو واں بے محل چلے — کٹتے ہی پاؤں سوئے سقر سر کے بل چلے
جمنے دیا قدم نہ کسی کا مصاف میں
جلوہ فقط تھا تیغ کا میدانِ صاف میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اثناء جنگ ایک جگہ عمر ابن سعد سے سامنا ہو جاتا ہے۔ حضرت قاسمؑ کس درجہ پُر تاثیر انداز بیان اختیار کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

اسپ و شتر تلک تیرے سیراب ہوتے ہیں
پیاسے رسولؐ پاک کے اطفال روتے ہیں

پھر فرماتے ہیں:-

پُر درد بیان

عقبیٰ کا اپنے کچھ نہیں تجھ کو خیال ہے — خورشید اوجِ دیں کا گوارا زوال ہے
افسوس پیاسا ساقیِ کوثر کا لال ہے — وہ صدمے ہو رہے ہیں کہ جینا محال ہے
جینے سے سیر خاصۂ ربِّ ودود ہے
چہرہ ہے زرد اور لبِ لعلیں کبود ہے

غم انگیز

یہ دھوپ یہ خیام کا تپنا یہ انتشار — گرمی میں العطش کی ہے چاروں طرف پکار
گر ہیں تمہارے زعم میں ہم سب گناہگار — معصوم بے زباں پہ ہے کیوں ظلم بے شمار
بندوں کو خوف چاہیے پروردگار کا
یہ تو کہو قصور ہے کیا شیر خوار کا

حضرت قاسمؑ سے مقابلہ کرنے کے لیے مشہور پہلوان ازرق کے چار فرزند یکے بعد دیگرے آئے اور قتل ہوئے۔ ازرق خود مقابلہ کرتا ہے اور مارا جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت قاسمؑ جناب امامؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر شدت تشنگی کا ذکر کرتے ہیں۔ تشنگی لکھتے ہیں:-

گوہر سے بڑھ کے پانی کا قطرہ نظر میں تھا
کیا قحط آب ساقیِ کوثر کے گھر میں تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

حضرت امام تسکین دینے کے بعد فرماتے ہیں کہ حرم میں بھی ہو آؤ مرثیہ نگار حضرت امام کے ارشاد کو اس طرح ادا کرتا ہے:-

مہلت برائے حرف و حکایات ہو نہ ہو
کیا جانے بعد اس کے ملاقات ہو نہ ہو

حضرت قاسم اہل حرم سے رخصت ہوکر دوبارہ میدان معرکہ میں جا کر شہید ہو جاتے ہیں:-

حضرت قاسم کے حال میں تشفی کا دوسرا مرثیہ :-

حضرت قاسم کی صفت وثنا کے بعد مرثیہ نگار اس ہول آفرین سے کا تصور کرتا ہے۔

جب ان کا لاشہ بھی خاک وخون میں غلطاں نظر آئے گا۔

مومنو جس کے یہ اوصاف سنے تم نے آہ — ہے چراغ سحری خیمے میں وہ غیرت ماہ
مادرِ خستہ جگر کہتی تھی گھر ہوگا تباہ — دل سے آواز یہ آتی تھی کہ انا للّٰہ
ہائے قاسم یہ عجب رنج و محن کا دن تھا
کیا سن و سال تھا کل تیرہ برس کا سن تھا

واقعہ نگاری

اس قدر حسن میں فرزند حسن یکتا تھا — دشمنوں نے بھی جو دیکھا تو کہا صلِ علی
رحم دل صاحب اولاد جو تھے اہل جفا — ترس آیا انہیں پیاسے پہ یہ آپس میں کہا
کس طرح لڑنے کو ماں باپ نے بھجوایا ہے
ہائے افسوس یہ مرنے کے لیے آیا ہے

ایسی بھی صورتیں دنیا میں ہیں سبحان اللہ — اس کو کیا قتل کریں خالق اکبر کی پناہ
ابھی کیا سن ہے جو ہتھیار کریں اس سے آہ — کہہ دو میداں سے چلا جائے سوئے خیمہ شاہ
ماں کو آگاہ کرو خیمے میں لے جاؤ اسے
کیوں یہ مرنے کو یہاں آیا ہے سمجھاؤ اسے

Presented By: https://jafrilibrary.com
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ایک کہنے لگا یہ غم ہے سراسر مجھ کو — اس سے لڑنے کو نہ بھیجے کہیں افسر مجھ کو
خود بخود رحم چلا آتا ہے اس پر مجھ کو — بھیجا شبیر نے اس کو نہیں باور مجھ کو

شدت تشنہ لبی ہے جو یہ گھبرایا ہے
بے رضا پانی طلب کرنے چلا آیا ہے

اس طرف یہ گفتگو تھی، دوسری طرف عمر ابن سعد نے ازرق پہلوان کو جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے حضرت قاسمؑ کی کم سنی کی وجہ سے لڑنے سے انکار کر دیا۔ لیکن پے در پے اپنے چار بیٹوں کو مقابلہ کے لیے بھیجتا ہے۔ چاروں کے قتل ہو جانے پر ازرق خود مقابلہ کرتا ہے۔ باہم رد و بدل کے بعد تیر و شمشیر کے وار ہوتے ہیں۔ ایک موقع پر حضرت قاسمؑ کہتے ہیں کہ دیکھ تو تیرے گھوڑے کا تنگ ڈھیلا ہو گیا ہے۔

واقعہ نگاری

جبکہ قاسمؑ کے مقابل ہوا ازرق آکر — کہا شبیر نے تب سامنے سے چلا کر
بیٹا ہشیار ہو لڑنا نہ کہیں گھبرا کر — کیا ابھی سن ہے وہ غالب نہ ہو غافل پا کر

کیجیو غم نہ کوئی عیش و فرح سے لڑنا
پوتے حیدرؑ کے ہو حیدرؑ کی طرح سے لڑنا

معرکہ آرائی

سارا ابلیس پنا بھولا وہ مقہور خدا — پردہ غفلت کا پڑا ہو گیا بالکل اندھا
جتنا مغرور وہ تھا اتنا ہوا سر نیچا — جانب تنگ ستمگار نے جھک کر دیکھا

تیغ قاسمؑ نے وہیں بڑھ کے لگائی اس پر
موت سے پہلے ہی برق غضب آئی اس پر

ازرق کو مار کر عام جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ آپ کی تیغ آزمائی سے فوج شام کا یہ حال تھا کہ:-

سخت حیران و پریشان جو ہر اک اظلم تھا — ہاتھ سے تیغ گری پڑتی تھی یہ عالم تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

زندہ بھی برق کی دہشت کے سبب بے دم تھا　　تیغ کا دیکھ کے خم پشت کی جانب خم تھا

لے کے شمشیر کو جس جس پہ وہ پھر پڑتا تھا

تیغ پڑنے بھی نہ پاتی تھی کہ گر پڑتا تھا

عمر ابن سعد تیر افگنی کا حکم دیتا ہے:-

محاکاتِ رزمیہ

سن کے یہ پلّے پہ استادہ کماندار ہوئے　　کئی سو تیر چلے جاں کے خریدار ہوئے

کچھ تو خالی گئے اور سینے سے کچھ پار ہوئے　　تیروں سے بس نہ چلا جنگ سے بیکار ہوئے

جوں جوں یہ بڑھتے تھے بے پیر ہٹے جاتے تھے

تیر پر تیر بصد قہر چلے آتے تھے

حضرت قاسمؑ زخموں سے چور ہیں ناگاہ نیزوں کے بھی وار پڑنے لگے۔ بالآخر آپ فرشِ خاک پر گر جاتے ہیں۔ حضرت امامؑ و حضرت عباسؑ و علی اکبرؑ مدد کے لیے بڑھتے ہیں۔ لیکن وہاں تک پہنچنے نہیں پاتے۔ تعشق نے واقعۂ شہادت کو ان لفظوں میں بیان کیا ہے:-

جانبِ گلشنِ فردوس سفر کر گئے ہائے

لوٹتے لوٹتے گھوڑوں کے تلے مر گئے ہائے

بمشکل جناب امام حسینؑ حضرت قاسمؑ کی لاش خیمہ میں لاتے ہیں۔ مخدراتِ عصمت میں کہرام بپا ہے۔ مادرِ حضرت قاسمؑ انتہائے غم میں بھی اس طرح لاشۂ فرزند سے مخاطب ہو کر فرماتی ہیں:-

واری میداں کی طرف جاتے ہیں شاہِ ابرار　　کہیں ایسا نہ ہو چل جائے چچا سے ہتھیار

میں رضا دیتی ہوں منگواؤ تم اپنا راہوار　　جاؤ عمو کی مدد کرنے کو اماں ہو نثار

تیغ سے دشمنوں کو جا کے نہیں ٹوکتے ہو

واری مرنے سے چچا کو نہیں تم روکتے ہو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شہادت حضرت عباسؑ:

تشفیؔ لکھنوی نے مندرجہ ذیل مرثیے حضرت عباس علیہ السلام کی شہادت سے متعلق تصنیف کیے ہیں:-

۱۔ عزیزو ہے گل گلزار مرتضیٰ عباسؑ — مجتث

۲۔ جب اذن جنگ حضرت عباسؑ کو ملا — مضارع

۳۔ کیوں شہرۂ آفاق نہ ہو جرأت عباسؑ — ہزج

مناقب حضرت عباسؑ کے سلسلہ میں تشفیؔ لکھتے ہیں:-

عزیزو ہے گل گلزار مرتضیٰ عباسؑ — ریاض عشق میں ہے سرو با خدا عباسؑ
حسینؑ ہے گل حق بلبل وفا عباسؑ — گل حدیقۂ موہیں پر رہا فدا عباسؑ
جہاں امام گئے وہ بھی ساتھ جا پہنچا
خیال باغ شہادت میں کربلا پہنچا

اہل بیت شدت تشنگی سے بے تاب ہیں۔ بچوں میں کہرام مچا ہوا ہے۔ اس وقت امام بھائی کو کنواں کھدوانے کا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:-

یہ سن کے خوش ہوا بازوئے شاہ نیک نہاد — وہاں پہ کھدنے لگا چاہ موجب ارشاد
سنا جو حال یہ سب طفل آئے با دل شاد — لیے تھے ہاتھوں میں کوزے لبوں پہ تھی فریاد
دم اُلٹے جاتے تھے سینوں میں سب کے رُک رُک کر
یہ پیاس تھی کہ کنواں دیکھتے تھے جھک جھک کر

سپاہ شام کو لوگوں نے جا کے دی یہ خبر — کنواں کھدا ہے وہاں جمع سب ہیں تشنہ جگر
قریب ہے کہ پئیں پانی چاہ سے لے کر — خبر یہ سنتے ہی چڑھ آیا شام کا لشکر
کمر سے خنجر کیں جا بجا نکلنے لگے
برائے جنگ و جدل اہل کیں سنبھلنے لگے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کنویں کے پاس جب آئی سپاہ کوفہ و شام — کمال ڈر گئے اطفال بادشاہ انام
نہ بھرنے پائے وہ پانی سے اپنے خالی جام — لرزتے کانپتے راہی ہوئے بہ سمت خیام

کہا یہ ماؤں سے جا کر کہ فوج آئی ہے
کنواں جو کھودا ستمگاروں کی چڑھائی ہے

ہوئی جب آمد صبح شہادت شبیرؑ — زیادہ اور ہوئی غیر حالت شبیرؑ
جنہیں لے آئی تھی رن میں محبت شبیرؑ — وہ کہہ رہے تھے جو پائیں اجازت شبیرؑ

فدا ہوں احمد مختار کے یگانوں پر
یہ جاں نثار ابھی کھیل جائیں جانوں پر

سحر سے جنگ کے ساماں ہوگئے آغاز — شہید پہلے ہوا حُر برائے شاہِ حجاز
پھر اس کے بعد ہوئے قتل اور سب جانباز — نثار ہو کے ہوئے باغِ خلد میں ممتاز

شہید ہوگئے فرزند مسلم مضطر
نثار ہوگئے قاسم بھی رن میں لختِ جگر

آخر کار جناب امام حضرت عباسؑ کو ساتھ لے کر مقابلہ غنیم کے لیے نکلتے ہیں۔
دونوں حضرات کو فوج کی طرف آتے دیکھ کر:۔

ہر ایک سے پسرِ سعد نے یہ کی تقریر — وہ دونوں جو آتے ہیں اُن کو مارو تیر
یہ سن کے مستعدِ جنگ ہوگئے بے پیر — کمر سے کھینچ کے تیغ دوسر بڑھے شبیرؑ

برائے جنگ سپاہِ ستم شعار بڑھی
انہیں ہٹانے کو حضرت کی ذوالفقار بڑھی

تلوار کی تعریف

خدا کا قہر پئے لشکرِ عدو تھی تیغ — کمال صاعقہ کردار و گرم خو تھی تیغ
اصیل و تیز زبان و کشادہ رو تھی تیغ — غضب کی آفتِ دوران و جنگجو تھی تیغ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

برش جو معرکے میں دم قدم کے ساتھ رہی
تو راستی بھی کمر بستہ خم کے ساتھ رہی

جو سید ھی گرتی تھی ہر ایک صف الٹی تھی — زمین لاشوں سے وہاں دہنے بائیں پٹتی تھی
کسی لعیں کا جو سر کاٹ کر وہ ہٹتی تھی — جھجک کے موت خود اُسکے گلے لپٹتی تھی

نہال قد پہ گلِ زخم کی بہار ہوئی
جو کوئی آگیا منہ پر گلے کا ہار ہوئی

شکست خوردہ ہوئے جا بجا جو تیر انداز — تو نیزہ داروں نے آکر لڑائی کی آغاز
علی کی جنگ کا دکھلا دیا یہاں انداز — زمیں پہ رکھ دیئے نیزوں نے اپنے روئے نیاز

خمیدہ خوف سے مثلِ کمال تھے سرکش سب
کمانیں چھوڑ دیں پھینکے زمیں پہ ترکش سب

دونوں بھائی ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ عباس تنہا رہ جاتے ہیں۔ مگر اُن کی سپاہیانہ جرات میں فرق نہیں آتا۔ اتنے میں ایک مخالف شہادتِ امام حسین کی غلط خبر پہنچا تا ہے۔ یہ خبر جانکاہ سن کر آپ بے دل ہو جاتے ہیں۔ اس وقت دشمن موقع پا کر شہید کر دیتے ہیں۔

حضرت عباس کے حال میں یہ تشفی کا دوسرا مرثیہ ہے:-

واں کثرتِ افواج تو یاں قلتِ انصار — چالیس پیادے تھے تو بتیس سب اسوار
یہ پیاسے تھے اور قابضِ دریا تھے ستمگار — تاکید تھی پانی نہ انہیں دیجیو زنہار

خم ضعف سے تھا قامت ہر سرو رواں میں
کانٹے تھے پڑے غنچے دہانوں کی زباں میں

گو پانی نہ تھا ان کو کئی دن سے میسر — سب کر رہے تھے شکرِ الٰہی سے زباں تر
اور ورد زباں پیاس میں تھا سورۂ کوثر — کہتے تھے کہ لبریز ہوئے عمر کے ساغر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جاری رہے دریائے کرم شاہ زماں کا
حافظ ہے خدا آبروئے تشنہ دہاں کا

پڑھ پڑھ کے نمازیں ہوئے فارغ جو نمازی اصطبل سے آنے لگے اُن کے لیے تازی
گو کم تھی بہت فوج شہنشاہ حجازی سب شوقِ شہادت میں مسلح ہوئے غازی

نقارۂ حربی جو بجا اہلِ وغا میں
ہونے کو صف آرا گئے میدان وغا میں

وہ نور کا تڑکا وہ ہوا سرد وہ صحرا وہ سبزہ وہ پھولوں کی مہک اور وہ دریا
سیراب اُدھر اور ادھر پیاس کا صدمہ یاں قلت احباب تو واں کثرتِ اعدا

مشتاقِ جناں شاہ کے انصار کھڑے تھے
سر دینے کو کمریں کسے تیار کھڑے تھے

نقارۂ حربی کو بجاتے تھے وہ بے پیر اور لشکر شبیرؑ میں تھے نعرۂ تکبیر
جوڑے گئے افسوس کمانوں میں جوں ہی تیر جانے لگے لڑنے کیلئے یاورِ شبیرؑ

تلواروں میں حضرت کے سپر ہو گئے غازی
گو خشک تھے لب خون میں تر ہو گئے غازی

حضرت مسلم کے جگر گوشوں کی شہادت کے بعد:-

زینب نے برادر پہ تصدق کئے جب لال آئی یہ خبر لاشۂ قاسمؑ ہوا پامال
سیدانیوں کا رنج والم سے تھا عجب حال غل تھا نہیں اب بچنے کے شبیرؑ خوش اقبال

تنہائی سے مجبور شہنشاہ ہدا ہیں
عباسؑ ہیں یا ثانیٔ محبوب خدا ہیں

اس وقت یہ حالت تھی کہ:-

دریا کی طرف جانے کے مسدود تھے رستے گھاٹوں پہ لبِ نہر تھے بیٹھے ہوئے دستے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تھی فوج عمر فکر مبارز طلبی میں
تھا پیاس کا غل خیمۂ ناموس نبیؐ میں

حضرت علی اصغر کا یہ حال تھا:-

ماں روتی تھی جھولے میں وہ بیہوش پڑا تھا
گہوارے کو تھامے کوئی سکتے میں کھڑا تھا

حضرت سکینہ شدت تشنگی سے بے تاب ہو کر کہہ رہی تھیں:-

شدت ہے بہت پیاس کی دشوار ہے جینا
وہ سوزِ عطش ہے کہ پھکا جاتا ہے سینا

ایسے نازک وقت میں ...... حضرت امام حضرت عباسؑ کو اجازت جنگ مرحمت فرماتے ہیں:-

ظاہر ہوئی جانباز کے چہرے پہ بحالی — خوش ایسے ہوئے آئی رخ زرد میں لالی
جب مشک ملی موجب حکم شہِ عالی — کس شان سے بس دوشِ مبارک پہ سنبھالی
تھا شور زہے شوکت شیدائے سکینہ
لو جانب دریا چلا سقائے سکینہ

لشکر کے قریب آ گئے عباسؑ علمدار — فرمایا فصاحت سے کہ اے قوم ستمگار
ہٹ جاؤ لبِ نہر سے کچھ پانی ہے درکار — آیا ہوں میں یاں موجب حکم شہِ ابرار
کہنے لگے اعدا کہ نہ تم پاؤ گے پانی
پچھتاؤ گے تم لینے اگر آؤ گے پانی

سمجھاتے رہے فوج میں ایک ایک کو کیا کیا — آئے کسی نہ کسی طرح مگر راہ پر اعدا
سرداروں نے آ آ کے دیا حکم وغا کا — اسواروں نے بڑھ بڑھ کے ہر اک سمت سے روکا
عباسؑ علمدار نے بھی تیغ علم کی
حملہ کیا اور کوئی دعا سینے پہ دم کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

رزمیہ

صف دوسری باندھی گئی مثلِ صفِ اول — تھا طبل کی آواز سے گونجا ہوا جنگل
بجلی تھی ہر اک تیغ اُٹھے ڈھالوں کے بادل — خوں برسا وہ تلوار سے سب بھر گئے جل تھل
تھا شور عجب آمدِ ضرغامِ عرب ہے
کیا قہرِ خدا آیا قیامت ہے غضب ہے

زورِ بیان

تیغ و تبر و تیر و کماں نیزہ و خنجر — چار آئینہ و خود و سپر جوشن و بکتر
گوش و دہن و کام و زباں چشم بداختر — قلب و جگر و سینہ و بازو و تن و سر
شل قطع شکستہ دمِ پیکار ہوئے تھے
سب معرکۂ رزم میں بیکار ہوئے تھے

اسواروں سے لڑتے رہے تا دیر علمدار — روباہوں پہ جھپٹے صفتِ شیر علمدار
گو پیاسے تھے پر جان سے تھے سیر علمدار — کرتے تھے زبردستوں کو واں زیر علمدار
کیوں فوج میں ہوتی نہ اداسی لبِ دریا
تلوار چلی خون کی پیاسی لبِ دریا

تولے ہوئے صمصام دودم کو جدھر آئے — اعدا صفتِ بید لرزتے نظر آئے
زخمی وہ ہوئے راہ میں جو بھاگ کر آئے — خونخوار ترائی کی طرف خوں میں تر آئے
مارا گیا وہ جس نے یرش برچھ کے سوا کی
تھی دھار بلا کی تو برش قہرِ خدا کی

اس وقت لشکرِ غنیم سے ایک چیل دماں اور قوی جثہ پہلوان مارد نامی مقابلہ عباسؑ کے لیے تیار ہوتا ہے۔ اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ:-

پٹکے سے کمر کس کے ہوا عازمِ پیکار — عفریت جفا کیش بہت فربہ و تیار
کاندھے پہ کماں چلّے کو فکرِ لبِ سوفار — یا قوسِ قزح دوشِ ہوا پر تھی نمودار

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

دستانے پہن کر کہا خادم سے کہ لا خود
آراستہ کی بر میں زرہ سر پہ رکھا خود

ماردِ سرفروشانہ میدان جنگ میں اُترتا ہے۔ اور آتے ہی سقائے نامدار سے کہتا ہے:-

جو لوگ ابھی آپ سے میداں میں لڑے ہیں | کیا جانیں لڑائی کو وہ نادان بڑے ہیں
اک ہم ہیں کہ یوں سامنے بے خوف کھڑے ہیں | مارے ہوئے اس ہاتھ کے لاکھوں ہی پڑے ہیں
لڑتے ہیں پیادوں سے سواروں سے اکیلے
ہم سامنا کرتے ہیں ہزاروں سے اکیلے

عباس نے سن کر سخن ماردِ گمراہ | فرمایا فصاحت سے کہ او دشمن بدخواہ
سمجھانے کی خاطر ہوا وارد جنگاہ | کیا میرے حسب اور نسب سے نہیں آگاہ
جوہر مرے قبضے میں ہے شمشیر خدا کا
ورثے میں مجھے زور ملا شیرِ خدا کا

مہر و کرم و ہمت و اشفاق و سخاوت | رعب و شرف و ہیبت و شوکت و حشمت
مشک و علم و جرات و اجلال و شجاعت | لطف و ادب و ثروت و اکرام و عدالت
درگاہِ الٰہی سے یہ سب ہم کو ملا ہے
کچھ پیاس کا شکوہ ہے نہ مرنے کا گلا ہے

کہتا ہے یہ راوی سنی جس وقت یہ تقریر | اس دم نہ رہا آپ میں وہ ماردِ بے پیر
کاندھے سے کماں اور نہ لی ڈاب سے شمشیر | تانے ہوئے نیزہ کو بڑھ آیا صفت تیر
لکھا ہے کہ یوں لائی قضا بانیٔ شر کو
جس طرح عقاب آئے سمیٹے ہوئے پر کو

اس وقت توقف نہ کیا آپ نے زنہار | نیزے کا کیا سینۂ پُرکینہ پہ اک وار
وہ نوک سناں پشت ستمگر سے ہوئی پار | سر کاٹ کے آخر کیا مردود کو فی النار

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

تھی قہر خدا شاہ کے جانباز کی تلوار
اعجاز کی ہر ضرب تھی اعجاز کی تلوار

عرصے سے وہاں لڑ رہے تھے حضرت عباسؑ — حضرت تھے یہاں مضطر و بیتاب بصد یاس
ہم شکل نبیؐ خیمے میں تھے کوئی نہ تھا پاس — فرماتے تھے کیا بھائی کے بچنے کی رکھوں آس

یہ یک و تنہا اُدھر انبوہ بڑا ہے
پیاسا کوئی دو روز کا اس طرح لڑا ہے

حضرت عباسؑ کے حال میں تشنگی کا تیسرا مرثیہ:۔

حضرت امام حسینؑ حضرت عباسؑ کو میدان جنگ کی طرف روانہ کر رہے ہیں۔

الفت تو یہ کہتی تھی کہ واں نہ ہو فرقت — ہمت کا یہ تھا قول انہیں دیجیے رخصت

تھی صبر کی تاکید فدا کیجیے ان کو — راضی برضا ہو کے رضا دیجیے ان کو

آخر کار:۔

بھائی سے گلے مل کے جو رخصت ہوئے عباسؑ
راہی طرف خیمۂ عصمت ہوئے عباسؑ

آپ خیمے میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس وقت لکھا ہے کہ:۔

بے چین تھے بچے سب تشنہ دہانی
یہ کہتے ہوئے دوڑے ہمیں دیجیے پانی

اسی سلسلے میں یہ بند بہت اچھا ہے:۔

پیاسوں نے یہ جب دیکھا کہ وہ مشک ہے خالی — جاتی رہی چہروں پہ جو آئی تھی بحالی
کہنے لگی عباسؑ سے بنت شہِ عالی — امید میں پانی کے بہت پیاس سنبھالی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

عباس نے فرمایا کہ صدقے یہ بچا ہو
کیونکر وہ مٹے بی بی جو قسمت میں لکھا ہو

یہ کہتے ہی جلدی ہوئے اسوار علمدار   تھے تیغ بکف عازم پیکار علمدار
جاتے تھے اٹھائے ہوئے رہوار علمدار   تھا شور وہ آپہنچے علمدار علمدار
اقبال جلو میں ہے تو ادبار گریزاں
نزدیک ہے میداں سے ہوں اشرار گریزاں

عباس علمدار نہر پر اس بہادری سے لڑے کہ غنیم کا جی چھوٹ گیا۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ:۔

تلوار سے نیزے سے نہ جب لڑ سکے اعدا   چلّا کے کمانداروں سے کہنے لگے اعدا

یوں مارے نہ جائیں گے یہ تدبیر سے مارو   گوشوں میں نہاں ہو کے انہیں تیر سے مارو

پھر:۔

تیروں کی بارش

یہ مشورہ ملنا تھا کہ بس آنے لگے تیر   بادل سپہ شام کے برسانے لگے تیر
تقصیر خطا کاروں کی دکھلانے لگے تیر   ہٹ ہٹ کے ادھر اور ادھر جانے لگے تیر
گو مارتے تھے تیر پہ سب اہلِ ستم تیر
رہ جاتے تھے بس جاتے ہی دو چار قدم تیر

تیروں سے بھی جب لڑ نہ سکے بانیٔ بیداد   دریا سے کنارہ کیا با نالہ و فریاد
دیکھا نہ ترائی پہ جو کوئی ستم ایجاد   سقائے حرم دل میں ہوا گرچہ بہت شاد
دھیان آیا کہ جاری ہیں وہاں اشک سکینہؑ
فرمایا یہ دل میں کہ بھرو مشک سکینہؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مشک سکینہ اور فرات

کیا کیا نہ کیا شکر پہنچ کر لبِ دریا گاڑا علم سبطِ پیمبرؑ لبِ دریا
اترا پسرِ ساقیٔ کوثر لبِ دریا تھا شور وہ ہے خضر کا ہمسر لبِ دریا

پانی نہ پیا آپ مگر جلد بھری مشک
اور سوچا یہ کابوس پہ جس وقت دھری مشک

سب پیاس کی شدت سے ہیں نزدیکِ ہلاکت پاؤں علی اصغرؑ کو صحیح اور سلامت
ہیں منتظرِ آب بڑی دیر سے حضرت گر مشک پہنچ جائے نہ کوئی رہے حسرت

عباسؑ نے جب مشک دھری دوش یمیں پر
غصے ہوئے تب شمر و عمر لشکرِ کیں پر

افسروں کی لعنت و ملامت سے بزدل سپاہ سقائے نامدار پر حملہ آور ہوتی ہے۔ جنگ شروع ہو گئی۔ عباسؑ بہت بہادری سے لڑتے ہیں۔ مگر آخر کار آپ کے دونوں بازو کٹ جاتے ہیں۔ مشک تیروں سے چھد جاتی ہے۔ اب زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے۔ بہادر سپاہی موت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہے۔

ناگاہ ہوا اُن کے لیے پیکِ قضا تیر گو روکا نہ تقدیر کے ہاتھوں سے رکا تیر
افسوس لگا مشک پہ بے جرم و خطا تیر کہنے لگے واں شمر و عمر مارا ہے کیا تیر

چپ رہ گئے سینے کی طرف دیکھ کے عباسؑ
تھے فکر میں خیمے کی طرف دیکھ کے عباسؑ

دل کہتا تھا تقدیر سے چارہ نہیں زنہار تھے مشک بچانے کے لیے عازمِ پیکار
کیا فائدہ اب لڑنے سے بیکار ہے تلوار عباسؑ کرو سر کو فدائے شہِ ابرار

ایسا نہ ہو خیمے کی طرف جا پڑیں اعدا
دیکھا کرو تم اور شہِ دیں سے لڑیں اعدا

یہ خیال آتے ہی گھوڑے سے گر کر جان جان آفرین کے حوالے کر دیتے ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

حضرت عباسؑ کے حال کا تشفّی کا چوتھا مرثیہ:-

حضرت عباسؑ کو میدان کی جانب آتے دیکھ کر لشکرِ شام پر خوف طاری ہو جاتا ہے:-

صف بستہ فوجِ شام کے تھے سارے پہلوان　　وہ گھٹ رہے تھے گھاٹ پہ جو تھے نگہبان
ایک ایک سے یہ کہتا تھا لشکر کے درمیان　　اب دیر کچھ نہیں ہے وہ آپہنچے الاماں
اتنے میں گونجا ضیغمِ داور کا شیر نر
کانپی ترائی خوف سے تھرائے اہلِ شر

قہرِ خدا ہے یہ مری تلوار کو فیو　　پیاسی لہو کی ہے دمِ پیکار کو فیو
سیلِ فنا ہے برق شرر بار کو فیو　　آپہنچی موت سر پہ خبردار کو فیو

اس کے بعد لکھتے ہیں:-

عباسؑ تو یہ کہتے تھے خاموش تھے لعیں　　اور مشورہ یہ کرتے تھے گوشوں میں اہلِ کیں
مشغولِ وعظ و پند ہے بازوئے شاہِ دیں　　تیر افگنوں سے کہہ دو تامل کی جا نہیں
یوں لیس ہو کہ چاروں طرف لے کے جاؤ تیر
کھینچے نہ پائے تیغ وہاں تم لگاؤ تیر

شورا دغا و مکر کا جب رن میں ہو چکا　　چاروں طرف سے آنے لگے ناوکِ جفا
ناگاہ بڑھ گیا پسرِ ضیغمِ خدا　　کھینچی جو تیغ شورِ قیامت بپا ہوا
برقِ شرر فشاں نکل آئی سحاب سے
ضو اور چمک میں چمکی سوا آفتاب سے

افسرِ شام بزدل سپاہ پر لعنت و ملامت کرتا ہے۔ تو ایک پہلوان نے جسے اپنی طاقت پر بہت غرور و ناز تھا آگے بڑھ کر:-

افسر سے عرض کی کہ بہت ہو چکے نہ تنگ　　تنہا سے سب یہ دب گئے آیا نہ عار و ننگ
ہم تو سمجھتے تھے لبِ دریا کے ہیں نہنگ　　لڑنا نہ تھا تو کس لیے باندھے سلاح و جنگ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اس درجہ ایک شخص سے ششدر ہوئے جواں
لڑکے سے لڑ کے واں نہ سر بر ہوئے جواں

یہ کہہ کے واں سے اس نے اڑایا سمند کو　منظور اپنی موت ہوئی خود پسند کو
تن کر دکھایا راہ میں قد بلند کو　گرز گراں کے نیچے سنبھالا کمند کو
ناوک فگن کا جنگ سے تھا دل لڑا ہوا
پلّے یہ ایک تیر کے آ کر کھڑا ہوا

اس دم رہا نہ آپ میں بد کیش و بدگمان　سینے کو تاکا اور رکھا تیر درمیان
فی الفور تا بگوش لے آیا زہ کمان　عمداً یوں ہی کھڑے رہے عباسؑ نوجوان
تیروں پہ تیر آیا کئے کچھ نہ غم کیا
خالی دیا کسی کو کسی کو قلم کیا

عاجز بہت ہوا قدر انداز بد گہر　پھینکا کمان و تیر کو بے کار جان کر
گرز گراں اٹھا کے بڑھ آیا زبوں سیر　عباسؑ نے کہا کہ کھڑے کیا ہو بے خبر
ہے منتظر اجل نہ اماں پایئے گا اب
گرز گراں سے بچ کے کہاں جایئے گا اب

حملہ کیا شریر نے باصورت مہیب　آیا وہ گرز جب سر عباسؑ کے قریب
پھیرا فرس کو جلد دکھایا ہنر عجیب　تائید رب پاک سے کہتے ہی یا مجیب
تحت علم سے تیغ دو دم کو علم کیا
مثل خیار گرز گراں کو قلم کیا

اب پہلوان کے خوف و ہراس کی یہ حالت ہے کہ ایک جگہ جم کر مقابلہ نہیں کر سکتا۔

چنانچہ لکھتے ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

مارو کبھی جو آ کے ہٹا پشت پر گیا
تلوار تولی چہرے پہ رو کی سپر گیا
خوف و ہراس میں وہ ادھر اور اُدھر گیا
پایا اجل کو سامنے اس لے جدھر گیا
دل میں ڈرا ہوا تھا نہایت زبوں شعار
اک جا پہ جم کے حملہ نہ کرتا تھا زینہار

شیرِ فوج خدا ترائی اور دریا پر قابض ہو جاتا ہے۔ اور مشک سکینہ بھر کر خیمۂ اقدس کا رخ کرتا ہے۔ افسر شام فوج کے سپاہیوں سے خطاب کر کے کہتا ہے:-

اس دم ہے ہم کو ایسے جوانوں کی جستجو
دریائے خوں بہائیں جو جا کر کنارہ جو
گر مشک اس کی چھین لیں رہ جائے آبرو
حملہ کیا ہر ایک نے سن کر یہ گفتگو
بڑھ بڑھ کے روکا خیمۂ اقدس کی راہ کو
گھیرا ستم شعاروں نے سقائے شاہ کو

حضرت عباسؑ کی جنگ

سامان جنگ ہو گیا جب رزمگاہ میں
غازی نے کھینچا تیغ کو حال تباہ میں
دریا ستم کا امنڈا ہو پایا راہ میں
گو سپہر جاہ تھا ابرِ سیاہ میں
اصلا کیا نہ خوف اسی اوج کے لئے
کیا کیا جناب فوجِ ستمر موج سے لڑے

ہر چند خوب بازوئے سبط نبیؐ لڑا
تنہائی میں ہجوم لعینوں کا تھا بڑا
کوئی چھپا ہوا تھا کوئی سامنے کھڑا
چاروں طرف سے دھوپ میں تیروں کا مینہ پڑا
سینہ تمام آپ کا غربال ہو گیا
حیدر کا لال خون میں سب لال ہو گیا

حضرت عباسؑ کی شہادت

ناگاہ بیٹھا سینے پہ اک ناوک جفا
پہنچا وہ صدمہ خانہ زیں سے ہوئے جدا
کہتے ہیں بعض گرز سر پاک پر لگا
آیا زمیں پہ قوت بازو حسینؑ کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

آواز گرتے گرتے یہ دی ہو فدا غلام
آقا مدد کو آؤ تصدق ہوا غلام

شہادت حضرت علی اکبرؑ:

تشفی نے مندرجہ ذیل مرثیے حضرت علی اکبرؑ کے حال کے لکھے ہیں:-

۱۔ بتاؤ یارو یہ کس نوجواں کا ماتم ہے مجتث

۲۔ ہو باپ کو بیٹے کے لیے جب غم اکبرؑ ہزج

گو کوہ غم و رنج گرا شاہ امم پر ہر دم تھی نظر آپ کی خالق کے کرم پر
آمادہ جو پایا سفرِ باغ ارم پر اسوار کیا خود فرس تیز قدم پر
تھا دھیان نہ اس کا کہ جدا ہوتے ہیں اکبرؑ
فرماتے تھے قربِ حق پہ فدا ہوتے ہیں اکبرؑ

حضرت امام حسینؑ اپنے فرزند دلبند کو رخصت کرتے ہوئے بارگاہ احدیت میں حضرت علی اکبرؑ کے متعلق عرض کرتے ہیں:-

کچھ فرق نہیں ہے وہی صورت وہی سیرت ہر ایک سے ہر دم ہے وہی خلق و محبت
لہجہ ہے وہی اور وہی باتوں میں فصاحت انداز وہی چلنے کا اور ہے وہی اقامت
کس لطف سے تصویر عنایت کی نبیؐ کی
اٹھارہ برس اور زیارت کی نبیؐ کی

اک دن وہ تھا ایسا کیا فرزند عنایت اک دن یہ ہے درپیش ہے اس کا غمِ فرقت
جو خواہش تقدیر نہیں جائے شکایت حاضر ہے پئے نذر جو تیری ہے امانت
کس طرح فراموش سب احسان کروں میں
سَو ایسے جو فرزند ہوں قربان کروں میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

حضرت علی اکبر میدان کارزار میں پہنچ کر رجز خواں ہوتے ہیں:-

اتنے میں رجز پڑھنے لگے اکبر گلفام
فرمایا فصاحت سے کہ اے قوم بدانجام

واقف ہو حسب اور نسب سے سپہ شام
ہمنام علی ہوں علی اکبرؑ ہے مرا نام

منظور بدل ہیں وہ جو احکام خدا ہیں

بابا ہیں حسینؑ اور حسنؑ میرے چچا ہیں

عمر سعد اپنی فوج کے ایک نامی پہلوان طارق کو حضرت علی اکبرؑ کے مقابلہ پر روانہ کرتا ہے۔ پہلوان سامنے آکر رجز خوانی کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میدان سے پھر جاؤ مجھے تمہاری جوانی پر رحم آتا ہے:-

پایا اُسے اہل صف زبانی میں جو مشاق
اُس دم متبسم ہوا شہزادہ آفاق

فرمایا تجھے عمر دو روزہ ہے کیوں شاق
دنیا کے لیے قعر سقر کا نہ ہو مشتاق

کیوں پردۂ غفلت ہے پڑے ہوش پہ تیرے

رحم آتا ہے خود مجھ کو تن و توش پہ تیرے

طارق مارا جاتا ہے۔ اس کے بیٹے اور بھائی مقابلہ کے لیے نکلتے ہیں:-

شانِ شجاعت

جب وارد میدان ہوئے آکے وہ غدار
تائید الٰہی سے انہیں بھی کیا فی النار

ظاہر میں صف آرا تھے ہزاروں ہی ستمگار
اتنوں میں نہ کوئی بھی ہوا عازم پیکار

گو معرکے شہزادے کو در پیش بڑے تھے

جنگاہ میں تولے ہوئے تلوار کھڑے تھے

معرکہ آرائی

ایک ایک نہ جب لڑ سکا حضرت کے خلف سے
سب اہل ستم ٹوٹ پڑے چار طرف سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

پوتا تھا شجاعت میں نہ کم شاہِ نجف سے جولاں کیا رہوار اُدھر عزّ و شرف سے

روباہوں پہ جھپٹا صفت شیر وہ غازی

لڑتا رہا ہر ایک سے تا دیر وہ غازی

اک آن میں واں کشتوں کے پشتے نظر آئے اکبر کی قدم بوسی کو کٹ کٹ کے سر آئے

بچ کر نہ گئے لڑنے کو اعدا جدھر آئے اور آپ ظفر یاب بصد کرّ و فر آئے

باقی نہ رہے حوصلے اُن کو ستموں کے

میداں سے قدم اُٹھ گئے ثابت قدموں کے

فرصت پا کر حضرت علی اکبر جناب امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں فتحیاب حاضر ہوئے۔ پیاس سے آپ نیم جان ہو رہے تھے۔ یہی حال آپ نے بیان کیا۔ حضرت امام تسکین دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو کچھ اذیت ہے۔ وہ زندگی ہی تک ہے:-

یہ سن کے سخن بہر وغا پھر ہوئے رخصت جولاں کیا گھوڑا سوئے جنگاہ بسرعت

دیکھا کہ شریروں کی اسی طرح ہے کثرت بھاگے ہوئے پھر جمع ہوئے ہیں پئے بدعت

حملہ کیا بے خوف و خطر عیش و فرح سے

مسمار صفوں کو کیا دادا کی طرح سے

لڑتے لڑتے زخمی ہو جاتے ہیں آپ حضرت امام کو پکارتے ہیں اور پھر انتہائے نقاہت کی وجہ سے گھوڑے کی پشت پر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ گھوڑا اپنے آقا کو اس حال میں دیکھ کر صحرا کی طرف لے گیا:-

یہ سنتے ہی حضرت ہوئے صحرا کو روانہ دل ایسا ہوا تیرِ حوادث کا نشانہ

کی چار طرف بڑھ کے نگہ مضطربانہ لیکن نظر آیا نہ وہ یکتائے زمانہ

فرماتے تھے کس دشت میں اے لختِ جگر ہو

کیا آئے نظر جبکہ نہاں نورِ نظر ہو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

افسوس ہے کس درجہ پریشان تھے آقا دیکھے نہ کوئی باپ جواں بیٹے کا صدمہ
تھا نظروں میں سب تیرہ و تاریک زمانا تھا فرق بصارت میں غمِ نورِ نظر تھا
کہتے تھے تمہیں دیکھوں میں کیونکر علی اکبرؑ
افسوس کہاں ہو علی اکبرؑ علی اکبرؑ

الغرض تلاش کرتے ہوئے آپ فرزند کے قریب پہنچتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کے آغوش میں فرزند کی رُوح پرواز کر جاتی ہے۔

حضرت علی اکبرؑ کے حال کا یہ تشفّی کا دوسرا مرثیہ ہے:۔

حضرت علی اکبر جناب امام حسین علیہ السلام سے اجازت وغا حاصل کر کے میدان کارزار کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ اس طرف جناب امام صبر مجسم بنے ہوئے بارگاہ احدیت میں ملتجی ہیں:۔

اُٹھایا سر شہِ بیکس نے جانبِ افلاک یہ عرض کرنے لگے رو کے بادلِ صد چاک
گواہ کرتا ہوں میں تجھ کو اے خدائے پاک بہت ہے درپے آزاد فرقہ سفاک
وہ دیکھتا ہوں ستم جو ہر اک دکھاتا ہے
شبیہِ احمدِ مختار مرنے جاتا ہے

واقعہ نگاری

کھڑے تھے سبطِ پیمبر تو اس طرف بے تاب رواں تھا جانبِ میداں وہ غیرتِ ماہتاب
زبان خشک تو دل سوزِ تشنگی سے کباب یہ حال تھا کہ ہو جس طرح ماہی بے آب
مزہ حیات کا پاتے تھے جانفشانی میں
چلے تھے مرنے کو وہ آمدِ جوانی میں

حضرت علی اکبرؑ میدانِ جنگ میں پہنچتے ہیں۔ مقابلہ شروع ہوتا ہے۔ تیغ آزمائی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ملاحظہ ہو:-

تلوار کی تعریف

جھپٹ کے وار لگایا جسے ہوا فی النار — یہ قول دھار کا تھا بند ہو نہ خون کی دھار
عجیب اُس کا تھا اعجاز اور عجب اسرار — وہ تیغ تیز ہوئی کوفیوں پہ آتش بار

اس سلسلۂ بیان میں سپاہ شام کے متعلق کہتے ہیں:-

ہوئے یہ سرد نہ پانی بھی مرتے دم مانگا

ایک زبردست پہلوان حضرت علی اکبرؑ سے مقابلہ کرنے کے لیے آیا۔ پہلے تیر اندازی کا حربہ آزمایا۔ جسے حضرت علی اکبرؑ نے بکمال چابکدستی رد کیا۔

معرکہ آرائی

یہ حال دیکھ کے بھولا وہ تیر اندازی — سناں کو تان کے جلدی بڑھا دیا تازی
قریب آکے دکھانے لگا وہ جاں بازی — خیال میں نہ اسے لائے اکبر غازی

شقی کے رد و بدل میں حواس کھونے لگے
سنے نہ دیکھے عجب جوڑ توڑ ہونے لگے

اٹھا کے خانۂ زیں سے جب اس کو دے مارا — وہ کھائی چوٹ نہ تھا مرنے کے سوا چارہ
روانہ قعر سقر کو ہوا ستم آرا — جب اس کو مار چکے فوج شر کو للکارا

بناؤ باتیں نہ بے فائدہ بگڑنے کو
جسے نہ جان ہو پیاری وہ آئے لڑنے کو

ایک اور بہادر مقابلہ کے لیے آتا ہے:-

غرض سوار ہوا وہ منگا کے جب گھوڑا — طرف شبیہ پیمبرؐ کے باگ کو موڑا
نہ دیر جانے میں کی اسپ کو کیا کوڑا — قریب جاتے ہی خوف وخطر سے جی چھوڑا

وہ رعب داب تھا میداں میں شاہزادے کا
گذر سوار کا تھا اور نہ واں پیادے کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

آخر کار وہ بھی نذر تیغ ہوا۔ لیکن شدت تشنگی سے حضرت علی اکبرؑ کی حالت متغیر ہوتی جاتی ہے۔ اسی حالت میں ایک شقی کا تیر لگتا ہے۔ اور آپ مجروح ہو جاتے ہیں۔

شہادت حضرت علی اصغرؑ

شدت تشنگی سے حضرت علی اصغر جھولے میں مدہوش پڑے ہیں:-

ممکن جو نہیں پانی کئی روز سے تیمم — افسوس ہے دونوں لب لعلیں ہوئے نیلم
دیکھا جو دہن خشک تو با دیدۂ پرنم — لینے لگے بوسے شہِ مظلوم بصد غم
مشتاق بہت تھے سفر خلدِ بریں کے
بٹھلا لیا آگے انہیں قربوس پہ زیں کے

روتے رہے در پر حرمِ شاہ زمانہ — رہوار بڑھا کر وہ ہوئے رن کو روانہ
دل ماں کا ہوا تیرِ حوادث کا نشانہ — سب سوئے فلک تھے نگراں مضطربانہ
تشویش یہی تھی کوئی تازہ نہ جفا ہو
اچھے نہیں سامان خدا جانے کہ کیا ہو

جب رونقِ میداں پُر آفت ہوئے آقا — ٹھہرے صفِ اعدا کے مقابل تن تنہا
دیکھا کبھی گردوں کو کبھی جانبِ دریا — کچھ پانی طلب کیجیے تھا دل میں ارادہ
گو کام نہیں ہے انہیں حیدر کے خلف سے
باقی کوئی حجت نہ رہے اپنی طرف سے

آخر فوج اشقیا سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:-

سب دیلم و ترک ستم ایجاد ہوں سیراب — بچے صفت ماہیِ بے آب ہوں بیتاب
پیاسے رہیں اس گرمی میں سادات خوش القاب — جز آب دمِ تیغ نہ پائیں مرے احباب
یوں زندگی دشوار ہو عالی نسبوں کو
اک قطرہ نہ پانی کا ملے تشنہ لبوں کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

گر زعم میں تم سب کے گنہگار ہے شبیرؑ　　بتلاؤ تو اس بچے کی ہے کون سی تقصیر
پیاسا ہے کئی دن سے بہت حال ہے تغیر　　پانی کا طلبگار ہے تم سب سے یہ بے شیر
بس اس کو پلا دو نہ کوئی اور پیے گا
گر آج بھی پانی نہ پیے گا نہ جیے گا

موجود تھا واں حرملہ ظالم و بے پیر　　مارا اسی بے رحم نے اس بچے کو اک تیر
حلقوم پہ بیٹھا تو تڑپنے لگا بے شیر　　منہ کر کے سوئے چرخ یہ کہنے لگے شبیرؑ
اے بارِ خدا اے مرے مالک مرے مولا
کیا کیا نہیں احسان ہیں مجھ پر ترے مولا

یہ کہہ کے دلِ پاک کو ہر چند سنبھالا　　صدمہ ہوا اس درجہ کیا نالے پہ نالا
اور تیر کو معصوم کی گردن سے نکالا　　نزدیک یہ تھا سارا جہاں ہوتہ و بالا
تیور جو بدلنے لگے نازوں کے پلے کے
شبیرؑ نے ہاتھ اپنا رکھا نیچے گلے کے

ہر حال میں شفقت تھی بہت گرچہ پدر کی　　اس زخم سے حالت متغیر تھی پدر کی
اس طرح سے جب پیاس بجھی تشنہ جگر کی　　ہو کر متبسم رخ حضرت پہ نظر کی
بابا کی طرف دیکھتے ہی مر گئے اصغرؑ
رونے لگے شبیرؑ قضا کر گئے اصغرؑ

......: کتابیات :......

(۱) تذکرۂ ریاض الفردوس (۲) اردو مرثیہ صفحہ ۳۷۳، (۳) دبستان دبیر صفحہ ۵۹۶، (۴) پیام زندگی جلد اول، جلد سوم، جلد ششم، جلد ہفتم، جلد دہم، جلد یازدہم، (۵) ''معراج سخن'' از خبیر لکھنوی سرفراز پریس لکھنو ۱۹۴۷ء، (۶) ''گلستان خبیر'' خبیر لکھنوی۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

تعشق

سیّد میرزا

نام ان کا سیّد میرزا اور تخلص تعشق تھا۔ لکھنؤ میں سیّد صاحب کے لقب سے مشہور تھے۔ میر عشق کے چھوٹے بھائی تھے اور اپنے آبائی مکان واقع رکاب گنج دال منڈی لکھنؤ میں بتاریخ ۳ مارچ ۱۸۲۳ء مطابق ۱۰ رجب المرجب ۱۲۳۹ھ کو پیدا ہوئے۔ (دورِ تعشق)

تعشق کی تعلیم و تربیت ان کے والد کی زیر نگرانی ہوئی۔ ان کے والد سیّد محمد میرزا انس عربی و فارسی کی اعلیٰ تعلیم کے علاوہ تیر اندازی۔ سیف زنی اور ران سواری کے بھی استاد تھے۔ انہوں نے تعشق کو علم و ادب کے درسیات مکمل کرنے اور زمانے کی رسم کے مطابق تیر اندازی، سیف زنی اور ران سواری کی مشق بھی اپنی نگرانی میں انجام دلائی۔ (دورِ تعشق)

تعشق کی شاعری کی ابتداء غزل گوئی سے ہوئی۔ سیّد محمد میرزا مہذب اس سلسلہ میں ایک حکایت بیان کرتے ہیں۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میرزا انس اور ان کے بڑے بیٹے جناب عشق دونوں فکر شعر میں مصروف تھے۔ شام کو مشاعرہ تھا اور اس طرح میں غزلیں پڑھنی تھیں:

بیمار محبت کبھی اچھا نہیں ہوتا

اتفاقاً سیّد صاحب بھی آ نکلے۔ سب کو خاموش دیکھ کر خود تخت کے کونے پر چپ بیٹھ گئے۔ جب حال پوچھا معلوم ہوا تو آپ بھی فکر کرنے لگے۔ دس یا گیارہ برس کا سن بچپن نہیں تو اور کیا کہیے۔ غرض سوچتے رہے، کسی کو معلوم نہ تھا کہ سیّد صاحب کیا سوچ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

رہے ہیں۔ کچھ دیر عجب انداز سے سر اُٹھایا اور قریب بڑھے۔ میرزا انس نے پوچھا کیا ہے کہنے لگے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ سمجھے خدا جانے کیا کہنا ہے۔ ارشاد کیا کہو، کہنے لگے دو مصرعے میں چاہتا ہوں آپ سن لیں، باپ نے ہنس کر کہا ''اچھا سناؤ''

سیّد صاحب نے دونوں صاحبوں کو نیچی نظروں سے دیکھتے ہوئے مطلع پڑھا:

محشر ابھی اس واسطے برپا نہیں ہوتا   تم نے جسے مارا ہے وہ زندہ نہیں ہوتا

مہذبؔ کے مطابق یہی پہلا شعر ہے جو انہوں نے دس گیارہ برس کے سن میں کہا تھا۔ اس کے بعد شاعری کا سلسلہ شروع ہو گیا اور آگے چل کر انہوں نے ایک کامیاب غزل گو کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ لیکن مہذبؔ کا بیان کہ تعشقؔ بحیثیت غزل گو اپنی شہرت نہیں چاہتے تھے۔

''موصوف نے کئی ہزار غزلیں کہی تھیں جب عراق تشریف لے جانے لگے تو سب ہمراہ لیتے گئے جب جہاز بیچ میں پہنچا تو غزل کی گٹھری میں وزن باندھ کر یہ کہہ کے سمندر کی نذر کر دی کہ تعشقؔ دنیا میں صرف مداحی کے لئے آیا ہے۔ غزل صرف اس لئے کہی کہ طبیعت میں روانی پیدا ہو جائے جو دیوان غزلوں کا شائع ہوا ہے وہ ان غزلوں کا ہے جو یا تو یاد ہو گئی تھیں یا شاگردوں کے پاس تھیں۔ مرحوم کی وصیت تھی کہ میرے بعد میری غزلیں کوئی صاحب طبع نہ کرائیں۔''

اس سلسلہ میں یہ بات بھی محلِ نظر ہے کہ تعشقؔ غزل گوئی کو اس وقت حقیر سمجھتے تھے جب کہ اس صنف میں ان کی شہرت ہو چکی تھی اور ان کے اکثر معتقد انہیں لکھنؤ اسکول کا نمائندہ غزل گو قرار دیتے تھے اور شعرائے دہلی کے جواب میں ان کا نام لیا جاتا تھا۔ تعشقؔ کی مرثیہ گوئی کے مقابلے میں غزل گوئی کو حقیر سمجھنے کی روایتیں دوسری جگہوں پر بھی ملتی ہیں چنانچہ لالہ سری رام تائید کرتے ہیں:

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

جناب تعشق مرثیہ گوئی کے مقابلہ میں غزل گوئی کو حقیر سمجھتے تھے اور کبھی اس کے ذریعہ ناموری میں قدم رکھنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ (خم خانہ جاوید جلد ۲)

فکرِ شعر میں تعشق اس قدر غرق ہوتے تھے کہ ارد گرد سے بھی بے خبر ہو جاتے تھے۔ مہذب لکھنوی نے ایک واقعہ دورِ تعشق میں درج کیا ہے۔ جس کی تائید جناب جعفر علی خان اثر کے بیان سے بھی ہوتی ہے کہ وہ روزانہ کھانا گھر والوں کے ساتھ دستر خوان پر نوش کرتے تھے ایک دن جب تعشق کو بلایا گیا تو وہ فکر شعر میں محو تھے۔ بڑے بھائی نے پکارا تھا اس لئے فوراً آئے اور جلدی جلدی کھا کر واپس ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی بھاوج بھی دستر خوان پر آئیں اور دیکھا کہ ان کا پرہیزی کھانا آج دستر خوان پر نہیں ہے۔ انہوں نے خادمہ سے اس کا سبب دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ ان کا کھانا بھی اس نے حسب دستور دستر خوان پر لگا دیا تھا۔ سب کو اچنبھا ہوا کہ آخر ان کا بدمزہ اور پرہیزی کھانا کیا ہو گیا۔ خادمہ نے کہا کہ طشتری تو رکھی ہوئی ہے۔ اب سب کو خیال ہوا کہ شاید تعشق نے ہی غلطی سے وہی کھانا کھا لیا ہے جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں فکرِ شعر میں اس قدر محو تھا کہ مجھے کچھ یاد نہیں۔ ممکن ہے کہ میں نے ہی وہ بدمزہ کھانا کھا لیا ہو۔

تعشق نے فنِ شعر میں کن لوگوں کی شاگردی اختیار کی۔ اس میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان کا ایک معاصرہ تذکرہ نویس کا کہنا ہے:

"فنِ شعر میں شیخ امام بخش ناسخ مرحوم کے شاگرد ہیں لیکن بالطبع خوش فکر ہیں۔ (یادگارِ ضیغم)

رام بابو سکسینہ اور لالہ سری اور ڈاکٹر ابواللیث صدیقی اور کیفی چریاکوٹی نے بھی اپنی کتابوں میں شیخ ناسخ کا شاگرد بتایا ہے لیکن ان کے خاندان کے لوگ اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ افضل میرزا تسنیم اس سلسلے میں کہتے ہیں:

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

"سوائے اپنے والد میرزا انس صاحب اور بڑے بھائی میاں عشق کے کسی اور سے اپنے کلام پر اصلاح نہ لی۔"

تعشق کے ایک اور ہم عصر تذکرہ نویس عبدالغفور خاں نساخ کا بھی یہی بیان ہے۔

"تعشق تخلص، سید محمد میرزا ولد و شاگرد میرزا انس باشندہ لکھنؤ صاحب دیوان شاعر ہیں۔" (سخن شعرا)

مہذب لکھنوی نے لکھا ہے کہ تعشق نے اصلاح کی وضعداری قیام عراق کے دوران میں بھی اسی طرح برقرار رکھی اور:

"خود سید صاحب نے کوئی مرثیہ نہ پڑھا جب تک کہ باپ یا بڑے بھائی سے اصلاح نہ لی۔" (دورِ تعشق)

تعشق عراق سے اپنے تصنیف مراثی اپنے بھائی میر عشق کے پاس اصلاح کے لئے بھیجتے تھے۔ یہ انہیں دیکھتے اور جہاں اختلاف ہوتا:

"لفظ یا مصرع پر سرخ گول حلقہ بنا کے لکھ دیا کہ بھائی میری احتیاط اس کی تائید نہیں کرتی۔" (دورِ تعشق)

ان بیانات پر غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ رام بابو سکسینہ، لالہ سری رام اور ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے غالباً صاحب یادگارِ ضیغم کی روایت پر اعتبار کر کے تعشق کو شیخ ناسخ کا شاگرد کہا ہے۔ یادگارِ ضیغم میں غزل گویوں کے ہی تذکرے کیے ہیں۔ جس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ انہوں نے غزل گوئی میں تعشق کو شیخ ناسخ کا شاگرد کہا ہے۔ اور یہ بات قرین قیاس بھی ہے۔ تعشق نے ایک غزل کے مقطع میں ناسخ سے تعلق کا اظہار کیا ہے:

ایسے تعشق مثلِ ناسخ تھا کبھی ہم کو بھی عیش
وصل میں تھی رونقِ محفل نوائے چنگ و شمع

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ناطق لکھنوی نے بھی ''نظم اردو'' میں تعشق کو ناسخ کا شاگرد لکھا ہے۔

تعشق اور انیس کے مراسم کا ذکر کئی مصنفین نے کیا ہے رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں:

''انیس ان سے بڑی محبت کرتے تھے۔''

سفارش حسین رضوی نے بھی تقریباً یہی الفاظ نقل کیے ہیں:

''میر انیس ان سے بڑی محبت کرتے تھے۔''

صفدر حسین لکھتے ہیں:

''انیس کو ان سے بہت محبت تھی اور عزت بھی کرتے تھے اکثر اپنا نیا مرثیہ ان کو سناتے۔'' (مرثیہ بعد انیس)

میر انیس اور میر تعشق کے تعلقات کی نوعیت ادبی تھی، جس میں ایک دوسرے کے کمال فن کا اعتراف نظر آتا ہے۔ یہ تعلقات ہمیشہ استوار رہے اور اس کا کہیں ذکر نہیں ملتا ہے کہ جس زمانے میں میر انیس اور دبیر کے تعلقات میں کشیدگی آ گئی تھی۔ اس زمانے میں ان کے باہمی مراسم مجروح ہوئے ہوں ممکن ہے کہ اس دور میں تعشق کا قیام عراق میں رہا ہو۔

تعشق کی زندگی کا بڑا حصہ ہندوستان سے باہر گزرا، انہوں نے عتبات عالیہ کی زیارت کے لئے تین سفر کیے۔ ان کے رشتے کے پوتے سیّد افضل میرزا قتیم کا بیان ہے:

سید میرزا صاحب تعشق نے تین مرتبہ کربلائے معلی وغیرہ کا سفر کیا۔ پہلی بار ۳۰، ۳۲ برس کی عمر میں اپنے والد کے ساتھ گئے۔ ایک سال بعد واپس آئے۔ دوسرے سفر میں اٹھارہ برس تک رہے۔ اس سفر میں مدینہ، مکہ، مشہد مقدس و دیگر مشاہد تشریف لے گئے۔ سفر کی واپسی اپنی مرضی سے ہوئی تھی۔ تیسری بار ڈیڑھ یا دو سال رہے پھر واپس چلے آئے اور ۷۔۸ سال بعد انتقال ہوا۔''

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اس طرح تعشق کا پہلا سفر ۵۴-۱۸۵۲ء اور آخری سفر ۸۵-۱۸۸۴ء کے قریب طے پاتا ہے۔ فتیم کے بیان سے دوسرے سفر کی روانگی کی تاریخ کا ذکر نہیں۔ لیکن یہ ذکر ہے کہ اس سفر میں انہوں نے عراق میں سب سے زیادہ قیام کیا اور اپنی زندگی کے اٹھارہ سال وہاں گزارے۔

براہین غم جلد اوّل کے مقدمہ نویس نے میرزا تعشق کے قیام عراق کی مدت ۱۴ سال بتائی ہے اور اپنی معلومات کا ذریعہ تعشق کے پرپوتے مہذب لکھنوی کو قرار دیا ہے۔ لیکن مہذب لکھنوی خود ان کے قیام عراق کی مدت اٹھارہ برس لکھتے ہیں۔

''جناب تعشق کی زندگی کے اٹھارہ سال عراق میں گزرے۔'' (شاہکارِ سخن)

انہوں نے اس بات کی تشریح نہیں کی ہے کہ تعشق نے کتنی بار بیرونجات کا سفر کیا اور نہ ان کے کسی سفر کی تاریخ ہی دی ہے صرف ایک سفر کے بارے میں لکھا ہے۔

''۱۲۹۸ھ ہجری (۱۸۸۰ء) میں پدر محترم کے اصرار سے مجبور ہو کر لکھنؤ واپس آ گئے۔'' (دورِ تعشق)

یہ سفر غالباً تعشق کا دوسرا سفر ہے جس میں انہوں نے اٹھارہ سال تک عراق میں قیام کیا تھا۔ اس طرح مہذب لکھنوی کے بیان کے مطابق دوسرے سفر کی واپسی میں ان کی عمر ۵۹ سال کی قرار پاتی ہے۔ جب کہ فتیم لکھنوی کے بیان کے مطابق ۴۰ سال کے قریب ہونا چاہیے۔ ہمارے خیال میں سیّد افضل میرزا فتیم کو تعشق کی عمر بتانے میں سہو ہو گیا ہے۔ زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ تعشق نے یہ سفر ۴۰-۴۱ سال کی عمر میں ۸۰-۱۲۷۹ھ میں کیا اور اٹھارہ سالہ قیام کے بعد ۱۲۹۸ھ میں واپس آئے۔ آغا محمد باقر کا بیان ہے کہ تعشق میر عشق کی وفات کے بعد لکھنؤ واپس آئے (تاریخ نظم ونثر اردو) لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

مہذب لکھنوی نے تعشق کے پہلے سفر میں ہی اُن کے قیام کی مدت اٹھارہ سال بتائی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہے (دورِ تعشق) لیکن انہوں نے ان کے تمام سفروں کی تعداد نہیں بتائی اور ان کے متعلق کوئی سن بھی تحریر نہیں کیا۔ اس طرح کسی مزید تفصیل کا انہیں علم نہیں۔ سیّد افضل میرزا قسیم کا بیان اوپر بھی درج کیا جا چکا ہے اور اسی کو بنیاد بنا کر کچھ مزید غور کیا جا سکتا ہے۔

تعشق کے ترکِ وطن کی وجہ عموماً یہ بتائی جاتی ہے کہ مرثیہ گوئی میں انہیں میر عشق پر ترجیح دی جانے لگی تھی جس میں دونوں بھائیوں میں کشیدگی کا امکان نظر آنے لگا تھا۔ (براہین غم) جس سے بچنے کے لئے تعشق نے عراق کی سکونت اختیار کر لی اور اس طرح خود کو اپنے بھائی کے حق میں دست بردار کر لیا۔ افضل میرزا قسیم کا خیال بھی یہی ہے:

"تعشق صاحب سے میں نے سنا کہ میں بھائی کے مقابلے میں نہیں پڑھنا چاہتا۔ شاعری ایسی ہے جو دل میں گرہ ڈال دیتی ہے۔"

اس کی تائید سیّد سجاد حسین شدید لکھنوی نے بھی کی، لیکن اس سلسلے میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ میر عشق کی شاعرانہ شہرت کے پہلو بہ پہلوان کی امارت و سیاست کا بھی اثر قائم تھا اور اس میں ان کو اتنی اہمیت حاصل ہو گئی تھی کہ تھوڑے سے لوگ ان کو میر انیس اور میرزا دبیر سے بھی بہتر مرثیہ گو سمجھتے تھے۔ جب لکھنؤ میں ایک طرف انیس اور ان کے بھائیوں کا ڈنکا بج رہا ہو۔ دوسری طرف دبیر اور ان کے شاگرد نام پیدا کر رہے ہوں۔ تعشق کو مرثیہ گوئی میں امتیازی کامیابی حاصل ہو تو، یہ بات میر عشق کے خاندان کے لئے باعث فخر تھی کہ اب ان کا خاندان بھی مرثیہ گوئی میں سر بلند ہو رہا تھا۔ یہ مدِ نظر رہے کہ جس شخص کو بھی یہ دھن ہو کہ انیس و دبیر کے مقابلے میں اپنا چراغ جلائے اور ایک الگ دبستان شاعری کی بنیاد رکھے۔ عام حالات میں اپنے بھائی اور خصوصاً جب بھائی عمر میں سات سال چھوٹا ہو اور اپنے شاگرد کی کامیابی میں رنجیدہ نہیں ہو سکتا۔ جب کہ تعشق خود بھی شہرت کے زیادہ خواہاں نہیں تھے۔ ہمارے نزدیک

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تعشق کے ترکِ وطن کے لئے اس بات کو وجہ قرار دینا مناسب نہیں ہے وہ اپنے کردار ومزاج میں ایک مذہبی آدمی تھے اور خاندان رسالتؐ سے غیر معمولی شغف رکھتے تھے اتفاق سے انہیں ایسے صاحب ثروت امراء کی سرپرستی بھی حاصل ہوگئی جو انہیں کی طرح کے مذہبی جذبات بھی رکھتے تھے اور زیارتِ عتباتِ عالیات کا ارادہ رکھتے تھے۔ انہوں نے تعشق سے بھی ہمراہ چلنے کو کہا اور انہوں نے ان کی بات مان لی۔ تعشق کے پاس اپنا گھر بھی نہ تھا اس لئے وہیں رک گئے۔ مہذبؔ لکھنوی کا بیان ہے:

"جب ملکہ جہاں صاحبہ اودھ کی شاہزادی کربلائے معلی زیارت کے لئے تشریف لے گئیں۔ مرزا انس بھی معہ سید صاحب ساتھ گئے۔ زیارت کے بعد سب تو واپس آ گئے۔ مگر تعشق علیہ الرحمۃ کو نواب نادر آغا صاحب نے آنے نہ دیا جو بہت بڑے دولت مند تھے اور کاظمین شریفین میں سکونت لکھنؤ ترک کرنے کے بعد متوطن ہو گئے۔ چونکہ نواب صاحب موصوف کے شاگرد تھے اس لئے سید صاحب نے وہیں قیام کیا اور اٹھارہ سال مسلسل وہیں قیام پذیر رہے۔" (دورِ تعشق)

قطع نظر اس بات کے کہ مہذبؔ لکھنوی نے ان کے دو مختلف سفروں کو ایک ساتھ ملا دیا۔ یہ بات صاف ظاہر ہو جاتی ہے کہ تعشق نے دونوں سفر صاحبانِ ثروت کے ساتھ کئے اور انہیں لوگوں نے ان کے اخراجات بھی برداشت کئے ملکہ جہاں ان کے والد کی مخدومہ تھیں اور نادر آغا ان کے شاگرد تھے۔ ان کے خاندان والوں کے بیانات پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان میں جا بجا تضاد نظر آتا ہے۔ جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ مہذبؔ لکھنوی ایک بیان میں فرماتے ہیں کہ لکھنؤ میں انہوں نے میر عشق کی حیات میں کسی کو شاگرد نہیں بنایا اس لئے قیاس ہے کہ نادر آغا قیامِ عراق کے دوران میں تعشق کے کمالات کے معترف ہوئے ہوں اور ان کا تلمذ حاصل کر کے انہیں عراق میں روک لیا ہو۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مہذب لکھنوی کا بیان ہے کہ اس دور میں انہوں نے لاجواب مرثیے تصنیف کیے۔ انہوں نے ان میں سے دو مرثیوں کے مطلع بھی تحریر کیے ہیں:

الف: ''ہے جوش قلزم غضب ذوالجلال کو''

یہ مرثیہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے روضہ پر تصنیف کیا۔

ب: ''کھینچ اے قلم مرقع صحرائے کربلا''

جسے روضہ امام حسینؑ پر بیٹھ کر تمام کیفیات کے ساتھ زاروقطار روتے ہوئے تصنیف کیا۔

مدینہ کی تقدس پرور سرزمین نے بھی تعشق کو متاثر کیا تھا اور انہوں نے وہاں بھی مدحیہ نظمیں کہی تھیں۔ جن کی تعداد دو تہائی بتائی جاتی ہے۔

تعشق کا سفر عراق و عرب ان کے مشاہدہ اور مطالعہ کی نظر سے بھی مفید ثابت ہوا۔ انہوں نے عرب کی گرمی، سردی اور تشنگی کو بذات خود محسوس کیا اور اسے اپنے مراثی میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے قیام عراق کے زمانہ میں تعلیم و تدریس کی طرف بھی توجہ کی اور وہاں رہ کر عربی و فارسی کے اعلیٰ درسیات حاصل کیے۔ مہذب لکھنوی کا بیان ہے:

''اس عرصے میں عربی و فارسی کے اعلیٰ درسیات میں جتنا اضافہ ہوا اس کا اندازہ مشکل ہے۔'' (دور تعشق)

کربلا کے آخری سفر کی واپسی کے کچھ عرصے بعد کئی ایک چھوٹے بڑے صدمے انہیں برداشت کرنا پڑے۔ کسی کرم فرما نے ان کے کلام کا ایک حصہ بھی ہضم کرلیا جس کا انہیں بہت رنج ہوا۔ تھوڑے دن بعد (۱۳۰۲ھ) میں میر عشق کا انتقال ہو گیا۔ اب تعشق بہت رنجیدہ رہنے لگے۔ بڑی حد تک لوگوں سے ملنا جلنا ترک ہو گیا۔ حالات کی المناکی سے دل برداشتہ ہو کر قریب قریب گوشہ نشینی اختیار کرلی جس سے رفتہ رفتہ صحت خراب ہوگئی اور آخر کار یکم اپریل ۱۸۹۱ء مطابق ۳ رمضان (۱۳۰۹ھ) کو راہی عدم ہوئے اور اپنے آبائی قبرستان واقع رکاب گنج باغ میر عشق زیر مسجد مدفون ہوئے۔ علی

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

میاں کاملؔ نے تاریخ نکالی۔

از زبان ہاتف غیبی باسم گفتمش

رفتہ سوئے مجلس جانِ پیمبر آں جناب

تعشقؔ کی صرف ایک منوعہ بیوی تھیں جن کے ایک صاحبزادے سید مرزا تعلق تھے۔ یہ لاولد فوت ہوئے۔ ان کے علاوہ ان کی کسی اولاد کا پتہ نہیں چلتا۔

تعشقؔ کے بڑے بھائی میر عشقؔ کی زندگی بھر اپنے کو مبتدی کی طرح سمجھتے رہے۔ اس لئے ان کے سامنے کبھی کسی کو شاگرد نہیں بنایا۔ البتہ بقول مہذبؔ لکھنوی انہوں نے قیام عراق میں لوگوں کو شاگرد کیا۔ صفدر حسین کا بیان ہے کہ تعشقؔ نے انتقال کے وقت شاگردوں میں باقر میرزا حمید اور پیارے صاحب رشید کو چھوڑا۔ یہ بیان مکمل نہیں ہے ان کے شاگردوں میں نواب نادر آغا سب سے اہم ہیں۔ میر عشقؔ کے انتقال کے بعد ان کے تمام شاگردوں نے تعشقؔ کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کیا اور انہوں نے بھی سب کو خاطر خواہ مطمئن رکھا۔

افضل میرزا قسیم کہتے ہیں:

''ان کے شاگردوں میں مصطفیٰ میرزا رشیدؔ، باقر صاحب حمیدؔ، مہدی صاحب جدیدؔ، ادبؔ صاحب، نواب محسن آغا صاحب (آغا میر کی ڈیوڑھی) نواب جعفر علی خاںؔ صاحب، باقر علی خان صاحب (رئیس شیش محل) مشہور ہیں اور بہت سے شاگرد تھے۔''

ان کے لباس اور حلیہ کے متعلق زیادہ تفصیل سے تو نہیں معلوم ہو سکا لیکن جتنا مہذبؔ نے لکھا ہے کہ:

''بلند قامت دُہرے جسم کے انسان تھے۔ رنگ گندمی مگر نکھرا ہوا۔ ماتھے پر سجدے کے نشان سے عبادت کی زیادتی اور شوق کا پتہ چلتا تھا۔ خشخشی داڑھی۔'' (دورِ تعشق)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

لباس کے معاملہ میں ہمیشہ ایک وضع رکھی اور ہندوستان و عرب دونوں جگہوں پر ایک طرح کا لباس استعمال کرتے رہے۔ اس معاملہ میں ان کی وضع خاندان عشق کی پابند نہ تھی۔ مہذب لکھنوی کا بیان ہے:

''ان کی وضع اور لباس وہی رہا جو لکھنؤ کا قدیم وضع کا لباس تھا۔ یعنی چوگوشیہ ٹوپی، نیچا کرتا، برکا پائجامہ، زردا وگی، جاڑوں میں دگلا، گرمیوں میں انگرکھا، رومال اوڑھے ہوئے۔'' (دور تعشق)

تعشق کے مزاج کا سب سے زیادہ اہم پہلو ان کا خلوص محبت، انکسار اور ایثار ہے۔ انہوں نے اپنے تمام ملاقاتیوں سے ہمیشہ محبت کا برتاؤ کیا اور ان کی خاطر مدارات میں غیر معمولی انہماک دکھایا۔ ان کے احباب اور اعزہ سب ہی ان سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ وہ خاندان میں والد کے علاوہ اپنے بھائی اور استاد میر عشق سے بہت زیادہ متاثر تھے اور ان کا بہت احترام کرتے تھے۔

تعشق کی شہرت بحیثیت ذاکر زیادہ تھی۔ انہوں نے لکھنؤ میں بہت کم مجلسیں پڑھیں۔ میر عشق کی زندگی تک عموماً ان کی پیش خوانی کرتے رہے اور میر عشق کے انتقال کے بعد انہوں نے اتنا صدمہ قبول کیا کہ تقریباً ذاکری ہی ترک کر دی۔ لیکن جن مجلسوں میں انہوں نے ذاکری کی وہاں بہت کامیاب رہے۔ ان کی پیش خوانی بھی اصل ذاکر کی ذاکری سے کم نہ ہوتی تھی۔ بلکہ بعض اوقات تو اصل ذاکر ان کے سامنے ماند پڑ جاتا تھا۔

اس سلسلہ میں ایک واقعہ نواب جعفر علی خان اثر نے بیان کیا جو انہوں نے ایسے لوگوں سے سنا جو اس کے چشم دید گواہ تھے۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک بار ایام عزاء میں لکھنؤ میں کہیں مجلس تھی اور میر عشق ذاکر کی حیثیت سے مدعو تھے۔ مجلس کا وقت آیا اور وہ عشق کے ہمراہ ذاکری کے لئے گئے۔ مجلس کی ابتداء میں تعشق نے حسب معمول پیش خوانی کے طور پر چند رباعیوں کے بعد اپنا یہ سلام شروع کیا:

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

لے کے دریا کو نہ کیوں سبطِ پیمبرؐ چھوڑ دے
یہ مزا ہو پیاس کا جس کو وہ کوثر چھوڑ دے

مجلس میں ان کا یہ سلام بہت پسند کیا گیا اور داد و تحسین سے چھتیں اڑنے لگیں۔ جب انہوں نے سلام کا یہ شعر پڑھا تو کہرام برپا ہو گیا۔

شاہ کہتے تھے خیال رنجِ اصغر ہے ضرور
دل میں تھوڑی سی جگہ اے داغِ اکبرؑ چھوڑ دے

اہلِ مجلس کی فرمائش پر تعشق نے یہ شعر متعدد بار پڑھا اور تاثر کا یہ عالم ہوا کہ چند لوگ مجلس میں گریہ کرتے کرتے بیہوش ہو گئے میر عشق نے جب یہ عالم دیکھا تو تعشق کو اشارے سے منبر سے اترنے کو کہا۔ تعشق منبر سے اتر آئے لیکن گریہ اسی طرح طاری رہا۔ مجبوراً میر عشق بھی کچھ نہ کر سکے اور مجلس تعشق کی پیش خوانی ہی پر ختم کر دی گئی۔ اس مجلس کا اثر لوگوں کے دل و دماغ پر ایک عرصہ تک رہا اور ایام عزا کے دوران جب لوگ آپس میں ملتے تو گلے مل کر تعشق کا یہی شعر پڑھتے اور گریہ کرتے۔ مہذب لکھنوی نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ مجلس مفتی گنج کے کسی شہزادے کے یہاں ہوئی تھی۔ افضل میرزا تسنیم نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اشاریہ مراثیِ تعشق

نمبر شمار	مطلع	بحر	تعداد بند	در حال	کتاب
	(الف)				
۱	آتا ہے عجب شیر کہ خاک اڑتی ہے رن میں	ہزج	۱۶۶	حضرت عباسؑ	براہین غم جلد اول
۲	آمد مہ بتولؑ کی ہے فوج شام میں	مضارع	۱۰۲	حضرت امام حسینؑ	افکار تعشق جلد اول
۳	اس باغ میں ہو تلخ نہ آرام کسی کا	ہزج	۱۳۳	حضرت امام حسینؑ	افکار تعشق جلد اول

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۴	افسانہ جاں سوز ہے کس تشنہ دہاں کا	ہزج			
۵	افسانۂ عشقِ گُل و بلبل ہے جہاں میں	ہزج	۱۳۳	حضرت عباسؑ	مرثیہ غیر مطبوعہ ہے
۶	ایک مدت جو شہ دیں کو سفر میں گزری	رمل	۹۴	جنابِ فاطمہ صغراؑ	مراثیِ تعشق اوّل
	(ب)				
۷	بگڑا ہے وہ ضیغم کہ ہے صحرا میں تلاطم	ہزج	۱۳۸	حضرت امام حسینؑ	افکارِ تعشق جلد ۲
۸	بانِ جہاں سے کوچ ہے کس گلعذار کا	مضارع	۱۷۲	حضرت علی اکبرؑ	
	(پ)				
۹	پروانہ جاں باز سوئے شمع رواں ہے	ہزج	۱۸۸	زعفر جن	"براہینِ غم" جلد ۱
	(ج)				
۱۰	جب شہ بیکس و مجبور کے یاور نہ رہے	رمل	۶۰	حضرت امام حسینؑ	
۱۱	جب عزیزوں سے ہوئی صحبتِ سرور خالی	رمل	۱۴۰	حضرت امام حسینؑ	"دورِ تعشق" مطبوعہ
۱۲	جب کارواں سے یوسفِ زہراؑ جدا ہوا	مضارع	۱۷۲	حضرت علی اکبرؑ	
۱۳	جب محوِ جنگ قاسمِ ابرو کماں ہوئے	مضارع	۲۴۳	حضرت علی اکبرؑ	مرثیہ غیر مطبوعہ ہے
۱۴	جنگل کی مسافر کیلئے دھوپ غضب ہے	ہزج	۱۱۸	حضرت امام حسینؑ	افکارِ تعشق جلد ۲
	(ح)				
۱۵	حسینؑ خیمے سے اصغرؑ کو لیکے جاتے ہیں	مجتث	۴۲	حضرت علی اصغرؑ	براہینِ غم جلد ۱
۱۶	حضرت کو دوپہر جو ہوئی رزم گاہ میں	مضارع	۱۴۹	حضرت امام حسینؑ	افکارِ تعشق جلد ۲
	(د)				
۱۷	دل مرا اُلفتِ شبیرؑ سے بھر دے یارب	رمل	۱۵۸	حضرت حرؑ	افکارِ تعشق جلد ۱
۱۸	دنیا میں ایک حال سے رہنا محال ہے	مضارع	۱۲۶	روایت بچۂ آہو	افکارِ تعشق جلد ۲

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۹	دنیا میں کمائی نہ ہو برباد کسی کی	ہزج	۲۱۲	حضرت علی اکبرؑ	مرثیہ غیر مطبوعہ ہے
۲۰	دو دل جو ایک تھے تو نہ کیوں کام خوب ہو	مضارع	۱۳۷	حضرت عونؑ و محمدؑ	افکارِ تعشق جلد ۱
	(ز)				
۲۱	زینبؑ سے جدا ہوتے ہیں شبیرؑ سفر میں	ہزج	۱۴۵	حضرت امام حسینؑ	
	(س)				
۲۲	سچ ہے دنیا میں شبِ ہجر بلا ہوتی ہے	رمل	۱۴۵	حضرت حرؑ	افکارِ تعشق جلد ۱
	(ش)				
۲۳	شبیرؑ کے سفر کا زمانہ قریب ہے	مضارع	۱۰۸	سفرِ امام حسینؑ	افکارِ تعشق جلد ۱
	(ع)				
۲۴	عباسؑ علی شیرِ نیستانِ وفا ہے	ہزج	۱۰۷	حضرت عباسؑ	مراثیِ تعشق جلد ۱
	(غ)				
۲۵	غربت میں کی قضا جو شہِ مشرقین نے	مضارع	۱۲۶	جنابِ سکینہؑ	افکارِ تعشق اول
	(ک)				
۲۶	کچھ قدر داغِ ہجر تجھے اے فلک نہیں	مضارع	۱۲۶	حضرت علی اکبرؑ	افکارِ تعشق جلد ۱
۲۷	کوئی حسینؑ سا نہیں صابر جہان میں	مضارع	۲۰۷	حضرت امام حسینؑ	
۲۸	کھینچ اے قلم مرقعِ صحرائے کربلا	مضارع	۲۳۲	حضرت امام حسینؑ	مراثیِ تعشق جلد ۱
	(م)				
۲۹	ماں سے اصغرؑ وداع ہوتے ہیں	خفیف مسدس مخبون مکسور	۴۷	حضرت علی اصغرؑ	براہینِ غم جلد ۱

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

	(ہ)				
۳۰	ہنگامۂ فراق تن و جاں قریب ہے	مضارع	۱۶۱	حضرت علی اکبرؑ	افکار تعشق جلد ۲
۳۱	ہے جوشِ قلزمِ غضب ذوالجلال کو	مضارع		حضرت امام حسینؑ	
	(ی)				
۳۲	یثرب سے کربلا کے مسافر قریب ہیں	مضارع	۱۵۳	اہلحرم کی مدینہ واپسی	افکار تعشق جلد ۲

تعشق کی غزلیں

دیکھ آکے عجب حال ہے اے یار کسی کا — دم توڑ رہا ہے دل بیمار کسی کا
میں باغ میں ہوں طالب دیدار کسی کا — گل پر ہے نظر دھیان میں رخسار کسی کا
تم صاحبِ اُلفت نہ کہو دوست مجھ کو — اتنا ہی تو بندہ ہے گنہگار کسی کا
اُٹھواتے ہو تم لاش مری اپنی گلی سے — ایسی نہ سزا پائے گنہگار کسی کا
گھبراتے ہیں وہ سُرخ جب آجاتی ہے آندھی — دیتا ہے ہوا زخم دلِ زار کسی کا
گھٹ گھٹ کے رُلاتا ہے مجھے عہد جوانی — ڈھلتا ہے یونہیں سایہ دیوار کسی کا
یہ بے ادبی خاک کیا دل کو جلا کر — تھا یہ محل اے آہِ شرر بار کسی کا
شب ہوگئی تلوار کے بجوانے میں تم کو — رکھا ہے کفن صبح سے تیار کسی کا
کہتے ہو کہ آج آنکھ پھڑکتی ہے ہماری — بیتاب بہت ہے دل بیمار کسی کا
مثلِ رگِ گُل سُرخ رہا کرتے ہیں ڈورے — آنکھوں سے کھٹکتا ہے دل زار کسی کا
ہے ایک زباں اور حسینوں کی زباں میں — انکار سے خالی نہیں اقرار کسی کا
نالوں نے کیا سینۂ صد چاک قفس کو — دل ہو نہ کہیں مُرغ گرفتار کسی کا
سمجھا دل وحشی جو قیامت ہوئی برپا — اُٹھا کوئی دیوانہ رفتار کسی کا
دیکھ آؤ کہ بیمار تمہارا تو نہیں ہے — رکھا ہے جنازہ سرِ بازار کسی کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

چل بیٹھے دل بیچنے والوں میں تعشق
سنتے ہیں کہ گھر ہے سر بازار کسی کا

سوئے دریا خندہ زن وہ یار جانی پھر گیا — موتیوں کی آبرو پر آج پانی پھر گیا
ہتھکڑی بھاری ہے میرے ہاتھ کو آج اے جنوں — دست جاناں کا کہیں چھلا نشانی پھر گیا
زور پیدا کر کہ پہنچے جیب تک دست جنوں — اب تو موسم اے وفور ناتوانی پھر گیا
سرفروشان محبت سے نہ ہوگی آنکھ چار — منھ جو اس کی تیغ کا اے سخت جانی پھر گیا
اے ضعیفی سایہ سر پر سے گیا دھوپ آگئی — فصل بدلی آفتاب زندگانی پھر گیا

گر پڑے آنسو عروج ماہ کامل دیکھ کر
میری نظروں میں ترا عہد جوانی پھر گیا

کچھ نہ کچھ گور غریباں پر بھی ساماں ہو گیا — چار تارے چرخ سے ٹوٹے چراغاں ہو گیا
ضعف میں کروٹ بدلوانے کو اٹھا بار بار — میں ترا اے دردِ دل ممنونِ احساں ہو گیا
دانۂ بارود میں ذرے ہماری خاک کے — گر پڑی بجلی تو اک دن کو چراغاں ہو گیا
اُلفتِ گیسو نے خاطر جمع کی روزِ حساب — سب مرے اعمال کا دفتر پریشاں ہو گیا
جھپک گئی آنکھیں لڑانے میں وہ شرم آگئیں نظر — سرنگوں گویا نشانِ فوجِ مژگاں ہو گیا
وہ تڑپنا دیکھتا ہے کس طرح بسمل ہو سرد — رشتہ نظارہ قاتل رگِ جاں ہو گیا
کیا معاذ اللہ میری وحشت نے پھیلائے ہیں پاؤں — راہ برسوں کی مرا چاک گریباں ہو گیا
جذبۂ شوق شہادت نے دیا خلعت مجھے — سرخ پیرہن ہوا خنجر گریباں ہو گیا

اے تعشق منتیں ان کی بڑھیں اپنا جنوں
طوق اُدھر اترا ادھر ٹکڑے گریباں ہو گیا

یادِ رُخ دیدۂ پُر آب میں ہے — بوئے گل جامہ حباب میں ہے
پاؤں آہستہ سے رکھ اے غافل — دیکھ تو کون کون خواب میں ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مر گیا دشت میں ترا وحشی | جو بگولہ ہے اضطراب میں ہے
تھے وہ غفلت شعار عالم میں | سبزہ اپنی لحد کا خواب میں ہے
یاں اترتا ہے داغ سے پھاہا | تھرتھری جسم آفتاب میں ہے
لیجئے روح بھی تڑپنے لگی | دل تو مدت سے اضطراب میں ہے
ہے کفن کی تلاش عالم کو | کوئی محبوب اس حجاب میں ہے

ہے تعشق بہار پر پیری
اب خزاں گلشنِ شباب میں ہے

چاک دامان قیامت کیجئے | امتحان دست وحشت کیجئے
نقش پا تعویز تربت کیجئے | جاں نثاروں پہ عنایت کیجئے
چھوٹ جائیں ہم عذاب ہجر سے | اب تو ایسی کوئی صورت کیجئے
دور جانا ہے کہ ہے قصد عدم | مہرباں اب ہم کو رخصت کیجئے
مجھ سے کہتا ہے ملالِ ہجرِ یار | اب خوشی سے دل کو رخصت کیجئے
لوگ کہتے ہیں مسیحا آپ کو | کچھ علاجِ دردِ فرقت کیجئے
وصل کی ہے رات وہ آنے کو ہیں | گل چراغِ داغِ حسرت کیجئے
موت مل جائے کہیں گر ہجر میں | زندگانی کی شکایت کیجئے
موت ہے غارت گری کی تاک میں | جمع کیا اسباب راحت کیجئے
جوہری ہیں ایسی چیزوں کے حضور | آبروئے اشک حسرت کیجئے

اے تعشق چار دن ہے زندگی
دشمنوں سے بھی محبت کیجئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرثیہ

جنگل کی مسافر کے لئے دھوپ غضب ہے

درحال حضرت امام حسین علیہ السلام

بند ۱۱۸

۱
جنگل کی مسافر کے لئے دھوپ غضب ہے — پانی نہیں ممکن ہے تو دن آنکھوں میں شب ہے
گرمی میں سفر لاکھ اذیت کا سبب ہے — محنت ہے، مشقت ہے، مصیبت ہے تعب ہے
دم بھر کہیں آرام کی صورت نہیں ہوتی
کھولیں کمر اتنی بھی تو مہلت نہیں ہوتی

۲
ہر وقت یہی فکر ہے ہر دم یہی دھڑکا — بے آب کے ہو جائے نہ بیدم کوئی لڑکا
سمجھے کہ اجل آئی جو پتا کوئی کھڑکا — دل صورت بسمل کبھی ٹھہرا کبھی پھڑکا
ہیں خشک جو آنسو مژۂ دیدۂ تر پہ
رہ رہ کے چھڑکتے ہیں نمک زخم جگر پہ

۳
یاد آتا ہے پردیس میں گھر اور وہ زمانہ — احباب وطن کا وہ ملاقات کو آنا
دو چار قدم خود کبھی تفریح کو جانا — غربت میں کہاں بیٹھنے اٹھنے کا ٹھکانا
تدبیر کوئی دھوپ کی زنہار نہیں ہے
منزل پہ اگر سایۂ اشجار نہیں ہے

۴
خیمہ لب دریا ہے تو ہے خیر کچھ آرام — پانی کے تردد سے ہے فارغ دل ناکام
ساحل سے اگر دور ہیں اور گرم ہیں ایام — تشویش سے خالی نہیں دم بھر سحر و شام
پتھر کو بھی سوکھے ہوئے لب کرتے ہیں پانی
دل جلتے ہیں بچے جو طلب کرتے ہیں پانی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

دشمن کو خدا شامِ غریباں نہ دکھائے ۔۔۔ احباب کی صحبت کو پریشاں نہ دکھائے
۵
پردیسیوں کو لٹنے کا ساماں نہ دکھائے ۔۔۔ خاک اُڑتی ہو جس میں وہ بیاباں نہ دکھائے
ایسی تو جگہ عبرتِ انساں کے لئے ہے
منزل وہ فقط گورِ غریباں کے لئے ہے

ایسے ہیں غریبوں میں بھی وہ بیکس و ناچار ۔۔۔ مینھ تیروں کا برسے جو ہوں پانی کے طلبگار
۶
گھر بار لٹے اور نہ پوچھے کوئی زنہار ۔۔۔ کوئی نہ بچائے جو چلے حلق پہ تلوار
بالیں پہ دمِ نزع بجز سر نہ ہو کوئی
مٹی بھی نہ پائیں تو مکدر نہ ہو کوئی

ہو دھوپ میں اک نخل کا سایہ نہ میسر ۔۔۔ دریا کی ترائی میں لب خشک نہ ہوں تر
۷
غش آئے تو بستر ہو نہ تکیہ ہو نہ سر ۔۔۔ مرجائیں تو لاشے پہ نہ ڈالے کوئی چادر
شہروں کے گلوں کی کبھی بوباس نہ آئے
جز بے وطنی اور کوئی پاس نہ آئے

سُن سُن کے یہ تقریر پکارا دلِ مُضطر ۔۔۔ دنیا میں مسافر بھی ہے ایسا کوئی بے گھر
۸
ناگاہ صدا کان میں آئی یہ برابر ۔۔۔ کونین میں ہے ایک فقط بے کس و بے پر
دل کو جو ہوئی فکر وہ کون ولی ہے
آواز یہ آئی کہ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے

بے بس ہے مظلوم بھی آوارہ وطن بھی ۔۔۔ بے غُسل بھی بے گور بھی محتاجِ کفن بھی
۹
بے مونس و یاور بھی گرفتارِ محن بھی ۔۔۔ دو روز کے فاقے سے بھی اور تشنہ دہن بھی
پھکتا تھا جگر دھوپ سے کیا بد مزگی تھی
جلتے تھے پہاڑ آگ بیاباں میں لگی تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۰
تھا دھوپ کی زردی سے بیابانِ بلا زرد — جنگل کے درختوں نے بھی پہنی تھی قبا زرد
سب کھیت بھی تھے زرد زمیں زرد ہوا زرد — آندھی مگر آئی ہوئی تھی حد سے سوا زرد
یکرنگ فقط خاطرِ پاک شہِ دیں تھی
سرخی کہیں جز چہرۂ شبیر نہیں تھی

۱۱
سوکھے ہوئے پتوں کا وہ ہر سمت کھڑکنا — شیروں کے دلوں کا وہ ترائی میں دھڑکنا
وہ سینوں پہ آبِ خنک اعدا کا چھڑکنا — جھیلوں میں وہ گر گر کے پرندوں کا پھڑکنا
شہ صبر کو قبضے سے نکلنے نہیں دیتے
پہلو دلِ زخمی کو بدلنے نہیں دیتے

۱۲
شبیر کی پیری ہے تو گرمی کی جوانی — صحرا میں ہوا پھرتی ہے مثلِ خفقانی
پیدا لبِ جو سے اثرِ تشنہ دہانی — مشکوں کے دہانوں سے صدا آتی ہے پانی
ہر جام کی صورت سے عیاں بے مزگی ہے
لب خشک ہیں پانی کی طرف آنکھ لگی ہے

۱۳
مرغانِ ہوا بیٹھے ہیں کھولے ہوئے بازو — اترے ہوئے ہیں زانووں تک آب میں آہو
پانی کا ہے غل شام کے اردو میں جو ہر سو — لڑتی ہے گھٹا فوج کے سقوں کی لبِ جو
کیا دل میں ہے یہ سوزش یہ بتاتی نہیں مشکیں
پانی سے مگر منہ کو اٹھاتی نہیں مشکیں

۱۴
سقوں کو صدا دیتے ہیں اسوار کہ جلد آؤ — سم جلتے ہیں گھوڑوں کے نہ موقوف ہو چھڑکاؤ
چلاتے ہیں افسر کہ نہ حضرت پہ ترس کھاؤ — دیکھیں جو سوئے نہر تو مینھ تیروں کا برساؤ
احمدؐ کے گھرانے میں کوئی پانی نہ پائے
لشکر کے سوا اور کہیں جانے نہ پائے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

احکام برابر جو یہی پاتے ہیں سقّے
دوڑے ہوئے دریا کی طرف جاتے ہیں سقّے
۱۵
مشکیزہ پُر آب لیے آتے ہیں سقّے
ہر غول میں ہر صف میں یہ چلّاتے ہیں سقّے

ہاں بھائیو سرگرم مشقت ہو سحر سے
یہ آبِ خنک پی کے لڑو تشنہ جگر سے

گرد اٹھنے نہ پائے گی خیال اس کا نہ لاؤ
مشکیں لیے ہم ساتھ ہیں کچھ رنج نہ کھاؤ
۱۶
تلواروں کے قبضوں کو بھگوتے ہوئے جاؤ
پیاسے کا پسینے کی طرح خون بہاؤ

تیغیں یہ اگر دھوپ کے شدت سے جلیں گی
اچھا ہے کہ پیاسے کے کلیجے پہ چلیں گی

حضرت یہ کھڑے سنتے ہیں سقوں کی زبانی
اٹھا ہے دھواں دل سے یہ ہے تشنہ دہانی
۱۷
عباس نہیں نہر سے لے آئیں گے پانی
سب دشمن جاں ہیں نہ رہے دوستِ جانی

سیراب ہیں اعدا شہِ دیں تشنہ دہاں ہیں
بہتی ہے اُدھر نہر اِدھر اشک رواں ہیں

لشکر میں جو پیتے بطرا آتے ہیں ہزارے
اور آگ بھڑکتی ہے اِدھر پیاس کے مارے
۱۸
مشکیں جو بھری جاتی ہیں دریا کے کنارے
ہیں یاس میں ڈوبی ہوئی آنکھوں سے نظارے

موجوں کی زباں مثلِ سناں ہوتی ہے دل کو
پانی کے چھلکنے سے تکاں ہوتی ہے دل کو

وہ پیاس کی شدت وہ بیاباں کی ہوا گرم
ہے کچھ نفس گرم دھویں سے بھی سوا گرم
۱۹
چار آئینہ ہے گرم زرہ گرم قبا گرم
وہ آگ برستی ہے کہ ہے دشتِ بلا گرم

یہ دھوپ سے حالت ہے شہِ تشنہ جگر کی
آنکھوں میں ہے آرام کی شب چھاؤں سپر کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۲۰
وہ تابشِ خورشید وہ گرمی کا مہینا — جنگل کے پرندوں کو بھی دشوار ہے جینا
دل دھوپ میں ہے تشنہ کا یہ غربال ہے سینا — رخسار کا موزوں سے اُبلتا ہے پسینا
بہتا ہے عرق زانوؤں کا دامنِ زیں پر
اُٹھتا ہے دھواں بوند جو گرتی ہے زمیں پر

۲۱
گہہ انگلیاں پونچھیں کبھی گلرنگ کلائی — رکھی کبھی گھوڑے پہ عناں گاہ اُٹھائی
پھنکتا ہے جگر دیکھ کے دریا کی ترائی — کھینچا نفسِ سرد ہوا گرم جو آئی
سب گرمی و سردی جہاں چند نفس ہے
پیری کا نہ شکوہ نہ جوانی کی ہوس ہے

۲۲
پردیس کی تشنہ کو نہ ہوئی آب و ہوا راس — تڑپاتی ہے دل کو کبھی بھوک اور کبھی پیاس
احباب کہیں چھٹ گئے اب نہیں کوئی پاس — دو تازہ ملازم ہیں فقط بے کسی و یاس
پروانوں کو دُوری ہے چراغِ سحری سے
صحبت جو ہے کچھ گرم تو سوزِ جگری سے

۲۳
ہو جائے گا تا عصر یہ دفتر بھی پریشاں — پھر دل میں یہ سوزش ہے نہ سینے میں ہیں پیکاں
تیغیں نظر آئیں گی نہ یہ خنجرِ براں — روئے گا مسافر کے لئے شب کو بیاباں
دنیا کی کوئی چیز نہ پھر پاس رہے گی
تا شام نہ یہ دھوپ نہ یہ پیاس رہے گی

۲۴
فردوس میں یاد آئے گی صابر کو یہ صحبت — دو روز سے فاقہ ہے نہ بھولے گی یہ دعوت
یہ نہر کا بہنا یہ غضب پیاس کی شدت — یہ بے کسی اپنی یہ لعینوں کی جماعت
صحبت کی تمامی ہے قریب اشک بہے ہیں
حسرت کی نگاہوں سے کھڑے دیکھ رہے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

دل دھوپ کے ڈھلنے سے ہوا جاتا ہے تھوڑا — کیا پیاس کی شدت ہے کہ منھ آب سے موڑا
٢٥
گرمی ہے مگر دھوپ سے ہٹ جائے تو گھوڑا — ڈوبے جو پسینے میں تو بالوں کو نچوڑا
جو عاشقِ کامل ہیں پسند ان کو وفا ہے
ایذا کے اُٹھانے کا طبیعت میں مزا ہے

دل محو تیروں کی طرف بلکہ جگر بھی — نابوں کی طرح تیغوں سے لپٹی ہے نظر بھی
٢٦
دریا کی نہیں پیاس میں صابر کو خبر بھی — پانی میں ہے شور اک نظرِ لطف ادھر بھی
یہ آرزوئے جامِ شہادت بھی نہیں ہے
تلوار کے پانی میں نگہ ڈوب گئی ہے

وہ آگ برستی ہے کہ پانی بھی ہے سیماب — سب قلزم ذخار نظر آتے ہیں پایاب
٢٧
خاک اُڑتی ہے جھیلیں ہیں نہ چشمے نہ تالاب — اس دھوپ میں دو روز سے شبیرؑ ہیں بے تاب
اک خوف خدا سے مگر آنکھوں میں تری ہے
پُرنور ہے دل دھوپ جو زخموں میں بھری ہے

خیموں میں پڑے ہیں سپہ شام کے افسر — رکھی ہوئی ہیں چھاگلیں پانی کی برابر
٢٨
مشکیزۂ پر آب ہیں رکھے ہوئے باہر — چھڑکاؤ سے مٹی کی ہے بو باس خنک تر
حالت ہے عجب لوں میں شہ تشنہ گلو کی
بو آتی ہے مقتل سے عزیزوں کے لہو کی

جنگل کی طرف سے جو ہوا آتی ہے ہر بار — حق سے یہ دعا کرتے ہیں شاہنشۂ ابرار
٢٩
رستے میں ہیں جو جو کہ مسافر مرے غفار — اس دھوپ سے اس لُوں سے نہ پہنچے انہیں آزار
ہر ایک جگہ آبِ خنک دیجیو ان کو
تو پیاس کی ایذا سے بچا لیجیو ان کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہو راہ زنوں کا نہ غریبوں کو کہیں ڈر لٹنے سے بچانا انہیں اے خالق اکبر
۳۰
اطفال غریبوں کے ہوں نہ بے کس و مضطر پردیس میں ماں باپ کا سایہ رہے سر پے

یا رب متعلق ہوں نہ مایوس کسی کے
غربت میں نہ بے پردہ ہوں ناموس کسی کے

بے گھر جو ہیں اس وقت سرا میں ہوں خدایا کوئی نہ اٹھائے اگر اتریں لب دریا
۳۱
رہ جائے نہ غربت میں کوئی بے کس و تنہا معبود سفر میں کوئی عورت نہ ہو بیوا

مردوں سے گھرا گھر کبھی خالی نہ ہو کوئی
پردیس میں بے وارث و والی نہ ہو کوئی

اس فصل میں بندہ ترا بے گھر نہ ہو کوئی آوارہ وطن بھوک سے مضطر نہ ہو کوئی
۳۲
بے آب کے پژمردہ گل تر نہ ہو کوئی جنگل میں جدا بھائی سے خواہر نہ ہو کوئی

برباد نہ ہوں قافلے آئے محن میں
پھر جا کے ملیں عزیزوں سے وطن میں

آتی ہے صدا فکر ہے سب کی دمِ آخر کہہ اپنے لیے بھی تو کچھ اے صابر و شاکر
۳۳
تجھ سا نہیں دنیا میں کوئی اور مسافر شبہ کہتے ہیں تو نے ہی بنایا ہے مجھے صابر

ہر امر میں شبیرؑ تو مجوب ہے مالک
جو تیری مشیت ہے وہی خوب ہے مالک

محبوب سے باتوں میں ادھر محو ہیں شبیرؑ بڑھتا ہے سمندر کی طرح لشکر بے پیر
۳۴
ہے پیاس کی گرمی سے یہ حال شہ دلگیر اٹھتا ہے دھواں دل پہ جو پڑتا ہے کوئی تیر

ہے خشک لہو تشنہ دہانی کے اثر سے
پیکان مگر سرخ نکلتے ہیں جگر سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اعدا یہ صدا دیتے ہیں یا سیدِ ابرار — اب آپ اکیلے ہیں جدا ہو گئے انصار
۳۵
فرماتے ہیں موجود ہے خود ایزدِ غفار — منظور ہوا تخلیہ اے فوجِ جفا کار
کچھ کام کسی سے نہیں دل سوئے خدا ہے
محبوب سے خلوت ہی میں باتوں کا مزا ہے

ظاہر ہے کہ ان سب نے مجھے خود نہیں چھوڑا — منھ ایک نے تیغوں میں بھی مجھ سے نہیں موڑا
۳۶
توڑا کیے دم رشتۂ اُلفت کو نہ توڑا — فرقت کا زمانہ تو ہے تھوڑے سے بھی تھوڑا
شام آج کی ہوگی وہیں مجھ تشنہ جگر کو
پہلے انہیں فردوس میں بھیجا ہے خبر کو

ایسے نہ ملے ایک کو بھی چاہنے والے — اکثر تو ہیں ان میں سے مری گود کے پالے
۳۷
سپریں بھی نہ روکیں جو چلے سینہ پہ بھالے — ان سب نے یہ الفت کے طریق آج نکالے
انداز وفا کا دمِ آخر نہیں چھوٹا
دامن جو میرا تھام لیا پھر نہیں چھوٹا

ان سب نے فقط میرے لئے چھوڑ دیئے گھر — پائیں گے یہ قبریں مری تربت کے برابر
۳۸
بالائے صراط اور میانِ دمِ محشر — گلزارِ جناں میں تہ طوبیٰ لبِ کوثر
ہاتھوں میں محبت سے بہم ہاتھ رہیں گے
سب ایک جگہ اب مرے ساتھ رہیں گے

کیا وضع کے پابند تھے اللہ یہ جانباز — بیدار دل و عارف و حق بین و سرافراز
۳۹
ایسے مرے عاشق تھے کہ جن پر ہے مجھے ناز — اُٹھتے ہیں تڑپ کر ابھی دیتا ہوں جو آواز
سب سنتے ہیں میں نے جو یہ الفاظ کہے ہیں
ظاہر میں یہ سوتے ہیں مگر جاگ رہے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

٤٠
مرنے کو جو پوچھو تو یہ دن سب کیلئے ہے — بچنا نہیں ممکن کہ اجل رہتی ہے در پے
سب نالۂ جاں سوز ہیں عالم صفت نے — آخر کو وہی خاک ہے دنیا میں ہے جو شے
ہر پھر کے مقام اور بجز گور نہیں ہے
وہ بھی جو نہ ہاتھ آئے تو کچھ زور نہیں ہے

٤١
مشہور تھے گل پیرہنی میں جو ہنرمند — رکھے ہوئے وہ کپڑے وہ زمیں کے ہوئے پیوند
فارغ جو نہ تھے سیرِ چمن سے نفس چند — کیا اُن پہ بنی جب لحد تنگ ہوئی بند
گرمی میں ہوا دہر کی کھانے نہیں پاتے
تفریح کو باہر کبھی آنے نہیں پاتے

٤٢
تھے چاند کے ٹکڑے جو زمیں پر تہِ افلاک — تاریک لحد میں ہیں دل افسردہ غمناک
بالوں میں بھری ہے عوض عطر منوں خاک — دل چاہنے والوں کے ہیں شانوں کی طرح چاک
جو دھوتے تھے ان بالوں کو وہ سانپ ان کے بنے ہیں
سینوں پہ وہاں مارِ سیہ لوٹ رہے ہیں

٤٣
کس کس کو خوشی میں نہ پیامِ محن آیا — کی آرزوئے خلعتِ شادی کفن آیا
تیار محل ہو جو یہ لب تک سخن آیا — معمار ادھر آئے ، ادھر گورکن آیا
اس آنکھ سے جو گیسوئے خمدار کو دیکھا
اس آنکھ سے تربت کی شبِ تار کو دیکھا

٤٤
جس جس نے مہ و مہر کا منھ حُسن میں پھیرا — قبروں میں وہ سوتے ہیں گھروں میں ہے اندھیرا
بھولے سے ادھر کا کوئی کرتا نہیں پھیرا — کہتی ہے خرابی یہ مکاں اب تو ہے میرا
سب سچ ہیں وہ انجام کی خبریں جو کہی ہیں
کڑیاں بھی گواہوں کی طرح بول رہی ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۴۵
تھا سرو قدوں کا جو مقام اب ہے وہاں جو ہے عالمِ ہو قمریوں میں شور ہے کوکو
جس قصر میں گلشن کی طرح جمع تھے گلرو اب لوگ ادھر دیکھ کے بھر لاتے ہیں آنسو
قبروں میں مکیں شرم سے منہ ڈھانک رہے ہیں
غرفوں سے پریشانی و غم جھانک رہے ہیں

۴۶
یوں تند ہوا ہے وہ مکاں جلتے ہیں ہر بار جو سوئے تنفس میں ہو حالِ دلِ بیمار
بیٹھی ہیں چھتیں جو صفت قبر گنہگار کڑیوں میں ہے غل فاعتبروا یا اولی الابصار
مطلوب سہارا ہے جو خم ہو کے رکے ہیں
سیلاب کے آگے سرِ تسلیم جھکے ہیں

۴۷
باقی ہے سکندر نہ ارسطو نہ افلاطوں دارا ہے نہ پرویز، نہ خسرو نہ فریدوں
نمرود، نہ شداد، نہ فرعون، نہ قاروں قیصر ہے نہ فغفور، نہ طاؤس نہ گلگوں،
قبروں سے گھروں میں کبھی آتی ہیں روحیں
دیواروں سے ٹکرا کے چلی جاتی ہیں روحیں

۴۸
کیا موت نے کی ملکِ سکندر کی تباہی آئینہ بنایا تو یہ صورت نظر آئی
آباد کیے شہر مگر قبر نہ پائی جمشید کی مٹی سے بنے جامِ گدائی
یہ دور بھی اس وقت ہوئے نام وروں کے
جب خاک نے چومے ہیں قدم کاسہ گروں کے

۴۹
دنیا میں غذا موزیوں کی ہو گئے سفاک آخر دہنِ مار ہوا مدفنِ ضحاک
رکھتے تھے جو قبضے میں ترائی تہ افلاک اس دہر سے وہ لے گئے دو دیدۂ غمناک
ڈر برق کے گرنے کا رہا ابر میں ان کو
سیلاب نے رہنے نہ دیا قبر میں ان کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۵۰
اندھیر تھیں جو گیسوؤں والوں کی ادائیں — رہتے تھے جہاں پھرتی ہیں اس گھر میں بلائیں
ہے مشک کی خوشبو نہ فرحناک ہوائیں — جس قصر میں تھی نوبت و شہنا کی صدائیں

در اس کے سب اژدر ہیں کہ منھ کھول رہے ہیں
اب آج وہاں زاغ و زغن بول رہے ہیں

۵۱
دل جن سے لگا یا کئے قدر ان کی یہ کھوئی — اب قبر کو ٹھوکر بھی لگاتا نہیں کوئی
ممکن نہ ہوا فرش بھی تقدیر جو سوئی — خوش چشموں کے ماتم میں کوئی آنکھ نہ روئی

پھیری یہ نظر قبر پر آتا نہیں کوئی
دو پھول بھی نرگس کے چڑھاتا نہیں کوئی

۵۲
جو رات کو پہنے ہوئے تھے پھولوں کا زیور — وہ صبح کو مرجھا گئے مانندِ گلِ تر
ڈالی نہ گئی چادرِ گل ان کی لحد پر — زانو کوئی رکھتا ہے نہ تکیہ ہے نہ سر

جو سوئے نہ بے فرشِ گل افلاک کے نیچے
وہ خاک پر آرام میں ہیں خاک کے نیچے

۵۳
تھے جن میں بہم مہر و محبت کے بڑے جوش — ایک ایک کی خاطر سے ہوا چھٹ کے فراموش
تھے رات کو گل پوش دمِ صبح کفن پوش — آتے نہیں وہ پاس جو رہتے تھے ہم آغوش

چھوتے بھی نہیں لاش جو بے غسل پڑی ہے
بے دھیان کہ تکلیف نہانے کی بڑی ہے

۵۴
تھے روشنی چشم پدر حضرت یوسف — اولاد میں تھا سب سے سوا اُن پر تلطف
تھے جمع سب ان کے لئے اسباب تکلف — فرقت میں کئی سال ملے دستِ تاسف

طالب تھیں جو کھوئے ہوئے محبوب کی آنکھیں
جاتی رہیں تھی حضرت یعقوب کی آنکھیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

گو حسنِ رسولِ عربی تھا نہ پسر میں   آنکھوں سے چھپے جب تو لگی آگ جگر میں

۵۵

باہر کبھی جاتے تھے کبھی آتے تھے گھر میں   وہ صبح وطن شام غریباں تھی نظر میں

ان باتوں میں رُخ تھا پہ شہ کی طرف کو

آنکھیں تھیں مگر لاشۂ اکبرؑ کی طرف کو

اس ذکر سے ہوتا تھا جگر جب تہ و بالا   یہ کہہ کر اسے ٹالتے تھے سیّد والا

۵۶

ہیں آج نہ یوسف نہ کوئی چاہنے والا   اب خود نہ زلیخا ہے نہ وہ دل نہ وہ نالا

کیا بزم کا دو روز میں نظم و نسق اُلٹا

قبریں بھی نہ یک جا ہوئیں ایسا ورق اُلٹا

تھی قدرتِ معبود سلیمان کی شاہی   جب قصر میں آنے کی ہوئی سب کو مناہی

۵۷

مہلت نہ ملی بیٹھنے کی ہو گئی تباہی   سر رکھ کے عصا پر ہوئے فردوس کو راہی

دو مور بھی تابوت کے ہمراہ نہ آئے

مٹی انہیں دینے کو ہوا خواہ نہ آئے

ممکن نہ ہوئی قصر میں اک آن بھی راحت   کب روک سکی موت کو ان کی وہ حکومت

۵۸

سونے کو گئے قبر میں اللہ ری غربت   منظور نہ کی ہم نے اسی سے یہ ریاست

کب تخت کو تعویذِ سرِ گور نہ سمجھے

ہم مرتبۂ پائے ملخ و مور نہ سمجھے

سارا یہ سلیماں کو حشم ہم نے دیا تھا   یہ ملک یہ فوجیں یہ خدم ہم نے دیا تھا

۵۹

یہ لطف و عدالت یہ کرم ہم نے دیا تھا   تھا جو انہیں سامان بہم ہم نے دیا تھا

بات ایک ہے کہ ہم نے کہ یداللہ نے بخشا

ہمیں نے انہیں بخشا ہمیں اللہ نے بخشا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

نقش ان کی انگوٹھی میں تھے پانچ اسم ضیابار — ایک اسم رسولِ عربی احمدؐ مختار
٦٠
بے فاصلہ پھر نام علی حیدرِ کرار — پھر اسم بتولؑ، اسم حسنؑ سب یہ ہوئے چار
ہم پانچ تنوں میں نہیں دخل اور کسی کا
تھا بعد حسنؑ نام حسینؑ ابن علیؑ کا

دنیا ہوئی ہے کس کے لئے خلق کرو غور — ہم خود جو نہ پوچھیں تو نہ پوچھیں یہ ہے بات اور
٦١
کس کس کے ان آنکھوں نے نہیں دیکھے چکے دور — برسوں میں ہوئے نام مگر مٹ گئے فی الفور
کیوں فکر دلوں کو ہے یہاں ناموری کی
مٹی کے وہ کوزے یہ دوکاں کوزہ گری کی

دو آنکھوں سے دن دو روز میں کیا کیا نہیں دیکھا — انجام میں کسی باغ کو صحرا نہیں دیکھا
٦٢
ہم نے کبھی دل سے سوئے دنیا نہیں دیکھا — پیاسے ہیں مگر جانب دریا نہیں دیکھا
تسنیم سے مطلب ہے نہ کوثر سے غرض ہے
ہم کو کرمِ خالقِ اکبر سے غرض ہے

صد شکر کسی معرکہ میں رہ گئے ہم — جو حکم ہوا اس کو بجا لائے اُسی دم
٦٣
اور ایک سرمو نہ زیادہ نہ ذرا کم — عالم سے جدا اپنی طبیعت کا ہے عالم
سب مختلف احوال ہیں دن رات ہمارے
خالق کی طرف سے ہیں مقامات ہمارے

وہ کرتے ہیں جو دیکھتے ہیں مرضی غفار — مجبور کسی وقت، کسی وقت ہیں مختار
٦٤
گہہ خانہ نشیں ہیں فقرا سے ہے سروکار — گہہ عرش پہ محبوب الٰہی سے ہے گفتار
تھی رحمتِ معبود جو دم ساز ہماری
پردے سے چلی آتی تھی آواز ہماری

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

فوجوں کو ہٹا کر کبھی پھر آتے ہیں رن سے — چپ رہتے ہیں گردن کبھی بندھوا کے رسن سے
۶۵
گہہ گوشہ نشیں ہم ستم چرخِ کہن سے — صحرا میں کبھی جاتے ہیں مرنے کو وطن سے
گہہ ملتے ہیں لب احمدؐ مختار گلے پر
چلتی ہے کبھی ظلم کی تلوار گلے پر

تھا ایک وہ دن آنکھوں سے دیکھا کئے ناچار — در توڑ کے گھر میں جو چلے آئے ستم گار
۶۶
تھے قلعہ خیبر میں وہی ہم دم پیکار — یوں در کو اکھاڑا کہ ہلے سب در و دیوار
ٹکڑے کبھی توڑے نہ گئے نانِ جویں کے
پر کاٹے ہیں ہم نے کبھی جبریل امیں کے

جب توڑنے اصنام کو پہنچا ہے زمیں پر — تھے پاؤں ید اللہ کے دوشِ شہ دیں پر
۶۷
دم بھر نہ جدا ہم ہوئے احمدؐ سے کہیں پر — ہم اپنی جگہ پر تھے نبیؐ عرش بریں پر
آنکھیں تھیں مگر [illegible] ہم دیکھ رہے تھے
تکتے تھے وہ ہم کو انہیں ہم دیکھ رہے تھے

حالِ شبِ معراج تو مشہور ہے سارا — پیارا جو نبیؐ کو ہے وہ حق کو بھی ہے پیارا
۶۸
دعوت میں نہ تھا ہجر جو احمدؐ کو گوارا — پردے سے نمودار ہوا ہاتھ ہمارا
انگلی میں انگوٹھی تھی وہ لطفِ صمدی سے
جو راہ میں لے لی تھی اس وقت نبیؐ سے

تلوار کبھی سجدۂ معبود میں کھائی — ابرو کی طرح تیغ جبیں تک اتر آئی
۶۹
لاش اپنی جو نیزوں پہ لعینوں نے اٹھائی — اڑ کر سوئے جنت گئی معراج یہ پائی
کٹ جانے سے ہاتھوں کے جو یہ جوہر نکل آئے
ہم بیکس و بے پر نہ رہے پر نکل آئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۷۰

ہم عقدہ کشا خلق کے بالائے زمیں ہیں جس جا پہ ہمیں کوئی جو سمجھے کہ نہیں ہیں
ہیں نورِ خدا اس کی عنایت سے وہی ہیں تھے حضرت آدم سے بھی پہلے وہ ہمیں ہیں
اک ذات تھی خالق کے یہ پانچ اس کے ولی تھے
دو بھائی ہم اور احمدؐ و زہراؑ و علیؑ تھے

۷۱

کونین کے سب اس کی عنایت سے کیے کام دنیا میں اٹھائی کبھی ایذا کبھی آرام
دیکھی وطن و بے وطنی کی سحر و شام تھی سب خبر آغاز سے ہوتا ہے جو انجام
کٹ جائے سر، گھر مرا تاراج بھی ہوگا
جو اس کی مشیت ہے وہی آج بھی ہوگا

۷۲

گھبرائے جواب اہلِ ستم دے نہ سکے جب باجوں کا ہوا غل کہ ہلا دشت بلا سب
سردار بڑھے ہونے لگی فوج مرتب بے چین ہوئے طبل کی آواز سے مرکب
سُرخ آندھیاں اٹھیں جو بندھا رنگ جفا کا
دل خون ہوا شورِ جلاجل سے ہوا کا

۷۳

اُمڈے جو گھٹاؤں کی طرح شامیوں کے دل تھا شور کہ آتے تھے گرجتے ہوئے بادل
علموں کے پھریرے وہ سیاہ اور وہ جنگل پھیلا تھا مگر چشمِ پُر آشوب میں کاجل
تاریکی ظلمات تھی میدان کی حد میں
ہو جیسے اندھیرا کسی کافر کی لحد میں

۷۴

حضرت کی طرف منھ قدر اندازوں نے موڑا تیروں کو جو چلوں میں خطا کاروں نے جوڑا
پہچان گیا شہ کے سنبھل جاتے ہی گھوڑا تلوار نے کاٹھی کو عجب شان سے چھوڑا
برقِ غضبِ حق پرِ جبریلؑ سے نکلی
اُف اُف کی صدا صورِ سرافیل سے نکلی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کھنچتے ہی اسے میان سے غصہ میں جو پایا — کاٹھی کی طرح جلد ہٹا چھوڑ کے سایہ
۷۵
منھ دیکھ کے گھونگٹ پہ شام نے کھایا — تھا اسپ ہوا آگ کو اور اس نے بڑھایا

ہر تیغ صفِ جنگ میں تسلیم کو اٹھی
ڈھالوں کی گھٹا برق کی تعظیم کو اٹھی

سپریں وہی اٹھی تھیں کہ بیٹھی وسرافراز — جانوں کو لیا نذر میں اللہ ترے ناز
۷۶
جادو کو الٹ دیتی ہے وہ صاحبِ اعجاز — انداز ہلالی دل و جاں خانہ برانداز

جوہر تھے کہ پہنے ہوئے مالا نظر آئی
اٹھی تو وہ محفل تہ و بالا نظر آئی

سن سن کی صدا جاتی ہے شیشوں میں جو بن سے — باہم یہ نکلتا ہے سخن سب کے دہن سے
۷۷
جھنکار کی آواز چلی آتی ہے رن سے — تلوار چلی ہے کسی آوارہ وطن سے

کچھ خون کی سرخی ہے وہ مقتل کی طرف کو
طائر نہیں سر اُڑتے ہیں جنگل کی طرف کو

غل ہے کوئی بچتا نہیں انداز تو دیکھو — پانی میں شرر ریز ہے اعجاز تو دیکھو
۷۸
ملتی ہے جگر کھینچ کے ذرا ناز تو دیکھو — دل ملتے ہیں جھنکار کی آواز تو دیکھو

اس زور سے اس شور سے میدان میں آئی
بجلی کے کڑکنے کی صدا کان میں آئی

قبضوں میں نہ تیغوں کے نہ ہیں تیروں کے دستے — لاشوں سے ہوئے بند نکل جانے کے رستے
۷۹
اعدا میں ذرا جان بھی ہوتی تو او کستے — مفت ایک نہ لے طائرِ جاں لاکھ ہوں سستے

فقرے ہیں یہ شمشیر ولی ابنِ ولی کے
چھوڑا انہیں صدقے میں حسینؑ ابنِ علیؑ کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

جب غیض میں تلوار علم کی شہِ دیں نے — لی سر پہ سپر کانپ کے ہر ایک لعیں نے
۸۰
پر فرش کیے خاک پہ جبریل امیں نے — گھٹنوں کو ادھر ٹیک دیا گاوِ زمیں نے
غصہ نے کہا ہاں کوئی دنیا میں نہ اب ہو
آواز یہ دی رحم نے تم رحمتِ رب ہو

تقدیر سے تدبیر سے ٹالی نہیں جاتی — پانی سے کبھی خون کی لالی نہیں جاتی
۸۱
ادنیٰ ہے یہ جوہر کہ سنبھالی نہیں جاتی — اس کا یہی تمغہ ہے کہ خالی نہیں جاتی
امن اس سے زمانے میں بجز قبر نہیں ہے
گردوں کے بدن پر ہے ورم ابر نہیں ہے

کاٹیں کبھی تیغیں کبھی در آئی تبر میں — سینہ سے جو دل میں تو گئی دل سے جگر میں
۸۲
زرہوں میں کبھی ڈوب گئی گاہ سپر میں — گویا کہ سفر اس کو ہے در پیش سفر میں
منزل نہ پسند ایک تہِ چرخِ کہن کی
کیونکر نہ ہو تلوار ہے آوارہ وطن کی

شہرت تھی بہت برق شرر بار کے آگے — اس کی بھی چمک گرد تھی تلوار کے آگے
۸۳
چلتی نہیں یہ ایک جفا کار کے آگے — تیروں میں سپر ہے شہِ ابرار کے آگے
عشق شہِ ذی جاہ کی پابند بڑی ہے
جوہر نہیں الفت کی گرہ دل میں پڑی ہے

ہنستی ہے اجل بھاگتے پھرتے ہیں جو کفار — دیتا ہے صدا خازنِ دوزخ یہی ہر بار
۸۴
شبیرؑ کی سرکار ہے، معبود کی سرکار — جنت کے بھی مالک ہیں جہنم کے بھی مختار
نادان ہیں بھاگے تو کہاں جائیں گے ظالم
ہر پھر کے جہنم کی طرف آئیں گے ظالم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

گھوڑوں کو بھگاتے ہیں ستم گار ٹھہر کر — ہلتی ہے زمیں دشت کی ہر بار ٹھہر کر
۸۵
بڑھتے ہیں شہنشاہِ خوش اطوار ٹھہر کر — پونچھی کبھی رومال سے تلوار ٹھہر کر

کہتی ہے رحیمی یہ ولی ابنِ ولی کی!
جائیں تو نکل جانے دو اُمت ہیں نبیؐ کی

کہتی ہے وہ ہے مرد جو میدان نہ چھوڑے — روباہ جو لاکھوں ہیں تو ہوں دل تو ہیں تھوڑے
۸۶
اس تیغ کی نابوں نے اڑائے ہیں وہ کوڑے — مثلِ فرسِ عُمرِ رواں جاتے ہیں گھوڑے

کمزور ہیں منھ ایک سے موڑا نہیں جاتا
باگوں کو سمندوں کی بھی توڑا نہیں جاتا

سر کو تہہِ شمشیرِ بدل چھوڑ کے بھاگے — ٹوٹے ہوئے دل عہد شکن چھوڑ کے بھاگے
۸۷
احباب کو احبابِ کہن چھوڑ کے بھاگے — مُردے بھی مزاروں میں کفن چھوڑ کے بھاگے

کیا تفرقہ پردازِ صفِ شہ دیں ہے
سایہ کہیں ہمزاد کہیں جسم کہیں ہے

ہر ضرب میں دو چار صفیں منھ کے بل آئیں — زخم اور پھٹے خون کی نہریں اُبل آئیں
۸۸
تھا غلغلہ بھاگ رہیں جو تیغیں اُگل آئیں — دب دب کے سنانوں کی زبانیں نکل آئیں

کڑیاں جو کہیں غیر ہے حالت کہ ومہ کی
ہلتی ہوئی آنکھیں نظر آتی ہیں زرہ کی

چارہ نہیں برق غضب و قہر جو گھیرے — کیوں ایک سے پھر ایک بھلا آنکھ نہ پھیرے
۸۹
تن سائے سے گھٹتا ہے بڑھے حوصلے تیرے — گرمی ہے خدا کے لئے ہٹ پاس سے میرے

وہ آگ لگی ہے کہ عجب رنگ ہے میرا
اب جامۂ ہستی سے بھی دل تنگ ہے میرا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

چلتی ہے جو آندھی کی طرح سے تہِ افلاک سر اڑتے ہیں کفار کے مثلِ خس و خاشاک
۹۰
سن سن کی صدا سنتی ہے ماہی بھی تہہ خاک مضطر ہے کہ کیسی ہے یہ آواز خطرناک
کہتی ہے یہی گاوِ زمیں قہر خدا ہے
یہ تیغ ید اللہ کے چلنے کی صدا ہے

آئی جو ہر اک سمت سے پھر فوج سمٹ کے ہر وار کیا دلبرِ حیدرؑ نے جھپٹ کے
۹۱
الٹیں جو صفیں رہ گئے دم سب کے الٹ کے رنگ اڑ گئے آب دمِ شمشیر سے کٹ کے
سر جسموں سے چہروں سے جدا رنگ ہوئے تھے
ایسے کبھی گمراہ نہ چو رنگ ہوئے تھے

رو میں کسی مجروح کی سنتی نہیں آہیں ڈھالوں سے رکے گی نہ کبھی لاکھ وہ چاہیں
۹۲
جبریل کے پر دیکھ چکی ہیں جو نگاہیں کیا خوف شب تار سے جب یاد ہوں راہیں
معذور اندھیرے میں بھی لیلیٰ نہیں ہوتی
جوہر کی ذرا آنکھ بھی میلی نہیں ہوتی

ہر ضرب پہ کہتی ہے زمیں چرخ سے ہر بار اب کرب ہے کروٹ میں بدلتی ہوں خبردار
۹۳
افلاک پہ باہم یہ فرشتوں میں ہے گفتار یاں نادِ علی پڑھنے سے غافل نہ ہو زنہار
سب نام لیے جاؤ اسی حق کے ولی کا
جب تک نہ رکے ہاتھ حسینؑ ابنِ علیؑ کا

سب معرکہ ہے بیرِ الم کا جو نظر میں چلاتے ہیں جن آگ وہ بھڑکی ہے جگر میں
۹۴
ڈر ہے کہ جدائی نہ کہیں ہو تن و سر میں ہوتا ہی نہیں فرق پدر اور پسر میں
حملے ہیں وہی دست ضیا بار وہی ہے
نعرہ وہی تلوار کی جھنکار وہی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

دریائے متلاطم ہیں تنزلزل ہے زمیں کو — تھامے ہیں فلک قائمۂ عرش بریں کو
۹۵
ہے فکر پروبال کی جبریلِ امیں کو — غصہ ابھی آیا ہے یوں ہی شاہ دیں کو
آتی ہے صدا رحم ہے معلوم ہمارا
رو کے ہوئے ہے ہاتھ کو مظلوم ہمارا

دل کھول کے لڑتے نہیں گو سیّدِ والا — ہے مثلِ زمیں عالمِ بالا تہ و بالا
۹۶
کٹ کٹ کے جو گرتا ہے رسالے پہ رسالا — بہتی ہے کہیں خون کی ندی کہیں نالا
بڑھتی ہے جدھر ڈوب کے تلوار لہو میں
جاتا ہے ادھر پیر کے رہوار لہو میں

رن سے جو غبار اڑ کے سوئے چرخ گیا ہے — خاکی نظر آتے ہیں فلک شانِ خدا ہے
۹۷
گردوں کو ہے خود عالمِ حیرت کہ یہ کیا ہے — پاتا نہیں اپنے کو فلک ڈھونڈھ رہا ہے
بھولی ہوئی باتیں ہیں ذرا ہوش نہیں ہے
کہتا ہے نہ معلوم یہ میں ہوں کہ زمیں ہے

کہتی ہے زمیں گنبدِ دوّار سے بچنا — اے چرخ ذرا تیغِ شرر بار سے بچنا
۹۸
آنچ اس کی دل آزار ہے تلوار سے بچنا — یہ ہے مرض الموت اس آزار سے بچنا
کب گرد سوئے اوج ہوا لے کے چلی ہے
گردوں کے لئے خاکِ شفا لے کے چلی ہے

گہہ قلب میں تھے شاہ کبھی فوج کے اس پار — گہہ لڑتے ہوئے پھر ادھر آئے شہِ ابرار
۹۹
گہہ سوئے یمیں بڑھ کے چلی تیغِ شرر بار — جب سوئے یسار آئے کیا فوج کو مسمار
پلٹے جو ادھر شام کی فوجوں کو بھگا کے
دیکھ آئے ذرا خیمۂ ناموس کو جا کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تھے شاہ کے حملوں سے پریشاں ستم ایجاد   جو آئی یہ آواز علیؑ اے مرے ناشاد
۱۰۰
تم سے کہیں لڑ سکتے ہیں یہ بانیِ بیداد   اب اُمتِ محبوبِ خدا کرتے ہو برباد

رن سرخ ہے سب خون کے دریا جو بہے ہیں
شبیرؑ رسولِؐ عربی دیکھ رہے ہیں

تلوار کو شہ روک کے بولے بہت اچھا   کچھ آپ کے فرمانے کی حاجت نہیں اصلا
۱۰۱
بھولا نہیں ہے دھیان مجھے اُمتِ جد کا   پردیس میں گھر کس کے لئے میں نے لٹایا

پانی پئے بے شیر جو پایا نہیں بابا
اس وقت بھی غصہ مجھے آیا نہیں بابا

پھر شام کی فوجوں کو پکارے شہ صفدر   ہو آنکھ تو دیکھو کہ یہ دنیا ہے عجب گھر
۱۰۲
کیا نفس چند میں اُلٹا ہے یہ دفتر   ہیں جسم کہیں ٹھوکریں کھاتے ہیں کہیں سر

کافر وہ ہے قائل جو [illegible] رو نہیں ہوتا
جو کہتے ہیں فرق اس میں سرِ مو نہیں ہوتا

کچھ ہم نے کئے تھے جو بیاں اپنے مقامات   برسوں کی نہیں بات ابھی کل کی ہے یہ بات
۱۰۳
یا اُٹھ نہ سکی لاش علمدار کی ہیہات   یا روک سکے ضرب نہ اس ہاتھ کو بدذات

اب صبر کے جوہر تمہیں دکھلاتے ہیں دیکھو
تلواریں جو کھاتے ہیں تو یوں کھاتے ہیں دیکھو

تنہا ہو تو لاکھوں سے وغا سیکھ لے ہم سے   وعدہ جو کرے اس کی وفا سیکھ لے ہم سے
۱۰۴
جھکنا سوئے درگاہِ خدا سیکھ لے ہم سے   سجدہ تہِ شمشیرِ جفا سیکھ لے ہم سے

دل جس میں رسولوں کے تزلزل میں پڑے ہیں
ہم پاؤں جمائے اُسی کوچے میں کھڑے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

فوجیں جو پریشان ہوئی ہیں سمت آئیں اسوار جو بھاگے ہیں نکل جانے نہ پائیں
۱۰۵
افسر انہیں پھر گھیر کے میدان میں لائیں اب تیغ علی میان میں بے خوف نہ کھائیں
خنجر کو شقی تیز کریں سنگ چٹا کے
آتا ہوں میں ناموس کو ڈیوڑھی سے ہٹا کے

یہ کہہ کے گئے خیمے کے دَر پر شہ صابر باہر سے پکارے کہ ہے مہماں یہ مسافر
۱۰۶
اے زینبؑ و کلثومؑ خدا حافظ و ناصر بانو و ربابؑ اب یہ ملاقات ہے آخر
جاتے ہوئے سینے سے لپٹ جاؤ سکینہؑ
بعد اس کے نہ دیکھو گی ہمیں، آؤ سکینہؑ

کبرا و رقیہ ہمیں چارا نہیں زنہار اتنی بھی نہیں مرگ سے مہلت جو کریں پیار
۱۰۷
اے بیوۂ عباسؑ یتیموں سے خبردار فضہ تجھے تقدیر کئے دیتی ہے بیکار
کاٹے گی سر اب فوج بد انجام ہمارا
اس وقت سے موقوف ہوا کام ہمارا

فضہ سے یہ کہتے تھے ادھر سیّد اکرم تھی خیمہ کی ڈیوڑھی میں بپا مجلس ماتم
۱۰۸
میدان سے ناگاہ بڑھا لشکر اظلم حضرت نے کہا سب سے کہ لو جلتے ہیں اب ہم
باقی نہ رہی تاب کھلے سر نکل آئیں
ایک مرتبہ سب بی بیاں باہر نکل آئیں

لپٹے شہ ذی جاہ سے ناموسِ پیمبرؐ تھے گرد تمام اہل حرم بیچ میں سرورؑ
۱۰۹
کلثومؑ اِدھر تھیں تو اُدھر زینبؑ مضطر کیا روتی تھیں سر شاہ کے سینے سے لگا کر
گو اپنے کو روکے ہوئے شبیرؑ کھڑے تھے
دو ہاتھ مگر بہنوں کے گردن میں پڑے تھے

Presented By: https://jafrilibrary.com
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شبیرؑ نے زہراؑ و پیمبرؐ کی قسم دی ۔۔۔ سینے سے لگا کر سرِ انور کی قسم دی
۱۱۰
کیا کیا دلِ صد پارہ شبرؑ کی قسم دی ۔۔۔ بانو کو شبابِ علی اکبرؑ کی قسم دی

بٹتے تھے ذرا آپ جو ان سب کو ہٹا کے
پھر بی بیاں حضرت سے لپٹ جاتی تھیں آ کے

ہر ایک کو سمجھا کے جو سرکے شہِ ذیشاں ۔۔۔ سب پیٹتی خیمے کو چلیں چاک گریباں
۱۱۱
پھر پھر کے یہ کہتی تھی کہ اللہ نگہباں ۔۔۔ گھر میں نہ ہمیں بھیجئے گھر ہو گیا ویراں

روتے ہوئے ڈیوڑھی میں سب اہلِ حرم آئے
مقتل میں بہت جلد امامِ اممؑ آئے

پہنچے تھے ابھی آپ کہ تیر آئے اُدھر سے ۔۔۔ بڑھ بڑھ کے ملے نیزہ بیداد جگر سے
۱۱۲
اشکوں کے عوض خون بہا دیدۂ تر سے ۔۔۔ بھوکے بھی ہیں پیاسے بھی ہیں دو تین پہر سے

ہیں بند اثرِ ضعف یہ جاتی ہیں آنکھیں
پڑتا ہے جو تیر آ کے تو کھل جاتی ہیں آنکھیں

ہے فوج میں یہ شور کہ اب جنگ ہے آخر ۔۔۔ ہاں بھائیو دم لینے نہ پائیں شہِ صابر
۱۱۳
چلاتی ہیں زہراؑ مرا بچہ ہے مسافر ۔۔۔ دیندار عزیزوں کی بہت کرتے ہیں خاطر

ہے ہے نہیں اُمت کو ذرا پاس نبیؐ کا
پیارا یہ نواسہ ہے رسولِ عربیؐ کا

جب جھکتے ہیں گرنے کو لپٹ جاتی ہے زہراؑ ۔۔۔ کیا بن گئی تم پر یہی چلاتی ہیں زہراؑ
۱۱۴
ہیں گاہ ادھر گاہ اُدھر جاتی ہیں زہراؑ ۔۔۔ گہہ ہاتھوں کو پھیلا کے یہ فرماتی ہیں زہراؑ

دامن کی ہوا دوں کہ ذرا ہوش میں آؤ
صدقے گئی آؤ مری آغوش میں آؤ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۱۱۵
کہتے ہیں یہی ہوش میں آ کے شہ ذیشان — روتی ہیں جو آپ اور میں ہوتا ہوں پریشان
لے لیجئے گا گود میں رہ جائے ایک آن — جب تیغ جفا سے ہوگا دست و گریبان
تا مجھ کو اذیت نہ ہو خنجر کے چلے سے
اس حال میں لپٹائیے گا خوب گلے سے

۱۱۶
تلواریں برستی ہیں بڑھ آئے ہیں ستمگر — روتے ہیں حسنؑ بھائی سے ہر بار لپٹ کر
دہنی طرف احمدؐ ہیں ادھر حیدرؑ صفدر — مصروف تکلم ہیں مگر سبط پیمبرؐ
افسانہ حسنؑ علی اکبرؑ ہے نبیؐ سے
کچھ اُلفت عباسؑ کی باتیں ہیں علیؑ سے

۱۱۷
جن سامنے استادہ ہیں چہرہ پہ ملے خاک — آتے بھی ہیں جاتے بھی ہیں قدسی سوئے افلاک
حاضر ہیں رسولان سلف مضطر و غمناک — ہیں غم سے گریباں مع دامن دل چاک
سب دیکھنے کو بے کس و یاس کھڑے ہیں
جبریلؑ جھکائے ہوئے سر پاس کھڑے ہیں

۱۱۸
ہے دیکھنے والوں میں عجب عالم حسرت — کن آنکھوں سے دیکھے کوئی زخموں کی یہ حالت
طاری ہے بہت ضعف کہ تغیر ہے حالت — یہ داغ جوانوں کے یہ پیری کی مشقت
وہ غم ہیں جہاں ذہن کسی کا نہیں جاتا
خم ہے سر ایوبؑ کہ دیکھا نہیں جاتا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تمنا

سید علی حسین

نواب سیّد علی حسین خان بہادر، میر حسین علی رضوی کے فرزند تھے، نواب معتمد الدولہ کے بھانجے اور داماد تھے، سسرال سے ''نواب دولہا'' کا خطاب پایا تھا۔ ۱۲۳۱ھ مطابق ۱۸۱۶ء میں پیدا ہوئے۔

ناسخ کے آخر زمانے کے شاگردوں میں تھے۔ ناسخ کے انتقال کے بعد منیر شکوہ آبادی کے شاگرد ہو گئے۔ صاحب دیوان تھے۔

۲۷ صفر ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۸ء تقریباً ۷۲ برس کی عمر میں وفات پائی۔

تصویر عالم پریس لکھنؤ سے دولہا صاحب تمنا کے سلاموں کا ایک مجموعہ شائع ہوا تھا جو ہمارے کتب خانے میں موجود ہے۔

سلام کے مقطعوں میں نجف اور کربلا جانے کا بار بار ذکر کیا ہے لیکن معلوم زیارت کے لئے گئے یا نہیں، سلام بہت طویل کہتے تھے ہر سلام میں تیس چالیس شعر ہیں۔

سلاموں سے انتخاب

دل میں داغِ غم شہ شمع لحد ہے باہر
روشنی ایک سی ہے بھری اندر باہر

کہتی تھی فاطمہ جب سے گئے سرور باہر
رنج و الم سے ہوتی نہیں دم بھر باہر

روئے اکبر سے سمجھ کر اسے دونگا تشبیہ
اپنے جامہ سے کہیں ہو نہ گل تر باہر

شہ نے فرمایا کہ صدقے کئے تونے بیٹے
تیرے احسان سے میں ہوں گا نہ خواہر باہر

خوف سے پاس نہ آتے تھے مگر گھیرے تھے
داخلِ نہر تھے عباسؑ، ستمگر باہر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

مجرئی چاند محرم کا نمایاں ہو کر — سب سے کہتا ہے رہو چاک گریباں ہو کر

کارنیساں کا کیا چشم نے گریاں ہو کر — جیب میں اشک بھرے ہیں درِ غلطاں ہو کر

مجرئی ماتمِ شبیر میں نالاں ہو کر — صبح کی طرح رہو چاک گریباں ہو کر

حیف ہے روئیں نہ اُس شاہ پہ انساں ہو کر — جس کے غم میں رہیں نالاں پری جاں ہو کر

للہ الحمد کوئی اب تو تعلق نہ رہا — چاک دامن بھی ہوا چاک گریباں ہو کر

آسماں کہتا ہے مجھ کو منفعل ہونا نہیں — روئے اکبر سے مقابل میں قمر کیونکر کروں

کہتے تھے سجاد یہ سب اُمت جد ہے میری — صاعقہ کردار میں آہِ جگر کیونکر کروں

شاہ کہتے تھے اسی جا قتل ہونا ہے مجھے — کربلا سے اور جانب کو سفر کیونکر کروں

شاہ کہتے تھے کہ جتنے راستے ہیں بند ہیں — اپنے اربابِ وطن کو میں خبر کیونکر کروں

کہتے تھے شبیر سینے سے نکل جائے گی — قتلِ اکبر کی بانو کو خبر کیونکر کروں

فقیروں کو کوئی حاجت روا ہوتی نہیں — خاک بھی تاثیرِ نقشِ بوریا ہوتی نہیں

مجرئی مقبول یہ میری دعا ہوتی نہیں — کربلا جانے کی صورت یا خدا ہوتی نہیں

قلب کو جز خاکساری کچھ صفا ہوتی نہیں — شکلِ آئینہ کی صورت جلا ہوتی نہیں

دور دل سے جب تلک حرص و ہوا ہوتی نہیں — لاکھ چاہے آدمی حاصل صفا ہوتی نہیں

کہتے تھے سجاد میں ہوں جس مرض میں مبتلا — اس مرض کی مسیحا سے دوا ہوتی نہیں

رات کو لاشِ شہیداں سے آتی ہے صدا — چاندنی زخموں کو اپنے مرہم کافور ہے

عیش ہی فضلِ خدا سے ہم کو اب آزار خلق — ریگِ صحرا تو ہمیں اب رشکِ فرشِ نور ہے

کہتی تھی فوجِ ستمگر حضرت عباسؑ سے — آنکھ جواں سے ملائے کس کا یہ مقدور ہے

سن کے باتیں شمر کی عباسؑ یوں کہنے لگے — خبر ہے بکتا ہے کیا شاید کہ تو مخمور ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

توانا

سیّد اکرام علی

۱۲۴۳ھ میں ناسخ الہ آباد گئے۔ افضل الہ آبادی کے علاوہ سیّد اکرام علی توانا بھی ان کے حلقۂ تلامذہ میں شامل ہو گئے۔ مُحسن علی نے اُن کے حالات لکھے ہیں:-

"توانا۔ سیّد اکرام علی توانا۔ خلف سیّد سبحان علی باشندۂ فتح پور ہنسوا، صاحب دیوان، پہلے شاگرد منشی تو نگر سنگھ عاشق کے تھے کہ وہ شاگرد مرزا قتیل کے تھے تب یہ ناتواں تخلص کرتے تھے۔ جب شیخ امام بخش ناسخ الہ آباد میں تشریف فرما ہوئے اور میر صاحب ان کے شاگرد ہوئے تو انا تخلص کیا۔" (سراپا سخن)

لالہ سری رام لکھتے ہیں:-

"حضرت ناسخ الہ آباد گئے تو آپ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور غزل اصلاح کے لئے پیش کی۔ ناسخ نے ناتواں کی جگہ توانا تخلص عنایت کیا۔"

(خم خانۂ جاوید۔ جلد دوم)

روندیو آ کر ہماری خاکِ مدفن زیرِ پا
ہاتھ اُٹھا کر ہم دعا دیں گے کہ دشمن زیرِ پا

چل سکی کانٹوں سے کچھ مطلق نہ قیسِ زار کی
لاکھ صحرا نے بچھایا اپنا دامن زیرِ پا

قربِ اعلیٰ سے حصولِ رفعتِ اسفل نہ ہو
گل کو سب رکھتے ہیں سر پر کاہِ گلشن زیرِ پا

نازکی دیکھو کہ رکھتا ہے قدم جب خاک پر
تارِ بخیہ کو سمجھتا ہے وہ سوزن زیرِ پا

جس کی تنگی سے توانا دم خفا ہوتا رہا
لاغری سے گر پڑا وہ طوقِ گردن زیرِ پا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ثاقبؔ

مرزا مہدی

مرزا مہدی نام اور ثاقبؔ تخلص، اُن کے والد مرزا انور بیگ، نواب محسن الدولہ کے اُستاد تھے۔ لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ مرزا انور علی بیگ سے ناسخؔ کے دیرینہ مراسم کا سراغ ملتا ہے، ان کے انتقال کا قطعہ تاریخ ناسخؔ کے دیوان میں موجود ہے۔ ۱۲۳۸ھ مطابق ۱۸۲۲ء میں ان کا انتقال ہوا۔

تاریخِ وفات انور علی بیگ استاد محسن الدولہ بہادر

انور علی قبل بہ ہفتاد کرد، ہر کس کہ شنید گفت پیہم افسوس
تاریخ وفات او نوشتم ناسخؔ افسوس اے ہفتم محرم افسوس

۱۲۳۸ھ

سعادت خان ناصر، ثاقبؔ کے حالات میں لکھتے ہیں:

"نورِ معنی کا کاسب، مرزا مہدی تخلص ثاقبؔ، شاگرد ناسخؔ، جب مصنف اس کا طالب ہوا، ظاہر ہوا کہ مرزا صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے بلکہ راہی زیارات ائمہ معصومین علیہم السلام ہوئے ہیں۔ آخر مجبور ہو کر یہ دو غزلیں کہ روز اوّل واسطے اصلاح فرمائی۔ جناب شیخ (ناسخؔ) صاحب کی خدمت میں لے گئے، تیمناً لکھ دی گئی ہیں۔" (خوش معرکہ زیبا)

نساخ نے "سخن شعرا" میں اور لالہ سری رام نے "خم خانۂ جاوید جلد دوم" میں ثاقبؔ کو "صاحب دیوان" لکھا ہے۔ حسن علی خاں نے "بزمِ سخن" میں مختصر ذکر کیا ہے۔

لالہ سری رام نے لکھا ہے ثاقبؔ کے شاگردوں میں میر آغا علی شمس لکھنوی، نامور

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہوئے "سراپا سخن" میں ایک اور شاگرد نوازش علی خاں نوازش لکھنوی کا بھی ذکر ہے۔

ثاقب کے ایک بھائی صادق بھی شاعر تھے جن کا ذکر مصحفی نے "ریاض الفصحا" میں کیا ہے۔

ثاقب کا نمونہ کلام

نہ کیوں کر صاف ہوں بعد شہادت میں ستمگر سے
غبارِ دل مرا قاتل نے دھویا آب خنجر سے

رہی جب تک کہ تیری سرد مہری میں رہا گریاں
زمستاں کو بسر میں نے کیا پانی کی چادر سے

ہوا محبوس میں جس دم جنوں نے پاؤں پھیلائے
روانہ کشتیِ وحشت ہوئی بیڑی کے لنگر سے

نہیں ممکن ہرا ہو نقش الفت اشکباری سے
بھلا سیراب کب گلشن ہوا ہے آب گوہر سے

تا قیامت قامت دلدار کے مضموں لکھتے ہیں
نہیں کم آفتابی دائرہ خورشید محشر سے

نہیں چشم توقع ہمدگان عہد سے ثاقب
کسی نے پیاس اپنی کب بجھائی آب گوہر سے

کس کی نظر کو تیرے نظارے کی تاب ہے
خورشید جس کو کہتے ہیں تیری نقاب ہے

اس گل کا چہرہ پھول ہے گویا گلاب کا
خوشبو ہے اس قدر کہ پسینہ گلاب ہے

پھیلا کے پاؤں سوئیں گے چل کر لحد میں ہم
بیداری اپنی بھی شب فرقت میں خواب ہے

موتی جو نتھ کے لب پہ تیرے جلوہ گر ہوئے
میں نے کہا کہ یہ لب کوثر حباب ہے

ہیں دم شماریاں کبھی ساعت شماریاں
مجھ کو تو روزِ ہجر بھی روزِ حساب ہے

اچھا کیا جو زلف کو تم نے کیا ہے قطع
مارِ سیہ کا مارنا کارِ ثواب ہے

رہتے ہیں تیرا کمرہ فلک سے بلند ہے
جو آئینہ ہے عکس سے وہ آفتاب ہے

ثاقب سے چھیڑ چھاڑ نہیں خوب اے فلک
یہ فدوئ جناب رسالت مآب ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ذکر بوسے کا جو آیا تو پڑا گال پہ نیل
مانگنا ظلم ہوا تاب نہ لایا عارض

کسی نے بوسے لیے کیوں آج ہو مرجھائے ہوئے
گُل افسردہ کی صورت ہے تمہارا عارض

ہو گیا بارنگ سے تیرا نیلا عارض
کس نے دیکھا ہے بتادے کوئی ایسا عارض

شجر طور جو قامت ہے تو رُخ شعلۂ طور
اے بتو نور خدا کا ہے تمہارا عارض

مدح تیرے حُسن کی کرتی زبانِ حال سے
رکھتی گویائی اگر تصویرِ پشت آئینہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

جلالؔ

جلال الدین حسین

جلال الدین حسین نام اور جلالؔ تخلص۔

عبدالغفور نساخؔ نے جلالؔ تخلص کے شاعر کا نام جمال الدین حسین بتایا ہے۔ (سخن شعرا) اور یہی سہو عبداللہ خان ضیغمؔ سے بھی ہوا ہے انہوں نے صرف ''جمال الدین'' لکھا ہے:-

''جلالؔ تخلص، جمال الدین نام، شیخ امام بخش عبداللہ ناسخؔ ولد خدا بخش تاجر لکھنوی کے شاگرد ہیں۔ (یادگارِ ضیغم)

گارساں دی تاسی نے لکھا ہے:-

''جلالؔ، جلال الدین حسین لکھنوی'' (تاریخِ ادبِ ہندوستانی)

اور یہی درست معلوم ہوتا ہے۔ اس بیان کی تائید لالہ سری رام کی تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

''مولوی جلال الدین صاحب جلالؔ ساکن قدیم لکھنؤ، شاگردِ رشید شیخ امام بخش ناسخؔ، آپ کی عمر کا بڑا حصہ بنارس میں گزرا، ۱۸۶۵ء میں زندہ سلامت موجود تھے، طباع اور خوش کلام سخنور تھے۔'' (خم خانۂ جاوید)

نمونۂ کلام

کیوں الجھتا ہے یہ مجھ سے زاہد صورت پرست
مل گیا یاں رشتۂ تارِ نفس زنار میں

جذبِ لذت سے یہ محوروئے جاناں ہو گئے
لب ہمارے بن کے بوسہ رہ گئے رخسار میں

ترا جام مے ہو گیا آفتاب
شب بزمِ عشرت سحر ہو گئی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ضیا اپنے عارض کی دیکھی جو رات
جھجک کر یہ بولے سحر ہو گئی
کھلے صبح دم ان کی چوٹی کے ہار
معطر نسیم سحر ہو گئی
ضیا جو اڑی ان کے عارض کی رات
فلک پر پہنچ کر قمر ہو گئی
میں بوسہ پر ان سے جو روٹھا رہا
تو شب جھگڑوں میں بسر ہو گئی
لبوں سے وہ لب مل کر کہنے لگے
جلالؔ اب تو بولو سحر ہو گئی

جوشؔ

میر وارث علی

میر وارث علی جوشؔ خلف منشی میر حسن علی، لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ شیخ ناسخ کے شاگرد تھے۔" (سخن شعرا)

لالہ سری رام لکھتے ہیں:-

"جوش، میر وارث علی مرحوم جوش، شاگرد شیخ امام بخش ناسخ، اوائل انیسویں صدی میں لکھنؤ میں زندہ سلامت موجود تھے۔" (خم خانہ جاوید)

نمونۂ کلام

کاکلِ شبگوں نہیں اے جانِ جاں بالائے سر
ہے چراغ روئے روشن کا دھواں بالائے سر
ہم فقیروں کے ہوائے سلطنت سر میں نہ آئے
گر ہما آ کر لگائے آشیاں بالائے سر
تیر جو تیرا لگا ہے سر پہ او ناوک فگن
ہے دہانِ زخم میں گویا زباں بالائے سر
کیا خفا ہوتے ہیں کہتے ہیں نکل جاؤں کہاں
تو نے نالوں سے اٹھایا ہے مکاں بالائے سر
جوشِ وحشت میں ہوا ہے جوشؔ یہ سودا ہمیں
پھاڑ کر دستار باندھیں دھجیاں بالائے سر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

حبیب

میر نواب

میر نواب نام اور حبیبؔ تخلص، میر محمد شائق کے برادر اوسط تھے۔ مرثیہ اور سلام کہتے تھے۔ غزلیں کم کہی ہیں۔

سعادت خان ناصرؔ لکھتے ہیں:۔

''حبیب، اطفال معنی کا ادیب، سیدوالانژاد، میر نواب تخلص ''حبیب'' برادر اوسط میر محمد شائق، بواسطہ برادر خود شاگرد شیخ ناسخ، مرثیہ گوے جناب سید الشہدا علیہ السلام۔ کلام میں اس کی فصاحت تمام، معراج نامہ تصنیف کیا، اس کا اور معراج ناموں سے بہتر، اختلاف اور تصرف کہیں کہیں کمتر، ایک مثنوی اقبال الدولہ بہادر کی فرمائش سے اس نے کہی اور وہ طبع ہوئی۔ چونکہ غزل عاشقانہ اس نے بہت کم کہے ہیں، اسی مثنوی سے یہ غزل لکھی جاتی ہے۔'' (خوش معرکہ زیبا)

تو دیکھے تو اک نظر بہت ہے　　اُلفت تیری اس قدر بہت ہے
اے دوست نہ ہو ہمارا دشمن　　بس یک دل کینہ ور بہت ہے
ہم آبلہ بن رہے ہیں ہم کو　　اک جنبش نیشتر بہت ہے

اس رنگ سے اس طرف نہ جانا
دامن ترا خوں میں تر بہت ہے

حبیب نے یہ غزل مثنوی میں مصحفی کی شامل کی تھی۔ ناصرؔ نے اس غزل کو حبیب کی سمجھ کر تذکرہ میں شامل کردی ہے۔

راقم الحروف کے ''ذخیرۂ مراثی'' میں چار مرثیے حبیب کے موجود ہیں۔ اس کے علاوہ حبیب کے دو مرثیے علی گڑھ یونیورسٹی کی لائبریری میں بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

حبیب کے ایک مرثیے کے اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

حضرت زینبؑ قید خانۂ شام سے چھوٹ کر مدینے واپس آئی ہیں:-

ارے علیؑ کی میں دولت کو کھو کے آئی ہوں | ارے حسینؑ کو جنگل میں رو کے آئی ہوں
ارے میں شام میں تشہیر ہو کے آئی ہوں | ارے کمائی کو ماں کی ڈبو کے آئی ہوں
بضاعت پدری مجھ سے چھٹ گئی ہے ہے
ارے میں ماریہ میں آ کے لٹ گئی ہے ہے

بس اب کسی کو نہ صورت دکھائے گی زینبؑ | نبیؐ کے روضہ پہ سر ننگے جائے گی زینبؑ
ضریح پاک کو رو کر ہلائے گی زینبؑ | لحد پہ نانا کی یہ غل مچائے گی زینبؑ
دہائی ہے کہ مرے نور عین کو مارا
تمہاری اُمتِ بد نے حسینؑ کو مارا

یہ کہہ کر بولی وہ سجادؑ سے بہ آہ و بکا | مزار احمد مرسل پہ لے چلو بیٹا
چلی جو آہ سوئے روضۂ رسولؐ خدا | تمام شہر تھا گرد اس کے پیٹتا روتا
ہر ایک اہل وطن سر پہ خاک اڑاتا تھا
حسن حسین کوئی کہہ کے غل مچاتا تھا

گئے جو قبر محمدؐ پہ سب بہ حالِ تباہ | غش آیا زینبؑ بیکس گری بہ نالہ و آہ
لپٹ کر تربت انور سے بولی وہ ذی جاہ | ہمارے قافلے کا کربلا میں مر گیا شاہ
ستم ہوا کہ برادر سے چھٹ گئی نانا
نواسی آپ کی جنگل میں لٹ گئی نانا

مقطع:-

حبیبؔ جب زینبِ مضطر نے یہ بیان کیا | ہر ایک کا شیشۂ دل سنگ غم سے چور ہوا
گئی جو قبرِ محمدؐ پہ آہ آلِ عبا | قیامت ہو گئی آئی جو فاطمہ صغرا
ضریح کانپتی تھی اور مزار ہلتا تھا
مریض بھائی جو رو کر بہن سے ملتا تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

حشم

حکیم باقر علی حشم

حشمؔ، حکیم باقر علی ابن حکیم مرزا احمد لکھنؤ کے رہنے والے، شاگردِ ناسخؔ ''(بزمِ سخن) ''خوش معرکۂ زیبا'' میں غلطی سے ان کا نام ''امیر علی'' تحریر ہوا ہے۔ سراپا سخن، سخن شعرا اور ارمغانِ گوکل پرشاد میں ان کا نام ''باقر علی'' بتایا گیا ہے۔ لکھنؤ کے مشہور حکیموں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ صاحبِ دیوان تھے۔ اُن کے ایک شعر سے ہم کو علم ہوتا ہے کہ وہ دبستانِ ناسخؔ کے اصولِ شاعری کی قاعدہ پابندی کرتے تھے:-

ہوگا نہ صنعتوں میں ہی تقطیع میں درست
مصرع جو کوئی مصرعِ قد پر کہا ہے

حشمؔ لکھنوی کو پنجتن پاک کی غلامی پر فخر تھا:-

اے حشمؔ میں ہوں اصولِ خمسۂ دین کا مقر
مجھ کو ہر مومن غلامِ پنجتن سمجھا کیا

''سراپا سخن'' میں ان کے ایک شاگرد سید محتشمؔ لکھنوی کا بھی ذکر ہے۔

محتشمؔ لکھنوی کے دو مرثیے ذخیرۂ ادیب علی گڑھ یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہیں۔

مرثیے کے مطلع ہیں:-

۱۔	جب عازمِ میداں ہوا عباسؑ علمدار	۶۱ بند
۲۔	عالم میں شبِ قتل کی جس دم سحر آئی	۹۷ بند

حشمؔ لکھنوی کی غزلیات:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

یہ جی میں ہے کہ ہاتھوں کی جا پر لگائیے
اڑ کر کہیں سُراغ کبوتر لگائیے

قامت کا دھیان تا بہ قیامت نہ جائے گا
گھر میں ہزار سرو صنوبر لگائیے

جھوٹوں بھی امیر نے مجھ سے نہ یہ کہا
تکیہ میں اس فقیر کے بستر لگائیے

ہوگا نہ صنعتوں میں نہ تقطیع میں درست
مصرع جو کوئی مصرع قد پر لگائیے

عیش و عشرت کو سدا رنج و محن سمجھا کیا
خانہ شادی کو میں بیت الحزن سمجھا کیا

کھل پڑا جوڑا نہانے میں جو روئے یار پر
بے تامل اس کو میں سورج گہن سمجھا کیا

وائے نادانی کہ یہ غفلت مرے دل کو رہی
اس مسافر خانہ کو اپنا وطن سمجھا کیا

توڑ کر پیمانہ دل کو لگا پھر جوڑنے
اس کو بھی اک کھیل وہ پیماں شکن سمجھا کیا

اے حشم میں ہوں اصول خمسۂ دیں کا مقر
مجکو ہر مومن غلامِ پنجتن سمجھا کیا

جس سال میر انیس کی وفات ہوئی اُسی سال حشم نے بھی وفات پائی ۲۴ رمضان ۱۲۹۱ھ مطابق ۶ نومبر ۱۸۷۴ء بروز منگل لکھنؤ میں ان کا انتقال ہوا۔ میر وزیر نور (شاگرد برق) نے تاریخ کہی۔

شاعرِ نامی ، طبیب بے عدیل
داشت در ایں ہر دو فن حاصل کمال
دل سرِ آہ کشیدہ بہرِ سال ۱۲۹۱
گفت مرزا باقر شیریں مقال ۱۲۹۱ھ

حشم لکھنوی کا ایک مرثیہ ہمارے ذخیرۂ مراثی میں موجود ہے۔ جس کا مطلع ہے:-

جب مدینے میں جواب خط صغرا آیا

دوسرا مرثیہ علی گڑھ یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔ مرثیے کا مطلع ہے:-

فراق شاہ میں صغرا کی غیر حالت ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

حکیم مرزا باقر علی حشم لکھنوی

غیر مطبوعہ

مرثیہ

بند.....۲۰

۱
جب مدینے میں جواب خط صغرا آیا خون سے لکھا ہوا تقدیر کا لکھا آیا
اور یہ کہتا ہوا اپنا و پرایا آیا کربلا سے شہ والا کا نوشتہ آیا
چل کے تو دیکھ لے صغرا جو تجھے شک ہووے
ابھی قاصد تیرا آیا ہے مبارک ہووے

۲
جمع ہیں سینکڑوں مرد و زن کے موالی انصار ہر طرف سے چلے آتے ہیں انیس و غم خوار
دھوم ہے شور ہے غوغا ہے میان بازار گرد سب لگ ہیں اور بیچ میں ہے ناقہ سوار
خبر ایک ایک کی سب اس سے کھڑے پوچھتے ہیں
حال چھوٹے بڑے کا سب چھوٹے بڑے پوچھتے ہیں

۳
کوئی کہتا ہے کہو خیر سے ہیں سبط نبی کوئی کہتا ہے کہ اچھے تو ہیں عباس علی
کوئی کہتا ہے کہ اکبر پہ وہاں کیا گزری کوئی کہتا ہے کہ قاسم کی ہوئی کیا شادی
کوئی کہتا ہے کہ اس کو میرے پاس آنے دو
وہ یہ کہتا ہے ذرا مجھ میں حواس آنے دو

۴
یہ خبر سنتے ہی خوش ہوگئی صغرا بیمار چہرہ گل رنگ ہوا کھل گئیں باچھیں یکبار
دیکھا نانی کی طرف ہنس کے تو آیا اسے پیار کہا صغرا نے کہ کیوں کرتی تھی میں کیا گفتار
تم تو کہتی تھیں کہ قاصد کا بھروسہ کیا ہے

....

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۵
اپنے بیگانوں سے یہ سن چکی باتیں جس دم — کہا صغرا نے کہ اب تو میرا گھبراتا ہے دم
قاصد آیا نہیں کیوں دل کا عجب ہے عالم — صاحبو جلد کہو تم کو پیمبرؐ کی قسم
تم نے دیکھا تھا کہ وہ شخص ادھر آتا تھا
بولے سب روضۂ احمدؐ کی طرف جاتا تھا

۶
کہا صغرا نے کہ اتنی اسے کیوں دیر لگی — چاہیے کر کے زیارت چلا آتا جلدی
میں نہ مانوں گی کہ ہے کچھ نہ کچھ اس بات میں فی — جا کے لِلّٰہ اسے جلد بلا لاوے کوئی
دور سے دیکھ کے میں اس کی بلائیں لوں گی
اور تو کچھ نہیں دینے کو دعائیں دوں گی

۷
سن کے یہ بات کئی شخص گئے اس کے پاس — پایا روضے میں نبیؐ کے اسے باحالت یاس
کہا ان لوگوں نے کہ کیوں بیٹھا ہے جا تو اداس — پاس چل فاطمہ صغرا کہ ہے اس کو بھی ہراس
بولا وہ اس کو تو میں شکل نہ دکھلاؤں گا
مجھ کو شرم آتی ہے کس منھ سے وہاں جاؤں گا

۸
کیا کہوں اس سے کہ مارے گئے عباسِ علیؑ — کیا کہوں اس سے کہ ٹکڑے ہوا ہمشکلِ نبیؐ
کیا کہوں اس سے کہ قاسمؑ نے بھی برچھی کھائی — کیا کہوں اس سے دیا عون و محمد نے بھی جی
کیا کہوں اس سے کہ جنّت کو سدھارے اصغرؑ
شہ کی گود میں گئے تیر سے مارے اصغرؑ

۹
یہ جو قاصد نے کہا ہوگیا ایک حشر بپا — خاک اڑا کر لگا سر پیٹنے ہر ایک اُس جا
کوسوں تک پھیل گئی گریہ وزاری کی صدا — کہا صغرا نے کہ لو نانی بڑا قہر ہوا
خلق بابا کے لیے رو رو کے چلاتی ہے
کانوں میں ہائے حسینا کی صدا آتی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۰
سن کے یہ ماجرا اُمِّ سلمٰی گھبرائی   کہا صغراؔ سے کہ چل آگے میری دکھ پائی
سن سنایا بدن آنکھوں میں سیاہی چھائی   گرتی پڑتی ہوئی تا روضۂ احمدؐ آئی
اور بھی نالہ و فریاد کا غل ہونے لگا
دیکھ کر فاطمہ صغراؔ کو ہر ایک رونے لگا

۱۱
اتنے میں پڑ گئی قاصد پہ جو صغراؔ کی نظر   اس جگر سوختہ پہ چل گیا غم کا خنجر
ہوگیا دل کو یقیں مر گیا زہراؔ کا پسر   آنسو لا کر کہا آنکھوں میں کہ اے خستہ جگر
کچھ سنا مجھ کو بھی آنکھوں سے جو دیکھ آیا ہے
لا مجھے دے جو میرے باپ کا خط لایا ہے

۱۲
کھول کر پٹکے سے قاصد نے نکالا خطِ شاہ   دیا صغرا کو تو صغراؔ نے بھری ٹھنڈی آہ
جانب راست لفافہ پہ گئی اس کی نگاہ   سرِ خط پر یہ ہی لکھا تھا کہ انا اللّٰہ
پھر رقم تھا کہ یہ فرزندِ نبیؐ کا خط ہے
جانِ زہراؔ و حسینؑ ابن علیؑ کا خط ہے

۱۳
باپ کا نام لفافے پہ جو لکھا دیکھا   کیا کہوں فاطمہ صغراؔ کا عجب حال ہوا
بار بار آنکھوں سے اس کو لگا کر یہ کہا   حرف کیوں لال ہیں شنجرف سے لکھا ہے کیا
دیکھ کر اس کو میری چھاتی پھٹی جاتی ہے
صاف اس خط سے میرے باپ کی بو آتی ہے

۱۴
شہ نے الفاظ لکھے تھے جو بصد آہ و فغاں   اے میری نورِ نظر لختِ جگر راحتِ جاں
ہوئے معلوم تجھے بعد دعا کے، کہ ہاں   جو ستم مجھ پہ ہوا اس کا یہ شمہ ہے بیاں
کوفیو شامیوں نے بے ادبی کی مجھ سے
حاکمِ شام نے بیعت طلبی کی مجھ سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

یہ عبارت جوں ہی صغرا نے پڑھی با دل زار — پوچھا قاصد سے سب احوال بچشم خونبار
۱۵
وہ لگا کہنے کہ کیا پوچھتی ہے اے بیمار — شاہ تنہا تھے کھڑے گرد ہزاروں کفار
غرق دریائے غم اصغر بے شیر میں تھے
کس جگہ اس کو کروں دفن یہ تدبیر میں تھے

ناگہاں میں نے دکھائی تیری تحریر شتاب — اس کو پڑھ پڑھ کے بہت روئے شہ عرش جناب
۱۶
روشنائی کی جگہ پر تھا مہیا خوں ناب — کیا کہوں شاہ نے کس طرح لکھا اس کا جواب
قلم تیر سے خون سر و رو سے لکھا
اپنی تقدیر کے لکھے کو لہو سے لکھا

یا خدا مجھ کو نہ یہ داغ دکھایا ہوتا — پہلے صغرا کو ہی دنیا سے اٹھایا ہوتا
۱۷
حال یہ کنبے کا مجھ کو نہ سنایا ہوتا — باپ کے غم میں نہ بیٹی کو رلایا ہوتا
کاش مرتا نہ پدر جی سے گزر جاتی میں
جیتا رہتا پسر فاطمہ مر جاتی میں

تجھ کو پیارا تھا نہایت وہ نبیؐ کا پیارا — تیرے محبوب کے محبوب کو ناحق مارا
۱۸
قتل جب ہو چکا مظلوم کا کنبہ سارا — ذبح خنجر سے کیا پا کے اُسے بے چارہ
اس طرح سر کسی بے کس کا قلم ہوتا ہے
کہیں ایسا بھی زمانے میں ستم ہوتا ہے

کربلا میں ہوئی کیسی یہ مصیبت برپا — کر خدا حکم کہ ہو تخت عدالت برپا
۱۹
لٹ گیا باغ نبیؐ ہو گئی آفت برپا — یہ قیامت ہے کہ اب ہو نہ قیامت برپا
قہر ہے شیر کے فرزند پہ شمشیر چلی
اتنی آنے میں قیامت کے ہے کیوں دیر لگی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۲۰

اے حشم آگے لکھوں کیا کہ بہت طول ہوا — باغِ جنّت کا وسیلہ تجھے معقول ہوا

ہے یہ سرسبز سخن مرثیہ مقبول ہوا — سرو مصرع ہوا اور نقطہ ہر اک پھول ہوا

اس روش نے چمن تازہ و تر دکھلایا

جنّت کا شہِ دیں نے تجھے ہے یہ ثمر دکھلایا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

حفیظ

شیخ حفیظ الدین

شیخ حفیظ الدین حفیظ بقول نصیر الدین نقش ادھونی کے رہنے والے تھے اور سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں، ان کا وطن رائے بریلی تھا۔

نصیر الدین نقش حیدر آبادی لکھتے ہیں:۔

''حفیظ تخلص، شیخ حفیظ الدین شاگرد شیر محمد خان ایمان از مردم قصبہ ادھونی من مضافات بلدۂ حیدر آباد، از یاوری بخت در جرگہ شعرائے راجہ چندو لال شاداں ملازم و مصاحب بود و باشہ نصیر وغیرہ مشاعرہ و مطارحہ کردہ دو دیوان دارد ملاحظہ شدہ، طبعش بسیار پرزور، بادی منزلات اقدام سخنوری بعض بعض ابیات خوش و خرم افتادہ و اوراست'' (عروس الاذکار)

نصیر الدین نقش نے حفیظ کو از مردم قصبہ ادھونی من مضافات بلدۂ حیدر آباد اور شاگرد شیر محمد خاں ایمان لکھا ہے۔ شاگرد ایمان لکھنا تو صحیح ہے۔ ان کے دیوان اوّل میں یہ مقطع ملتا ہے۔

حفیظ انگشت خضر راہ ہے یہ مصرع ایماں
بتوں سے بھر گیا جی، اعتقاد اللہ پر آیا

لیکن باشندہ ادھونی ہونا قابل تسلیم نہیں۔ سعادت خاں ناصر نے حفیظ کو ''باشندۂ رائے بریلی'' تحریر کیا ہے۔'' (خوش معرکہ زیبا) حفیظ نے خود ایک شعر میں دکنی ہونے سے انکار کیا ہے:۔

اُردوئے خاص کیوں نہ ہو میری زبان اے حفیظ
ساکن ملکِ ہند ہوں، اہلِ دکن تو میں نہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

حفیظ اپنے وطن سے کب نکلے اور دکن کس طرح پہنچے اس کے بارے میں کوئی حتمی بات نہیں کہی جا سکتی لیکن بعض تذکروں سے اتنا علم ہوا ہے کہ وہ پہلے اورنگ آباد میں راجہ مہپت رام کے پاس رہے۔ ان کے اقتدار کا جب خاتمہ ہوا تو حفیظ حیدر آباد دکن پہنچے، یہاں مہاراجہ چندو لال شاداں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنی مصاحبت کا شرف بھی بخشا۔ ایک ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ بھی مقرر کر دی۔ مہاراجہ چندو لال کی تعریف و توصیف میں ان کے اشعار دیوان میں موجود ہیں۔

سید محمد خاں ایماں کا انتقال ۱۲۲۱ھ میں ہو چکا تھا۔ اسی زمانے میں مرزا علی لطف لکھنؤ سے حیدر آباد پہنچے، حفیظ نے اُن سے بھی وابستگی رکھی ایک مقطع میں کہتے ہیں:

حفیظ الطاف ہے مرزا علی لطف کا مجھ پر
سبب یہ ہے کہ بندہ ہوں جناب شاہ مرداں کا

حفیظ نے سب سے آخر میں شیخ امام بخش ناسخ کو اپنا استاد بنایا۔ اُن کو اپنے آخری اُستاد ناسخ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ انہوں نے استاد ناسخ کی تعریف میں ایک مکمل غزل لکھی جو دیوان میں موجود ہے۔ غزل کا مطلع یہ ہے:

ناسخ نے مہربانی کیا مجھ پہ سرسری کی
تھا آفتاب تاباں اک ذرہ پروری کی

حفیظ کے شاگردِ ناسخ ہونے کا ثبوت خوش معرکہ زیبا سے بھی ملتا ہے۔ سعادت خان ناصر نے بہ سلسلہ حالات چندو لال شاداں ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں:۔

''شیخ حفیظ الدین ساکن رائے بریلی، بسبب عدم دستیاب ہونے اشعار شیخ موصوف کے ذکر عالی جاہ کا اس ظل میں ہوا چند غزل واسطے اصلاح کے شیخ ناسخ کی خدمت میں آئی تھیں'' (خوش معرکہ زیبا)

حفیظ کے ایک شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فوج میں ملازم تھے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سنا جو لطفؔ نے فرمایا آفریں اُس کو
حفیظؔ شعر بھی کہتا ہے اور سپاہی ہے

حفیظؔ نے ۱۲۴۷ھ میں وفات پائی۔

حیدر حسین خاں حیدرؔ اُن کے فرزند بھی حیدرآباد کے اچھے شاعروں میں تھے۔ حفیظ کے دو خطی دیوان ہیں اور دونوں کراچی میوزیم کے کتب خانے میں موجود ہیں۔

نمونۂ کلام

یہ آسمان حباب ہے دریائے ذات کا
خورشید ایک ذرہ ہے اُس کی صفات کا
زاہد تجھے غرور ہے صوم و صلوات کا
مجھ کو تو آسرا ہے محمدؐ کی ذات کا

یہ کون مہ مکاں عکس ہے آئینہ کُن کا
کیا کیا نظر آتا ہے طلسمات سخن کا
اے صلِ علیٰ راکبِ ساکن سدرہ
پیدا نہ ہوا کوئی بشر آپ کے گُن کا

حفیظ آئینہ ان کے سینہ و دل ہیں کہ جن کو
محبت چاردہ معصوم اور بارہ اماموں کی

گو ہیں انگشت ہر دو دست جدا
ربط بھی کس قدر ہے آپس میں
نظر آتے ہیں لاکھ پر بھاری
جب تلک اتفاق ہے دس میں

دلِ افسردہ کو مانگے ہے چشمِ یار کس کو دوں
کہ ہے تبرید کا جام ایک، سو بیمار کس کو دوں

جگر کو توڑ کے نوکِ سناں نکل آئی
دہانِ زخم سے گویاں زباں نکل آئی

کیا کیا مرتبہ روشن ضمیروں کو عطا حق نے
ہمیشہ آفتاب اُگلا دہانِ صبحِ مشرق نے

کٹا کر اپنا سر نوکِ سناں کا تاج کرتے ہیں
حصول اس طرح عاشق رتبۂ معراج کرتے ہیں
شہ جس کو سریر جانتے ہیں
درویش حصیر جانتے ہیں

ہو مبادا غبار دامن گیر
مت گزرنا ہمارے مدفن سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کچھ تو دل کی حفیظ کہہ کہ تجھے کتنا الفت کا پاس رہتا ہے

جب دستِ جنوں ہم نے گریباں سے نکالا مجنوں نے قدم دشت کے داماں سے نکالا

فرہاد یادِ شیریں میں لب تشنہ مر گیا ہر چند آبِ تیشہ تو سر سے گزر گیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

خفی

مرزا محمد لکھنوی

خوش معرکہ زیبا اور سخن شعرا میں لکھا ہے کہ ان کا نام مرزا محمد اور تخلص خفی تھا۔ مرزا حیدر علی کے صاحبزادے اور لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔

سعادت خان ناصر لکھتے ہیں:-

''اسرار خفی اس پر جلی، مرزا محمد تخلص ''خفی'' شاگرد ناسخ'' (خوش معرکہ زیبا)

نساخ لکھتے ہیں:-

سفید دیو کے نام سے مشہور تھے اور صاحب دیوان شاعر ہیں۔'' (سخن شعرا)

نمونہ کلام

قتل عشاق پہ کھینچے ہیں جو تلوار ابرو
بے گناہوں کو سمجھتے ہیں گنہگار ابرو

چشم و ابرو سے تمہارے خفگی ظاہر ہے
پھیری ہیں آنکھیں کشیدہ ہیں جو اے یار ابرو

ترک چشم صف مژگاں و نگاہ خوں ریز
اب ہیں اس لشکرِ خونخوار کے سردار ابرو

ہے جو بوسہ کی اجازت سے تقرب مجھ کو
قاب قوسین کا دکھلاتے ہیں آثار ابرو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

خورشید

مولانا خورشید علی افضلی

مولانا خورشید علی افضلی الہ آبادی، خورشید تخلص کرتے تھے، اُن کی ولادت بنارس میں ہوئی تھی۔ شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد تھے۔

نصر اللہ خان خویشگی لکھتے ہیں:-

''خورشید تخلص، معدن الطاف الٰہی مخزن فیضان لا متناہی جلال عفو عقلیہ کشاف رموز نقلیہ فہم مجسم و بہر فن مکرم فصیح البیان ملیح اللسان عالم بے نظیر و فاضل دل پذیر جناب مولانا خورشید علی افضلی الہ آبادی است دام فیضانہ مولد شریفش بنارس است در ہر زبان دستگاہے بلند و پایہ ارجمند دارد۔ داعی خیرا اکثر اوقات خود را بصحبت گرامی بسفر و حضر آں بزرگ بسر کردہ ام بخدا کہ چنیں بزرگے در پاس داری دل غربا و خدمت گزاری کمتر ک دیدہ ام بلکہ نادر الوجود شنیدہ ام طبع شریفش مائل بسخن سنجی، در ہندی و فارسی می شود یاد دارم کہ ہندی زبان تلمذ اُو را بہ ناسخ است۔'' (گلشن ہمیشہ بہار)

نمونۂ کلام

دل روشن میں ہے دل دار مقرر پیدا
صاف کر آئینہ تا ہووے سکندر پیدا

خشک اس درجہ کیا ہے غم فرقت نے مجھے
جائے اشک آنکھوں سے اب ہوتے ہیں گہر پیدا

اے صنم آتش رخ سے جو نہیں اس کو ضرر
خط ہوا چہرے پہ یا بال سمندر پیدا

اور پھولوں پہ شرف گل کو ہے دیکھو ناداں
قدر اس باغ میں تو چاہے تو کر زر پیدا

عشق گیسوئے صنم روزِ ازل سے ہے مجھے
ساتھ سودا بھی ملا جب سے ہوا سر پیدا

تجھ سے نسبت نہیں خوبان چمن کو ہرگز
کور نرگس ہوئی تو گل بھی ہوئے کر پیدا

آشیاں گلشن فردوس کا یاد آتا ہے
طائر جاں کے کہیں جلد ہوں شہپر پیدا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

منقبت در مدحت حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام

واقف راز انما ہیں آپ ۔۔۔ کاشف راز ہل اتیٰ ہیں آپ
زور کچھ زور بازوؤں میں ہے ۔۔۔ سرِ مخفی لافتا ہیں آپ
کیوں نہ مغلوب ہوتے کافر سب ۔۔۔ اسد غالب خدا ہیں آپ
علم وہ جس کا حصر نا معلوم ۔۔۔ سچ ہے مصداق ملہما ہیں آپ
بہر خورشید دونوں عالم میں
اصل مقصود و مدعا ہیں آپ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

داغ

سیّد لطف حسین

سیّد لطف حسین داغ ابن سیّد حیدر علی رئیس فتح پور ہنسوا، شاگرد ناسخ (تحن شعرا) داغ نے ایک مثنوی بھی تصنیف کی تھی گوکل پرشاد لکھتے ہیں:۔

"آپ کی مثنوی راقم نے دیکھی ہے۔ بدر منیر (سحر البیان) کے ہم وزن اور شگرفی موزوں رکھتی ہے۔" (ارمغان گوکل پرشاد)

نمونہ کلام

چڑھی آنکھیں ہیں کیوں اترا چہرہ تمہارا ہے
ہوا معلوم شاید آتشِ مے کا حرارا ہے

دوپٹے کا آنچل ڈالئے ہر وقت محرم پر
لطافت کے سبب رنگِ بدن سب آشکارا ہے

صنم نام خدا سارا بدن ہے نور کا پتلا
خدا نے اپنے ہاتھوں سے تیرا نقشہ اُتارا ہے

ہٹا دی محرمِ آبِ رواں کچھ ایسی لہر آئی
سمجھ کر آشنا کیا گھاٹ انگیا کے اتارا ہے

بروزِ حشر بخشانا مجھے داغِ غلامی سے
حسینؑ ابن علیؑ تیری عنایت کا سہارا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

دلگیر لکھنوی

حالاتِ زندگی اور مرثیہ نگاری

دلگیر لکھنوی قوم کایستھ سکسینہ تھے، ابتدا میں اُن کا نام لالہ چھنو لال تھا، جب مسلمان ہوئے اپنا نام غلام حسین رکھا لیکن میاں دلگیر کے نام سے مشہور ہوئے۔ دلگیر کے والد کا نام منشی رسوا رام تھا، مہاراجہ جھاؤ لال (وزیرِ اعظم آصف الدولہ) اور افتخار الدولہ راجہ میوہ رام (دیوان بادشاہ نصیر الدین حیدر) کی برادری سے تھے۔ دلگیر کے بزرگوں کا وطن شمس آباد تھا۔ خاندان کے کچھ لوگ دلّی میں رہتے تھے لیکن دلگیر کی ولادت لکھنؤ میں ہوئی اور وہیں اُن کی نشوونما اور تعلیم و تربیت بھی ہوئی۔ دلگیر کا سنہ پیدائش ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۰ء ہے (منظومات میاں دلگیر)۔ دلگیر کی طبیعت مکتب نشینی کے زمانے میں کم عمری ہی میں شعر گوئی کی طرف مائل تھی۔ سترہ برس کے سن میں شعر کہنا شروع کیا تھا (ریاض الفصحا) ناصر لکھنوی کے کہنے کے مطابق چودہ برس کی عمر میں شعر کہنے لگے تھے۔ (خوش معرکۂ زیبا)، نوازش حسین عرف مرزا خانی کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا۔ مصحفی لکھتے ہیں کہ بزرگوں کی صحبت سے کلام میں ایسی پختگی آ گئی تھی کہ اپنے استاد کے ہم پلہ ہو گئے تھے (ریاض الفصحا)۔ غزل میں طرب تخلص کرتے تھے (گلشن بے خار)۔ جب مرزا خانی نے کانپور کی سکونت اختیار کی تو دلگیر اپنے استاد کے ارشاد کے مطابق شیخ ناسخ کے شاگرد ہو گئے۔ (خوش معرکۂ زیبا)۔ ناسخ اپنے اس ہونہار اور پُرگو شاعر دلگیر سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ ناسخ نے ایک غزل کے مقطعے میں دلگیر کا ذکر کیا ہے:-

آشنا متحد اس درجہ کہاں ہوتے ہیں
آپ دلگیر ہے ناسخ جو ہے دلگیر جدا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

دلگیر ایام شباب میں بڑے رند منش اور رنگین مزاج تھے۔ تقریباً ۳۵ برس کی عمر میں آبائی مذہب ترک کر کے مسلمان ہو گئے اور غزل گوئی کے بجائے مرثیہ کہنا شروع کیا۔ شیفتہ کا کہنا ہے کہ دلگیر کو ائمہ معصومین علیہ السلام سے بہت زیادہ عقیدت تھی اس لیے اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے اسلام قبول کر لیا تھا اور زیادہ تر مرثیہ کہتے تھے اور اسی مناسبت سے دلگیر تخلص کرتے تھے۔ (گلشنِ بے خار) سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں کہ آخر انھیں شوق مرثیہ گوئی پیدا ہوا اور طرف وسیلۂ نجات کے شیدا ہوا، تاثیر غم امام حسین علیہ السلام سے طرب سے کنارا کر کے دلگیر تخلص قرار دیا اور پھر بقول محسن لکھنوی دلگیر نے اپنا غزلوں کا دیوان موتی جھیل میں ڈبو دیا (سراپا سخن)۔ سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں ۱۲۳۰ھ میں شرف اسلام سے مشرف اور شیعہ امیر المومنین سے ہم طرف ہوا۔
(خوش معرکۂ زیبا)

دلگیر نے بیس برس کی عمر میں اچھی خاصی شہرت حاصل کر لی تھی وہ نواب سعادت علی خاں کے مداح تھے۔ نواب موصوف نے انھیں اپنے ہم عصر شاعروں میں طرح طرح کی نوازشوں سے ممتاز کیا تھا۔ دلگیر برسوں تک نواب سعادت علی خاں کی سرکار سے وابستہ رہے۔ نواب کے انتقال کے بعد جس سال بادشاہ غازی الدین حیدر کے عہد میں دلگیر شیعہ مسلمان ہوئے اسی سال تعزیہ خریدا اور مجلس عزا برپا کرنے لگے۔ جب بادشاہ کو اُن کے مذہب کی تبدیلی کے بارے میں علم ہوا تو انھوں نے خوشی سے ان کے اعزاز میں اضافہ کیا اور اس طرح کئی برس تک ان کی رفاقت میں رہے۔ بدقسمتی سے جب منتظم الدولہ نواب حکیم مہدی علی خاں کشمیری وزیر ہوئے تو دلگیر کی امیدوں پر اوس پڑ گئی۔ ان پر اضافہ موقوف کیا گیا۔ وہ پراگندہ حال ہونے لگے اور مقروض بھی ہوئے۔ یہ سلسلہ نصیر الدین حیدر بادشاہ کے زمانے تک رہا۔ جب محمد علی شاہ بادشاہ تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے تو ابتدا میں دلگیر عدم توجہ کا شکار ہوئے، پھر انھوں نے بادشاہ موصوف کی خدمت میں اپنی زبوں حالی سے درخواست کی کہ وہ انھیں اپنے ہم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

چشموں میں سرفراز کریں اور اُن پر نظرِ عنایت کی جائے تاکہ ان کا قرضہ بھی ادا ہو جائے اور مجلسیں بھی ترک نہ ہوں۔ بادشاہ محمد علی شاہ نے دلگیر کو دو سو روپیہ کا عطیہ عنایت فرمایا اور انھوں نے یہ پوری رقم عزاداری پر صرف کی۔ دلگیر نے اپنی عرضداشت میں مزید یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی خاطر خواہ امداد کی جائے تاکہ لوگ قرض کی ادائیگی کا تقاضا دوبارہ نہ کریں۔ عرضداشت سے یہ بات بھی آشکار ہوتی ہے کہ دلگیر ۱۲۱۵ھ/ ۱۸۰۰ء سے ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء تک تقریباً چالیس[۲] برس پریشان حال رہے اور پھر چالیس[۳] سال کے بعد محمد علی شاہ نے اُن کی قدر و منزلت میں اضافہ کیا اور انھیں ہم چشموں میں سرفراز کیا۔

(منظومات میاں دلگیر)

کرم سے آپ کے رتبہ میرا دو چند ہوا
یہ سرفراز ہوا اور میں سربلند ہوا

دلگیر کا انتقال ۶۹ برس کی عمر میں لکھنؤ میں ۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۷ء میں ہوا، نخاس میں لب سڑک اُن کی قبر مشہور ہے، رشک لکھنوی نے تاریخ وفات کہی:-

در گلشن خلد با جمیع شہدا — گشتہ چو پیوس مرثیہ گو دلگیر
تاریخ وفات او نوشتم اے رشک — آہ افسوس مرثیہ گو دلگیر ۱۲۶۴ھ

اسیر لکھنوی نے بھی تاریخ وفات کہی:-

آہ آہ از جہان فانی شد — مرثیہ گوئے شاہِ عرش نظیر
گفت ہاتف اسیر تاریخش — وائے دلگیر عاشقِ شبیر ۱۲۶۴ھ

دلگیر کی شہرت اور مقبولیت:

دلگیر لکھنوی نے اپنے عہد کے نامور شعرا کو متاثر کیا۔ دلگیر کی شاعری کا سکہ لکھنؤ کے مشہور غزل گو شعرا اور مرثیہ نگاروں کے دل پر بیٹھا ہوا تھا۔ خود دلگیر کے استاد شیخ ناسخ اُن کے مداح تھے۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

"ایک دفعہ ناسخ کے سامنے کسی نے دلگیر کا ذکر کیا، اُس پر ناسخ نے کہا یہ شخص لغات

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کی کتابوں کو خوب چھانے ہوئے ہے مگر شاعری میں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ بغیر استاد کی مدد کے حل نہیں ہوسکتیں۔ مجھے وہ اپنا کلام دکھاتے ہیں تو کچھ سوچ کر ہی دکھاتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ میر ضمیرؔ تو اُن سے ہر طرح بڑھے ہوئے ہیں۔ ناسخؔ نے مُنھ بنا کر کہا کہ بھئی یہ بھی تو سمجھو کہ وہ کس بات میں اُن سے بڑھے ہوئے ہیں، میں کہتا ہوں کہ اگر دلگیرؔ فقط غزلیں ہی کہتا تو قیامت ڈھاتا''۔ (فکرِ بلیغ)

شادؔ عظیم آبادی کی اس تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ دلگیرؔ کو معنی و بیان پر مکمل دسترس حاصل تھی اور اُن کی غزل گوئی بھی قیامت کی تھی۔ اُن کی مرثیہ گوئی کے مداح ناسخؔ بھی تھے، یہی نہیں بلکہ اُن کے ہم عصر مرثیہ گو میر ضمیرؔ بھی دلگیرؔ کو استادِ فن اور استادِ وقت سمجھتے تھے۔ شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں:۔

''اعیان و روسائے شہر دلگیرؔ سے ملنے کے لیے برابر آیا کرتے تھے، میر ضمیرؔ بھی ان کا ادب کرتے تھے اور ان کے کلام کی داد دیا کرتے تھے۔ جب دلگیرؔ اُن کو اپنا کلام سناتے تھے تو میر ضمیرؔ کہہ اٹھتے تھے، واللہ استاد، ہو استاد!'' (فکرِ بلیغ)

مرزا دبیرؔ بھی دلگیرؔ کے کلام کو بہت پسند کرتے تھے اور دلگیرؔ کے مرثیے اپنے حافظے میں محفوظ رکھتے تھے۔ ثابتؔ لکھنوی لکھتے ہیں:۔

''کسی مجلس میں میر علی سوز خوان نے دلگیرؔ کا ایک مرثیہ پڑھا، اس مجلس میں مرزا دبیرؔ بھی موجود تھے شام کو مرزا دبیرؔ کی محفل میں مرثیے کی تعریف ہوئی تو ایک صاحب نے کہا کہ یہ مرثیہ اگر مل جائے تو کیا کہنا لیکن سوز خوان یہ مرثیہ تقسیم نہ کریں گے۔ مرزا دبیرؔ نے کہا اچھا آپ لکھیے، اب جو وہ لکھنے بیٹھے مرزا دبیرؔ نے ایک ایک کر کے سب بند دلگیرؔ کے مرثیے کے لکھوا دیے''۔ (حیاتِ دبیر)

میر انیسؔ بھی دلگیرؔ کے کلام کے شیدا تھے، نوبت رائے نظرؔ لکھتے ہیں:۔

''ایک مرتبہ میر انیسؔ کے سامنے کسی نے دلگیرؔ لکھنوی کا ایک شعر پڑھا، سلام کا یہ شعر سُن کر میر انیسؔ کہنے لگے، میں اپنے سب دفتر دینے کو تیار ہوں، شعر یہ تھا:۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کہتی تھیں بانو الٰہی کیجیو وارث کی خیر
آج کیوں سر سے ڈھلی جاتی ہے چادر بار بار

دلگیرؔ کے عہد کے مشہور سوز خوان میر علیؔ جو خواجہ میر دردؔ دہلوی کے نواسے تھے اور عالم گیر شہرت کے مالک تھے وہ زیادہ تر دلگیرؔ کے سلاموں اور مرثیوں پر سوز رکھتے تھے۔ دلگیرؔ کے کلام میں چونکہ قدرتی طور پر سوز بہت ہے، میر علیؔ ایک مرتبہ کلام پڑھتے تو تمام لکھنؤ میں اور دُور دُور اس کلام کی شہرت ہو جاتی تھی''۔ (حیاتِ دبیرؔ) میر علیؔ کی سوز خوانی کی شہرت دلگیرؔ کے کلام کی ہی بدولت تھی۔ دلگیرؔ کو خود بھی یہ اندازہ تھا کہ بڑے بڑے نامی گرامی شعرا اُن کے کلام کے مدّاح ہیں، خود کہتے ہیں:-

چھوڑوں کس طرح سے میں فکرِ سخن اے دلگیرؔ
مرے کہنے کے بھی قائل ہیں سخنداں کتنے

دلگیرؔ لکھنوی کو احساس تھا کہ اُن کی شاعری کو، اُن کے فن کو تسلیم کر لیا گیا ہے لیکن وہ قدردانی کے طالب نہیں تھے۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ اُن کے کلام کی قدردانی امام حسینؑ کی بارگاہ میں ہوتی ہے:-

مجھے تو کافی ہے دلگیرؔ قدر دانیٔ شاہ
مری نظر نہیں دنیا کے قدر دان پر ہے

دلگیرؔ کی سیرت و کردار:

دلگیرؔ کی وضع قطع، رہن سہن اور اخلاقی قدروں کا علم شادؔ عظیم آبادی کی تحریروں سے بخوبی ہوتا ہے، شادؔ عظیم آبادی دلگیرؔ کی وضع قطع کے سلسلے میں لکھتے ہیں:-

''دبلے پتلے، گوری رنگت کے خوش وضع آدمی تھے،...... اکثر تن زیب یا جامدانی کا سفید کرتا اور بنارس کا مشروع کا بردار پائجامہ اور زردوزی گھیتلا پہنا کرتے تھے، خاکِ پاک کے بڑے دانوں کا کنٹھا گلے میں ڈالے رہتے تھے، ہمیشہ درود زبان پر جاری رہتا تھا...... بالوں میں خضاب لگاتے تھے...... ڈاڑھی کے بال بہت کم تھے اور داڑھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مُنڈاتے تھے"۔ (فکر بلیغ)

دلگیر کی برادری کے افراد کایستھ سکسینہ تھے، ہندو ہونے کے باوجود اُن کی برادری روشن خیال اور غیر متعصب تھی۔ دلگیر کا احترام ہندو اور مسلمان دونوں قوموں میں یکساں تھا۔ دلگیر خود بھی نہایت روشن خیال سیرت کے مالک تھے۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

"دلگیر کے مسلمان ہو جانے کی کسی اہل برادری نے پروانہ کی، اُسی اخلاص سے ملتے رہے جس طرح ملا کرتے تھے یہ بھی اُسی محبت اور بے ریائی سے پیش آیا کیے ...... دلگیر خوش حال، کنبہ پرور، سخی اور خلیق تھے، احباب اور اہل حاجت اُنھیں گھیرے رہتے تھے..... آدمی موقر وذی عزت تھے، سب شرفا احترام کرتے تھے"۔ (فکر بلیغ)

دلگیر لکھنوی لڑائی جھگڑے کو بالکل پسند نہیں کرتے تھے بلکہ وہ شاعرانہ چشمکوں سے بھی احتیاط برتنے کی سعی کرتے تھے۔ کلام کے ایک شعر میں کہتے ہیں:-

دلگیر لڑائی سے ہے نفرت مجھے یاں تک
ہر شعر میں ہے دھیان کہ مضمون نہ لڑ جائے

دلگیر لکھنوی اساتذہ کی مضمون آفرینی کے مداح تھے، انھوں نے تعلّی سے بھی پرہیز کیا ہے کہتے ہیں:-

غور سے جبکہ فن شعر کو دیکھا دلگیر
کوئی مضمون نہیں اہل سخن چھوڑ گئے

دلگیر مسلمان ہونے کے بعد صوم وصلوٰۃ کے پابند ہو گئے تھے۔ اُن کے کلام سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ نماز پابندی سے پڑھتے تھے:-

دلگیر کی دعا ہے یہ بعد پنج گانہ
ہوئے مری رسائی دربار پنجتن میں

روزۂ ماہ رمضان کے سلسلے میں کہتے ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

جوں صوم ہے فرض ایسا ہی رونا پے حیدرؑ

ہے فرض ہوا مومنو ہم پر رمضاں میں

دلگیرؔ کی نظر میں صرف نماز روزہ ہی شریعت نہیں ہے بلکہ وہ معاشرے میں اخلاق قدروں کو، عدل و انصاف کو مکمل شریعت سمجھتے تھے اور یہ چیزیں ہر دور میں مسلمانوں میں کم یاب ہیں۔ وہ چاہتے تھے مکمل شرعی نظام رائج کیا جائے اپنی اس حسرت کو وہ اس طرح بیان کرتے ہیں:-

حقیقی منتظم جو ہے سو دلگیرؔ اُس کی غیبت ہے

اسی باعث سے مُلکِ شرع کی بے انتظامی ہے

دلگیرؔ کو کربلا اور نجف کی زیارت کرنے کی شدت سے خواہش تھی تقریباً ہر سلام میں انھوں نے اسی کا اظہار کیا ہے لیکن وہ زیارت پر نہ جا سکے، شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

''دلگیرؔ کو کربلا کی زیارت کی ایک دُھن تھی یا تو سلام اور مرثیے کہنے میں مشغول رہتے تھے یا اس فکر میں کہ کربلا کیوں کر جائیں''۔ (فکرِ بلیغ)

سخت حسرت مجھے رہ جائے گی گرائے دلگیرؔ — جیتے جی روضۂ حضرت کا نظارہ نہ کیا

ہو وہ دن جو سب کہیں روضے پہ شہ کے وہ گیا — نام پر دلگیرؔ کا شعر و سخن میں رہ گیا

دلگیرؔ یاد حضرت کرتے ہیں دیکھوں کب تک — روضہ پہ نذر کو ہے اکثر کلام بھیجا

دلگیرؔ کی دعا ہے یہ اللہ سے سدا — روضہ دکھا دے اس کو جناب امیرؑ کا

دلگیرؔ کی غزل گوئی:-

دلگیرؔ لکھنوی صاحبِ دیوان شاعر تھے لیکن دیوان خود ہی ضائع کر دیا، غزل میں طربؔ تخلص کرتے تھے، لالہ سری رام لکھتے ہیں:-

''دلگیرؔ عہدِ قدیم کے شعرا میں ممتاز تھے، غزل میں سنگلاخ زمینیں بہت پسند

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تھیں ۔ (خم خانۂ جاوید جلد پنجم)

اب اُن کی غزلیں اور غزلوں کے اشعار نایاب ہیں۔ تذکروں میں چیدہ چیدہ شعر درج کیے گئے ہیں'' جو اشعار دستیاب ہوئے یہاں درج ذیل ہیں :-

کس کو دکھاؤں میں یہ بھلا ماجرائے چشم
ناسور پڑ گئے ہیں عزیزو بجائے چشم

ان دونوں پر ہے عشق میں ایک حادثہ پڑا
روتی ہے چشم بہرِ دل و دل برائے چشم

مجھ کو کسی سے خلق میں چشمِ وفا نہیں
رویا نہ میرے حال پہ کوئی سوائے چشم

باتیں تری سنا کریں اور دیکھیں تری شکل
وہ مدعائے گوش ہے یہ مدعائے چشم

آوے طربؔ جو تیرا وہ خوش چشم باغ میں
نرگس کے دستے کیجیو تو بھی فدائے چشم

کام اپنا خیالِ رُخِ جاناں سے نکالا
کارِ شبِ عشرت شبِ ہجراں سے نکالا

یہ ساری پریشانیاں کیں ہم نے گوارا
لیکن نہ دل اُس زلفِ پریشاں سے نکالا

ہم سہ نہ سکے طعنۂ ابنائے زمانہ
گھر اپنے نے ہمیں محفلِ یاراں سے نکالا

یہ طالبِ ایذا ہیں کہ جو پاس لگا خار
ہم نے جو نکالا ہے پیکاں سے نکالا

دل کو شطِ الفت میں طربؔ آپ ڈرایا
وابستہ اُسے ہم نے نہ طوفاں سے نکالا

سدا شبنم کو اپنی چشمِ تر پر رشک آتا ہے
گلِ تر کو گلِ زخمِ جگر پر رشک آتا ہے

ہماری آہ نے ایسا اثر پیدا کیا ہے اب
دعائے خلق کو جس کے اثر پر رشک آتا ہے

قدم بوسی جاناں ہر گھڑی اس کو میسر ہے
مرے ہونٹوں کو اس کے سنگِ در پر رشک آتا ہے

یہ رخسارِ صنم پر کیا ہی گستاخانہ پھرتی ہے
ہمیں تو ہر گھڑی اپنی نظر پر رشک آتا ہے

نہ جس کو دین کی خاطر ہے نے کچھ کام دنیا سے
طربؔ ہم کو بس ایسے ہی بشر پر رشک آتا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

یہ کس کی جستجو میں اس قدر بیتاب پھرتا ہے
جو یوں آنکھوں پہ پھر خورشید عالم تاب پھرتا ہے

زبس میں گرد پھرنے کی ہوس میں اس کے روتا ہوں
تو اشک آنکھوں سے گر کر صورت گرداب پھرتا ہے

اس قدر آنکھوں میں اپنی کھب گئی تصویر یار
اس کا خال رخ ہماری آنکھ کا تل ہو گیا

پٹی نہ کھولی آنکھ سے ہنگام ذبح بھی
ارمان دید کا دل بسمل میں رہ گیا

مزاج اب رحم پر آیا ہے شاید اے طرب اس کا
جو شب اس شمع رو نے خود بہ خود گلگیر کو توڑا

معطر اس کے نہانے سے بسکہ آب ہوا
حباب بحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا

صاف طینت کو نہ کج طبع سے پہنچے آسیب
جس طرح کاٹے سے کٹتا نہیں شمشیر سے آب

تیری لگتی ہیں برسات میں بوندیں تن پر
اس بغیر اب نہیں کم حق میں مرے تیر سے آب

عرق شرم میں یہ غرق ہوا تھا دم قید
کہ ٹپکنے لگا ہر حلقۂ زنجیر سے آب

سختیاں سی سختیاں کھینچی تھیں ہنگام بہار
کیوں نہ کانپ اٹھے مرا دل سنتے ہی نام بہار

پھوڑ سر کو جیب کے ٹکڑے کر اور جنگل کو چل
ان دنوں میں مجھ کو یہ پہنچے ہیں احکام بہار

اب طرب رونا عبث ہے دل کو بیکل دیکھ کر
دل تجھے دینا تھا ناداں روز اول دیکھ کر

عالم دیوانگی میں اپنا سر ہے اور سنگ
ہے ہجوم کودکاں اک شور و شر ہے اور سنگ

جب دیکھی اس نے تیری کلائی کی نازکی
مانی کو ساری بھول گئیں دستکاریاں

گر نہ اس سبزے میں ہو ہمراہ یار سبزہ رنگ
سبزہ آنکھوں میں لگے جوں نیشتر برسات میں

خوف بارش ہو انہیں رکھتے ہوں جو دیوار و در
مجھ بیاباں گرد کو ہو خاک ڈر برسات میں

جو ہو ایذا بھی دست یار سے ہے موجب راحت
عجب کیا گر نمک پاشی سے اس کی کار مرہم ہو

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

بوقتِ نزع زباں بند جب ہوئی اپنی — تب اُس نے پوچھا کہ کہہ کیا ہے آرزو دل کی
مژدہ اے چشم گہر بار اب ہوا یہ گوش زد — بہرِ زینت یار کو سلکِ گہر درکار ہے
نقشِ حُب کی عاشقِ صادق کو ہے کیا احتیاج — آہ میں بس اس کو تھوڑا سا اثر درکار ہے

ہر دم تڑپ رہا ہے بسمل نہیں تو کیا ہے — تیغِ نگہ کا کشتہ یہ دل نہیں تو کیا ہے
اس کی طلب ہے جس کا ملنا نہیں ہے ممکن — ہم کو اگر خیالِ باطل نہیں تو کیا ہے

میں تو کچھ کہتا نہیں یہ کیجے وہ مت کیجیے — لیکن اتنی عرض ہے بندے کو رخصت کیجیے

اس کی غفلت اور بھی ہشیار کرتی ہے مجھے — واں فراموشی ہے جتنی اتنی ہی یاں یاد ہے

گئے جاں سے گزر ہم جو دلِ پردہ بُت آیا — بہانا اس کا گویا موت کا اپنی بہانا ہے

دلگیر کی مرثیہ گوئی:

دلگیر اپنے عہد کے نامور مرثیہ گو تھے۔ مصحفی کہتے ہیں "دلگیر نے مرثیہ گوئی میں بڑا نام پیدا کیا"۔ (ریاض الفصحا) رجب علی بیگ سرور نے دلگیر کی مرثیہ گوئی کو داد و تحسین سے نوازا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"مرثیہ گو بے نظیر میاں دلگیر صاف باطن، نیک ضمیر، خلیق، فصیح مردِ مسکین مکروہات زمانہ سے کبھی افسردہ نہ دیکھا، اللہ کے کرم سے ناظم خوب سکندر طالع بصورت گدا بار احسان اہلِ دُوَل کا نہ اٹھایا، عرصۂ قلیل میں مرثیہ سلام کا دیوان کثیر فرمایا"۔ (فسانۂ عجائب) دلگیر نے سیکڑوں کی تعداد میں مرثیے تصنیف کیے تھے، مرثیوں کی تعداد کے بارے میں شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

"مرزا دبیر کی صحبت میں ایک راوی نے بیان کیا کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے کئی بڑے بڑے صندوق مرثیوں اور سلاموں سے بھرے دلگیر کے گھر میں دیکھے ہیں، بعض صاحبوں نے اس سے بھی زیادہ بیان کیا ہے"۔ (فکرِ بلیغ)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

دلگیرؔ کے مرثیوں کی چھ جلدیں مطبع نول کشور سے طبع ہوئی تھیں، یہ جلدیں نایاب ہیں، دلگیرؔ کے قلمی مرثیے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں، راقم الحروف کے کتب خانے میں دلگیرؔ کے دو سو اکیاسی مرثیے[۲۸۱] قلمی موجود ہیں، سلام، رباعیات اور مخمس اس کے علاوہ ہیں، مرثیوں کا اشاریہ بہ حروف تہجّی آخر میں شامل ہے۔ دلگیرؔ کے اشعار کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

دلگیرؔ کے کلام میں مرثیے کے اجزائے ترکیبی کی جملہ خوبیاں پائی جاتی ہیں (منظومات میاں دلگیر)۔ دلگیرؔ کے مرثیے سوز و گداز کا اعلیٰ نمونہ ہیں، شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

''اگر مرثیے کی اصل تعریف یہی ہے کہ اس کے مضامین مبکی ہوں تو دلگیرؔ کے مرثیے اس بات میں کسی سے کم نہیں ہیں''۔ (فکرِ بلیغ)

دلگیرؔ اپنے کلام کی قبولیت کے لیے صبح و شام دعائیں کرتے تھے، اُن کی دعا قبول ہوئی، سوز خوانوں کے بستے دلگیرؔ کے کلام سے بھرے ہوئے ہیں اور سال بہ سال یہ مرثیے آج بھی پُرسوز لحن سے پڑھے جاتے ہیں:-

ہو قبول شہِ کونین کلامِ دلگیرؔ
یہی دلگیرؔ دعا صبح و مسا کرتا ہے

دلگیرؔ کے مرثیوں سے انتخاب:-

دلگیرؔ کے مرثیوں میں حضرت عباسؑ، حضرت علی اکبرؑ اور حضرت قاسمؑ کے سراپا کا بیان تفصیل سے ملتا ہے، حضرت عباسؑ کا سراپا ملاحظہ کیجیے:-

اے مومنو تم گوش تامّل سے کرو دھیان
تصویرِ علمدار ہوں میں کھینچتا اس آن
گیسو تھے وہ خمدار کہ سنبل بھی ہو قربان
پر بھائی کی تنہائی کے غم سے تھے پریشان
تارِ نفسِ شاہ جو کہیے تو بجا ہے
نسبت جو اُسے مشک سے دیجے تو خطا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نورِ نظرِ شاہ وہ خوش چشم تھا ایسا
جو چشمِ فلک نے کبھی دیکھا نہیں ویسا
بیمار گر اس چشم کو کہیے تو ہے بے جا
فوراً ہوا چنگا وہ جس آزاری کو دیکھا
عابدؑ کے مگر غم سے وہ بیمار تھیں آنکھیں
تنہائی پہ شبیرؑ کی خوں بار تھیں آنکھیں

تھی کعبے کی محراب سے ابرو کی فزوں شان
اور قوسِ قُزح جس پہ کہ پیوستہ ہو قربان
کہتی تھی کمان تیرِ قضا کی کہ الامان
تھی قوسِ فلک دیکھ کے اس قوس کے قربان
تشبیہ اُسے کس طرح دوں کاہکشاں سے
بہرامِ فلک دنگ تھا اس سخت کماں سے

......حضرت علی اکبرؑ کا سراپا......

اس شان سے حضرت کے گیا پاس وہ دلبر
جن زلفوں میں شانہ تھی ابھی کر چکی مادر
وہ زلفیں تھیں بکھری ہوئی رخساروں کے اوپر
مُرجھایا ہوا یاس سے تھا روئے منور
رو رو کے سکینہؑ نے جو منھ پر پہ دھرا تھا
وہ پھول سا منھ اشکوں سے خواہر کے بھرا تھا

......حضرت قاسمؑ کا سراپا......

اس شان سے فرزندِ حسنؑ رن میں کھڑا تھا
اک سبز عمامہ سرِ اقدس پہ بندھا تھا
وہ شملہ جو چھوڑا تھا سو کاندھے پہ پڑا تھا
گردانے ہوئے شان سے دامانِ قبا تھا
تحت الحنک اس وضع سے مکھڑے پہ پڑی تھی
بدلی سی بس اک چاند کے پہلو میں لگی تھی

پہنا تھا زرہ جامہ جو قاسمؑ نے بہ رغبت
گویا ہمہ تن چشم تھے مشتاقِ شہادت
ہر آن جو ہوتا تھا فزوں جوشِ شجاعت
مثلِ دہنِ زخم تھی سُرخ آنکھوں کی رنگت
از بس کہ نشہ بادۂ جرأت کا چڑھا تھا
ہتھوانسے ہوئے تیغ و سپر جھوم رہا تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اعدا نے کیا جب رُخِ قاسمؑ کا نظارا آپس میں لگے کہنے کہ دیکھو تو خدارا
افلاک سے شاید کہ یہ اُترا ہے ستارا آیا ہے یہ دنیا میں مہِ مصر دوبارا
کس باغ کا یہ سرو رواں غنچہ دہن ہے
گردوں سے ملک بولے گُل باغِ حسنؑ ہے

عرب میں جنگ کا آغاز مبارزطلبی سے ہوتا تھا۔ میدانِ کارزار میں جب دو مقابل آمنے سامنے ہوتے تو رجز خوانی شروع ہوتی تھی، دونوں مقابل اپنی اپنی جرأت و شجاعت، اسلاف کے بہادری کے واقعات، اپنی قوم و قبیلے کے فضائل و مناقب، اپنے حسب و نسب کی شرافت و نجابت بیان کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ عرب میں بنی ہاشم سے برتر کوئی دوسرا قبیلہ نہیں تھا، تاریخ میں حضرت علیؑ اور جناب حمزہ بن عبدالمطلب کے رجز مشہور ہیں یا پھر شہدائے کربلا کے رجز عربی ادب میں عظیم شہ پارے ہیں۔ حضرت علی اکبرؑ کے رجز کے تین شعر عماد زادہ اصفہانی کی کتاب ''سوانح عمری علی اکبرؑ'' سے درج کیے جاتے ہیں:-

انا بن الحسینؑ بن علیؑ نحن و بیت اللّٰہ اولی بالنبیؐ

''میں حسینؑ کا فرزند اور علیؑ کا پوتا ہوں، خانۂ خدا کی قسم ہم پیغمبرؐ سے زیادہ قریب ہیں''۔

اضربکم بالسیف حتی یلتوی ضربِ غلامِ ہاشمی علوی

''میں تم کو اپنی تلوار سے اس وقت تک قتل کروں گا جب تک کہ وہ خم نہ ہو جائے، علیؑ اور ہاشم کے خاندان کے جوان کی ضرب کو دیکھو''۔

ولا ازال الیوم احمی عن ابی تاللّٰہ لایحکم فینا ابن الدعی

''آج میں اپنے باپ کی مسلسل مدد کرتا رہوں گا، خدا کی قسم زنا زادہ ہمارا حاکم نہیں ہو سکتا''۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

دلگیر نے حضرت علی اکبرؑ کا رجز نہایت پُروقار انداز سے نظم کیا ہے۔

حضرت علی اکبرؑ کا رجز......

از بسکہ بزرگوں کا یہ تھا تابعِ فرمان ہم شکل نبیؐ یوں ہوا میداں میں رجز خوان
آگاہ ہے اس امر سے دنیا میں ہر انسان جد بابا کے احمدؐ مرے جد ہیں شہِ مردان
جو مرتبہ دنیا میں ہے اس حق کے ولی کا
جز احمدِ مختار نہیں ہے وہ کسی کا

آفاق میں ہے سابق الاسلام مرا جد اور حضرت باری کا ہے ہم نام مرا جد
خالق کی طرف سے ہے ذوالاکرام مرا جد اور دوزخ و جنت کا ہے قسام مرا جد
کی اس سے جو باتیں تو ہوئی عزت خورشید
اس شہ کی خاطر سے ہوئی خلقت خورشید

اس شیر نے ہے شیر سے سلماں کو بچایا گاہے کسی جاگہ پہ جسے خوف نہ آیا
وہ نورِ الٰہی ہے وہ اللہ کا سایا رغبت سے بجز جو کبھی گندم کو نہ کھایا
خالق نے کیا رجس سے حیدرؑ کو بری ہے
احمدؐ کے سوا کوئی نہیں اس سے جری ہے

سب جانتے ہیں مرتبۂ حیدرؑ صفدر رتبے میں نہیں کوئی ولی اس کے برابر
ہر جنگ میں ہر صف میں ہے یہ پیشِ پیمبرؐ اللہ پہ ظاہر ہے کہ بھاگے نہیں حیدرؑ
پیدل کو بھی اور سیکڑوں اسواروں کو مارا
ہر جنگ میں لاکھوں ہی نموداروں کو مارا

یہ عزت و تکریم رہی شیرِ احد کی اک بار بھی خالق نے دعا ان کی نہ رد کی
تسبیح صدا لب پہ رہی ربِ صمد کی جد نے مرے ہر ایک پیمبرؐ کی مدد کی
دی احمدِ مختارؐ نے دختر مرے جد کو
اللہ نے دی تیغ دو پیکر مرے جد کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

زہراؑ ہے مری جدۂ مظلومہ و ذی قدر — جس سے کہ صدا مقتبس نور رہا بدر
سوئی وہ کئی سال محمدؐ کے سرِ صدر — اٹھارہ برس فرقۂ ظالم کا رہا غدر
سب فاطمہؑ کے رونے سے یعقوب کو بھولے
صبر اس کے سب صبر کے ایوب کو بھولے

سب جانتے ہیں خلق میں فضہ کا فسانا — حق نے اُسے جنت سے عنایت کیا کھانا
آگاہ ہے اس بات سے بھی سارا زمانا — راوی نے کبھی رنج و اذیت کو نہ جانا
راحت سے نہ آگاہ ہوئی کنج لحد تک
مظلومیِ زہراؑ کا رہا ذکر ابد تک

حمزہؑ جو ہیں شاہِ شہدا عمِ پیمبرؐ — ہمراہ نبیؐ آئے وہ یاں ہوں گے مقرر
اب تک نہیں کیا تم نے سُنا رتبۂ جعفرؑ — شانے جو کٹے حق نے زمرد کے دیے پر
عباسِؑ دلاور جو گئے باغ ارم کو
رتبہ وہی اللہ نے بخشا مرے عم کو

پوشیدہ نہیں حال حسنؑ میرے چچا کا — لی صلح جو ظالم سے وہ تھا حکم خدا کا
بابا مرا محکوم ہے احکامِ قضا کا — محبوب یہ حیدرؑ کا ہے اور خیرِ نسا کا
مارا جو اسے نار میں تم جاؤ گے واللہ
پچتاؤ گے پچتاؤ گے پچتاؤ گے واللہ

اس مرثیے کے چہرے میں دلگیر نے موت، نزع، قبر اور نکیرین وغیرہ کے موضوع کا انتخاب کیا ہے، ابتدائی چند بند درج کیے جاتے ہیں:-

......خیالِ اجل......

انسان کو خیال اجل کا ضرور ہے — اندیشہ آج مومنو کل کا ضرور ہے
اور خوف ربِ عزّوجل کا ضرور ہے — ہمراہ توشہ نیک عمل کا ضرور ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

در پیش سب کو یہ سفرِ ناگزیر ہے
یکساں اسی سفر میں امیر و فقیر ہے

یہ راہ وہ بھی ہے کہ منزلیں ہیں سخت   نہ بستی کوئی ملتی ہے رستے میں نہ درخت
نہ دلق ساتھ جائے گا اور نہ شہانہ رخت   نہ بوریا گدا کا نہ شاہوں کے ہوں گے تخت

یکساں وہاں ہے قدر سلیمان مور کی
دشوار سب سے منزلِ اوّل ہے گور کی

ہیں پانچ منزلیں جو کڑی سنئے اُن کا حال   پہلی ہے نزع دوسرے دنیا سے انتقال
پھر ہے فشارِ قبر، نکیرین کا سوال   پھر روزِ بازپرس کی وہ سخت بے کمال

سو در گہہ خدا میں گرامی ہیں پنجتن
اُن پانچ منزلوں کے بھی حامی ہیں پنجتن

ہر ایک کے وقت نزع میں آتے ہیں پنجتن   احمدؐ علیؑ و فاطمہؑ شبیرؑ اور حسنؑ
جو دوست اُن کا ہوتا ہے ہم سرّ و ہم علن   کہتے ہیں گے یوں ملک الموت سے سخن

امداد کے لیے یہ ہمیں کو پکارا ہے
کر سہل قبض روح یہ خالص ہمارا ہے

لکھا ہے جب کہ جاتا ہے انسان زیرِ خاک   آتے ہیں قبر میں بھی یہ پانچوں جناب پاک
دکھلاتے ہیں جو شکل نکیرین خوفناک   اپنے محب سے کہتے ہیں حیدرؑ کہ کر نہ باک

ہوتا ہے ماں کی گود کی صورت حصارِ قبر
اُس پر برائے نام ہے ہوتا فشارِ قبر

جس وقت پوچھتے ہیں نکیرین پاس آ   بتلا شتاب ہم کو تیرا کون ہے خدا
فرماتی ہیں یہ فاطمہؑ آفت کی مبتلا   ہوش و حواس جمع کر اللہ کو بتا

کہہ رب وہ ہے کوئی نہیں جس کا شریک ہے
عادل ہے وہ کریم ہے اور لاشریک ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

پوچھیں گے جب ملک کہ تیرا کون ہے نبی
احمدؐ کہیں گے مجھ کو بتا کیوں ہے دیر کی

اُس شخص سے امام کو پوچھیں گے جس گھڑی
شبرؑ کہیں گے کہہ کہ ہے مشکل کشا علی

سب نام یہ مہدیؑ ہادی بتائیں گے
کس کس طرح غلاموں کو اپنے بچائیں گے

پھر پوچھیں گے جہاں میں تو کس کا ہے دوست دار
اُن سے کہیں گی حضرت زہراؑ جگر فگار

یہ مجھ پہ تھا فدا میری اولاد پر نثار
کرتا تھا لعنتیں دشمنوں پر مرے، بار بار

میرا محب ہے اور بھی میرا غلام یہ
رویا میرے حسینؑ کو ہے صبح و شام یہ

دلگیر کی سلام نگاری:

مجموعۂ مرثیہ ہائے دلگیر جلد اول میں تقریباً ۱۸۵ سلام طبع ہوئے ہیں، یہ سلام ردیف وار ہیں، ہر سلام میں چودہ یا پندرہ اشعار ہوتے ہیں، دلگیر کو اپنی سلام نگاری پر بڑا فخر تھا:-

بن پوچھے ملی جنّت سرورؑ کے تصدّق سے
دلگیر سلام اپنے جنّت کے قبالے تھے

شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

''دلگیر کے مرثیوں کی بہ نسبت سلاموں کی شہرت زیادہ ہوئی''۔ (فکر بلیغ)

سلاموں کی تعداد کے سلسلے میں شادؔ عظیم آبادی نے لکھا ہے کہ سات سو ہوں گے اور سلاموں کے مضامین اور مقبولیت کے لیے شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

''اکثر اعیانِ شہر گھر پر جمع ہو کر اصرار کرتے تھے کہ کچھ پڑھ کر داخلِ حسنات کیجیے، پڑھنا شروع کرتے اور لکنت مہلت دیتی تو پھر پھر اپنا کلام پڑھا کرتے تھے، کثرت سے لوگ سلام کہہ دینے کی فرمائش کرتے تھے، طرحیں خود دے دیا کرتے تھے، علی الخصوص سوز خواں اور مرثیہ خوان مارے فرمائشوں کے مہلت نہ دیتے تھے۔ دلگیر کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سلام بہ نسبت مرثیوں کے زیادہ پھلے، سلام میں مبکی شعروں کے علاوہ غزل کے طور پر کوئی کوئی مدحیہ شعر کہہ دینا کیا عجب ہے کہ دلگیر ہی کی ایجاد ہو۔۔۔۔ بعد کو میر انیس اور میر مونس نے اس طریقے میں بہت ترقی کی''۔ (فکرِ بلیغ)

دلگیر کے سلاموں میں بے شمار مضامین کی ایک بہار ہے اور یہ موضوع تفصیل طلب ہے۔ یہاں صرف ایک موضوع ''شہزادہ علی اصغر'' کے چنیدہ اشعار کا انتخاب پیش کیا جاتا ہے۔

جب کمر باندھ کے چلتا تھا کوئی رن کی طرف ۔۔۔ جھولے میں اصغرِ تشنہ بہ مچل جاتا تھا

زبان اصغرِ تشنہ دہن گر کھل چکی ہوتی ۔۔۔ تو صدمہ تیر کے لگنے کا وہ سرور سے کچھ کہتا

بارہا کہتے تھے شہ چوم کے منہ اصغر کا ۔۔۔ چھوٹے سے سن میں تری قدر بڑی ہووے گی

بعد اصغر کے جو فردوس میں پہنچی بانو ۔۔۔ نور کے جھولے میں اس طفل کو پلتے دیکھا

شہر بانو سے یہ جب شریں نے رو رو عرض کی ۔۔۔ کہیے کیسی شکل اصغرِ بے شیر تھی

سوئے عابدؑ تب اشارہ کر کے بانو نے کہا ۔۔۔ ایسی ہی آنکھیں یہی چہرہ یہی تصویر تھی

چھڑائی ماں کی جو گودی قضا نے اصغر سے ۔۔۔ جناں میں گود میں زہرا کی وہ پلا ہوگا

قربان ہوا باپ پہ ہنستا ہوا رن میں ۔۔۔ سن چھوٹا تھا اصغر کا پہ رکھتا تھا بڑا دل

یہ تھا ضعف اصغرِ ناداں کو پانی کے نہ ملنے سے ۔۔۔ پھراتا لب پہ تھا سوکھی زباں آہستہ آہستہ

دلگیر کی مثنوی نگاری:

''دلگیر نے مرثیے میں اپنے علم و فضل کے کمالات کا خوب مظاہرہ کیا جس نے ان کی شہرت دور دور پہنچا دی اور نواب سعادت علی خاں اور غازی الدین حیدر کے دور کے سب سے بڑے مرثیہ گو کی حیثیت سے ان کا شمار ہونے لگا (اردو شاعری میں ہندو شعرا کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

حصہ) دلگیر نے غزلیں بھی کہی تھیں اُن کا دیوان لالہ سری رام مولف خمخانۂ جاوید کے کتب خانے میں موجود تھا لیکن اُن کی مثنویات کا ذکر کسی تذکرہ نگار یا محقق نے نہیں کیا ہے۔ پہلی مرتبہ ڈاکٹر اکبر حیدری نے دلگیر کی مثنویات پر تحقیقی کام کیا ہے اور ان کی کتاب ''منظومات میاں دلگیر'' شائع ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر اکبر حیدری لکھتے ہیں:-

''دلگیر کی مثنویاں اس لیے اہم اور غیر معمولی ہیں کہ ان سے لکھنؤ کی معاشرت پر اچھی خاصی روشنی پڑتی ہے۔ یہ بات میر حسن، نسیم اور مرزا شوق کی مثنویوں میں نہیں ہے۔ مثنویاتِ دلگیر سے ایک طرف لکھنؤ کی خوش حالی کی جیتی جاگتی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے اور دوسری طرف بادشاہ اور اُمرا کے کردار اور حسین آباد کے گردونواح کے ماحول کی بے کم و کاست ترجمانی بھی ہوتی ہے''۔ (منظومات میاں دلگیر)

رباعیاتِ دلگیر:

اردو رباعیات پر سب سے قابلِ قدر تحقیقی کام ڈاکٹر سلام سندیلوی نے کیا ہے لیکن مرثیہ نگار شعرا کی رباعیات کے سلسلے میں ایک دو باب ناکافی ہیں۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے اور اس پر تحقیقی کام الگ ہونا چاہیے۔ ''مرثیہ نگار شعرا کی رباعیات'' میر انیس اور مرزا دبیر کی رباعیات پر چند مقالے لکھے گئے ہیں جو اس لیے ناکافی ہیں کہ جب تک دوسرے مرثیہ نگاروں کی رباعیاں سامنے نہیں ہوں گی یہ پتہ چلنا مشکل ہے کہ میر انیس کی رباعیات میں کن کن مرثیہ نگاروں کی رباعیات مخلوط کر دی گئی ہیں۔

دلگیر کی ایک مشہور رباعی میر انیس اور مرزا دبیر دونوں کی رباعیات میں شامل کر دی گئی ہے۔ یہ مشہور رباعی دراصل دلگیر کی ہے:-

حیرت میں ہوں کیوں جہاں میں آیا پانی دریا میں ہے کس لیے سمایا پانی
یہ ابر جو لاکھ بار برسے تو کیا شبیرؑ نے مرتے دم نہ پایا پانی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

بعد میں میر انیس، مرزا دبیر اور میر عشق نے بھی اسی رنگ کی رباعیات کہی ہیں، چاروں رباعیات یہاں درج کی جاتی ہیں:۔

بیٹے پہ تو بند ہر مکاں کا پانی
اور ماں کے جہیز میں جہاں کا پانی
مولا پیاسا ہو جب کہ دریا پہ شہید
کیسی پھر پیاس اور کہاں کا پانی

پیاسا ہوا قتل مصطفےٰ کا جانی
کچھ قدر نہ اشقیا نے اس کی جانی
محروم گیا ہے اس سے فرزند رسولؐ
خجلت سے نہ کیوں ہو آب پانی پانی

کس کام کی نہر اور کس کا پانی
شبیرؑ نے تین دن نہ پایا پانی
یہ جوئے سرشک حشر تک ہے ریزاں
اک پیاس نے کس قدر بڑھایا پانی

اعدا کے تصرف میں جو آیا پانی
پیاسوں کو کسی نے نہ پلایا پانی
حیوان تلک نہر سے سیراب ہوئے
پھر شاہ کے بچوں نے نہ پایا پانی

دلگیر کے قلمی مرثیوں کی ایک جلد میں ہمارے پاس جیں رباعیاں موجود ہیں نمونے کے طور پر چند یہاں درج کی جاتی ہیں:۔

دنیا سے اٹھا جب کہ پدر زہراؑ کا
آنسو نہ تھما آٹھ پہر زہراؑ کا
یاد آتا تھا کلامِ بضعۃ منّی جب
ٹکڑے ہو جاتا تھا جگر زہراؑ کا

جبریل کی محشر میں صدا ہوگی بلند
اے خلقِ خدا آنکھیں کرو اپنی بند
آئی ہے بتول داد خواہی کے لیے
امت نے کیا ہے ذبح جو اس کا فرزند

گر دل ہے ثنا خوانِ حسینؑ ابنِ علی
ہے جان بھی قربانِ حسینؑ ابنِ علی
بخشش کا وسیلہ ہے ولائے شبیرؑ
دستِ من و دامانِ حسینؑ ابنِ علی

محشر میں وہ دخترِ رسول الثقلین
آوے گی عجب شکل سے روتی بے چین
ایک دوش پہ ہوگا جامۂ سبز حسنؑ
ایک دوش پہ پیراہنِ پُرخونِ حسینؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

دلگیرؔ غیر مطبوعہ

مرثیہ

در حال شہادت حضرت علی اصغرؑ

بند......۱۵

۱
جب حسینؑ ابنِ علیؑ تنہا رہے اکبرؑ کے بعد زندگی سے تھے بہت بیزار اُس دلبر کے بعد
کہتے تھے مرتے ہیں اب ہم بھی علی اکبرؑ کے بعد اب کسی کا سر نہیں کٹنے کا اپنے سر کے بعد
ظالموں کی ہم تلک تیغ آزمائی ختم ہے
مر چکے جب ہم تو پھر ساری لڑائی ختم ہے

۲
ہے مری آنکھوں تلے اسدم وہ ساعت پھر گئی ننگے سر گویا ہے زینبؑ اونٹ کے اوپر چڑھی
بالیاں بیٹی کی میرے کھینچتا ہے اک شقی ڈر کے مارے ہے سکینہؑ گود میں ماں کے چھپی
دیکھتا ہوں خیمے کی گویا قناتیں جلتی ہیں
خاک لے کے بی بیاں کبرا کے منہ پر ملتی ہیں

۳
دیکھتا ہوں خیمے میں گویا دھنسے ہیں اہلِ شام خیمۂ عصمت میں ہے اہلِ ستم کا اژدھام
وارثوں کا بی بیاں روتی ہیں لے لے کے نام کاٹتے ہیں رسیاں خیموں کی تیغوں سے تمام
بیڑیاں پہنا رہے ہیں پاؤں میں سجادؑ کے
کھینچے تلواریں کھڑے ہیں سر پہ اُس ناشاد کے

۴
ہے مرے خیمہ میں گویا غل پڑا ہے ہے حسینؑ آ رہی ہے میرے کانوں میں صدا ہے ہے حسینؑ
بی بیاں کہتی ہیں با آہ و بکا ہے ہے حسینؑ تین دن کا پیاسا تو مارا گیا ہے ہے حسینؑ
کہتی ہیں زینبؑ بہن ہے ہے مرے بھائی امام
ہائے بے گور و کفن ہے ہے مرے بھائی امام

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۵
قتل کے میداں میں تھا سبطِ احمدؐ کا یہ حال — اپنے گھوڑے پر کھڑے تھے خون سے زخموں کے لال
آ گیا اتنے میں شہ کو جو رفیقوں کا خیال — دیکھ کر ہر ایک لاشے کی طرف روئے کمال
اور یہ فرمانے لگے اے دوستو صد آفریں
کہہ رہے ہیں تم کو زہراؑ و محمدؐ آفریں

۶
شاہِ دیں لاشوں سے رن میں کہہ رہے تھے یہ ابھی — ناگہاں اُن کی نظر خیمہ کی جانب جا پڑی
دیکھتے کیا ہیں کمر نہوڑائے فضہ غم زدی — ہاتھ میں تھامے عصا میداں میں آتی ہے چلی
اُنگلی پکڑے فضہ کی بالی سکینہؑ ساتھ ہے
پاؤں ننگے نازوں کی پالی سکینہؑ ساتھ ہے

۷
جبکہ فضہ اور سکینہؑ پر پڑی شہ کی نظر — آئے گھوڑے سے اتر کر پاس شاہِ بحر و بر
اپنا منہ ملنے لگی فضہ رکابِ شاہ پر — شہ نے فرمایا کہ تم اس دھوپ میں آئیں کدھر
پاؤں ننگے کیوں سکینہؑ آئی جلتی ریت میں
لڑکیوں کو بھی کوئی لاتا ہے رن کے کھیت میں

۸
کان میں فضہ کے پھر کہنے لگے یوں شاہِ دیں — وہ پڑا ہے لاشۂ عباسؑ دریا کے قریں
خیر ہے اب تک سکینہؑ نے اُسے دیکھا نہیں — سامنا روکے کھڑا ہوں اس لیے میں دل حزیں
اُس کا رونا ہے بہت دشوار مجھ بے آس پر
یہ کہیں دوڑی نہ جائے لاشۂ عباسؑ پر

۹
شاہ کی لیکر بلائیں پھر یہ فضہ نے کہا — آپ کو بانو نے بلوایا ہے شاہِ کربلا
ساتھ کر دی ہے یہ اُس نے اپنی تیری دلربا — اور جو کچھ کہنا تھا وہ بھی ہے اسی سے کہہ دیا
پوچھو اپنی لاڈلی سے کس لیے آئی ہے یہ
اپنی اماں جان کا پیغام کچھ لائی ہے یہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۱۰
تب سکینہؑ سے یہ فرمانے لگے شاہِ زماں | مجھ کو ڈیوڑھی سے پکارا ہوتا اے آرامِ جاں
پاؤں ننگے ایسی جلتی ریت میں آئیں یہاں | سر کی ٹوپی کیا ہوئی نعلین پاؤں کی کہاں
ہاں یہ اب سمجھا تم اپنی ماں کے بھیجے آئی ہو
لو کہو مجھ سے جو کچھ پیغام اُن کا لائی ہو

۱۱
عرض کی رو رو سکینہؑ نے کہ شاہِ کم سپاہ | پیاس سے ہے چھوٹے بھائی کی مرے حالت تباہ
اس گھڑی آنکھیں پھرائے دیتا ہے وہ رشکِ ماہ | گھر میں چل کر اُس کی حالت پر ذرا کیجئے نگاہ
واسطہ خاتونِ جنّت کا دلاتی ہیں تمہیں
پاس پردے کے کھڑی اماں بلاتی ہیں تمہیں

۱۲
سن کے بیٹی کا سخن گھوڑے سے اترے شاہِ دیں | پیار سے چھاتی لگایا چوم کر اُس کی جبیں
گود میں اس کو لئے ابنِ امیرالمومنینؑ | آنسو آنکھوں سے بہاتے آئے بانو کے قریں
دیکھتے کیا ہیں کہ اصغرؑ گود میں بیہوش ہے
اشک برساتی ہے ماں آنکھوں سے اور خاموش ہے

۱۳
دیکھ کر صورت کو اُس کی شاہِ دیں نے رو دیا | اور سکینہؑ سے کہا تم گود سے اُترو ذرا
بیٹی جب گودی سے اُتری شہ کے با آہ و بکا | شاہ نے بیٹی کو پھر گودی میں اپنے لے لیا
نہر سے پانی پلانے اُس کو یوں سرور چلے
ڈر سے تیروں کے سپر کی آڑ میں لیکر چلے

۱۴
شاہ نے ہر چند بچے کو چھپایا تیر سے | چھپ سکا ہرگز نہ اصغرؑ دیدۂ تقدیر سے
تیر اک اس طرح آیا لشکرِ بے پیر سے | چھید کر حلق اور گذرا بازوئے شبیرؑ سے
اس طرف جاری ہوا بازو کے روزن سے لہو
اُس طرف بہنے لگا اصغرؑ کی گردن سے لہو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

شاہ نے رو کر کہا اُس فوج سے اے اشقیا   یہ بتاؤ اس کے مرجانے سے تم کو کیا ملا
۱۵
اس نے تو مارا نہ تھا کوئی تمہاری فوج کا   ہاں علی اکبر کا تم نے اس سے اب بدلا لیا
خوب گھر میرا کیا برباد یوں ہی چاہیے
واہ واہ اے فرقۂ جلاد یوں ہی چاہیے

دلگیر   غیر مطبوعہ

مرثیہ

درحال شہادت حضرت فاطمہؑ

بند ۸۰

۱
خدا نے نور کا احمدؐ کے جب ظہور کیا   تو اپنے نور سے مشتق نبیؐ کا نور کیا
نبیؐ کے نور کو رشکِ چراغِ طور کیا   پھر اس کو مصلحتاً قرب سے جو دور کیا
نبیؐ کا نور حقیقت میں نورِ یزداں ہے
ازل سے تابہ قیامت فروغ یکساں ہے

۲
علیؑ کا نور اسی نور سے ہوا مشتق   سوائے امرِ رسالت نہ فرق تھا مطلق
ہوئی جو فاطمہؑ سے کائنات کی یہ رونق   تو اس میں بھی تھا وہی نورِ قادرِ برحق
وہی جلال وہی شان حق پرستی تھی
زیادہ اور دن سے مظلومیت برستی تھی

۳
لقب تھا حضرت خیر الورا محمدؐ کا   نبیؐ نے آپ کہا فاطمہؑ کو خیر النسا
ہوا پھر ایسا بھلا کس کا نام نامِ خدا   فرشتے جس کو کہیں فخرِ مریمؑ و حوّا
زہے وقار کہ خود بضعتِ پیمبرؐ تھی
نسا میں سابق الاسلام اس کی مادر تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سوائے فاطمہؑ کس نے یہ مرتبہ پایا — کہ جس کو بضعۃ منّی نبیؐ نے فرمایا
لکھا ہے اس کا قدم جب جہاں میں آیا — جناں سے آن کے حوروں نے اس کو بہلایا
ظہور جلوۂ حق تھا ظہورِ زہراؑ سے
تمام ملّہ منوّر تھا نورِ زہراؑ سے

۵
تمام ارض و سما نور سے ہوا معمور — کوئی جگہ نہ تھی ایسی جہاں نہ تھا وہ نور
فرشتے چرخ پر آپس میں کرتے تھے مذکور — مہ سپہرِ رسالتؐ کا یہ ہوا ہے ظہور
یہ نور آج سے محشر تلک درخشاں ہے
نبیؐ کی لاڈلی گیارہ امام کی ماں ہے

۶
سند سے راوئ اخبار نے کیا ہے رقم — قریب وقت ہوا وضع انوار کا جس دم
خدیجہؑ بی بی نہایت ہوئی خوش و خرم — زبس اکیلی تھی وہ زوجۂ رسولِ امم
پیام بھیجا اقارب کو جلد آؤ تم
اکیلی بیٹھی ہوں دیر اب نہ یاں لگاؤ تم

۷
دیا جواب اقارب نے یوں خشونت سے — کہا نہ مانا تو پھر ہم سے کیا ہے کام تجھے
کنارا کرتی اگر قرب سے محمدؐ کے — شریک حال تھے اور ہم کفیل تھے تیرے
ہمارے کنبے سے تو نے جو اب کنارا کیا
تو ہم سبھوں نے ترا چھوڑنا گوارا کیا

۸
ہوئی یگانوں کے آنے سے جب خدیجہؑ کو آس — لکھا ہے عورتیں تب چار آئیں اس کے پاس
بسان مہر کے شکلیں تھی اور عمدہ لباس — کہا خدیجہؑ سے تو لانا اپنے دل میں ہراس
ترے عزیز و اقارب کا قول بے جا ہے
ہمیں خدا نے تری کفالت کو بھیجا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

جو خوف رفع ہوا اس نے عورتوں سے کہا — کہاں سے آئی ہو تم اور تمہارے نام ہیں کیا

۹

تب ایک کہنے لگی میرا نام ہے حوّا — اور ایک بولی کہ ہاجرہ ہوں میں کنیزِ خدا

یہ ایک بولی میں ہوں آسیہ زنِ فرعون

میں بہ دل اَمتِ اللہ و دشمنِ فرعون

جو ایک باقی تھی بولی یہ بادلِ خرم — مسیح کی ہوں میں ماں نام میرا ہے مریم

۱۰

کہا یہ چاروں نے ہنس کر تمہاری بہنیں ہیں ہم — جناں میں تا بہ قیامت تمہاری ہیں ہمدم

خدیجہ سن کے یہ تقریر ان کی شاد ہوئی

کہ حق کے سامنے عزت مری زیادہ ہوئی

شریکِ حال ہوئیں چاروں اس طرح آ کر — کہ ایک پاؤں سے لپٹی تھی ایک تھامے سر

۱۱

خوشی سے تھی عقب پشت ایک نیک سیر — بسانِ خادمہ تھی ایک اس کی پیش نظر

جہاں میں آئیں خدیجہ کے داماں سے زہراؑ

کمالِ نورِ مشیت کی شان سے زہراؑ

سنو محبو، یہ حالِ ولادتِ زہراؑ — کروں بیاں میں اب فضل و منقبت کیا

۱۲

نسا میں اس سے نہیں مرتبہ کسی کا سوا — جو کچھ طلب کیا اُس نے کریم نے بھیجا

جنابِ حق سے رد اس کی کبھی دعا نہ ہوئی

اور اس سے عمداً و سہواً کبھی خطا نہ ہوئی

سوائے فاطمہ کس نے یہ مرتبے پائے — کہ ساتھ آسیا گردانی کو ملک آئے

۱۳

بٹے جو کپڑوں کی خاطر بتول کے جائے — تو جبرئیل امیں حلۂ جناں لائے

عزیز رکھتا نہ کیوں حق عزیز زہراؑ کو

طعام خلد کا بھیجا کنیزِ زہراؑ کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ کس کی قدر ہوئی غیر حضرت زہراؑ — کہ آسمان پر فرشتوں نے اس کا عقد پڑھا
۱۴
تمام عمر رہا یہ ریاضِ خیر نسا — کبھی نہ سوئی بچھونے پہ بوریے کے سوا

اگرچہ دونوں جہاں کی وہ شاہزادی تھی
لکھا ہے فاقوں کی وہ چھوٹے سن سے عادی تھی

یہ کس نے پایا ہے فاقوں میں حوصلہ عالی — ہمیشہ اپنی خورش سائلوں کو دے ڈالی
۱۵
خدا کے نام کی تھی ایسی چاہنے والی — نہ اس کا ہاتھ تھا تسبیح سے کبھی خالی

اگرچہ فاقوں سے ہر لحظہ دل کو کاہش تھی
سوائے دین کے نہ اس کو دنیا کی خواہش تھی

عبادت اور ریاضت کا سُن چکے تم حال — ذرا سخاوت زہراؑ کا اب سنو احوال
۱۶
سخاوت اس سے سوا ہوگی کیا کرو تو خیال — خدا کی راہ میں دے ڈالے اپنے دونوں لال

کھلے سر اس نے بھی ایک اپنی جائی کو دیکھا
پر اوّل اس نے سبھوں کی بھلائی کو دیکھا

رہی جہاں میں اٹھارہ سال اُس کی حیات — خلافِ حکمِ خدا و نبیؐ نہ کی کچھ بات
۱۷
علیؑ سے جب ہوئی منسوب وہ خجستہ صفات — تو اس طرح سے بسر اپنی اُس نے کی اوقات

اطاعت آٹھوں پہر کی شہہ ولایت کی
کبھی نہ عسرتِ اوقات کی شکایت کی

کبھی نہ منھ سے کہا بھوکی ہے مری اولاد — خدا کا حکم سا سمجھی امیرؑ کا ارشاد
۱۸
جناب مصطفویؑ نے کیا جب اس کو یاد — نہ بے اجازتِ حیدرؑ گئی وہ نیک نہاد

کبھی وہ عسرتِ دنیا سے نوحہ گر نہ ہوئی
ہوا جو فاقہ تو ہمسائے کو خبر نہ ہوئی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۹
بہم جو پہنچا پکا کر اسے کیا تیار — یہ چاہا پہلے نوش کریں احمدؐ مختار
پھر اس نے چاہا کہ کچھ کھائیں حیدرؑ کرار — پھر اس نے سیر کیے اپنے دلبر و دلدار
بلا کہ فضہ کو بس پھر وہ آپ کھاتی تھیں
سوائے نانِ جویں کچھ خورش نہ بھاتی تھیں

۲۰
صغیر بچوں کو جب بھوک کا نہ ضبط رہا — علیؑ سے کچھ نہ کہا گر کہا پدر سے کہا
سوائے خوفِ خدا بھوک سے نہ اشک بہا — کمالِ عیش سے عُسرت کا رنج اس نے سہا
عبادت ایک سی تھی طاقت اور نقاہت میں
کبھی نہ فرق خدا کی ہوا عبادت میں

۲۱
کبھی نہ شیرِ خدا سے کیا خلافِ مزاج — کبھی نہ سمجھی کہ شوہر ہے قوت کا محتاج
کبھی نہ کہا کہ یہ ہے مجھے ضرورت آج — ہمیشہ سمجھی علی کو وہ اپنے سر کا تاج
اور اس سے ایسے تھے سلطانِ لافتیٰ راضی
کہ ایک دم نہ گوارا تھی اس کی ناراضی

۲۲
علی کو پہنچا تھا یہ حکم قادرِ علام — کہ جیتے فاطمہؑ کے اور زن ہے تجھ پہ حرام
غرض کہ جیتی تھی جب تک بتولِ عرش مقام — نسا تو کیسی کہ حیدرؑ کو تھا نہ حور سے کام
بتولؑ کو تھا یہ کچھ پاس شیرِ یزداں کا
کہ اس نے پوچھ کے احمدؐ کے غم میں منہ ڈھانکا

۲۳
علیؑ سے کہنے لگے ایک دن یہ پیغمبرؐ — نسا کے واسطے کیا امر سب سے ہے بہتر
جواب اس کا نہ احمدؐ کو دے سکے حیدرؑ — خموش ہو رہے اس دن جھکا کر اپنا سر
دیا جواب جب اس بات کا حیدرؑ نے
علیؑ سے پوچھا نہ تکرار سے پیمبرؐ نے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۴
نبیؐ کا قول جو زہراؑ کے پاس آ کے کہا — کہا بتولؑ نے تم نے کہا نہ اے مولا
اس امر سے نہیں بہتر کچھ برائے نسا — کہ منھ دیکھے کبھی مرد غیر محرم کا
ہے نوک نیزہ سے بتر نگاہ نا محرم
پڑے نسا کے منھ پر نگاہ نا محرم

۲۵
کہی نبیؐ سے جو تقریر فاطمہؑ جا کر — زبس تھے واقف اسرار غیب پیغمبرؐ
کہا جواب دیا پہلے کیوں نے اے حیدرؑ — یہ عرض کی کہ نہ تھی پہلے مجھ کو اس کی خبر
طرف سے فاطمہؑ کے یہ جواب لایا ہوں
تمہاری بیٹی سے یہ بات سیکھ آیا ہوں

۲۶
کہاں تلک میں بیاں ہو فضل و منقبت ان کا — سنو وفات کا زہراؑ کے حال اہل عزا
کہ جب بہشت کو راہی ہوئے رسولِ خدا — کمال غیر ہوئی غم سے حالتِ زہراؑ
لکھا ہے یوں کہ اس انداز سے وہ روتی تھی
کہ ساری خلق مدینہ کی تنگ ہوتی تھی

۲۷
کہا یہ شیرِ خدا نے کہ بنتِ شاہِ انام — تمہارے رونے سے ہمسایہ میں ہیں تنگ تمام
ہمیشہ تم نے مرا رد نہیں کیا ہے کلام — تم ایک دم تو دن اور رات میں کرو آرام
پدر کا اپنے وہ ارشاد تم کو یاد نہیں
کہ صابری سے کوئی مرتبہ زیاد نہیں

۲۸
اگرچہ عشق تھا بابا سے تم کو سب سے سوا — مگر یقیں ہے مجھے اس بات کا زہراؑ
کہ اپنے باپ سے افزوں ہے تم کو عشق خدا — اسی کے عشق میں مشغول رہو گر ہے بجا
کرو نہ ترک خرش اور نہ چھوڑو سونے کو
خدانخواستہ مانع نہیں میں رونے کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سمجھتا میں تمہیں جاہل نہیں معاذ اللہ — کمال صابر و شاکر ہو تم خدا ہے گواہ
۲۹
پر اس طرح سے دن رات جو تم روؤ گی آہ! — تمہارے بچوں کا احوال ہوگا اور تباہ

فغاں و آہ نہ آٹھوں پہر کرو زہرا

نہ بہر حق مرا برباد گھر کرو زہرا

تمہیں جو چین ہے زہرا تو مجھ کو ہے آرام — تمہیں سمجھتا ہوں میں یادگار خیر الانام
۳۰
غم نبی سے ہو اگر تمہارا کام تمام — تو ٹوٹ جائے گی میری کمر پھر اے ناکام

اگرچہ موت معین بہ وقت آوے گی

تمہارے بعد مجھے زندگی نہ بھاوے گی

کلام مخبر صادق تو راست ہووے گا — کہ وعدہ سب سے پہلے تمہیں بلانے کا
۳۱
سوئے بہشت گئیں جس گھڑی تم اے زہرا — جہاں میں خاک ہے پھر میری زندگی کا مزا

جو حال غیب ہے اس کی تجھے خبر سب ہے

زیادہ رنج نہ کیجیو یہ میرا مطلب ہے

سُنا جو اس نے یہ ارشاد شاہِ عرش جناب — تو رو کے فاطمہ نے یوں دیا علی کو جواب
۳۲
سخن تمہارا ہوں سچ جانتی ہوں سینہ کباب — کسی طرح پہ نہیں مانتا دل بے تاب

جمال مصطفوی جو آنکھ سے اوجھل ہے

نہ دن کو چین ہے مجھ کو نہ رات کو کل ہے

کبھی کہہ اٹھتی ہیں اب آتے ہونگے گھر سے نبی — کبھی کہہ اٹھتی ہیں کیوں آج اتنی دیر لگی
۳۳
کبھی کہہ اٹھتی ہیں جا کر انہیں بلا لو کوئی — سدا ہے روبرو آنکھوں کے شکل بابا کی

بجا ہے حال مرا کس طرح سقیم نہ ہو

جہاں میں میری طرح سے کوئی یتیم نہ ہو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

یہ آشکار ہے حضرت پہ اے امام زماں — بہت صغیر تھی میں جب کہ مر گئیں اماں
۳۴
نہ ماں کے پیار سے واقف ہوئی میں سوختہ جاں — رہے کفیل ہمیشہ رسولؐ کون و مکاں
اگرچہ پالنے والا تو حق تعالیٰ ہے
پہ ماں کی طرح سے بابا نے مجھ کو پالا ہے

اتارتے تھے نہ آغوش سے رسولؐ زمن — بجائے شیر میں نے پیا ان کا آبِ دہن
۳۵
یہ بات جانتے ہیں سارے دوست اور دشمن — کہ پالے بیٹوں کی صورت مرے حسینؑ و حسنؑ
پدر کے غم میں بجا میری خونفشانی ہے
قلیل زیست یہ زہرا کی سخت جانی ہے

یہ بات کہہ کے تو شاہِ نجف سے اس نے کہی — زہے اطاعت اور اللہ رے پاس حکمِ علیؑ
۳۶
کہ پھر پکار کر نہ اپنے گھر میں روئی کبھی — بھر آتا دل تو وہ سوئے بقیع جاتی تھی
وہاں پہنچتی تھی تو غل مچا کے روتی تھی
مزارِ بنتِ اسد پر وہ جا کے روتی تھی

نہ آئی فاطمہؑ کے گھر میں جب صدائے بکا — تمام اہلِ محلہ نے یوں علیؑ سے کہا
۳۷
کہ بنتِ شاہِ رسلؐ کا مزاج ہے کیسا — بہت دنوں سے ہے موقوف پیٹنا ان کا
کہا علیؑ نے بقیع میں جا کے روتی ہے وہ
چچی کی قبر گلے سے لگا کے روتی ہے وہ

تم اسکے رونے سے ایذا میں تھے جو آٹھوں پہر — تمہارے رنج کی سب فاطمہؑ کو پہنچی خبر
۳۸
غرض کہ کیسے وہ راحت رساں کی ہے دختر — پھر ایک آن نہ روئی گھر میں وہ چلّا کر
کریم ہے وہ رسولؐ کریم کی بیٹی
رحیم کیوں نہ ہو دل سے رحیم کی بیٹی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۳۹
تھی اُٹھنے بیٹھنے کی اس میں جب تلک طاقت اسی مکان میں جاتی تھی وہ بہ رقت
قلیل روز دن میں یہ ضعف کی ہوئی شدت کہ مل نہ سکتی تھی جا سے وہ کشتۂ فرقت
پدر کے غم میں اجل کی اسے تلاش نہ ہوئی
لکھا ہے بنت نبیؐ صاحب فراش نہ ہوئی

۴۰
وہ شاہزادی جو تھی دختر رسول الہ تمام غیب کے احوال سے وہ تھی آگاہ
قریب وقت جو رحلت کا اپنی سمجھی آہ علیؑ سے کہنے لگی وہ نبیؐ کی نور نگاہ
پدر سے وصل کی ساعت قریب آئی ہے
اور آپ سے در پیش مجھے اب جدائی ہے

۴۱
مجھے یہ آج منظور ہے یا امام انام جو مجھ کو کہنا ہے منظور وہ کہوں میں تمام
یہ آج آخری ہے فاطمہ کا تم سے کلام یہ عرض میری پذیرا ہوا ے سپہر مقام
رسولؐ نے مجھے دربار میں بلایا ہے
قریب اب مری رحلت کا وقت آیا ہے

۴۲
اگرچہ ہوگی مری روح آن میں رخصت یہ ظاہری ہے یہ اُنیس سال کی فرقت
خدا نے بخشی ہے ہر طور کی تمہیں قدرت کہ حال زیست میں زیر قدم ہے سب جنت
وصی ہو حضرت احمدؐ سے اپنے بھائی کے
نبیؐ کے طور سے مختار ہو خدائی کے

۴۳
یہ تم سے پہلی وصیت ہے مرے مولا حسنؑ و حسینؑ کو ایک لحظہ کیجیو نہ جدا
یہ دونوں لاڈلے ہیں دلبر رسولؐ خدا ہر ایک بیٹا ہے میرا رسولؐ کا بیٹا
اگر ذرا سی اذیت بھی ان کو ہووے گی
نبیؐ کو ہوگا الم میری روح روئے گی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۴۴
نہیں ہے ان کا کوئی حال آپ سے پنہاں کہ کیسے پیارے تھے محمد کو یہ راحت جاں
لپٹ کے مجھ سے جو یہ دونوں کہتے تھے اماں یہی جواب میں کہتی تھی میں کہ ماں قرباں
ہر ایک پسر مرا ہر دم تمہارے پاس ہے
کمال میری وصیت کا تم کو پاس ہے

۴۵
یہ دونوں بیٹیاں میری بہت ہیں صغیر یہ میرے بعد نہ سر پیٹیں اے جناب امیر
جواں ہوں نام خدا جب کہ شبر و شبیر تو دونوں بیٹوں کی شادی کی کیجیو تدبیر
بغور آپ سنیں یہ کلام زہراؑ کا
انہیں سے تا بہ قیامت ہے نام زہراؑ کا

۴۶
ملا حضورؐ کی بدولت بہت مجھے آرام کیا کبھی نہ خشونت سے تم نے مجھ سے کلام
اگر آپ راضی ہیں زہراؑ سے یا امام انام تو بن چکے مرے دونوں جہاں میں کام تمام
نبیؐ کہیں گے کہ کیا نیک میری جائی ہے
کہ یہ علیؑ کو رضا مند کر کے آئی ہے

۴۷
یہ عرض دوسری ہے تم سے میرے شاہنشاہ کہ روز حشر عقیدوں کے میرے رہیو گواہ
اگر جہان کا سہواً ہوا ہو مجھ سے گناہ تو وہ گناہ مرا مجھ کو بخش دو للہ
ہے گو کہ جبر پر اس میری بات کو کرنا
ہو جس طرح سے مجھے دفن رات کو کرنا

۴۸
یہ تیسری ہے مری عرض اے شہ ابرار جو میرے دفن پہ تم سے کوئی کرے تکرار
اس امر خاص پر حضرت نہ کھینچیو تلوار امام وقت ہو اس بات کے ہو تم مختار
جہاں ہو حکم خدا دفن مجھ کو کر دینا
مرے پدر سے جدا دفن مجھ کو کر دینا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۴۹
جو مجھ کو انس ہے حضرت سے جانتے ہیں تمام   مرے مزار پر تم آنا ہر سحر ہر شام
کرم کرو گے جو تربت پہ اے امام انام   تو ہوگا زیرِ زمین میری خاک کو آرام
یہ عرض میری نہ زنہار بھول جانا تم
حسنؑ حسینؑ کو بھی ساتھ لے کے آنا تم

۵۰
کلام فاطمہؑ جب سن چکے شہِ والا   تو سوزِ دل سے کیا امام نے اک نالا
کہا کہ اُٹھ گیا احمدؐ سا چاہنے والا   نبیؐ کے ہجر کا زخمی ہے ابھی تلک آلا
تمہارے دم سے نہ کیوں لطفِ زندگانی ہو
کہ مجھ کو احمدِؐ مرسل کی تم نشانی ہو

۵۱
بہت سی باتوں میں احمدؐ سے تم مشابہ ہو   تسلی ہوتی ہے جب دیکھتا ہوں میں تم کو
اگرچہ ہوگا وہی امر ہے مقدر جو   تمہارا ہجر ہے کیا ناگوار اے خوش خو
جہاں میں مرا غمخوار اب کوئی نہ رہا
تمہارے بعد ذرا لطفِ زندگی نہ رہا

۵۲
تمہارے دم سے تشفی تھی مجھ کو بعدِ نبیؐ   تمہارے دیکھنے سے میری زندگانی تھی
تمہارے دیکھنے سے تھا گمان مجھ کو یہی   کہ زندہ احمدِؐ مختار ہیں جہاں میں ابھی
تمہارا غم تو دوبارہ غم ہے پیمبرؐ کا
کہ کوئی چاہنے والا رہا نہ حیدرؑ کا

۵۳
یہ تم نے کیا کہا تم سے خطا معاذ اللہ   ازل کے روز سے معصوم ہو خدا ہے گواہ
نہ ایک دم بھی میری دل شکن ہوئیں تم آہ   تمام عمر اطاعت کی میری خاطر خواہ
عدولِ حکم تو سہواً کبھی مرا نہ کیا
ہمیشہ فاقے کیے ایک دن گلہ نہ کیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کمال تم سے میں ہوں شرمسار اے زہرا — کہ میرے گھر میں نہ آرام ایک آن ملا
۵۴
مجھے کھلا دیا اور آپ فاقہ تم نے کیا — ہمیشہ سامنا تم کو رہا اذیت کا
جو دن کو شکر تو تکبیر ساری رات کہی
غلام لونڈیوں کو بھی نہ سخت بات کہی

ہمیشہ بات کا آہستگی سے تھا انداز — کہ آج تک نہ سنی کبھی غیر نے آواز
۵۵
مدام گھر کا کیا کام یا ادا کی نماز — حسن حسینؑ کے کس حسن سے اٹھائے ناز
اگرچہ دونوں کسی بات کو بڑے آ آ کر
کبھی نہ بات کہی لاڈلوں سے کوئی جھنجلا کر

یہ شیرخوار رہے جب تلک تمہارے صغیر — جو گھر کے کام سے فرصت ہوئی پلایا شیر
۵۶
کبھی نہ محو ہوئی دل سے یادِ ربِ قدیر — ہر ایک کام میں جاری زباں پہ ہے تکبیر
تمہاری قدر سوا میرے کیا کوئی سمجھے
جہنمی ہے جو حق سے تمہیں جدا سمجھے

نماز پڑھتے ہی دیکھا جو گھر میں میں آیا — کبھی نہ سوتے ہوئے تم کو صبح کو پایا
۵۷
خدا کا شکر کیا چوتھے دن اگر کھایا — تمہارا زہد خدا اور رسولؐ کو بھایا
ہر ایک سمت اندھیرا نظر اب آتا ہے
نبیؐ کا نور مرے گھر سے آج جاتا ہے

یتیمی چھا گئی چہروں پہ پیاروں کے — بغیر ماں کا کسی کو نہ حق تعالیٰ کرے
۵۸
کھلا تو دو انہیں کچھ تم یہ بھوکے ہیں کب کے — کہ دیکھ جاتے ہیں صورت تمہاری آ کے
تمہیں جب غش آتا ہے پاؤں پہ یہ گرتے ہیں
ابھی سے دونوں یہ آوارگی سے پھرتے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کبھی یہ دونوں ہیں اسماء سے پوچھتے آ کر　　کہو تو ہوش میں ہیں کہ اب غش میں ہیں مادر
۵۹
حسینؑ سے ابھی رو رو کے کہتا ہے شبیرؑ　　بتولؑ گھر سے چلیں اب حضور پیغمبرؐ
تمہارے غم میں ذرا ضبط ہو نہیں سکتا
وہاں نہ جائیں یہ دونوں میں رو نہیں سکتا

سنی جب اُس نے یہ تقریر حیدرؑ صفدر　　کہا پکاریئے جلدی کہاں ہیں وہ دلبر
۶۰
پکارا آپ نے تو آئے دونوں خاک بسر　　نہ کچھ کہا نہ سُنا بس لپٹ گئے آ کر
گلے لگا کے بتولؑ ان کو پیار کرنے لگی
اور اُن پہ اشکوں کے موتی نثار کرنے لگی

پھر اُن کے چوم کے منہ فاطمہؑ نے اُن سے کہا　　جہاں میں سب کو فنا ہی ہے اک خدا کو بقا
۶۱
تمہارے باپ کا مرتبہ ہے بہت اعلیٰ　　وصیِ احمدؐ و زوجِ بتولؑ و شیرِ خدا
پدر کی اپنے اطاعت ہر اک گھڑی کرنا
جو کچھ کہ حیدرؑ صفدر کہیں وہی کرنا

تمہارا باپ کرے گا تمہاری قدر زیاد　　کہ تم ہو آلِ نبیؐ اور بتولؑ کی اولاد
۶۲
یہ کہہ کے بیٹوں سے بولی علیؑ سے وہ شاد　　کہ آپ بھی کریں کچھ حرف بیٹوں سے ارشاد
کہا علیؑ نے کہ پیارو نہ حال غیر کرو
تم اپنی ماں کے حق میں دعائے خیر کرو

ابھی نہ پیٹو کہ جیتی ہے ماں تمہاری بتولؑ　　بہت جو روؤ گے زہراؑ کی ہوگی روح ملول
۶۳
اگرچہ عمر میں چھوٹے ہو پر ہو آلِ رسولؐ　　خدا کے پیاروں ہی پر ہوتا ہے بلا کا نزول
تمہاری ماں کا بہت زور پر ہے آج مرض
مرض بھی کیسا کہ پیارو ہے لا علاج مرض

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

حسنؑ و حسینؑ نے کی عرض ہم تو ہیں آگاہ ۔۔۔ کہ آج اماں کو درپیش ہے بہشت کی راہ
۶۴
گئے تھے ہم سر روضہ رسولؐ اللہ ۔۔۔ ہمارے کان میں آئی صدا یہ واں ناگاہ

پکاری روح دل و جان فاطمہؑ آئے

اڑاتے خاک یتیمان فاطمہؑ آئے

ہمیں یقین ہوا اب فاطمہؑ کی ہے رحلت ۔۔۔ خلاف قول نبیؐ ہو یہ دخل کیا حضرت
۶۵
ہم آئے جلد کہ باقی نہ رہے یہ حسرت ۔۔۔ کہ چل کے آخری مادر کی دیکھ لیں صورت

اگرچہ چھوٹے ہیں سن پر ہم اس سے ماہر ہیں

کہ جو موت کے آثار ہیں وہ ظاہر ہیں

یہ سن کے فاطمہؑ نے پھر گلے لگا کے کہا ۔۔۔ کہ جاؤ روضے پر احمدؐ کے تم برائے خدا
۶۶
نہ دیکھو لاڈلو تم تو تڑپنا مادر کا ۔۔۔ یہ کہہ کے بیٹوں سے بولی علیؑ سے یوں زہراؑ

تمہارا پیار بہت یا امام مجھ پر ہے

یہاں سے آپ سرک جائیے تو بہتر ہے

علیؑ یہ سن کے کلام بتولؑ سینہ فگار ۔۔۔ کمال درد سے روئے بسانِ ابر بہار
۶۷
حسنؑ حسینؑ کو ہمراہ لے کے آخر کار ۔۔۔ قریب بنت نبیؐ سے سرک گئے اک بار

کسی سے پھر متکلم ذرا نہ ہوتے تھے

حسنؑ حسینؑ سے افزوں امام روتے تھے

گئے جو بیٹوں کو لے کے شیرِ خدا ۔۔۔ یہ بنتِ احمد مرسلؐ نے خادمہ سے کہا
۶۸
کہ اب تو میرے نہانے کو جلد پانی لا! ۔۔۔ جب آیا پانی تو خود فاطمہؑ نے غسل کیا

وہ پہنی گھر میں جو پوشاک سب سے بہتر تھی

کہ خود بھی پاک تھی پوشاک بھی مطہر تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrililibrary.com

پھر اپنی خادمہ سے بولی یوں وہ بنتِ نبیؐ — کہ میرے پاس سے اس دم کنارے ہو تو بھی

٦٩ غرض یہ کہتی ہے اسما کہ میں کنارے ہوئی — دعا جو کرتی بنت نبیؐ میں سنتی تھی

جناب حق سے مناجات تھی یہ زہراؑ کی

الٰہی بخش دے اُمت تو میرے بابا کی

٧٠ الٰہی مجھ کو یہ اُمت کمال پیاری ہے — اسی کے واسطے محنت اُٹھائی ساری ہے

تو بے رحیم تو ارحم ہے اور تو باری ہے — ترے تو رحم کا چشمہ ہمیشہ جاری ہے

ہر ایک دم ترا باب کرم کشادہ ہے

گناہ خلق سے بخشش تری زیادہ ہے

٧١ الٰہی جن کو مرے پیاروں کی محبت ہو — اجل کے وقت نہ ذرا ان کو اذیت ہو

الٰہی خلق میں جس دم بپا قیامت ہو — جو روئے ہوں گے پیاروں پہ ان کو راحت ہو

ترا جو بحرِ غضب جوش زن الٰہی ہو

تو پھر نہ کشتیٔ اُمت کو کچھ تباہی ہو

٧٢ یہ اُمت ایسی ہے پیاری مجھے میرے اللہ — کیے ہیں ان پہ فدا میں نے اپنے دونوں ماہ

انہیں کے واسطہ میرا رہا ہے حال تباہ — بہت عزیز ہے اُمت مجھے خدا گواہ

بجا محبت و اُلفت یہ میری ساری ہے

مرے پدر کو یہ اُمت کمال پیاری ہے

٧٣ الٰہی اُمت احمدؐ کا حق ہے مجھ پہ بڑا — اس کے واسطے ٹوٹا ہے دانت احمدؐ کا

انہیں کے واسطے مجروح ہوگئے شیرِ خدا — انہیں کے واسطے مسموم ہوگا لال مرا

انہیں کے واسطے ٹکڑے حسینؑ ہووے گا

جو چین ہوگا انہیں مجھ کو چین ہووے گا

Presented By: https://Jafrililibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۷۴ انہیں کے واسطے پیاسا رہے گا مرا پسر — خدا کرے گا اقارب اپنے سب اُمت پر
انہیں کے واسطے ہوگا یہ کشتۂ خنجر — شہید ہوگا مصیبت میں مبتلا ہو کر
ہے ایسا پاس اسے اُمتِ پیمبرؐ کا
حسینؑ اُٹھائے گا سینے پہ داغ اکبرؑ کا

۷۵ جو کچھ حسینؑ رن میں اُٹھائے گا رنج و تعب — الٰہی میرے صحیفہ میں تو نے لکھا ہے سب
بس اس گھڑی کی دعا ہے یہ مرا مطلب — نہ آنچ اُمتِ احمدؐ پہ کچھ آئے یا رب
قبول مری دمِ نزع کی دعا کرنا
الٰہی نارِ سقر سے انہیں رہا کرنا

۷۶ دعا یہ کر کے جو خاموش ہوگئی زہراؑ — پکاری کتنا ہی اسماء، نہ کچھ جواب ملا
اڑا کے خاک یہ کہنے لگی وہ واویلا — نبیؐ کے پاس گئی دخترِ رسولؐ خدا
یہ شور و غل جو سنا شاہِ ذوالفقار آئے
حسنؑ حسینؑ قرین ماں کے اشکبار آئے

۷۷ ہوا حسینؑ و حسنؑ کا کمال حال تغیر — کبھی تڑپتا تھا شبرؑ کبھی وہاں شبیرؑ
بہت بلکتے تھے جب دونوں فاطمہؑ کے صغیر — تسلی دیتے تھے شہزادوں کو امام کبیرؑ
علیؑ کی چشموں میں عالم تھا جوش دریا کا
ہر ایک سمت تھا غل ہائے ہائے زہراؑ کا

۷۸ بہت صغیر تھیں ان روزوں زینبؑ و کلثومؑ — پڑی تھیں چھاتی پہ مادر کی دونوں مغموم
تھی ایک سمت کو فضہؑ کے پیٹنے کی دھوم — تسلی دیتا تھا سب کو وہ بابِ شہرِ علوم
یہ شور تھا ہوا تاراج گھر پیمبرؐ کا
تباہ حال تھا سلمانؑ اور ابوذرؑ کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جب اس کے غسل سے فارغ ہوئے شہِ ابرار کیا جنازہ زہراؑ امام نے تیار
یہ حال جانتے ہیں خلق میں صغار و کبار ۷۹ گرے جنازہ پر جس دم بتولؑ کے دلدار

ہر ایک ہاتھ جنازہ سے باہر آیا تھا
گلے سے فاطمہؑ نے بیٹوں کو لگایا تھا

اب آگے دفن کا احوال کیا کہوں دلگیر کہ سننے والوں کا رونے سے حال ہے تغیر
دعا یہ مانگ لے حق سے کہ اے خدائے قدیر ۸۰ بپئے نبیؐ و علیؑ بہرِ شبرؑ و شبیرؑ

مجھے کسی کا نہ محتاج کر زمانے میں
کمی نہیں ہے الٰہی تیرے خزانے میں

دلگیر غیر مطبوعہ

مرثیہ

درحال حضرت عباسؑ

بند ۶۷

عباسؑ جری سروِ خرامانِ علیؑ تھا ۱ ہم صورت و ہم سیرت و ہم شانِ علیؑ تھا
طفلی میں سدا زینت و امانِ علیؑ تھا وہ باعثِ آرامِ دل و جانِ علیؑ تھا

اس واسطے ماں باپ کا پیار اُس پہ سوا تھا
اولاد پہ زہراؑ کی چھٹپن سے فدا تھا

سروِ چمنِ حیدرِ کرار تھے عباسؑ ۲ اور لشکرِ سرورؑ کے علمدار تھے عباسؑ
سو جان سے فدائے شہِ ابرار تھے عباسؑ شبیرؑ کی راحت کے طلب گار تھے عباسؑ

کیوں ہوتا نہ ماں باپ کا پیار ایسے جری پر
چھٹپن سے فدا تھا وہ حسینؑ ابنِ علیؑ پر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۳
گو شبّر و شبیرؑ سے تھی عشق کی حالت — عباسؑ کو دونوں کی برابر تھی محبت
ان دونوں میں ہرگز نہ سمجھتا تھا تفاوت — افزوں سوئے شبیرؑ تھا رجحانِ طبیعت
یہ حال تھا شبیرؑ سے عباسؑ کے جی کا
تھا ورد سدا نام حسینؑ ابنِ علیؑ کا

۴
تھے گو کہ کئی مختلف البطن برادر — شبیرؑ کی یکساں نظرِ لطف تھی سب پر
عباسؑ کے عاشق تھے مگر سبطِ پیمبرؐ — وہ بھائی تھا شبیرؑ کو بیٹوں کے برابر
اس سے نہ سوا بھائیوں میں چاہا کسی کو
گود میں سدا پالا تھا عباسِ علیؑ کو

۵
گودی میں اٹھاتے تھے یہ کہہ کر اسے مولا — واللہ بڑے کام کا بھائی ہے یہ میرا
شبیرؑ پہ جب رن میں ہوا نرغۂ اعدا — حاصل وہ نتیجہ ہوا قولِ شہِ دیں کا
سر صدقے کیا شاہ پہ عباسِ علیؑ نے
جو کام کیا اُس نے کیا وہ نہ کسی نے

۶
ناکام کے یوں کام کی تفصیل ہے مرقوم — جب کشتۂ شمشیر ہوا قاسمِ مغموم
عباسِ علیؑ آئے حضورِ شہِ مظلوم — کی عرض کہ ہے حال سکینہؑ تمہیں معلوم
درپیش وہ اب کام ہے جس کام کا ہوں میں
گر یہ نہ کیا کام تو کس کام کا ہوں میں

۷
یہ سُن کر کہا شاہ نے اے عاشقِ شبیرؑ — کیا کام ہے درپیش کرو مجھ سے تو تقریر
کی عرض کہ اُلفت ہے سکینہؑ کی گلوگیر — اس وقت مقدم ہے مجھے پانی کی تدبیر
منت سے سماجت سے مگر پانی نہ لوں گا
پانی کے نہ دینے پہ لڑیں گے تو لڑوں گا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شہ نے کہا اے بھائی مرے عاشق وشیدا
رخصت میں تو کچھ مجھ کو تامل نہیں اصلا
تلوار سے لڑنے کا نہیں فرقۂ اعدا
تیروں کی لڑائی ہو یقیں ہے مجھے اس کا ۸
یہ دھیان نہ ہوتا تو تامل مجھے کیا تھا
تلوار سے گر لڑتے لڑائی کا مزا تھا

اب تک گرے انصار سے اعدا جو لڑے ہیں
تیروں ہی سے بیجان ہوئے سب چھوٹے بڑے ہیں
اک تیغ کا ہے زخم تو سو تیر پڑے ہیں
ہاتھوں میں لیے تیر کماندار کھڑے ہیں ۹
نامرد عرب کے نہیں دستور سے لڑتے
ناوک فگنی کرتے ہیں اور دور سے لڑتے

بھائی ہے اسی بات کی دل میں مرے دہشت
تیروں ہی سے مجروح نہ ہو جاؤ بہ شدت
شمشیر زنی کی تمہیں باقی رہے حسرت
تم ایک جواں اور اُدھر فوج کی کثرت ۱۰
عباسؑ نے کی عرض اگر فضلِ خدا ہے
کثرت پہ ہے گر فرقۂ مغرور تو کیا ہے

تشویش نہ دل میں کرو اے حضرتِ شبیرؑ
مرنا ہی جو ٹھہرا لیا کیا تیغ ہے کیا تیر
اپنی سی میں بہت کروں گا پانی کی تدبیر
اے شہِ دیں آگے جو کچھ خواہشِ تقدیر ۱۱
تم کہتے ہو میرا نہیں کم شیر سے عباسؑ
سُن لینا کہ مارا گیا شمشیر سے عباسؑ

جانے لگے فردوس کو جب فاتحِ خیبر
اس وقت تمہیں سونپ گئے تھے مجھے حیدرؑ
تعلیم کیا آپ نے یہ اپنا برادر
تعلیم کا حضرت کی اثر ہوگا مقرر ۱۲
ماروں گا میں تلوار سے بے پیر ہزاروں
کاٹوں گا میں اے سرورِ دیں تیر ہزاروں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

لڑنے کو اگر لشکرِ ظلم آئے گا سارا ۔۔۔ چھینوں گا میں ایک آن میں دریا کا کنارا
۱۳
تیروں سے ہراساں نہیں یہ بھائی تمہارا ۔۔۔ ہاں ایک فقط تیرِ قضا سے نہیں چارا
وحشت نہیں کچھ ناوک افواج جفا کی
پاس اپنے سپر رکھتا ہوں حضرت کی دعا کی

سُن سُن کے یہ عباسؑ سے کہنے لگے حضرت ۔۔۔ میں نے تو خوشی سے تمہیں اس دم کیا رخصت
۱۴
زینبؑ ہے مگر دخترِ خاتونِ قیامت ۔۔۔ خیمہ میں چلو اس سے دلا لاؤں اجازت
زینبؑ مری چھوٹی ہے تمہاری تو بڑی ہے
وہ دیر سے تھامے ہوئے پردے کو کھڑی ہے

بھائی کے علمدار تو ہو چکے اس آن ۔۔۔ وہاں چل کے درست اب کرو سقائی کا سامان
۱۵
جس پیاسی بھتیجی پہ فدا کرتے ہو تم جان ۔۔۔ مشکیزہ لیے ہاتھوں میں روتی ہے وہ نادان
تھے پیاس کی شدت سے رواں اشکِ سکینہ
تسکین ہو اُسے ہاتھ سے لو مشکِ سکینہ

یہ سُن کے چلا شاہ کے ہمراہ علمدار ۔۔۔ لا کر اسے خیمے میں بولے یہ شہ ابرار
۱۶
عباسِ علی آئے ہیں اے زینبؑ ناچار ۔۔۔ اس وقت ہیں یہ تم سے اجازت کے طلبگار
پھر بیٹی سے فرمایا ادھر آؤ سکینہ
دو مشک مرخص انہیں کر جاؤ سکینہ

جس وقت یہ ارشاد سنا سبطِ نبیؐ کا ۔۔۔ اک شور ہوا رخصتِ عباسِ علی کا
۱۷
یہ حال ہوا دخترِ شبیر کے جی کا ۔۔۔ سب رنج اُسے بھول گیا تشنہ لبی کا
کہتی تھی گوارا غمِ عباس نہیں ہے
کیوں جاتے ہیں عمو مجھے اب پیاس نہیں ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۸
یہ کہہ کے اٹھی بانوئے ناشاد کی جائی — تھی ہاتھ میں جو مشک وہ اک سمت چھپائی
عباس کے نزدیک وہ روتی ہوئی آئی — بولی کہ چچا مجھ میں نہیں تاب جدائی
تیاری جنگاہ جو اب آپ نے کی ہے
کب میں نے کہا تھا کہ مجھے پیاس لگی ہے

۱۹
شب تک تو بہت پیاس نے تھا مجھ کو ستایا — ہے آج دم صبح سے غش بھی نہیں آیا
اللہ رکھے سر پہ مرے آپ کا سایا — اس وقت ہے قاسم کی جدائی نے رلایا
کبرا کے لئے جان کو کھوتی ہے سکینہ
تم سمجھے مجھے پیاس سے روتی ہے سکینہ

۲۰
عباس نے فرمایا کہ اے دختر شبیر — ہے فرط محبت سے بجا تیری یہ تقریر
تجھ میں ہے بہت فاطمہ کے صبر کی تاثیر — اس وقت ہے موت آکے ہوئی میری گلوگیر
تم سچ کہو مشکیزہ وہ اس وقت کہاں ہے
پیاری مری سقائی کا سامان کہاں ہے

۲۱
بھائی نے علم مجھ کو جو فرمایا عنایت — آفاق میں پیاری مری دونی ہوئی عزت
بس منحصر اب تم پہ ہے یہ دوسری خدمت — جلدی سے مجھے بخش دو سقائی کی دولت
مشکیزہ حوالے کرو کیا دیکھ رہی ہو
بابا بھی تمہارا ہے سخی تم بھی سخی ہو

۲۲
یہ فرض کیا میں نے تمہیں پیاس ہے اب کم — تنہا ہے مگر سبط نبی سرور عالم
باقی نہیں انصار میں شہ کے کوئی اس دم — بھائی سے کنارا کریں اس وقت بھلا ہم
گر خون کی ندی تن سرور سے بہے گی
انصاف کرو تم مجھے کیا خلق کہے گی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ تو کہا اور پھر اسے گودی میں اُٹھا کر زوجہ کے قریں آیا علمدار دلاور
ارشاد کیا اس سے کہ اے بیکس و مضطر مشکیزہ مجھے دیتی نہیں شاہ کی دختر ۲۳
آیا ہوں ترے پاس میں اس پیاری سے شاہ کی
ذلت کی روادار ہے یہ اپنے چچا کی

میداں میں خبر میں نے کئی بار یہ پائی مشکیزہ ہے ہاتھوں میں لیے بانو کی جائی
مشکیزہ ہی دلوانے کو لے آئے تھے بھائی سو مشک چھپا کر مرے نزدیک یہ آئی ۲۴
ہر چند کہ یہ فرطِ محبت کا سبب ہے
پر مرا ٹھہرنا میری ذلت کا سبب ہے

تم خادمہ ہو اور یہ خونزادی ہے تمہاری تم عرض کرو مشک اٹھا لا مری پیاری
کہتا تھا سنا کر یہ مجھے فرقۂ ناری عباسؑ ادھر آؤ جو ہو جنگ سے عاری ۲۵
اس دم مجھے تم طوطۂ اعدا سے بچا دو
دلوا دو مجھے مشک بھی رخصت بھی دلا دو

یہ سُن کے سکینہ کو پکاری وہ دلِ افگار صدقے گئی کیسا ہے چچا سے یہ تمہیں پیار
طعنہ انہیں دیتا ہے کھڑا شمرِ ستم گار عباسِ علی ڈرتے ہیں کرتے ہوئے تلوار ۲۶
تم نے جو یہاں مشک ہے اس آن چھپائی
وہ کہتا ہے عباس نے ہے جان بچائی

مشکیزہ لیے ہاتھ میں تم اے میری پیاری یوں کہہ چکی تھیں صبح سے مجھ سے کئی باری
عباس کی آ جائے اگر رن سے سواری تو ان سے کہو مشک یہ بھر لاؤ ہماری ۲۷
تو ہے وہی پیاری یہ وہی تیرا چچا ہے
پھر مشک کے دینے میں تامل تجھے کیا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

صدقے گئی لو مشک اٹھالاؤ مری جان | عباسؑ کے کوثر پہ پہنچنے کا ہے سامان

۲۸

بس دیر لگاؤ نہ چچی تم پہ ہو قربان | تم جلدی سے عباسؑ کی مشکل کرو آسان

ارمان نکالو دل عباسؑ علی کا

خالق ہے مددگار نہ غم کھاؤ چچی کا

جس دم یہ سنی زوجۂ عباسؑ کی تقریر | آغوش سے عموں کے اٹھی دخترِ شبیرؑ

۲۹

پھر مشک کے لانے میں نہ کی بچی نے تاخیر | کہنے لگی عباسؑ دلاور سے وہ دلگیر

یہ تو چچی اماں کے ہے تنہائی کا سامان

لو تم کو مبارک ہو یہ سقائی کا سامان

ہاتھ آیا اسے جب وہ مشکیزۂ خالی | عباسؑ علی آئے حضور شہ عالی

۳۰

کی عرض کہ قسمت نے مری بات بنالی | محسن ہوئی میری مری آغوش کی پالی

حضرت کی اجازت ہو تو اب جائے علمدار

جو کچھ کہ ہو ارشاد بجا لائے علمدار

شبیرؑ نے ارشاد کیا اے مرے جانی | سرکش ہیں عدو اور ہے تمہیں جوش جوانی

۳۱

جرأت میں ہو گر حیدرؑ کرار کے ثانی | پر احمدؐ مختار کو ہے شکل دکھانی

کچھ کام جوانی کا نہ فرمائیو بھائی

ہر غول میں ہر صف میں نہ دھنس جائیو بھائیو

اے بھائی ہو تم تو پسرِ حیدرؑ کرار | لازم ہے تمہیں طور غزائے شہِ ابرار

۳۲

جو مانگے اماں اس کو نہ ماریو تم زنہار | بس امتِ احمدؐ کی رعایت رہے ہر بار

جرأت میں کوئی تم سے نہ سرزد وہ عمل ہو

اے بھائی جو امت کی شفاعت میں خلل ہو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۳۳
اس مشک کے بھرنے کا جو رکھتے ہو ارادہ   پانی کے لئے بھائی نہ کد کرنا زیادہ
گر بند ہے پانی رہ کوثر ہے کشادہ   اور ساقیٔ کوثر ہے مری پیاری کا دادا
ممکن نہیں یہ زیست مری پانی سے ہو جائے
بہتر ہے وہی کام جو آسانی سے ہو جائے

۳۴
عباسؑ نے کی عرض کہ اے سیّد ابرار   حضرت کے تصدق سے میں جاہل نہیں زنہار
دو وار جو کھاؤں گا لگاؤں گا تب اک وار   پڑنے کی نہیں پہلے کسی پر مری تلوار
ہر طور سے اس مشک کو پانی سے بھروں گا
مظلومی بھی دکھاؤں گا جرأت بھی کروں گا

۳۵
یہ کہہ کے روانہ ہوا وہ جانب جنگاہ   ہاتھوں سے جگر تھامے ہوئے در پئے شاہ
جا کر عمر سعد سے کہنے لگے گمراہ   لڑنے کے لئے آیا ہے فرزند ید اللہ
بلوا وہ تری فوج کے جانباز کہاں ہیں
ہٹ جھپٹ وہ کہاں اور قدر انداز کہاں ہیں

۳۶
ہم کو یہ یقیں ہے کہ تری موت اب آئی   آسان نہیں عباسؑ دلاور سے لڑائی
کس شیر کا فرزند ہے اور کس کا ہے بھائی   ممکن نہیں یہ شیر جو چھینے نہ ترائی
گو رن میں کھڑا ہے یہ پسر شاہ نجف کا
پر عزم ہے اس شیر کو دریا کی طرف کا

۳۷
سن سن کے یہ بولا عمر سعد صف آرا   اس دم نظر آتا ہے عجب حال تمہارا
اب تک جسے مارا ہے فقط تیروں سے مارا   اس شیر سے تلوار کرو اب تو خدارا
تم سب نے مجھے مورد الزام کیا ہے
تلوار کو کیوں باندھ کے بدنام کیا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سب نے کہا جو چاہے سو کہہ اب ہے بن آئی — اللہ کی قدرت ہے کہ تو اور یہ لڑائی
۳۸
آگے بھی لڑے شہ کے کئی بھانجے بھائی — تیروں کے سوا ایک نے تلوار بھی کھائی
آساں تو کیا سمجھا ہے تلواروں سے لڑنا
مشکل ہے بہت فاطمہ کے پیاروں سے لڑنا

تو بھی کئی من لوہے کا ہے بوجھ اُٹھائے — تن میں زرہ ہاتھوں میں دستانے چڑھائے
۳۹
اب تک ترے ہتھیار تو کچھ کام نہ آئے — کچھ شام کی تلوار کے جوہر نہ دکھائے
تلوار سے لڑنے کی عبث تجھ کو ہوس ہے
ناداں کہیں شام کی تلوار میں جس ہے

دعویٰ ہے شجاعت کا تو گو ہے یہ میداں — عباس کا کر سامنا اے دشمنِ ایماں
۴۰
تو سعد کا بیٹا ہے یہ ابنِ شہِ مرداں — سردار بنا ہے کوئی کر کار نمایاں
سردار بنا تو اگر افواج شقی کا
وہ بھی ہے علمدار حسین ابنِ علی کا

تقریر سے لشکر کی وہ ظالم ہوا دل تنگ — بولا کہ میں سمجھا یہ ہے تم لوگوں کا آہنگ
۴۱
عباس علی پہلے مجھی کو کرے چورنگ — لشکر متفرق ہو بگڑ جائے مری جنگ
شبیر جب آئیں گے تو میں آ کے لڑوں گا
تم سب کو علمدار سے لڑوا کے لڑوں گا

لشکر نے سنی جب کہ سالار کی یہ تقریر — سب کہنے لگے اس سے کہ اے کافرِ بے پیر
۴۲
کرنے کے نہیں ہم تو علمدار سے شمشیر — کہنے سے ترے خیر لگاتے ہیں اسے تیر
ہر چند حضر ہم کو نہیں غیر جہنم
حاصل تری دولت سے ہوئی سیر جہنم

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اک تیر کی پرتاب پہ تھا شہ کا علمدار — ہر سمت سے بڑھنے لگی بس تیروں کی بوچھار
۴۳
ہنستا تھا کھڑا ہاتھ میں کھینچے ہوئے تلوار — وہ تیر ہزاروں ہی قلم کرتا تھا ہر بار

چھایا تھا عجب رعب دل اہل حسد پر
آتا نہ تھا ہرگز کوئی تلوار کی زد پر

شبیرؑ نے چلا کہ یہ فرمایا کہ بھائی — جس بات کی تشویش تھی آگے وہی آئی
۴۴
تیروں ہی کی پہلے ہوئی درپیش لڑائی — اب تک تری تلوار کسی نے نہیں کھائی

کی عرض گو وار لگایا نہیں اب تک
پر زخم بھی میں نے کھایا نہیں اب تک

ان سے دلاوں گا میں ابھی اے شہ عالی — منظور ہے پہلے بھروں مشکیزہ خالی
۴۵
جب دوش پر اپنے یہ بھری مشک اٹھالی — دونی مجھے ہو جائے گی اس وقت بحالی

جب خیمے کا رخ اے شہ ابرار کروں گا
اس دم کوئی روکے گا تو تلوار کروں گا

یہ کہہ کے چلا حیدرِ کرار کا فرزند — اس نہر میں داخل ہوا سیلاب کی مانند
۴۶
سب اہل جفا تیر لگاتے رہے ہر چند — رکتا تھا کہیں ضیغم یزداں کا جگر بند

غل تھا کہ علمدار دلاور نے بھری مشک
اور زیر سپر زین کے ہرنے پہ دھری مشک

جب مشک لئے نہر سے نکلا وہ غضنفر — ہر سمت سے کفار نے نرغہ کیا اس پر
۴۷
فرمانے لگے دل سے یہ عباسؑ دلاور — آیا ہے یہ پانی بڑی کوشش سے میسر

بہتر ہے لب نہر پر کفار سے لڑ لو
ساحل پہ علم گاڑ کے تلوار سے لڑ لو

Presented By: https://jafrilibrary.com
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ کہہ کے علم گاڑ دیا سبطِ نبیؐ کا — اُس وقت یہ احوال تھا عباسِ علی کا

۴۸

گویا کہ وہ تھا منتظر حکم کسی کا — ناگاہ یہ نعرہ ہوا شیرِ صمدی کا

احمدؐ بھی رضا مند ہیں اور حکم خدا ہے

اب لڑنے میں اے جان تامل تمہیں کیا ہے

تھا دیر سے وہ ہاتھ میں کھینچے ہوئے شمشیر — آواز پدر سن کے محارب ہوا وہ شیر

۴۹

کہتے ہیں زبردست عرب دم میں کیے زیر — دریا کے کنارے پہ وہ لڑتا رہا تا دیر

سبزے کی طرح روند کے کفار کی صف کو

عباسؑ چلے نہر سے خیمے کی طرف کو

کچھ دُور چلا تھا اسد اللہ کا پیارا — ہونے لگی عباسؑ سے جو جنگ دوبارہ

۵۰

گو تیز وہ تیر اس پہ لگاتے تھے صف آرا — اُس نے جسے مارا اُسے تلوار سے مارا

دوزخ کی بہت ظالموں کو راہ دکھا دی

ہر حملہ میں جرأت اسد اللہ کی دکھا دی

کاٹے تھے جس انداز سے تیر صفِ کفار — دو دو اسی انداز سے کاٹے تھے کماندار

۵۱

جب ہو گئے سب ہاتھ کمانداروں کے بیکار — منھ کھولے ہوئے رہ گئے وہ صورتِ سوفار

دہشت یہ انہیں تھی وہ دلاور جو بڑے تھے

گھوڑوں سے اُتر آئے تھے ریتی میں کھڑے تھے

جو بھاگ کے آگے سے چلا یوں نہ پکارے — مردود کہاں جاتا ہے آگے سے ہمارے

۵۲

عباسؑ نے میسر کے پرے کر دیئے سارے — سردار بہت مارے نمودار بھی مارے

بھاگے نو دو گیارہ تھے تو سو مارے پڑے تھے

جس غول میں دو سو تھے وہاں چار کھڑے تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۵۳
بھاگے تھے جو سب اہلِ جفا پھینک کے ہتھیار — تلواروں کا تو ڈھیر تھا اور ڈھالوں کا انبار
انبار سے ایسی نہ سپر تھی کوئی زنہار — دو کر نہ گئی جس کو علمدار کی تلوار
کیا دستِ علمدار میں شمشیر دو سر تھی
ٹکڑے زرہیں تھیں کوئی ثابت نہ سپر تھی

۵۴
عباسؑ علمدار نے واں کر دیا گھمسان — تھا سب سے بہت مشک بچانے کا اسے دھیان
تقدیر نے پیاسوں کا عجب کر دیا سامان — اک تیر لگا مشک پہ تھرانے لگی جان
جس وقت کہ بہتا ہوا پانی نظر آیا
خونِ نابِ جگر نرگسی آنکھوں میں بھر آیا

۵۵
عباسؑ کی آنکھوں میں جہاں ہو گیا اندھیر — یوں لڑنے لگا جیسے جھنجلایا ہوا شیر
راوی نے یہ لکھا ہے کہ گزری تھی نہ کچھ دیر — شانے بھی کٹے اور لگی سر پہ بھی شمشیر
گھوڑے سے مع مشک و علم گر پڑے عباسؑ
غل کرنے لگے اہلِ ستم گر پڑے عباسؑ

۵۶
گرتے ہی علمدار کے پہنچے شہِ دلگیر — حضرت کو جو دیکھا متفرق ہوئے بے پیر
بھائی کے قریں بیٹھ گئے خاک پہ شبیرؑ — چہرے کا لہو پونچھ کے کی اس سے یہ تقریر
اب زیست زیادہ نہیں اک دم سے ہماری
سیدھی نہیں ہوتی ہے کمر غم سے ہماری

۵۷
دونوں مری آنکھیں تھیں تری سمت کو بھائی — کیا ہی تری بابا سے مشابہ تھی لڑائی
اعدا سے بہت مشک سکینہؑ کی چھپائی — ظاہر ہوئی پر اس کے نصیبوں کی برائی
جب تیر لگا مشک پہ میں دیکھ رہا تھا
پانی سے سوا خون تری آنکھوں سے بہا تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سُن سُن کے یہ شبہہ سے سخن بندہ نوازی عباس نے کی عرض کہ اے شاہ حجازی
۵۸
شمشیر مجھے بخشی عنایت کیا تازی حضرت کے تصدق سے یہ فدوی ہوا غازی

بھائی تو مرا آپ سا حیدرؑ کا پسر ہے
تعلیم کی تاثیر ہے صحبت کا اثر ہے

اے قبلہ یہ اس بندے نے کہنے کو کہا تھا میدان میں تلوار کے منہ سے میں مروں گا
۵۹
میں دل سے یہ کہتا کہ یہ تو نے کہا کیا آخر کو بڑے بول کا سر ہوتا ہے نیچا

تقریر کا کچھ تیری بد انجام نہ ہو جائے
تیروں ہی سے میداں میں ترا کام نہ ہو جائے

عزت مرے اللہ نے رکھ لی مری بارے تلواروں سے مارا گیا میں آگے تمہارے
۶۰
میں نے جو عدو مارے تو تلوار سے مارے پہنچائے گا مشکیزہ یہ کوثر کے کنارے

شرمندہ سکینہ سے میں جاتا ہوں جہاں سے
لاشہ مرا یا شاہ اُٹھانا نہ یہاں سے

یہ کہتا تھا اتنے میں جو ہچکی اسے آئی فردوس میں داخل ہوا وہ شاہ کا بھائی
۶۱
جب کچھ حرکت نہ نبض میں بھائی کی پائی حضرت نے اُٹھایا علم اور مشک اُٹھائی

ملتے تھے وہ آنکھوں کو پھریرے سے علم کے
روتے ہوئے داخل ہوئے خیمہ میں حرم کے

تھی دیر سے غش میں جو پڑی شاہ کی دختر اک سمت پھوپھی بیٹھی تھی اک سمت کو مادر
۶۲
داخل ہوئے خیمے میں جو روتے ہوئے سرور نادان سکینہ نے کہا ہوش میں آ کر

کیا آئے چچا جان مرے لشکر کیں سے
بو مجھ کو علمدار کی آتی ہے کہیں سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

شبیرؑ نے فرمایا کہ صدقے ترے بابا — کوثر کے کنارے پہ وہ سقا ترا پہنچا
۶۳
اے لاڈلی تقریر یہ تیری نہیں بے جا — اس مشک و علم میں ہے لگا خون اسی کا
اس ترے چچا جان کے یہ خون کی بو ہے
کیونکر نہ اثر ہو کہ جو وہ تھا وہی تو ہے

یہ سن کے تڑپنے لگی مچھلی سی وہ نادان — رو رو کے وہ کہتی تھی یہی ہائے چچا جان
۶۴
راس آیا نہ واری تمہیں سقائی کا سامان — مشکیزہ بچانے کا تصور رہا ہر آن
دیتی نہ تھی جو مشک اس آفت پہ نظر تھی
کل رات سے عموں مجھے اس دن کی خبر تھی

میں نے تو بڑی دیر تلک مشک چھپائی — لب پر بھی کبھی پیاس کا شکوہ نہیں لائی
۶۵
بابا کی قسم جب پھپھی اماں نے دلائی — پھر مشک اٹھا لائی نہ کچھ مجھ سے بن آئی
قسمت مری برگشتہ عجب ہو گئی عموں
میں آپ کے مرنے کی سبب ہو گئی عموں

گر مشک بھی دیتی نہ تو یہ مجھ کو یقیں تھا — باز آؤ گے تم نہر کے جانے سے نہ اصلا
۶۶
بابا کی قسم تھا مجھے دھیان بس اسی کا — ہو جائے خفا مجھ سے نہ عموں کہیں میرا
ناحق کے خفا ہونے سے گھبرائی سکینہ
مشکیزہ چھپایا ہوا لے آئی سکینہ

گر مشک نہ دیتی تمہیں میں آپ کے قربان — پانی کے لیے کرتے نہ تم کد کسی عنوان
۶۷
ہوتا نہ اگر مشک بچانے کا تمہیں دھیان — کیا زیر سپر آپ چھپا لیتے چچا جان
گر یوں معلق نہ سپر آپ کی ہوتی
پھر خون سے تصویر نہ تر آپ کی ہوتی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ مشک اٹھاتی ہوں جوں میں بیکس و پُرغم خوشبوئے دہن تو مجھے آ جاتی ہے پیہم
۶۸
ہر چند کہ کچھ ہوش نہیں مجھ میں ہے اس دم رہ رہ کے تصور یہی آ جاتا ہے اے عم

ہاتھ آپ کے شانوں سے کٹے ہوں گے جو رن میں
اس مشک کے تسمے کو لیا ہوگا دہن میں

اس بو سے مجھے عشق تھا اے عم علمدار دن بھر میں دہن چومتے تھے تم مرا سو بار
۶۹
اس مشک کو چھوڑوں گی نہ میں ہاتھ سے زنہار بو سونگھ کے سب سے یہ کہوں گی میں دل افگار

لوگو مرے عمو کی یہ خوشبوئے دہاں ہے
باقی یہ علمدار شہ دیں کا نشاں ہے

میدان سے اب اپنا علم لائے ہیں شبیرؑ کچھ بن نہیں پڑتی ہے علمداری کی تدبیر
۷۰
فرزند ہیں زینبؑ کے نہ ہے قاسم دلگیر ہم شکل نبیؐ احمد مرسل کی ہے تصویر

فرزند تمہارا جو ہے وہ سن میں کم ہے
اب غیر علمدار کے بے کار علم ہے

شرماتی ہوں اپنی چچی اماں سے میں ہر دم باعث سے مرے ان پہ رنڈاپے کا پڑا غم
۷۱
تم سے مجھے وہ پیار نہیں کرتی ہیں کچھ کم میں روتی ہوں وہ بین نہیں کرتی ہیں اے عم

سر پیٹا نہ فریاد کی نہ جا سے ہلی ہے
مجھ سے چچی اماں کو مری، عشق دلی ہے

نام آپ کا اس شرم سے لیتی نہیں ہائے بھیجا ہے سکینہؑ نے وہ نہ بین سے شرمائے
۷۲
دشمن کو فلک رنج رنڈاپے کا نہ دکھلائے اس طور سے تقدیر کسی کی نہ بگڑ جائے

ہر بار جبیں رکھتی ہے وہ میری جبیں پر
بٹھلایا ہے آغوش سے بیٹے کو زمیں پر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

میں کہتی ہوں تم خاک سے بچے کو اٹھا لو وہ کہتی ہے تم ہاتھ گریباں میں نہ ڈالو

۷۳

میں کہتی ہوں تم بیٹے کو زانو پہ بٹھا لو وہ کہتی ہے سب سے کہ سکینہؑ کو سنبھالو

جب کہتی ہوں میں غم ابھی عباسؑ کا کیا ہے

رو کر چچی اماں یہی کہتی ہیں قضا ہے

منھ سے مرے لو گو یہ نکل جاتا ہے جس آن ہے ہے مری خاطر مرے عموں کی گئی جان

۷۴

کہتی ہیں چچی جان کہ تم بھی ہو نادان وعدے سے زیادہ بھی جیا ہے کوئی انسان

تم پانی نہ منگواتیں تو کیا مرتے نہ عباسؑ

حق سبطِ پیمبرؑ کا ادا کرتے نہ عباسؑ

یہ بین ابھی کرتی تھی شبیرؑ کی دختر رخصت کے لیے آئے جو ہم شکلِ پیمبرؑ

۷۵

شبیرؑ کے خیمے میں دوبارہ ہوا محشر دلگیر نہ اکبرؑ کی شہادت کا بیاں کر

ٹوٹی ہے علمدار کے غم سے کمرِ شاہ

اکبرؑ کے الم سے گیا نورِ بصر شاہ

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اشاریۂ مراثی دلگیر

مطبوعہ وغیر مطبوعہ مراثیِ دلگیر کے مطلعے بہ لحاظِ حروفِ تہجی

نمبر شمار	مطلعِ مرثیہ	تعدادِ بند	در حال
	الف ممدودہ (آ)......		
۱۔	آسماں پر جب نمایاں صبح کا تارا ہوا	۳۹	صبحِ عاشور
۲۔	آلِ احمدؐ پہ رہے ظلم و ستم مدت تک	۴۵	اسیری اہلِ حرم
۳۔	آئی جب بیبی کی ڈیوڑھی پر سواری شاہ کی	۴۴	رخصتِ امام حسینؑ
۴۔	آئے عابد جب وطن قید ستم سے چھوٹ کر	۳۸	مدینے واپسی
۵۔	آیا جب رن میں ستم گاروں کا سارا لشکر	۵۰	حضرت عباسؑ
	الف مقصورہ (ا)......		
۶۔	اچھی اولاد کی خواہش ہے جہاں میں سب کو	۳۸	حضرت عونؑ ومحمدؑ
۷۔	اخبار میں ثقات نے یوں ہے رقم کیا	۴۳	بعدِ عاشورہ
۸۔	احمدؐ نے جب کہ اپنا علیؑ کو وصی کیا	۴۸	حضرت علیؑ
۹۔	ازل کے روز سے مظلوم تھا جو نامِ حسینؑ	۴۴	امام حسینؑ
۱۰۔	اسیر ہوگئے عابد جو فوج دشمن میں	۳۸	اسیری اہلِ حرم
۱۱۔	اسیرانِ ستم نے طور جب دیکھا رہائی کا	۴۵	قید سے رہائی
۱۲۔	اصغرؑ کو شہِ تشنہ جو میدان میں لائے	۳۸	حضرت علی اصغرؑ
۱۳۔	اعدا سے ملی شہ کو جو اک رات کی مہلت	۵۱	شبِ عاشور

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrililibrary.com

۱۴۔	افق چرخ سے جب خسرو خاور نکلا	۴۴	صبح عاشور
۱۵۔	اک نور حق سے خلق ہوئے تھے حسن حسین	۵۹	حضرت حسنین
۱۶۔	اک ظالم بے درد نے اس خوان کو لاکر رکھا	۱۲	جناب سکینہ
۱۷۔	اک بار جس کو قرب امام ہدا ہوا	۲۶	اہل حرم کی رہائی
۱۸۔	اکبر کو لے کے شہ جو چلے قتل گاہ سے	۴۷	حضرت علی اکبر
۱۹۔	اکبر نے جب کہ اسلحہ زیب بدن کیا	۴۳	حضرت علی اکبر
۲۰۔	اکبر کے بعد جب کہ نہایت لڑے امام	۳۹	شہادت امام حسین
۲۱۔	اگر عزیز کسی کا سفر کو جاتا ہے	۲۷	قاصدِ صغرا
۲۲۔	ایک جس کو قرب امام ہدا ہوا	۲۶	قاصدِ صغرا
۲۳۔	انسان پہ بہت سخت غم لاولدی ہے	۵۵	رخصت حسین
۲۴۔	اولاد سے تو عشق ہے سب والدین کو	۶۰	حضرت علی اکبر
۲۵۔	اے یارو آج ماہ محرم کا روز ہے	۳۹	شب عاشور
۲۶۔	اک زوجۂ یزید تھی، تھا اس کا نام ہند	۱۰۲	حالاتِ ہند
۲۷۔	اللہ کو خاطر تھی جو شاہِ شہدا کی	۹۷	جناب سکینہ
۲۸۔	اہل بیت نبوی پھنس گئے جب زنداں میں	۴۶	زندان شام
۲۹۔	ازل سے عاشق سلطان کربلا تھی ہند	۴۳	حالات ہند
۳۰۔	اصغر نے رن میں جب تیر کھایا	۳۳	حضرت علی اصغر
۳۱۔	احوال سکینہ تھا عجب تشنہ لبی سے	۴۰	جناب سکینہ
۳۲۔	اصغر کی شہادت کی جو رن سے خبر آئی	۴۰	حضرت علی اصغر
۳۳۔	اولاد پہ ماں باپ فدا ہوتے ہیں جی سے	۴۲	حضرت علی اکبر

Presented By: https://Jafrililibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۳۴۔	آئی جب خیمے کی ڈیوڑھی پر سواری شاہ کی	۴۰	امام حسینؑ
۳۵۔	اے مومنو پھر ماہِ عزا آیا جہاں میں	۴۰	آمدِ محرم
۳۶۔	اسیر ہو گئے عابد جو قید دشمن میں	۴۰	جنابِ سید سجادؑ
۳۷۔	اکبرؑ کو جو عباسؑ کا لاشہ نظر آیا	۴۴	حضرت علی اکبرؑ
۳۸۔	اصغرؑ کے لگا تیر جو دستِ شہِ دیں پر	۴۲	حضرت علی اصغرؑ
۳۹۔	اکبرؑ کا جب نہ شاہ کو مطلق پتا ملا	۵۱	شہادت امام حسینؑ
۴۰۔	اہلِ سیر کے قول میں اختلاف ہے	۴۹	
۴۱۔	انسان کا دنیا میں اگر نورِ بصر جائے	۵۰	حضرت علی اکبرؑ
۴۲۔	اکبرؑ چلے جو خیمے کو دشت نبرد سے	۴۶	حضرت علی اکبرؑ
۴۳۔	انسان کو خیالِ اجل کا ضرور ہے	۵۴	عزاداروں کی شفاعت
۴۴۔	امام جتنے ہیں وہ سب خدا کے پیارے ہیں	۴۳	چہاردہ معصومینؑ
۴۵۔	آمد سنی جو بادشہ کم سپاہ کی	۴۳	امام حسینؑ
۴۶۔	آلِ احمدؐ پر رہے ظلم و ستم مدت تلک	۴۳	دشمنوں کے مظالم
۴۷۔	اے مومنو کچھ رونے رُلانے کی خبر ہے	۵۶	ثوابِ گریہ
۴۸۔	اکبرؑ کو جب کہ شاہ سے اذنِ وغا ملا	۵۷	حضرت علی اکبرؑ
۴۹۔	اخبار میں اگرچہ بہت اختلاف ہے	۴۹	
۵۰۔	اے محبّو غم سے کچھ لذتِ دیں داری ہے	۵۳	غمِ حسینؑ
۵۱۔	اے مومنو جن بیٹوں کی جب ہو چکی زینبؑ	۴۷	حضرت قاسمؑ
۵۲۔	اے اہلِ عزا شاہ سرافراز تھے شبیرؑ	۴۳	امام حسینؑ
۵۳۔	اے اہلِ عزا آمدِ ایامِ عزا ہے	۴۰	امام حسینؑ
۵۴۔	اے یارو وقت آتا ہے جب انتقال کا	۵۴	امام حسینؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۵۵۔	اے عزادارو کرو دل سے عزائے شاہِ دیں	۳۷	امام حسینؑ
۵۶۔	اے عزیزو بھائیوں کی دوستی مشہور ہے	۳۷	بھائی کی محبت
۵۷۔	اے محبوغم سے کچھ لذت دیں داری ہے	۴۵	دفنِ شہدا
	(ب)۔۔۔۔۔۔		
۵۸۔	بابا کی جدائی کا جو غم کھاتی تھی صغرا	۴۰	فرقتِ صغرا
۵۹۔	بازوئے شبیر کے جس دم قلم بازو ہوئے	۳۹	حضرت عباسؑ
۶۰۔	بانو سے اجازت کو جب آئے علی اکبرؑ	۴۵	حضرت علی اکبرؑ
۶۱۔	بانو بی پچھلے پہر سے ڈھانپ کے منھ روتی ہے	۲۵	حضرت علی اصغرؑ
۶۲۔	بانو کو ازل سے تھی ولائے شہِ مظلوم	۴۵	حضرت علی اصغرؑ
۶۳۔	باغِ جہاں میں جب کہ ستم کی ہوا چلی	۴۲	عاشور
۶۴۔	بجنے لگا جو طبلِ عدو کی سپاہ میں	۴۹	آغازِ جنگ
۶۵۔	بزمِ دنیا میں جہاں طورِ عزا ہوتا ہے	۵۵	روایتِ ذرّہ
۶۶۔	بند راہِ خط و پیغام اگر ہوتی ہے	۴۵	زعفرِ جن
۶۷۔	بھائی کی جو شیدا تھی بہت زینبِ خاتون	۳۷	حضرت زینبؑ
۶۸۔	بیٹا ہر باپ کا گو نام و نشاں ہوتا ہے	۴۳	حضرت علی اکبرؑ
۶۹۔	بے ساختہ ہر دل پہ جو ، اب آمدِ غم ہے	۴۲	غمِ حسینؑ
۷۰۔	بلوایا جو سجاد کو پھر دشمنِ دیں نے	۵۰	قید سے رہائی
۷۱۔	بانو نے سنا جب علی اکبرؑ نہیں ملتا	۴۵	حضرت علی اکبرؑ
۷۲۔	بوسہ گہہ جب کہ نبی کی تہہ شمشیر آئی	۴۵	امام حسینؑ
۷۳۔	بعد قاسمؑ کے نہ جب خیمے میں عباسؑ آئے	۵۱	حضرت عباسؑ
۷۴۔	بعد اکبرؑ رہے جب بیکس و بے یار حسینؑ	۴۵	امام حسینؑ کی رخصت

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۷۵۔	بعدِ اکبرؑ جب بصارت شاہ کی کم ہو گئی	۳۹	امام حسینؑ کی رخصت
۷۶۔	بانو اے مومنو جب صاحبِ اولاد ہوئی	۴۶	ولادت سیدِ سجادؑ
۷۷۔	بازوئے شہ کو جو دریا کی ترائی بھائی	۴۴	شہادت عباسؑ
۷۸۔	بخشش کی جو اُمت کی مہم شاہ نے سر کی	۴۶	خیموں کا جلنا
	(پ)۔۔۔۔۔۔۔		
۷۹۔	پایا عباسؑ نے جس وقت علم بھائی کا	۳۷	حضرت عباسؑ
۸۰۔	پدر کے دفن سے فارغ ہو جب پھرے حسنینؑ	۳۹	شہادت حضرت علیؑ
۸۱۔	پدر کا اپنے جو تھا انتظار صغراؑ کو	۴۱	حضرت صغراؑ
۸۲۔	پنجۂ صبح نے کیا چاک گریبان سحر	۵۶	حضرت عباسؑ
۸۳۔	پہنچی جو خبر کوفے میں قتلِ شہِ دیں کی	۴۱	حالات کوفہ
۸۴۔	پہنچی یہ سکینہؑ کو خبر جب کہیں سے	۴۱	حضرت سکینہؑ
۸۵۔	پہنچے شبیرؑ کے جب اہلِ حرم کوفے میں	۴۲	حالات کوفہ
۸۶۔	پہنچے جب شام کے نزدیک اسیرانِ حرم	۵۴	حالاتِ دمشق
۸۷۔	پہنچا سردار کا جب حکم جفاکاروں کو	۵۱	کربلا کے مظالم
۸۸۔	پہنچائی خبر لشکرِ ظالم میں کسی نے	۱۰۱	جنگِ حضرت عباسؑ
۸۹۔	پہنچے امیرِ شام کی مجلس میں جب اسیر	۳۵	روایت ہندہ
۹۰۔	پہنچے شہِ حجاز جو ارضِ عراق پر	۵۱	کربلا میں داخلہ
۹۱۔	پیاس شدت کی ہوئی جب اصغرِؑ بے شیر کو	۳۶	حضرت علی اصغرؑ
۹۲۔	پھنس گئے قید میں جب دونوں پسرِ مسلمؑ کے	۵۰	پسرانِ مسلمؑ
	(ت)۔۔۔۔۔۔۔		
۹۳۔	تن سے جو سر قلم ہوا شاہِ انام کا	۳۶	اسیرانِ اہلِ بیت

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۹۴۔	تھی جیسی کہ زہراؑ کو پیمبرؐ سے محبت	۲۷	حضرت فاطمہ زہراؑ
۹۵۔	تیاری نبرد کی جب فوج شام نے	۴۳	حالات عاشورہ
۹۶۔	تھا جو ازل سے ذوق عبادت امام کو	۴۳	نمازِ حسینؑ
۹۷۔	تنہائی سے صغراؑ کا عجب حال ہوا تھا	۴۶	فاطمہ صغراؑ
۹۸۔	تشویش ہوئی شہ کو جو تفویض علم میں	۵۲	عباسؑ علمدار
۹۹۔	تھا محمد جو وہ عباسؑ علیؑ کا بیٹا	۵۳	فرزندِ عباسؑ
۱۰۰۔	تھی دھوم عجب پیاس کی ناموس علی میں		حالات عاشورہ
۱۰۱۔	تیشۂ غم نے کیا چاک گریبانِ سحر		صبح عاشورہ

(ث)۔۔۔۔۔۔

۱۰۲۔	ثابت یہ بات ہوگئی جس وقت شاہ پر	۳۹	شب عاشور

(ج)۔۔۔۔۔۔

۱۰۳۔	جب آخری خط آیا شہ دیں کی طلب کا	۵۰	مدینے سے سفر
۱۰۴۔	جب آیا اسیروں کے لیے حکم رہائی	۴۰	اہلِ حرم کی رہائی
۱۰۵۔	جب آئے مدینے میں حرم چھوٹ کے سفر سے	۳۹	مدینے سے واپسی
۱۰۶۔	جب بھانجے حضرت نے نہ رخصت کیے رن کو	۳۷	حضرت عونؑ و محمدؑ
۱۰۷۔	جب بیکسوں کو شام کے زنداں میں گھر ملا	۳۵	قید خانہ شام
۱۰۸۔	جب پہنچی عزیزو یہ خبر چرخ بریں پر	۳۹	جبریل کی فریاد
۱۰۹۔	جب پڑی دھوم یہ خیمے میں کہ آتے ہیں حسینؑ	۸۰	رخصتِ امام حسینؑ
۱۱۰۔	جب جنگ نہرواں سے امام ہدا پھرے		حضرت علیؑ
۱۱۱۔	جب جدا باپ سے ہمشکلِ نبیؐ ہونے لگا	۳۵	حضرت علی اکبرؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrililbrary.com

۱۱۲۔	جب خالی گھوڑا خیمے میں آیا امام کا	۳۳	شہادت امام حسین
۱۱۳۔	جب دیکھا کمر باندھتے ہوئے ماں نے پسر کو	۴۵	حضرت علی اکبر
۱۱۴۔	جب دشت کربلا میں شہادت کی شب ہوئی	۵۵	عقد قاسم
۱۱۵۔	جب ڈیوڑھی پہ آئی علی اکبر کی سواری	۴۰	حضرت علی اکبر
۱۱۶۔	جب روشنیٔ چشم پدر لے گئے اکبر	۲۷	حضرت علی اکبر
۱۱۷۔	جب سُنی جنگ کی بھائی سے خبر زینب نے	۳۹	عون و محمد
۱۱۸۔	جس کو کہ محبت ہے امام شہدا کی	۴۴	اصحاب حسین
۱۱۹۔	جس دم شب عاشور محرم ہوئی رن میں	۴۱	شب عاشور
۱۲۰۔	جب کے فوج مخالف کے علم میداں میں	۴۰	عاشور
۱۲۱۔	جب تشنہ دہن قتل کیا سرور دیں کو	۴۰	امام حسین
۱۲۲۔	جس دم سپاہِ شام ہوئی سر [illegible]	۴۰	امام حسین
۱۲۳۔	جس دم شہید سیّد کون و مکاں ہوا	۴۰	امام حسین
۱۲۴۔	جب رن میں گئے زینب ناشاد کے پیارے	۴۰	حضرت عون و محمد
۱۲۵۔	جب کوفے میں لائے حرم سبطِ نبی کو	۴۰	کوفے کا بازار
۱۲۶۔	جس دم شبِ شہادت سرور گزر گئی	۴۲	صبح عاشور
۱۲۷۔	جب کہ زینب نے کٹا حلق برادر دیکھا	۴۳	امام حسین
۱۲۸۔	جب قاسم اپنی ماں سے رخصت طلب ہوا	۵۱	حضرت قاسم
۱۲۹۔	جب کہ انصارِ حسین ابن علی مرنے لگے	۴۴	شہادت انصار
۱۳۰۔	جب کہ دربار میں حاکم نے بلائے قیدی	۴۴	دربار شام
۱۳۱۔	جب گردنِ اصغر پہ لگا تیر ستم کا	۴۴	علی اصغر
۱۳۲۔	جہاں میں الفت اولاد ہر بشر کو ہے	۵۰	محبت اولاد

Presented By: https://Jafrililbrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۳۳۔	جو ازل کے دن سے اے یارو سعادت مند ہے	۴۴	خوش بختی
۱۳۴۔	جب قید اہلِ بیت کو مدت گزر گئی	۴۵	قیدِ ستم
۱۳۵۔	جب کربلا میں ہوگیا ساماں لڑائی کا	۵۸	عاشور
۱۳۶۔	جب کہ میدان میں زینبؑ کے پسر خوب لڑے	۶۵	عونؑ ومحمدؑ
۱۳۷۔	جب تھی یہ زینبؑ کہ لڑائی ہے سحر کو	۴۸	عونؑ ومحمدؑ
۱۳۸۔	جب عزم ہوا بہرِ وغا ابنِ حسنؑ کا	۶۱	حضرت قاسمؑ
۱۳۹۔	جب کہ زینبؑ سرِ دربارِ ستم گر آئی	۴۸	دربارِ شام
۱۴۰۔	جب ظالموں سے طور نہ ٹھہرا صفائی کا	۴۶	عاشور
۱۴۱۔	جب ہند عقدِ سبطِ پیمبرؐ میں آئی تھی	۴۹	حالاتِ ہند
۱۴۲۔	جب سامنے ظالم نے اسیروں کو بلایا	۵۳	دربارِ شام
۱۴۳۔	جب کہ آفاق میں صبحِ شبِ عاشور ہوئی	۵۲	صبحِ عاشور
۱۴۴۔	جب اسیروں کو کیا رخصت امیرِ شام نے	۵۲	قید سے رہائی
۱۴۵۔	جب حسینؑ ابنِ علیؑ تنہا رہے اکبرؑ کے بعد	۵۲	شہادتِ امام حسینؑ
۱۴۶۔	جب نمایاں سحرِ قتل کے آثار ہوئے	۴۷	صبحِ عاشور
۱۴۷۔	جب ذبح رن میں خسرو جن و بشر ہوا	۵۰	امام حسینؑ
۱۴۸۔	جب سنا بانوئے بیکس نے امام آتے ہیں	۴۰	شہادتِ حضرت علی اکبرؑ
۱۴۹۔	جب سنا صغراؑ نے منھ سے باپ کے نام سفر	۳۷	مدینے سے سفر
۱۵۰۔	جب سیدِ مظلوم اکیلے رہے رن میں	۴۱	شہادتِ امام حسینؑ
۱۵۱۔	جب شام کے قریب حرم کا گزر ہوا	۳۰	داخلۂ شام
۱۵۲۔	جب شام سے پھر آئے اسیرانِ اہلِ بیت	۴۱	اربعین
۱۵۳۔	جب علم بردارِ شاہِ کربلا مارا گیا	۳۹	شہادتِ حضرت عباسؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۵۴۔	جب علی اکبر نظر سے شہ کی پنہاں ہو گیا	۴۷	حضرت علی اکبر
۱۵۵۔	جب طبل جنگ کی ہوئی رن میں صدا بلند	۸۳	حضرت حر
۱۵۶۔	جب قید ہوئے اہل حرم سبط نبیؐ کے	۳۴	زندان شام
۱۵۷۔	جب قیدیوں کو لے گئے دربار عام میں	۴۰	دربار شام
۱۵۸۔	جب قاسمؑ نوشاہ گرا خانہ زیں سے	۵۳	حضرت قاسمؑ
۱۵۹۔	جب کوچ کا سامان کیا شاہ زمن نے	۵۳	مدینے سے سفر
۱۶۰۔	جب کوچ مقرر ہوا سلطان زمن کا	۵۲	مدینے سے سفر
۱۶۱۔	جب کربلا میں شادی ابن حسنؑ ہوئی	۴۷	عقد قاسمؑ
۱۶۲۔	جب فوج اہل ستم رن میں صف آرا ہو گیا	۵۰	عاشور
۱۶۳۔	جب مدینے میں حرم ... چھوٹ کر آئے	۳۰	اہل حرم کی واپسی
۱۶۴۔	جب مادر قاسمؑ نے سنا آئی ...	۴۳	عقد قاسمؑ
۱۶۵۔	جب نہ اعدا سے کسی طرح صفائی ٹھہری	۴۲	شب عاشور
۱۶۶۔	جب ہوگئی بابا سے جدا فاطمہ صغرا	۴۷	مدینے سے سفر
۱۶۷۔	جب ہوئے داخل دربار ستم گر قیدی	۳۸	دربار شام
۱۶۸۔	جب ہوا بنت پیمبرؐ کو غم بے پدری	۴۰	شہادت فاطمہ زہراؑ
۱۶۹۔	جب ہوا قتل علمدارِ حسینؑ ابن علیؑ	۳۹	حضرت عباسؑ
۱۷۰۔	جب وطن کی حضرت سجادؑ کو رخصت ملی	۵۲	حالات اربعین
۱۷۱۔	جب وصل خدا ہو گیا محبوب خدا کو	۷۰	وفات رسولؐ
۱۷۲۔	جب کہ درپے ہوئے شبیرؑ کے بے پیر بہت	۴۵	مدینے سے سفر
۱۷۳۔	جب کہ سرورؑ نے کیا کوچ سوئے ملک عدم	۴۳	معجزۂ سر حسینؑ
۱۷۴۔	جب کہ قاسمؑ نے چچا جان کو تنہا دیکھا	۳۴	حضرت قاسمؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۱۷۵۔	جب کہ شہ تشنہ لب بر لبِ کوثر گیا	۳۶	شہادت امام حسینؑ
۱۷۶۔	جب کہ محبوس ہوئے شام کے زنداں میں اسیر	۴۰	قید خانہ شام
۱۷۷۔	جب کہ شبیرؑ کے خیمے میں در آئے ناری	۴۳	خیموں کا لُٹنا
۱۷۸۔	جب کہ سجادؑ مصیبت میں گرفتار ہوئے	۵۷	مصائب سید سجادؑ
۱۷۹۔	جب کہ مارے گئے رن میں پسرانِ زینبؑ	۵۲	شہادت عونؑ و محمدؑ
۱۸۰۔	جب کہ سجادؑ کو میداں کی اجازت نہ ملی	۴۵	رخصت امام حسینؑ
۱۸۱۔	جب کہ عباسؑ گئے لے کے علم دریا پر	۵۱	حضرت عباسؑ
۱۸۲۔	جب کہ نزدیک وطن عابدؑ مضطر آئے	۳۳	مدینے واپسی
۱۸۳۔	جس دم شہادت خلفِ مرتضیٰؑ ہوئی	۳۹	امام حسینؑ
۱۸۴۔	جس دم شہ [illegible] گرے گھوڑے سے رن میں	۴۰	عبداللہ ابن حسنؑ
۱۸۵۔	جس دم ہوا شہیدِ ستم شاہ کربلا	۴۰	روایت جنّد
۱۸۶۔	جس دم سفرِ شام ہوا اہلِ حرم کو	۳۹	حالات اربعین
۱۸۷۔	جس وقت بہت پیاس سے گھبرائی سکینہؑ	۵۷	حضرت عباسؑ
۱۸۸۔	جس وقت شہرِ شام میں شہ کے حرم گئے	۳۶	بازارِ شام
۱۸۹۔	جو دس ہزار سے کوفے کے خط سوا آئے	۴۱	سفرِ امام حسینؑ
۱۹۰۔	جو رتبہ ہے احمدؐ کی اطاعت سے علیؑ کا	۱۰۹	حضرت علیؑ
۱۹۱۔	جہاں میں باعثِ عیش و سرور ہے فرزند	۴۸	حضرت علی اکبرؑ
۱۹۲۔	جہاں میں کوئی نہ ماں باپ سے جدا ہوئے	۴۵	قاصدِ صغراؑ
۱۹۳۔	جب کہ تیار ہوا اہلِ جفا کا لشکر	۷۴	صبح عاشور (حضرت حرؑ)
۱۹۴۔	جب عزمِ شہ کا جانبِ کوفہ ٹھہرا گیا	۵۶	مدینے سے سفر
۱۹۵۔	جب سُنا فاطمہ صغراؑ نے پدر آتا ہے	۳۴	اہلِ حرم کی واپسی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۱۹۶۔	جب مستعد ہوئے علی اکبرؑ جہاد پر	۴۶	حضرت علی اکبرؑ
۱۹۷۔	جب متصل کوفہ شہیدوں کے سر آئے	۴۸	بازار کوفہ
۱۹۸۔	جب مشک بھری لے کے چلا شہ کا علمدار	۵۴	حضرت عباسؑ
۱۹۹۔	جب پانی بند کر دیا نہر فرات کا	۴۸	زعفر جن
۲۰۰۔	جب قتل شاہ دیں کی خبر عام ہو گئی	۴۱	بعد عاشورہ
۲۰۱۔	جب لے کے چلے شہ قاسمؑ ناشاد کا لاشہ	۴۳	حضرت قاسمؑ
۲۰۲۔	جب کہ مارے گئے دریا کے کنارے عباسؑ	۵۴	حضرت علی اکبرؑ
۲۰۳۔	جب چاہی رضا مرنے کی قاسمؑ نے چچا سے	۴۴	حضرت قاسمؑ
۲۰۴۔	جب قیدیوں کو لائے عدو قتل گاہ میں	۴۷	۱۱ر محرم
۲۰۵۔	جب حضرت شبیرؑ سے رخصت ہوئے اکبرؑ	۴۱	حضرت علی اکبرؑ
۲۰۶۔	جس دم سوئے عراق شہ بحر و بر چلے	۴۵	مدینے سے سفر
۲۰۷۔	جس دم شہید تیغ شہ تشنہ لب ہوا	۳۹	روز عاشورہ
۲۰۸۔	جس کو سعادت ابدی حق کرے عطا	۳۶	حالات ہند
۲۰۹۔	جس وقت روانہ ہوئے رن کو علی اکبرؑ		حضرت علی اکبرؑ
	(چ)۔۔۔۔۔۔		
۲۱۰۔	چلا معاویہ روسیہ جو سوئے سقر	۴۸	بیعت طلبی
	(ح)۔۔۔۔۔۔		
۲۱۱۔	حاکم شام سے جس دم یہ ہوئی بے ادبی		دربار شام
۲۱۲۔	حاصل ہوئی جب مہلت اک شب شہ دیں کو	۹۲	شب عاشور
۲۱۳۔	حر نے پکڑ لی باگ جو حضرت کی راہ میں	۷۶	حضرت حر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۱۴۔	حسنؑ حسینؑ میں اے یارو کیا محبت تھی	۶۷	حضرت امام حسنؑ
۲۱۵۔	حسینؑ امام کا جس دم سفر تمام ہوا	۵۱	داخلۂ کربلا
۲۱۶۔	حسینؑ نے جو حسنؑ کی ادا وصیت کی	۶۰	عقدِ قاسمؑ
۲۱۷۔	حق نے علیؑ کو رتبۂ اعلیٰ عطا کیا	۳۱	حضرت علیؑ
۲۱۸۔	حیران ہوں کیوں گریہ نکلتا ہے زباں سے	۴۵	امام حسینؑ کا بچپن
۲۱۹۔	حقیقتاً تپ فرقت کا کچھ علاج نہیں	۵۵	فاطمہ صغرا
۲۲۰۔	حق سے پدر کے جب علی اکبرؑ ادا ہوئے	۴۰	حضرت علی اکبرؑ
۲۲۱۔	حق نے کی احمدِ مختار پہ مختاری ختم	۴۸	حضرت رسولؐ خدا

(خ)

۲۲۲۔	خالی ہوا جو شہر ہے مدینہ رسولؐ کا	۴۸	مدینے سے سفر
۲۲۳۔	خیمے میں اجازت کو جب آئے علی اکبرؑ	۸۳	حضرت علی اکبرؑ
۲۲۴۔	خاصانِ حق بلا میں سدا مبتلا رہے	۸۳	امتحان
۲۲۵۔	خدا نے نور کا احمدؐ کے جب ظہور کیا	۸۰	شہادتِ فاطمہ زہراؑ
۲۲۶۔	خدا کسی کو نہ داغِ پسر نصیب کرے	۵۸	حضرت علی اکبرؑ
۲۲۷۔	خوبیاں ساری ہوئیں احمدِؐ مختار پہ ختم	۴۰	حضرت رسولِ خداؐ
۲۲۸۔	خیمۂ خاص میں شہ آئے جو دشت کیں سے	۴۲	رخصت امام حسینؑ
۲۲۹۔	خیمے میں گئے شاہ جو عاشور کی شب کو	۶۶	حضرت عباسؑ
۲۳۰۔	خیمۂ شاہ میں جب لوٹنے والے آئے	۴۹	خیموں کا لٹنا
۲۳۱۔	خبر میں یوں ہے کہ جب قطع رنج راہ ہوئے	۴۶	
۲۳۲۔	خرقِ عادت ہر پیمبرؑ کا جدا مشہور ہے	۵۴	معجزاتِ نبیؐ وولیؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(د)

۲۳۳۔	داخل وطن میں آ کے جب اہلِ حرم ہوئے	۵۲	حضرت فاطمہ صغرا
۲۳۴۔	داغ اولاد کا یارب نہ کسی دل پر ہو	۳۵	حضرت علی اکبر
۲۳۵۔	دربار میں اسیروں کی جس دم طلب ہوئی	۳۵	دربار شام
۲۳۶۔	دربار میں ظالم کے جب اہلِ حرم آئے	۳۵	دربار شام
۲۳۷۔	دن رات تپ ہجر تھی صغرا کے جو تن میں	۳۶	خط صغرا
۲۳۸۔	دیکھا جب صغرا نے جانے پہ پدر تیار ہے	۳۹	مدینے سے سفر
۲۳۹۔	دیکھا جب اکبر زخمی نے پھوپھی آ پہنچی	۴۱	حضرت علی اکبر
۲۴۰۔	دیکھا جب باپ کو نرغے میں علی اکبر نے	۵۴	حضرت علی اکبر
۲۴۱۔	دیکھا جب فاطمہ صغرا نے پدر جاتا ہے	۳۸	مدینے سے سفر
۲۴۲۔	دیکھا ہلال ماہِ محرم جو [illegible] میں	۵۲	چاند رات
۲۴۳۔	دیکھا جب فاطمہ صغرا نے سفر سرور کا	[illegible]	مدینے سے سفر
۲۴۴۔	دیکھو اے مومنو احسان حسین ابن علی	۵۵	امام حسین
۲۴۵۔	دیکھی اک دن جو نویں جلد بحار الانوار	۳۹	حال جناب رقیہ
۲۴۶۔	دونوں لشکر ہوئے آراستہ جس دم رن میں		صبح عاشور
۲۴۷۔	دیارِ کوفہ میں پہنچے جو بے وطن مسلم	۵۰	حضرت مسلم

(ذ)

۲۴۸۔	ذکر جس وقت سنا قیدیوں کے آنے کا	۹۷	دربار شام

(ر)

۲۴۹۔	رن میں زخموں سے جو زینب کے پسر چور ہوئے	۸۴	حضرت عون و محمد

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۵۰۔	رعد کو نعرۂ عباسؑ سے ہیبت آئی	۶۵	حضرت عباسؑ
۲۵۱۔	رہ گئے جب بیکس و تنہا حسینؑ ابن علیؑ	۴۲	امام حسینؑ کی تنہائی
۲۵۲۔	رخصت کو علی اکبرؑ جب ماں کے قریں آیا	۳۹	حضرت علی اکبرؑ
۲۵۳۔	رخصت کو کہا جب علی اکبرؑ نے پدر سے	۱۶۷	حضرت علی اکبرؑ
۲۵۴۔	رضا خدا کی ہے اولاد کی محبت میں	۶۱	حضرت علی اکبرؑ
۲۵۵۔	رن میں جب وعدۂ شبیرؑ برابر آیا	۴۱	حضرت علی اکبرؑ
۲۵۶۔	رہے سجادؑ گرفتار تعب ساری عمر	۶۹	مصائب سیّد سجادؑ
	(ز)------		
۲۵۷۔	زنداں سے جب اہل حرم چھوٹ کر آئے	۴۰	مدینے واپسی
۲۵۸۔	زہراؑ نے جب پائی خبر شبیرؑ بے سر ہوگیا	۳۵	امام حسینؑ
۲۵۹۔	زہراؑ کو محبت تھی بہت شبیرؑ سے	۳۸	حضرت فاطمہ زہراؑ
۲۶۰۔	زینبؑ کو عشق سبط نبیؐ سے کمال تھا	۴۱	امام حسینؑ
۲۶۱۔	زینبؑ پہ مصیبت شب عاشور عجب تھی	۴۱	امام حسینؑ
۲۶۲۔	زینبؑ کو یہ کچھ عشق حسینؑ ابن علیؑ تھا	۴۷	امام حسینؑ
۲۶۳۔	زینبؑ کو کیا ہی قتل کی شب اضطراب تھا	۹۱	امام حسینؑ
۲۶۴۔	زیادہ ہوتی ہے ہر ماں کو الفت دختر	۵۴	فاطمہ صغراؑ
۲۶۵۔	زینبؑ کا گزر جب ہوا دربار لعیں میں	۵۱	جناب زینبؑ
	(س)------		
۲۶۶۔	سجادؑ کو تقدیر جو لے آئی وطن میں	۵۷	مدینے واپسی
۲۶۷۔	سالک منزل تسلیم و رضا تھے عباسؑ	۸۵	حضرت عباسؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۶۸۔	سال اٹھارواں اکبر کو جب آغاز ہوا	۳۹	حضرت علی اکبرؑ
۲۶۹۔	سب کو معلوم ہے یہ لختِ جگر ہے فرزند	۴۲	حضرت عباسؑ
۲۷۰۔	سچ ہے کہ چھپائے سے محبت نہیں چھپتی	۵۳	حضرت عباسؑ
۲۷۱۔	سرسبز جب بہشت میں ابن حسن گیا	۵۰	حضرت قاسمؑ
۲۷۲۔	سرور نے شب قتل کہا اہل حرم سے	۵۰	عباسؑ کا علم اور علمداری
۲۷۳۔	سوادِ شام کے جب متصل حرم پہنچے	۴۱	داخلۂ شام
۲۷۴۔	سوادِ شام پہ جب کی نظر اسیروں نے	۴۰	داخلۂ شام
۲۷۵۔	سو جان سے زینبؑ شہ بیکس پہ فدا تھی	۵۱	حضرت زینبؑ
۲۷۶۔	سوئے عراق جو شاہنشہ حجاز چلا	۴۸	مدینے سے سفر
۲۷۷۔	سفرِ سبطِ پیمبرؐ کا جو سامان ہوا	۴۴	مدینے سے سفر

(ش)

۲۷۸۔	شادیانے جو لگے بجنے صفِ دشمن میں	۴۳	شامِ غریباں
۲۷۹۔	شاہ نے جب کہ وصی اپنا کیا عابدؑ کو	۴۱	واقعاتِ عاشورہ
۲۸۰۔	شاہ سے جب کہ مرخص ہو علمدار چلا	۴۰	حضرت عباسؑ
۲۸۱۔	شاہ سے مانگنے رخصت جو علمدار آیا	۴۰	حضرت عباسؑ
۲۸۲۔	شاہ کے غم میں سدا آنسو بہاؤ یارو	۴۱	عزاداروں کا مرتبہ
۲۸۳۔	شاہزادے زنِ حارث کے جو مہمان ہوئے	۲۴	پسرانِ مسلمؑ
۲۸۴۔	شب آئی مومنو جب دشت میں شہ کی شہادت کی	۳۵	عباسؑ کا علم اور علمداری
۲۸۵۔	شہیدِ ظلم جو وہ شاہ تشنہ کام ہوا	۳۲	کربلا میں شیر کی آمد
۲۸۶۔	شہیدِ تیغِ ستم جب حسینؑ امام ہوئے	۳۳	شہادتِ حسینؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۸۷۔	شیریں کا حال جو کہ مکرّر رقم کرے	۸۵	روایتِ شیریں
۲۸۸۔	شہ پہ گزند جو ستم گاروں کے لشکر نے کیا	۶۲	حضرت عون ومحمد
۲۸۹۔	شہید ہوگئے جب شاہ سجدۂ رب میں	۵۳	ذوالجناح
۲۹۰۔	شبیرؑ کے انصار سب اچھے تھے ازل سے	۱۳۴	اصحابِ حسین
	(ص)۔۔۔۔۔۔		
۲۹۱۔	صغرا نے سنا جب کہ شہ کربلا پھرے	۳۷	جنابِ صغرا
۲۹۲۔	صغرا یہی کہتی تھی نہ آئے مرے بابا	۳۶	جنابِ صغرا
۲۹۳۔	صغرا نے جو دیکھا کہ کہیں جاتے ہیں بابا	۳۸	جنابِ صغرا
۲۹۴۔	صغرا کو مدینے میں یہ اک دن خبر آئی	۴۱	واپسی اہلِ حرم
۲۹۵۔	صغرا کو خبر جب ہوئی آمد ہے پدر کی	۴۰	واپسی اہلِ حرم
۲۹۶۔	صغرا کو نظر آیا جو انداز سفر کا	۵۴	مدینے سے سفر
۲۹۷۔	صغرا غمِ شبیرؑ سے دن رات حزیں تھی	۴۹	تنہائی صغرا
۲۹۸۔	صغرا نے جو دیکھا کہ سفر کرتے ہیں شبیرؑ	۵۶	مدینے سے سفر
۲۹۹۔	صغرا جو تھی مریض پدر کے فراق سے	۴۲	تنہائی صغرا
۳۰۰۔	صغرا مرض میں ہجر کے جب مبتلا ہوئی	۵۴	تنہائی صغرا
۳۰۱۔	صغرا جو گرفتار ہوئی ہجرِ پدر میں	۴۱	تنہائی صغرا
۳۰۲۔	صغرا غمِ سرور سے جو مصروفِ بکا تھی	۲۶	تنہائی صغرا
۳۰۳۔	صغرا کو جب خبر ہوئی سرورؑ کا کوچ ہے	۴۴	مدینے سے سفر
۳۰۴۔	صغرا کو جب کہ چھوڑ کے شہ نے سفر کیا	۵۳	مدینے سے سفر
۳۰۵۔	صغرا کو جب پدر کا یقینِ سفر ہوا	۵۵	مدینے سے سفر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۳۰۶۔	صغرا کا عجب حال تھا دوری پدر سے	۳۷	تنہائی صغرا
۳۰۷۔	صغرا کو کیا ہی عشق امامِ انام تھا	۴۹	تنہائی صغرا
۳۰۸۔	صغرا کو جب پدر کے سفر کی خبر ہوئی	۴۱	مدینے سے سفر
۳۰۹۔	صغرا نے سنا آتے ہیں شبیرؑ سفر سے	۵۵	واپسی اہلِ حرم
۳۱۰۔	صف کشی قتل کے میداں میں جو کی اعدا نے	۶۶	واقعاتِ عاشور

(ض)۔۔۔۔۔۔

۳۱۱۔	ضابطہ یوں ہے جواں جب کہ پسر ہوتا ہے	۵۰	حضرت علی اکبرؑ

(ط)۔۔۔۔۔۔

۳۱۲۔	طلب کے کو فے سے جب خط کئی ہزار آئے	۴۱	سفرِ حسینؑ

(ظ)۔۔۔۔۔۔

۳۱۳۔	ظاہر ہے کسی عضو کو صدمہ جو اگر ہو	۴۰	امام حسینؑ
۳۱۴۔	ظہر تک جب مر چکے سب اقربا شبیرؑ کے	۴۷	امام حسینؑ
۳۱۵۔	ظہر کے وقت جو میدان سے آئے اکبرؑ	۶۱	حضرت علی اکبرؑ

(ع)۔۔۔۔۔۔

۳۱۶۔	عازمِ سفر پہ جب کہ امامِ زمن ہوئے	۵۳	مدینے سے سفر
۳۱۷۔	عاشور کی شب شہ نے عبادت میں بسر کی	۶۲	شبِ عاشور
۳۱۸۔	عباسؑ جری سروِ خرامانِ علیؑ تھا	۷۵	حضرت عباسؑ
۳۱۹۔	عجب ہی شان سے رن میں بتولؑ آتی ہے	۳۵	واقعاتِ عاشور
۳۲۰۔	عباسؑ رن میں گھوڑے سے جس دم جدا ہوا	۴۰	حضرت عباسؑ
۳۲۱۔	عالم شبِ عاشور یہ تھا شاہِ زماں کا	۴۲	شبِ عاشور

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۳۲۲۔	علی اکبرؑ نے ارادہ جو کیا میداں کا	۵۲	علی اکبرؑ
۳۲۳۔	عراق کوفہ میں جب سبط مصطفٰےؐ پہنچا	۳۷	داخلۂ کربلا
۳۲۴۔	عباسؑ کی جرأت کا مقر سارا جہان تھا	۱۱۳	حضرت عباسؑ
۳۲۵۔	عزیزو اکبرؑ و عباسؑ جب کہ کام آئے	۳۲	حضرت امام حسینؑ
۳۲۶۔	عطا کرتا ہے یارو ہمت عالی جسے یزداں	۳۵	حضرت عونؑ و محمدؑ
۳۲۷۔	عزیزو ملک دل کو لوٹتی ہے فوج غم ہر دم	۳۶	غم حسینؑ
۳۲۸۔	عزیزو فاطمہ صغراؑ کو یہ جس دم خبر پہنچی	۳۷	مدینے میں خبر شہادت
۳۲۹۔	عزیزو شیرِ خدا کی بھی کیا فضیلت ہے	۳۶	حضرت علیؑ
۳۳۰۔	عقیدِ کبراؑ سے ہوا جب قاسمؑ نوشاہ کا	۴۵	عقدِ قاسمؑ
۳۳۱۔	عیاں جس دم سفیدا ہوگیا صبحِ جدائی کا	۴۱	صبحِ عاشور

(غ)۔۔۔۔۔۔۔

۳۳۲۔	غم فراقِ پدر سے یہ حال صغراؑ تھا	۴۶	تنہائی صغراؑ
۳۳۳۔	غیر تائید الٰہی نہیں عزت ملتی	۶۰	امام حسینؑ
۳۳۴۔	غش سے جب عابدؑ بیمار نے فرصت پائی	۳۷	قید خانہ شام
۳۳۵۔	غم اولاد ہے اے یارو گوارا کس کو	۱۳۶	حضرت علی اکبرؑ
۳۳۶۔	غروب روز نہم جب کہ آفتاب ہوا	۴۸	حالات شب عاشور

(ف)۔۔۔۔۔۔۔

۳۳۷۔	فی النار جب معاویہ بد عمل ہوا	۶۲	واقعات کربلا کا آغاز
۳۳۸۔	فرقت ہوئی صغراؑ کو جو سلطان زماں سے		مدینے سے سفر
۳۳۹۔	فرقت سے بلا اور زیادہ کوئی کب ہے	۵۲	جناب فاطمہ صغراؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۳۴۰۔	فرقت زدہ کو خط جو نہ آئے تو غضب ہے	۴۶	جناب فاطمہ صغرا
۳۴۱۔	فاطمہ کبرا جو بنائی بنی	۴۳	عقدِ قاسم

(ق)۔۔۔۔۔۔۔

۳۴۲۔	قید سے چھوٹ کے جب سیّد سجادؑ آئے	۴۴	حالات اربعین
۳۴۳۔	قید ہو شام میں جب آل پیمبرؐ آئے	۵۰	زندان شام
۳۴۴۔	قید سے چھوٹ کے پہنچی جو وطن میں زینبؑ	۴۳	واپسی مدینہ
۳۴۵۔	قتل شہ جب ہوئے سجادؑ پہ غش طاری تھے	۴۵	عصر عاشور
۳۴۶۔	قید میں آل نبیؐ جب سر دربار آئے	۳۸	دربار شام
۳۴۷۔	قاسمؑ نے چچا سے جو اجازت طلبی کی	۳۸	حضرت قاسمؑ

(ک)۔۔۔۔۔۔۔

۳۴۸۔	کام آیا جو میدان میں فرزند حسنؑ کا	۴۰	حضرت عباسؑ
۳۴۹۔	کیا بارگاہ سبط رسالت پناہ ہے	۱۲۰	روضہ حسینؑ کی تعریف
۳۵۰۔	کچھ زندگی کا یارو نہیں اعتماد ہے	۸۹	بے ثباتی دنیا، چاندرات
۳۵۱۔	کعبے میں جس وقت خط مسلمؑ کا آیا شاہ کو	۴۵	کوفے سے کوچ
۳۵۲۔	کھینچی جو صف بہ دشت بلا فوج شام نے	۳۸	شہادت امام حسینؑ
۳۵۳۔	کیا عابدؑ کو جو مجلس میں طلب حاکم نے	۴۴	دربار شام
۳۵۴۔	کھلے نشان جو رن میں سپاہِ اظلم کے	۴۰	صبح عاشور
۳۵۵۔	کوفے میں اہل بیت کو جب شام ہوگئی	۴۲	اسیری اہل بیت
۳۵۶۔	کٹ گیا جب سر سردار دو عالم تن سے	۴۴	عصر عاشور
۳۵۷۔	کنارِ نہر جو عباسؑ کو پسند ہوا	۵۹	حضرت عباسؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۳۵۸۔	کس شوکت و حشمت سے آمد ہے محرم کی	۴۲	آمدِ محرم
۳۵۹۔	کعبے سے کوفے کو جس دم شہِ ذی جاہ چلے	۴۶	کعبے سے سفر
۳۶۰۔	کئی ہزار جو خط کوفیو نے بھجوائے	۴۵	سفرِ حسینؑ
۳۶۱۔	کوفے کو جب وطن سے شہِ بحر و بر چلے	۴۰	سفرِ حسینؑ
۳۶۲۔	کون ایسا ہے جسے خواہشِ اولاد نہیں	۴۹	اولاد
۳۶۳۔	کعبے کو شاہ جب مع اہلِ حرم چلے	۵۳	سفرِ حسینؑ
۳۶۴۔	کوئی دنیا میں نہ بے وارث و بے والی ہو	۴۵	رخصتِ امام حسینؑ
۳۶۵۔	کوئی امام کا جب یار و آشنا نہ رہا	۳۳	عصرِ عاشور
۳۶۶۔	کوفے کے جانے کو شبیرؑ جو تیار ہوئے	۶۰	سفر مدینے سے
۳۶۷۔	کہہ دی یہ خبر آکے ... نے جو دُلھن سے	۴۶	حضرت قاسمؑ
۳۶۸۔	کی صف کشی جو دشت میں افواجِ شام نے	۴۲	صبحِ عاشور
۳۶۹۔	کیا حوصلہ ہے یارو حسینؑ شہید کا	۴۶	امام حسینؑ
۳۷۰۔	کیا جاں نثارِ سبطِ پیمبرؐ عفیفؔ تھا	۶۳	عبداللہ عفیف
۳۷۱۔	کوفے میں جب حرم حضرت شبیرؑ آئے	۳۳	اسیری

(گ)۔۔۔۔۔۔

۳۷۲۔	گرچہ کتنے تھے بہت خوب نبیؐ کے اصحاب	۵۱	اصحابِ حسینؑ
۳۷۳۔	گزرِ منزلِ تسلیم و رضا مشکل ہے	۴۱	امام حسینؑ کا بچپنا

(ل)۔۔۔۔۔۔

۳۷۴۔	لکھا ہے خانۂ زہراؑ جو بے چراغ ہوا	۴۰	شہادتِ امام حسینؑ
۳۷۵۔	لائے شہِ دیں اصغرِؑ زخمی کو جو رن سے	۳۷	شہادتِ امام حسینؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۳۷۶۔	لعیں کی بزم میں زینب جو بے نقاب آئی	۴۱	دربارِ شام
۳۷۷۔	لکھا ہوا نہیں مٹتا کسی کی قسمت کا	۲۶	حالاتِ ہند
۳۷۸۔	لکھا ہے ہند گئی تھی جو پہلے زنداں میں	۱۱۰	روایتِ ہند
۳۷۹۔	لعیں کے سامنے عابد جو اشک بار آئے	۳۵	دربارِ شام
۳۸۰۔	لاشِ اکبر کی جو میدان سے لائے شبیر	۳۹	حضرت علی اکبر
۳۸۱۔	لاشہ اکبر کا جو حضرت نے اٹھایا رن سے	۳۷	حضرت علی اکبر

(م)۔۔۔۔۔۔

۳۸۲۔	ماں باپ سے فرزند نہ دشمن کے جدا ہوں	۵۳	حضرت علی اکبر
۳۸۳۔	ماں باپ سے جس وقت جدا ہوگئی صغرا	۴۲	حضرت فاطمہ صغرا
۳۸۴۔	مبتلا اور مرض میں جو بشر ہوتا ہے	۴۹	حضرت فاطمہ صغرا
۳۸۵۔	متحمل ہوا دل جب غمِ فرزندی کا	۴۱	حضرت علی اکبر
۳۸۶۔	محبو، عشق کا سب کاروبار مشکل ہے	۴۵	جنابِ صغرا
۳۸۷۔	مدینے سے عزیزو قاصد صغرا جو آپہنچا	۴۰	قاصد صغرا
۳۸۸۔	مدینے میں ہوا غل نامہ بر آیا ہے صغرا کا	۴۴	قاصد صغرا
۳۸۹۔	مرکبِ شبیر جب راکب سے خالی ہوگیا	۴۲	عصرِ عاشور
۳۹۰۔	میدان کی مانگی جو رضا ابنِ حسن نے	۵۴	حضرت قاسم
۳۹۱۔	میدان سے لاش آئی جو فرزندِ حسن کی	۵۲	حضرت قاسم
۳۹۲۔	مردمِ چشم کا پانی میں نہ کیوں کر گھر ہو	۴۳	آنسو
۳۹۳۔	مرگِ اولاد کی گو داغِ دلِ مادر ہے	۶۰	جنابِ سکینہ
۳۹۴۔	مشہور ہے زینب کی محبت شہِ دیں سے	۴۴	عصرِ عاشور

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۳۹۵۔	مشہور ہے ماں عاشقِ اولاد جہاں میں	۵۱	جنابِ سکینہ
۳۹۶۔	مصطفےٰ کہتے تھے اک دن ہووے امت کو نجات		نجاتِ اُمت
۳۹۷۔	مقام خوف و رجا یہ سرائے فانی ہے	۴۴	بے ثباتی
۳۹۸۔	ملی جب تعزیہ داری کی رخصت بنت زہرا کو	۳۴	قید سے رہائی
۳۹۹۔	منظور شہ کو جب سفرِ کربلا ہوا	۳۶	مدینے سے سفر
۴۰۰۔	منقول ہے یہ ناقلِ شیریں کلام سے	۴۸	روایت شریں
۴۰۱۔	مومنو آج ہے سرور کی شہادت کا روز	۳۶	صبح عاشورہ
۴۰۲۔	مومنو جب کہ شب قتل ہوئی رن میں اخیر	۳۶	شب عاشور
۴۰۳۔	مومنو جب عرصۂ محشر میں آوے گی بتول	۳۸	حال محشر
۴۰۴۔	مومنو حیدر کی شفقت دیکھو	۴۷	حضرت علیؑ
۴۰۵۔	میدان شہادت میں جب شاہ ہے تنہا	۳۹	عصر عاشور
۴۰۶۔	مومنو الفت صادق میں اثر ہوتا ہے	۴۵	جناب سکینہ
۴۰۷۔	محل میں اپنے یہ جب ہند نے خبر پائی	۴۱	ہند

(ن)------

۴۰۸۔	نرغہ ستم گروں کا ہوا جب امام پر	۵۱	روز عاشور
۴۰۹۔	نہر پر جب بادشاہ تشنہ لب بے سر ہوئے	۴۴	امام حسینؑ
۴۱۰۔	نگہبانوں نے دیکھا جب کہ دن سے رات ہوتی ہے	۴۳	شہادت حضرت سکینہ
۴۱۱۔	نصرت ہوئی جب بادشہِ جن و بشر کی	۱۲۶	زعفرِ جن

(و)------

۴۱۲۔	وارد جو کربلا میں ہوئے بادشاہ دیں	۳۶	شہادت امام حسینؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۴۱۳۔	واقف ہے خدا فضل ومناقب سے علیؑ کے	۴۹	حضرت علیؑ
۴۱۴۔	وطن میں جب خبر آمد امام ہوئی	۴۳	مدینے واپسی
۴۱۵۔	وفورِ غم ہے محرم کی آمد آمد ہے	۴۳	روایت بنی اسد
۴۱۶	وہ کون دل ہے جو اس غم سے دردناک نہیں	۲۹	
	(ہ)۔۔۔۔۔۔۔		
۴۱۷	ہچکی پہ ہچکی پیاس کے مارے آنے لگی جب اصغرؑ کو	۳۱	حضرت علی اصغرؑ
۴۱۸	ہر بشر پر ہے محبت کی نظر ماں باپ کو	۴۵	مصائب سید سجادؑ
۴۱۹	ہوا جو فدیۂ سلطانِ کربلا عباسؑ	۴۲	حضرت عباسؑ
۴۲۰	ہوا جو سبطِ نبیؐ سے فراق صغرا کو	۳۷	تنہائی صغرا
۴۲۱	ہوتا ہے تعشق انساں کو کسی سے	۷۹	محبت
۴۲۲	ہو کے مجروح جو بابا کو پکارا اکبرؑ	۴۳	حضرت علی اکبرؑ
۴۲۳	ہوگیا جب کہ مہیائے شہادت اکبرؑ	۴۳	حضرت علی اکبرؑ
۴۲۴	ہر ایک پہ دشوار یتیمی کی بلا ہے	۴۶	حضرت سکینہ
۴۲۵	ہوتے ہیں والدین سب اولاد پر فدا	۴۷	اولاد
۴۲۶	ہر بشر مرتبۂ عشق سے کیا واقف ہے	۵۳	عشق
۴۲۷	ہو نہ اولاد کا یارب کسی دشمن کو داغ	۴۹	غم اولاد
۴۲۸	ہوئی جو دردِ جدائی میں مبتلا صغرا	۳۹	خط صغرا
۴۲۹	ہوئی نمودِ سحر جب شبِ شہادت کی	۳۹	صبح عاشور
۴۳۰	ہوئی علیؑ کو یہ جس دم خبر لب کوثر	۳۸	صبح عاشور
۴۳۱	ہوئی محبوس جب بالی سکینہ قید خانے میں	۳۵	جناب سکینہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۴۳۲	ہوتا ہے اہل دل سے سر انجام عشق کا	۵۲	جناب سکینہ
۴۳۳	ہوا جو وارد صحرائے کربلا شبیر	۳۸	کربلا میں داخلہ
۴۳۴	ہاں ساکنان ارض و سما فکر غم کرو		غم حسین

(ی)۔۔۔۔۔۔

۴۳۵	یارو واجب ہے تمہیں آٹھ پہر یاد علی	۵۷	حضرت علی
۴۳۶	یارو وقت آتا ہے جب انتقال کا		وقت نزع
۴۳۷	یارو حیدر کی شجاعت سے خدا واقف ہے	۶۸	حضرت علی
۴۳۸	یارو یہ بزم عزا سید ابرار کی ہے	۳۶	امام حسین
۴۳۹	یارو جس کو ورثۂ حضرت حسن ملا	۴۰	امام حسن
۴۴۰	یثرب سے جب امام نے عزم سفر کیا	۴۸	مدینے سے سفر
۴۴۱	یوں تو ہر طفل ہے پیارا پدر و مادر کا	۴۹	ولادت علی اصغر
۴۴۲	یوں روایت ہے سکینہ کو امیر شام نے	۴۱	دربار شام
۴۴۳	یوں روایت کرتے ہیں سب راویان معتبر	۴۲	حضرت جعفر طیار
۴۴۴	یاروں تھے ایک نور سے پیدا حسن حسین	۵۹	شہادت امام حسن
۴۴۵	یارب تپ غم سے کوئی بیمار نہ ہووے	۳۹	فاطمہ صغرا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ذکاؔ

مرزا محمد مخدوم بخش

مرزا محمد مخدوم بخش بیگ نام اور ذکاؔ تخلص، ان کے بزرگوں کا وطن ایران تھا۔ ذکاؔ لکھنؤ میں پیدا ہوئے تھے۔ شیخ امام ناسخؔ سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔

اعظم الدولہ میر محمد خاں سرورؔ لکھتے ہیں:-

''ذکاؔ تخلص اسمش مرزا محمد مخدوم بخش بیگ، شخص خلیق و یار باش، اصلش از سرزمین ایران، متوطن لکھنؤ، شاگرد شیخ امام بخش ناسخؔ، دریں ولا بہ سبب ملازمی مرشد زادہ آفاق مرزا سلیمان شکوہ بہادر، دام اقبالہ وارد دارالخلافہ شدہ، از ملاقاتش معلوم گردید کہ مرد قابل و اشراف قوم خود دار است۔ کلامش باعث انشراح خاطر سامعان۔'' (عمدۂ منتخبہ)

مصحفیؔ نے بھی ذکاؔ کے بارے میں چند ایک باتوں کا اضافہ کیا ہے:-

''بمقتضائے موزونی طبع چیزے کہ موزوں میکند آنرا بعد از فوت میر سوزؔ بہ نظر اصلاح مرزا خانی نوازش تخلص گزرانیدہ و در ایام مہاجرت استاد خود چندے بہ پیش شیخ امام بخش ناسخؔ ہم کلام خود چندے بہ زیور اصلاح عروس غزل را گلے ساختہ عمرش تخمیناً قریب چہل سال بود۔'' (ریاض الفصحا)

(مصحفیؔ کا ترجمہ):-

''مرزا محمد بخش نام۔ ذکاؔ تخلص۔ جوان خوش تقریر اور تہذیب یافتہ مہذب الاخلاق تھے۔ اور جو کچھ کلام کہتے تھے اُس میں میر سوزؔ کے شاگرد مرزا خانی نوازشؔ سے اصلاح لیتے تھے اور ہجرت کے دنوں میں امام بخش ناسخؔ کو کلام دکھاتے تھے۔ (عروس غزل) غزل کہتے تھے۔ ان کی عمر تقریباً چالیس (۴۰) سال کی ہوگی''۔

گارساں دتاسی نے ''تاریخ ادب ہندوستانی'' میں ان کا نام ''مرزا شیخ منشی محمد

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مخدوم بیگ'' لکھا ہے۔ مصحفی نے ان کا نام ''مرزا محمد بخش لکھ دیا ہے۔ اسے سہو خیال کرنا چاہئے۔ اگار رساں و تاسی، محسن علی اور نساخ نے اُن کے نام کے ساتھ ''شیخ'' لکھا ہے۔ ظاہر ہے یہ بھی غلطی ہوئی ہے۔ ''مرزا'' اور ''بیگ'' جب دونوں لفظ موجود ہیں تو وہ شیخ کس طرح ہو سکتے ہیں۔

محسن علی نے ''سراپا سخن'' میں ان کو ''نوحہ خوان جناب سید الشہدا'' اور مرزا خانی نوازش کا شاگرد کہا ہے۔ نساخ نے لکھا ہے نوحہ خوان، ساکن لکھنؤ شاگرد مرزا خانی نوازش۔ (سخن شعرا)

محسن علی نے انھیں ''مرحوم'' لکھا ہے۔ خیال ہے کہ ۱۲۲۹ھ مطابق ۱۸۵۳ء سے پہلے ذکا کا انتقال ہو چکا تھا۔

سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:۔

''موزوں الطبع، خوش نوا، مرزا مخدوم بخش، تخلص ذکا، موجد نوحہ خوانی، شاگرد مرزا خانی۔'' (خوش معرکہ زیبا)

ابتدا میں وہ نوازش کو کلام دکھاتے ہوں گے بعد میں ناسخ کے شاگرد ہو گئے ہوں گے۔ سرور اور مصحفی دونوں کا شاگرد ناسخ لکھنا مستند سمجھنا چاہئے۔ تمام تذکرہ نگاروں نے اُن کو ''نوحہ خوان'' لکھا ہے اور ناصر نے نہ معلوم کس بنا پر ''موجد نوحہ خوانی'' لکھ دیا ہے۔ اس لئے کہ نوحہ خوانی بہت قدیم فن ہے۔ ایران سے دہلی تک اس کے مختلف طریقے رائج تھے۔

یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے نوحہ گوئی میں کچھ اضافے کئے ہوں اور خوش گلو ہونے کی وجہ سے اپنے تصنیف کردہ نوحوں کو لحن سے پڑھ کر ایک سماں باندھ دیتے ہوں۔ راقم الحروف کے قلمی ذخیرے میں ان کے متعدد نوحے ہیں۔ ان کی تصنیف کردہ ایک ''مہندی'' بطورِ نمونہ درج ہے:

دھوم سے رات کو قاسم کی جو آئی مہندی ۔۔۔ سالیوں نے بڑی چاہوں سے لگائی مہندی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

بیاہ کی شب کے گزرتے ہی ہوا صبح کو قتل
موت کو بھی بنے قاسم کے نہ بھائی مہندی

عرش پر دی تھی فرشتوں نے مبارکبادی
گھر میں سسرال سے قاسم کے جو آئی مہندی

گوندھی جس ظرف میں مہندی بنے قاسم کیلئے
چلی وہ مہندی تو حوروں نے اٹھائی مہندی

کٹ گئے ہاتھ وہ جن ہاتھوں میں مہندی تھی رچی
خون دولہا کا ہوا رنگ یہ لائی مہندی

حیف اے چرخ کہن ابن حسن کی تو نے
ہائے پانی کے عوض خوں سے گوندھائی مہندی

ہاتھ خوں سے ہوئے رنگین عوض مہندی کے
اے ذکا دشت میں قاسم نے یہ پائی مہندی

نمونۂ کلام

دل عاشق شمعِ رُخ جانانہ ہوا ہے
مر جائے گا جل کر یہ دیوانہ ہوا ہے

اللہ رے کیا عشق بتاں میں ہے رسائی
یہ کعبۂ دل اپنا صنم خانہ ہوا ہے

موت کے نام سے ڈر جاتے ہیں ڈرنے والے
تو نے دیکھے نہیں ظالم ابھی مرنے والے

ہم نہیں آپ کی تلوار سے ڈرنے والے
یاد رکھنا کہ برے ہوتے ہیں مرنے والے

بیٹھ کر صحبت ناجنس میں بگڑے ہیں تو بس
وہ کسی سے بھی کہیں اب ہیں سنورنے والے

قدر عاشق نہیں تم کو بڑے بے قدر ہو تم
ایسے ملتے ہیں کہاں پیار کے کرنے والے

لوگ عزت سے ہمیں سر پہ چڑھاتے ہیں ذکا
ہم کسی کے بھی نہیں جی سے اترنے والے

ہم نہ دل دے کے تمہیں جی سے گزر جائیں گے
آپ وہ ہیں کہ ابھی لے کے مکر جائیں گے

مجھ کو اس حال سے لے جانا جنوں ان کے حضور
دل کے نازک ہیں بہت دیکھ کے ڈر جائیں گے

بے اجل مار نہ ہم کو شب وصل ہے آج
یہ نہ کہہ منھ سے کہ ہم وقت سحر جائیں گے

جو ہوا شیفتہ اُس کا سو بہت خوار ہوا
دل بھی میرا اُسی گیسو میں گرفتار ہوا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تندرستی میں تو مجھ سے تجھے پرہیز رہا — اب توانائی کہاں جب کہ میں بیمار ہوا
زندگانی سے ذکاؔ اپنی میں آیا ہوں بہ تنگ — آہ کیوں مجھ کو خیالِ دہنِ یار ہوا

مری جانب الٰہی کون خوش رفتار آتا ہے — کہ جس کے پاؤں کے کھٹکے میں دل قربان جاتا ہے
میں صدقے اس تری شرم و حیا کے او مرے مرزا — تو کیوں غیروں میں مجھ کو دیکھ کر ایسا لجاتا ہے
ذرا ہٹ کر مرے پہلو سے بھائی غم ادھر بیٹھو — تمہاری ہم نشینی سے تو میرا جان جاتا ہے
وصالی دیکھیو دیدے کی جب میں مانگتا ہوں دل — مکر جاتا ہے اور الٹی مجھے گھڑکی بتاتا ہے
لڑکپن پر نہ جانا اس کے ہرگز اے دلِ شیدا — وہ لڑکا ہے جو داناؤں کو باتوں میں ڈراتا ہے
ہجومِ مردماں ہے اس لیے آج اس کے کوچہ میں — ذکاؔ سا بے گنہ ہاتھوں سے اس کے پٹا جاتا ہے

واے مایوسی قسمت کہ چمن میں اک دم — سیر ہم کرنے نہ پائے کہ گرفتار ہوئے
اب نہ تو چھوڑیو اے دستِ ہوس دامنِ یار — ایسے جھوٹے تو کئی وصل کے اقرار ہوئے
اس سے کس منہ سے کروں آہ سوالِ بوسہ — بات کرتا ہوں تو کہتا ہے بہت یار ہوئے

کیوں نہ ہو خدمتِ ناسخؔ سے شرف مجھ کو ذکاؔ
شعر میرے بھی زمانے میں نمودار ہوئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

ذکی مرادآبادی

شیخ مہدی علی

شیخ مہدی علی نام، ذکی تخلص، حضرت محمد ابن ابی بکرؓ کی نسل میں تھے، ذکی کے والد شیخ کرامت علی خلف شیخ فضل علی، شیخ محمد واسع کے پوتے تھے۔ ذکی کا ننھیالی سلسلہ حضرت عمر بن خطاب تک پہنچتا ہے۔ ذکی کے اجداد نے مرادآباد میں سکونت اختیار کر لی تھی ۱۲۰۸ھ میں ذکی کی پیدائش مرادآباد میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں پائی۔ جوانی میں اعلیٰ تعلیم کے لیے لکھنؤ گئے اور علمائے فرنگی محل سے استفادہ کیا۔ یہ نواب سعادت علی خان کا آخری زمانہ تھا (طور کلیم ص ۶۵) شاعری کا شوق تو وطن ہی میں پیدا ہو چکا تھا اور اس وقت جو کچھ کہتے تھے اس میں اپنے نام کا پہلا جز "مہدی" بطور تخلص نظم کرتے تھے۔ لکھنؤ جانے کے بعد اس میں خاطر خواہ ترقی ہوئی۔ فارسی کلام اصلاح کے لیے مرزا قتیل کے سامنے پیش کیا۔ اردو شاعری میں شیخ امام بخش ناسخ کی شاگردی اختیار کی۔

ذکی کے تلمذ کے بارے میں امیر مینائی لکھتے ہیں:۔

"شیخ امام بخش ناسخ کے شاگردوں میں نامور تھے (انتخاب یادگار صفحہ ۱۴۰) سری رام نے خم خانہ جاوید جلد سوم صفحہ ۲۵۴ پر اور رام بابو سکسینہ نے تاریخ ادب اردو میں ذکی کو ناسخ کا شاگرد لکھا ہے۔

ذکی لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہو کر واپس آئے تو دہلی چلے گئے۔ یہاں نواب مصطفےٰ خان شیفتہ کے مکان پر محفل مشاعرہ منعقد ہوا کرتی تھی۔ ذکی بھی اس میں شامل ہوئے اور دہلی کے اکابر شعراء سے ملاقاتیں رہیں۔ مرزا قادر بخش صابر گورکانی لکھتے ہیں:۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

''مرد شیریں سخن، ظریف طبع، خوش کلام، تیز فکر، طرز سخن اس کی دل پسند، مادہ تاریخ بہم پہنچانے میں بے مثل و مانند، بیشتر لکھنؤ میں رہے اور ارباب کمال کی ملاقات سے فیض یاب ہوئے، ایک عرصہ ہوا کہ نواب مصطفےٰ خان شیفتہ کے مکان میں بزم شعر خوانی منعقد ہوئی تھی۔ اسی اثناء میں یہ سخن سنج بھی دہلی میں وارد ہوئے، اب ایک مدت سے اس گل زمین میں قدم رنجہ نہیں کیا''۔ (گلستان سخن ص ۵۳۰۔ ۵۳۱)

اسیر نگر نے لکھا ہے ذکیؔ دہلی سے سہارن پور چلے گئے تھے اور سرکار برطانیہ کی جانب سے کچھ دن یہاں تحصیل دار رہے (یادگار شعرا ص ۹۲) اسی زمانے میں پنجاب کے بعض شہروں کی بھی سیر کی۔ ایک شعر میں پنجاب کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:۔

ملک پنجاب نظر آتا ہے فردوس ذکیؔ
جب کہ پڑتی ہے نظر سایۂ طوبیٰ کی طرف

ملازمت کا یہ سلسلہ بھی ذکیؔ نے جلد ترک کر دیا اور یہاں سے حیدر آباد دکن کا رخ کیا۔ ناصر الدولہ نظام الملک بہادر آصف جاہ پنجم (۱۲۴۴ھ تا ۱۲۷۲ھ) کا عہد تھا۔ ذکیؔ نے نظام کی مدح میں معرکتہ آلارا قصائد لکھے جو کلیات میں موجود ہیں اور والئ ریاست سے خلعت و انعام اور عمائد شہر سے عزت و احترام پایا''۔

(خم خانہ جاوید جلد سوم ص ۲۵۵)

حیدر آباد دکن کے ہنگامہ پرور قیام کے دوران بھی وطن کی محبت ان کے دل سے نہ نکلی، اور کچھ مدت قیام کرنے کے بعد مراد آباد واپس آئے، چند روز گذار کر لکھنؤ چلے گئے، اس وقت بادشاہ اودھ نواب واجد علی شاہ سریر آرائے حکومت ہو چکے تھے۔ ان کے مصاحبوں میں ایک نواب قطب الدولہ تھے۔ انھوں نے ذکی کو دربار شاہی میں پیش کیا اور ملازمت مل گئی، واجد علی شاہ نے ذکیؔ کو ''ملک الشعراء'' کا خطاب عطا کیا جو آخر میں ان کے نام کا جزو بن گیا۔ ان کی مہر میں ملک الشعراء شیخ مہدی علی خان ۱۲۶۵ھ کندہ تھا۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سید علی حسن خان لکھتے ہیں:۔

"ذہن وذکا اور طبع رسا میں بہت ممتاز، ایک مدت تک لکھنؤ میں رہے۔ اور شاہ اودھ کے دربار سے "ملک الشعراء" کا خطاب ملا۔ ایک قصیدہ فارسی جلوس واجد علی شاہ کے موقع پر ایسا لکھا کہ ہر مصرع سے اور حرف منقوطہ اور غیر منقوطہ سے ہر شعر کے الگ الگ تاریخ نکلتی ہے اور دوسری پرلطف بات یہ ہے کہ قصیدہ کے ہر شعر کے مصرع اول کو اگر کسی بیت کے دوسرے مصرع کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو معنی میں فرق نہ آئے اور تاریخ بھی ان چاروں طریقے سے نکلے"۔ (صبح گلشن ص ۳۴)

۱۸۵۷ء میں سلطنت اودھ کا شیرازہ بکھر گیا تو ذکی وطن واپس آکر گوشہ نشین ہو گئے اور ڈیڑھ دو سال کہیں نہ گئے۔ غدر کی شورش ختم ہوئی اور امن وسکون کے دن دوبارہ آئے تو نواب یوسف علی خاں نواب رام پور نے ان کے کلام کی شہرت سن کر رام پور طلب کر لیا اور جب تک نواب زندہ رہے یہ رام پور سے نہیں نکلے۔ نواب کی وفات کے بعد غدر میں ضبط کی گئی اپنی جائیداد کے واگذاشت کرانے کی فکر ہوئی اور ۱۲۸۱ھ میں رام پور سے روانہ ہو کر انبالہ پہنچے یہاں گورنر جنرل کی خدمت میں درخواست پیش کرنے کا ارادہ تھا۔ دو سال کے قریب قیام کرنا پڑا۔ آخر ۱۲۸۳ھ ماہ ذی قعدہ میں وفات پا گئے۔ انبالے میں دفن ہوئے۔

ذکی کے ایک فرزند شیخ مہدی حسن بھی شاعر تھے۔ ذکی کے شاگردوں کا سلسلہ رام پور مراد آباد، بجنور، سہارن پور اور انبالے میں کافی پھیلا ہوا ہے۔ ان میں خصوصیت کے ساتھ نواب شبیر علی خان تنہا، مولوی کفایت علی کافی نعت گو، میر مومن حسین صفی امروہوی، ذوقی رام ذوقی مرادآبادی قابل ذکر ہیں۔

ذکی نے اردو اور فارسی کے دونوں دیوان مکمل کئے تھے۔ ان میں سے اردو کا ضخیم کلیات مطبع منشی نول کشور لکھنؤ سے شائع ہو چکا ہے۔ ذکی کے بھائی شیخ زین العابدین خان نے اس پر تقریظ لکھی ہے۔ ان کی تحریر سے معلوم ہوا کہ وہ بھی ناسخ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کے شاگرد تھے۔

ذکی نے ایک رسالہ "عروض وقوافی" میں "یادگیر" کے نام سے ۱۲۶۵ھ میں مرتب کیا تھا۔ نثر میں پانچ کتابیں۔ (۱) طلسم جام جم (۱۸۴۲ء) (۲) طلسم یاد باختر (۱۸۶۶ء) طلسم آصفی (۱۸۴۵ء) (۴) طلسم حکیم قسطاس (۱۲۶۱ھ)۔ (۵) طلسم سبع سباغ (۱۸۵۴ء) رام پور میں بیٹھ کر لکھی تھیں۔ ان کے مخطوطات رام پور کی لائبریری میں موجود ہیں۔

ذکی بڑے کامیاب شاعر تھے۔ ان کے استاد ناسخ بھی ان کی تعریف کرتے تھے۔

ذکی کے برادر خورد زین العابدین خان لکھتے ہیں۔

"جناب شیخ صاحب (ناسخ) اپنی زبان فیض ترجمان سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مہدی علی خان ذکی فن شاعری میں بے مثل ہیں۔ علی الخصوص تاریخ گوئی میں از سابق تا حال ایسے صنائع بدائع کسی شاعر کی تصنیفات سے نہیں دیکھے اور نہیں سنے۔"

تمام تذکرہ نگار ذکی کے علم وفضل کے مداح ہیں۔ احمد حسن سحر لکھتے ہیں۔ شعرائے لکھنؤ میں ذکی استاد مسلّم الثبوت ہیں (بہار بے خزاں ص ۵۷) محسن لکھتے ہیں۔ "تاریخ گوئی میں دستگاہ خوب رکھتے ہیں"۔ (سراپا سخن ص ۱۱۸) ڈاکٹر اسپرنگر لکھتے ہیں" یہ بڑے تجربہ کار ہیں"۔ سارے متداولہ علوم میں مہارت تھی۔ خصوصاً تاریخ میں ان کے ایسا کم ہی کوئی ہوگا۔ (بزم سخن ص ۶۵) نورالحسن خان لکھتے ہیں۔ "فن تاریخ سے کافی واقفیت تھی (طور کلیم ص ۶۵) سعادت خان ناصر لکھتے ہیں۔" صاحب ارشاد، علم معما اور تاریخ میں استاد (خوش معرکہ زیبا.... ص ۳۷)

لالہ سری رام لکھتے ہیں:۔

"یہ صاحب سخن مورخ بے بدل، فاضل بے مثل، شیریں سخن،

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ظریف اور رزمِ فکر تھے طرزِ سخن نہایت دلفریب اور پسندیدہ ہے''۔

(خم خانہ جاوید جلد سوم ... ص ۲۵۵)

ذکی نے غزل، قصیدہ، مرثیے تقریباً ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ غزلوں سے انتخاب اور ایک غیر مطبوعہ مرثیہ نمونۂ کلام میں شامل ہے۔

بگولے کی طرح اٹھتا ہوں میں صحرا نوردی کو
کیا ہے بے سروپائی میں کیا پائے سفر پیدا

ذکی جوں شمع اپنی زندگی جلتے ہی کٹتی ہے
کیا ہے سوزِ دل کے واسطے جسم کو مگر پیدا

گر بگولے بھی اٹھے خاک سے تو خاک بے لطف
زندگی میں ہے مزا بے سروسامانی کا

حوریں جو آئیں جائے نکیرین قبر میں
کیا کیا مزا اٹھائیں سوال و جواب کا

اے نامہ بر جو پوچھے کے وہ خط ہو رہے خموش
زنہار تو سوال نہ کرنا جواب کا

کیونکر نہ خون ہو مری حسرت بھری نگاہ
آنکھوں میں کٹ گیا ہے زمانہ شباب کا

بے لطف زندگی کی بہاریں ہیں رنج میں
عیش و طرب کے ساتھ مزا ہے شباب کا

مزے جہاں کے اٹھائے یہ خاکساری میں
کہ بندگی میں تماشا کیا خدائی کا

بسے ہوئے تھے دلوں میں ہزار ہا نیرنگ
طلسمِ ہستی موہوم اک بہانہ ہوا

کچھ اور ہے باقی ہوس کوہکن و قیس
یا دیکھ چکے کوہ و بیاباں کا تماشا

شبِ وصل اپنی گذر گئی تو سحر کو اپنا یہ حال تھا
دل و دیدہ حیرت و غم میں تھے کہ یہ خواب تھا خیال تھا

شمع گل ہونے لگی یاران محفل اٹھ چلے
ایک میں رونے کو تنہا انجمن میں رہ گیا

آثارِ صبح ہے کہ مرا حال دیکھ کر
ٹکڑے جگر ہوا ہے شبِ انتظار کا

ہمارے حال پہ لازم ہے رحم او صیاد
کہ پر شکستہ ہیں اور شوق ہے رہائی کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

دم بدم ہوتی ہے تغیر یہاں صورتحال   رنگ ہر حال بدلتی ہے تری یاد نیا

ہوئے بے خود غمِ تنہائی سے   کہتے کس سے ہمیں کیا یاد آیا

بے طرح دل کو عشق کا آزار ہوگیا   کس کی نظر لگی کہ یہ بیمار ہوگیا
لائق سزا کے کشتۂ دیدار ہوگیا   آنکھوں سے دیکھنے کا گنہگار ہوگیا

غفلت میں کام دل ہمیں بے جستجو ملا   اپنی تلاش تھی کہ نصیبوں سے تو ملا

سب ہم صفیر قید سے چھوٹے بہار میں   اک میں اسیرِ الفت صیاد ہوگیا

طرزِ سخن مرقع نیرنگ ہوگیا   کاغذ طلسم خانۂ اثر رنگ ہوگیا

چل بسے اہلِ جنوں خالی بیاباں رہ گیا   جابجا الجھا ہوا کانٹوں میں داماں رہ گیا

منزلِ گہ فنا کی خبر کس سے پوچھئے   جاکر وہاں پھرا نہ کوئی کاروان ہنوز

عشق کی آگ سے بھڑکی دلِ بیتاب میں آگ   برقِ سوزاں سے لگی چشمۂ سیماب میں آگ
آب پاشی مژہ تر کی نہ آئی کچھ کام   سوزِ فرقت سے جو بھڑکی دلِ بے تاب میں آگ

قافلے والو اک ذرا ٹھہرو   پھر کے دیکھو شکستہ پا ہیں ہم
عین غفلت ہے زیست شکلِ حباب   آنکھ کھولی تو بس ہوا ہیں ہم

تڑپتے رہے بلکہ مرتے رہے ہم   مگر دم محبت کا بھرتے رہے ہم

ہر چند گناہ گار ہیں ہم   رحمت کے امیدوار ہیں ہم
اے حشر خبر شتاب لینا   بے تاب تہِ مزار ہیں ہم
ہو خاک سے اپنی لالہ پیدا   خوں میں جگر بہار ہیں ہم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

شیخ مہدی علی ذکی

غیر مطبوعہ

مرثیہ

۱
رخصت جہاں سے بانو کے سروروں کی ہے — عین بہار میں مگر آمد خزاں کی ہے
حالت یہ تباہ خسرو کون و مکاں کی ہے — کہتے ہیں حق سے اب نہیں طاقت فغاں کی ہے
دشوار ہے کہ ضبط کروں شور و شین کو
اکبر کے غم میں صبر عطا کر حسین کو

۲
عزت وہ ہو کہ رنج و الم سے فراغ ہو — مضطر نہ ہوں جو گل مرے گھر کا چراغ ہو
نزدیک ہے کہ دل ہمہ تن غم کا داغ ہو — صرف خزاں جوانی اکبر کا باغ ہو
پرنور چشم دل ہو نور نظر نہ ہو
غم ہو پہ اشک بار میری چشم تر نہ ہو

۳
ناگہ صدا یہ آئی کہ اے قبلۂ امم — جلد آئیے کہ ہوئے رہ حق میں نثار ہم
درپیش روح کو ہے رہ منزل عدم — یہ غیر حال ہے کہ غش آتے ہیں دم بہ دم
دنیائے بے ثبات سے منھ موڑتا ہوں میں
حضرت کے انتظار میں دم توڑتا ہوں میں

۴
آنکھوں میں دم ہے اے شہ ابرار آئیے — دیتا ہے جان طالب دیدار آئیے
گھیرے ہیں چار سمت سے کفار آئیے — مہلت بس ایک دم کی ہے دشوار آئیے
رکتی ہے سانس نیزہ ہمارے جگر میں ہے
اور روح انتظار شہ بحر و بر میں ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

فرزند کی صدا پہ ہوئے شاہ اتنے بے قرار ؟؟؟ ؟؟ ؟؟؟

۵
ایک تیر تھا کہ ہو گیا سینے میں دل کے پار گویا ہوئے پکڑ کر کلیجے کو ایک بار
لاشِ پسر پہ اشک بہاتے ہوئے چلے
اک اک قدم پہ ٹھوکریں کھاتے ہوئے چلے

۶
کانپے جو پاؤں ضعف سے تھرا کے گر پڑے اٹھا وہ دل میں درد کہ غش کھا کے گر پڑے
دوڑ کر کہیں اٹھے کہیں لہرا کے گر پڑے نزدیک مقتلِ شہدا جا کے گر پڑے
فرمایا جان اب نہیں پاتے ہیں جان میں
بے آس کر گئے ہو ہمیں اس جہان میں

۷
اے بیکس و حزیں کے رفیقانِ باوفا دیکھو علیؑ کے لال سے قسمت نے کیا کیا
تیغِ ستم جگر پہ چلی ہائے مصطفیٰ تنہا پدر کو چھوڑ گئے ہم شکلِ مصطفیٰؐ
اکبر کے دل سے نیزۂ قاتل گذر گیا
فرزند فاطمہؑ کا فرزند مر گیا

۸
آخر لپٹ کے لاشِ علمدار سے کہا بھائی اٹھو، حسینؑ ہوا موردِ بلا
اس وقت کچھ نہیں ہمیں آنکھوں سے سوجھتا نے ہوش ہے مجھے نہ ہیں قابو میں دست و پا
چھریاں جگر پہ چلتی ہیں کس طرح کل پڑے
نزدیک ہے کہ منھ سے کلیجہ نکل پڑے

۹
ہے ہے ہماری مرگ کا ساماں ہو گیا سبطِ رسولؐ موت کا مہمان ہو گیا
دستِ اجل سے چاک گریبان ہو گیا آباد گھر حسینؑ کا ویران ہو گیا
یہ دردِ لا دوا ہے دوا آہ کیا کریں
فریاد! ہم جئیں علی اکبرؑ قضا کریں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

عباسؑ ہم کو لاشِ اکبرؑ پہ لے چلو — بے کس پدر کو میتِ دلبر پہ لے چلو
۱۰
بلبل کو رن سے بوئے گل تر پہ لے چلو — خنجر رواں ہے اب دلِ مضطر پہ لے چلو

بانو کے نامراد کی اس دم تلاش ہے
بتلاؤ کس طرف مرے پیارے کی لاش ہے

بھائی سے کہہ رہے تھے یہ سلطانِ کربلا — بے تاب ہو کے پھر علی اکبرؑ نے دی صدا
۱۱
بابا شتاب آؤ شتاب آؤ میں چلا — اکبرؑ کی اس صدا پہ چلے شاہِ کربلا

پہنچے قریبِ لاش تو حالت تباہ کی
شق ہو گئے پہاڑ وہ پُردرد آہ کی

دیکھا کہ ایک شیر پڑا ہے لہو میں تر — سینے میں ہے سناں تو سناں میں دل و جگر
۱۲
ایک ہاتھ قلب پر ہے تو ایک ہاتھ ہے سر — رگڑیں ہیں ایڑیاں تو لہو ہے زمین پر

آنکھیں ہیں بند [illegible] لبوں پر زبان ہے
صدمہ سے جاں کنی کے کشاکش میں جان ہے

فرزند نامراد کا زانو پہ رکھ کے سر — چہرے کا خون پاک کیا باد و چشم تر
۱۳
بکھری ہوئی وہ زلف پریشاں سنوار کر — ؟؟؟ ؟؟ ؟؟؟؟

آنکھوں کو غش سے کھول کے دلبر نظر کرو
آیا حسینؑ ہم شکلِ پیمبرؐ نظر کرو

کیا حال ہے جگر کا بتاؤ پدر نثار — اے میرے شیر ہوش میں آؤ پدر نثار
۱۴
گردن زمیں سے تو اٹھاؤ پدر نثار — سوکھے ہوئے لبوں کو ہلاؤ پدر نثار

کیوں منہ سے بولتے نہیں ناراض کیا ہوئے
آیا پدر جو دیر میں بیٹا خفا ہوئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

حضرت کے اس بیان نے حالت تباہ کی — بس آنکھ غش سے کھل گئی اس رشکِ ماہ کی
۱۵
ایک یاس سے رخِ شہِ دیں پر نگاہ کی — آنسو بھر آئے اشک فشانی پہ شاہ کی
دریائے اشک دیدۂ حق بین سے بہہ گئے
نکلی نہ بات ہل کے لب خشک رہ گئے

دیدار شہ سے شاد دم واپسیں ہوا — گھبرایا دم خیالِ اجل دل نشیں ہوا
۱۶
حرِ حسینؑ عازمِ خلدِ بریں ہوا — دو ہچکیوں میں سرد تنِ نازنیں ہوا
لو کان کی بھی پھر گئی منکا بھی ڈھل گیا
زخمِ جگر پہ ہاتھ رہا دم نکل گیا

منھ رکھ کے [illegible] منھ پہ پکارے کہ مر گئے — بیٹا تباہ باپ کو جنگل میں کر گئے
۱۷
چودہ پہر کی پیاس میں [illegible] گزر گئے — اکبرؑ کدھر گئے مرے دلبر کدھر گئے
بس اب رہا [illegible] سے دنیا میں آ چکے
ماں باپ کو بہار جوانی دکھا چکے

جس دم یہ واقعہ حرمِ شاہ نے سنا — خیمے میں اہل بیت کے محشر ہوا بپا
۱۸
راوی بیان کرتا ہے میں دیکھتا ہوں کیا — نکلی حرم سے ایک ضعیفہ برہنہ پا
صورت پہ اس کی مہر کو تاب نظر نہ تھی
مضطر یہ تھی کہ کچھ تن و سر کی خبر نہ تھی

کہتی تھی رو کے اے مرے یوسف کہاں ہے تو — اے چاند کیا ہوا کہ نظر سے نہاں ہے تو
۱۹
؟؟؟ ؟؟ ؟؟؟ ؟؟؟ ؟؟ ؟؟؟
تقدیر کیوں الٹ گئی مجھ دل ملول کی
فریاد ہے خدا کی دہائی رسولؐ کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

آتے ہی وہ لپٹ گئی اکبر کی لاش سے — روئے عدو وہ بین کئے منھ کو ڈھانپ کے
۲۰
چلائی ہائے موت نے مہلت نہ دی تجھے — آیا پیامِ مرگ جوانی میں مر گئے
حسرت بھرے دلوں کو پریشان کر گئے
منت بھی پوری ہونے نہ پائی کہ مر گئے

ہے ہے لہولہان ہے یہ جسمِ نازنیں — ہے ہے عرق سے موت کے تر ہے رخِ حسیں
۲۱
ہے ہے بدن یہ گل سا یہ تپتی ہوئی زمیں — ہے ہے یہ نیند خوابِ اجل ہے یہ غش نہیں
ہے ہے جگر سے زخم کے تن لالہ زار ہے
ہے ہے سناں ستم کی کلیجے کے پار ہے

ہے ہے ابھی شباب بھی پورا ہوا نہ تھا — ہے ہے ابھی تو سبزۂ خط بھی بڑھا نہ تھا
۲۲
ہے ہے ابھی تو خون میں صندل لگا نہ تھا — ہے ہے ابھی کسی کو گمان قضا نہ تھا
ہے ہے غریب ماں کسے دولہا بنائے گی
اب کس کا بیاہ ہوگا دلہن کس کی آئے گی

چلا رہی ہوں دیر سے اکبر جواب دو — پیارے جواب دو مرے دلبر جواب دو
۲۳
اے میرے شیر اے مرے صفدر جواب دو — اب مانتا نہیں دلِ مضطر جواب دو
کھلتی نہیں ہے آنکھ میرے شور و شین سے
کیا سو رہے ہو خاک کے بستر پہ چین سے

بس اے ذکی کہ بزم میں محشر بپا ہوا — زینب کے بین سن کے جگر منھ کو آ گیا
۲۴
وقتِ دعا ہے کہہ یہ خدا سے با التجا — یارب پئے شہادت ہم شکلِ مصطفےٰ
دنیا کی چار سو نہ مجھے جستجو رہے
حاصل رہے فراغ مری آبرو رہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کتابیات

۱۔ طورِ کلیم ۲۔ انتخابِ یادگار ۳۔ خمخانۂ جاوید (جلد سوم)

۴۔ گلستانِ سخن ۵۔ یادگارِ شعرا ۶۔ صبحِ گلشن ۷۔ بہارِ بے خزاں

۸۔ سراپا سخن ۹۔ بزمِ سخن ۱۰۔ تاریخِ ادبِ اردو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

راسخ

منشی مصطفےٰ حسین

منشی مصطفیٰ حسین راسخ باہوری، شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد تھے اور اُردو کے علاوہ فارسی میں بھی شعر کہتے تھے۔ فارسی میں ان کا تخلص شاشخ تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نظم کے علاوہ راسخ اُردو اور فارسی کے نثّار اور ادیب بھی تھے اور صاحب تصنیف بھی۔ بعض تذکرہ نویسوں نے اُنھیں خیرآبادی لکھا ہے، جو صحیح نہیں ہے۔''

(نیا دور... ص ۳۵... اکتوبر ۱۹۶۳ء لکھنو)

نادم سیتاپوری لکھتے ہیں:

''میری نظر سے ابھی تک راسخ کی کوئی تصنیف نہیں گزری، قاضی سید الیاس حسین سیتاپوری کے پاس راسخ کا قلمی دیوان تھا جسے قاضی صاحب نے خود ترتیب دیا تھا۔'' (نیا دور ص ۳۵ اکتوبر ۱۹۶۳ء لکھنو)

راقم الحروف نے نادم سیتاپوری مرحوم کے پاس راسخ کا کلام دیکھا ہے۔ ایک قلمی نسخے میں غزلیں، مرثیے وغیرہ اُن کی میری نظر سے گزرے ہیں۔

راسخ کا ذکر کسی تذکرے میں نہیں ملتا، ''تذکرۂ گلدستۂ بخن'' میں راسخ کے متعلق صرف اتنا ملتا ہے:

''راسخ تخلص۔ منشی مصطفیٰ حسین صاحب رئیس باہور وارد حال خیرآباد (ضلع سیتاپور) صاحب تالیف وتصانیف کثیرہ ہیں۔ ان کی مہارت مرثیہ گوئی میں بے مثل، نظم فارسی وقصیدہ گوئی میں کامل۔ ہمہ داں مجمع فضائل ومحامد بیکراں ہیں۔''

(گلدستۂ بخن مطبوعہ نول کشور لکھنو ص ۲۱)

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

راسخ کے دو مرثیے ''ذخیرہ مسعود حسن ادیب'' علی گڑھ یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہیں۔ اُن کے مطلع جات یہ ہیں:-

۱۔ گھیرا جو فوج نے شہ گردوں سریر کو — ۵۰ بند

۲۔ تنہا رہے جب سرورِ دیں دشت وغا میں — ۴۶ بند

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

رشکؔ لکھنوی

میر علی اوسط

رشکؔ لکھنوی، دبستان لکھنؤ کے اہم ترین شاعر ہیں، اصلاح زبان کا جو کام ناسخؔ ناتمام چھوڑ گئے تھے، رشکؔ نے اسے انجام تک پہنچایا۔

ان کا نام میر علی اوسط، لقب والا جاہ اور تخلص رشکؔ ہے، ان کے والد میر سلمان اپنے زمانے کے ایک مشہور محدث اور عربی و فارسی کے عالم تھے۔ ان کے اسلاف دہلی سے فیض آباد میں آ بسے تھے۔ تقریباً ۱۷۹۹ء میں رشکؔ کی ولادت فیض آباد میں ہوئی۔ بچپن ہی میں والد کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے پرورش ان کے حقیقی چچا نے کی۔ رشکؔ نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور فیض آباد لکھنؤ کے ادبی ماحول میں رہ کر جلد ہی شاعری کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ابتدا میں میر خلیقؔ کے شاگرد ہوئے بعد میں خلیقؔ کے مشورے سے ناسخؔ کے شاگرد ہو گئے۔ ناسخؔ کی کوششوں سے رشکؔ، معتمد الدولہ آغا میر کے بیٹوں کے اتالیق مقرر ہو گئے لیکن آغا میر کی معزولی کے بعد رشکؔ کو لکھنؤ چھوڑ کر کانپور میں قیام کرنا پڑا جہاں انھیں ہر طرح کا سکون و اطمینان حاصل تھا۔ اس لئے فکر معاش سے بے نیاز ہو کر وہ شعر و ادب کی خدمت میں مصروف ہو گئے اور وہیں انہوں نے اپنے تینوں دیوان، لغت اور مثنویاں مرتب کیں۔ رشکؔ کا دل محبت اہل بیت سے لبریز تھا اور یہ محبت ان کو آخری عمر میں کربلائے معلی (عراق) کھینچ لے گئی۔ کربلا پہنچ کر انہوں نے غزل گوئی بالکل ترک کر دی تھی۔ صرف مرثیے اور سلام کہتے تھے، آخر ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء میں رشکؔ نے انتقال کیا اور کربلا کی خاک میں دفن ہوئے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

رشک کا پہلا دیوان "نظامِ مبارک" ہے جو ۱۸۴۷ء میں شائع ہوا تھا۔ دوسرا دیوان "نظمِ گرامی" ہے۔ جس کا سنِ طباعت ۱۸۴۵ء ہے۔ تیسرا دیوان ۱۸۵۱ء میں مکمل ہوا تھا جو غیر مطبوعہ ہے۔ انہوں نے ۱۸۴۰ء میں "نفس اللغۃ" کے نام سے اُردو کی ایک لغت بھی مکمل کی تھی۔ یہ لغت "ت" تک نیر پریس لکھنؤ سے نشتر کاکوروی نے اپنے اہتمام سے شائع کردی تھی۔ میر انیسؔ کے پاس رشکؔ کا مکمل لغت "ی" تک موجود تھا یہ نسخہ خاندان انیسؔ اب مولانا طالب جوہری کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ یہ لغت غیر مطبوعہ ہے اور میری نظر سے مکمل لغت گزر چکی ہے۔ ان کی ایک مثنوی "حدیث رجعت مہدی" بھی شائع ہو چکی ہے۔ رشکؔ کے شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ منیرؔ شکوہ آبادی، کاظم حسین تنویرؔ لکھنوی (مرثیہ نگار) بہارؔ لکھنوی، جلالؔ لکھنوی، میر محسن علی محسنؔ (تذکرہ سخن)، ہلالؔ لکھنوی، جویاؔ عظیم آبادی وغیرہ بہت مشہور و معروف ہیں۔

اُردو ادب کی تاریخ میں رشکؔ کا شاعرانہ مرتبہ بہت بلند ہے لیکن ان کا عظیم کارنامہ "اصلاح زبان اُردو" ہے اس لئے اساتذہ کی صف میں انہیں بھی ممتاز جگہ حاصل ہے۔

انتخاب کلام

اس فہم پر حقیقت صانع کی فکر ہے
واقف نہیں ہم اپنی حقیقت سے آج تک

محفل میں شمع، چاند فلک پہ چمن میں پھول
تصویر روئے انور جاناں کہاں نہیں

دونوں دونوں جگہ نہیں چھپتے
عشق دل میں، شراب بوتل میں

ہم آپ میں آئیں گے تو وہ آئیں گے آپی
دل ہی میں سراغ درِ دلدار ملے گا

پہن کے ٹول کے کپڑے نہ تالیے باتیں
ہمیں پسند نہیں ٹال ٹول کی باتیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

غمزہ نہ اُٹھ سکا، دل شیدا اٹھا لیا
کس چیز کو اٹھانے گئے کیا اٹھا لیا

نہ گدگدایئے اتنا کہ آدمی رو دے
ہنسا ہنسا کے رُلانے کو کون کہتا ہے

آیئے! جب مزاج میں آئے
خانۂ دل حضور کا گھر ہے

شیشوں کو محتسب نے جو توڑا تو کیا ہوا
دلہائے میکشاں میں جگہ ہے شراب کی

ساون میں بھی ملنے کا وہ وعدہ نہیں کرتے
باتوں میں بہلاتے ہیں وہ اچھا نہیں کرتے

ہمارے ان کے جھگڑا پڑ گیا پر یہ دعائیں ہیں
کہ قصہ ہو، فسانہ ہو، حکایت ہو کہانی ہو

اور اس سے سوا کیا کہوں اے شامِ غریباں
مفہوم ہوں میں لفظ غریب الوطنی کا

نامہ مرا پڑھا تو کہا شاعرانہ ہے
قصہ مرا سنا تو کہا معتبر نہیں

مایہ داروں کو عیب پھلتا ہے
کیوں نہ جھک جائیں میوہ دار درخت

جو دے تو حاتم طے ہے، نہ دے تو قاروں ہے
طرح طرح سے زمانے میں نام ہوتا ہے

قیس کو تھا حجاب ہم نہ ہوئے
کہ اُٹھا دیتے پردہ محمل کا

آہیں بھر لوں گا تو کچھ بات سنائی دے گی
ناصحو پہلے یہ آندھی تو ٹھہر جانے دو

چھیڑ اس نے ہنگامِ ملاقات نکالی
جس بات میں رنجش ہو وہی بات نکالی

دستِ سوال سینکڑوں عیبوں کا عیب ہے
جس ہاتھ میں یہ عیب نہیں دستِ غیب ہے

بحرِ جہاں میں اہلِ ستم کو نہیں ثبات
ہوتی ہے جلد کشتی بیداد گر تباہ

دھوپ میں مجھ کو ذلیل وخوار رہنے دیجئے
آپ اپنا سایۂ دیوار رہنے دیجئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کہاں یہ لطف چیتے نے اگر پائی کمر پتلی
تمہارے ہونٹ پتلے انگلیاں پتلی کمر پتلی

تجھے تشبیہ حیوانو‌ں سے کیوں انسان دیتے ہیں
نہ وحشت چشمِ آہو میں، نہ چیتے کی کمر پتلی

فقط تجھ میں عنا کے نجب ترکیب پائی ہے
بدن شفاف، شانے گول، قد موزوں کمر پتلی

دل لگی اس کو نہ سمجھو تو ہم ایک بات کہیں
ہم تمہیں دیتے ہیں دل تم ہمیں کیا دیتے ہو

اندازِ رقیبانہ ہیں ناسخ کے سخن میں
اب خضر کو بھی حوصلہ ہے رہ زنی کا

دیکھا جو چشمِ غور سے دونوں کا حال ایک ہے
گردشِ چشمِ یار کا، گردشِ روزگار کا

اس سے دل کو چین ہے، اس سے ہے شورشِ جہاں
یار میں آفتاب میں، فرق ہے نور و نار کا

اسی صورت جو خیالِ رخِ جاناں ہوگا
سینہ داغوں سے خیابانِ گلستاں ہوگا

کفر و ایماں میں کبھی فرق نہ سمجھیں گے ہم
خطِ رخسار بتوں کا خطِ قرآں ہوگا

ہم اسی رات کو سمجھیں گے شبِ ماہِ تمام
اپنی آغوش میں جب وہ مہِ تاباں ہوگا

کھینچنا زلف کی تصویر بہت مشکل ہے
اے مصور ہمہ تن زار و پریشاں ہوگا

پاسِ اخفائے محبت رہے اے دیدۂ تر
ایک قطرے میں یہاں عالمِ طوفاں ہوگا

ایک دن کام ہی آ جاتا ہے کھوٹا پیسہ
داغ سینے کا چراغِ شبِ ہجراں ہوگا

پاؤں کا قیدِ علائق سے رہائی کیونکر
طوق اے جامہ دری جائے گریباں ہوگا

خطِ تقدیر کا مضمون یہ مفہوم ہوا
آ کے دنیا میں ہر ایک خوار و پشیماں ہوگا

حشر میں داغِ غمِ آلِ پیمبرؐ اے رشک
باعثِ راحت و آمرزشِ عصیاں ہوگا

وقت ہے احتضار کا، خوار و ضعیف و زار کا
صدمہ ہے ہجرِ یار کا، رنج ہے انتظار کا

چاک جو ہے قبائے گل، کیا کہیں ماجرائے گل
دیکھنے تجھے آئے گا، نام ہوا بہار کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

عرصۂ زیست تنگ ہے، عقل اسی میں دنگ ہے
نام بھی عار و ننگ ہے، ہستی مستعار کا

چین اب ایک دم نہیں غم ہے یہی تو ہم نہیں
رنج لحد سے کم نہیں، صدمہ فراق یار کا

روتے ہیں ہجر یار میں کڑھتے ہیں انتظار میں
اب دل بے قرار میں، نام نہیں قرار کا

کیوں نہ کہیں دماغ سے، کیا ہمیں سیر باغ سے
سینہ وفورِ داغ سے نقشہ ہے لالہ زار کا

تنگ ہے سب سے دل مرا گلشن و دیر و کعبہ کیا
عشق مجھے ہے اے خدا اس بت گلعذار کا

سیر کو جب سوئے چمن، جائے وہ غیرت سمن
پھول ہوں چاک پیرہن، رنگ اڑے بہار کا

پہنچے گا نامہ بے ضرر، بادِ صبا ہے نامہ بر
شوق مجھے ہے بیشتر، مشق خط غبار کا

غمزہ و عشوہ و حیا، ناز و ادا ستم جفا
ہے دلِ زار مبتلا بس انہیں تین چار کا

رشک ہے اے کرم شعار، اپنے کئے سے شرمسار
تجھ سے مٹے گا اضطرار تیرے گناہ گار کا

یہی تحفہ عدم کو اے دلِ ناکام لیتا جا
زر داغ سلوک گردش ایام لیتا جا

ثواب اے قاصد کوئے بت خود کام لیتا جا
خط شوق اسیرِ مجلس آلام لیتا جا

جو خط ہے بار اے قاصد زبانی گفتگو کرنا
اگر نامہ نہ لیتا جا کوئی پیغام لیتا جا

لکھی ہے سرگزشتِ ہجر نامے تک اے قاصد
کتاب داستانِ عاشق بدنام لیتا جا

دعائیں مجھ سے لے تجھ کو جواب نامہ لانا ہے
خط دلدار کا اے نامہ بر انعام لیتا جا

نہیں مرنا زیادہ رنج آغاز محبت سے
اگر جانا ہے یہ بھی تحفہ انجام لیتا جا

نہیں آسان نامہ اس کو دینا لیکن اے قاصد
پئے تسکین جانِ زار بے آرام لیتا جا

جو بیڈھب ہے راہ ملکِ عدم اے رشک کیا غم ہے
خدا کا، مصطفیٰ کا مرتضیٰ کا نام لیتا جا

سب مجھے بے سرو پا کہتے ہیں
اے محبت اسے کیا کہتے ہیں

پند گویوں سے نہیں جائے کلام
جو یہ کہتے ہیں بجا کہتے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

میں جو رووں اسے کہتے ہیں مرض | وہ ہنسے اس کو دوا کہتے ہیں
دیکھیے عشق کی افسوں سازی | لوگ افسانہ مرا کہتے ہیں
جھک کے قاتل کو مناسب ہے، سلام | اس کو تسلیم و رضا کہتے ہیں
تم کو چاہوں اسے کہتے ہیں گناہ | سر کٹے اس کو سزا کہتے ہیں
کاتب آ جائے تو قاصد نہ ملے | اسے قسمت کا لکھا کہتے ہیں
تو ہوا کُن فیکون کا باعث | ساکن ارض و سما کہتے ہیں
خبرِ آمد دلدار کو ہم | مژدۂ روح فزا کہتے ہیں
سجدۂ شکر جفا پر کرنا | اس کو ہم لوگ وفا کہتے ہیں

رشک سے بات بھی کرتے نہیں آپ
کہیے اس بات کو کیا کہتے ہیں

فرشِ نفیس خاک ہے بستر اگر نہیں | کنجِ لحد میں چین کریں گے جو گھر نہیں
کب یادِ یار کا دلِ بے تاب گھر نہیں | مثلِ نگاہ کب وہ حضورِ نظر نہیں
ہم سا بھی اس سرا میں کوئی بے خبر نہیں | قصدِ سفر ہے پر غمِ زادِ سفر نہیں
نامہ مرا پڑھا تو کہا شاعرانہ ہے | قصہ مرا سنا تو کہا معتبر نہیں
اقرار کا یقین نہ انکار کا یقین | تیری زباں پر ہے اِدھر ہاں اُدھر نہیں
جو چیز جس کے واسطے ہے اس کے ساتھ ہے | جب سر نہیں دماغ نہیں دردِ سر نہیں
لطف و کرم سے دیکھیو اے چشمِ عیب بیں | مجھ میں سوائے بے ہنری کچھ ہنر نہیں
غفلت ہماری جائے یہ خواب و خیال ہے | جز خوابِ وصلِ یار خیالِ دگر نہیں

کیا پوچھتا ہے رشک سیہ مست کی خبر
تیری خبر ہے اور کسی کی خبر نہیں

خطرِ چشمِ یار جانی ہے | دشمنی عین مہربانی ہے
یہ پسینہ ہے یار کا خوشبو | جس کے آگے گلاب پانی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہم نے دیکھا تمام ملکِ سخن جنس انصاف کی گرانی ہے
سوزِ دل اشک سرخ زردی رنگ عاشقی ان سبھوں کی بانی ہے
اک بتِ بد گماں سے ملنے پر سارے عالم کی بدگمانی ہے
تپ نہ سمجھو فراقِ جاناں میں مرغِ موت کی نشانی ہے
حال میرا ہے دشمن آرام نیند اڑا دے یہ وہ کہانی ہے
جان کی خیر ہے نہ مال کی خیر عشق آفات آسمانی ہے
شبِ ہجراں سحر ہوئی تو کیا کسے امید زندگانی ہے
نہیں جاتا غبارِ خاطرِ یار سارے عالم کی خاک چھانی ہے
اب تو باتیں بھی ہو گئیں موقوف اٹری ہے نہ لنترانی ہے

روئیں گے اس کو پڑھ کے لوگ اے رشکؔ
سرنوشت اپنی پیش خوانی ہے

وصلِ جاناں کی یہاں سو طرح تدبیر ہے بن کے تدبیریں بگڑتی ہیں عجب تقدیر ہے
شمعِ حسن روئے جاناں سے یہ بے تنویر ہے شمع گویا اہلِ رنگ آہنِ گلگیر ہے
ربطِ اربابِ جنوں سے آج عقدہ کھل گیا رنگِ وحشت سے بنائے خانۂ زنجیر ہے
بیتوں پر نقشۂ فرہاد و شیریں دیکھیے وہ مری تصویر ہے یہ آپ کی تصویر ہے
کیوں نہ رکھے شوق اسیری کا مجھے پرواز میں شہپرِ مرغِ نگاہ دیدۂ زنجیر ہے
یہ مسیحائی ہے اپنے ہاتھ سے تو ذبح کر مجھ کو اے قاتل دمِ عیسیٰ دمِ تکبیر ہے
غازۂ رخسارۂ صبحِ وطن کس دن ہوئی گردِ غربت ہے کہ دودِ آہِ بے تاثیر ہے
سایہ جس پر پڑ گیا اس کو بھی سرگرداں کیا گردشِ گردوں ہماری گردشِ تقدیر ہے

خوفِ دار و گیر اُسے جو ہو اوروں کا غلام
رشکؔ مملوکِ جنابِ شاہِ خیبر گیر ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۱۔ ''نظمِ مبارک'' مطبع محلی لکھنؤ ۱۲۶۳ھ

۲۔ نظمِ گرامی (طبع ۱۸۴۵ء)

۳۔ نفس اللغہ (قلمی) کتب خانہ علامہ طالب جوہری

۴۔ شعرائے اردو اور عشق علی از ضمیر اختر نقوی

۵۔ نفس اللغہ حصہ اول مطبوعہ ۱۹۷۷ء لکھنؤ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

رغمی

مولوی عظیم اللہ سید پوری

مولوی محمد عظیم رغمی، غازی پور کے رہنے والے تھے اور ناسخ کے ممتاز شاگردوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

مولانا محمد حسین آزاد لکھتے ہیں:-

''بزرگان قدیم کی عمدہ یادگار مخدومی مولوی محمد عظیم اللہ صاحب ایک صاحب فضل و کمال عاشق غازی پور زمینہ (زمانیہ) کے رئیس ہیں۔ اگرچہ بزرگوں کا حال بہ تفصیل معلوم نہیں مگر اتنا جانتا ہوں کہ قاضی القضاۃ مفتی اسد اللہ صاحب کی ہمشیرہ یعنی شاہ اجمل صاحب کی نواسی سے ان کی شادی ہوئی۔ مولوی صاحب موصوف کے والد کی شیخ امام بخش ناسخ سے نہایت دوستی تھی۔'' (آبِ حیات)

لالہ سری رام حالاتِ رغمی پر مزید روشنی ڈالتے ہیں:-

''رغمی، ناظم و ناثر کہن سال نکتہ رس بے نظیر مولوی عظیم اللہ رغمی سید پوری شاگردِ رشید شیخ ناسخ غازی پور زمانیہ کے رؤسا میں سے تھے۔ رغمی کے والد شیخ امان اللہ طوفان، ناسخ مرحوم کے دلی دوست و رفیق تھے۔'' (خم خانہ جاوید جلد سوم ص ۲۷۳)

مولانا محمد حسین آزاد لکھتے ہیں:-

''غرض جذب اُنسیت اور اتحاد طبیعت ہمیشہ مولوی صاحب (رغمی) کے والد کو غازی پور سے لکھنؤ کھینچ کر لے جاتا تھا۔ مہینوں وہیں رہتے تھے۔ مولوی صاحب (رغمی) کا پانچ برس کا سن تھا۔ یہ بھی والد صاحب کے ساتھ ہوتے تھے۔ اس وقت سے شیخ ناسخ کی خدمت میں رہے اور سالہا سال فیضِ حضوری سے بہرہ یاب ہوئے رغمی تخلص انہی نے عنایت فرمایا جس سے ۱۲۵۰ھ سال تلمذ نکلتے ہیں'' (آبِ حیات)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

رزمی کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں آزاد نے لکھا ہے کہ ''عربی فارسی کی کتب تحصیل الہ آباد اور لکھنؤ میں حاصل کیں۔ اردو فارسی کی انشا پردازی میں کئی مجلّے لکھ کر رکھ چھوڑے ہیں۔ جانتے ہیں کہ ان کی نسل اب بالکل نئی نکل گئی۔ ہوا مخالف ہے، اس لئے نہ آپ گوشۂ عافیت سے نکلتے ہیں نہ انہیں نکالتے ہیں۔ عہد جوانی میں سرکار سے بھی باقتدار اور معزز عہدے حاصل کئے۔ اب بڑھاپے نے پنشن خوار بنا کر خانہ نشین کر دیا ہے۔'' (آب حیات)

لالہ سری رام لکھتے ہیں:۔

''بڑے مشاق اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے، اوائل سن تمیز میں الہ آباد اور لکھنؤ جا کر تحصیل علم کی اسّی برس سے زیادہ عمر پا کر چار پانچ سال ہوئے انتقال کیا...... بڑے جہاں دیدہ، مطبوع، خلیق بزرگ تھے۔'' (خم خانہ جاوید جلد سوم ص ۴۷۳)

ناسخ کے حالات زندگی جو ''آب حیات'' میں شامل ہیں رزمی کی وساطت سے ہی آزاد کو دستیاب ہوئے تھے۔ رزمی نے آخر عمر تک مشغلہ شعر وسخن جاری رکھا، ناسخ کی محبتیں اور شفقتیں انہیں ہمیشہ یاد آتی رہتی تھیں۔ خود فرماتے ہیں:۔

''کیا کہوں کہ میرے حال پر کیسی شفقت فرماتے تھے۔ دو دیوان خود لکھ کر مجھے دیئے ایک مہر عقیق پر کھدوا کر مجھے دی۔ اب تک موجود ہے۔'' (آب حیات)

رزمی کو اپنے استاد کی شاگردی پر بڑا فخر تھا۔ فرماتے ہیں:۔

ناسخ کے تلمذ سے مجھے فخر ہے رزمی
پھر دہر میں ویسے نہ سخنور نظر آئے

نمونۂ کلام

نرگس کی طرح مجکو نہ صحت ہوئی نصیب — میں عشق چشم یار میں بیمار ہی رہا
ساغر کی مے کی شیشہ کی حاجت نہیں ہوئی — میں عشق چشم یار سے سرشار ہی رہا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہاتھ مہندی سے ترا غیرتِ مرجاں ہوتا — پاؤں میں خونِ حنا رنگِ شہیداں ہوتا

ہاتھ میں تیرے اگر خنجرِ بزاں ہوتا — عیدِ قربان کا سما آج مری جاں ہوتا

جب بنا کر زلفِ مشکیں اپنی وہ نکھر آئیں گے — سو بلا عاشق کے سر پر آسماں سے لائیں گے

ناز وہ کرتے تو ہیں لیکن بہت پچھتائیں گے — عاشقِ جانباز ایسا پھر کہاں سے لائیں گے

لاکھ جانیں ہوں مری اُس کی کھٹک پر صدقے — خارِ مژگاں کو میرے دل میں چھپا رہنے دے

خونِ عشاق نہ کر ہاتھ دکھا کر قاتل — شوخی اتنی نہ کر اے رنگِ حنا رہنے دے

وصل کی رات ہے ہنس بول ذرا گھونگٹ کھول — اب تو رنگی سے نہ کر شرم و حیا رہنے دے

جلوے دکھلا دو اپنے قامت کے — لوگ مشتاق ہیں قیامت کے

بزم میں بیٹھے مجھ سے وہ مل کے — آج ارمان نکلے ہیں دل کے

بن کے آئے عروس تیغ ان کی — خوب ارمان نکلیں گے دل کے

مشعلِ وادی ایمن ہے فراست میری — صبح ہے طورِ تجلی ہے ہدایت میری

لُطفِ معنی سے ہویدا ہے لطافت میری — بندشِ لفظ سے ظاہر ہے نزاکت میری

آئینہ دیکھ کر وہ کہتے ہیں — ہم تو عاشق ہیں ایسی صورت کے

عیش ہو ویگا تلخ شیریں کا — کوہکن کا نہ وہ فسانہ سُنے

ہے یہی آرزوئے دل میری — ایک شب وہ مرا فسانہ سنے

حُسن اور عشق و محبت کا تقاضا ہے یہی — ہم فراموش ہوں اور غیر تمہیں یاد رہے

دنیا میں رہے ساتھ وہ لیکن پسِ مُردن — چھوڑ آئے ہیں قبر میں سب اپنے پرائے

ناسخ کے تلمذ سے مجھے فخر ہے رنگی — پھر دہر میں ویسے نہ سخنور نظر آئے

چلتی ہے رگ رگ کے گردن پر جو شرمائی ہوئی — چال ہے یہ تیغ کو قاتل کی سکھلائی ہوئی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

رونق

لالہ رام سہائے

نساخ لکھتے ہیں:-

''لالہ رام سہائے رونق ولد حکیم منّالال باشندۂ لکھنؤ شاگردِ ناسخ، راجہ جھاؤلال کے عزیزوں میں تھے۔'' (سخن شعرا)

علی حسن خاں لکھتے ہیں:-

''منشی رام سہائے رونق، کائستھ، لکھنوی، طبع رسا رکھتے تھے۔ نظم و نثر فارسی اور اُردو لطافت کے ساتھ لکھتے تھے۔ ۱۲۹۰ھ (۱۸۷۳ء) میں انتقال کیا۔ دیوان شعر اور مثنویات ان سے یادگار ہیں۔'' (صبح گلشن ص ۳۲)

رونق بہت اچھے شعر کہتے تھے۔ لیکن پرشاد بشاش کا کہنا ہے کہ یہ فارسی میں بھی شعر کہتے تھے۔ (ہندو شعرا ص ۹۵) علی حسن خاں لکھتے ہیں:-

''یہ غزل فارسی جو بحری کہی یعنی (چار بحروں میں پڑھی جانے والی کہی) اور اس میں موتی پروئے ہیں۔ مطلع:-

اے رُخ ابروئے تو بدر و ہلال شاہد خوبیٔ تو حُسن و جمال
(صبح گلشن ص ۳۲)

لالہ سری رام لکھتے ہیں:-

فارسی شعر کہنے کا شوق بہت تھا۔ گاہ گاہ اُردو بھی کہہ لیتے تھے۔ امجد علی شاہ اور واجد علی شاہ کا زمانہ پایا تھا۔'' (خم خانہ جاوید)

نمونۂ کلام

بے ثباتی گُل کی جب ظاہر تھی باغ دہر میں دو گھڑی کے واسطے بدنام کیوں گلچیں ہوا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

غصے میں ترے موت ہے آئی دل کی — ہے چیں جبیں دشمن جانی میرے دل کی

پانی عرق شرم سے ہو کر نہ بہے کیوں — دیکھے جو سحاب اشک فشانی مرے دل کی

یہ خون جگر آنکھوں سے آتا ہے جو ہر دم — سب جانتے ہیں اس کو نشانی مرے دل کی

صد چاک ہے شانے کی طرح زلف — قاصد یہ اسے کہیو زبانی مرے دل کی

سنتے ہی نہیں لوگ کبھی قصۂ فرہاد
رونق ہے وہ مشہور کہانی میرے دل کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ساقیؔ

محمد محسن علی

لالہ سری رام محمد محسن علی ساقیؔ کے بارے میں لکھتے ہیں:-

"ساقیؔ، منشی محمد محسن علی، آپ نگینہ کے باشندے تھے۔ فنِ سخن میں حضرت ناسخؔ لکھنوی سے تلمذ تھا۔ بیان میں سادگی زبان میں سلاست کا جزوِ اعظم تھا۔ الفاظ کی مینا کاری سے قطع نظر کرتے ہوئے معنی پرستی کو اپنی شاعری کی روحِ رواں جانتے تھے۔" (خم خانۂ جاوید)

نمونۂ کلام

کبھی جنت کبھی دوزخ کبھی گلشن کبھی دشت — ایسے نقشے ہوسِ خام نے دکھلائے بہت

کس مرتبہ ہے طولِ شبِ انتظار آج — شاید لباسِ شب میں ہے روزِ شمار آج

اب تو خوشی کا نام ہے ہم کو خیال و خواب — وہ دن بھی تھا کہ تھا ہمیں خواب و خیال رنج

لائی تھی کھینچ یاں ہمیں صیاد کی ہوس — تھی ورنہ کس کو گلشن ایجاد کی ہوس
وہ ناتواں ہوں قتل سے پہلے ہی مر گیا — افسوس ہے کہ نکلی نہ جلاد کی ہوس

یوں روح کو ہے اُس بتِ گلرو سے ارتباط — جس طرح گل کو رنگ سے اور بو سے ارتباط

کلب حسین خاں نادر نے "تذکرۂ نادر" میں ایک غزل سید محمد محسن لکھنوی ساقیؔ کے نام سے تضمین کی ہے۔ ممکن ہے ساقیؔ لکھنؤ میں بھی آ کر رہے ہوں اور لکھنوی مشہور ہو گئے ہوں۔ بہر حال کسی اور تذکرے سے تائید نہیں ہوتی۔ غزل کا رنگ بالکل ساقیؔ کے کلام سے ملتا جلتا ہے:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

آنکھوں میں انتظار سے تھا دم تمام رات — یٰسین پڑھا کئے مرے ہمدم تمام شب
گزرا جو دل میں جلوۂ دیدار کا خیال — دیکھا کیا میں نور کا عالم تمام شب
اپنے نظر میں فرقتِ زلفِ سیاہ سے — دونوں جہاں تھے درہم و برہم تمام شب
اس رشکِ آفتاب کی فرقت میں الحذر — روتا رہا میں صورتِ شبنم تمام شب

ساقی شبِ فراق کا احوال کچھ نہ پوچھ
سامان میں سفر کی رہے ہم تمام شب

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سحرؔ

میر ناصر علی

"میر ناصر علی سحرؔ، والد کا نام میر محمد علی، کول (علی گڑھ) کے رہنے والے تھے۔ (بزمِ سخن) رام نگر (لکھنؤ) کے زمیندار تھے۔ (خوش معرکہ زیبا)

نساخؔ لکھتے ہیں:-

زمیندار بری براون، متوطن کوئل، مقیم لکھنؤ" (سخن شعراء)

گوکل پرشاد نے اُن کے والد کو 'میر محمد علی لکھنوی لکھا ہے۔ (ارمغان گوکل پرشاد)

نساخؔ، سعادت خاں ناصرؔ، حسن علی خاں اور گوکل پرشاد نے ان کے لئے لکھا ہے کہ وہ شیخ امام بخش ناسخؔ کے شاگرد تھے۔

نساخؔ لکھتے ہیں:-

"سحرؔ صاحب دیوان تھے۔" (سخن شعرا)

سعادت خاں ناصرؔ ان کی تعریف میں لکھتے ہیں:-

"مہذب الاخلاق مشہور آفاق، دوست باوفا، جگت آشنا تھا، دل احباب اُس کے مرگ سے خوناب۔" (خوش معرکہ زیبا)

سحرؔ نے یکم ذیقعدہ ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۲ مارچ ۱۸۳۴ء، بروز جمعرات انتقال کیا۔ اُن کے اُستاد ناسخؔ نے تاریخ کہی:-

سیّد عالی نسب ناصر علی   پنجشنبہ زیں جہاں رحلت نمود
گفت ہاتف سال تاریخ وفات   "حیف روز اوّل ذیقعدہ بود"
۱۲۴۹ھ

رشکؔ نے تاریخ وفات کہی ہے:

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

میر ناصر علی سحرؔ ہمرہ آہ اے وائے ۱۲۴۹ھ

سحرؔ اپنے استاد ناسخؔ کے بہت زیادہ مداح تھے:-

خامۂ سحر سے ہے نہر مضامیں جاری چشمۂ بحر کرم ہیں استاد کے ہاتھ

میر ناصر علی سحرؔ کے ایک فرزند میر ہادی علی جنوںؔ بھی شاعر تھے اور خواجہ وزیرؔ کے شاگرد تھے۔ (خوش معرکۂ زیبا)

نمونۂ کلام

پھر ولا عشق ہوا اس بت ہرجائی کا کوئی دیوانہ ہو قائل تری دانائی کا
دشت کی سیر تو کر اے دل وحشی چل کر زور عالم ہے ہر اک آہوئے صحرائی کا
جمع کرتا ہوں تصور میں ترے ہوش وحواس دھیان تنہائی میں ہے انجمن آرائی کا
اب تو آئینے سے ملتی نہیں فرصت یک دم شہرہ ہے نام خدا اس کی خود آرائی کا

شوق دل کا جو راہبر ہوگا ڈھونڈ لیں گے اسے جدھر ہوگا
آئے گا تو اگر عیادت کو عین احسان سحر پہ ہوگا

سوائے مہر و محبت مرا شعار نہیں بجان دوست کہ دشمن سے بھی غبار نہیں
وطن سے دور گڑے ایسے ہم یہاں اے مرگ کہ نقش پا بھی کسی کا سر مزار نہیں

طرز عالم سے جدا رکھتے ہو زور انداز و ادا رکھتے ہو
پوچھتے ہیں وہ مرا دل لے کر اور کچھ دل کے سوا رکھتے ہو
زور ہے یاد لگاوٹ تم کو برسوں باتوں میں لگا رکھتے ہو

خون سے رنگیں رہیں اس ستم ایجاد کے ہاتھ نہ اٹھیں اس پہ الٰہی کبھی فریاد کے ہاتھ
قتل ہوں میں تو نکل جائے مرے دل کی ہوس چوم لوں ہر دہن زخم سے جلاد کے ہاتھ
بعد مردن بھی تمنائے ہم آغوشی ہے نکلے پڑتے ہیں کفن سے ترے ناشاد کے ہاتھ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

خامۂ سحر سے ہے نہر مضامیں جاری
چشمۂ بحر کرم ہیں مگر استاد کے ہاتھ

لطف شب وصال جو یاد آ گیا مجھے
دل نے تمام رات نہ سونے دیا مجھے

یہ کوستا خدا کی قسم ہے دعا مجھے
پھر آپ ایک بار کہیں کیا کہا مجھے

جس دم جواب طاقت پانے دیا مجھے
بیگانہ وار چھوڑ گئے آشنا مجھے

دشت بلا میں چھوڑ گئے مجھ ضعیف کو
یاران رفتگان سے رہا یہ گلا مجھے

آوارہ پھرتی مشت پر اپنی کہاں کہاں
کنج قفس کمال غنیمت ہوا مجھے

مجھ خاکسار کا نہ ملا دشت میں نشاں
اک عمر گرد باد پھرا ڈھونڈتا مجھے

کیا آشیاں بناؤں کہ آتی ہے ہر سحر
گل کے شکستِ رنگ سے بانگ درا مجھے

کیوں کر نہ مشکلیں مری آساں رہیں مدام
اے سحر ہے وسیلۂ مشکل کشا مجھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سحرؔ لکھنوی

شیخ امان علی

شیخ امان علی نام سحرؔ تخلص، والد کا نام محمد امین تھا۔ سعادت خان ناصرؔ نے تحریر کیا ہے کہ شیخ امام بخش کلکٹر سے قرابت داری تھی اس لئے شیخ مشہور ہو گئے۔ ورنہ ان کے نام کے ساتھ "میاں" کہا جاتا تھا۔

پہلے ناسخؔ کے شاگرد تھے اور مدتوں استاد سے فیض صحبت حاصل کیا۔ ایک غزل میں کہتے ہیں:۔

ہو متانت شعر میں اپنی نہ کیوں کر اے سحرؔ
مدتوں صحبت اٹھائی ناسخؔ مغفور کی

ناسخؔ کے بعد برقؔ لکھنوی سے اصلاح لینے لگے تھے۔ کچھ دنوں نواب محمد احسن خان کی سرکار میں ملازم رہے۔ امجد علی شاہ کے عہد میں شاہی دربار سے توسل پیدا کیا اور ان کے مشاعروں میں شریک رہے۔ خود بھی مشاعرے منعقد کرتے تھے اور مشاعروں میں ان کی شرکت کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی۔ سعادت خان ناصرؔ نے لکھا ہے "شاعر بامزہ، صاحب مشاعرہ، طبیعت کے رنگین، وضع دار اور حسین تھے۔ جامہ زیبی پر طرہ یہ تھا کہ سر سے پاؤں تک ایک ہی رنگ کے کپڑے پہنتے تھے۔ ابتدائی زمانہ تو چین سے گزارا، مگر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں دربدر ہونا پڑا، کاکوری، بلگرام، فرخ آباد میں جان بچاتے پھرے، کچھ دنوں کانپور میں بھی رہے تھے۔ ہنگامہ جنگ فرو ہونے کے بعد لکھنؤ واپس آرہے تھے کہ راستے میں انتقال کیا۔ انہیں حالات میں کلام کا ایک حصہ ادھر اُدھر ہو گیا، پھر بھی بہت کچھ بچ رہا۔ "ریاض سحرؔ" کے نام سے ایک "دیوان" مطبع

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کارنامہ لکھنؤ سے ۱۳۰۹ھ میں شائع ہوا تھا۔ انہوں نے لکھنؤ کا کمال اور زوال دونوں دیکھا تھا۔ اس لئے ان کی شخصیت اور شاعری تاریخی اعتبار سے اہم ہے۔ لکھنؤ کے ممتاز نوابین اور شہزادے ان کے شاگرد تھے۔ نواب حسام الدولہ حافظ الملک محمد تقی خان بہادر شیر جنگ تخلص، حسام ہی سحر کے شاگرد تھے۔ سید ابوتراب ثمر لکھنوی بھی ان کے حلقہ تلامذہ میں شامل تھے۔

شیخ امان علی سحر لکھنوی کے دیوان میں غزلیات، قصائد، مثنویات، شہر آشوب، رباعیات اور قطعات تقریباً سب ہی اصناف شاعری کا ذخیرہ موجود ہے۔ سحر نے ایک مثنوی در تقریب تخت نشینیٔ واجد علی شاہ لکھی جو تقریباً ساڑھے تین ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ ان کے دیوان میں دس قصیدے شامل ہیں، ان قصائد میں شاہان اودھ اور عمائدین لکھنؤ کے علاوہ بہار اور عیش باغ لکھنوی کی تعریف کی ہے۔ قصیدوں کی بہاریہ تشبیبیں زبان کی صفائی، رنگینی اور مقامی رنگ کی وجہ سے کافی دل آویز ہیں۔ سحر کے قصیدوں سے ان کے زمانے کا لکھنؤ پہچانا جا سکتا ہے۔ لکھنؤ اور اس کی معاشرت اور رسم و رواج سے ان کو والہانہ محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ لکھنوی تہذیب کا ذکر انہوں نے بڑے خلوص اور سادگی کے ساتھ کیا ہے۔ ان کے قصائد کے بعض اشعار میں لکھنوی تہذیب کے کمال و زوال کا نہایت کرب اور درد کے ساتھ نقشہ کھینچا گیا ہے:-

تمام ہند کی تھی جان لکھنؤ اپنا
ہمارا خسرو جم جاہ جانِ عالم تھا

اگر ہزار برس کھائے گا فلک گردش
پھر اس صفات کا ہوگا نہ آدمی پیدا

یہ مومنوں سے طبیعت میں خاکساری تھی
وہ مہر تھا کہ درِ بوتراب کا ذرہ

عجیب مجمع اہلِ کمال تھا افسوس
ہزار حیف وہ صحبت فلک نہ دیکھ سکا

نہ پانچوں وقت کی نوبت نہ وردیاں نہ گجر
نہ توپ چلتی ہے اب ہے غضب کا سناٹا

غضب ہے یا تو وہ میلے تھے یہ ویرانہ
مقام ہو کا ہے کوئی نظر نہیں آتا

مکان سینکڑوں سڑکوں نے کر دیئے مسمار
تمام شہر کا کچھ اور ہو گیا نقشا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ حکم ہے کہ نہ ہوں چار اک جگہ باہم — وہ دن گئے کہ شب و روز رہتا تھا جلسہ

امان علی سحر لکھنوی کی غزلوں سے انتخاب مندرجہ ذیل ہے:-

ہم سا اک اور اگر چاہنے والا ہوتا — دونوں عالم سے اسے ڈھونڈھ نکالا ہوتا
روح کو ہوتا ہے منعم کے دوشالہ سے حجاب — میرا کمل مرے تابوت پہ ڈالا ہوتا
چال سے دامن محشر کو الٹ دیتا تھا — پائنچہ ڈولی کے پردے سے نکالا ہوتا
نامہ بر یار کا خط یوں تجھے خالی کیا دوں — لوٹ ہوتا کسی کوٹھے کا قبالا ہوتا
اہل جوہر کو بھی آرائش ظاہر ہے ضرور — یہ نہ ہوتا تو سروہی میں نہ مالا ہوتا
نکہت زلف نہ لائی تو صبا خوب کیا — زخم کہنہ دل رنجور کا آلا ہوتا
فائدہ روز نکھرنے سے بُت پردہ نشیں — لطف جب تھا کہ کوئی دیکھنے والا ہوتا

منہ پہ گیسو جو کبھی اس ستم ایجاد آیا — چمنِ گلشن رخسار میں صیاد آیا
ماہرو آنکھیں بچھاتے ہیں جدھر جاتا ہوں — پاؤں رکھا جو زمیں پر تو فلک یاد آیا
غیر کا نام جو لے کر کے پکارا تم نے — خود بخود بول اٹھا یہ دل نا شاد آیا
ہچکیاں آئیں تو سب نام لئے غیروں کے — ہم نہ تھے عشقوں میں اے ستم ایجاد آیا
گڑ گیا پاؤں زمیں پر یہ جماد دیکھ کے ہاتھ — بن گیا سر جو دروازے پہ آزاد آیا
خود بھی گھبرا گئے وہ دیکھ کے وحشت میری — دم بدم پوچھتے ہیں لوگوں سے فصاد آیا
کون سا دل نہ کھنچا قد کشیدہ کی طرف — تا در باغ ترے لینے کو شمشاد آیا
اے سحر شعر بہت تم نے نیا کر کے کہا — قوت آخذہ کے حصہ میں ایجاد آیا

کیا ضعف ہے احسان کسی کا نہیں اُٹھتا — پھیروں سر شوریدۂ سودا نہیں اُٹھتا
اعلیٰ سے نہیں ہوتا ہے اسفل کو کبھی اوج — ہاتھوں سے کہیں نقش کف پا نہیں اُٹھتا
کیا خاک کھلے غیر پہ حال دل وحشی — خاطر کے غباروں کا بگولا نہیں اُٹھتا
ہر چند بہت کھینچ رہی ہے کشش دل — جوتا جو ہے بھاری قدم ان کا نہیں اُٹھتا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کب ہاتھ سرہانے سے ہٹایا نہیں جاتا
کب ہم پہ شبِ وصل میں تکیہ نہیں اُٹھتا

دردِ دلِ بے تاب کا کچھ حال نہ پوچھو
پھوڑا ہے کہ ہر بات میں چلّا نہیں اُٹھتا

درباریوں کی وضع سحر اُٹھ نہیں سکتی
نازک ہے دماغ ایسا کہ شملہ نہیں اُٹھتا

چلے تھے تو مڑ کر ادھر دیکھ لیتے
کہ ہم اور بھی اک نظر دیکھ لیتے

اگر آنکھ میں سات پردے نہ ہوتے
نہ دیکھا تھا جو وہ بشر دیکھ لیتے

کیا کیا غضب دل دیا بے وفا کو
مبصر تھے عیب و ہنر دیکھ لیتے

کسی اور کو آزمانا تھا پہلے
ہمارا بھی دل وقت پر دیکھ لیتے

اگر ترکِ الفت ہی مدنظر تھا
ذرا آہ کا بھی اثر دیکھ لیتے

کوئی غیب سے ایسی صورت تو نکلے
کہ عاشق دہان و کمر دیکھ لیتے

نہ تم نے قتل کیا لاغر سمجھ کر
غریبوں کا بھی دل جگر دیکھ لیتے

اگر گھورنا تھا انہیں گھورنا تھا
رقیبوں کو پھر اے سحر دیکھ لیتے

ڈر جائیں گے یہ گل چمن روزگار سے
کلیاں جو پھوٹی ہیں نکلتے ہیں لال پر

فرقت نصیبوں کو بھی امید وصال ہے
یہ قاعدہ نہیں کہ کٹے ایک حال پر

باتوں کا لطف ہے نہ مزا اختلاط کا
عاشق نہ ہوجیے صنمِ خورد سال پر

اس سے تو نیل بوسہ کا ہوتا تو خوب تھا
کاجل کا تل بناتے ہو کیا گورے گال پر

کھول کر گیسو کو کہتا ہے وہ شوخ
اپنے اپنے دل ذرا پہچان کر

چشمِ مے گوں نے انہیں نادم کیا
محتسب دوڑے شرابی جان کر

خوانِ نعمت پر تصرف ہو اگر
دوست کیا دشمن پہ بھی احسان کر

چاہِ ذقن میں لاکھوں یوسف گرے پڑے ہیں
اچھا ثواب لوٹا جس نے کنواں بنایا

رہ رہ کے پوچھتے ہو حال گزشتہ دل کا
مجھ کو حضور والا کیا قصہ خواں بنایا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

خط کا آغاز کہیں ہے کہیں رخسار ہے صاف — سہو کاتب ہے، غلط لکھتا ہے قرآن نیا

ہنس کے کچھ بات جو کی دیجیے لاکھوں گویا — ہے ان احسان فراموشوں کا احسان نیا

تڑپا فراق میں دل بے تاب اس قدر — سینے پہ سو جگہ سے گریباں نکل گیا

میں ناتواں مکاں لیے جب تک اُٹھوں اُٹھوں — دروازہ سے وہ سروِ خراماں نکل گیا

بغل میں بیٹھ کے دل لے گئے کوئی صاحب — کسی کو ان کی طرف کوئی احتمال بھی نہ ہوا

لیا تو بوسہ عارض مگر تصور میں — کہ اپنا کام بھی نکلا ملال بھی نہ ہوا

رہیے میخانہ میں کیا بندۂ احسان ہو کر — رہن رکھ دیجیے حاتم کو سلیماں ہو کر

آپ تشریف نہ لائے نہ ہمیں یاد کیا — رہ گئے دونوں طرف وصل کے ساماں ہو کر

روز جانے میں قدر ہوتی ہے — دوسرے تیسرے اُدھر بھی گئے

دو ہی باتوں میں طے کیا قصہ — بوسہ بھی لے لیا مگر بھی گئے

متفرق اشعار

دنیا میں نامِ مرد بہ از مرد ہے سحر — یوں مٹیے گور کا بھی نہ باقی نشاں رہے

ہو متانت شعر میں اپنے نہ کیوں کر اے سحر — مدتوں صحبت اُٹھائی ناسخ مغفور کی

رنگین طبیعت ہو تو اتنی تو ہو شوخی — لفظوں سے ٹپکتا ہے سحر رنگ غزل کا

وہ اپنے ساتھ کھلائیں تو حاضری دوں میں — دُعا یہ مانگ کہ روزہ فراق میں رکھا

افسوس کوئی مر کر جیتا نہیں دوبارہ — ہوتیں جو لاکھ جانیں تو تم پہ نثار کرتا

دیکھ کر خط کو مسکراتا ہے — نامہ بر حرف آشنا نکلا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

ملتے ہیں راستے میں تو ہوتا ہے یہ کلام
تشریف لائیے گا کسی دن مکان پر

برق کے ہیں ہم دیکھنے والے
ابر تر کی ہیں یادگار آنکھیں

چشمِ بیمار کے بیمار مرے جاتے ہیں
لبِ جاں بخش سے ہوتا نہیں اچھا کوئی

وصل کی ، بعد مرگ ٹھہری ہے
اس لئے گور پر مسہری ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سحر

راجہ نواب علی خان

راجہ نواب علی خان نام، سحر اور رہب تخلص، منتقیم الدولہ قائم جنگ خطاب، حضرت محمد ابن ابوبکر کی اولاد سے ہیں۔ راجہ نواب علی سحر کے اجداد میں بایزید خان جو والیان ریاستہائے باہرہ، محمود آباد اور بھٹوامئو کے مورث اعلی تھے۔ انہوں نے اپنی جنگی اور انتظامی خدمات کے سلسلے میں اودھ میں یہ بہت بڑی جاگیر شاہان ہندوستان سے حاصل کی تھی، جو ان کے بعد ان کے بیٹوں میں تین حصوں میں تقسیم ہوئی۔

ریاست محمود آباد راجہ محمود خان کی نسل میں چلی آرہی تھی مصاحب علی خان اور ان کی زوجہ تک آکر بایزید خان ہی کی دوسری شاخ کو منتقل ہوئی، چونکہ ان دونوں کی کوئی اولاد نہ تھی اور انہوں نے اپنے ہم عصر اور قریبی عزیز راجہ امیر علی خان راجہ باہرہ کے چھوٹے بیٹے نواب علی کو گود لے لیا تاکہ ان کے بعد یہ ریاست بے والی و وارث نہ رہ جائے اور ان ہی کے قریب ترین اعزا کو منتقل ہو جائے۔

میاں مصاحب علی خان نے نواب شجاع الدولہ بہادر سے لے کر نواب سعادت علی خان کا عہد دیکھا۔ جب مصاحب علی خان کی ضعیفی کا زمانہ آیا تو انہوں نے اپنے قریبی عزیز نواب علی کو گود لے لیا اور ان کے انتقال کے بعد ریاست ان کی زوجہ کے نام رہی لیکن انہوں نے بھی اپنے شوہر کی وصیت کے مطابق اور خود اپنی خوشی سے نواب علی خان کو اپنا ولی عہد قرار دے دیا مصاحب علی خان کی زوجہ کے انتقال کے بعد نواب علی خان ریاست محمود آباد کے راجہ قرار پائے اور اس کے بعد سے وہ راجہ نواب علی خان کے نام سے مشہور ہوئے۔

ذاتی ادبی اور علمی ذوق و شوق کی وجہ سے راجہ نواب علی خان کا قیام کبھی اگر محمود آباد

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

میں ریاست کے انتظام کی غرض سے ہوتا تھا تو اتنی ہی مدت لکھنؤ میں اس کے بعد ادبی و علمی مشاغل میں اور اہلِ علم وادب کی صحبت میں گزرتی تھی۔ لکھنؤ میں جس امرائے دربارِ شاہی سے ان کا قریبی تعلق تھا۔ ان میں سب سے زیادہ قربت انہیں امین الدولہ سے حاصل تھی اور انہی کی دوستی کے نتیجے میں دربارِ شاہی سے بھی بہت قربت ہو گئی تھی اور اودھ کے اہم ترین امرائے دربار میں راجہ نواب علی خان کا شمار ہو گیا تھا۔

نواب علی خان کو علاوہ دربار سے تمسک حاصل ہونے کے لکھنؤ کے ادبی حلقوں سے بہت گہرا لگاؤ تھا۔ چنانچہ غزل گوئی میں انہیں شیخ امام بخش ناسخ سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ غزل میں ان کا تخلص سحرؔ تھا اور ان کا ضخیم دیوان شائع ہو چکا ہے جو اب تقریباً نایاب ہے، ساتھ ساتھ مرثیہ گوئی کا بھی انہیں بہت شوق تھا۔ اس فن میں وہ سید محمد میرزا اُنسؔ کے شاگرد تھے۔ مرثیہ گوئی کو وہ اس قدر خلوص سے مقدس اور محترم سمجھتے تھے کہ اس کے لئے انہوں نے غزل کے تخلص سے جدا دوسرا تخلص وہبؔ اختیار کیا تھا۔

راجہ نواب علی سحرؔ و وہبؔ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں آزادی خواہوں کی طرف سے جنگ کرتے ہوئے لکھنؤ کے ایک مورچے پر شدید مجروح ہو گئے اور اپنی ریاست کے ایک دیہات ''چھتونی'' میں جا کر جاں بحق ہوئے۔ ان کے انتقال کے وقت ان کے فرزند راجہ امیر حسن صرف نو سال کے تھے۔

سحرؔ کا انتقال ۵۴ برس کی عمر میں ۹ ماہِ رمضان ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۲ اپریل ۱۸۵۸ء کو ہوا۔ محمود آباد کی کربلا میں مدفون ہیں۔ وارث علی خان فہیم شاگردِ سحرؔ لکھنوی نے تاریخ کہی:

راجہ نواب علی خان مقیم الدولہ ''سوئے جنت گئے آج'' ۱۸۵۸ء

سری رام نے تحریر کیا ہے:-

''ناظمِ عالی مقام سخنورِ شیریں کلام۔ ہنگامہ طراز از رطب اللسان، معنی پرواز سحر بیان عالی جناب راجہ نواب علی خان بہادر جنگ مرحوم سابق والی ریاست محمود آباد اودھ آپ سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ کے مقربانِ خاص اور مشیرانِ بالا اختصاص

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

میں سے تھے۔ اوّل حضرت ناسخ مرحوم سے استفادہ سخن حاصل کیا۔ پھر کچھ دنوں تک میرزا فرخ سے مشورہ لیتے رہے۔ ۱۲۷۴ھ میں بمقام سیوتھ دار فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی۔ آپ کا کلام معجز نظام لکھنؤ کے قدیم تمدن کا آئینہ ہے جس میں شوکت الفاظ کے ساتھ قدرت کی حقیقی تصویریں کہیں کہیں اپنی جھلک دکھا جاتی ہیں۔ صنایع بدایع کے ساتھ ہی ساتھ سادگی اور بندش کی صفائی مضامین کو معراج کمال پر پہنچا دیتی ہے۔ رعایت لفظی تشبیہات، استعارات تلمیحات یہ سب سخن کی زیبائش ہیں۔ طبیعت میں شوخی اور ظرافت حد سے زیادہ تھی۔ ذہن کی رسائی اور فکر صاحب کی عرش پیمائی ہر شعر سے ظاہر ہوتی ہے۔ آپ نے واجد علی شاہ کے مشاعروں میں شرکت فرمائی تھی اور بارہا شرکت دربار کا شرف حاصل ہوا تھا، جیسا کہ اس مطلع سے ہویدا ہے۔

جب در سلطان عالم پر گذارا ہو گیا　　اوج پر اقبال کا اپنے ستارہ ہو گیا

ایک مقطع میں بادشاہ کی طرف اپنی حسن عقیدت کا اظہار یوں کیا ہے۔

یارب سحر کے سر پہ سلامت رہیں حضور　　فرماں روا جہاں میں ہیں تا جہاں رہے

اُلجھی ہوئی ترکیبوں کی خار دار جھاڑیوں سے آپ کا دامن سخن محفوظ ہے۔ دقیق اور بلند خیالات کو سیدھی سادھی زبان میں ادا کرنا آپ کی تیغ مقال کا جوہر ہے۔ تخیل کی پاکیزگی ملاحظہ ہو۔

جب بے نقاب چاند سا رخسار ہو گیا　　تارا ہر ایک روزن دیوار ہو گیا

دیکھیے پرواز خیال اور واقعیت کو ملحوظ رکھا ہے۔ ہر ایک تارے کا لمعہ حسن سے ماند ہو کر روزن دیوار بن جانا تیز روشنی کے سامنے ہلکی روشنی کا بے قدر ہونا یہ تمام باتیں دائرہ قدرت سے الگ نہیں۔

آپ عشق مجازی کا عبرت ناک نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں:

جلا دل تن گھلا، لب خشک مژگاں کو بھی تر پایا　　بس اے عشق بتاں اپنے کیے کو خوب بھر پایا

شعر مندرجہ بالا میں "بھر پایا" نے چوٹ کھائے ہوئے دل کی دردانگیز صدا پیدا کر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

دی ہے۔ مصرعہ اول نے ایک بدنصیب کی ذات میں جن باتوں کا اجتماع کیا ہے وہ سب سوز و گداز کو بڑھانے والی ہیں۔

محاورہ کی صحیح کھپت، زبان کا لطف، مضامین کی جدت، راجہ صاحب مرحوم کا حصہ تھا اور مبداء فیاض سے نورانی طبیعت پائی تھی۔ اکثر غزلیات میں مطلع ایسے نادر کہے ہیں جو ایوان معنی میں خیال کی روشنی پھیلا دیتے ہیں۔ مرصع الفاظ زور بیان سے بلاغت کا مرتبہ بڑھا دیتے ہیں، آپ کا ضخیم کلیات ۱۲۹۳ھ میں شائع ہو چکا ہے۔ بہارستان فکر کی گلچینی یہ ہے:

وائے ناکامی تب آیا ساقی پیماں شکن　　جب ہماری عمر کا لبریز ساغر ہو گیا

تو ملا جس کو زمانہ میں ہوا بیگانہ　　خود فراموش ہوا جس نے تجھے یاد کیا
ہوں میں وہ صید کہ خود دام محبت میں پھنسا　　کبھی آزردہ نہ میں نے دل صیاد کیا
ربط باہم ہو نہ کیوں روز ازل سے تو نے　　مجھ کو دیوانہ کیا تجھ کو پری زاد کیا

جگر جلا کیا شعلہ کوئی عیاں نہ اٹھا　　چراغ گل تو گل ہو گیا دھواں نہ اٹھا

فقط نہ شملہ کے بڑھنے سے اک غرور بڑھا　　کہ جتنی ریش بڑھی زاہدوں کا زور بڑھا

سینے میں آگ سوزِ محبت نے دی لگا　　اب شعلہ ریز دیدۂ خوں بار ہو گیا

جاتا ہوں سوئے وادی غربت بحال زار　　اہل وطن معاف ہو میرا کہا سنا

سنتے ہو سب جہاں کے قصے کہانیاں　　لیکن نہ درد دل کا مرے ماجرا سنا
تم بے سبب جو باتیں سناتے ہو بار بار　　کچھ میری بھی زبان سے برا یا بھلا سنا

دم گیا، ہوائے شوق میں تن سے نکل گیا　　مشت غبار صاف کفن سے نکل گیا

شور بہاراں ہوا جوش کا ساماں ہوا　　چاک گریباں ہوا قصد بیاباں ہوا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

زلف جو رخ پہ کھلی شام نمایاں ہوئی
رات عیاں ہو گئی مہر جو پنہاں ہوا

طوق زنجیر کی اب خلق خریدار ہوئی
تیرے دیوانوں کا احسان ہے حدادوں پر

نزع میں بھی وہ عیادت کو نہ آئے
مر گئے عاشق اسی ارماں میں

غرق ہو وہ بھی جو ہو ظالم کے بیڑے کا شریک
ڈوبتی ہے چوب بھی ہمراہ آہن آب میں
بحرِ دنیا میں ہیں اکثر اہلِ تمکیں پست قدر
خس نہ ڈوبے تہ نشیں ہو جائے کندن آب میں

عشق میں ہے جان و دل کو پیچ و تاب اضطراب
مثلِ آتش دیدہ ہوں سیماب آتش دادہ ہوں

اے صبا اس گلزار میں ہیں زمزمہ پردازیاں
کہہ چکا ہے عندلیبِ خوش نوائے لکھنؤ

دن کو خاکِ آستاں پر بیٹھتا ہے آفتاب
چومتی ہے شب کو اس کے در کا پتھر چاندنی

اپنے بیگانے سب اے رشکِ چمن بھول گئے
دشتِ غربت یہ خوش آیا کہ وطن بھول گئے

دشتِ وحشت میں جنوں نے یہ بگاڑی صورت
کہ مرنے میں بھی یارانِ وطن بھول گئے

سیہ کاروں کو مانع ہو نہ زاہد زیبِ مسجد ہیں
سیہ ہے سنگِ اسود کعبہ کی پوشاک کالی ہے

آنکھوں سے رواں ہے اشکِ حسرت
ہر دم اعمال پہ نظر ہے

صاف زنگارِ کدورت سے جو سینہ ہو جائے
دل سلیماں کی انگوٹھی کا نگینہ ہو جائے

شیب میں بھی ہے وہی غفلت ایامِ شباب
ہو چکی صبح مگر نشۂ شب باقی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سخن

رام دیال لکھنوی

منشی رام دیال نام اور سخن تخلص تھا۔ ان کے والد کا نام نساخ اور محسن علی نے پریم سکھ بتایا ہے جو لکھنؤ کے ایک اچھے گھڑی ساز تھے۔ سخن خود بھی رام دیال گھڑی ساز کے نام سے مشہور تھے۔

لالہ سری رام لکھتے ہیں:-

''لالہ رام دیال لکھنؤ کے قدیم باشندے اور پرانے رنگ پر دم دیتے تھے۔''

(خم خانۂ جاوید)

نہایت ذہین اور طباع شاعر تھے، فارسی میں بھی فکرِ سخن کرتے تھے۔ فارسی شعر و سخن میں ملا علی اکبر شیرازی سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ (خوش معرکہ زیبا)

شیام سندر لال برق لکھتے ہیں:-

''اردو شاعری میں شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد تھے۔'' (بہارِ سخن)

لیکن سعادت خاں ناصر، محسن علی اور نساخ نے سخن کو خواجہ آتش کا شاگرد بتایا ہے۔ غالب گمان ہے کہ ابتدا میں سخن نے ناسخ کو کلام دکھایا ہوگا۔ ناسخ کی وفات کے بعد آتش کے حلقۂ تلامذہ میں داخل ہو گئے ہوں گے۔

محسن علی نے ''سراپا سخن'' میں اور نساخ نے ''سخن شعرا'' میں لکھا ہے کہ سخن ''صاحب دیوان'' تھے۔ لیکن ان کا دیوان دستیاب نہیں ہوتا۔ تذکروں میں ان کا کلام ملتا ہے۔

ان کے کلام پر لالہ سری رام نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:-

''آپ کا کلام رنگین، رعایتِ لفظی سے آراستہ اور صنائع بدائع کے حسن سے پیراستہ ہے۔'' (خم خانۂ جاوید)

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شیام سندر لال برق لکھتے ہیں:-

''فارسی میں اچھا ملکہ رکھتے تھے، نہایت ذہین اور طباع شاعر تھے، قصیدے بھی کہتے تھے۔ ان کے والد گھڑی سازی کا پیشہ کرتے تھے، مگر انہوں نے شاعری میں نام پیدا کیا۔ عنفوان شباب میں انتقال کیا۔'' (بہارِ سخن)

دین پرشاد بشاش بھی ان کے مداح ہیں، لکھتے ہیں: ''فارسی و اردو میں مشاق ہیں۔'' (آثار الشعرائے ہنود)

نمونۂ کلام

رکھے اگر وہ ناز سے اندر چمن کے پاؤں
سب پھول چومیں آ کر اس گلبدن کے پاؤں

اب ضعف سے قدم بھی اٹھانا محال ہے
فرقت میں ہو گئے ہیں مرے لاغر تن کے پاؤں

اپنا کمال شوق دکھا دے جو ایک بار
شیریں لگائے آنکھوں سے پھر کوہکن کے پاؤں

آنکھوں کو تیری دیکھ کے بھولے ہیں چوکڑی
اٹھتے نہیں ہیں دیکھ لے ظالم ہرن کے پاؤں

ملتے ہو غیروں سے اب میرا بلانا کیسا
پھیر لی آنکھ تو پھر آنکھ ملانا کیسا

جب کہ بے پردہ ہوئے مجھ سے تو کیسا یہ حجاب
منھ دکھا کر کے دوپٹے میں چھپانا کیسا

خون روتا ہوں، گل روئیں ترے گرد کھڑے
رنگ لایا ہے مرا اشک بہانا کیسا

حلقۂ گیسوئے خم دار سے بل کرتا ہے
سر چڑھا یار تری زلف کا شانا کیسا

ہجر جاناں میں جو گریاں دیدۂ بے خواب ہو
ایک دم میں مزرعہ خشک جہاں سیراب ہو

گر لب دریا قدم رکھے کبھی وہ ماہ رو
غیرت مہر فلک ہر حلقۂ گرداب ہو

گر ترے روئے عرق آلودہ کی دیکھے چمک
شرم سے آئینہ مہر منور آب ہو

کشتیِ گردون گرداں ٹکڑے ٹکڑے ہوا بھی
جوش زن جس دم ہماری چشم کا سیلاب ہو

جس کو دیکھا ستم چرخ سے پُر غم دیکھا
ہم نے عالم میں نہ کوئی دل خرم دیکھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

خوں رلایا مجھے اے یار تصور نے تیرے   بلبل و گل کو کبھی میں نے جو باہم دیکھا
اٹھ گیا محفل خوباں سے جو وہ عیسیٰ دم   ہم نے ہر آئینہ رخسار کو بے دم دیکھا
کیوں نہ میں محفل عالم کو کہوں غم خانہ   ہر طرف میں نے یہاں حلقۂ ماتم دیکھا
میں وہ مجنوں ہوں کہ عالم نے مرے بعد فنا   رات دن خانۂ زنجیر میں ماتم دیکھا

کیوں نہ میں فرقت دلدار میں نالاں ہوں سخنؔ
اپنے بالیں پہ نہ میں نے کوئی ہمدم دیکھا

دم ہر ایک بلبل کا بھرتا ہے تری تقریر پر   عاشق شیدا ہوا ہر گل تری تصویر پر
برق آتش بار میرے خرمن دل پر گری   جب نگاہ خشم ڈالی اس نے مجھ دلگیر پر
اس کے کوچے کے گدا ہوں کیوں نہ مستغنی مزاج   خاک پائے یار رکھتی ہے شرف اکسیر پر
بے کلی ہم کو اڑا لائی ہے دلدار تک   شوق دل سے رکھتے ہیں ہم عاشق دلگیر پر
صورت ناقوس کرتا ہوں میں نالے سخت دل   پڑ گئی ہے آنکھ جب سے اس بت بے پیر پر
غافلو! اک روز دنیا سے سفر ہو جائے گا   دل لگاتے ہو عبث تم قصر کی تعمیر پر
کیوں نہ دم بھر کے ہمارا ترے نالوں پہ صنم   ہو گئے قائل طوطی بھی تری تقریر پر
دیکھئے کس کس کا خوں ہو مقتل عشاق میں   ہاتھ اس قاتل نے رکھا قبضۂ شمشیر پر

خدا کے واسطے سن اے صنم گلہ دل کا   کہ تیری آنکھوں نے لوٹا ہے قافلہ دل کا
الٰہی آئے مرے پاس اب وہ جان جہاں   بہت خراب ہوا ہے معاملہ دل کا
نگاہ یار سے بچنا ہے اے سخنؔ دشوار   پڑا ہے دشمن جاں سے مقابلہ دل کا

۱۔ خوش معرکۂ زیبا   ۲۔ بہار سخن
۳۔ سخن شعراء   ۴۔ خم خانہ جاوید
۵۔ سراپا سخن   ۶۔ آثار الشعرائے ہنود

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سروش

شیخ مراد علی

شیخ مراد علی نام اور سروش تخلص، شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد، غلام ہمدانی مصحفی ان کے بارے میں لکھتے ہیں:-

"جوان صلاحیت شعار، مہذب الاخلاق است، عمرش از سی متجاوز خواہد بود، شعر را سادہ میگوید۔" (ریاض الفصحا)

سعادت خان ناصر لکھتے ہیں:-

"صاحب عقل و دانش شیخ مراد علی تخلص سروش بشاگرد شیخ ناسخ" (خوش معرکۂ زیبا)

لالہ سری رام کی رائے ہے:-

"شیخ مراد علی مرحوم، آپ حضرت ناسخ کے معزز تلامذہ میں سے تھے۔ کلام میں پختگی ہے۔ معنی بندی اور صفائی زبان کے اعتبار سے متوسط درجے کے شعرا میں تھے۔"

(خمخانۂ جاوید) سروش ناسخ کے شروع زمانے کے شاگردوں میں سے تھے۔

نمونۂ کلام

دنیا میں تجھ سے کب کوئی صاحب جمال ہے
خورشید تیرے سامنے ہو کیا مجال ہے

کیوں روزِ ہجر کو نہ قیامت کا دن کہوں
مجھ کو تو اک گھڑی تری فرقت میں سال ہے

ہر دم فراقِ یار میں ہے آرزوئے مرگ
کب ہم کو اے سروش امیدِ وصال ہے

بچ گئے اب کی اگر عشق کے آزار سے ہم
دل لگاویں گے نہ پھر ایسے ستمگار سے ہم

عشق میں آپ کو قمری سے برابر نہ کریں
سرو کو دیویں نہ تشبیہ قدِ یار سے ہم

تیر کیوں مارتا ہے تیغ سے قتل کر ہمیں
عشق رکھتے ہیں فقط ابروئے خمدار سے ہم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

ٹھنڈی سانسیں نہ بھریں ہر گھڑی کیونکر اے دل
سخت جلتے ہیں تری گرمیِ بازار سے ہم

ہم سے ٹوٹا نہ دلِ بلبلِ نالاں ہرگز
ایک بھی پھول نہ لائے کبھی گلزار سے ہم

دل دیا جس کو سروش اپنا ہی دشمن ہے
رکھیں امیدِ وفا کیا کسی دلدار سے ہم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سحر

شیخ محمد یعقوب علی

گارساں دتاسی، گوکل پرشاد اور اسیرنگر نے شیخ محمد یعقوب علی سحر غازی پوری کا ذکر اپنے تذکروں میں کیا ہے اور شیخ امام بخش ناسخ کا شاگرد بتایا ہے۔ گوکل پرشاد لکھتے ہیں:-

"شیخ محمد یعقوب علی نام، سحر تخلص، قاضی محمد صدیق کے فرزند اور غازی پور کے قریب کسی قصبے کے رہنے والے تھے، وہیں پیدا ہوئے، مدت دراز تک لکھنؤ میں شیخ مرحوم (ناسخ) سے فیض پاتے رہے۔" (ارمغان گوکل پرشاد)

اسیرنگر کا کہنا ہے کہ ناسخ کے شاگرد تھے، عرصے تک لکھنؤ میں رہے اور ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۴ء میں دہلی گئے تھے۔ (یادگار شعرا)

تذکرہ نگاروں نے اُن کا تخلص "سنجر" لکھا ہے یہ لفظ "سحر" ہے، قطب الدین باطن نے تخلص "سحر" لکھا ہے۔ "سنجار" ایک شہر کا نام ہے جہاں سلطان سنجر پیدا ہوا تھا، مشکل ہے کہ یہ تخلص اختیار کیا ہو۔

قطب الدین باطن لکھتے ہیں:-

سحر تخلص شیخ محمد یعقوب علی نام، بن قاضی محمد صدیق بن قاضی محمد صابر بلند احتشام مولد ومنشا قصبہ بہلیا ضلع غازی پور مدت مدید لکھنؤ میں خدمت فیض درجت شیخ امام بخش ناسخ مرحوم سے فائدے اُٹھائے سن بارہ سو ساٹھ ہجری میں بکشش آب وخور وحسن اتفاق جد دہلی میں تشریف لائے۔ نیاز مند کو بھی اُن سے نیاز حاصل۔ مرد معقول جوان وشریف صحبت کے قابل اے میل خامہ سحر نگار اشہد مضمون مکحل طبع سے روشنائے چشم یعقوبان شائق کے لئے ڈھلتا ہے، اے عزیز ویوسف مضمون کنعان طبع سے برادران گرگ سیرت کے سبب زلیخا سے شائق کی چاہ میں کاروان شوق کے ساتھ طرف مصر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

مشاعرہ چلتا ہے، مضمون نادر سحر سامری ہے، معشوقہ نظم میں جلوۂ حسن پری ہے کلام کیا ہے جادو ہے، دیا منتر جس کے روبرو پڑھا بے قابو ہے یا ششدر۔

(گلستان بے خزاں ص ۱۷۱)

نمونۂ کلام

آتشِ فرقت تنِ مخمور میں تھی مشتعل — معرکہ میں آبِ خنجر نے اُسے ٹھنڈا کیا
دیکھ کر ہونٹوں کا لاکھا آ گیا دل کو قرار — پان کی بوٹی سے پارا یار نے کشتا کیا

دربدر سرگشتہ ہیں وہ گردشِ افلاک سے — جن کو طفلی میں دکھاتی تھی نہ مادر آفتاب

آگے کمر کے آنکھوں کی ہو قدر کس طرح — غالب کہاں ہوئے ہیں چکارے پلنگ پر

خدا محفوظ رکھے رشک سے ابنائے جناں کے — کہ یوسف کو گرایا بھائیوں نے چاہِ کنعاں میں
نہیں ہیں بے سبب شیریں لبِ زخم اے قاتل — مگر ڈالی ہے مصری تو نے آبِ تیغِ براں میں

دریا دلی گئی نہ گدائی میں بھی مری — کب بوریائے فقر مرا موج زن نہیں

جب چنی افشاں جبیں پر اُڑ چلا وہ شعلہ رو — کس نے تیری تن نے بھروایا ترا ارا چاند کو
دے کے وہ ٹیکا جبیں پر ہو گیا مغرورِ حسن — ہم نے خود دیکھا کہ بھٹکا تا ہے تارا چاند کو
عشق ابرو میں مہِ نو سے یہ جی گھٹا ہوا — دیکھ کر سمجھا ہیں الٹی کا کتارا چاند کو
جھول کر عارض سے اُس کے کی جو اس نے ہمسری — چاند ماری کے بہانے ہم نے مارا چاند کو

تمہاری چال نے عالم کیا تہ و بالا — زمین فلک پہ گئی آسماں زمین کے تلے

اللہ رے دستگیریِ دلدار کا اثر — دزدِ حنا ہوا یدِ بیضا کے سامنے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سیفی

میر وارث علی

میر وارث علی سیفی خوش نویس ولد میر بشارت علی، نواب گنج توابع فرخ آباد کے رہنے والے تھے۔ کانپور میں جا کر مقیم ہوئے۔ شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد تھے۔" (سخن شعرا)

سعادت خان ناصر نے ان کو مشاق اور متقی لکھا ہے۔ غالباً جب ناسخ کانپور گئے ہوں گے یہ اسی زمانے میں ان کے شاگرد ہوئے ہوں گے۔ سیفی کا ذکر عام تذکروں میں نہیں ملتا۔

نمونۂ کلام

سامنے عشاق کے کیوں کر نہ ہو توقیر زلف — سر چڑھا لی یار نے اپنے خوشا تقدیر زلف
زینت زلف مسلسل کے لیے شانہ بنا — دل عاشق کے لیے پیدا ہوا گل گیر زلف
دن جو روشن ہے اثر ہے چہرۂ پر نور کا — رات جو تاریک ہوتی ہے یہ ہے تاثیر زلف
زلف کا نقشہ کبھی دن میں کھنچے ممکن نہیں — ہاں شب دیجور میں شاید کھنچے تصویر زلف

آ گیا آخر قلم میں بال بس خاموش ہو
ختم ہونے کی نہیں سیفی کبھی تقریر زلف

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شاداںؔ

راجہ چندولال

مہاراجہ چندولال شاداںؔ کی پیدائش ۱۱۸۹ھ میں ہوئی اور آصف جاہ ثانی کے زمانہ میں تعلقدار کرورگیری کے عہدہ پر سرفرازی پائی۔ زمانہ مابعد میں ترقی کرتے ہوئے پیش کار سلطنت آصفیہ ہو گئے اور اسی پیشکاری کے زمانہ میں کئی سال تک دیوانی کے فرائض بھی انجام دیے۔ ۱۲۶۱ھ میں اس دارِ فانی سے کوچ کیا۔

(دکن میں اردو ص ۴۰۵)

سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:

''صاحب جود و نوال، رائے چندولال، تخلص شاداںؔ، نائب والیِ دکن کا سب ہنر و فن، علم موسیقی پر قادر، سخنوری سے ماہر۔۔۔۔۔۔۔ چند غزل واسطے اصلاح کے شیخ ناسخ کی خدمت میں بھی آئی تھیں''۔ (خوش معرکہ زیبا ص ۵۳۳)

سری رام لکھتے ہیں:

''ان کے والد رائے نرائن داس خلف رائے بچھی نرائن کھتری رائے بریلی کے عمائدین میں سے تھے، ان کے چچا رائے نانک رام کمشنر کرورگیری دکن تھے۔ انھوں نے چچا کے ظلِ عاطفت میں پرورش پائی اور نواب ارسطو جاہ کی وزارت میں ملازم ریاست ہو کر درجہ بدرجہ ترقی پا کر نواب سکندر جاہ کے عہد حکومت ۱۸۰۶ء میں عہدہ پیشکاری وزارت آصفیہ پر ممتاز ہوئے۔ بہت بڑے منتظم فیاض و نیک نام اور ان کی سیر چشمی اور دریا دلی کے متعلق آج تک صدہا حکایتیں زبان زدِ خاص و عام ہیں۔ دکن میں جو اعلیٰ درجہ کی عزت و نیک نامی انھیں ملی آج تک کسی امیر وزیر کو نصیب نہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہوئی"۔ (خم خانۂ جاوید جلد چہارم ص ۱۷۴)

شاداںؔ نہ صرف سخن فہم اور قدر دان اہل علم تھے بلکہ خود بھی ایک باکمال اور کہنہ مشق شاعر تھے۔ ان کا اردو اور فارسی کلام مشہور ہے۔ ان کا کلام نہایت سنجیدہ شگفتہ اور پسندیدہ مضامین کا ذخیرہ ہے۔ کلام کی رنگینی، انداز بیان کی جدت اور تخیل کی بلند پروازی قادر الکلامی کی شاہد ہے کلام کا زیادہ حصہ معرفت اور تصوف سے بھرا ہوا ہے۔ شاداں کے دو دیوان ہیں جو شائع بھی ہو چکے ہیں۔ جملہ اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔

انتظام سیاست میں منہمک رہنے کے باوصف ارباب کمال کے عموماً اور شعراء کے خصاصاً قدر دان تھے۔ استاد ذوقؔ اور حضرت ناسخؔ کو شاداںؔ نے دکن بلایا تھا لیکن یہ شعراء دکن نہ جا سکے شاداںؔ فارسی میں قتیلؔ کے شاگرد تھے۔ شاداں کی سوانح حیات دکن سے شائع ہو چکی ہے۔

نمونہ کلام

جس نے نہ اسے جانا پھر اس نے ہی لیا جانا ۔۔۔ ہاں وہ ہی موجد ہے جو ایک خدا جانا

جدھر دیکھا مری نظروں میں تو تھا ۔۔۔ مثال آئینہ تو رو برو تھا

مکاں ایک ہے گرچہ راہیں ہیں دو ۔۔۔ یہ دیر آپ کا وہ حرم آپ کا

سختیاں عشق بتاں میں نہ اٹھاؤ شاداںؔ ۔۔۔ کون جوڑے گا اسے دل جو تمہارا ٹوٹا

جس طرح بحر میں حباب رہا ۔۔۔ اپنا اس طرح شباب رہا

راہبر ہو تو تجھے تا سرِ منزل پہنچائے ۔۔۔ راہ تو دور ہے اور بیچ میں روڑے پتھر
کام رستم کا کرے جو اسے کہیے رستم ۔۔۔ وہ زبردست ہے جو ہاتھ سے توڑے پتھر

پتھرا کے رہ گئی وہیں موسیٰ کی چشم شوق ۔۔۔ نور اس کا جلوہ گر جو ہوا کوہسار پر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جنھوں کو کشف ہوتا ہے عیاں ہوتا ہے سب ان پر   دوانے بھی کہیں دنیا میں دانشمند ہوتے ہیں
برنگ بوئے گل رہتے ہیں گل میں اور جدا اُس سے   جو ہیں آزاد دنیا میں وہ کب پابند ہوتے ہیں

آنکھ سے پردہ نہ کر پردے کا گھر یہ بھی تو ہے   تو تو دیکھے ہم نہ دیکھیں طرفہ تر یہ بھی تو ہے

زاہد کرے ہے زہد گنہگار ہے خجل   دیکھیں کرم کا اس کے سزاوار کون ہے

آنکھیں ہوں تو کوئی اس کو دیکھے   آنکھوں ہی کے پردے میں نہاں ہے

قطرہ دریا کی جدائی سے کرے جب اضطراب   ابر رحمت قطرہ کو اک آن میں دریا کرے

شکل ہستی سراب کی سی ہے   بے ثباتی حباب کی سی ہے

خوش قسمتی سے ناسخؔ کا ایک کمیاب مرثیہ ہمیں مل گیا ہے جو یہاں ہدیہ ناظرین کیا جا رہا ہے:-

مرثیہ

(۱)

دیارِ شام میں جب قیدیوں کو شام ہوئی   وہ رات پیٹتے روتے ہی میں تمام ہوئی
ہوئی جو صبح کمر بستہ فوج شام ہوئی   ہوا یزید برآمد یہ دھوم دھام ہوئی

فلک ستائی مصیبت کی مبتلا زینبؑ
چلی یزید کی مجلس میں بے ردا زینبؑ

(۲)

سنا سنا کے اسیروں کو کہتے تھے ناری   ہوئی تھی جشن کی پچھلے پہر سے تیاری
ہے خاص و عام سے معمور انجمن ساری   امیر شام نے پوشاک پہنی ہے بھاری

جو حکم ہو گا تو مجرے کو سر جھکا دیں گی
رسول زادیاں واں بیٹھنے نہ پاویں گی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ راہ گیروں سے کہتے تھے سید سجادؑ کہ ہم اسیر تمہارے نبیؐ کی ہیں اولاد
(۳)
غریب و بیکس و مظلوم خانماں برباد یہ جان لو کہ یتیموں کی ہے بڑی فریاد

خدا کے عرش کو اس وقت زلزلہ ہوگا

جو قیدیوں کو نہ دیکھو گے تم تو کیا ہوگا

بھلا اسیروں کا اے شامیو تماشا کیا بھرا ہے خاک سے چہرہ کھلا ہے سر ان کا
(۴)
جو سیر دیکھنے سے تم کو شوق ہے ایسا تو جاؤ مجلس حاکم میں واں ہے لطف بڑا

خوشی ہے جشن ہے مطرب ہیں رقص ہوتے ہیں

یہاں تو سوگ میں سب وارثوں کے روتے ہیں

جواب دیتے تھے دلگیر ہو کے خندہ وہاں بھلا یزید کے دربار میں یہ سیر کہاں
(۵)
وہاں کہاں ہے اسیران [illegible] عیاں وہاں کہاں ہے یہ پروردہ نالہ و افغاں

یہ لوگ ہائے حسین کے روتے ہیں

ہم ان کے نوحے کو سن کے شاد ہوتے ہیں

امام روتے تھے سن کر جواب سینہ فگار بھرا تھا خلق کی کثرت سے کوچہ و بازار
(۶)
ہر اک دکان میں رکھے ہوئے تھے سیب و انار علی کے لعل تھے واللہ کتنے غیرت دار

کہ بھوک پیاس کی شدت سے وہ تو مرتے تھے

مگر نگاہ نہ میووں کی سمت کرتے تھے

کھڑی تھیں عورتیں سب قصر و بام کے اوپر خصوص بچے تھے جس جس کی گود کے اندر
(۷)
بیان کرتی تھیں آپس میں وہ یہ ڈر ڈر کر اڑھا دو چہروں پہ بچوں کے گوشہ چادر

فلک نے حادثے ان کو عجب دکھائے ہیں

یہ اپنے پیاروں کو مقتل میں کھو کے آئے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

(۸)

پھر اپنے بچوں پہ وہ صدقہ کرکے سیب و انار — سکینہ جان کو دکھلا کے کرتی تھیں گفتار
یہ میوہ نوش کر اے دخترِ شہِ ابرار — کہ رنج فاقہ کشی سے کچھ آئے تجھ کو قرار
رہے گی پیاس کی سوزش نہ تیرے سینے میں
نہ کھایا ہوگا یہ میوہ کبھی مدینے میں

(۹)

علی کی پوتی نے ان عورتوں سے جب یہ سنا — اٹھا اٹھا کے سر اپنا سوئے فلک دیکھا
پھر ایک آہ بھری اور یہ جواب دیا — ہم ایسے بھوکے نہیں ہیں جو کھائیں یہ میوہ
اگرچہ آج میں بھوکی ہوں اور پیاسی ہوں
مگر میں صاحبِ معراج کی نواسی ہوں

(۱۰)

حلال تم پہ کیا جس خدا نے آب و طعام — اسی نے صدقہ کیا آلِ مصطفےٰ پہ حرام
میں وہ اسیر ہوں نانا ہے جس کا خیر انام — میں وہ غریب ہوں جس کا پدر ہے کل کا امام
قسم ہے رزقِ ید اللہ کو سب بتاتے ہیں
ہمارے صدقے سے سب لوگ رزق پاتے ہیں

(۱۱)

سنا کے ہم کو یہ اے صاحبو جو تم نے کہا — نہ کھائے ہوں گے یہ میوے مدینے میں اصلا
یہ کل کی بات ہے جیتے تھے سیّد الشہدا — ہمارے گھر میں خدا کا دیا سبھی کچھ تھا
بہت پدر کے تصدق سے چین پائے ہیں
ہمیشہ گلشنِ جنت کے میوے کھائے ہیں

(۱۲)

غبار و گرد سے منھ دیکھتی ہو یہ جو بھرا — حسین پانی سے دھوتے تھے اس کو صبح و مسا
پدر کے سینے سے ہوتی تھی ایک دم نہ جدا — اور اب تو خاک پہ سوتی ہوں شب کو میں اس جا
پدر کے مرنے سے کیا کیا کیا حقیر مجھے
کوئی یتیم ہے کہتا کوئی اسیر مجھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

بیان یہ سن کے سکینہ کا ایک حشر ہوا سر حسین بھی نیزے پہ اس گھڑی کانپا

(۱۳)

ہوئے جو داخل دربار خاصگان خدا میں کیا کہوں دل زینب پہ جو قلق گزرا

منہ اپنا بالوں سے ہر دم چھپائے لیتی تھیں

دہائی حضرت خیر النسا کی دیتی تھیں

حدیث معتبرہ میں ہے اس طرح لکھا یزید نے پسر سعد کو یہ حکم دیا

(۱۴)

کہ جن جوانوں سے یہ انصرام جنگ ہوا ستم سے جنکے لٹا ہے ریاض شیر خدا

وہ نذر فتح کی مجھ کو نہ مال و زر دیویں

علی کے پیاروں کے لالا کے نذر سر دیویں

ہوا یزید کا یہ حکم جس گھڑی تشہیر میں کیا کہوں کہ ہوئے کس قدر خوشی بے پیر

(۱۵)

اتارے نیزوں سے ہیں [illegible] شبیر چلے یزید کے دربار میں وہ سارے شریر

بتول حال شہیدوں کا دیکھ روتی تھی

علی کی روح سروں پہ نثار [illegible] تھی

لکھا ہے پہلے جو آیا تھا روبروے یزید وہ شمر تھا شہ دیں کو کیا تھا جس نے شہید

(۱۶)

دکھا کے سر وہ شہیدوں کا وہ لعین پلید امیر شام سے کہنے لگا بصد تاکید

میں پنجتن کو جہاں سے مٹا کے آیا ہوں

یہ تحفہ تیرے لیے کربلا سے لایا ہوں

میں ذبح کرتا تھا جب شہ کو روتی تھی زہرا لپٹی تھی مرے خنجر سے روح شیر خدا

(۱۷)

نہ فاطمہ سے ڈرا میں نہ مصطفٰے سے ڈرا گلا حسین کا ہفتاد ضرب میں کاٹا

جفا جو مجھ سے ہوئی کب کسی سے ہووے گی

بتول حشر تلک اب لحد میں رووے گی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کہا یزید نے جب تو نے شہ کو ذبح کیا　　مجھے بتا پسر فاطمہ کا حال تھا کیا
(۱۸)
وہ شکر کرتا تھا یا کچھ ملول خاطر تھا　　پکارا شمر کہ صابر نہیں کوئی ایسا

قسم خدا کی کہ خنجر گلے پہ چلتا تھا

وہاں تو زخم سے پر شکر حق نکلتا تھا

اب ایسا کوئی نمازی نہ ہووےگا پیدا　　جب اس کے حلق پہ میں نے دھری تھی تیغ جفا
(۱۹)
یہ منہ سے کہتا تھا سُبحان ربی الاعلیٰ　　پھر اس کو پانی کی روز سے ملا بھی نہ تھا

اب فرات کو کیا اس گھڑی جو تکتا تھا

گلوئے خشک پہ خنجر مرا اٹکتا تھا

یہ شمر کہتا تھا ناگاہ حرملہ آیا　　اور اپنے ہاتھ میں اصغر کی ہنسلیاں لایا
(۲۰)
شلوکہ کرتا بھی حال اس کا بتلایا　　پکارا لوٹ میں میں نے یہ مال بھی پایا

یہ تیری نذر کرنے شلوکہ لایا ہوں

اور اس کے لاشے کو عریاں چھوڑ آیا ہوں

کہا یزید نے بچے کو کس لیے مارا　　پکارا حرملہ یہ شہ کو تھا بہت پیارا
(۲۱)
شہید کر کے اسے شہ کا دل کیا پارا　　جلایا بانو کے آگے پھر اس کا گہوارا

شجاع وصف شکن وصفدر و جری ہوتا

نہ قتل ہوتا تو یہ دوسرا علی ہوتا

ابھی یہ حرملہ حاکم سے کرتا تھا تقریر　　کہ لایا ہاتھ میں اکبر کے سر کو ابن نمیر
(۲۲)
وہ زلفیں بکھری ہوئیں اور چاند سی تصویر　　دکھا کے سر کو یہ بولا یزید سے وہ شریر

ستم کی برچھی سے اس مہ لقا کو مارا ہے

تری خوشی کے لئے مصطفےٰ کو مارا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سروں کا جائزہ لیتا تھا حاکم بے دیں کھڑی تھیں تخت کے آگے اسیر پردہ نشیں
(۲۳)
جھکائے آنکھوں کو روتے تھے عابد غمگیں پھوپھی سے کہتے تھے رو رو کے باصدائے حزیں

ذرا جہاں کے تم اب انقلاب کو دیکھو
سرِ حسینؑ کو بزمِ شراب کو دیکھو

یہ کہہ رہا تھا پھوپھی سے نبی کا نور العین یزید جشن میں مشغول تھا بزینت و زین
(۲۴)
کہ ناگہاں ہوئی پیدا صدائے شیون و شین کہ کہہ رہا ہے کوئی پیٹ کر حسینؑ حسینؑ

کہا یزید نے کیسا یہ شور ہوتا ہے
یہ میری جشن کی محفل میں کون روتا ہے

قریب تخت شمر تھا جو دست بستہ کھڑا یہ حکم حاکم مردود نے پھر اس کو دیا
(۲۵)
یہ کون روتا ہے تو جا کے اس کو خوب رلا خلل کیا ہے مرے عیش میں سزا پہونچا

غم حسینؑ میں گھر بار نوحہ کرتے ہیں
مرے غضب سے نہیں یہ اسیر ڈرتے ہیں

یہ سن کے شمر لعیں خشمناک ہو کے چلا ہر ایک بی بی نے آنکھوں سے اشک کو پونچھا
(۲۶)
قریب شمر لعیں آیا اور کہنے لگا بتاؤ قیدیو کرتا ہے تم میں کون بکا

ہر ایک مرتبہ تعزیز اس کی پاتے ہو
اور اب بھی تم نہیں رونے سے باز آتے ہو

پکاری زینبِ بیکس کہ سب یہیں ہیں کھڑے زمیں میں شرم کے مارے ہیں سب کے پاؤں گڑے
(۲۷)
کہیں گیا نہیں کوئی یہیں ہیں چھوٹے بڑے سبھوں کی آنکھوں کے چشمے یہاں ہیں خشک پڑے

تو بے گناہ اسیروں پہ کر جفا ظالم
جو کوئی رو دے اسے شوق سے رلا ظالم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ذلیل ہونا نہیں ہے ہمیں سرِ دربار حسینؑ بھائی کو یاں ہم نہ روئیں گے زنہار
(۲۸)
کبھی مدینے میں لے جائے گا اگر غفار وہاں حسینؑ کو ہم روئیں گے پکار پکار

یہ غم وہ ہے کہ بھلا کس سے ضبط ہوتا ہے
ہیں آنکھیں خشک مگر دل ہمارا روتا ہے

رکھا ہوا ہے جہاں طشت میں حسینؑ کا سر جنابِ فاطمہؑ کی روح کا وہاں ہے گذر
(۲۹)
سر اپنا پیٹتے ہیں سر کے پاس پیغمبرؐ خدا کا شیر بھی موجود ہے بدیدۂ تر

یہ غم ہے وہ کہ تسلی کبھی نہ ہووے گی
بتولؑ آج سے تا حشر یوں ہی رووے گی

اب آگے راوی پرغم نے اس طرح ہے لکھا پھر ایک غلغلہ دربار میں ہوا پیدا
(۳۰)
کسی نے کان میں حاکم کے آن کر یہ کہا تو اپنے تخت پہ بیٹھا ہوا ہے غافل کیا

غمِ حسینؑ میں رو رو کے خاک اڑاتی ہے
سر اپنا پیٹتی ہندہ محل سے آتی ہے

یہ سن کے تخت سے اٹھا یزید گھبرا کر کہ سامنے سے وہاں آئی ہندہ ننگے سر
(۳۱)
لبوں پہ ہائے حسینؑ اور چشم اشک سے تر اور ایک ہاتھ میں اپنے لیے ہوئے چادر

یہ رو کے کہتی تھی کیا دکھ فلک نے ڈالا ہے
غمِ حسینؑ نے گھر سے مجھے نکالا ہے

جہاں بندھے ہوئے رسی میں تھے کھڑے وہ اسیر وہاں پہ روتی ہوئی آئی ہندہ با توقیر
(۳۲)
ہر ایک بی بی کا منہ دیکھ کر یہ کی تقریر بتاؤ کون سی اس میں ہے خواہرِ شبیرؑ

کہاں ہیں حضرت زینبؑ کے صدقے جاؤں میں
علیؑ کی بیٹی کے سر پر ردا اڑھاؤں میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کہا یہ فضّہ نے ہندہ سے بادلِ مضطر لگا ہوا ہے لہو خشک کا جس کے ماتھے پر
(۳۳)
وہی ہے دخترِ زہرا حسین کی خواہر قدم پہ گر پڑی زینب کے ہندہ یہ سن کر
حیا سے بالوں میں زینب جو منھ چھپانے لگی
خدا کے عرش سے آوازِ گریہ آنے لگی

قدم کو چوم کے کہتی تھی ہندہ یہ ہر بار دکھاؤ چہرے کو اے زینبِ بلند وقار
(۳۴)
جو کوئی غیر ہو یہ شرم تھی اسے درکار قدیم میں تو ہوں لونڈی تمھاری سینہ فگار
جو تم اسیر ہو تو غم کی مبتلا ہوں میں
جو سر کھلا ہے تمھارا تو بے ردا ہوں میں

یہ کہہ کے ہندہ نے چادر کو سر پہ ڈال دیا تو سر کو پیٹ کے بولی یہ دخترِ زہرا
(۳۵)
خدا کے واسطے ہندہ مجھے نہ اوڑھا کہ میں نے بھائی کے لاشے پہ ہے یہ وعدہ کیا
کہ جب تلک نہ کفن تجھ کو میں پہناؤں گی
نہ اپنے سر کو بھی چادر سے میں چھپاؤں گی

پکاری ہندہ کہ کیا بے کفن ہے سبطِ نبی کہا یہ دخترِ شیرِ خدا نے ہاں بی بی
(۳۶)
پڑے ہیں دھول میں سبطِ محمدِ عربی ابھی تلک نہیں اصغر کی لاش رن میں ملی
زمیں پہ برجِ امامت کے وہ ستارے ہیں
بچھونا دشت میں اور مصطفیٰ کے پیارے ہیں

زمیں پہ بیٹھ گئی ہندہ عاشقِ حیدر کہا یزید سے لعنت خدا کی ہے تجھ پر
(۳۷)
خدا کرے کہ گرے تجھ پہ آسماں پھٹ کر کہ تیرے ہاتھ سے خیر النساء ہے ننگے سر
جہاں سے پنجتنِ پاک کو مٹایا ہے
نبی کے بعد تو نے کیا ستایا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

جھکا کے سر کو یہ بولا یزید بدکردار　　کہ آج تو نے کیا مجھ کو میری قوم میں خوار
(۳۸)
نہ منہ دکھانے کی اب جا رہی مجھے زنہار　　کہ آج دیکھا تجھے سب نے یاں سرِ دربار

جو میرا نام تھا بالکل مٹا دیا تو نے
برہنہ سر یہاں آئی غضب کیا تو نے

پکاری ہندہ مجھے بے شعور ہے کہتا　　بھلا بتا تو میری قدر میرا پردہ کیا
(۳۹)
رسولؐ زادیاں ہیں ننگے سر کھلے اس جا　　مجھے جواب تو دے ہے تو کل کیا ایسا

کہ مجھ غریب کو پردے میں تو بٹھایا ہے
نبیؐ کی آل کو بازاروں میں پھرایا ہے

کہا یزید سے سجادؑ نے بھی رو رو کر　　کہ اے یزید تو انصاف کر خدا سے ڈر
(۴۰)
محل سے آئی جو ناموس تیری ننگے سر　　کمال صدمہ ہوا اس گھڑی ترے دل پر

نبیؐ کا کنبہ جو بازاروں میں پھرا ہو گا
علیؑ کی روح کو کیسا قلق ہوا ہو گا

ہمارے دل سے تو یہ درد پوچھ اے ظالم　　کہ ننگے سر مری ماں بہن ہیں کھڑی اس دم
(۴۱)
رسول زادیوں کو دیکھتے ہیں نامحرم　　بتا رسولؐ کو اس وقت کیسا ہو گا غم

لحد میں روحِ علیؑ آج نوحہ گر ہو گی
یقیں ہے لحد میں زہراؑ بھی ننگے سر ہو گی

سرِ حسینؑ کے پہلو سے تب یہ آئی صدا　　مریض پوتے یہ تیرا خیال ہے بیجا
(۴۲)
سرِ حسینؑ یہاں مجھ کو کام خلد سے کیا　　کھڑی ہے با سرِ عریاں فاطمہ زہراؑ

تمہارے رنج و الم میں شریک ہوتی ہوں
سرِ حسینؑ سے لپٹی ہوئی میں روتی ہوں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

اب آگے میری زباں کو نہیں مجال بیاں　　مگر یہ عرض ہے شہ سے کہ یا امامِ زماں
(۴۳)
بحقِ اکبرِ مظلوم و اصغرِ ناداں　　ترا غلام یہ شاداں سدا رہے شاداں

ہر ایک لحظ فزوں افتخار و عزت ہو
زیادہ دولت و اقبال و جاہ و حشمت ہو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شائق

میر محمد لکھنوی

گارساں دتاسی نے ''تاریخ ادب ہندوستانی'' میں اور سعادت خاں ناصر نے ''خوش معرکہ زیبا'' میں میر محمد شائق لکھنوی کا ذکر کیا ہے۔ ان کے ایک بھائی حبیب تخلص کا ذکر ہو چکا ہے وہ بھی ناسخ کے شاگرد تھے۔

میر محمد شائق لکھنؤ کے رہنے والے تھے اور شیخ امام بخش ناسخ کے ممتاز شاگردوں میں ان کا شمار تھا۔ ناسخ نے فن تاریخ گوئی کی طرف خاص توجہ دی تھی۔ ان کے شاگردوں میں رشک، قبول، منیر کے علاوہ شائق نے بھی اس فن کو اپنایا۔ شائق کے متعلق سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:

''کاشف اغلاق و دقائق، ریختہ پر تاریخ گوئی اس کی فائق۔'' (خوش معرکہ زیبا)

شائق نے اپنے استاد ناسخ کی تاریخ وفات کہی تھی

سفر ناگاہ ناسخ از جہاں کرد محمد یا الٰہی باد حامی
چو از پیر خرد تاریخ جستم بگفتا شاعر بے مثل نامی
۱۲۵۴ھ

سعادت خاں ناصر نے چند قطعات تاریخ ''خوش معرکہ زیبا'' میں تحریر کیے ہیں:-

نظر علی خاں نے گولہ گنج کے چوراہے پر ایک مسجد ۱۲۵۰ھ میں بنوائی تھی کہ اس میں گیارہ مسجدوں کا نقشہ ہے۔ انہوں نے شائق سے خواہش کی کہ وہ تعمیرِ مسجد کی تاریخ تصنیف کریں۔ شرط یہ تھی کہ ''خانہ خدا'' مادۂ تاریخ ہو۔ شائق نے بہت اچھی تاریخ کہی:

گر بگیری حروف منقوط ہست در خانۂ خدا تاریخ
حرف باقی کہ غیر منقوط اند یافت دیگر از و ضیا تاریخ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اوست اعداد یازدہ مسجد
شاقق ایں گفت بے بہا تاریخ

''خانۂ خدا'' کے حروف منقوط ''خ، ن، خ'' سے سنہ ۱۲۵۰ھ برآمد ہوتا ہے۔

نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ نے ایک خلعت بنوایا تھا اور اس پر تمام کلام اللہ نقش تھا، اس کی تاریخ شاقق نے یہ کہی۔ (''خلعت کلام مجید'' ۱۲۴۸ھ)

حضرت فردوس منزل (محمد علی شاہ بادشاہ اودھ) کی مسجد کی تاریخ صنعت مساوی الاعداد میں کہی تھی، چنانچہ ''طاعت و تسبیح'' ہم عدد ''سجدہ گاہ و نماز'' ہم عدد و لفظ محل تصنیف میں برابر:

جناب قبلۂ عالم چو ساخت مسجد نو — بصد سرور و بصد آرزو بدل بے نیاز
نوشت مصرع تاریخ سال او شاقق — محل طاعت و تسبیح و سجدہ گاہ و نماز
۱۲۵۲ھ

شاقق نے ''خوش معرکۂ زیبا'' کے سنہ تصنیف کی تاریخ بھی کہی ہے۔ سعادت خاں ناصر نے شاقق کو اپنا دوست کہا ہے اور لکھتے ہیں تاریخ گوئی میں وہ استاد ہیں۔

یہ تذکرہ کیا خوب لکھا ناصر نے — جس سے رہا نام شعرائے ہندی
شاگرد بواسطہ ہیں یہ سودا کے — سودا تھا امام شعرائے ہندی
اور منتظم نظم محباں یہ ہیں — ان سے رہا نام شعرائے ہندی
کہتی ہے فلک سے ان کی ہر بیت بلند — ارفع ہے مقام شعرائے ہندی

شاقق نے یہ تذکرہ کی تاریخ کہی
تالیف کلام شعرائے ہندی ۱۲٦۲ھ

حیرت ہے کہ سعادت خاں ناصر سے شاقق کے گہرے مراسم ہیں اس کے باوجود ان کے حالات لکھنے میں بخل سے کام لیا ہے۔ حد ہے والد کا نام تک نہیں بتایا اور صرف ایک غزل پر اکتفا کیا ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نمونۂ کلام

دہن غنچہ ہے بلبل کی طرح ہر ایک مفتوں ہے
ہاں گلستانِ حسن تیرا قد موزوں ہے

کسی کو چشم سے الفت کسی کو خال سے رغبت
کسی کو شوق ہے کا کسی کو ذوق افیوں ہے

تنزل ایک دن ہوگا غرور اتنا نہ لازم ہے
ترقی پر تمہارا اگرچہ حسن روز افزوں ہے

ارادہ کیا ہے تم نے سرخ جو موباف ڈالی ہے
ہمارے کشورِ دل پر مگر آہنگ شبخوں ہے

مصور کھینچ سکتا ہے نہ شاعر باندھ سکتا ہے
ترے موئے بیاں کا کس قدر باریک مضموں ہے

وہ لیلی کی محبت سے نہیں آزاد ہو سکتا
جو حلقہ زلف کا ہے حلقۂ زنجیر مجنوں ہے

تصور کس کے رہتا ہے اے ابروئے لیلی کا
خمیدہ قامتِ مجنوں بسان بید مجنوں ہے

تہی دستانِ قسمت کو بجز حسرت نہیں حاصل
فلک پر گنجِ انجم ہے زمیں پر گنجِ قاروں ہے

تری صورت نہیں کیا ہے پری تسخیرِ عالم ہے
تری جو بات ہے وہ سحر ہے جادو ہے افسوں ہے

ہماری کس طرح سے زندگی ہو دیکھ لے ساقی
یہاں ہے خبط مشکل واں تغافل روز افزوں ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شائق لکھنوی

لالہ فتح چند

لالہ فتح چند شائق کے والد کا نام بستی رام سریواستو تھا۔ لکھنؤ کے رہنے والے تھے ابتدا میں طالب علی عیشی کے شاگرد تھے پھر شیخ امام بخش ناسخ کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہوگئے اور اُن سے اپنے کلام پر اصلاح لینے لگے تھے۔

سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:۔

''لالہ فتح چند تخلص شائق، قوم کا یستھ، باوجود مذہب ہنود کے ائمہ اطہار سے عقیدت رکھتے تھے۔ کلام صداقت نظام اُن کا دلیل خوش اعتقادی کی ہے۔ محب بے ریا و دوست باوفا مؤلف کے ہیں۔ ابتدا میں تلمذ طالب علی خاں عیشی سے رکھتے تھے، آخر شاگرد شیخ ناسخ کے ہوئے''۔ (خوش معرکہ زیبا)

محسن علی ''سراپا سخن'' میں اور نساخ نے ''سخن شعرا'' میں شائق کو ''صاحب دیوان شاعر لکھا ہے۔

دبی پرشاد بشاش اُن کی تعریف میں لکھتے ہیں:۔

''ناسخ کا کوئی شاگرد اُن سے بڑھ کر نہ تھا۔ شائق کو تمام متاخرین پر فوق تھا، نازک گوئی، جدت مضامین، تازہ خیالی اور فصاحت و بلاغت اُن پر ختم تھی اور یہ عالی اور عمدہ مضامین کی تلاش میں استاد بے نظیر ہوگئے تھے''۔ (آثار الشعرائے ہنود)

شیام سندر لال برق لکھتے ہیں:۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

''حضرت ناسخ کی وفات کے بعد شاگردوں کو آپ ہی اصلاح دیتے تھے''

(بہارِ سخن)

غزلوں سے انتخاب:-

کیوں دل! خاطرِ صیاد کروں یا نہ کروں ۔۔۔ حوصلہ تنگ ہے فریاد کروں یا نہ کروں
حالتِ نزع کو پہنچا ہوں میں جس کی بدولت ۔۔۔ ہچکی آئے تو اسے یاد کروں یا نہ کروں
منہ لگایا نہ مجھے غیر کو دمساز کیا ۔۔۔ مثل نے نالہ و فریاد کروں یا نہ کروں
مینھ برستا ہے مرا جام ہے مے سے خالی ۔۔۔ رعد کی طرح سے فریاد کروں یا نہ کروں
میری جانب وہ نہیں دیکھتے اے پاسِ ادب ۔۔۔ حکم کیا ہے مجھے فریاد کروں یا نہ کروں
مجھ سے دیوانے کو زنجیر سے کیا مطلب تھا ۔۔۔ اے جنوں شکوۂ حداد کروں یا نہ کروں
میرے صیاد کو اس فکر میں گذری یہ فصل ۔۔۔ میں قفس سے اُسے آزاد کروں یا نہ کروں

ہاتوں میں ہی نہیں مرے نشتر لگے ہوئے ۔۔۔ تلواروں میں خار بھی ہیں برابر لگے ہوئے
رہتا ہے نیک بخت کا بعد از فنا بھی فیض ۔۔۔ کیا تاج میں ہما کے نہیں پر لگے ہوئے
یاں آکے کوئی قیس کوئی کوہ کن ہوا ۔۔۔ واں سب کے پاس پاس تھے بستر لگے ہوئے
سوتے بھی ہو تو دیتے ہو اس کا جواب تم ۔۔۔ کیا ہی رقیب کی ہو صدا پر لگے ہوئے
کیا وار بست تاک ہے سقفِ فلک سے کم ۔۔۔ اس میں بھی خوشہ خوشہ ہیں اختر لگے ہوئے
شائق ہوس نے ہم سے ہے کہلائی یہ غزل ۔۔۔ بُندے میں اس کے جھونے گوہر لگے ہوئے

ٹھہرنا ہے غم و اندوہ کو دشوار پہلو میں ۔۔۔ وہ کیا پہلو میں بیٹھے، ہے دلِ بیمار پہلو میں
ہمارے پر بھی اے صیاد بھر دے بالش پر میں ۔۔۔ کہ تکیہ بیشتر رکھتا ہے وہ دلدار پہلو میں
تصور بیشتر ہے اُس کی قامت کے ابرو کا ۔۔۔ علم آسا مجھے درکار ہے تلوار پہلو میں
اٹھالے تو برابر ہے جو اپنے بالش پر کو ۔۔۔ نکل آئے مرے سونے کی جا ہے یار پہلو میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

الٰہی قبر شاقِ ہو منور ان کے قدموں سے
علی ہوں روبرو اور احمد مختار پہلو میں

روئے افشانی دکھاتا ہے وہ دلبر کس دن
دیکھئے اپنا چمکتا ہے مقدر کس دن

طالع چمک رہے ہیں دل داغ دار کے
افشاں کی طرح رہتا ہے زلفوں میں یار کے

تمام رات نہ پوچھا ہمیں کدھر سوئے
وہ بھیل بھیل کے اپنے پلنگ پر سوئے

ماہ عارض پہ ترے خط ہے گہن کے بدلے
بے وفا ہیں یہ مرے رنج و محن کے بدلے

کیا یہ ناتواں مجکو بلائے ہجر جاناں نے
کہ تار بوا کے پھانسی دی مجھے میرے گریباں نے

آہ آتش ناک سے [illegible] پر ستم دیکھا کیے
گھر جلا آنکھوں کے آگے اور ہم دیکھا کیے

ناکام کی پوری کہیں منت نہیں ہوتی
درگاہ میں بھی ان کی زیارت نہیں ہوتی

سیر کا اسباب نہ ساماں تیرے قابل چاہیے
[illegible] تجھ کو اے شیریں شمائل چاہیے
گھر سے گھر میرا ملا ہے کوٹھے کوٹھے آئیے
منزلوں بندہ نہیں تم کو محمل چاہیے

ساقی پلا شراب کہ دن ہیں امنگ کے
آئی بہار پھول کھلے رنگ رنگ کے

غلاف دوہرے تھے چاک قفس سے کیا دیکھا
رہے چمن میں مگر ہم چمن سے دور رہے

قہقہے اڑتے ہیں ہر سمت جو میخانے میں
زعفرانی ہے مگر مے کسی پیمانے میں

عشق مژگاں نے کیا یوں دل روشن بے تاب
جیسے شعلہ کو کرے جنبش دامن بے تاب

مشکوک ظرف میکدہ میں بد مزہ شراب
خم غدیر کی مجھے ساقی پلا شراب
رکھتی نہیں حواس کسی کے بجا شراب
نام خدا ہے شاہد رنگیں ادا شراب

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بہار میں نہ مرے بال و پر کتر صیاد
رہے گی حسرتِ پرواز سال بھر صیاد

پڑہ رہ جائے جو ہو روح بدن سے باہر
زندگانی میں نہ ہوں پاؤں چمن سے باہر

جس کے نظارے کی ہے مجھ کو تمنا دکھلا
قائم آلؑ کا دیدار خدایا دکھلا
زلف و رخ دونوں میں یکسو ہو مرا دل کیونکر
شک میں ڈالا ہے مجھے اُس نے دورابا دکھلا

مرغ دل پنجۂ صیاد کو گلشن سمجھا
شاخ انگشت کو وہ شاخ نشیمن سمجھا

حوصلہ بڑھ گیا اس سے ستم ایجادوں کا
خون شیریں پہ ہوا سیکڑوں فرہادوں کا

مرثیہ نگاری

شائق ہندو تھے لیکن نہایت اسلامی اور شیعیت بہ مائل شاعر تھے۔ ان کے متعلق سعادت خاں ناصر نے یہ بات لکھا ہے:-

"باوجود مذہبِ ہنود کے ائمہ اطہار سے عقیدت رکھتے تھے۔ کلامِ صداقت نظام ان کا دلیل خوش اعتقادی کی ہے"۔ (خوش معرکہ زیبا)

اُن کی غزلوں میں مذہبی اشعار خوب ہیں۔ "غدیر خم" کا ذکر کرتے ہیں:-

مشکوک ظرف میکدہ میں بدمزہ شراب
خُم غدیر کی مجھے ساقی پلا شراب

ہندو ہونے کے باوجود انھیں قبر میں دفن ہونا پسند تھا جبکہ ہندو مذہب میں مرنے کے بعد جلا دیا جاتا ہے اور یہی نہیں کہ قبر پسند ہے بلکہ اُن کو یقین ہے کہ میری قبر حضور اکرمؐ اور حضرت علیؑ کے نور سے منور ہوگی۔

الٰہی قبرِ شائق ہو منور ان کے قدموں سے
علیؑ ہوں روبرو اور احمد مختارؐ پہلو میں

شائق حضرت امام مہدیؑ سے بھی عقیدت رکھتے ہیں اور ان کے ظہور کے منتظر ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

جس کے نظارے کی ہے مجھ کو تمنا دکھلا
قائم آلِ کا دیدار خدایا دکھلا

غیر مطبوعہ نوحہ

جنت کو گئیں فاطمہ با خاطرِ پُرغم وا حسرت و دردا
خاتونِ قیامت کا ہے کونین میں ماتم وا حسرت و دردا

رو رو کے یہ کہتے اسد اللہ تھے دلریش با حال پریشاں
نظروں میں مرے ہوگیا تاریک اب عالم وا حسرت و دردا

تنہا ہمیں چھوڑ آپ سوئے خلد سدھاریں پاس اپنے پدر کے
اب اپنا نہیں کوئی رہا مونس و ہمدم وا حسرت و دردا

ہے پیٹتے ہر دم تم کو حسینؑ اور حسنؑ کی فرقت سے تمہاری
ہر آن یہی کہتے ہیں بادیدۂ پُرنم وا حسرت و دردا

سر پیٹتی زینب ہے کھڑی روتی ہے کلثوم کچھ منھ سے تو بولو
چھاتی سے لگا ان کی تسلی کرو اس دم وا حسرت و دردا

جو زخم پڑا دل میں ہے مجھ خستہ جگر کے فرقت سے تمہاری
اس زخم کو کیا دخل جو اچھا کرے مرہم وا حسرت و دردا

جو رنج غم ہجر سے ہوتا ہے بشر کو کیا اس کو کہوں میں
اس رنج کی لذت کو فقط جانتے ہیں ہم وا حسرت و دردا

شائقؔ نہیں اب طولِ سخن کا مجھے یارا کیا اس کو لکھوں میں
فرماتے تھے سر پیٹ کے حیدرؑ جو بصد غم وا حسرت و دردا

ائمہ اطہار سے بے پناہ عقیدت کے سبب شائقؔ نے مرثیے بھی تصنیف کیے ہیں۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ان کے مرثیوں میں قدامت پائی جاتی ہے۔ شاعرانہ حُسن ان کے مرثیوں میں نہیں ملتا، ہاں پُر اثر، درد و گداز کے مضامین زیادہ بیان ہوئے ہیں۔ شائق نے بعض روایات غیر مستند نظم کی ہیں۔ مثلاً انھوں نے دکھایا ہے کہ امام حسینؑ اپنے گھوڑے پر حضرت عباسؑ کی لاش رکھ کر خیمے میں لے آئے۔ حالانکہ حضرت عباسؑ کی لاش فرات کے کنارے سے امام حسینؑ نے نہیں اٹھائی تھی۔

شائق کے تین مرثیے ہمارے ذخیرۂ مراثی میں قلمی موجود ہیں۔ چند مرثیے ذخیرۂ مسعود حسن ادیبؔ" علی گڑھ یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہیں۔

شائق کے مرثیوں کے مطلع	تعداد بند
۱۔ جب صبح عاشورہ ہوئی جس وقت رن میں آشکار	۳۷ بند
۲۔ دل میں فرقت کا عزیزوں کی جو غم رکھتے ہیں	۴۹ بند
۳۔ مومنوں عاشق روئے شہ دیں تھا عباسؑ	۳۲ بند

مرثیہ نمبر ا پر یہ نوٹ لکھا ہے کہ "یہ مرثیہ میر علی سوزخواں کی فرمائش پر لکھا گیا تھا"۔

مرثیہ نمبر ۳ مکمل یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ مطلع ہے:-

مومنو عاشق روئے شہ دیں تھا عباسؑ

مرثیہ بحرِ رمل میں ہے۔ ۳۲ بند کا یہ مرثیہ حضرت عباس علیہ السلام کے حال کا ہے۔ یہ مرثیہ ۱۲۴۸ھ کی تصنیف ہے۔ مرثیے کے مقطع میں بادشاہِ اودھ نصیر الدین حیدر کا ذکر ہے:-

ہے جو یہ شاہ جہاں دل سے غلامِ شبیرؑ
رکھ سلامت اسے عالم میں بہ عزّ و توقیر
صدوسی سال یہ دنیا میں باقبال رہے
عیش و عشرت میں سدا خورم و خوشحال رہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

لالہ فتح چند شائق لکھنوی
غیر مطبوعہ

مرثیہ

بند.....۳۲

۱
مومنو عاشق روئے شہ دیں تھا عباسؑ — خاتم الفت حضرت کا نگیں تھا عباسؑ
گلبدن، غنچہ دہن، ماہ جبیں تھا عباسؑ — اپنے وہ بھائیوں میں صدر نشیں تھا عباسؑ
کہتے ہیں اس کو اطاعت کہ جو عباسؑ نے کی
تھی وہی شرطِ رفاقت کہ جو عباسؑ نے کی

۲
ایک راوی نے ہے اس طرح قلم بند کیا — یعنی جب شہ کے عزیزوں سے ہر ایک کام آیا
اور عزیزوں سے بجز تین تنوں کے جیتا — خدمتِ شاہ میں جب کوئی بھی باقی نہ رہا
ایک عباسؑ علمدار تھا اور جعفرؑ تھا
یا محمدؑ تھا کہ عباسؑ کا وہ دلبر تھا

۳
اس گھڑی شاہِ شہیداں کی عجب حالت تھی — خونِ دل چشموں سے تھا اشکوں کے بدلے جاری
یاد اکبرؑ کی کبھی کرتے تھے گہہ قاسمؑ کی — عونؑ کا ذکر کبھی کرتے تھے محمدؑ کا کبھی
دھیان خاطر میں رفیقوں کا جو آجاتا تھا
خود بخود سینے میں دل غم سے ملا جاتا تھا

۴
اور خیمے میں حرم کا تھا یہ احوال ہوا — لگ رہا پیاس کے مارے تھا زباں کو چٹکا
ننھے بچے جو عطش سے کبھی کرتے تھے بکا — اُن کو وہ شاہ تھا اس طور دلاسا دیتا
پانی آتا ہے کوئی دم میں نہ روؤ پیارو
اپنی تم جان کو رو رو کے نہ کھوؤ پیارو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

اُن میں سے چھوٹا جو عباس کا تھا وہ بیٹا — پاس حضرت کے چلا آیا عطش سے روتا
۵
دیکھ روتا اُسے حضرت کا کلیجہ دہلا — اور بہ اشفاق یہ فرمایا کہ پیارے یہاں آ

عمر طولانی کرے تیری خدا اے جانی
اور یہ عم ہووے تیرا تجھ پہ فدا اے جانی

پاس پھر شاہ دو عالم کے وہ بچہ آیا — آپ نے زانوئے اقدس پہ اُسے بٹھلایا
۶
گہہ دلاسا دیا اور گاہ اُسے بہلایا — کبھی یہ اس کی تسلی کو سخن فرمایا

عم تیرا پانی تیرے واسطے منگواتا ہے
صبر کر پاس کوئی دم کو تیرے آتا ہے

پیار کر کر شہ دیں اس سے کبھی ہنستے تھے — بوسے دیتے تھے شکم پر کبھی منہ پر اس کے
۷
گہہ جبیں چومتے گہہ چھاتی لگاتے تھے اُسے — گدگداتے کبھی اور تھے یہ فرماتے

مانگتا کیا ہے تو خستہ جگر سے اپنے
کر طلب پانی اے فرزند پدر سے اپنے

کیوں کہ عم تیرا اے فرزند ہے بوڑھا ایسا — ضعف کے مارے نہیں جس میں ہے طاقت اصلا
۸
پانی لینے میں وگرنہ تیری خاطر جاتا — سنتے ہی شہ سے وہ معصوم یہ تب کہنے لگا

آپ تو اس گھڑی ہنس ہنس کے سخن کرتے ہیں
اور ہم پیاس کے مارے اے چچا مرتے ہیں

دردآمیز سخن اُس سے جو یہ شہ نے سُنے — کیا کہوں اُس گھڑی جس حزن سے سرور روئے
۹
سننے والوں کے کلیجے لگے جس سے پھٹنے — پھر اُتارا شہ دیں نے اُسے زانو پر سے

اور یہ فرمایا کہ عم تیرا ہو قربان تجھ پر
لا دے ایک مشک کہ لا دوں تجھے پانی بھر کر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

اتنے میں نکلے کئی اور بھی لڑکے روتے — خیمۂ شاہ سے اور تھے یہ زباں سے کہتے
١٠
یا حسینؑ ابن علی پیاس سے ہم ہیں مرتے — پڑگئے مارے عطش کے ہیں زباں میں کانٹے
قطرہ پانی کا ملے گا تو ٹھہر جاویں گے
ورنہ دم بھر میں تڑپ کر یوں ہی مر جاویں گے

شہ نے تب بیٹے سے عباسؑ کے مشکیزہ لیا — اور گھوڑے پہ وہ چڑھ کر سوئے میدان چلا
١١
خیمہ عباسؑ کا جو خیمۂ شہ سے تھا جدا — ظہر کی اس میں نفل کرتا تھا اُس دم وہ ادا
شہ کے جانے کی خبر سنتے ہی اس دم عباسؑ
آئے دوڑاتے ہوئے تازی کو پیہم عباسؑ

باندھ کر ہاتھوں کو کی عرض یہ شہ سے اس آن — جانِ عباسؑ ہو حضرت کے قدم پر قرباں
١٢
جیتے جی میرے چلے آپ ہیں اس وقت کہاں — مشک دیجئے مجھے تا ہوں میں سوئے نہر رواں
گر خدا چاہے تو دم میں ابھی بھر لاتا ہوں
آپ خیمے کو چلیں پیچھے سے میں آتا ہوں

جب کہ عباسؑ علی نے بہت اصرار کیا — شہ نے ناچار ہو تب اس کو وہ مشکیزہ دیا
١٣
اور کہا جاؤ تم اس سد کی طرف کو بھیا — نصف فرسخ تھی جو خیمے سے حرم کے وہ جا
خالی وہ سمت ہے اعدا کی گزر سے بھائی
امن کی راہ ہے وہ خوف و خطر سے بھائی

کہہ کے یہ بھائی سے شہ خیمۂ عصمت کو پھرے — راہی اُس سد کی طرف حضرت عباسؑ ہوئے
١٤
کر کے طے راہ لب نہر پہ جونہی پہنچے — پانی سے مشک کو معصوموں کی خاطر بھر کے
دوش پر رکھ کے پھرا نہر سے باہر پہنچا
ہانک کر گھوڑے کو اس سد کے برابر پہنچا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

15
یک بیک کاندھے سے اس غازی کی وہ مشک گری | اور گرتے ہی زمیں پر وہیں ٹکڑے وہ ہوئی
کیا کہوں اس گھڑی عباسؑ کو جو رقت تھی | جس کے آگے ہو خجل ابر بہاری کی جھڑی

کہتے تھے پانی تو تو نہر سے لایا عباسؑ
لیکن افسوس نہ پیاسوں کو پلایا عباسؑ

16
وہاں سے پھر خدمت شاہ شہدا میں آئے | اور اس سانحہ کا حال بیاں کرنے لگے
سن کے شہ بولے مقدر میں نہ تھا وہ اپنے | مشک لی دوسری پھر نہر پہ جا کر پہنچے

جاتے ہی پانی میں اس نہر کے ڈالا گھوڑا
اور اس پانی سے بھر مشک نکالا گھوڑا

17
مشک پُر آب کو عباسؑ نے شانے پہ رکھا | رُخ کیا خیمہ کا اور گھوڑے کو مہمیز کیا
کتنے جاسوس خبر دینا تھا کام وہ جن کا | حکم حاکم تھا یہ ان میں سے ہر ایک کو پہنچا

پانی لشکر سے جو شبیرؑ کے لینے آوے
دیکھے جو اُس کو، خبر وہ ہمیں دینے آوے

18
کسی جاسوس نے عباسؑ کو جاتے دیکھا | اور مشکیزے کو دیکھا کہ ہے پانی سے بھرا
وہاں موکل جو حکیم ابن طفیل آب پہ تھا | اُس لعیں پاس وہ جاسوس خبر لے پہنچا

خالی مشک آئی تھی ایک گھوڑے پہ دھر کر عباسؑ
اب لیے جاتے ہیں وہ پانی سے بھر کر عباسؑ

19
سنتے ہی فوج کو لے اپنی وہ اسوار ہوا | آتے ہی بیچ میں عباسؑ کا رستہ روکا
درمیاں سے جو درخت ایک وہاں خالی تھا | اُس شجر میں وہ لیے آپ تھا چھپ کر بیٹھا

فوج سب ٹوٹ پڑی آتے ہی اس غازی پر
یہ لڑا اُن سے کہ صد آفریں جانبازی پر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۰
مارتے آتے تھے اعدا پہ دو دستی تلوار — کر کے رُخ لڑتے تھے گاہے بہ یمین گاہ یسار
ضربِ شمشیر سے کتنے کیے ملعون فی النار — مارے اوجھڑ سے سپر کی بھی بہت سے اشرار
کتنے نیزے سے کئی تیروں سے شامی مارے
جتنے مارے وہ لعیں چن کے تھے نامی مارے

۲۱
راوی لکھتا ہے کہ ان سب سے وہ غازی یہ لڑا — ایک سے نوّے لعینوں کو تلف جاں سے کیا
اور جو گھائل تھے شمار اُن کا نہیں ہوں کرتا — اس میں پر آپ بھی وہ غازی ہوا زخمی تھا
ابن ورقہ تھا لعیں اس نے عقب سے جا کر
داہنے شانے پہ تلوار لگائی آ کر

۲۲
کٹ کے وہ شانہ لٹک آیا پڑی یہ تلوار — ہاتھ اس غازی کا وہ ہو گیا بالکل بیکار
ابنِ ازرق تھا جو نوفل وہ لعینِ غدار — دوسرے شانے پہ اس نے کیا اپنا وار
ڈنڈکی مچھلی سے وہ ٹوٹا کٹ کر بازو
رہ گیا دیکھ کٹا اپنا وہ صفدر بازو

۲۳
تسمہ مشکیزے کا عباسؑ نے دانتوں میں لیا — سینے سے اس کو لگا کر تھا بچاتا جاتا
اپنے دل میں تھا یہی غازی وہ اس دم کہتا — مجھ پہ جو ہووے سو ہو پر بچے مشکیزہ میرا
پیاسوں تک پانی کسی طور سے یہ جا پہنچے
پھر جو آوے تو اجل سر پہ میرے آ پہنچے

۲۴
اس گھڑی گھوڑے نے عباسؑ کے یہ جرأت کی — مارے ٹاپوں سے یہ اعدا نہیں جس کی گنتی
اُن لعینوں نے جو یہ جرأت تازی دیکھی — اس سے وہ فوج یہ گھبرائی کہ سب بھاگ گئی
اس گھڑی حضرت عباسؑ پہ غش طاری تھا
آنکھیں تو بند تھیں زخموں سے لہو جاری تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اُس شجر کے تلے اس رنگ سے عباسؑ آئے ۲۵ تھا حکیم ابنِ طفیل آپ کمیں جس میں کیے
نیچے عباسِ علی اس کے کوئی دم ٹھہرے دم میں دم آیا تو پھر خیمۂ عصمت کو پھرے
اس نے عباسؑ کی اس دم جو یہ نوبت دیکھی
دیکھی فرصت کی جو ساعت سو غنیمت دیکھی

ایک عمود آن کے پیچھے سے لگایا سر پر ۲۶ جس کے صدمے سے وہ گھوڑے سے گرا غش کھا کر
وہ لعیں رکھتا قساوت تھا جو دل کے اندر ٹکڑے کرنے لگا اس مشک کو وہ بدگوہر
جوں جوں اُس مشک سے پانی وہ بہا جاتا تھا
خوں جگر سینے میں غازی کا ہوا جاتا تھا

اُس گھڑی حضرتِ عباسؑ نے حق میں اُس کے ۲۷ بد دعا کی یہ سزا اپنی کو یارب پہنچے
پھر صدا بھائی کو دی زور سے اُس غازی نے سن کے آئے جسے گھوڑا شہِ دیں دوڑائے
دیکھیں کیا آئے کہ عباسؑ پہ غش طاری ہے
سر کے دو ٹکڑے ہیں زخموں سے لہو جاری ہے

ایڑیاں اپنی زمیں پر وہ رگڑتا ہے پڑا ۲۸ تازی اس غازی کا غازی کے سرہانے ہے کھڑا
سر کے اُس زخم سے اس جوش سے ہے خوں بہتا گویا فوارہ ہے ایک کاسۂ سر سے چھٹتا
شاہؑ نے آ کے صدا دی کہ میں آیا بھائی
تھا ابھی تم نے جو بھائی کو بلایا بھائی

غش میں عباسؑ نے آواز جو حضرت کی سنی ۲۹ نیم وا چشم کی اور بھائی کی صورت دیکھی
راوی لکھتا ہے کہ پھر اتنے میں آئی ہچکی طائر روح نے پرواز وہیں تن سے کی
بھائی کہہ کہہ کے بہت شہؑ نے سنائی آواز
لاشِ عباسؑ سے پر ہائے نہ آئی آواز

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۳۰
جائے رقت ہے بیاں اُس گھڑی جو شہ نے کیے — وہ بیاں ہو نہیں سکتے کسی عنواں مجھ سے
جوشِ غم سے کیے اس طرح مکرر نالے — لشکرِ شام میں سن کے جسے اعدا روئے
لاشِ عباسؑ کی رکھ گھوڑے پہ ہائے حضرت
کیا کہوں خیمے میں جس طور سے آئے حضرت

۳۱
لا کے اس لاش کو مسند پہ شہِ دیں نے رکھا — اور بلا حضرت زینبؑ کو اسے دکھلایا
ڈالی چادر تھی جو اس پر اُسے منھ پر سے اٹھا — بولے تم مر گئے افسوس رہا میں جیتا
اپنی بھاوج کو جو روتا ہوا اب پاؤں گا
دل میں یہ سوچ ہے کیونکر اُسے سمجھاؤں گا

۳۲
آگے سرور کی شہادت کی ہو کس سے تقریر — شاقیؔ اب مانگ دعا حق سے کہ اے حیِّ قدیر
ہے جو یہ شاہ جہاں دل سے غلامِ شبیرؑ — رکھ سلامت اسے عالم میں بہ عزّ و توقیر
صدوں سال یہ دنیا میں با اقبال رہے
عیش و عشرت میں سدا خرم و خوشحال رہے

کتابیات

۱۔ خوش معرکۂ زیبا ۲۔ سخن شعرا ۳۔ بہارِ سخن
۴۔ سراپا سخن ۵۔ آثار الشعرائے ہنود

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شجاعت

شیخ بہادر علی لکھنوی

شیخ بہادر علی ولد شیخ فتح علی عرف شیخ مداری، لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ کلب حسین نادرؔ نے تذکرہ نادر میں، محسن علی نے ''سراپا سخن'' میں اور نساخ نے ''سخن شعرا'' میں شجاعت کو ناسخ کا شاگرد اور صاحب دیوان شاعر لکھا ہے۔

سعادت خاں ناصر نے ان کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں:-

شجاعت کے والد شیخ مداری پہلے مرزا حقیر کی سرکار میں ملازم تھے۔ ان کے انتقال کے بعد مرزا حاجی کی سرکار سے منسلک ہو گئے۔ شیخ مداری کے انتقال کے بعد شجاعت نے بخشی مہر چند کی ملازمت اختیار کی، وہاں سے بیس روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ اس طرح سے بسر اوقات ہوتی تھی۔ امجد علی شاہ کے عہد میں شجاعت نے مقبول الدولہ قبولؔ کی سفارش سے اپنی تنخواہ بخشی گری سے نکلوا کر خزانہ شاہی میں منتقل کروائی۔ چنانچہ دبیر الدولہ شجاعت کو تنخواہ خزانے سے دیتے تھے۔

سعید الدولہ علی محمد خاں بہادر اپنے عہدہ پر سرفراز ہوئے تو حکومت کی خیر خواہی میں تنخواہ داران خزانہ کی تنخواہ میں کچھ کمی کر دی۔ شجاعت کی تنخواہ بھی کم ہو گئی۔ شجاعت نے سعید الدولہ کی ہجو میں ایک شعر کہہ کر ان کے مکان پر ڈال دیا، وہ شعر خوب مشہور ہوا:-

کہ اس کے رہنے سے خلقت تمام روتی ہے
سرِ سعید کو کاٹو تو عید ہوتی ہے

واجد علی شاہ جب سلطان عالم ہوئے، اوّل سال اجلاس میں انہوں نے تنخواہ دارانِ خزانہ کی تنخواہ اُس کی بھی نصف کر دی۔ شجاعت کی گزر بسر مشکل سے ہوتی تھی۔ اُسی زمانے میں واجد علی شاہ نے ایک مشاعرہ منعقد کیا اور مصرع طرح یہ دیا:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

واہمہ بھی ڈھونڈتا ہے پر کمر ملتی نہیں

اور حکم ہوا کہ اس طرح پر شعرا غزلیں کہیں اور مشاعرے میں آ کے بادشاہ کے سامنے پڑھیں، چنانچہ شعرا نے اس طرح میں غزلیں کہیں، شجاعت نے بھی غزل کہی اور وہ غزل واجد علی شاہ کے سامنے پڑھی، لیکن شجاعت کی تنخواہ میں پھر بھی اضافہ نہ ہوا، نصف تنخواہ ہی ملتی رہی۔ (خوش معرکہ زیبا)

شجاعت نے مندرجہ ذیل غزل واجد علی شاہ کے سامنے مشاعرے میں پڑھی تھی:۔

قرض بنیے کا ہے روٹی پیٹ بھر ملتی نہیں
جب تلک تنخواہ کی خبر ملتی نہیں

بڑبڑاتی لونڈیاں ہیں سن کے نصفی کی خبر
لڑکے آزردہ ہیں بی بی کی نظر ملتی نہیں

مال و زر تجھ کو کہاں سے لا کے دوں اے سیم بر
قرض اک کوڑی تلک تنخواہ پر ملتی نہیں

آج کل بھولا ہوں الفت زلف و رخ کو اسلئے
چین سے روٹی مجھے شام و سحر ملتی نہیں

بھوک میں کیا وار روکوں دل پہ تیغ عشق کے
چرخ نے پیسا ہے روٹی کی سپر ملتی نہیں

مر کے لڑکے مانگتے ہیں گوشت کھانے کو
فکر ہے بوٹی تلک یاں جسم پر ملتی نہیں

آن کے بخشی گری سے ایسی آفت میں پھنسا
جو در دولت پہ بھی جائے مفر ملتی نہیں

ایک باری بھی کمی کی گرچہ سنتا ہوں خبر
رونے سے فرصت مجھے دو دو پہر ملتی نہیں

سر کو ٹکراؤں غم تنخواہ میں کیوں کر نہ میں
داروئے دردِ جگر بے دردِ سر ملتی نہیں

پگھلی آدھی چربی تن کی شورِ غم سے مثلِ شمع
جل رہا ہوں ہائے پوری کی خبر ملتی نہیں

اس قدر کاہیدہ مجھ کو صرف گھرنے ہے کیا
لگ گیا ہے پیٹ فاقوں سے کمر ملتی نہیں

مصرعِ سلطانِ عالم اے شجاعت ورد ہے
واہمہ بھی ڈھونڈتا ہے اور کمر ملتی نہیں

لالہ سری رام نے شجاعت کی شاعری پر یہ رائے دی ہے:۔

''اپنے استاذ ''ناسخ'' کے رنگ میں شعر کہتے تھے۔ تشبیہات اور استعارات کو کام میں زیادہ لاتے تھے۔'' (خم خانۂ جاوید)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

نمونۂ کلام

تجلی رخِ تاباں پہ میں نے دی ہے جاں
لگاؤ طور کے پتھر کا قبر پر تعویز

یہ جس پہ کھودا ہے فرہاد شکلِ شیریں کو
بنے گا سنگ وہی تیری قبر پر تعویز

اک ایک پھول سے ہے ترا رنگ جلوہ گر
ہر گل کو باغ میں ہے تری بو سے ارتباط

جو مری قبر پہ وہ شمع رو جلائے چراغ
تو روح صورتِ پروانہ ہو فدائے چراغ

یعقوب سے یوسف کو زلیخا نے چھڑایا
جذبِ دلِ عاشق سے کھنچے جاتے ہیں معشوق

آ کے اُس دم سرِ بالیں وہ مسیحا ٹھہرا
کوچ جس وقت کہ دنیا سے ہمارا ٹھہرا
مینھ برستا ہے تو بجلی کا چمکنا ہے ضرور
کھینچئے آہ شرر بار کہ رونا ٹھہرا
قلقِ دل سے یہاں جان کی آفت کی شب
وہ نہ آئے تو چھپر کھٹ ہی جنازہ ٹھہرا
بیٹھا رونے لبِ ساحل تو ہوا یہ طوفان
پھر بھی آنکھوں کے مقابل میں نہ دریا ٹھہرا
بعد ناسخ کے شجاعت نے کئے موزوں شعر
مگر اب حکم ہے آزاد کے کہنا ٹھہرا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شہیدؔ لکھنوی

محمد بخش شہیدؔ لکھنوی

مولوی محمد بخش شہیدؔ ناسخؔ کے شاگرد تھے۔ وطن سندیلہ ضلع ہردوئی تھا، مگر لکھنؤ میں رہتے تھے، ان کے نسب کا سلسلہ محمد ابن ابی بکر سے ملتا ہے۔ (خوش معرکہ زیبا)

شہیدؔ نے ایک شعر میں اپنے نسب کی طرف اشارہ کیا ہے:

ہیں مرے جد تو محمد ابن ابی بکر شہیدؔ
پرورش کس لئے حیدرؑ کو نا منظور رہے

شہیدؔ کے والد کا نام خدا بخش تھا۔ وہ خوش نویس تھے (سراپا سخن) شہیدؔ نے محمد علی شاہ اور امجد علی شاہ بادشاہان اودھ کا زمانہ دیکھا، ۱۲۳۲ھ میں ان کے والد منشی خدا بخش کا انتقال ہوا، اس وقت شہیدؔ کی عمر گیارہ برس کی تھی۔ (خمخانۂ جاوید)

اس حساب سے شہیدؔ کا سال ولادت ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸۰۶ء کے قریب قرار پائے گا۔ شہیدؔ، ناسخؔ کے معزز اور رشید شاگردوں میں تھے۔ بڑی رنگین طبیعت اور سلیم ذہن پایا تھا۔ شاعری میں عاشقانہ طرز اختیار کیا تھا۔ (تذکرۃ الشعرا طوفان)

ناصرؔ نے لکھا ہے "مرد صالح اور سعید تھے۔" (خوش معرکہ زیبا)

لالہ سری رام لکھتے ہیں:-

شباب و شیب کا زمانہ لکھنؤ کے شعرا کی صحبتوں میں گزرا، خوش فکر اور قادر الکلام شاعر تھے۔ رعایت لفظی کے دلدادہ تھے اور اپنے استاد حضرت ناسخؔ کے پیرو بڑی بڑی مشکل اور سنگلاخ زمینوں پر طبع آزمائی کے جوہر دکھائے۔ کوئی شعر مضمون آفرینی اور جدت طرازی سے خالی نہیں۔ لیکن سوز و گداز اُن کے کلام میں کم نظر آتا ہے مگر یہ مجبور تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کیونکہ وہ زمانہ ایسی ہی شاعری کو پسند کرتا تھا۔ ہر طرف گل و بلبل کے افسانے اپنا رنگ جمائے ہوئے تھے۔ شہید کا کلام اپنے معاصرین کے کلام سے کسی طرح کم نہیں، قصائد ،غزلیات رباعیات ،مثنویاں اور تاریخیں کثرت سے کہیں ہیں۔''

(خم خانۂ جاوید جلد پنجم ص ۲۰۴)

سعادت خان ناصر نے شہید کے کچھ حالات بھی تحریر کیے ہیں۔ غیر ضروری باتیں بھی لکھی ہیں جو قابل یقین نہیں ہیں۔ ناصر کی عادت ہے کہ اگر وہ کسی شاعر کا چھوٹا سا عیب بھی کسی سے سنتے ہیں تو اسے داستان بنا کر تحریر کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ واقعہ گپ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ سعادت خان ناصر اور ابن امین اللہ طوفان کے بیانات میں جو مشترکہ حالات ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ''شہید لکھنؤ میں امام بارہ لاڈو خانم صاحب واقع نخاس میں رہتے تھے۔ ناسخ کے انتقال کے بعد برق کے یہاں آنے جانے لگے بلکہ ان کے مصاحب ہوگئے۔ جب برق فتح الدولہ بخشی الملک ہوئے تو شہید کے لئے ۲۰ روپے کا دو ماہہ بخشی گری سے بلا شرط خدمت کروادیا۔ شہید ہر جمعہ کو بوقت سہ پہر امام بارہ مذکور میں برق کے اور اپنے شاگردوں کو جمع کر کے ایک چھوٹا سا مشاعرہ کیا کرتے تھے۔ برہمی سلطنت اودھ کے بعد واجد علی شاہ برائے استغاثہ کلکتہ کو روانہ ہوگئے اور یہ جلسہ درہم برہم ہوگیا۔ اس کے بعد شہید دلیر الدولہ میرزا حیدر کے پاس حاضر ہونے لگے۔ انہوں نے ان کے لئے کچھ وظیفہ مقرر کردیا۔ کچھ دنوں کے بعد غدر ہوگیا، جب دوبارہ انگریزی عملداری ہوئی تو منشی رام دیال اکسٹرا اسسٹنٹ انکم ٹیکس وصول کرنے کے لئے لکھنؤ میں مقرر ہوئے۔ انہوں نے داروغہ عاشق علی خان کو انکم ٹیکس کا روپیہ وصول کرنے کے لئے محلہ کٹرہ ابوتراب خان میں مقرر کیا۔ داروغہ مذکور نے مولوی شہید کو طلب کیا اور ٹیکس مانگا۔ شہید نے کہا کہ میرے پاس تو ایک حبہ بھی نہیں ہے۔ داروغہ نے خفا ہوکر شہید کو ایک کمرے میں قید کروادیا۔ محمد مرزا خان کو خبر ہوئی تو انہوں نے ضمانت کر کے ان کو داروغہ کے یہاں سے اپنے پاس بلا لیا۔ اسی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کوفت میں شہیدؔ نے تھوڑے دن بعد انتقال کیا۔ (خوش معرکۂ زیبا، تذکرۂ شعرا)

۱۲۷۷ھ میں شہیدؔ نے انتقال کیا۔ میر وزیر نورؔ شاگرد برقؔ نے قطعہ تاریخ کہا:

رفت چو مولوی شہیدؔ افسوس ۔ زیں سرائے فنا بدار بقا
نورؔ تاریخ رحلتش بہ نوشت ۔ در جہاں بود شاعر یکتا

۱۲۷۷ھ

لالہ سری رام نے شہیدؔ کے مذہب کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ "کلام دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مذہب شیعہ تھا اور اپنے عقائد کے بہت سخت پابند تھے۔"

(خم خانۂ جاوید جلد ۵ ص ۲۰۴)

خوش معرکۂ زیبا، سراپا سخن اور سخن شعرا میں ان کے مندرجہ ذیل شاگردوں کے نام لکھے ہیں۔ ان شاگردوں میں لکھنؤ کے نوابین رئیسوں، امیروں اور شاہزادوں کی اکثریت ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شہیدؔ لکھنؤ کی قابل احترام شخصیت سمجھے جاتے تھے۔

میاں دلگیرؔ نے حسین آباد لکھنؤ کے بازار کی تعریف میں ایک مثنوی لکھی جس میں شہیدؔ کا ذکر اس طرح کیا ہے:

شہیدؔ ایک شیخ ناسخ کا ہے شاگرد ۔ دعائے شاہ ہے اس کا سدا ورد
سدا میری طرح محوِ دعا ہے ۔ ہمیشہ نامِ حضرت پر فدا ہے
مجھے یہ مثنوی کہتے جو دیکھا ۔ خوشی اس کی ہوئی حد سے زیادہ
تامل کر کے کچھ پھر ہو کے خورم ۔ کہا، میں نے کہی تاریخ اس دم
لکھا یہ مصرعِ تاریخ یکبار ۔ صفات شاہ میں ہے مدح بازار

۱۲۵۵ھ

دلگیرؔ کے قطعہ تاریخ سے دو باتوں کا علم ہوتا ہے کہ شہیدؔ فن تاریخ گوئی میں ماہر تھے دوسرے یہ کہ شہیدؔ بادشاہ محمد علی شاہ کے نام پر ہمیشہ فدا ہوتے تھے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

شہید کی ایک غزل سے اندازہ ہوتا ہے کہ واجد علی شاہ کے دربار کے کسی مشاعرے میں پڑھی گئی ہوگی۔ شہید بادشاہ سے بہت زیادہ عقیدت رکھتے تھے۔

نہ کیوں شاد ہوں ہر گل رو کہ شاہنشاہ کی محفل ہے ۔۔۔ برنگ غنچہ ہائے گل شگفتہ غنچہ دل ہے

بلندی آسمان کی قصر شاہنشاہ رکھتا ہے ۔۔۔ جو کمرہ ہے وہ برج مہر ہے یا ماہ کامل ہے

پڑھوں اشعار میں کچھ اور تاسیسی قوافی میں ۔۔۔ کہ شاہنشاہ کی محفل ہے سخن دانوں کی محفل ہے

تصدق خواری سلطان عالم کا اثر یہ ہے
سخندانوں میں شہرت ہے شہید اکمل ہے کامل ہے

شہید کے دیوان کا ایک نسخہ کتب خانہ خدا بخش پٹنہ میں محفوظ ہے۔ شہید کا ضخیم کلیات راجہ صاحب محمود آباد کے کتب خانے میں موجود ہے۔ (منظومات میاں دلگیر)

شہید کے شاگرد سید علی حسین اظہر عدالت دیوانی میں ناظر تھے۔ شہید کو اپنا دیوان مرتب کرنے میں ان سے بہت مدد ملی تھی۔ جس کا اعتراف انہوں نے اس شعر میں کیا ہے:

اظہر ناظر کے باعث سے شہید خستہ حال
شکر ہے دیوان اپنا بھی مرتب ہو گیا

شہید لکھنوی نے لکھنؤ کے مشہور مرثیہ نگاروں کا تذکرہ اپنی غزلوں میں کیا ہے۔ ان کے ایک شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے میاں دلگیر مرثیہ گو سے بھی اصلاح لی تھی وہ شعر یہ ہے:-

میری غزل میں مرثیہ پن کیوں نہ شہید
اتنا اثر تلمذ دلگیر سے ہوا

قوی امکان ہے کہ شہید مرثیے کہتے تھے، بعض قلمی ذخیروں میں شہید تخلص سے بہت سے مرثیے موجود ہیں۔

مرزا فصیح مرثیہ گو جن کا قیام مکے میں کچھ دنوں رہتا تھا اور پھر لکھنؤ آ جاتے تھے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شہید نے ایک غزل کے شعر میں مرزا جعفر علی فصیح کا بھی نام لیا ہے۔

کعبے میں بودو باش جو چل کر کرے شہید
ہم رتبۂ فصیح علیہ السلام ہو

یہ دونوں شعر شہید کے مرثیوں اور سلاموں کا سراغ لگانے کے لئے کافی ہیں۔

نمونہ کلام

لحد میں بھی یہ دھڑکا ہے کہ محشر سر پہ آتا ہے
نہیں ہے جائے آسائش کہیں سارے زمانہ میں

افشاں ہے زلف شب پہ نہیں ہیں نجوم چرخ
تاروں سے کس نے چہرہ سنوارا ہے رات کا
شہید تیغ عشق اپنا ہی کر اتنی تمنا
کہ مرنا معرکہ میں نام ہے مرد سپاہی کا
بچا کتے ہیں انساں کو بڑی کاجل کی دنیا کو
نہیں ممکن لگے دھبہ نہ عصیاں کی سیاہی کا

سیکھ لے انداز اگر بلبل مری فریاد کا
گل تو کیا ہے ٹکڑے ہو جائے جگر صیاد کا

ہنسوں کہ زرد ہے رخ مثل زعفران اپنا
نہیں بہار سے کم موسم خزاں اپنا

نام آیا جب آشنائی کا
پھر گلہ کیا ہے بے وفائی کا
حال بخت سیاہ کا جو لکھوں
رنگ اڑ جائے روشنائی کا
بیٹھے کیا ہو چلو شہید کہیں
وقت ہے قسمت آزمائی کا

دل جلاتا تجھے حاصل ہو صفائے باطن
ہاتھ جلتا نہ اگر یوں ید بیضا ہوتا
اثر تربیت حضرت ناسخ ہے شہید
شہرہ کیوں کر نہ بھلا میرے سخن کا ہوتا

سبک روان جہاں سب سے رہتے ہیں بالا
کبھی حباب نہ دریا میں زیر آب آیا

اس مرتبہ ہے مجھ کو توارد سے تنافر
بھولے سے قدم نقش قدم پر نہیں رکھتا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کم ہنڈولے سے نہیں پست و بلند آسماں | ہو گیا کوئی تو نیچا کوئی اونچا ہو گیا

رشک ہو کیونکر نہ ہر عاشق کو اس انجام پر | بخشتے ہیں پڑھ کے وہ قرآن میرے نام پر

نانِ جویں پہ کیوں نہ کروں بار بار شکر | مجھ سا فقیر اور یہ نعمت ہزار شکر

ایک دم لگتی نہیں اپنی پلک سے اب پلک | کس کی یارب طالبِ دیدار آنکھیں ہو گئیں

میں کہاں بارِ غمِ فرقتِ احباب کہاں | صدمۂ ہجر اُٹھاؤں یہ مجھے تاب کہاں

کس طرح کوئی ان سے برآئے کلام میں | کہیے جو ایک بات تو وہ دیں جواب دو

رات دن دورِ کشِ ساقیِ مخمور ہے | نشۂ آنکھوں میں رہا نشہ میں ہم چور رہے

بچایا فلسفی کو آپ نے کس کس کا تو ہم سے | دہن تھا شکل نقطہ خط بنا موجِ تبسم سے
ترے دستِ نگاریں کا کہاں مضموں باندھا ہے | نکالی ہے نئی رنگت کی مچھلی بحرِ قلزم سے

لب پر آئے گی جو میری داستاں | بزم ساری نوحہ گر ہو جائے گی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

صبرؔ

میر اسد لکھنوی

میر اسد صبرؔ فرزند ہیں میر مہدی کے جو خاص محل نواب معتمد الدولہ آغا میر کے عزیز قریب تھے۔ صبرؔ لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ شیخ امام بخش ناسخؔ کے شاگرد اور ''صاحب دیوان'' شاعر تھے۔ گارساں دتاسی، سعادت خاں ناصرؔ، محسن علی اور نساخؔ نے اُن کا ذکر کیا ہے:۔

سعادت خاں ناصرؔ لکھتے ہیں:۔

''سیّد خوش نسب، میر اسد، مقبولِ درگاہِ صمد، تخلص ''صبرؔ'' قریب ترین نواب معتمد الدولہ بہادر، شاگردِ شیخ ناسخؔ'' (خوش معرکۂ زیبا)

لالہ سری رام لکھتے ہیں:۔

''میر اسد صبرؔ شاگرد شیخ امام بخش ناسخؔ، کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشاق شاعر تھے، خط و کاکل کے مضامین پر ذہن خوب دوڑتا تھا۔ پرانے خیالات کو نئی بندش میں صاف کرنا اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔'' (خم خانۂ جاوید)

نمونۂ کلام

بن گیا آتشکدہ داغوں سے یاں بالائے سر
اب سمندر باندھتے ہیں آشیاں بالائے سر

آفتیں ہی آفتیں آئیں یہاں بالائے سر
یار نے باندھا اگر جوڑا وہاں بالائے سر

عالمِ مستی میں لاؤں اپنے گھر تک شوق سے
خم کے خم رکھ دے اگر پیرِ مغاں بالائے سر

یاد آئی گر ہنسی اس بحرِ خوبی کی مجھے
اس قدر رویا ہوا دریا رواں بالائے سر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

میرے سر پر ہیں شگفتہ مثلِ گل داغِ جنوں | کیا عجب گر ہو ہجوم بلبلاں بالائے سر
فرقتِ دلدار میں ہم سے اٹھا جاتا نہیں | بارِ غم ہے یا کوئی کوہِ گراں بالائے سر
گریہی ہے جوش میری چشمِ دریا بار کا | گر پڑے گا ایک دن یہ آسماں بالائے سر
آج کرلو معمو تم جتنی چاہو سرکشی | پاؤں رکھ کر کل چلے گا اک جہاں بالائے سر
ہے یقیں اے صبرؔ پہنچے صدمہ کوہِ گراں | رکھ لوں برگ کاہ گر میں ناتواں بالائے سر

نوجوانی میں ترک یار کیا جبر اے صبرؔ اختیار کیا

صحبت

مرزا بخشش علی خاں

مرزا بخشش علی خاں صحبتؔ نوروز علی خاں کے فرزند تھے۔ لکھنؤ کے رئیسوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ناسخ کے شاگرد اور صاحبِ دیوان شاعر تھے۔

شاہزادے مرزا محتشم بخت بہادر کے رفیقِ خاص تھے۔ (سراپا سخن)

صحبتؔ اور نواب حسین علی خاں اثرؔ لکھنوی میں قریبی رشتے داری تھی۔ صحبتؔ کے والد نوروز علی خاں اور اثرؔ کے والد امیر الدولہ حیدر بیگ خاں دونوں سگے بھائی تھے۔

سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:۔

"صحبت، شاعر خوش طبیعت، بخشش علی خاں تخلص صحبت ولد نوروز علی خاں برادر حیدر بیگ خاں، آشنائے ثابت حاضر و غائب یکساں، خوش نویسی میں حذاقِ زماں، شاگرد شیخ ناسخ

نمونۂ کلام

کافی بہار اپنے گل داغ تن کی ہے | یاں باغ کی ہوا ہے نہ خواہش چمن کی ہے
خوشبو برنگِ گل جو تمہارے بدن کی ہے | گل کی کلی ہر ایک کلی پیرہن کی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

مر جاؤں تو علاج ہو داغ فراق کا
کافور میرے حق میں سفیدی کفن کی ہے

گر چوڑیاں بھی ہاتھ میں پہنیں تو بانک کی
یہ بھی نشانی ایک ترے بانکپن کی ہے

بازار عاشقی میں چلن داغ نو کا ہے
اس اشرفی کی قدر سوا ہے جو کہن کی ہے

تار شعاع لے کے جو آیا ہے آفتاب
جھولے کے واسطے کے حاجت رسن کی ہے

عفو گناہ پہ تجھ کو شش و پنج ہے عبث
صحبت ترے تو دل میں ولا پنجتن کی ہے

ان آنکھوں کی الفت کے مارے ہوئے
پکارے جہاں تیغ کارے ہوئے ہیں

چڑھانا مری قبر پر پھول انھیں کے
جو یار ان کے باسی اتارے ہوئے ہیں

بڑی مدتوں میں بڑی مشکلوں میں
ہم ان کے ہوئے وہ ہمارے ہوئے ہیں

جو چوسر بھی کھیلیں تو ہرگز نہ جیتیں
ہم ایسے دلوں ان سے ہارے ہوئے ہیں

دام میں امید لیے جب کوئی صیاد آیا
اپنا پھنسنا ہمیں ان گیسوؤں میں یاد آیا

یار کا ابروئے پُرخم جو ہمیں یاد آیا
آج تلوار لیے قتل کو جلاد آیا

موت کی بھی مجھے ہچکی نہ کسی دن آئی
وہ تو بھولا تھا قضا کو بھی نہ میں یاد آیا

شہرہ پہنچا جو تیری داد رسی کا ہر جا
زخم بھی کھولے ہوئے منہ پئے فریاد آیا

ہر بگولہ مری تعظیم کو کہتا اٹھا
دن پھرے دشت کے لو قیس کا استاد آیا

محتسب سے مجھے کیا خوف کہ مے نوش نہیں
نشۂ بادۂ الفت سے ذرا ہوش نہیں

میں مر گیا ہوں اک بت شیریں کلام پر
دلوانا فاتحہ مرا شربت کے جام پر

ناقص پہ دور چرخ میں آتی نہیں بلا
آفت گہن کی ہوتی ہے ماہ تمام پر

اس کا نظارہ جو منظور سرِمو ہو جائے
سرمۂ چشم سواد شب گیسو ہو جائے

قرص خورشید سے ہم پلہ ہو گر حسن تیرا
ہے یقیں مجھ کو کہ پاسنگ ترازو ہو جائے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

گر تحقیق شجری ہاتھ میں لے وہ باشرم　　پیڑ اس کا بھی یقیں ہے کہ لجاؤ ہو جائے

رقیبوں سے پڑھواؤ نامہ ہمارا　　تمہارا گنہ کیا یہ لکھا ہمارا
سبک یار کے آگے گو ہیں رقیبو　　مگر تم پہ بھاری ہے مُردہ ہمارا
اطاعت تری اے صنم ہے عبادت　　ترے پاؤں پڑتا ہے سجدہ ہمارا

کیا کہوں یار کی الطاف و عنایات کی بات　　بعد برسوں کے ہے جو آئی تو یک بات کی بات
عشق زلف و رخ جاناں میں ہوا یہ نسیاں　　یاد رہتی ہی نہیں دن کو مجھے رات کی بات

لگی ہوئی تھی مری ایک گلعذار میں روح　　برنگ غنچہ شگفتہ ہوئی بہار میں روح
غضب سے کرتا ہے بے جاں لطف سے جاندار　　مگر ہے عاشقوں کی تیرے اختیار میں روح
ہمارا دیدۂ مدفن بھی وا رہے گا مدام　　خدانخواستہ نکلی اگر بہار میں روح

علی گڑھ یونیورسٹی (ذخیرۂ مسعود حسن ادیب) میں صحبت شاگرد ناسخ کا ایک مرثیہ موجود ہے، مطلع ہے:۔ (بند ۴۳)

"دضار! روزِ دفن شہ کربلا ہے آج"

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

صولت

نواب محمد تقی خاں

نواب محمد تقی خاں صولت لکھنوی فرزند ہیں نواب حسین علی خاں اثر لکھنوی کے۔

عبدالغفور خاں نساخ لکھتے ہیں:۔

"ناسخ کے شاگرد ہیں، شعر خوب کہتے ہیں۔ ان سے کلکتہ میں ملاقات ہوئی تھی۔

صاحب دیوان شاعر ہیں۔" (سخن شعرا)

غزل

ضعف سے زنداں مجھے پیراہن تن ہو گیا
سلسلہ دامن گریباں طوق گردن ہو گیا

گھل گیا پیری میں فرط غم سے ایسا تن زار
پوست ڈھیلا ہو کے آخر جامہ تن ہو گیا

کب چلے قوت کسی کی پیش مردانِ حرا
ہاتھ میں داؤد کے موم آ کے آہن ہو گیا

میری میت گور میں نے جب دبا یا بار سے
دامن مادر مجھے آغوش مدفن ہو گیا

قبر کی ظلمت سے گھبرایا جو صولت بعد دفن
شمع ساں داغ غم شبیز روشن ہو گیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ضبط

نوازش علی خاں دہلوی

نوازش علی خاں ضبط کے والد مقصود علی خاں تیر انداز ولد عارف اللہ خاں، محمد شاہ بادشاہ دہلی کے مصاحب خاص تھے۔ یہ خاندان عرب سے آکر دہلی میں بس گیا تھا۔

مصحفی نے ضبط کے متعلق لکھا ہے:-

جوانیست بہ زہد و صلاح آراستہ و بہ زیورِ اخلاق پیراستہ بمقتضائے موزونی طبع کلام موزوں خود را بہ شیخ امام بخش ناسخ نماید۔" (ریاض الفصحا)

"دہلی آکر ثروت و دولت حاصل کر لی تھی، نہایت متقی پارسا اور زیورِ اخلاق سے پیراستہ تھے۔" ناسخ کے شاگرد تھے۔

گارساں دتاسی نے ضبط کو دہلوی لکھا ہے۔ بعد میں انہوں نے لکھنؤ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ سعادت خاں ناصر نے ان کے متعلق یہ رائے دی ہے:-

"بیان کو اس کے معنی سے ایک ربط۔" (خوش معرکۂ زیبا)

نمونۂ کلام

گلہائے داغِ عشق نے سینہ چمن کیا
دستِ جنوں نے چاک مرا پیرہن کیا

لیلی وشوں کے عشق میں مجنوں کی طرح آہ
اب اختیار ہم نے بھی وحشت کا بن کیا

یوسف کو جذبِ عشقِ زلیخا نے ہمنشیں
لا مصر میں وطن سے غریب الوطن کیا

از بسکہ اس زمانہ میں بے قدر ہے سخن
سو ضبط ہم نے آج سے ضبطِ سخن کیا

طرحداروں کا رُخ گلگوں بھی ہونا شرط ہے
ناز رفتار اور قد موزوں بھی ہونا شرط ہے

لے چل اے جوشِ جنوں دیوانگانِ عشق کو
رہ نوردِ عرصہ ہاموں بھی ہونا شرط ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

چرخ کھا کے تو نے یا اے گردشِ گردوں مارا
کہ ہمیں عشق میں کر خستہ و محزوں مارا

لعل لب وہ مسی آلودہ غضب تھے جس سے
ناگہاں لشکرِ عشاق پہ شبخوں مارا

منزلِ عشق تو تھی ضبط بہت دور دراز
ہم نے اس میں بھی قدم حد سے کچھ افزوں مارا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

عاصیؔ

امداد حسین خاں

منشی امداد حسین خاں عاصیؔ خلف سبحان علی خاں، شاگرد ناسخؔ کا ذکر گارساں دتاسی، نساخ اور کلب حسین خاں نادرؔ نے کیا ہے۔

مظفر حسین صبا لکھتے ہیں:-

"امداد حسین خاں عاصیؔ پسر سبحان علی خاں کنبوئی۔ لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ ظاہری اور باطنی حُسن سے آراستہ ذہن کی ذکاوت اور طبیعت کی لطافت سے پیراستہ تھے۔ عین جوانی میں انتقال کر گئے۔ قاضی اخترؔ سے دوستی تھی۔" (روزِ روشن ص ۴۸)

تذکرۂ نادر میں ان کی ایک غزل شامل ہے:-

وہ صبح جو مست خواب نکلا تا شام نہ آفتاب نکلا

سونگھا جو پسینہ اس پری کا خوشبو ہے از گلاب نکلا

آگے سے ہماری چشم تر کے خجلت زدہ ہو سحاب نکلا

بوسے کا کیا سوال لیکن منھ سے نہ ترے جواب نکلا

اے عاصیؔ کوچہ گرد تو ہے

دیوانوں میں انتخاب نکلا

ہمارے ذخیرۂ مراثی میں عاصیؔ کا ایک "سلام" موجود ہے۔ یہ سلام چونکہ غیر مطبوعہ ہے یہاں درج کیا جاتا ہے:-

مجرائی مانگتے ہیں دعا یہ خدا سے ہم آنکھیں ملیں ضریح امام رضاؑ سے ہم

شہ کہتے تھے کہ پھر گیا گو مجھ سے اک جہاں پر منھ نہ پھیریں گے کبھی راہ خدا سے ہم

روح نبیؐ سے کہتے تھے شبیرؑ مرتے دم اُمت کی اب تلک نہیں غافل دعا سے ہم

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

شہؑ نے کہا بچایا بہت تیرے لعل کو
لاچار بانو ہو گئے لیکن قضا سے ہم

کہتے تھے شاہؑ ماں تو ہماری ہے فاطمہؑ
بیٹے علیؑ کے اور ہیں نبیؐ کے نواسے ہم

مسلمؑ کے بیٹے کہتے تھے حارثؔ نہیں نہ مار
تیرے شفیع حشر میں ہوں گے خدا سے ہم

آفت رسیدہ ، غمزدہ و بے وطن غریب
بن باپ کے یتیم ہیں اور بھوکے پیاسے ہم

کہتے تھے شاہؑ جس پہ نبیؐ بوسے دیتے تھے
اس حلق پر پھرائیں گے خنجر ادا سے ہم

کہتے تھے شاہؑ مہر میں زہراؑ کی ہے فرات
جس کے کنارے پر رہے جاتے ہیں پیاسے ہم

سجادؑ بولے ہائے یہ تقدیر کا لکھا
بابا کو کھو کے جیتے پھرے کربلا سے ہم

عاصیؔ جسے ولائے علیؑ و بتولؑ ہے
دل سے خلوص رکھتے ہیں اس باوفا سے ہم

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

عرشؔ لکھنوی

میر حسن عسکری

میر تقی میرؔ کے چھوٹے فرزند میر حسن عسکری عرشؔ لکھنؤ میں میر کلو عرش کے نام سے مشہور ہوئے تھے۔ ۱۷۹۰ء کے لگ بھگ وہ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔

عرشؔ تقریباً ۲۰ ربرس کے تھے کہ میر تقی میرؔ نے ۱۸۱۰ء میں انتقال کیا۔ شاعری کا فن باپ کی طرف سے ورثے میں ملا تھا۔ یہ وہ عہد تھا کہ ناسخؔ کی استادی کا ڈنکا بج رہا تھا۔ عرشؔ نے بھی انہیں کی شاگردی اختیار کی۔ پہلے زار تخلص تھا بعد میں عرش اختیار کیا۔ مصحفیؔ نے لکھا ہے کہ "یہ اپنی طبیعت کی موروثی موزنیت کے تقاضے سے جو لکھتے ہیں وہ شیخ ناسخؔ کو دکھاتے ہیں، یا شیخ ناسخؔ خود کہہ کر ان کو دے دیتے ہیں۔ ورنہ جو لڑکے ابھی سن بلوغ کو پہنچے ہیں ان کو یہ فصاحت و بلاغت کہاں میسر ہوتی ہے۔ (ریاض الفصحا ص ۱۱۹)

میر تقی میرؔ سے ناسخؔ کو جو عقیدت تھی وہ ان کے اشعار سے ظاہر ہے۔ میرؔ نے انہیں بے حد متاثر کیا تھا، وہ میرؔ کے بڑے معترف تھے۔ چنانچہ کہتے ہیں:

جانتے ہیں خوب اُردوئے معلی کی زباں مدتوں صحبت رہی ہے ہم کو ناسخؔ میر سے

شبہ ناسخؔ نہیں کچھ میرؔ کی استادی میں آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میرؔ نہیں

یہی وجہ ہے کہ میرؔ کے فرزند ہونے کی حیثیت سے عرشؔ کو وہ نہایت عزیز رکھتے ہوں گے اور ان پر خصوصی محنت کرتے ہوں گے۔ اس خصوصی توجہ کو مصحفیؔ نے اس نظر سے دیکھا کہ "ناسخؔ خود ہی کچھ کہہ کر دے دیتے ہیں۔" نوجوان شاعروں کی حوصلہ افزائی اور مدد کرتے رہنا ناسخؔ کے مزاج میں داخل تھا۔ عرشؔ تو پھر خدائے سخن میرؔ کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

فرزند تھے۔ غرض جملہ تذکروں میں عرش کو شاگرد ناسخ لکھا گیا ہے۔

خواجہ عبدالرؤف عشرت نے عرش کے کچھ حالات تفصیل سے لکھے ہیں لیکن جو تصویر کھینچی ہے وہ بڑھاپے کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''عرش بہت سیاہ فام، لاغر اندام، میانہ قد تھے اور افیون کثرت سے پیتے تھے، میر نے تو کسی وقت میں شاید عیش بھی کیا ہو، لیکن عرش غریب کی تمام زندگی افلاس اور مصیبت اور پریشانی میں کٹی۔ ان کی نازک مزاجیوں نے عروج حاصل نہ ہونے دیا۔ یہی وہ شاعر ہے جس نے عمر بھر کسی رئیس کی دربارداری نہیں کی، کسی کی شان میں قصیدہ نہیں کہا۔ فقر و فاقے میں زندگی بسر کردی۔ باپ کی طرح نازک دماغ تھے۔'' (آب بقا)

آغا اشہر لکھنوی نے بھی عرش کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔ ان کی وضع قطع کے سلسلے میں لکھتے ہیں:-

''میر کلو عرش کی رنگت سانولی، کشیدہ قامت تھے۔ اوسط کا جسم تھا۔ سر پر پٹے تھے، اونچی چولی کا انگرکھا اور کلی دار پائجامہ استعمال کرتے تھے۔ گھیتلا جوتا یا بوٹ پہنتے تھے۔ آخری عمر میں بسبب پیرانہ سالی کمر خم ہوگئی تھی اور افیون بھی کھانے لگے تھے۔ ہر وقت آنکھیں بند رہتی تھیں۔ حقہ سامنے لگا رہتا تھا...... وضع داری کی اس قدر پابندی کی کہ انتقال بھی یہیں ہوا۔ (رکاب گنج میر عشق کی بغیا میں) اور دفن بھی یہیں ہوئے...... میر کلو عرش نے وضع میں داخل کرلیا تھا کہ پانچ بجے قریب شام، تحسین کی مسجد کے چبوترے پر بیٹھا کرتے تھے اور چاروں طرف شعرائے نامی ہوتے تھے۔ بڑے نازک مزاج تھے۔ کسی رئیس کی طرف نظر اٹھا کے نہ دیکھتے تھے۔'' (حیات رشید ص ۲۰)

محمد حسین آزاد نے لکھنؤ میں میر عرش کی زیارت کی تھی۔ ان کا بیان ہے کہ ''وہ باپ کے برابر نہ تھے مگر بدنصیبی میں فرزند خلف تھے۔ ایک پیر مرد بے پروا مستغنی المزاج

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تھے۔'' (آبِ حیات ص ۲۰۹)

عرش کا مندرجہ ذیل شعر آزاد کے بیان کی تصدیق کرتا ہے:-

گرچہ درویش ہوں پر زر نہ لیا سلطان سے
دامنِ حرص رہا دور کفِ احساں سے

خواجہ عشرت لکھنوی کا بیان ہے کہ ''عرش اپنے موروثی مکان واقع محلہ مفتی گنج میں رہتے تھے، غدر کے بعد گھر کا اسباب لٹ گیا۔ مفتی گنج سے اٹھ کر میاں الماس کے امام باڑے میں قیام کیا۔ ۱۸۶۷ء میں انتقال کیا۔ رکاب گنج میں دفن ہوئے۔'' (آبِ بقا)

مسعود حسین ادیب لکھتے ہیں:-

''ممکن ہے کہ عرش کی زندگی کا کچھ حصہ مفتی گنج میں گزرا ہو۔ معتبر اور واقف حال بزرگوں کے بیان کے مطابق عرش آخری عمر میں سالہا سال رکاب گنج میں مقیم رہے۔ وہیں مرے اور وہیں مشہور مرثیہ گو میر عشق کے باغ میں دفن ہوئے۔ میر عشق کے والد سید میرزا انس شاگرد ناسخ ایک خوشحال بزرگ تھے۔ رکاب گنج کے محلے میں ان کے کئی بڑے بڑے مکان تھے۔ جن میں وہ اور ان کا خاندان آباد تھا۔ وہ خود اور اُن کے بیٹے پوتے سب ہی شاعر تھے۔ اس خاندان کے حُسن سلوک نے عرش کو فکرِ معاش سے آزاد کر دیا تھا۔ راقم نے عرش کے دفن کا مقام دیکھا ہے۔ مگر قبر کا نشان اب موجود نہیں ہے۔'' (نگارشات ادیب ص ۲۴۳)

آغا اشہر لکھنوی نے لکھا ہے کہ ''عرش کی قبر امام باڑہ (میر عشق رکاب گنج) کے صحن میں ہے'' (حیات رشید ص ۳۰) آغا اشہر ان کی سیرت کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ ''میر کلو عرش خلف میر تقی میر گو زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے، مگر ان کی خوش گوئی زبان زد عام تھی۔ میرزا انس سے قدیمانہ مراسم تھے اور کوئی ذاتی آمدنی نہ تھی۔ اس وجہ سے میرزا انس ہی کے پاس رہتے تھے۔ میرزا انس کی وضع داری اور فراخ دلی نے عرش کو کبھی شکایت کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

موقع نہ دیا۔ ورنہ ممکن تھا کہ میر کلو عرش ایسا سخن گو لکھنؤ ایسے شہر میں کسی دوسری جگہ رہ کر بھی اپنی زندگی عزت سے گزار سکتا تھا۔ ہاں یہ لطف شعر گوئی اور صحبت اہل علم اُن کو اور کسی جگہ میسر نہیں ہو سکتی تھی۔" (حیاتِ رشید، ص ۱۹)

میر کلو عرش لاولد رہے اور ان کے نام کے ساتھ میر تقی میرؔ کا خاندانی سلسلہ ختم ہو گیا:-

میرے دم تک عرشؔ روشن ہے چراغ دودماں
پھر نہیں کوئی جنابِ میرؔ کی اولاد میں

عرش کے شاگردوں کا ذکر تذکروں میں موجود ہے۔ سید ابو محمد ناصر، میر ابو طالب انسبؔ، سید ابو تراب اتسخؔ، بندے علی خاں قرار، لیکن شیخ محمد جان شاد لکھنوی سب سے زیادہ ممتاز تھے اور وہ شاگردِ عرش پیر و میر مشہور ہو گئے تھے۔

عرش صاحب دیوان تھے۔ مسعود حسین ادیبؔ لکھتے ہیں:-

"عرش کا دیوان لکھنؤ کے ایک ہفتہ وار اخبار "کارنامہ" میں ستمبر ۱۸۷۴ء سے فروری ۱۸۷۵ء تک قسط وار شائع ہوا تھا۔ دیوان عرش میں تین سو سولہ (۳۱۶) غزلیں، بیس بند کا ایک مسدس واسوخت اور چھبیس شعر کا ایک فارسی قصیدہ حمد خدا میں ہے۔ اکثر زمینوں میں دو دو تین تین غزلیں کہی ہیں۔ اشعار کی مجموعی تعداد تقریباً چار ہزار ہے۔" (نگارشات ادیب ص ۲۴۸)

مسعود حسین ادیبؔ نے عرش کے مرثیوں اور سلاموں کا ذکر نہیں کیا۔ وہ مرثیے اور سلام بھی کہتے تھے اور غالباً میرزا انیسؔ کی صحبتوں میں وہ مرثیہ گوئی کی طرف راغب ہوئے ہوں گے۔

عرش کے ایک شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے میر کا اتباع کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے، کہتے ہیں:-

لاکھ تقلید کیجیے اے عرشؔ
پر کب اندازِ میرؔ آتا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

''عرش مضمون کی لطافت اور بیان کے حُسن سے زیادہ لفظوں اور محاوروں کی صحت اور نحوی اور عروضی قاعدوں کی پابندی کا خیال رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کا کلام زیادہ تر بے کیف ہے لیکن ان کی زبان آج تک مستند سمجھی جاتی ہے اور ان کا دیوان لفظوں اور محاوروں کا بامحل صرف سیکھنے کے لئے ایک مستند لغت کا کام دے سکتا ہے۔''

(نگارشاتِ ادیب ص ۴۴۳)

نام اقدس ہے علی اعلیٰ ہے شانِ بوتراب
اس لئے فردوسِ اعلیٰ ہے مکانِ بوتراب

چاہئے کیا ذوالفقار لا بیانِ بوتراب
تیز ہے بہرِ عدو تیغِ زبانِ بوتراب

کون عالم میں بہادر ہے بسانِ بوتراب
ہیں ہلال و آسمان تیغ و فسانِ بوتراب

مر گئے دشمن اُٹھائے ہاتھ جب بہرِ دعا
ہو گیا تیرِ قضا تیرِ کمانِ بوتراب

منکرِ اعجاز آپ کا نہ ہو اے مدعی
ہے فقط تحصیلِ حاصل امتحانِ بوتراب

در صدف کو لعل بخشا کوہ کو یاقوت ہے
ہل گئی جس دم لبِ گوہر فشانِ بوتراب

جو ولایت میں گیا ان کی وہ روشن دل ہوا
غیرتِ خورشید تاباں ہے جہانِ بوتراب

خاکساری اس عروجِ رتبہ پر طینت میں ہے
رکھتے ہیں زیرِ زمیں ہفت آسمانِ بوتراب

نور سے تشریف لائے جب بساطِ خاک پر
تھی زبانِ احمدی زیبِ دہانِ بوتراب

جو امیر المومنین کہتا تھا فرماتے تھے شاہ
خاکساری ہے حقیقت میں ہے شانِ بوتراب

تھا مسلمانوں کو تو دل سے یقینِ معجزات
کرتے تھے کفار اکثر امتحانِ بوتراب

بھوک میں اے عرشؔ روتے تھے خدا کے خوف سے
اشک قرص جو تھے گویا آب و نانِ بوتراب

اک دن سنے مسیح جو اشعارِ آفتاب
دیکھے کبھی نہ مطلعِ انوارِ آفتاب

ہے مشتری ازل سے خریدارِ آفتاب
مانندِ حشر گرم ہے بازارِ آفتاب

عیسیٰ کرے معالجۂ داغِ دل تو ہو
زنگارِ چرخ مرہمِ زنگارِ آفتاب

باقی رہا نہ دانۂ انجم فلک پہ ماہ
کھولی جو مرغِ رو نے منقارِ آفتاب

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

محشر ہو یہ حجاب شب و روز دور ہو
بندھ جائے فرق ماہ پہ دستار آفتاب

سمجھیں میں زلف روز سیہ میں شعاع کو
موئے سیاہ بن گئے زر تار آفتاب

بعد زوال دھوپ میں سایہ کا رنگ ہے
اک دوپہر ہے گرمئی بازار آفتاب

دیکھے ترا جو چاند سا منہ داغ دل مرا
خفاش ساں ہو دیدۂ بیدار آفتاب

دن رات داغ دل سے ہے روشن جہان دل
درکار مہتاب نہ کچھ کار آفتاب

دیکھا جو داغ رات کو ثابت ہوا فلک
اک ماہ بھی ہے لالۂ گلزار آفتاب

دیکھا نہ چاند سا کوئی منہ غیر داغ عشق
انکار ماہتاب ہے اقرار آفتاب

زلفوں میں روز چہرۂ تاباں کا ہے فروغ
پیدا ہوئے ہیں رات کو آثار آفتاب

اے ماہ دھوپ میں نہ غضب سے بٹھایئے
مجرم ہوں آپ کا نہ گنہگار آفتاب

ناسخ تو آنکھ لڑتی ہے اک مہ جبیں سے عرش
حربا کو نصیب ہو دیدار آفتاب

عدم میں کون یہاں کے ہے حال سے واقف
بدل گئے جو ہوئے انتقال سے واقف

یہ رشک ہے کہ نہ ہو کوئی حال سے واقف
نہ روح خواب میں کیوں ہو خیال سے واقف

زمیں پہ چرخ سے کیا آئے آفتاب مسیح
کبھی نہ بادہ ہو جام سفال سے واقف

ہے دل میں آئینہ دل میں عکس یار نہیں
وہ بے مثال نہیں ہے مثال سے واقف

سیاہ کعبہ ہو بینا ہے خود دل وحشی
کبھی نہ سرمہ ہو چشم غزال سے واقف

جواب تیر سے دے یا نہ دے کماں ابرو
دہان زخم نہیں ہے سوال سے واقف

جہاں میں صنعت خالق کو سمجھے کیا مخلوق
کہ خاک مٹی ہو حسن کلال سے واقف

تن گل میں ہوئے آتش پری داخل
ہوئی شراب جو سفال سے واقف

خیال یار میں کیا حال غیر کی ہے خبر
یہ حال ہے کہ نہیں اپنے حال سے واقف

ہے مہ میں داغ غلامی کا داغ یوسف میں
زمیں سے تا بہ فلک ہیں جمال سے واقف

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

وہ کیا ہے عبدِ خدا ہے نہ اُمتِ احمدؐ
نہیں جو عرش محمدؐ کی آلؑ سے واقف

سبزۂ خط و روئے یار کا رنگ
بوستاں میں ہے خار زار کا رنگ

یوں ہے رگ ہائے جسم زار کا رنگ
جیسے مکڑی کے تار تار کا رنگ

فرقتِ گل میں ہو میں نالاں ہوں
نہ جمے پھر کبھی ہزار کا رنگ

خمِ ابرو میں وہ برش ہے کہ جو
کاٹ دے تیغِ آب دار کا رنگ

ہیں شگفتہ ہمیشہ داغِ جنوں
بے خزاں ہے مری بہار کا رنگ

چشمِ گریاں سے یوں ہیں اشک رواں
سیل سے جیسے آبشار کا رنگ

یوں ہے دل کو غمِ ہم آغوشی
جیسے تربت میں ہو فشار کا رنگ

رنگ لائے جو ابلقِ ایام
نہ جمے کوئی شہ سوار کا رنگ

منہ ہو فق برق کا اگر دیکھے
دل بے تاب و بے قرار کا رنگ

کھل گیا جب پڑھا کلام اللہ
نخنِ لا جواب یار کا رنگ

یہ ہے سرخ و سفید وہ گل تر
جیسے ہو دانۂ انار کا رنگ

مانندِ آئینہ بے صفائی سے
گرد ہے اور آب دار کا رنگ

محوِ مژگانِ یار ہوں اے عرش
دل میں کیوں کر چھپے نہ یار کا رنگ

میں دریائے قناعت آشنا ہوں
میں موجِ نشانِ بوریا ہوں

طفلی ہی سے وحشت آشنا ہوں
میں اس دامنِ دشت میں بلا ہوں

دیکھے جو مجھے جہاں کو دیکھے
میں آئینہ جہاں نما ہوں

چل سکتے نہیں جو باغ تک بھی
طاؤس صفت عدوے پا ہوں

دیوانہ جو ہوں تو ہوں میں خاموش
زنجیر جو ہوں تو بے صدا ہوں

تا گور بھی صفت سے نہ پہنچوں
بالفرض اگر ہزار پا ہوں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہر شعر میں زُلف کی ہے تعریف — اس بحر میں موج آشنا ہوں

سنتا نہیں ایک بُت مرا حال — فریادی تجھ سے اے خدا ہوں

کہتی ہے زبانِ حال سے موت — میں دردِ فراق کی دوا ہوں

کہتی ہے یہ روح تن سے ہر دم — تو خاک جو ہو تو میں ہوا ہوں

یہ توسنِ عمر گرم رفتار — کہتا ہے میں اب چراغ پا ہوں

اے عرشؔ زیارت اب کروں گا

میں رہ روِ دشتِ کربلا ہوں

اے فلک سوزِ غم سے جلتے ہیں — داغِ خورشید سے بدلتے ہیں

نہ گریباں چھٹے نہ دامنِ دشت — جب تک ہاتھ پاؤں چلتے ہیں

گالیاں کھا کے کوہکن نے کہا — لبِ شیریں سے لعل اگلتے ہیں

کون رشکِ بہار جاتا ہے — کفِ افسوس برگ ملتے ہیں

چشمِ گریاں پہ شمع گریاں ہے — داغِ دل پہ چراغ جلتے ہیں

راہِ الفت ہے مثلِ جادۂ تیغ — پاؤں کے بدلے سر سے چلتے ہیں

یاد قد ہے جو طبعِ روشن کو — شعر مانندِ شمع ڈھلتے ہیں

کشتۂ مارِ زلف ہے عالم — سانپ ہر گور میں نکلتے ہیں

پاؤں پر ہے سرِ رقیب اُٹھا — ورنہ دو ہاتھ چلتے ہیں

بت ہیں بے رحم ورنہ نالوں سے — کوہ مانندِ یخ پگھلتے ہیں

لعل گودڑ کے ہو تمہیں کیا ہے — گُل بھی کہیں کپڑے بدلتے ہیں

نہیں اعلیٰ کو ربط اسفل سے — آسماں کب زمیں پہ چلتے ہیں

لاکھ پھڑکیں یہ مرغِ جاں صیاد — کب ترے دام سے نکلتے ہیں

نخلِ ماتم میں نخل ہائے امید — نہ کبھی پھولتے نہ پھلتے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

روح پروانہ جسم ہے فانوس استخواں مثلِ شمع جلتے ہیں
یا علیؑ کہہ کے چشمِ عالم سے
عرشؔ گرتے ہوئے سنبھلتے ہیں

عرش کا غیر مطبوعہ نوحہ

بولی بانوؑ یہ شانہ ہلا کر صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ
رن کو جاتے ہیں سبطِ پیمبر صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

کس کے سینے پہ سوؤگی پیاری اُٹھ بیٹھو ذرا ماں واری
مرنے جاتے ہیں سلطانِ بے پر صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

دیکھ لو وہ چمکتا ہے تارا صبح ہونے لگی آشکارا
دے رہے ہیں اذاں رن میں اکبرؑ صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

اب گھڑی آ گئی ہے وہ دلبر فاطمہ زہرا جنّت سے آ کر
لیں گی آغوش میں فرقِ سرور صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

خواب میں گر نظر آئیں زہراؑ جوڑ کر ہاتھ یہ عرض کرنا
رانڈ ہوتی ہے بانوئے مضطر صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

کیسی آئی ہے یہ نیند تم کو میں پہنتی ہوں رنڈ سالہ دیکھو
اب بڑھاتی ہوں سب اپنا زیور صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

جا کے پوشاک پہناؤ بیٹا آخری بار مل آؤ بیٹا
باندھتے ہیں کمر شاہِ صفدر صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

شہ نے پردیس میں ساتھ چھوڑا اب فقط آسرا ہے خدا کا
کوئی میرا چچا نہ برادر صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

لٹنے والا ہے اب راج میرا اب کہے گی مجھے خلق بیوہ
آ رہی ہے بلا میرے سر پر صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

آخری ہے اذاں سن لو دلبر روتے جاتے ہیں سن سن کے سرور
کون دے گا اذاں کل کو اُٹھ کر صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

جاؤ سمجھاؤ تم اُٹھ کے پیاری شہ طلب کر رہے ہیں سواری
تم لپٹ جاؤ سینے سے جا کر صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

شاہ مرنے کو جاتے ہیں اے جاں اب یتیمی کا ہوتا ہے ساماں
اب سہاگن رہے گی نہ مادر صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

تم دعا مانگو پچھلا پہر ہے اور سحر کی دعا میں اثر ہے
حق بچائے یتیمی سے دلبر صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

خواب میں دیکھ لو جب علیؑ کو بھول مت جانا چھوٹے اخی کو
کیسا بے دم ہے جھولے میں اصغر صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

باپ کا سر سے اُٹھتا ہے سایہ کس کو کہہ کے پکارو گی بابا
مرنے جاتا ہے زہراؑ کا دلبر صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

چھوٹی قسمت مری کربلا میں ہائے کیسی پھنسی ہوں بلا میں
کیا کہوں جو گزرتی ہے دل پر صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

کیا کہوں عرشؔ حال سکینہ پیٹتی اُٹھی اپنا وہ سینہ
جبکہ بانو پکاری یہ رو کر صبح ہوتی ہے جاگو سکینہ

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

عروجؔ

منشی احمد حسن خاں

امیر مینائی لکھتے ہیں:-

''منشی احمد حسن خاں عروج خلف منشی محمد حسن خاں مغفور، مضافات لکھنؤ میں ایک قصبہ ہے ''آسیون'' وہاں کے شیوخ میں نامی و مشہور ہیں۔ عروج فرخ آباد میں پیدا ہوئے اور دہلی آئے اور لکھنؤ میں بہت رہے۔ اب کانپور میں بودوباش ہے اور اس دارالریاست (رامپور) میں دو برس سے صورت معاش ہے، سرکار فیض آثار کے وظیفہ خوار ہیں، قدردانی بندگان حضورؐ کے شکرگزار ہیں۔ چون برس کی عمر ہے، فکر بلند ہے، مذاق دل پسند ہے، فرماتے ہیں کہ دو ایک سلام شیخ امام بخش ناسخ کو دکھائے تھے اور چند غزلیں میر علی اوسط رشک کو دکھائی تھیں۔ دیوان مرتب نہیں ہوا۔'' (انتخاب یادگار)

سعادت خاں ناصر کی رائے ان کی شاعری کے بارے میں یہ ہے:-

''صاحب فکر تازہ، بلند آوازہ، سب سے اونچا ہر مصرع اس کا، بلندی میں مثل قامت اوج۔'' (خوش معرکہ زیبا)

''محسن علی لکھنوی نے ''سراپا سخن'' میں لکھا ہے۔'' بہ سبب رفاقت روشن الدولہ بہادر مقیم کانپور''

عروج ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ء میں رام پور گئے اور ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں وہیں وفات پائی۔ عروج صاحب دیوان شاعر تھے۔

نمونہ کلام

تری پوشاک کا اغیار چرچا کرتے پھرتے ہیں لفافہ کھل گیا آخر خطوط چین دامن کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

چمک جائے کی وحشت اے پری عشق نزاکت میں — تکمے کا رخت عریانی پہ لچکا تیری گردن کا

تپنچہ تاکِ کرشمہ میں مارا غولِ صحرا کو — لپیٹا آپ نے پیچک پہ ڈورا چشمِ رہزن کا

تیری مسّی کا سودا ہو گیا مدِ نظر مجھ کو — چراغِ چشمِ گل ہو کر بنا اک پھول سوسن کا

وحشتِ عشق گلو نشّے میں دامن گیر ہے — قلقلِ مینائے گردن نغمۂ زنجیر ہے

وصل اس گل کا کسی تدبیر سے ہوتا نہیں — حلقۂ آغوش کیا قفلِ درِ تقدیر ہے

قتل کرنا عاشقوں کو کس لیے سمجھا حلال — مدِ بسم اللہ کیا تیری کماں کا تیر ہے

جو مری قسمت میں ہے پھر پھر کے ہوتا ہے وہی — جادۂ چینِ جبیں ہر گردشِ تقدیر ہے

وصل کا ہرگز مزہ چکھا نہ اے پردہ نشیں — شربتِ دیدار کیا گاوِ زمیں کا شیر ہے

کر دیا ہے عشقِ قدِ یار نے بسمل مجھے — قامتِ موزونِ قاتل مصرعِ شمشیر ہے

وحشتِ رنگِ طلائے بیڑیوں میں ہے نئی — پائے خوابیدہ میں گویا سونے کی زنجیر ہے

کچھ حد نہیں فریبِ بتِ خوش نگاہ کی — ایمان کی طرح سے دل زاہد میں راہ کی

رونے میں یاد ہے مجھے چشمِ سیاہ کی — کھینچی ہے طفلِ اشک نے شوخی نگاہ کی

لپٹے ہوئے ہیں دامنِ دولت سے اہلِ دید — سنجاف ہے قبا میں حریرِ نگاہ کی

اتنا دماغ چاند سے منہ پر نہ کیجیے — ڈوری بہت نہ کھینچیے قندیلِ ماہ کی

دلِ عاشقِ ذقن کا نہ اتنا جلائیے — گرمی نہ کیجیے شررِ سنگِ چاہ کی

جب سیر کو سوار وہ نازک کمر ہوا — عنقائے وہم بن کے اڑی گردِ راہ کی

کہنے دو صاف صاف جو ہے میرے دل کا حال — تیغِ زباں سے بات نہ کاٹو گواہ کی

گلیوں کی خاک چھانتے پھرتے ہو اے عروج — مٹی خراب کرتے ہو کیوں گردِ راہ کی

بدگمانی سے خیال آتے ہیں کیا کیا دل میں — کوئی اس دوست سے بڑھ کر نہیں دشمن ان کا

خدا نصیب کرے زاہدوں کو جنت میں — مزہ جو رات کو یارانِ انجمن میں رہا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہاں تک بڑھا تیرے دل میں غبار کہ آخر لڑائی کا گھر ہو گیا

لگا دوں اک آئینہ پہلو کی جانب کہیں پھیر لیں منہ نہ کروٹ بدل کر

نہ تجھ سا بے وفا ہوگا نہ مجھ سا عاشقِ صادق زمانہ چرخ کھائے گا اگر اے مہرباں برسوں
وہ گلچیں ہوں ہمیشہ ہاتھ خالی باغ سے نکلا وہ بلبل ہوں کہ قسمت سے رہا بے آشیاں برسوں

منھ نہ پھیرا ہے نہ پھیروں گا تری تلوار سے دم میں دم میرے جب تک او ستم ایجاد ہے
حال یہ اور دادرس کوئی نظر آتا نہیں یہ مصیبت سب سے بڑھ کر قابلِ فریاد ہے

مرنے کیلئے اس لبِ جاں بخش سے کوئی راہ جینے کو تو پروائے مسیحا نہیں کرتے

آپ کس کا ذکر کرتے ہیں بڑی تعظیم سے جس کو کہتے ہیں عروج اک رند شاہد بازی

قبائے گل جو بغلیں بجاتی ہے یہ بو پھوٹے ہے کس کے پیرہن کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

عیش

مرزا امسیتا لکھنوی

مرزا امسیتا عیش لکھنوی فرزند ہیں مرزا امداد حسین لکھنوی کے اور شاگرد رشید امام بخش ناسخ کے، ان کا ذکر نظم طباطبائی نے بہت مختصر لفظوں میں کیا ہے:-

''مرزا عیش، ناسخ والوں میں ہیں۔ ''معیار واحداق البلاغہ'' ہمیشہ پڑھتے پڑھاتے رہتے تھے۔ نازک خیالی کے مدعی اور بناوٹ کے اُستاد ہیں..... آخر میں غزل کہنا چھوڑ کر نعت ومنقبت کے شعر کہا کرتے تھے۔

سر کے بل چلنا ہے لازم شاہراہ طوس میں گوکھرو کوسوں بچھا ہے تاج کیکاؤس کا

''گوکھرو'' کے لفظ میں جو ابہام ہے اس پر وہ نازاں تھے۔ سلام کے اس مطلع میں جو بنوٹ ہے ملاحظہ ہو۔

سلامی حال عابدؑ جس جگہ میں نے لکھا دیکھا
مرے پائے نگہ نے بن کے چشم آبلہ دیکھا

میں نے کہا یہاں ''چشم آبلہ'' کو قافیہ کرنا غلط ہے۔ اُنہوں نے میرا یہ مصرع پڑھا۔

''دوا نہ جادۂ شمشیر پر یہ قافلہ دیکھا''

یعنی میں نے آبلہ کی ''ہ'' کو الف بنالیا تو آپ نے بھی قافلہ کی ''ہ'' کو الف بنالیا۔ میں نے جواب دیا کہ چشم آبلہ فارسی ترکیب ہے فارسی لہجے میں آبلہ کو ''آبلے'' کہیں گے نہ کہ ''آبلہ'' اسی سبب سے شعرائے فارسی کے کلام میں کہیں ''ہ'' کو الف کر کے قافیہ بنایا ہو آپ نہ دیکھیں گے۔ ہاں تنوین کو نون کر کے حافظ نے قافیہ کیا ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مگر وقت عطا پرور دن آمد
کہ فالم لا تذرنی فردا آمد

اسی سبب سے ان کا لہجہ ان کے موافق ہے۔ (نظم طباطبائی کے چشم دید بیانات)

واجد علی شاہ تاجدار اودھ نے اپنی کتاب "بنی" میں اپنے چند درباری شاعروں کا ذکر کیا ہے۔ مرزا مسیتا عیشؔ کے متعلق لکھتے ہیں:-

"تعیش الدولہ عیشؔ سات شخص ایک مرتبہ میرے شاگرد ہوئے۔ ساتوں کا "سبع سیارہ" لقب ہوا۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے استعداد بہت اچھا، عروضی لاجواب، میرا ملازم بھی ہے۔" (واجد علی شاہ ایک تاریخی مرقع ص ۱۳۲)

عیشؔ کے بارے میں مختصر بیانات سے ہم کو صرف یہی معلوم ہو سکا کہ وہ آخری زمانے میں واجد علی شاہ کے مصاحب ہو گئے تھے اور دربار شاہی سے انہیں "تعیش الدولہ" کا خطاب ملا تھا۔ بادشاہ کے ساتھ کلکتہ گئے تھے اور وہیں رہنے لگے تھے۔ بادشاہ خود اپنا شاگرد بتاتے تھے۔ نساخؔ نے بھی ان کے مختصر حالات لکھے ہیں:-

"مرزا مسیتا عیشؔ خلف مرزا امداد حسین باشندہ گڑھی میر نعیم خاں متعلق لکھنؤ، مقیم مٹیا برج کلکتہ، راقم نے ان کو کلکتہ کے مشاعرے میں دیکھا ہے، شعر اچھا کہتے ہیں۔ (سخن شعرا)

آغا حجو شرف لکھنوی "افسانہ لکھنؤ" میں مرزا مسیتا عیشؔ کی تعریف میں کہتے ہیں:-

جو ہیں عیشؔ مرزا مسیتا ہے نام
یہ خوش فکر ہیں اور ہیں خوش کلام

جو آورد آمد ہے سب خوب ہے
جہاں میں کلام ان کا مرغوب ہے

جو مضمون تازہ تو بندش ہے چست
بری ہیں یہ اس سے جو ہے نادرست

رہا ان کے کہنے کا اسلوب خوب
ہمیشہ انہوں نے کہا خوب خوب

کلام اُن کا ہوتا ہے حضرت پسند
خدا نے کیا خود بدولت پسند

عروضی و ریاضی سے ماہر یہ ہیں
ہمہ داں و خوش فکر شاعر یہ ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

طبیعت مزے پر ہے آئی ہوئی
فصاحت ہے دل میں سمائی ہوئی

نمونہ کلام

شمع ساں رکھتے ہیں عشق میں اے یار قدم — سر بھی کٹ جائے تو ہٹتے نہیں زنہار قدم
وہم عارض سے گلوں کو ہیں بچا کر چلتے — باغ میں رکھتے ہیں ہم پھونک کے ہر بار قدم
یوں ترا زار ہے ہر گام پہ آہیں بھرتا — رکھتے ہیں جیسے عصا ٹیک کے بیمار قدم

کشاکش یادِ گیسو میں عیاں تھی ہر رگِ تن سے — بتاؤں کیا شبِ ہجراں کی ہے کیسی الجھن سے
نظر آتے ہیں ہمارے جنوں کے رنگ گلشن سے — عجب وحشت نمایاں ہے گلوں کے چاک دامن سے
اثر سوزِ جنوں کا کوئی مالی سے ذرا پوچھے — چراغ آسا مری تصویر جل اٹھتی ہے روغن سے
عیاں ظلمِ خزاں ہے بولتا ہے خونِ بلبل کا — صدائیں ہائے گل کی آ رہی ہیں صحنِ گلشن سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

میرزا عشقؔ

سیّد حسین میرزا

میر عشقؔ سادات رضوی تھے۔ اُن کے اجداد میں سیّد ذوالفقار علی ایران سے ہندوستان آئے اور لکھنؤ میں سکونت اختیار کی۔ اس خاندان کے لوگ دربارشاہی میں بھی فیض یاب ہوئے اور لکھنؤ میں عزت و شہرت کے ساتھ زندگی بسر کی۔ میر عشقؔ کے والد سیّد محمد میرزا اُنسؔ، بادشاہ اودھ محمد علی شاہ کی بیوی ملکۂ جہاں کے معتمد خاص تھے۔ اُنسؔ شیخ ناسخؔ کے نامور شاگرد تھے۔ اُنسؔ کے پانچ بیٹے تھے اور سب شاعر تھے۔ اُن کے نام اور تخلص یہ ہیں حسین میرزا عشقؔ، احمد میرزا صابرؔ، سیّد میرزا تعشقؔ، عباس میرزا صبرؔ، نواب میرزا عاشقؔ۔ ان سب کے تخلص ایک شعر میں یوں نظم کردیئے گئے ہیں:-

تعشقؔ، عشقؔ و عاشقؔ، صبرؔ و صابرؔ
یہ پانچوں تن غلام پنجتن ہیں

ان سب بھائیوں کے لئے ملکہ جہاں کی سرکار سے پچاس پچاس روپے ماہوار مقرر تھے۔ شاعر تو یہ پانچوں بھائی تھے لیکن ان میں سیّد حسین میرزا عرف آغا صاحب میر عشقؔ اور سیّد میرزا عرف سیّد صاحب تعشقؔ نے شاعروں میں نام پیدا کیا۔ دونوں غزل بھی کہتے تھے اور مرثیہ بھی، اگرچہ شاعرانہ خوبیوں سے تعشقؔ کو زیادہ شہرت و مقبولیت حاصل تھی، لیکن زبان و عروض کے مسائل کی گہری تحقیق اور وسیع معلومات کے اعتبار سے عشقؔ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ یعنی تعشقؔ ایک خوش گو اور نازک خیال شاعر تھے اور عشقؔ ایک باکمال استاد۔ (نگارشاتِ ادیب ص ۱۳۵)

میر عشقؔ کی پیدائش ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء میں لکھنؤ میں ہوئی۔ خاندان میں میرزا اُنسؔ کی اولاد اکبر ہونے کی وجہ سے بڑے ناز و نعم کے ساتھ پرورش کا اہتمام کیا گیا۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تعلیم و تربیت باپ کی زیرِ نگرانی ہوئی۔ انہوں نے اپنے زمانہ کے رواج کے مطابق میر عشق کو عربی و فارسی کے درسیات کے علاوہ فن خطاطی، فن سپہ گری، تیر اندازی اور فن شہ سواری بھی تعلیم کیے۔

میر عشق کی علمی استعداد کے بارے میں مہذب لکھنوی کہتے ہیں "میر عشق عربی میں منتہی، فارسی میں مکمل تحصیل علم کر چکے تھے۔ اُردو گھر کی تھی اپنے دور میں ان کی علمیت کو احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اور اُن سے دشوار مسائل پر فیصلے حاصل کیے جاتے تھے۔" (آثارِ عشق ص ۱۶)

میر عشق نے اپنے دور کے فارغ البال لوگوں کی طرح زندگی بسر کی۔ ابتدا میں سو روپیہ ماہوار ان کے والد کی طرف سے انہیں ملتے تھے۔ ان ہی پر گزر اوقات کرتے رہے۔ بعد میں عشق نے نواب نیا محل سے عقد کر لیا۔ یہ لکھنؤ کے ایک امیر کبیر مرزا حیدر بہادر کی بیوہ تھیں اور کافی مالدار تھیں۔ ان سے شادی ہو جانے کے بعد میر عشق کا شمار لکھنؤ کے رئیسوں میں ہونے لگا۔ چنانچہ آغا حجو شرف نے "مثنوی افسانہ لکھنؤ" میں انہیں عمائدین شہر میں شمار کیا ہے:-

میاں عشق صاحب ہیں ذی اقتدار　　خدا نے کیا ہے انہیں مالدار
عمائد میں نامی ہیں یہ باتمیز　　کہ ہیں معتمد الدولہ کے یہ عزیز

میر عشق نے اپنی عمر میں چار عقد کیے۔ پہلی بیوی میر ضمیر کی صاحبزادی تھیں۔ دوسری بیوی میرزا ادب کی والدہ تھیں اور تیسری نواب نیا محل بعد میں ایک عقد اور بھی کر لیا تھا۔ پہلی بیوی سے صرف ایک لڑکی کنیز تقی بیگم عرف منجھو بیگم پیدا ہوئیں جن کی شادی حکیم صفدر حسین سے ہوئی تھی۔ تیسری اور چوتھی بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

میر عشق نے عراق کے علاوہ کہیں اور کا سفر نہیں کیا۔ کوئی پچاس برس کی عمر ہو گی کہ نیا محل کے ساتھ کربلائے معلیٰ گئے۔ وہاں امام حسینؑ کے روضے کے بڑے دروازے پر چاندی چڑھوائی جس میں کوئی پانچ ہزار روپے صرف ہوئے۔ وہاں کے عالموں، کلید

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

برداروں، مجاوروں وغیرہ کی زیارت سے مشرف ہو کر واپس آئے۔ اس سفر میں تقریباً پچاس ہزار روپیہ صرف ہوا۔" (نگارشات ادیب ص ۱۴۰)

میر عشق نے ستر سال کی عمر پائی۔ ان کی وفات ۲۴ شعبان ۱۳۰۳ھ بروز دوشنبہ مطابق ۲۸ مئی ۱۸۸۵ء کو لکھنؤ میں ہوئی۔ اپنے آبائی مکان واقع رکاب گنج کے قریب دفن ہوئے۔ یہ جگہ اب بھی میر عشق کی بغیا کے نام سے مشہور ہے۔ (آثار عشق ص ۱۶)

میر عشق نے غزل میں اپنے والد میرزا انس سے اصلاح لی اور انہیں کے ساتھ شیخ ناسخ کے یہاں باریابی حاصل کی اور شاگردی اختیار کی۔ محمد عبداللہ خاں ضیغم کا بیان ہے۔" باپ بیٹے دونوں شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد ہیں۔ خوش فکر اور ذہن عالی رکھتے ہیں۔" (یادگار ضیغم ص ۲۴۰)

افضل حسین ثابت نے بھی انہیں خیالات کا اظہار کیا ہے۔" شیخ ناسخ کے یہ خود اور ان کے والد محمد میرزا انس شاگرد تھے۔" (دربار حسینی ص ۷)

میر عشق نے مزاج میں شیخ ناسخ سے گہرا اثر قبول کیا اور مرثیہ میں الفاظ، معنی اور ترکیب کی اصلاحی تحریک ممکن ہے کہ ناسخ کے زیر سایہ ہی شروع ہوئی ہو۔ میر عشق کے شاگردوں کی فہرست بھی خاصی طویل ہے۔ ان کے شاگردوں میں مختلف طبقوں کے لوگ شامل ہیں جن میں اہل لکھنؤ کے علاوہ بیرون لکھنؤ کے افراد بھی شامل ہیں، تذکروں میں مندرجہ ذیل نام شاگردوں کے ملتے ہیں:-

یوسف مرزا صفی، ننھے مرزا تجلی، ذاکر حسین یاس (غزل میں عشق کے اور مرثیے میں مونس کے شاگرد تھے) محمد ہادی زار، محمد ذکی آکم، بہادر علی شمس، نواب امیر امیر، عطا علی عطا، نواب بہادر مرزا ذکی، مرزا جودت، انور لکھنوی، مرزا معشوق حسین افسوں، نواب احمد علی شرف، مرزا محمد حسین اوج، سید محمد حسن تاسف، سید جواد کاشمیری مرثیے میں عشق کے بھتیجے پیارے صاحب رشید اور ان کے چاروں بھائی حمید، سعید، جدید اور مجید شاگرد تھے۔ لیکن رشید پر انہوں نے بہت ریاض کیا تھا۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

میر عشق ایک مدت تک مرثیہ کے ساتھ ساتھ غزل بھی کہتے رہے۔ یہاں تک کہ دو ڈھائی ہزار غزلوں کا ایک دیوان مرتب ہو گیا، پھر ایک وقت ایسا آیا کہ اپنا دیوان خود تلف کر دیا اور متعلقین کو وصیت کر دی کہ ان کی کوئی غزل شائع نہ کی جائے، اس کے بعد بقیہ عمر مرثیہ گوئی میں صرف کر دی۔ چند غزلیں دیوان سے الگ محفوظ رہ گئی ہیں جو مہذب لکھنوی نے شائع کر دی تھیں۔ یہ غزلیں لکھنؤ اسکول کی مروجہ خصوصیات کی حامل ہیں اور ان کا مطالعہ ان کی غزل گوئی کا اندازہ کراتا ہے۔ ان کی غزلوں میں، مضمون آفرینی، الفاظ کی چھان بین، صنعتوں کا استعمال، رعایت لفظی، اخلاقیات، بے ثباتیٔ دنیا، عجز و انکسار، علم و عرفان، تقریباً تمام خصوصیات سامنے آتی ہیں۔ غزلوں سے انتخاب درج ذیل ہے:-

لٹا کے کوچۂ جاناں میں نقدِ جاں اُٹھا — اٹھا کے بارِ محبت میں ناتواں اُٹھا
مثانہ آنسوؤں سے غم تو آہ کی لے نے — جرس کا شور پس گردِ کارواں اُٹھا
ملا کے خاک میں ہم کو عبث پشیماں ہو — گرا جو آنکھ سے آنسو تو وہ پھر کہاں اُٹھا

اُس حور کے گھر سے کہیں جایا نہیں جاتا — جنت سے قدم آگے بڑھایا نہیں جاتا
کہتے ہیں یہی پارۂ دل ہاتھ میں لے کر — وہ آئینہ توڑا کہ بنایا نہیں جاتا
پچھتاؤ گے ویران نہ کرو خانۂ دل کو — یہ گھر جو اُجڑتا ہے بسایا نہیں جاتا
کیوں کر دلِ ناشاد کے داغوں کو مٹاؤں — کعبے کے چراغوں کو بجھایا نہیں جاتا

سرکا مرے لاشے سے یہ کہہ کر وہ مسیحا
سویا ہے ابھی عشق جگایا نہیں جاتا

نہیں ہے عرش سے رُتبے میں کم ہمارا دل — کبھی یہاں تمہیں پایا کبھی وہاں دیکھا
چلی نہ تیغ کسی پر ہمارے قتل کے بعد — حضور نے اثرِ خونِ ناتواں دیکھا

دل خوں ہو کے دیدۂ تر سے ٹپک گیا — ساقی ہماری عمر کا ساغر چھلک گیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مجھ سا ہے کون وردِ رسیدہ جہان میں جب آہ کی کسی نے کلیجہ دھڑک گیا
آگے بڑھے جو روزِ جزا ہم سے دل جلے پیچھے ہزاروں کوس جہنم سرک گیا
اُٹھا مشاعرے سے جہاں شعر پڑھ کے عشقؔ
سب نے کہا کہ باغ میں بلبل چہک گیا

یکرنگ تھے جو دوست الٰہی وہ کیا ہوئے ہیہات پائمال چمن کا چمن ہوا
آتے ہیں لکھنؤ میں نظر کیسے مرد و زن گلزار ، آشیانہ زاغ و زغن ہوا
سب تاجدارِ نظم سدھارے تہِ زمیں مملو نمد کلاہوں سے ملکِ سخن ہوا
اے عشقؔ جی لگے تو کہو اور چند شعر
گو کچھ مزا نہیں کہ ذلیل اب یہ فن ہوا

نکیرین پوچھو نہ کچھ حال ہم سے ابھی ہم نئے گھر میں آئے ہوئے ہیں
نہ بند کفن وا کرو ہم کفیلو گنہگار ہیں منھ چھپائے ہوئے ہیں
کرے عشقؔ سجدے نہ کیوں تیرے در پر
یہاں سب سروں کو جھکائے ہوئے ہیں

رکاب رشکِ قمر ہو غبار کے قابل نہ تھا عروج یہ مجھ خاکسار کے قابل
کلام شیخ و برہمن سنا کیے اکثر کسی کی بات نہیں اعتبار کے قابل
پس فنا بھی تکلف ہے اپنی طینت میں جگہ کہیں نہیں ملتی مزار کے قابل
نہ باغ سے ہمیں اُمید ہے نہ صحرا سے نہ ہم ہیں پھول کے قابل نہ خار کے قابل
بہت نفیس کفن ہم کو دوستو دینا
لباس چاہئے دربار یار کے قابل

بڑھے گا جو داغ جگر رفتہ رفتہ یہ تارا بنے گا قمر رفتہ رفتہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کھلے روز دل میں گُل داغ حسرت ریاضت کے پائے ثمر رفتہ رفتہ
بھروں گا جو رہ رہ کے میں سرد آہیں چلے گی نسیم سحر رفتہ رفتہ
کبھی دام میں گاہ تڑپے قفس میں شکستہ ہوئے بال و پر رفتہ رفتہ
ملو گے رقیبوں سے بگڑے گی عادت دکھائے گی صحبت اثر رفتہ رفتہ
جو میں روکتا ہوں تو کہتا ہے یہ دل
ٹھہر جائیں گے ہم مگر رفتہ رفتہ

میر عشق کی نثر نگاری:

ناسخ کی اصلاح زبان و بیان کی تحریک غزلوں سے بڑھ کر مرثیوں تک آ گئی تھی۔ چونکہ میر عشق غزل میں ناسخ کے شاگرد تھے۔ اس لئے فطری طور پر انہوں نے زبان و بیان کی اصلاحی تحریک کو مرثیہ میں بھی داخل کر دیا۔

میر عشق نے متروکات کے موضوع پر ایک رسالہ تصنیف کیا۔ "رسالہ میر عشق" کے مقاصد حسب ذیل ہیں:-

ا۔ میر عشق کے نزدیک جو الفاظ مخل فصاحت یا غلط تھے اور ان سے بہتر لفظ موجود تھے ان کو ترک کرنے اور بعض ترکیبیں جو انہیں پسند نہ تھیں ان سے پرہیز کرنے کی ضرورت تھی۔

۲۔ الفاظ اور محاوروں کے غلط استعمال سے زبان و بیان میں جو خرابیاں پیدا ہو رہی تھیں انہیں دُور کرنے کی ضرورت تھی۔

۳۔ اس رسالہ کا مقصد کسی پر اعتراض یا جھگڑا کرنا نہ تھا۔

ظاہر ہے میر عشق کی اصلاحی مہم میں ان کے غزل کے استاد ناسخ کا اثر تھا، جن کی بدولت زبان وفن کی اصلاح کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہو گئی تھی اور خواص کے علاوہ عوام بھی زبان کی گرفتوں پر توجہ کرتے تھے۔

مشاعروں میں شاعروں کو اپنے کلام پر اعتراض سننا پڑتا تھا اور اس کا جواب دینا ہوتا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تھا بلکہ ایسے مشاعرے بھی ہوتے تھے جن کا مقصد صرف اعتراضات کا ڈھونڈنا تھا۔ میر عشق نے دوسروں کو موردِ اعتراض کرنے کے بجائے خود علم بدیع سے متعلق قواعد وضع کئے اور اس طرح اپنے کو دوسروں سے ممتاز کرنے کی کوشش کی اور الفاظ و محاورے کے شکنجے سخت کر کے شعرا کو صحت کلام کی طرف خصوصیت سے متوجہ کرنے کی سعی کی۔''

(دبستان عشق کی مرثیہ گوئی ص ۵۹۔۶۰)

میر عشق کی مرثیہ گوئی:

میر عشق کے مرثیوں کی دو جلدیں ''گلزار غم'' اور ''برہان غم'' اُن کی زندگی میں طبع ہوئی تھیں، اس کے بعد دوبارہ طبع ہونے کی نوبت نہیں آئی۔ جلد اول میں ۲۴ مرثیے اور جلد دوم میں ۳۸ مرثیے شائع ہوئے تھے۔ رباعیات اور سلام بھی جلدوں میں شامل ہیں۔ چند مرثیے مہذب لکھنوی نے 'آثار عشق' کے نام سے شائع کئے تھے۔ چھ غیر مطبوعہ مرثیے بھی دستیاب ہوئے ہیں۔ کل ستر مرثیوں کا اشاریہ مع تعداد بند ہم نے درج کر دیا ہے۔ موجودہ مرثیوں کی تعداد کے اعتبار سے عشق کی مقدار کلام بہت کم ہے۔ انہوں نے ۷۰ برس کی عمر میں کم سے کم پانچ سو مرثیے ضرور کہے ہوں گے۔

''میر عشق' مرثیہ گوئی میں ایک دبستان فن کے بانی کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس طرح ان کے مرثیوں میں ان تمام لوازم کا اہتمام کیا گیا ہے جو ان کے دور میں مقبولیت حاصل کئے ہوئے تھے یا جن کے اضافہ سے مرثیوں کے آب و تاب میں اضافہ ہو سکتا تھا۔'' (دبستان عشق ص ۱۵۱)

''اُن کے مرثیوں میں تغزل کی شان نکھر کر سامنے آ گئی ہے۔ یہ غزلیت ان کے کلام کی چاشنی بڑھانے میں معاون بنتی ہے اور ساتھ ہی کلام کی تاثیر میں بھی اضافہ کرتی ہے۔

میر عشق کے مرثیوں میں جذبات نگاری کی اعلیٰ مثالیں ملتی ہیں۔ حزن و ملال، بین و گریہ مصائب کی تصویر کشی میں وہ بہت کامیاب بند لکھتے ہیں۔ منظر نگاری بھی کسی حد

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

تک مقبول ہوئی۔ معرکۂ کربلا کے مختلف کرداروں کی خصوصیات کے بیان میں بھی انہیں کامیابی حاصل ہوئی۔ لیکن اُن کے مرثیوں کا سب سے کمزور پہلو ان کے رزمیہ بیانات ہیں۔ رزم نگاری کے لوازمات سے وہ واقفیت نہ رکھتے تھے۔ مرثیوں میں رزم کا ماحول پیدا نہیں ہوتا بلکہ بیانیہ انداز کمزور سے کمزور تر نظر آتا ہے۔

میر عشقؔ کی سب سے بڑی اہمیت زبان و بیان کے سلسلہ میں ان کی خدمات کی بنا پر ہے اور اس سلسلہ میں ان کا نام ناموران فن کی حیثیت سے ہمیشہ یاد کیا جائے گا۔ انہوں نے عام روش سے ہٹ کر مرثیہ میں نئی باتیں پیش کرنے کی کوشش کی اور صحت و زبان و بیان پر زیادہ زور دیا اور اسی کو اپنا سب سے بڑا کارنامہ سمجھا۔"

(دبستانِ عشق ص ۲۱۶)

دبستانِ ناسخؔ کے شاعروں میں میر عشقؔ بہت اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں۔ ان کے کارنامے ادب میں ہمیشہ یاد کئے جاتے رہیں گے۔

اشاریہ مراثی عشقؔ

نمبر شمار	مطلع	بحر	تعداد بند	کتاب
	(الف)			
۱	ازل سے عشقؔ جناب امیرؑ ہے ہم کو	مجتث	۱۳۱	مراثی عشقؔ جلد اول
۲	اے عشقؔ ہے بجا یہ محل افتخار کا	مضارع	۱۲۳	مراثی عشقؔ جلد اول
۳	آقا سے قدرداں کے غلاموں کا ذکر ہے	مضارع	۱۲۶	مراثی عشقؔ جلد دوم
۴	اے کج کلہ طبع دکھا بانکپن اپنا	ہزج	۱۹۱	مراثی عشقؔ جلد دوم
۵	اقبال شہ دیں کے ہما ہیں علی اکبرؑ	ہزج	۱۴۲	مراثی عشقؔ جلد دوم
۶	آیا جو طور نور و ضیا پر کلیم صبح	مضارع	۱۰۲	مراثی عشقؔ جلد دوم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۷	اے عشق بادشاہ حجازی حسینؑ ہے	مضارع	۱۳۸	مراثیِ عشق جلد دوم
۸	آمد ہے رن میں شیفتۂ ذوالجلال کی	مضارع	۱۴۱	مراثیِ عشق جلد دوم
۹	آئینہ خاطر جو مکدر ہے بجا ہے	ہزج	۲۰۷	مراثیِ عشق جلد دوم
۱۰	اے عشق کربلا کا سماں دیکھ آئے ہیں	مضارع	۷۰	مراثیِ عشق جلد دوم
۱۱	آفت میں جب مسیح گرفتار ہو گئے	مضارع	۱۱۹	مراثیِ عشق جلد دوم
۱۲	اہلِ عزا میں حشر کا سامان آج ہے	مضارع	۲۹	مراثیِ عشق جلد دوم
۱۳	اے شاہ خراسان تری شوکت کے تصدق	ہزج	۱۰۳	مراثیِ عشق جلد دوم
۱۴	اسکندرِ زہرا کی لڑائی کا بیاں ہے	ہزج		غیر مطبوعہ
	(ب)			
۱۵	بیمار سے فرقت کا الم اٹھ نہیں سکتا	ہزج	۱۰۱	مراثیِ عشق جلد اول
۱۶	بلقیس کو علیؑ کے سلیماں کی یاد ہے	مضارع	۱۹۹	مراثیِ عشق جلد دوم
۱۷	بے پردہ ہیں وہ جن کا خدا پردہ دار ہے	مضارع	۲۲۳	مراثیِ عشق جلد دوم
۱۸	برباد اے خدا نہ کوئی بادشاہ ہو	مضارع	۳۰	مراثیِ عشق جلد دوم
۱۹	برباد الٰہی نہ کوئی پردہ نشیں ہو	ہزج	۳۸	مراثیِ عشق جلد دوم
	(پ)			
۲۰	پہنی جو ستاروں کی زرہ پیرِ فلک نے	ہزج	۱۶۱	مراثیِ عشق جلد اول
۲۱	پدر کی موت ہے مرنا جوان بیٹے کا ہے	مجتث	۳۰	مراثیِ عشق جلد دوم
	(ت)			
۲۲	تاروں سے آسماں کی جو زینت خدا نے کی	مضارع	۱۳۳	مراثیِ عشق جلد دوم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

	(ج)			
۲۳	جنّت کی سند عاصیوں کو نادِ علی ہے	ہزج	۱۰۲	مراثیِ عشق جلد اوّل
۲۴	جب انتقال ہادیٔ کون و مکاں ہوا	مضارع	۳۰	مراثیِ عشق جلد اوّل
۲۵	جب پیرہن شب فلک پیر نے بدلا	ہزج	۱۳۵	مراثیِ عشق جلد دوم
۲۶	جب محو جنگ قاسم ابرو کماں ہوئے	مضارع	۱۳۲	مراثیِ عشق جلد دوم
۲۷	جب رن میں آستیں چڑھائی حضور نے	مضارع	۱۲۲	مراثیِ عشق جلد دوم
۲۸	جب رنگ آسمان و زمیں کا بدل گیا	مضارع	۱۲۲	مراثیِ عشق جلد دوم
۲۹	جب آئے وطن میں چمن آرائے مصیبت	ہزج	۸۷	مراثیِ عشق جلد دوم
۳۰	جب کاٹ چکا شمر گلا ابن علی کا	ہزج	۳۰	مراثیِ عشق جلد دوم
۳۱	جب گئی عترت محبوب خدا زنداں میں	رمل	۳۲	مراثیِ عشق جلد دوم
۳۲	جب خاک نشینوں کی رہائی کے دن آئے	ہزج	۳۲	مراثیِ عشق جلد دوم
۳۳	جنگ گاہ میں صبر گل زہرا کی گھڑی ہے	ہزج	۸۴	مراثیِ عشق جلد دوم
۳۴	جب سامنے یزید کے شہزادیاں گئیں	مضارع		مراثیِ عشق جلد دوم
	(چ)			
۳۵	چہرہ ہے اس کلام کا چہرہ عروس کا	مضارع	۱۸۷	مراثیِ عشق جلد دوم
۳۶	چمکا جو رن میں چرخ پہ تاج عروسِ صبح	مضارع		غیر مطبوعہ
	(ح)			
۳۷	حکم خدا ہے جنبشِ ابروئے مصطفیٰؐ	مضارع	۱۰۲	مراثیِ عشق جلد اوّل
	(خ)			
۳۸	خورشید آسمان ادب کا طلوع ہے		۱۰۲	مراثیِ عشق جلد اوّل

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

	(د)			
۳۹	دنیا میں کیا کرے کوئی تعمیر قصر کی	مضارع	۱۰۷	مراثی عشق جلد اول
۴۰	دار فنا میں شادی و غم کی پکار ہے	مضارع	۱۷۴	مراثی عشق جلد اول
۴۱	دھوپ میں تشنہ دہن فاطمہ کا پیارا ہے	رمل		غیر مطبوعہ
	(ز)			
۴۲	زخمی ہوا جو یوسفِ یعقوبِ کربلا	مضارع	۱۴۶	مراثی عشق جلد دوم
	(س)			
۴۳	سردار شہیدوں کے حسینؑ ابن علیؑ ہیں	ہزج	۱۱۹	مراثی عشق جلد اول
۴۴	ستاروں کی آمد ہے کالی گھٹا میں	متقارب مثمن سالم	۱۴۸	مراثی عشق جلد اول
۴۵	سیب کی تربت شبیرؑ سے بو آتی ہے	رمل	۱۹۷	مراثی عشق جلد دوم
۴۶	سلطان دو عالم کی لڑائی کا بیاں ہے	ہزج	۱۳۲	مراثی عشق جلد دوم
۴۷	سلام عشق کا تم سب پر اے عزادارو	مجتث	۱۰۲	"آثار عشق"
	(ش)			
۴۸	شمع رخ شبیرؑ کے پروانہ ہیں عباسؑ	ہزج	۱۱۲	مراثی عشق جلد اول
۴۹	شکر خدا کہ عجز میں ہم لاجواب ہیں	مضارع	۱۳۹	مراثی عشق جلد دوم
۵۰	شہرت جہاں میں اپنے کمیت قلم کی ہے	مضارع	۱۳۴	مراثی عشق جلد دوم
	(ص)			
۵۱	صدر زیں سے جو زمیں پر شہ صفدر آئے	رمل	۳۲	مراثی عشق جلد دوم
۵۲	صوم و صلوٰۃ نام ہے عشق حسینؑ کا	مضارع	۱۳۱	مراثی عشق جلد دوم

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

	(ع)			
۵۳	عباسؑ سرکشوں کے لئے ذوالفقار ہے	مضارع	۱۱۳	مراثی عشق جلد اول
۵۴	عباسؑ آفتاب سپہر جلال ہے	مضارع	۳۹۶	مراثی عشق جلد اول
۵۵	عابد کا باغ دہر میں ہمسر بھلا کہاں	مضارع	۳۰	مراثی عشق جلد دوم
۵۶	عشق تاج سر فصاحت ہے	خفیف مسدس مخبون مکسور	۲۸۷	مراثی عشق جلد دوم
۵۷	عروج اے مرے پروردگار دے مجھ کو	مجتث	۱۲۷	مراثی عشق جلد دوم
	(ف)			
۵۸	فتح و ظفر کی آئینہ داری کا وقت ہے	مضارع	۱۲۷	مراثی عشق جلد اول
	(ک)			
۵۹	کس پھول کو تقدیر چھڑاتی ہے چمن سے	ہزج	۱۲۸	مراثی عشق جلد اول
۶۰	کرتا ہے سرافراز خدا ناموروں کو	ہزج	۸۰	مراثی عشق جلد اول
۶۱	کس تشنہ لب کے غم سے کلیجہ کباب ہے	مضارع	۲۳۷	مراثی عشق جلد دوم
	(گ)			
۶۲	گلگوں قبائے عرصۂ پیکار کون ہے	مضارع	۱۳۲	مراثی عشق جلد دوم
	(م)			
۶۳	مہماں سرائے دہر میں کیا بات چاہئے	مضارع	۱۶۸	مراثی عشق جلد اول
۶۴	میں طائر خوش نغمہ گلزار حسن ہوں	ہزج	۱۷۴	مراثی عشق جلد اول
۶۵	معجز نما کے وصف نے معجز بیاں کیا	مضارع	۱۲۸	مراثی عشق جلد دوم
۶۶	مہتاب سے اختر کی جدائی کا بیاں ہے	ہزج	۱۳۶	مراثی عشق جلد دوم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

			(ہ)	
۶۷	ہے سیب باغ خلد کی بو ذوالفقار میں	مضارع	۱۲۸	مراثیٔ عشق جلد اول
۶۸	ہے قصد وصف جعفر طیار کیجیے	مضارع	۹۲	مراثیٔ عشق جلد دوم
	(ی)			
۶۹	یا رب ہو کر بپائے معلی مزار عشق	مضارع	۱۵۵	مراثیٔ عشق جلد دوم
۷۰	یکتا آفتاب شفق پوش مصطفیٰ	مضارع	۱۵۹	مراثیٔ عشق جلد دوم
۷۱	یا رب لطافتِ چمن طبع کم نہ ہو	مضارع		غیر مطبوعہ
۷۲	یثرب و بطحا کے پھول رن میں جو مرجھا چکے	منسرح مثمن مطوی موقوف	۴۳	"آثار عشق"

عشق کے مطلع ہائے ثانی

نمبر شمار	مطلع	صفحہ نمبر	کتاب
۱	جب لختِ دل شاہ چھپا خاک شفا میں		مراثیٔ عشق جلد دوم
۲	ہم صورت جناب پیمبرؐ کا ذکر ہے		مراثیٔ عشق جلد دوم
۳	کفار میں جب گھر گئے ذیشان علی اکبر	۷۸	مراثیٔ عشق جلد دوم
۴	اب راہروان مرحلۂ گریہ و الم کرتے ہیں یوں حقیقت عاشور کو رقم		مراثیٔ عشق جلد دوم
۵	جب یاروں سے چھٹ گئے تا دوپہر حسینؑ	۱۹۶	مراثیٔ عشق جلد دوم
۶	جب دیر ہوئی جنگ میں شاہ شہدا کو	۲۸۵	مراثیٔ عشق جلد دوم
۷	جب سامنے یزید کے شہزادیاں گئیں	۲۵۱	مراثیٔ عشق جلد دوم
۸	زخمی ہوئے جو حیدر صفدر نماز میں	۲۸۵	مراثیٔ عشق جلد دوم
۹	صحرائے مصیبت کے قریب آئے ہیں شبیر	۱۹۷	مراثیٔ عشق جلد دوم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۰	پہنچا جو کربلا میں شہنشاہِ کربلا	۲۰۱	مراثیِ عشق جلد دوم
۱۱	جب سیّد غریب وحزیں سے وطن چھٹا	۲۲۱	مراثیِ عشق جلد دوم
۱۲	جب گل رُخانِ گلشنِ شبیرؑ مر گئے	۲۲۳	مراثیِ عشق جلد دوم
۱۳	شیروں میں ہے غُل شیرِ حجازی کی ہے آمد	۳۸۳	مراثیِ عشق جلد دوم
۱۴	رن میں جو شبِ قتلِ شہِ بحر و بر آئی	۳۹۸	مراثیِ عشق جلد دوم
۱۵	ہے قصد و صفِ جعفرِ طیارؑ کیجیے	۴۲۵	مراثیِ عشق جلد دوم
۱۶	آتا ہے رن میں قوتِ بازوِ حسینؑ کا	۴۲۵	مراثیِ عشق جلد دوم

مرثیہ

درحالِ زعفرِ جنّ

بند ۱۲۸

۱
عروج اے مرے پروردگار دے مجھ کو | کچھ اعتبار نہیں اعتبار دے مجھ کو
خزاں میں رنگِ برنگِ بہار دے مجھ کو | پئے وقارِ محمدؐ وقار دے مجھ کو
گناہ گار ہوں محجوب و ناتواں ہوں میں
ترے نبیؐ کے نواسے کا مدح خواں ہوں میں

۲
مُعزِ نجات کی صورت نکالنے والے | سنبھال دونوں جہاں کے سنبھالنے والے
معین کو وہ مصیبت کے ٹالنے والے | پناہ دے اے مجھے مرے پالنے والے
رحیم کون ہے تجھ سا بھلا جہاں جاؤں
بتا مجھے ترے در کے سوا کہاں جاؤں

۳
ہمیشہ رحم و کرم ذوالجلال فرمایا | کئے قصور، نہ تو نے خیال فرمایا
قبول خاطرِ اہلِ کمال فرمایا | ریاضِ دہر میں کیا کیا نہال فرمایا
دیا وہ نام کہ پروا نہیں امیری کی
کہاں کہاں تری رحمت نے دستگیری کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

قصور اور کسی کا اگر ذرا کرتا ۔۔۔ تری قسم نہیں معلوم حال کیا کرتا
۴
خطائیں دیکھ کے یہ آبرو عطا کرتا ۔۔۔ کیا جو تو نے یہ کوئی نہ اے خدا کرتا

رحیم و غافر و ستار نام تیرا ہے
گناہ گاروں کو بخشے یہ کام تیرا ہے

غمِ خزاں نہ سُرور بہار باقی ہیں ۔۔۔ ملال نزع نہیب مزار باقی ہیں
۵
کمال صدمہ روز شمار باقی ہیں ۔۔۔ یہ مرحلے ابھی پروردگار باقی ہیں

نہ آشکار کسی عیب کو کیا تو نے
اُڑھا کے دامن رحمت چھپا لیا تو نے

نہ سائے تک یہ مجرم پناہ گاہ میں ہوگا ۔۔۔ سفر ضرور ہے کیا حال راہ میں ہوگا
۶
میان قبر سزائے گناہ میں ہوگا ۔۔۔ ہجوم عقرب و مار سیاہ میں ہوگا

کوئی یہاں نہ وہاں آبرو بچائے گا
جہاں بچائے گا اللہ تو بچائے گا

زمین قبر کو چرخ کہن بنا دینا ۔۔۔ ستارے نقطۂ حرفِ کفن بنا دینا
۷
لحد کو جلوہ گہِ پنجتن بنا دینا ۔۔۔ سرا کو باغ جناں کا چمن بنا دینا

رحیم! مونسِ وحشت جو نور تیرا ہو
شعاع شمس فلک قبر کا اندھیرا ہو

یہ چشم داشت ہے وسعت سے تیری رحمت کی ۔۔۔ کہ مجھ کو سیر دکھائے گا باغ جنّت کی
۸
گیا جو نار میں، تو جا نہیں شکایت کی ۔۔۔ کہوں گا میں مرے معبود نے عدالت کی

گناہِ عشق سے گوہر بشر کر سکتا ہے
جو بخش دے تو کوئی تجھ کو روک سکتا ہے؟

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اُٹھاؤں سر کو خجالت سے غیر ممکن ہے ڈروں نہ تیری عدالت سے غیر ممکن ہے

٩

اُمید قطع ہو رحمت سے غیر ممکن ہے فرار تیری حکومت سے غیر ممکن ہے

گناہ گار بھلا جائے گا کہاں تیرا

زمین تیری ہے معبود آسماں تیرا

کیے ہیں جرم سراسر حجاب آتا ہے مآل سوچ کے اکثر حجاب آتا ہے

١٠

مجالِ عرض ہو کیوں کر حجاب آتا ہے دعا میں بھی مجھے داور حجاب آتا ہے

جو حیلے رزق کے ہیں موت کے بہانے ہیں

عجب عجب تری قدرت کے کارخانے ہیں

کرے گا کوئی بھلا کیا برابری تیری کہ ذاتِ پاک معائب سے ہے بری تیری

١١

جلا رہی ہے مجھے فیض گستری تیری زباں نہیں جو کہوں بندہ پروری تیری

قریب و دور سبھوں کی زباں پہ آتا ہے

پکارتا ہے یہ بندہ خدا بناتا ہے

قریب سب سے ہے تو سب سے ہے جدا مالک گدا کو شاہ کرے شاہ کو گدا مالک

١٢

بنا دیا جسے چاہا مٹا دیا مالک کسی کو دخل تری مصلحت میں کیا مالک

اُمیدوار ہیں سب تجھ سے کارسازی کے

نثار ہوں میں تری شانِ بے نیازی کے

عجب ذلیل ہوں میں اور کچھ عجب محتاج کرے گا کیا کسی محتاج سے طلب محتاج

١٣

ترا فقیر کسی کا بھلا ہے کب محتاج غنی فقط ہے تری ذات سب کے سب محتاج

کسی کے سامنے کب ہاتھ بڑھنے دیتا ہوں

تجھی سے میں تو سرِ دست مانگ لیتا ہوں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

میں رو سیاہ کہاں اور ماہ تاب کہاں زبان ذرہ کہاں وصفِ آفتاب کہاں
۱۴
یہ خاکسار کہاں ابن بوتراب کہاں کہا جو شرع کے برعکس تو ثواب کہاں
نہ ہو خلاف ادب کوئی بات ڈرتا ہوں
ترے حُسینؑ کا حال اب شروع کرتا ہوں

جہاد کو شہ گردوں رکاب آتے ہیں ادب پکار رہا ہے جناب آتے ہیں
۱۵
لرز رہی ہے زمیں بوتراب آتے ہیں ہٹو ہٹو کہ رسالت مآبؐ آتے ہیں
شبیہ برق، دم کارزار کھینچیں گے
حسینؑ ابن علیؑ ذوالفقار کھینچیں گے

حواس فوج کے ہیں گم عجب تلاطم ہے نہیں ہے تاب تکلم عجب تلاطم ہے
۱۶
نہ ہے فغاں نہ تبسم عجب تلاطم ہے پکارتا ہے تلاطم عجب تلاطم ہے
یہ زلزلے میں ہے وہ بار بار جھکتا ہے
نہ اب زمین نہ اب آسماں رُکتا ہے

پکارتے ہیں خبردار، مصطفٰےؐ کی پناہ صدائے مرحب و عنتر ہے مرتضٰیؑ کی پناہ
۱۷
زمین کہتی ہے سلطان کربلا کی پناہ خدا کے واسطے بندو کہو خدا کی پناہ
عبث عدو سند مال و ملک لیتے ہیں
حسینؑ دفتر عالم کو اُلٹے دیتے ہیں

جھکو جھکو شہ گردوں سریر آ پہنچے ڈرو ڈرو اسد قلعہ گیر آ پہنچے
۱۸
کہو کہو کہ امامؑ کبیر آ پہنچے چھپو چھپو کہ جناب امیرؑ آ پہنچے
چلو چلو کہ ابھی بھاگنے کا رستہ ہے
سُنو سُنو کوئی دم میں لہو برستا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

علیؑ کی تیغ سے کچھ باتیں کرتے آتے ہیں ۔ پروں کو روح امیں خاک پر بچھاتے ہیں
۱۹
کھڑے ہوئے ملک الموت مسکراتے ہیں ۔ حسینؑ آتے ہیں تنہا حسینؑ آتے ہیں
ملک فلک سے جو منھ شہ کا دیکھ لیتے ہیں
چراغ نیرِ اعظم بجھائے دیتے ہیں

یہ جان لو کہ ہوئے ایک آسمان وزمیں ۔ نجوم وشمس وقمر ہونگے کوئی دم میں یہیں
۲۰
نہ ہو حضورؑ میں حاضر کوئی مجال نہیں ۔ جگہ ملے گی نہ میدان کربلا میں کہیں
امامِ وقت عجب کروفر سے آتے ہیں
ملک اُدھر سے ابھی جن اِدھر سے آتے ہیں

ہزاروں پیش نظر بجلیاں چمکتی ہیں ۔ درخت آگ کے ہیں پتیاں چمکتی ہیں
۲۱
پہاڑ شعلہ بنے چوٹیاں چمکتی ہیں ۔ عیاں ہے ذروں سے چنگاریاں چمکتی ہیں
سقر بنا ہے بیاباں ہوا جلاتی ہے
اِدھر اُدھر سے جہنم کی آنچ آتی ہے

برائے سرمۂ چشم سپھر جائے گی ۔ کسی کو گرد سواری نظر نہ آئے گی
۲۲
سموم لاکھ طریقے سے خاک اُڑائے گی ۔ رکابِ مرکب شہ تک نہ آنے پائے گی
عیاں ہے گردِ سواری جو آشکار نہیں
کسی سے حضرت شبیرؑ کو غبار نہیں

ہلال تیغ میں ہے برق کی درخشانی ۔ لعین بھولیں گے کچھ دیر میں ستم رانی
۲۳
لہو کے چھینٹوں سے ہوگی فلک کو حیرانی ۔ بنے گا آج گلِ آفتاب افشانی
چراغ زندگیٔ اہلِ شام گل ہوں گے
ہزاروں دامن موج ہوا میں گل ہوں گے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

درم سے قلب تمہارے مدام ہیں مانوس — کریں گے سینوں میں داغ ہوس انہیں مانوس
۲۴
تڑپ کے جیسے قفس میں تمام ہو طاؤس — کٹے گی تیغ علی ضرب سے بچیں منحوس
رواج ظلم نہ گنبد کہن نہ رہے
ہمارے نام کا سکہ ہے یہ چلن نہ رہے

چلے گی مرگ مفاجات بن کے آج ہوا — پڑھیں گے نادِ علی ساکنانِ ارض و سما
۲۵
رہے نہ ذکر کوئی ذکرِ پنجتن کے سوا — بچیں انہیں کے تصدق سے ہم کرو یہ دعا
نہ اضطراب میں چاروں طرف سے بڑھتے جاؤ
بلا کا وقت ہے لی خمسہؑ پڑھتے جاؤ

وہاں تھی فوجِ عدو میں یہ گفتگو یہ سخن — یہاں سوار ہوا چاہتے تھے شاہِ زمن
۲۶
نہ تھا کوئی جو سنبھالے رکاب تشنہ دہن — بھرے تھے آنکھوں میں آنسو قریب تھا توسن
کھڑے تھے رکھے ہوئے ہاتھ یال پر حضرت
اکیلے رو رہے تھے اپنے حال پر حضرت

یہاں تو راکبِ دوشِ نبیؐ ہوا اسوار — ہوئی میانِ جناں خیلِ انبیاء میں پکار
۲۷
خدا کی راہ میں کوئی لڑا نہ یوں زنہار — بڑے ملال میں لاکھوں سے آج ہے پیکار
چلو کہ بادشہِ کربلا اکیلے ہیں
جنابِ خامسِ آلِ عبا اکیلے ہیں

کچھ اور چلنے لگی دفعتاً ہوا رن میں — ادھر سے شاہ ہوئے عازمِ وغا رن میں
۲۸
ادھر سے زعفرِ جن کا گزر ہوا رن میں — بہت حسینؑ سے کی اس نے التجا رن میں
جنابِ فاطمہؑ کے ماہ نے قبول نہ کی
کسی طرح سے مدد شاہ نے قبول نہ کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سبھوں کو یاد یہ افسانہ مصیبت ہے — کم اس طرح سے مگر نظم یہ حقیقت ہے
۲۹
بڑھائیں قدر سخن منصفوں کی صحبت ہے — نیا فسانہ غم ہے نئی حکایت ہے

ہمیشہ قلب ہے مشتاق نظم جن جن کا
سنیں وہ حال ملاقات زعفرِ جن کا

بیان کرتے ہیں یہ حال ایک دیں پرور — کہ عالمِ تبحر تھے وہ خجستہ سیر
۳۰
ہوا میان خراسان جو ایک سال گزر — کتاب آئی کتب خانہ رضا میں نظر

فسانہ غم و رنج و ملال لکھا تھا
یہ اُس کتاب میں زعفر کا حال لکھا تھا

محبِ حسین کا تھا کوئی عاقبت اندیش — نئے طریق سے ناقل ہے وہ صداقت کیش
۳۱
سفر ہوا مجھے دریا کا ناگہاں درپیش — ہوا سوار سفینہ میں خائف و دلریش

یہاں تھی صبح کبھی شب یہاں تھی دریا میں
روانہ کشتیِ عمرِ رواں تھی دریا میں

ہوا سفینہ وفورِ ہوا سے طوفانی — خدا کی ذات تھی یا آسمان یا پانی
۳۲
شکستہ ہو گئی کشتی بڑھی پریشانی — مثالِ آئینہ تھی نا خدا کو حیرانی

یقیں تلاطم امواج سے کہ اب ڈوبے
جو لوگ ساتھ تھے کشتی کے سب کے سب ڈوبے

رہا نہ مال نہ تھا کوئی آشنا باقی — بس ایک تختۂ کشتی تو رہ گیا باقی
۳۳
غش آ گیا نہ رہا ہوش دست و پا باقی — ہر ایک چیز تھی فانی فقط خدا باقی

نہ ہو تباہ بچائے اگر تباہی سے
سوا ہو تختۂ تابوت تختِ شاہی سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

تھی کنارے پہ آ کے وہ صورت ماہی | کھلی جو آنکھ ہوئی زندگی سے آگاہی
۳۴
بدن تو خوف سے تھا سر درنگ تھا کاہی | اُتر کے تختۂ کشتی سے میں ہوا راہی

ہزاروں کوس محیط اس کے گرد عماں تھا
اداس تھا وہ جزیرہ کمال ویراں تھا

کوئی درخت نہ آدم نہ جانور دیکھا | عجیب عالم عبرت ادھر اُدھر دیکھا
۳۵
بڑھا جب آگے عجب شخص پُر خطر دیکھا | خموش بیٹھے ہوئے اس کو خاک پر دیکھا

رواں تھے اشک برابر زمین پر اُس کے
پڑے تھے بال سراسر زمین پر اُس کے

ذرا جو میں تو کہا دل نے خوف بے جا ہے | نہیں کچھ اور یہ ویرانہ ہے یہ دریا ہے
۳۶
بشر ہے دیو ہے نا فہم ہے کہ دانا ہے | قریب چل کہ تو دیکھو یہ کون ہے کیا ہے

اٹھایا اشک کا طوفان یہ جہاں بیٹھا
کبھی یہاں کبھی روتا ہوا وہاں بیٹھا

گیا جو ڈر سے پس پشت آ گیا یہ نظر | حسینؑ خاک پہ انگلی سے لکھ کے وہ مضطر
۳۷
مثال ابر یہ رویا زمین ہو گئی تر | نگاہ یاس تھی بس اور آنسوؤں کے گہر

وحید اسم شہ تشنہ آب و تاب میں تھا
سفینہ عاصیوں کا موتیوں کی آب میں تھا

ہوا یقین کہ ہے عاشق امام زمن | کیا سلام کہا میں نے اے جلیس محن
۳۸
بتاؤ نام ہے کیا قوم کیا کہاں ہے وطن | اُٹھا کے سر متعجب ہوا کئے یہ سخن

بتاؤ نام تم اپنا کہ مجھ کو حیرت ہے
یہاں کہاں کوئی بندا خدا کی قدرت ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۳۹
خبر کسی کو نہیں ہے وہ عالم و دانا کہاں تھی راہ ہوا کس طریق سے آنا
بدن میں روح کو بس شاق ہے ٹھہر جانا مگر ہے سرحدِ ملکِ عدم یہ ویرانا
اداس دھوپ رُندھی چاندنی نکلتی ہے
ہوا ہمیشہ یہاں ڈر سے تیز چلتی ہے

۴۰
کیا یہ سن کے بیاں میں نے اپنا سارا حال بتائیں نام و نشان آپ، پھر کیا یہ سوال
دیا جواب کہ مارا گیا علیؑ کا لال ہوا ملائک و جن و بشر کو ان کا ملال
ہمیشہ صرفِ عزائے امام ہوں میں بھی
کہا یہ میں نے انہیں کا غلام ہوں میں بھی

۴۱
بغیر پوچھے رہوں گا نہ میں خدا کی قسم بیان کرو درِ زندانِ مصطفیٰ کی قسم
بتاؤ زخمِ سرِ پاک مرتضیٰ کی قسم تمہیں شہادتِ سلطانِ کربلا کی قسم
یہ سن کے یاس سے بھر نگاہ کی اس نے
کہا کہ زعفرِ جن! اور آہ کی اس نے

۴۲
یہی ہے زعفرِ جن صدق ہو گیا مجھ کو کہا یہ میں نے بڑا اشتیاق تھا مجھ کو
بہت حسینؑ کی باتوں کا ہے مزا مجھ کو سناؤ قصۂ میدانِ کربلا مجھ کو
برائے اذنِ وغا پاؤں پر گرے زعفر؟
کہو کہ کب گئے کچھ ٹھہرے کب پھرے زعفر

۴۳
یہ سن کے تھام لیا ہاتھ سے جگر رویا لہو کا جام بنی آنکھ، نامور رویا
مثالِ برق تڑپ کے زمین پر رویا یقینِ مرگ ہوا مجھ کو اس قدر رویا
اسی سوال میں غش اس کو چند بار آیا
بغیر پوچھے نہ لیکن مجھے قرار آیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۴۴
ہوا کمال ہی مجبور میں نے کی منت — کہا کہ آہ نہیں ہے بیان کی طاقت
ہوا نہ واقعہ ایسا عظیم و پُر حسرت — نگاہ میں ہے ابھی تک حضور کی صورت
گئے حسینؑ ستم سہہ کے دارِ فانی سے
بڑا گلہ ہے مجھے اپنی سخت جانی سے

۴۵
سناؤں مختصر اچھا نہیں زیادہ طول — وہ میرے جشن کا دن تھا موافق معمول
اُمورِ سلطنت و انبساط میں مشغول — کہ ناگہاں کئی جن آئے بے قرار و ملول
حواس اُڑے ہوئے تھے جان سے بھی عاری تھے
بندھی تھیں ہچکیاں آنکھوں سے اشک جاری تھے

۴۶
سروں کو پیٹ کے چلائے یوں سرِ دربار — یہ تخت و تاج تصدق ہے جن کا اے سردار
وہ بادشاہ ہیں اس وقت جان سے بیزار — چلی حسین علیہ السلام سے تلوار
اُٹھائے صبح سے لاشے نہ کی فغاں اب تک
لڑے حسینؑ بہتّر لڑائیاں اب تک

۴۷
مخدراتِ حرم کے بلند ہیں نالے — پڑے ہیں سامنے بے دفن گود کے پالے
وفائیں کر کے گئے یوسف سے قافلے والے — جگر میں درد ہے لب خشک زخم تن آلے
مقابلہ ہے ہزاروں سے ناتواں دل ہے
یہ سب ہے شان مگر دیکھنے کے قابل ہے

۴۸
نکل نکل کے بنی جان ہر مکاں سے چلے — سحاب و صاعقہ و رعد آسماں سے چلے
بجا ہے جلد شہا تو اگر یہاں سے چلے — کہ جانِ فاتحِ خیبر الم جہاں سے چلے
خطر ہے دشتِ مصیبت میں دن کے ڈھلنے کا
سوئے حسینؑ یہ موقع ہے سر سے چلنے کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrililbrary.com

بیان جو قصۂ شاہنشہِ یگانہ ہوا ‏ نظر میں تیرہ و تاریک سب زمانہ ہوا
۴۹
سرا لُٹی ہوئی مجھ کو نگار خانہ ہوا ‏ اُسی طرح طرف کربلا روانہ ہوا
جلوِ جن کو لئے صورت ہوا پہنچا
مگر قریب مسیّب کے جب میں جا پہنچا

کیا وہاں سے جہاں تک مری نگاہ نے کام ‏ نظر کچھ اور نہ آیا سوائے لشکرِ شام
۵۰
ٹھہر کے میں نے جو پوچھا کہاں ہیں میرے امام ‏ خبر جو لائے تھے جن یوں کیا انھوں نے کلام
بڑا ہجوم ہے زخموں سے چُور ہیں شبیرؑ
نظر یہاں سے نہ آئیں گے دُور ہیں شبیرؑ

محال تھا کہ گزر جائے اُس طرف سے بشر ‏ سپاہِ شام بھلا روکتی مجھے کیوں کر
۵۱
نکل گیا میں وہاں سے لئے ہوئے لشکر ‏ ہوا نہ آگے مگر نہرِ علقمہ سے گزر
ٹھہر گیا کہ قدم دو قدم بڑھا نہ سکا
کسی طرح سے حضورِ امام جا نہ سکا

عجب طرح کا مرقع عجیب عالمِ نور ‏ اُدھر ستم تو اِدھر صبر، شانِ حق کا ظہور
۵۲
کھلے ہوئے درِ افلاک دشت کیں معمور ‏ ہر ایک سمت کو فوجیں مگر حسینؑ سے دُور
سپاہِ شام نے مہرِ علیؑ کو گھیرا تھا
چراغ بیچ میں چاروں طرف اندھیرا تھا

ملی ہوئی تھیں جو تیغیں بھی ڈھالیں بھی ساری ‏ ستم کی نہر تھی ابرِ سیاہ پر جاری
۵۳
بلند گرز گراں سب کو زندگی بھاری ‏ کئے تھے اُڑنے کی مرغانِ طیر تیاری
پھرا جو سائے میں تابوت میں روا نہ تھا
علم کا تھا جو پھریرا وہ شامیانہ تھا

Presented By: https://Jafrililbrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۵۴
علم کیے ہوئے تھے ذوالفقار کو شبیرؑ — جلال دیکھ کے پیچھے ہٹے ہوئے تھے شریر
مُسن تھے جن کی ہمراہ ان کی تھی تقریر — چلی جو بیر الم میں یہی ہے وہ شمشیر
بڑھا ہے نیرِّ زہرا گھٹا سرکتی ہے
وہیں ہے چاند یہ بجلی جہاں چمکتی ہے

۵۵
مدد کو آئے تھے خاصانِ ایزدِ قیوم — گزر محال یہ اس طرح انبیا کا ہجوم
زمین زرہ نہ ہوتی تھی دشت میں معلوم — وہ کثرت شہدا وہ یا حسینؑ کی دھوم
فدائیان شہِ دیں پناہ حاضر تھے
ہماری قوم کے سب بادشاہ حاضر تھے

۵۶
محال تھا کوئی پہنچے امامِ عالم تک — مگر بہشت کے پھولوں کی آ رہی تھی مہک
زمیں بلند تھی گویا کھڑے ہوئے تھے فلک — کہ رزم گاہ سے تا آسماں تھی فوجِ ملک
فرشتے سیکڑوں آتے تھے اور جاتے تھے
مگر یہ حکمِ خدا بار بار لاتے تھے

۵۷
منادو سب کو جو زہراؑ کے نورِ عین کہے — نہ بولو کچھ، نہ اگر شاہِ مشرقین کہے
وہی ہے خوب جو حیدرؑ کے دل کا چین کہے — کریں گے ہم بھی وہی آج جو حسینؑ کہے
ہماری راہ میں لڑتا ہے زخم کھاتا ہے
ہمارے پاس ہمارا مجاہد آتا ہے

۵۸
فرشتگانِ سحاب و فرشتگانِ ہوا — فرشتگانِ بہشت و جحیم و ارض و سما
مسبّحانِ مقاماتِ مخفی و اعلیٰ — روانہ شرق سے تا غرب بال و پر کی صدا
عیاں تھے عرش کے سب انتظام جنگل میں
خدا کے گھر کا ہوا بندوبست مقتل میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۵۹

ندا یہ غیب سے آتی تھی قدسیو ہشیار ۔ کہ ہم ملاحظہ فرما رہے ہیں صبر و قرار
یہ جان لو کہ ہے آدم کی جان یہ سردار ۔ جھکو ادب سے جدھر منھ کرے یہ سینہ فگار
جو حکم دے تو نہ اعدا سے بے لڑے رہنا
صفیں جمائے ہوئے سامنے کھڑے رہنا

۶۰

پیمبران اولوالعزم تھے حسینؑ کے پاس ۔ جناب آدم و نوح و خلیل رتبہ شناس
کلیم و حضرت عیسیٰ میانِ عالمِ یاس ۔ محمدؐ عربی پیشِ ذوالجناح اداس
لپٹ لپٹ کے رسولِ جلیل روتے تھے
رکاب تھامے ہوئے جبرئیل روتے تھے

۶۱

پروں کا سایہ کئے بڑھ رہے تھے اے ذی جاہ ۔ ملے جو حکم، فنا ہے ابھی تمام سپاہ
حسینؑ کہہ رہے تھے اے وکیلِ حق واہ ۔ تمہیں نہ چاہئے ہو اس معاملے میں گواہ
رضا و صبر کا اقرار لینے آئے تھے
تمہیں تو محضرِ قتلِ حسینؑ لائے تھے

۶۲

ہوا سے رن میں درختوں کا جھومنا ہر بار ۔ چمن چمن سرِ تسلیم سیدِ ابرار
چھپا ہوا فلکِ پیر، اس قدر پردار ۔ جھکے ہوئے پئے تعظیم سوئے شہ کہسار
بلند سبزۂ ساحل چڑھا ہوا دریا
پئے زیارتِ مولا بڑھا ہوا دریا

۶۳

کھڑے ہوئے تھے بلندی پہ اس طرح سرور ۔ کہ تھا یہ پائے مبارک رکاب کے اندر
وہ پاؤں رکھے ہوئے تھے فرس کی گردن پر ۔ اِدھر کے ہاتھ میں تھی ذوالفقار خون سے تر
اُدھر کے ہاتھ میں تھی باگ اور ڈھال بھی تھی
گمان نہ تھا کہ طبیعت کبھی نڈھال بھی تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کبھی شہیدوں کی جانب تھی مسکرا کے نظر کبھی دُعا کبھی شکر عنایتِ داور
۶۴
کبھی کسی سے یہ کہنا کہ آ کھڑے ہو ادھر کیا مصافحہ اصحاب کہف سے اکثر
کبھی اُڑا کے فرس اہلِ شام پر جانا
کبھی جہاں تھے وہیں آ کے پھر ٹھہر جانا

غضب جلال، عجب رحم، نور کی تصویر بگڑ گئے جو سنی کچھ غرور کی تقریر
۶۵
کیا نہ وار جھکے ہاتھ جوڑ کے جو شریر کبھی بڑھے کبھی شرما کے پھر گئے شبیرؑ
کبھی حزیں کبھی خوش دیکھ کے لعینوں کو
اُتارتے تھے چڑھاتے تھے آستینوں کو

کبھی علی سے کیا ہاتھ باندھ کے یہ کلام جنابِ قبلہ و کعبہ کریں یہاں نہ قیام
۶۶
چلیں بہشت میں فرمائیں کوئی دم آرام نہیں ہے دیر پہنچتا ہے ذبح ہو کے غلام
بشر نہ ہو جو بلا پاؤں جو بھلا چاہے
یہ مرحلہ ابھی طے ہے اگر خدا چاہے

پھرے جو دھوپ میں فرما کہ حملہ سبطِ رسولؐ عرق سے خون سے تر تھا رخِ نہالِ بتولؑ
۶۷
ٹھہر کے منھ کو لگے پونچھنے خدیو ملول جھڑے چراغِ امامت سے باغِ جنگ میں پھول
ہزاروں قطرے جبینِ فگار سے ٹپکے
دُر و عقیق رُخِ تاجدار سے ٹپکے

مجھے تھی فکر کہ تا شاہ کس طرح جاؤں! محال ہے کہ ملے راہ کس طرح جاؤں
۶۸
قریب سیّدِ ذی جاہ کس طرح جاؤں وہاں گزر نہیں اللہ کس طرح جاؤں
کوئی طریقِ رسائی نہ جب نظر آیا
اُدھر گیا کبھی گھبرا کے میں اُدھر آیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

پکارا دُور سے چلّا کہ آ نہیں سکتا غلام سامنے آقا کے آ نہیں سکتا
۶۹
مریض پاس مسیحا کے آ نہیں سکتا وہ لوگ ہیں جنھیں سرکا کے آ نہیں سکتا

نصیب سلطنتِ قرب و دید ہو جائے

سند قدیم عطا کی جدید ہو جائے

امام خسروِ گیتی پناہ ظلّ اللہ خدیوِ یثرب و بطحا دلِ رسولؐ اللہ
۷۰
جلائے آئینۂ لا الٰہ الا اللہ اُمید حکم طلب ہے، حضور بسم اللہ

امان و امنِ صغیر و کبیر خذ بیدی

کفیل و عقدہ کشا دستگیر خذ بیدی

حزیں ملول مسافر ضعیف تشنہ دہن قوی، دلیر، بہادر، شجاع قلعہ شکن
۷۱
خلیق کم سخن و منکسر وحید زمن ہلالِ سیف، کواکب زرہ فلک توسن

جو کچھ ہو ماہ سے تا ماہی اس کو ساز رہے

ہمیشہ زیرِ نگینِ شہِ حجاز رہے

تڑپتے دُور سے دیکھا جو مجھ کو سرور نے کیا اشارہ امامِ غلام پرور نے
۷۲
طلب کیا مجھے شیرِ خدا کے دلبر نے کہا سبھوں سے یہ سلطانِ فیض گستر نے

کھڑا ہے دُور، پریشان، راہ دو سرکو

ہمارے پاس بلا لو وہاں سے زعفر کو

سرک سرک گئے سب، راہ ہو گئی پیدا ہوا یہ غل کہ بلاتے ہیں آپ زعفر آ
۷۳
وہیں کھڑی رہی سب فوج میں چلا تنہا پہنچ کے پاس جو دیکھا بدل گیا نقشا

خدا کی شان تھی سبطِ نبیؐ کی شان نہ تھی

یہ رعب تھا کہ ذرا تن بدن میں جان نہ تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

بندھی تھی شاہ کے تحت الحنک گلے میں کفن   دبارہے تھے کھڑے بازوئے حسینؑ حسنؑ
۷۴
رسولؐ پونچھتے جاتے تھے خونِ زخمِ بدن   جناب حمزہؑ و جعفرؑ خاموش فرطِ محن
حسینؑ ہنس رہے تھے تیرِ ظلم کھائے ہوئے
کھڑے تھے حیدرِ کرارؑ سر جھکائے ہوئے

ادب ادب یہی روحانیوں کی صف میں پکار   کہ ہے یہ شاہِ شہیداں کا آخری دربار
۷۵
ٹھہر کے میں نے وہیں ڈال دی سپر تلوار   کیا سلام یہ جھک کر بھرا جبیں میں غبار
غلام پائے شہہ دل ملول سے لپٹا
رکاب راکبِ دوشِ رسولؐ سے لپٹا

جھکے امامؑ ذوالجناح پر سے ادھر   وہ ہاتھ جس میں تھی تلوار رکھ کے شانے پر
۷۶
کہا گلے سے لگا تے تم اے زعفر   مگر خیال یہ ہے تو ہوا نہ ہو مضطر
لگا میں سینے سے کیا دل بہت دھڑکتا ہے
ہمارے زخموں سے زعفر لہو ٹپکتا ہے

ٹپک پڑے مرے آنسو کہا کہ ہائے حسینؑ   فدائے جرأت و صبر و رضا فدائے حسینؑ
۷۷
عجب طرح سے یہ فرما کے مسکرائے حسینؑ   بڑی خوشی کی جگہ ہے نہ رو برائے حسینؑ
جہاں کے شہدا میں وحید ہوتے ہیں
خدا کی راہ میں زعفر شہید ہوتے ہیں

ہزاروں زخم تھے لیکن ذرا نہ تھے بے تاب   ہر ایک زخم کو بازو کے چومتے تھے جناب
۷۸
کیا سوال جو میں نے دیا مجھے یہ جواب   نہ پوچھ آہ ملے خاک میں عجب ماہتاب
یہ زخمِ تیر نہیں شغلِ زندگانی ہے
ہمارے اصغرِ بے شیر کی نشانی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ کہہ کے سیدِ گلگوں قبا بہت روئے — برائے کشتۂ تیرِ جفا بہت روئے
۷۹
گلا شہید کا یاد آ گیا بہت روئے — کہا پکار کے وا حسرتا بہت روئے
دعا کر اب کہ مری زندگی وفا نہ کرے
کہا یہ میں نے کہ اے بادشاہ خدا نہ کرے

وغا کا حکم دو آقا نہیں ملال سے ہوش — سزا دے اُمتِ بد کو ذرا یہ حلقہ بگوش
۸۰
کہا امام نے ہاں ہاں یہ کیا خموش خموش — گیا ہے مری محبت نے تیرے دل میں جوش
نہ کر شکایتِ اُمت جناب سنتے ہیں
نہ ہو خلافِ رسالت مآبؐ سنتے ہیں

کسی طرح سے اجازت نہ ہوئی جب حاصل — کھڑے تھے پہلوئے دلبند میں علیؑ بے دل
۸۱
گرا تڑپ کے قدم پر میں صورتِ بسمل — رہا نہ ضبط پکارا کہ یا علیؑ مشکل
کچھ آپ سعی پے خانہ زاد فرما دیں
مجھے اجازتِ میداں حضور دلوا دیں

اُٹھا کے مجھ کو قدم پر سے یہ کہا زعفر — خبر حسینؑ کی لی تو نے مرحبا زعفر
۸۲
ازل سے پیش نظر تھا یہ ماجرا زعفر — عجیب حال ہے میرے حسینؑ کا زعفر
سُنا جس امر میں یہ خوش رہیں وہی کرنا
امام وقت ہیں جو کچھ کہیں وہی کرنا

اُنہیں سے عرض کر اے تاجدارِ ملکِ وفا — کریں حسینؑ جو ارشاد بس وہی ہے بجا
۸۳
انہیں کا آج ہے زعفر یہ حوصلہ بخدا — مدد کو آئے تھے یہ سب جواب صاف دیا
وحید عاشق و معشوق ہیں زمانے میں
یہ جان دینے میں یکتا وہ ناز اُٹھانے میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

فلک سے جلوہ انہیں نورِ حق دکھاتا ہے　　کسی کو جیسے کوئی دور سے بلاتا ہے
۸۴
یہ صبر کرتے ہیں مالک کو پیار آتا ہے　　کب اس طرح کوئی دربارِ حق میں جاتا ہے

خدا کے حکم سے لینے کو سب ہیں آئے ہوئے

یہ فکرِ نذر ہیں اس دم ہیں سر جھکائے ہوئے

شہید اب کوئی دم میں یہ بادشاہ ہوگا　　سر اس کا تن سے مرے سامنے جدا ہوگا
۸۵
کھڑا ہوں زعفر اسی فکر میں کہ کیا ہوگا　　نہ یہ ملک نہ یہ انبوہ انبیا ہوگا

ڈھلے گا دن تو قیامت یہاں بپا ہوگی

یہ ہوں گے خلد میں سنسان کربلا ہوگی

بیان حیدرؑ صفدر نے جب یہ فرمایا　　نظر میں ایک اندھیرا سا دفعتہ چھایا
۸۶
پھرا حسینؑ کی جانب قلق سے گھبرایا　　ادب سے باندھ کے ہاتھوں کو میں یہ چلایا

اگر غلام نہ اُس وقت کام آئے گا

ہنسیں گے لوگ جہاں میرا نام آئے گا

نہ لیں گے پھول کبھی نام بلبلِ شیدا　　نہ ہوگی شمع کو پروانے کی کبھی پروا
۸۷
کرے گا خاطر پیرو کبھی نہ راہ نما!　　کسی کو ہوگی نمک خوار سے نہ چشمِ وفا

کہیں گے سب کہ اُمید اُٹھ گئی بھلائی کی

بڑی حسینؑ سے زعفر نے بے وفائی کی

رحیم و عادل و منصف ملک سیر آقا　　لڑوں گا فوج سے میں صورتِ بشر آقا
۸۸
یہاں سے یوں تو نہ جاؤں گا پھر کے گھر آقا　　رہوں گا نادم و افسردہ عمر بھر آقا

ادا نہ ہوگی وصیّت شکستہ دل ہوگا

پدر کی روح سے فدوی بہت خجل ہوگا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کہا امامِ زماں نے محال ہے زعفر بچے حسینؑ مگر یہ خیال ہے زعفر
۸۹
یہ آفتاب سریع الزوال ہے زعفر اکیلے ہوگئے ہم جی نڈھال ہے زعفر
قضا کو ڈھونڈ رہا ہے بلا نصیب حسینؑ
کھڑا ہے خود ملک الموت کے قریب حسینؑ

ہمارے ساتھ ذرا تھوڑی دُور چل زعفر کیا اشارہ بڑھا اسپ شاہِ جن و بشر
۹۰
رکاب تھام لی میں نے چلا عرق میں تر گئے جو گوشۂ صحرا میں سبطِ پیغمبر
درخت خشک و پریشاں تھے اور پستی تھی
عجب طرح کی اُداسی وہاں برستی تھی

پڑی تھی ایک جوانِ حسینؑ کی لاش وہاں پھرا ہوا طرف قبلہ چہرۂ تاباں
۹۱
سناں کا چاند سے سینے پر اس کے زخم عیاں تمام کاسہ سر چور چور خون رواں
ستم کا پنج پڑا الف کا اشارہ تھا
سیاہ جلد کا قرآن پارہ پارہ تھا

زمین پر تھے پریشان ادھر اُدھر گیسو! ہوا سے آ گئی زلفِ رسولؐ کی خوشبو
۹۲
ٹپک رہے تھے سرہانے حسینؑ کے آنسو جگر کا تھا زرہ و چار آئینہ میں لہو
چمک رہی تھی جبیں آفتاب کی صورت
ملی تھی اس کو رسالت مآب کی صورت

ہوا سے لاش پر اُڑ اُڑ کے ذرے آتے تھے ستارے دھوپ میں اس چاند کو چھپاتے تھے
۹۳
نشان حضرت یوسفؑ کے پائے جاتے تھے عجیب خوشی تھی شہادت کی مسکراتے تھے
کمال چین سے گرد و غبار میں سوئے
جوارِ رحمتِ پروردگار میں سوئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

بہار سبزۂ عارض ہزار دل سے پسند ۔ جو دیکھ لے کوئی دولہا بھی تو کرے اسپند
۹۴
عروج حسن جوانی کی نیند آنکھیں بند ۔ عیاں شکوہ سے، ہیں بادشاہ کے فرزند
جو کاٹ لے کوئی سر بھی نہ کچھ صدا دیں گے
یہ ایسے سوئے ہیں کروٹ نہ حشر تک لیں گے

حسینؑ پیار سے تکتے تھے لاش کی صورت ۔ جھکے ہوئے تھے یہ تھی دل میں درد کی شدت
۹۵
قریب تھا کہ گریں ذوالجناح سے حضرت ۔ کیا غلام سے ارشاد تھام کے رقت
گئے یہ جان سے کیوں جانتا ہے تُو زعفر
یہ کون ہیں انہیں پہچانتا ہے تُو زعفر

ہمارے جان و جگر تھے یہی علی اکبرؑ ۔ ہمارے نور نظر تھے یہی علی اکبرؑ
۹۶
ہمارے رشک قمر تھے یہی علی اکبرؑ ۔ ہمارے شیر پسر تھے یہی علی اکبرؑ
ہوئے ضعیف کہ مرجائیں ہم عصا نہ رہا
ہماری زیست کا زعفر کوئی مزا نہ رہا

بیان کروں اب ان کا محبتیں ان کی ۔ غلام سے بھی نہ ہوں گی اطاعتیں ان کی
۹۷
وہ جاگنا وہ شبوں کو عبادتیں ان کی ۔ پسند تھیں مجھے بچپن سے عادتیں ان کی
مصلّیوں کے دل ان کی اذان سے بڑھتے تھے
ہمیشہ یہ مرے پیچھے نماز پڑھتے تھے

ابھی حسینؑ یہ فرما رہے تھے مجھ سے آہ ۔ کہ میں نے کی طرف لاشہ شہید نگاہ
۹۸
کھلے ہوئے تھے لبِ خشک اکبرؑ ذی جاہ ۔ جھکا میں حلقۂ خاتم کی شکل جانبِ ماہ
تری نہ غنچہ صفت پائی لاش کے منھ میں
انگوٹھی ایک نظر آئی لاش کے منھ میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۹۹ رہی نہ تاب کہا میں نے یا امامِ اُمم — یہ شاہزادے کے منھ میں ہے کس لئے خاتم
کیا جناب نے ارشاد کیا بتائیں ہم — یہ دی تھی اس لئے ہم نے کہ پیاس ہو کچھ کم
فرات سامنے مہمان جا نہ سکا
حسینؑ پیاس میں پانی انہیں پلا نہ سکا

۱۰۰ عجب اذیتِ زخمِ سنانِ ظلم سہی — جہاں گرے تھے وہاں نہر سی لہو کی بہی
سُنی نہ اور کی اپنی نہ کچھ انہوں نے کہی — نکل گیا دم انگوٹھی مگر دہن میں رہی
یہ ان کا حال ہوا جی سے میں گزر نہ گیا
شہید ہو گئے اکبرؑ، حسینؑ مر نہ گیا

۱۰۱ تجھی سے پوچھتے ہیں اضطراب ہو کہ نہ ہو — حیات سے ہمیں اب اجتناب ہو کہ نہ ہو
ضعیف کو غمِ اہلِ شباب ہو کہ نہ ہو — کچھ ان کی روح سے ہم کو حجاب ہو کہ نہ ہو
یہ ہم سے چھوٹ گئے کیا ہمیں الم نہ ہوئے
ہزار شکر بہت بے قرار ہم نہ ہوئے

۱۰۲ نگاہ کی طرفِ آسماں چلے حضرت — جہاں کھڑے تھے وہیں آئے پھر بہ ہمت
کہا سبھوں سے ملاقات ہو چکی رخصت — فرشتے جائیں فلک پر نبیؐ سوئے جنت
جدھر سے لائیں ہیں تشریف سب اُدھر جائیں
فقط یہاں ملک الموت اب ٹھہر جائیں

۱۰۳ نہ مانے کوئی بھلا کس طرح سے حکمِ امام — روانہ ہو گئے سب خیر خواہ بعد سلام
کھڑا تھا سامنے آقا کے دست بستہ غلام — کہا کہ دیکھ لیا اب نہیں مقامِ کلام
تجھے جو چاہئے تھا وہ کیا خدا حافظ
بس اے حسینؑ کے جاں باز جا خدا حافظ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

مجال میری نہ تھی پھر کہ میں ٹھہر جاتا   خفا ذرا بھی جو ہوتے بھلا کدھر جاتا
۱۰۴
کچھ اس میں شبہ نہ تھا جانبِ سقر جاتا   نہ موت آئی بہت خوب تھا جو مر جاتا
ہزار حیف نہ کچھ پوچھ کس طرح سے چلا
خدا ہی خوب ہے آگاہ جس طرح سے چلا

نہ ہوش تھا مجھے مطلق کہ راستہ ہے کدھر   جنوں کی فوج تھی پیچھے برہنہ سر یکسر
۱۰۶
نشاں اداس منوں گرد تھی پھریروں پر   شکست پاکے پھرے جس طرح کوئی لشکر
کئے تھے میری طرح چاک سب گریباں کو
سپاہ جیسے پھرے دفن کر کے سلطاں کو

پہنچ گیا میں صورت سے اپنے گھر میں جب   بیان حال کیا والدہ سے اس دم سب
۱۰۶
کہا یہ پیٹ کے سر کو انہوں نے ہائے غضب   نہ دیر ہو مجھے تو اپنے ساتھ لے چل اب
رہے تصور تم یہ حکم دے کے چلا
تمام اہل و عیال اپنے ساتھ لے کے چلا

میانِ راہ ملا ایک جن، ہوا گویا   ٹھہر گیا تھا ذرا میں وہاں بتاؤں کیا
۱۰۷
گرے ہیں رن میں ابھی ذوالجناح سے آقا   ہر ایک سمت سے مقتل میں آرہی ہے صدا
بلند مرتبہ شاہے ز صدر زیں افتاد
اگر غلط نہ کنم عرش بر زمیں افتاد

سنا جو یہ تو چلا اور جلد گھبرایا   مگر فلک نے عجب وقت مجھ کو پہنچایا
۱۰۸
کہ انتقال امامِ اُمم نے فرمایا   ہر ایک شے میں تزلزل مجھے نظر آیا
بلند تھیں یہ صدائیں تمام صحرا سے
قیامت آئی سدھارے حسینؑ دنیا سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہجوم تھا جو نہایت نظر نہ آئے علی　　مگر یہ دور سے آئی مجھے صدائے علی
۱۰۹
پڑی ہوئی ہے یہاں لاش کیا بتائے علی　　یہ ظلم دیکھے ہیں کس باپ نے سوائے علی
دکھائی دے ہمیں کیا نورِ عین قتل ہوئے
ہمارے سامنے زعفر حسینؑ قتل ہوئے

تمام فوج میں غل تھا امام کو مارا　　خوشی ہوئی کہ شہ خاص و عام کو مارا
۱۱۰
غریب و تشنہ لب و تشنہ کام کو مارا　　بلا کے سیّد عالی مقام کو مارا
گئی بہار خزاں فاطمہؑ کا باغ ہوا
مزارِ احمدِؐ مختار بے چراغ ہوا

کہیں بلند تھی افغانِ صاحبِ معراج　　کہیں یہ دھوم کہ برپا ہوئی قیامت آج
۱۱۱
کہیں یہ غل کہ ہے بے گور نعشِ صاحبِ تاج　　کہیں یہ شور کہ غسل و کفن کو ہے محتاج
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

بڑھا وہاں سے جو آگے میں بیقرار افسوس　　فلک کو دیکھ کے کہتے تھے بار بار افسوس
۱۱۲
خدا کا خوف نہ رکھتے تھے اہلِ نار افسوس　　بڑے غضب کا ہوا سامنا ہزار افسوس
قناتیں خیمۂ شہ کی تمام جلتی تھیں
اسیر ہو کے نبیؐ زادیاں نکلتی تھیں

وہ ظلم اور وہ تھوڑا سا دن وہ غم کے سحاب　　نکل رہے تھے شقی لوٹ لوٹ کے اسباب
۱۱۳
نبیؐ کی آل کے رُخ بے نقاب دل بے تاب　　چھپائے شرم سے منھ آفتابِ عالم تاب
تڑپ کے روحِ جنابِ بتولؑ روتی تھی
کھلے تھے بال اسیروں کے شام ہوتی تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۱۱۴
میانِ خیمۂ زنگاری حسینؑ دھواں ستوں جھکے ہوئے پردے گرے ہوئے ویراں
یہاں سے جل کے گرا اب گئیں سمٹ کے وہاں صدائے روح امیں تھی ہم اس کے ہیں درباں
یہاں سے آج قدم بی بیاں بڑھاتی ہیں
جناں میں آگ لگی حوریں نکلی آتی ہیں

۱۱۵
خیام شاہ میں تھے بدگماں قیامت تھی کھڑی تھیں صحن میں شاہزادیاں قیامت تھی
لگی تھی آگ وہ چھپتیں کہاں قیامت تھی یہاں بپا تھی قیامت وہاں قیامت تھی
ادھر تو خیمۂ گردوں اساس لٹتا تھا
اُدھر حسینؑ کا رن میں لباس لُٹتا تھا

۱۱۶
لعین لوٹتے پھرتے تھے سب ادھر اُدھر لئے ہوئے کوئی جلاد موزۂ سرور
کسی کے ہاتھ میں معجر دخترِ حیدرؑ کسی کے پاس تھی کلغی کوئی لئے مغفر
نقاب چہرۂ شبیرؑ کسی کے ہاتھ میں تھی
ردائے دخترِ زہراؑ کسی کے ہاتھ میں تھی

۱۱۷
کسی کے پاس کمر بند سید الشہدا کسی کے پاس دُرِ گوش دخترِ آقا
کسی کے ہاتھ میں کرتا کسی کے پاس قبا لئے ہوئے کوئی قرآن مُصحفِ زہراؑ
کسی کے ہاتھ میں تیغوں سے چاک جامہ تھا
کسی کے پاس لہو سے بھرا پاجامہ تھا

۱۱۸
اُٹھا کے ہاتھ ستمگر جو پاس آتے تھے نہ پاؤں اُٹھتے تھے معصوم سہم جاتے تھے
سب اس غلام کے اطفال منھ بڑھاتے تھے ہٹا ہٹا کے اُنہیں خود طمانچے کھاتے تھے
ردائیں اہلِ حرم کی جو چھینے لیتے تھے
تو چادریں مرے ناموس اتار دیتے تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کھڑے تھے خیمہ سرور میں ایک جا ظالم ۔۔۔ لئے ہوئے کوئی خنجر کوئی حسام دو دم
۱۱۹
کسی کے ذبح کو قاتل ہوئے جس طرح سے بہم ۔۔۔ چلا وہ غول وہاں سے ہوا یہ غل پیہم

ضعیف و زار کو قیدی بنا کے لاتے ہیں
پہن کے طوق و سلاسل امام آتے ہیں

ہزار حیف نظر آئے اس طرح سجاد ۔۔۔ کہ آگے آگے تھے حداد اور اُدھر جلاد
۱۲۰
خمیدہ تھے صفتِ طوق عابدِ ناشاد ۔۔۔ قدم قدم یہ صدا بیڑیوں کی تھی فریاد

کلام ضعف و مرض تھا مقام عبرت ہے
پکارتی تھی اسیری مجھے ندامت ہے

برابر ان کے سکینہ بغیر رنگ نڈھال ۔۔۔ رسن میں ننھے سے بازو کبود چاند سے گال
۱۲۱
لہو تو کان سے بہتا ہوا کھلے ہوئے بال ۔۔۔ پلی تھی گود میں بچپن سے چاہتی تھی کمال

قریب سے جو ہٹاتے تھے وہ نہ ہٹتی تھی
مچل مچل کے بہن بھائی سے لپٹتی تھی

اسی طرح تھیں اُدھر ایک فاطمہ تمکیں ۔۔۔ سرِ ان کا چوب سے زخمی لہو سے لال جبیں
۱۲۲
رسولؐ کی ہیں نواسی ہر ایک دل کو یقیں ۔۔۔ ربابؑ حضرت زینبؑ کے پیچھے پیچھے تھیں

ادب سے ان کے برابر برہنہ سر جبریل
عوض نقاب کے روکے ہوئے تھے پر جبریل

جنوں سے میں نے یہ کی سرکوبیت کے تقریر ۔۔۔ اُدھر سے پھیر لو منہ کو نہ اب کرو تاخیر
۱۲۳
برہنہ سر ہیں مرے بادشاہ کی ہمشیر ۔۔۔ کہاں یہ ظلم کہاں دخترِ جنابِ امیر

رسن میں ہاتھ ید اللہ کی دہائی ہے
یہ وہ ہیں چادرِ تطہیر جن کو آئی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ردا کو پھینک کے دوڑی گئیں مری مادر — بلائیں لے کے گریں پائے بنتِ زہرا پر
۱۲۴
گرا میں حضرت سجادؑ کے قدم پہ ادھر — لگائیں بیڑیاں آنکھوں سے عرض کی یہ مگر

ملے جو حکم لعینوں کو دے سزا زعفر

کہا نہیں جو ہوا خیر وہ ہوا زعفر

ہمارا حال یہ ہے صبر دے خدا ہم کو — قلق اٹھانے ہیں اس سے بھی کچھ سوا ہم کو
۱۲۵
یہ حکم دے گئے ہیں شاہ کربلا ہم کو — کیا نہ صبر تو ہوگا بڑا گلہ ہم کو

قسم خدا کی بڑا کام کر گئے بابا

جلا کے دینِ پیمبرؐ کو مر گئے بابا

شریک حال ہوا اجر دے تجھے داور — ہمارے سر کی قسم جا بس اب یہاں نہ ٹھہر
۱۲۶
جو ہو سکے تو یہی بات سب سے ہے بہتر — ہمیشہ روئیو بے کس حسینؑ کو زعفر

ثواب ہوگا تجھے مجلسِ عزا کرنا

ہمیشہ ماتم ابنِ علیؑ کیا کرنا

شروع میں نے یہ نوحہ کیا حسینؑ حسینؑ — چلا وہاں سے میں کہتا ہوا حسینؑ حسینؑ
۱۲۷
ہر ایک سمت سے آئی صدا حسینؑ حسینؑ — جبھی سے وِرد ہے صبح و مسا حسینؑ حسینؑ

جو اشک تھمتے ہیں تو بے قرار ہوتا ہوں

یہ نام اس لئے لکھتا ہوں اور روتا ہوں

زباں کو روک بس اے عشقؔ ہے مقامِ ادب — یہ عرض کر شہِ کونین کی جناب میں اب
۱۲۸
غلامِ خاص ہے آقا امیدوار ہے طلب — جہاں میں ذرہ نواز آپ سا ہے کوئی کب

دلِ شکستۂ مداح شاد فرما دیں

حضور مرثیہ پر میرے صاد فرما دیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

میرزا عشق کا غیر مطبوعہ سلام

ایک اضطراب سا دل پیر و جواں میں ہے — جنّت اُداس غم کدہ آسماں میں ہے

باغِ رسولؐ قبضۂ بادِ خزاں میں ہے — مجرائی شاہ خنجر و تیغ و سناں میں ہے

گرد فاطمہؑ ہے وقتِ جشن شمر — بادِ بہاری خاک بسر آشیاں میں ہے

کپڑے تو سبز سبز ہیں اور زخم سرخ سرخ — یہ رنگ شہ کی بھرتی ہوئی بوستاں میں ہے

طفلِ ہزبر کنبہ میں اور ظلم اہلِ ظلم — ہر بلبل ریاضِ محمدؐ جناں میں ہے

ہے تیغ زوجِ فاطمہؑ بھی وجہ قطع کفر — جس سے تمام کشورِ ایماں اماں میں ہے

تھے وقتِ عصر خلق بے سر امامِ دیں — غل تھا کہ آج داخلہ شہ جناں میں ہے

ٹکڑے ہیں چشم و چہرہ دست و گلو و زلف — ہر عضو چور جسمِ شہِ انس و جاں میں ہے

ہو مہر ذرہ چاند گل و غنچہ وقت حکم — یہ عزل و نصب ایسے علیؑ کی زباں میں ہے

بولا یہ شمر لاشوں پہ بے خوف دوڑیں رخش — آئی صدا کہ زلزلہ کون و مکاں میں ہے

ہے جسمِ سروِ فاطمہؑ میں شکل غنچہ زخم — نیرنگ آج عرصۂ باغِ جہاں میں ہے

ہیں رشکِ نجم و مہر مرے اشکِ چشمِ عشقؔ — تنویر آہ گرم کہ کہکشاں میں ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

غفورؔ

محمد غفور کشمیری

مرزا قادر بخش صابر دہلوی لکھتے ہیں:۔

''محمد غفور کشمیری، باشندگانِ شاہجہاں آباد کے سامنے اپنے کو شاگردِ ناسخؔ قرار دیتا تھا اور کبھی تلمذِ آتشؔ کا اور بعض واردانِ لکھنؤ سے معلوم ہوا کہ اس سرزمین میں شاہ نصیرؔ کی شاگردی کا دم بھرتا تھا۔'' (گلستانِ سخن)

نساخ لکھتے ہیں:۔

''مرزا محمد غفور کشمیری کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ میں رہتے تھے۔'' (سخن شعرا)

صابر دہلوی نے غفورؔ کا ایک شعر نمونتاً نقل کیا ہے:۔

آ بنائے غفورؔ کچھ نہ آفت
تم خیر سے جلد گھر سدھارو

غنیؔ

غنی محمد کانپوری

غنی محمد غنیؔ، ناسخؔ کے شاگرد اس وقت ہوئے تھے جب ان کا قیام کانپور میں تھا۔ ناسخؔ کی وفات کے بعد غنیؔ رشکؔ کے حلقۂ تلامذہ میں شامل ہو گئے تھے۔ ناسخؔ کے دیوان میں ایک قطعہ تاریخِ وفات پر درج ہے۔

تاریخ وفات محمد غنیؔ:

بسکہ برسر زدم از مرگِ غنیؔ نیل گون شد کفِ دست از صدمہ
گفت تاریخ وفاتش ناسخؔ کمرِ ما بہ شکست از صدمہ
۱۲۳۰ھ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:-

''معرکہ شعر کا دھنی، غنی محمد، تخلص، غنیؔ، خلف ابو محمد، قاضی جاج مئو، پرگنہ کانپور، پہلے ناسخؔ کے شاگرد پھر شاگرد رشکؔ کے'' (خوش معرکہ زیباص ۲۳۲)

محسن علی محسنؔ لکھنوی اور ناسخؔ دونوں نے ان کا نام ''غنی احمد'' لکھا ہے اور والد کا نام ابو محمد عیش لکھا ہے۔ باشندہ جاج مئو ضلع کانپور، شاگرد رشکؔ بھی تحریر ہے۔ محسن علی نے اتنا اضافہ اور کیا ہے:-

''خویش مولوی عباس علی عاشقؔ جاجمئوی، جن کا رسالہ صولت الضیغم ہے'' (سراپا سخن)

مصحفی لکھتے ہیں:-

محمد غنی جو کہ غنیؔ تخلص فرماتے تھے بیٹے تھے خواجہ محمد حسن کے جن کا تخلص تھا تائب بن خواجہ بن عبدالوہاب ناصح، ان کا وطن وادیٔ کشمیر تھا۔ لیکن خود فرخ آباد میں ہی پیدا ہوئے تھے۔ جوان، مہذب الاخلاق، شیریں گفتگو کرتے تھے اور پشمینے (قالین) کی تجارت کیا کرتے تھے اور چونکہ آپ کی طبیعت روانی تھی لیکن ہندی کے اشعار بیشتر کہا کرتے تھے۔ فارسی کے اشعار میں ید قدرت حاصل تھا اور اپنے والد بزرگوار سے فیض حاصل کیا کرتے تھے۔ عمر شریف سینتیس سال کی ہوگی۔ اندازاً۔

(ریاض الفصحیٰ)

نمونۂ کلام

جام جہاں نما بنے ساغر شراب کا
اس میں پڑے جو عکس مرے آفتاب کا

پھبتی نئی کہی گل رخسار یار پر
گویا چمن میں پھول کھلا ہے گلاب کا

آخر ہوئی بہار اب آئے خزاں کے دن
بے رنگ ہے جو ذوق کروں میں خضاب کا

آنکھیں سفید ہو گئیں راہ خیال میں
مدت سے منتظر ہوں میں قاصد جواب کا

پھبتی کہوں گا عارض و چشمان یار پر
نرگس کے پاس پھول کھلا ہے گلاب کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

فراقؔ

خواجہ بہادر حسین

خواجہ بہادر حسین فراقؔ خلف خواجہ مرزا جان اکی، لکھنؤ کے رہنے والے تھے صاحب دیوان شاعر اور شیخ امام بخش ناسخؔ کے شاگرد خواجہ وزیر کے بہنوئی اور آفتاب الدولہ خواجہ اسد علی قلقؔ لکھنوی کے والد تھے۔ (سخن شعرا)

سعادت خاں ناصرؔ نے ان کو ''متقی اور مشاق'' کہا ہے۔ (خوش معرکۂ زیبا)

یہاں دتاسی، سراپا سخن، سخن شعرا اور گوکل پرشاد نے فراقؔ کا ذکر کیا ہے لیکن نہایت مختصر لفظوں میں۔

نمونۂ کلام

روشن ہے جو شمع جانانہ چمن میں
سب مرغِ چمن بن گئے پروانہ چمن میں

مت آپ سے اے حضرتِ دل پھنسیے قفس میں
صیاد سے مت کیجئے یارانہ چمن میں

سب مرغِ چمن سمجھے گری باغ میں بجلی
چمکا جوں ہی عکسِ رخِ جانانہ چمن میں

اے دوست ترے کوچے میں اس طرح پڑا ہوں
جس طرح سے ہو سبزۂ بیگانہ چمن میں

اس شمع تجلی کا نظر آیا ہے جو مکھڑا
ہر ایک گلِ تر ہوا پروانہ چمن میں

فرقت میں ہر اک گل ہے مجھے خارِ فراقؔ آہ
لگتا نہیں ہرگز دلِ دیوانہ چمن میں

اے صبا آتی ہے تجھ میں بوئے دوست
چھو گئے شاید کہیں گیسوئے دوست

آپ سے جاتا نہیں لاچار ہوں
دل لیے جاتا ہے کھینچے سوئے دوست

زاہدا جنت مبارک ہو تجھے
ہے مجھے جنت سے بہتر کوئے دوست

لن ترانی بھی یہ اس کا ناز ہے
ایک دن دیکھیں گے آخر روئے دوست

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

دوستو محرابِ مسجد میں ہو قبر ہوں شہیدِ خنجرِ ابروئے دوست
مرغِ دل اپنا بھی ہے ایک فاختہ سرو ہے گر قامتِ دلجوئے دوست
کام کیا زنجیر سے مجھ کو فراق ہوں اسیرِ حلقۂ گیسوئے دوست

مجھے عشق نے بخشا ہے حُسنِ صفا مجھے یار کے حُسن و صفا کی قسم
مجھے جور و جفا ہے بجائے وفا مجھے اہلِ وفا کی قسم

کیا ضبط یہ میں نے نہ نالہ کیا نہ کبھی مجھے جوشش خون ہی ہوا
مرا رازِ نہاں نہ کسی پہ کھلا مجھے یار کی شرم و حیا کی قسم

ہوئی نشہ میں گو مجھے لغزشِ پا لے بے خبری میں یہ ہوش رہا
جو گرا بھی پاؤں پہ اس کے گرا مجھے ساقی ہوش ربا کی قسم

چمن میں گر کبھی نظارۂ شمشاد کرتے ہیں تو کس حسرت سے تیرا قدِ موزوں یاد کرتے ہیں
چمن میں ہم جو بیتابی سے تم کو یاد کرتے ہیں گل و بلبل بھی سن کر نالہ و فریاد کرتے ہیں
لبوں تک آ گئی ہے جانِ حزیں قاصد کو بھیجا ہے اس کے منتظر ہیں دیکھیں کیا ارشاد کرتے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

فرّخ

کرامت اللہ خاں

گارساں دتاسی، سعادت خاں ناصر، محسن لکھنوی اور نساخ نے ان کا نام کرامت اللہ خاں، تخلص فرّخ لکھا ہے۔ والد کا نام حفیظ اللہ خاں تھا۔ لکھنو کے رہنے والے تھے، صاحب دیوان شاعر اور شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد تھے۔ مصحفی نے فرّخ کے خاندان کا تعارف اس طرح تحریر کیا ہے:-

''والد وجد او فکرِ شعر فارسی می نمودند، والدش حفیظ تخلص وجدش علیم میکرد و برادر جدش سلام اللہ سلیم تخلص میکرد و ہمہ ہا از مشائخ کبار بودند'' (ریاض الفصحا)

مصحفی نے فرّخ کے حالات میں لکھا ہے:-

''فرّخ تخلص، جوانیست، از ابتدا بمقتضائے موزونی چیزے میگفت، آخر بہ شاگردی ناسخ سر امتیاز افراخت در چندے کلام خود را بپایۂ پختگی رسانیدہ غرورے پیدا کرد و غزل را بہ روتیہ مختصر استادِ خود برابر قصیدہ گفتن و در مجالس مشاعرہ خواندن فخر خود دانست، عمرش سی سالہ خواہد بود'' (ریاض الفصحا)

(مصحفی کا ترجمہ) ''فرّخ تخلص تھا ابتدائے جوانی سے موزوں کلام کہا کرتے تھے، آخر میں شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد ہوے، اپنے کلام کو پختگی کی حد تک پہنچایا بعد میں مزاج میں کچھ غرور آ گیا تھا۔ اپنے استاد کے مقابل قصیدہ کہنا اور مشاعرہ کرنا شروع کر دیا، اس کو اپنا فخر جاننے لگے، عمر تیس سال کی ہوگی۔''

مصحفی نے حاشیے کی عبارت میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ:

''کرامت علی خان نام فرّخ تخلص تھا، اُن کے اُستاد شیخ امام بخش ناسخ تھے، فرّخ نے فارسی کی کتابیں پڑھی تھیں اور اکثر و بیشتر قصیدے کہے تھے، غزل گوئی میں مہارت

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تھی، اُن کے والد بھی شاعر تھے، جو حفیظ تخلص کرتے تھے اور دادا بھی شاعر تھے جن کا تخلص علیم تھا، فرخ کے والد کے بھائی کا نام سلام اللہ خاں اور سلیم تخلص کرتے تھے اور یہ سب تمام شیوخ سے بڑھ کر تھے۔''

فرخ داستان گو بھی تھے۔ سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:-

''شاعر اور داستان خواں واصف زلف ورخ، کرامت اللہ خاں تخلص فرخ، اس نقل کا اس کی زبان سے بیان کہ جب میں مرزا حاجی قمر کے مشاعرے میں غزل اپنی پڑھتا تھا، ہر کس وناکس یہ کہتا تھا'' خوشا حال ناسخ کہ فرخ اُس کا شاگرد ہو'' (خوش معرکۂ زیبا)

نمونۂ کلام

مرے آگے نہ اے قاتل علم کر تیغ دشمن پر
مجھی کو قتل کر تو خون میرا میری گردن پر

نہیں خوف نگاہِ یار جیسے داغ ہیں تن پر
اثر تلوار کا ہرگز نہیں ہوتا ہے جوشن پر

جلایا خندۂ دنداں نمائے یار نے دل کو
گری اک برق آب سلک گوہر میرے خرمن پر

سیہ زنداں میں اپنے روشنی کا ذکر کیا ہووے
گرے جب گل کاریاں پرتو خورشید روزن پر

جو بہر فاتحہ وہ مہر برج حسن آ جائے
تو ہر ذرہ ہو خورشید قیامت میرے مدفن پر

کوئی سرو رواں شاید پے گلگشت آتا ہے
سحر سے بیٹھے ہیں مرغ چمن دیوار گلشن پر

بگولے خاک بسر روز ہیں مجنوں کے ماتم میں
چراغ چشم غولاں رات بھر روشن ہے مدفن پر

غنی سائل کو عالی ہمتوں سے بیشتر پایا
صدف نے قطرہ مانگا ابر نیساں سے گہر پایا

نہ رحم آتا ہے اس گل کو نہ میں صدمے سے مرتا ہوں
جو پتھر کا دل اس نے میں نے لوہے کا جگر پایا

ہوا مہمان حق کعبہ میں کی تعمیر عرش اس نے
بسایا جس نے ویراں دل خدا کے گھر میں گھر پایا

جو ہو پشت پناہ زیر دستاں وہ بہادر ہے
جواں مردی میں افزوں تیغ سے کار سپر پایا

سحر بے پردہ ہو رخسارہ گر اس مہر شارق کا
تو شرق شرم سے مغرب ہو خورشید مشارق کا

فروغ روئے روشن سوز داغ دل ہے عاشق کا
حضور مہر چمکا ہے ستارہ صبح صادق کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سحر گر موئے مشکیں سے چھپا لے وہ رخ روشن | تو ہووے نور غیرت سے مبدل صبح صادق کا
نچوڑوں عشق صافی میں تو کوثر کا بہے دریا | وہ دامن تجھے لے زاہد خشک اس مست فاسق کا
ہٹا کر منھ سے بالوں کو جو دکھلائے رخ روشن | تو آدھی رات کو ہو جائے تڑکا صبح صادق کا
جہاز اپنا پھنسا ہے دیکھے گرداب حسرت میں | کبھی تو ایک جھونکا اے فلک باد موافق کا
گئے ہوش و بصر دندان و طاقت راہ پیری میں | ستم ہے چھوٹ جانا ساتھ یاران موافق کا
صدف کو دُر حجر کو لعل ابرو نے مہر بخشا | کرم کرتے ہیں عالی ظرف و ہمت اپنے لائق کا
تواضع سے سرافرازان ہمت کرتے ہیں بخشش | کہ بار میوہ سے لازم ہے جھکنا نخل باسق کا
جواہر زیب شہ باندھے اگر مفلوک رسوا ہو | مرے مضمون چرانے سے نہ ہوگا نام سارق کا
جہاں میں لازم و ملزوم حسن و عشق ہیں فرخ | کہ ہر معشوق کو پایا ہے عاشق اپنے عاشق کا

کرامت اللہ خاں فرخ کا مرثیہ علی گڑھ یونیورسٹی لائبریری (ذخیرہ مسعود حسن ادیب) میں موجود ہے۔ مرثیے میں ۴۳ بند ہیں۔

"ہو چکے جبکہ رفیق شہ ذیجاہ شہید"

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

فریادؔ

مرزا مغل بیگ

مرزا مغل کے نام کے کئی شاعر گزرے ہیں، ان میں مرزا مغل سبقتؔ (۱۲۳۵ھ، ۱۸۱۹ء شاگرد جرأتؔ) دوسرے مرزا مغل غافلؔ (۱۲۵۱ھ ۱۸۳۵ء، شاگرد رشکؔ) اور مرزا مغل فریادؔ قابل ذکر ہیں۔

فریادؔ، مرزا علی نقی بیگ کے فرزند اور آغا رضی کرمانی کے پوتے تھے۔ بزرگوں کا وطن کرمان تھا جہاں سے یہ خاندان دہلی آیا اور دہلی سے لکھنؤ منتقل ہوا۔ فریادؔ لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور یہیں نشو ونما پائی تعلیم کا حال نہیں معلوم لیکن کلام کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ فارسی کی استعداد بہت اچھی تھی اور ضرورت شعری وفن شعری وفن عروض سے کماحقہ واقفیت رکھتے تھے۔ ابتدائے شاعری میں مرثیہ وسلام کہنے کا شوق ہوا اور اس فن میں مشہور مرثیہ گو پناہ علی بیگ افسردہؔ کے شاگرد ہوئے اور انہیں کے تخلص کی مناسبت سے اپنا تخلص فریادؔ رکھا تھا۔ ۲۲ برس کی عمر میں ۱۲۳۴ھ کے قریب مصحفیؔ کے رغبت دلانے سے غزل گوئی کی جانب مائل ہوئے اور انہیں سے اصلاح بھی لیتے رہے۔ مصحفیؔ نے فریادؔ کی رسائی ذہن کی بہت تعریف کی ہے۔ لکھتے ہیں ”اگر زمانے نے فرصت دی تو اپنا مقام حاصل کرے گا۔“ (ریاض الفصحا)

مصحفیؔ کی وفات کے بعد فریادؔ شیخ امام بخش ناسخؔ کے شاگرد ہو گئے۔

مصحفیؔ لکھتے ہیں:-

مرزا مغل نام تھا۔ فریادؔ تخلص فرماتے تھے، یہ بیٹے تھے مرزا علی نقی بن آغا رضائی کرمانی کے۔ ان کے بزرگ، ولایت سے شاہجہاں آباد آکر آباد ہو گئے تھے پہلے پہل یہ مرثیہ وسلام کہا کرتے تھے پھر ایک نظر افسوس ڈالتے تھے۔ پھر ایک دو سال بعد میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

نے اُن سے پوچھ کہا تو اپنا رنگ بدلا پھر غزل کہنی شروع کر دی۔ عمر بائیس سال ہوگی، عمر نے وفا نہیں کی ورنہ بلند مقام پر چلے جاتے۔ (ریاض الفصحیٰ)

فریاد مدت تک الہ آباد کے محکمہ رجسٹری میں پیشکار رہنے کے بعد اپنے وطن لکھنؤ آ گئے تھے لیکن اس کے بعد بھی الہ آباد کا آنا جانا بند نہ ہوا تھا۔ اس کے دو سبب تھے، اول یہ کہ ان کے ماموں مرزا بندہ علی بیگ یہاں منشیٔ عدالت تھے، دوسرے یہ کہ خود ان کا سلسلۂ ملازمت وہاں ہونے کی وجہ سے اکثر حضرات سے دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے تھے۔

تذکرۂ شوکت نادری، مرزا کلب حسین خاں نادؔر نے اپنے الہ آباد کے زمانۂ قیام میں ۱۲۴۷ھ/ ۱۸۳۱ء میں تصنیف کیا تھا۔ اس وقت فریاؔد لکھنوی بھی الہ آباد میں بسلسلۂ ملازمت قیام پذیر تھے۔ اس وقت فریاؔد لکھنوی تقریباً ۳۵ برس کے جوان تھے۔ جب نادؔر نے اُن کا حال لکھا:

مرزا مغل نام ہے، آپ کا وطن لکھنؤ ہے، اس شہر (الہ آباد) میں ان کے ماموں مخدومی مرزا بندہ علی، جو عدالت کے منشی ہیں، ان کے ساتھ قرابت کی وجہ سے اور نیز روزگار کے تعلق سے کہ پہلے پیشکار عدالت رجسٹری تھے، قیام رکھتے ہیں، میاں مصحفؔی کے شاگردوں میں سے ہیں اور نیز چند روز تک اپنی غزلیں استادِ زماں جناب شیخ امام بخش ناسخؔ کی خدمت میں گزران کر کافی فائدہ اٹھایا ہے۔ حقیقت میں آپ کا ہر مصرع سخن پروری کی جان ہے اور آپ کا ہر شعر معنی گستری کی روح ہے، آپ کے بعض اشعار جو جستہ جستہ دستیاب ہوئے ان اوراق میں لکھے جاتے ہیں:۔

تمام رات جو کرتا ہے شور و غل فریاد
جدا ہے یار سے کیا مرزا مغل فریاد

''دیوانِ غریب'' ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء میں کلب حسین نادؔر نے ترتیب دیا۔ اس تذکرے میں ایک غزل فریاؔد لکھنوی کی بھی ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۲۳۴ھ سے پہلے مصحفی نے ۲۲ برس کا لکھا ہے۔

۱۲۴۷ھ میں فریاد نوکری سے سبکدوش ہو چکے تھے۔ ظاہر ہے کہ ۳۵ برس سے زیادہ کی عمر ہوگی۔ افسر امروہوی نے غلط لکھا ہے۔

کلب حسین خاں نادر کا بیان ہے کہ فریاد کا کلام بہت اچھا ہوتا ہے اور وہ صاحب دیوان شاعر ہیں۔ ۱۲۶۹ھ سے قبل وفات پائی۔ فریاد نے دو دیوان یادگار چھوڑے ہیں لیکن محسن علی نے ''سراپا سخن'' میں لکھا ہے ایک دیوان کی ہر غزل تین شعر کی ہے۔

دل بھی مرے احوال کا پرساں نہیں ہوتا ۔۔۔ افسوس کہ کوئی مرا خواہاں نہیں ہوتا
رسوائیاں کیا کیا ہوئیں گھر جانے سے اس کے ۔۔۔ اس پر بھی تو اے دل تو پشیماں نہیں ہوتا

نہ جیتے جی تو غم عشق سے فراغ ملا ۔۔۔ گر ایک داغ ہوا بہ تو اور داغ ملا
وہاں بھی مشتعل ایک شعلہ جدائی تھا ۔۔۔ لحد میں بھی نہ ہمیں رنج سے فراغ ملا
جو شمع بزم حریفاں ہوا زمانے میں ۔۔۔ اسی کو سب نے جلایا اسی کو داغ ملا
کہیں گے حالِ دلِ غمزدہ ہم اے فریاد ۔۔۔ کسی جو اس ستم ایجاد کا دماغ ملا

خال اُس روئے کتابی پہ نمایاں دیکھا ۔۔۔ بچۂ زاغ پہ حافظ قرآں دیکھا

دن رات آتش غم بھڑکے ہے تن کے اندر ۔۔۔ شعلے بھر گئے ہیں کچھ میرے بدن کے اندر
کس کے بدن کی نکہت لائی صبا چمن میں ۔۔۔ پھولے نہیں سماتے گل پیرہن کے اندر
کیا احتیاج ہم کو شمع مزار کی ہے ۔۔۔ داغ جگر ہے اپنا روشن بدن کے اندر

جب تب پڑتے ہیں پائے رہرواں بالائے سر ۔۔۔ کارواں کے ہیں روانہ کارواں بالائے سر
ماہتاب حسن ہے یا چہرۂ پُر نور ہے ۔۔۔ موتیوں کی مانگ ہے یا کہکشاں بالائے سر
اس وفور گریہ میں حاصل ہو کیا دیدار یار ۔۔۔ کب نظر آئے جو پانی ہو رواں بالائے سر
یہ نہ سمجھے کوئی میں نے سر پہ یہ رکھے ہیں بال ۔۔۔ آتش فرقت ہے سینے میں دھواں بالائے سر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

گو تعلّی ہے عدو میں پر سخن سنجی کہاں　　بے سخن ہے شمع کی جیسے زباں بالائے سر

ایک سے ہے ایک اعلیٰ قدرت اللہ ہے
دیکھ فریاد آسماں کے آسماں بالائے سر

کس طرح لوں میں زلف گرہ گیر ہاتھ میں　　ڈرتا ہوں، پڑ نہ جائے یہ زنجیر ہاتھ میں
یہاں مچھلیوں کو مثلِ سمندر نہیں گزند　　یہ آتشِ حنا کی ہے تاثیر ہاتھ میں
سودائے مارِ زلف طبیبو یہ سر میں ہے　　سم ہو کر کبھی جو لوں عرقِ شیر ہاتھ میں
وہ بدنصیب ہوں میں گلستانِ دہر میں　　مانگوں جو گل تو خار دے تقدیر ہاتھ میں
منکر نکیر کو یہ دکھاؤں گا بعد مرگ　　رکھتا ہوں اس لیے تری تصویر ہاتھ میں
سر پیشِ طاقِ ابروئے جاناں جھکا دیا　　طاقت نہ پائی جب دمِ تکبیر ہاتھ میں
فریاد جس طرح سے حنا میں ہے یار کے　　موسیٰ کے اس طرح نہیں تنویر ہاتھ میں

آئینہ کیا لے بھلا وہ ماہ طلعت ہاتھ میں　　دیکھتا ہے آئینہ ساں اپنی صورت ہاتھ میں
ساقیا میں کیا کروں تیرے مئے گلرنگ کو　　بادۂ عرفاں لیے ہے یاں جامِ وحدت ہاتھ میں

چھینکے ہے سدا سنگِ ستم چرخِ ستمگر　　فریاد کہیں شیشۂ دل چور نہ ہو جائے

دل یہ بھرا کہ جوش میں آنسو ٹپک گئے　　ساغر ہماری چشم کے آخر چھلک گئے
جانا تھا سوئے کعبہ، گئے دیر کی طرف　　مست مئے جنوں تھے ہم، آخر بہک گئے
تاثیر اُس کے دل میں نہ کی، غم یہی رہا　　گو نالہ ہائے نیم شبی تا فلک گئے
فریاد کیا کریں نہ رہا ایک بھی رفیق　　اور اپنے پاؤں پہلی ہی منزل میں تھک گئے

ریاض الفصحا.....ص ۲۴۰، خوش معرکۂ اول ۴۲۶، شوکت نادری قلمی، گلشنِ بے خار.....
ص ۱۴۹، سراپا سخن ۱۰، ۱۹۷، سخن شعرا.....ص ۳۶۷، دیوانِ غریب.....ص ۳۵۴۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

فصیح

میرزا جعفر علی

میرزا جعفر علی نام، فصیحؔ تخلص، میرزا ہادی علی کے بیٹے تھے، ناسخؔ کے شاگردوں میں بہ حیثیت مرثیہ گو عظیم شہرت حاصل کی اور بلند مرتبے پر فائز ہوئے۔

مصحفی لکھتے ہیں:-

مرزا جعفر علی نام، فصیحؔ تخلص، فیض آباد میں پیدا ہوئے سن ایک ہزار ایک سو چھیانوے میں جب دو سال کی عمر میں مع والدین واقربا شاہجہاں آباد جو بزرگوں سے وطن چلا آرہا تھا، اُسے چھوڑ کر لکھنؤ آباد ہو گئے۔ قوم قریش اولادِ عقیل بن ابی طالب سے شجرہ ہے، ان کے بزرگ ایران میں تھے لہٰذا میرزا نام سے مشہور ہو گئے۔ ان کی والدہ سیدانی تھیں اور جو کچھ کلام کہا ہے امام بخش ناسخؔ کی نظر سے گزرا ہے بلکہ ان کو استاد بنایا ہے۔ مرثیہ گوئی میں بڑا نام حاصل کیا ہے علم عروض اور قافیہ میں ماہر تھے اور کتب حدیث اور دینیہ میر دلدار علی کے صاحبزادے مولانا سید محمد دام ظلہٗ سے پڑھی تھیں ایک بار ائمہ معصومین کی زیارت سے سرفراز ہوئے ہیں، پھر کلکتہ چلے گئے تھے۔ (ریاض الفصحا)

فصیحؔ کے خاندانی حالات:

میرزا الطاف حسین عالم لکھنوی لکھتے ہیں:-

میرزا جعفر علی فصیحؔ حضرت مالک اشتر صحابی حضرت امیر المومنین حضرت علیؑ کی نسل میں تھے۔ فصیحؔ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے، میرزا جعفر علی فصیحؔ ابن مولانا میرزا ہادی علی ابنِ مولانا میرزا عون ابنِ مولانا میرزا نور ابنِ مولانا میرزا شمس ابنِ مولانا طاہر اصفہانی اور میرزا طاہر اصفہانی کا سلسلۂ نسب حضرت مالکِ اشتر پر منتہی ہوتا ہے......

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

میرزا اشرف علیل ہوئے اور بغرض تبادلۂ آب وہوا عراق سے کشمیر تشریف لائے چند ہی روز میں انھیں صحت کاملہ ہوئی تو موصوف نے کشمیر ہی میں قیام کیا۔ میرزا اشرف کے صاحبزادے میرزا انور اور ان کے صاحبزادے میرزا عون اور ان کے فرزند مولانا میرزا ہادی علی اور ان کے فرزند میرزا جعفر علی فصیحؔ یہ سب کشمیر ہی میں پیدا ہوئے۔۔۔۔۔

میرزا فصیحؔ کے دادا مولانا میرزا عون کے دو صاحبزادے تھے ایک مولانا میرزا اسمٰعیل اور دوسرے میرزا ہادی علی، ان دونوں کو غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ نے بذریعۂ نواب معتمد الدولہ آغا میر، کشمیر سے طلب کیا، اس لیے کہ ان کی شہرت جملہ علوم میں ہو چکی تھی۔ مولانا اسمٰعیل اپنے فرزند میرزا مہر علی اور میرزا ہادی علی اپنے فرزند میرزا جعفر علی فصیحؔ کے ساتھ وارد لکھنؤ ہوئے۔۔۔۔ بادشاہ اودھ نے مفتی گنج میں آراضی مکان بنانے کے لیے عطا فرمائی اور مبلغ تین سو روپیہ ماہوار وظیفہ معین کیا۔۔۔۔

میرزا فصیحؔ اور ان کے چچازاد بھائی میرزا مہر علی دونوں ساتھ ہی حج بیت اللہ کے لیے گئے تو میرزا مہر علی بعد حج اصفہان چلے گئے اور میرزا فصیحؔ نے مکّے ہی میں خانہ کعبہ کی مجاورت اختیار کر لی اور ان کے دونوں صاحبزادوں کا بھی مکّے ہی میں قیام رہا اور وہیں انتقال فرمایا اور لاولد تھے۔ میرزا فصیحؔ سے اور زعفر جن سے خاصی ملاقات تھی جس کی شہادت تذکرہ دے رہے ہیں اور ہندوستان میں سیکڑوں مرثیے زبان زد خاص وعام ہیں اسی طرح عجم میں بھی ان کی مصنفات کی مقبولیت ہے۔ ان کے ایک صاحبزادے کا نام میرزا محمد ہادی اور دوسرے کا نام میرزا محمد علی تھا یہ دونوں صاحبزادے بھی مجاورِ خانۂ کعبہ تھے۔" (فردوسِ ولا)

میرزا الطاف حسین عالم لکھنوی لکھنؤ کے بلند پایہ عالم تھے اور بہت اچھے شاعر بھی تھے ظاہر ہے وہ اپنے خاندانی حالات زیادہ مستند بیان کر سکتے تھے، میرزا فصیحؔ اُن کے دادا کے سگے بھائی تھے لیکن دو باتیں انھوں نے انتہائی غلط لکھی ہیں۔ فصیحؔ مالک اشتر کی اولاد تھے اور وہ کشمیر میں پیدا ہوئے۔ قدیم تذکروں کی روشنی میں یہ قابل قبول نہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہیں۔ شجرۂ نسب دیکھنے سے خاندان کا مکمل اندازہ ہو جاتا ہے۔

فصیح کی ولادت:

مصحفی لکھتے ہیں۔ "فصیح کی ولادت فیض آباد میں ۱۱۹۶ھ/ ۱۷۸۱ء میں ہوئی (ریاض الفصحا) میرزا الطاف حسین عالم لکھنوی جو فصیح کے پوتے ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ فصیح کشمیر میں پیدا ہوئے (فردوس ولا)

فصیح کا شجرۂ نسب:

مصحفی نے فصیح کے شجرۂ نسب کے سلسلے میں لکھا ہے کہ یہ قوم قریش اور اولادِ حضرت عقیل ابن ابی طالب علیہ السلام سے ہیں۔ چوں کہ ان کے بزرگ ایران میں رہتے تھے اس لیے میرزا مشہور ہوئے۔ ان کی ماں سیدانی تھیں (ریاض الفصحا)۔ میرزا الطاف حسین عالم لکھنوی کہتے ہیں "فصیح حضرت مالک اشتر کی نسل میں تھے"

(فردوس ولا)

فصیح کا وطن اور دیگر حالات:

مصحفی لکھتے ہیں "فصیح سترہ سال کے سن میں اپنے والدین اور عزیزوں کے ساتھ لکھنؤ سے دہلی گئے جو ان کے بزرگوں کا وطن تھا۔ چند سال کے بعد دہلی سے پھر لکھنؤ آئے"۔ (ریاض الفصحا) شاہ عظیم آبادی کا بیان ہے کہ "آپ کا خاندان مرزایان دہلی میں ممتاز تھا، آپ کے جدِّ اعلیٰ اعظم شاہ خلف دوم اورنگ زیب بادشاہ کی فوج میں ملازم تھے، جب اعظم شاہ نے بعد باپ کے اپنے بھائی سلطان اعظم سے کامل شکست کھائی اور میدان جنگ میں قتل ہو گئے تو زمانہ ناموافق ہوا بہتیرے شرفا نے عفو تقصیر کروا کے بہادر بادشاہ کی ملازمت کر لی، مگر سینکڑوں ہی مرزازادگانِ بامروت گھر میں فاقے کرتے رہے مگر بہادر شاہ کی نوکری نہ کی۔ مرزا فصیح کے پدر بزرگوار بہ تلاشِ روزگار

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نواب شجاع الدولہ کے زمانے میں لکھنؤ آئے اس زمانے میں شرفا کا یہ جوہر تھا کہ بقدر کافی استعداد اور ساتھ اُس کے کوئی نہ کوئی فن ایسا جانتا ہو کہ اس کی طرف منسوب ہو جائے، آپ کے والد ماجد خوش نویس، بیراک اور پھکیت تھے، حکیم رونق علی کے یہاں ملازم ہو گئے"۔ (فکرِ بلیغ)

میرزا الطاف حسین عالم لکھنوی لکھتے ہیں کہ فصیح کے اجداد میں سے ایک بزرگ میرزا اتش عراق سے کشمیر آئے اور کشمیر ہی میں مستقل قیام کیا۔ میرزا اتش کے صاحبزادے میرزا انور اور اُن کے صاحبزادے میرزا عون اور اُن کے فرزند مولانا میرزا ہادی علی اور اُن کے فرزند میرزا جعفر علی فصیح یہ سب کشمیر ہی میں پیدا ہوئے (فردوس ولا)

میرزا فصیح کے چھوٹے بھائی میرزا نجف علی بلیغ کے پروتے نجم آفندی کا بیان قابل غور ہے، آفندی لکھتے ہیں:-

"قومیت کے لحاظ سے میں ترک ہوں جو ہندوستان میں مغل اور مرزا کہلائے، میرے جدِّ اعلیٰ مرزا نجف علی بلیغ تھے جو مرزا جعفر علی فصیح کے چھوٹے بھائی تھے ان دونوں سے چھوٹے بھائی ایک اور تھے جن کا نام میرے ذہن میں نہیں رہا، غالباً صبیح تخلص تھا۔ یہ مرزا فصیح کے ساتھ مکہ معظمہ چلے گئے تھے، انھیں کے اخلاف میں سے ایک بزرگ ہندوستان آئے تھے جب میری ڈھائی یا تین سال کی عمر تھی اور کچھ دن ہم لوگوں کے ساتھ قیام کیا تھا"۔ (انجم صفحہ ۲۶۹)

ان متضاد بیانات سے صرف ایک بات واضح ہوتی ہے کہ میرزا فصیح کے خاندان کا گہرا تعلق عرب، ایران، عراق، ترکی، کشمیر، دہلی، لکھنؤ اور فیض آباد سے تھا، اس سلسلے میں سیّد معز الدین قادری کا بیان بھی ملاحظہ ہو:-

"میرزا فصیح کے والد میرزا محمد ہادی فیض آباد کے محلے مغل پورہ میں رہتے تھے، میرزا محمد ہادی کے تین لڑکے تھے، ایک میرزا جعفر علی فصیح دوسرے میرزا نجف علی بلیغ اور تیسرے صبیح۔ میرزا جعفر علی فصیح کا زمانہ واجد علی شاہ کے والد امجد علی شاہ کا زمانہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تھا، میرزا فصیح سے ان کے قریبی تعلقات بھی تھے۔اب یہ خاندان فیض آباد سے لکھنؤ منتقل ہو چکا تھا۔امجد علی شاہ نے میرزا فصیح سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ تخت نشین ہوگئے تو انھیں منصب وزارت پر مامور کریں گے۔نصیر الدین حیدر کے بعد اُن کے حقیقی چچا ۱۸۴۲ء تک حکومت کرتے رہے ان کے بیٹے امجد علی شاہ ۱۸۴۲ء میں ان کے انتقال کے بعد سریر آرائے تخت سلطنت ہوئے ،میرزا فصیح نے اسی سال حج وزیارت کا عزم کر کے زادِ سفر ٹھیک کر لیا تھا اور بمبئی کے لیے روانہ ہو چکے تھے ،جب امجد علی شاہ کو اس کی اطلاع ملی تو انھوں نے حسب وعدہ میرزا جعفر علی فصیح کو منصب وزارت پر مامور کرنے کے لیے طلب کیا ،آدمی دوڑائے گئے لیکن اس مرد خدا نے جواب میں کہلوایا کہ میں ایک ایسے بادشاہ کے پاس جارہا ہوں جس کے آگے آپ بھی سر جھکاتے ہیں ،میری واپسی کسی صورت میں بھی ممکن نہیں ہے ،البتہ میں آپ کے لیے دعا کروں گا۔امجد علی شاہ نے ایک خطیر رقم بھیجوائی جس سے میرزا فصیح نے حرم کے قریب ''قرارہ'' محلے میں ایک دو منزلہ مکان بنوایا اور اس کو زائرین کے قیام کے لیے وقف کیا ،نواب عنایت جنگ نے اس مکان کو دیکھا ہے ،ابن سعود کے زمانے میں اس مکان کو شہر کی توسیع کے پلان میں شریک کر لیا گیا۔میرزا فصیح حرم مقدس پہنچے اور وہیں کے ہورہے'' (اسرار و افکار) نجم آفندی نے اپنے ایک شعر میں اشارہ کیا ہے کہ میرے بزرگوں کا وطن فیض آباد ہے:-

مرے بزرگوں کا اصلی وطن ہے فیض آباد
مجھے بھی شوق تھا دیکھوں میں یہ درو دیوار

فصیح کی تعلیم و تربیت اور علمی استعداد:

مصحفی لکھتے ہیں۔''انھوں نے مرثیہ گوئی میں نام پیدا کیا علم عروض وقافیہ میں بھی یدطولیٰ رکھتے ہیں، حدیث اور دینی کتابیں جناب مستطاب میر دلدار علی (غفران

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تاب) ولد سید محمد دام ظلہ سے پڑھیں''۔ (ریاض الفصحا ۲۵۳،)

شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں ''میرزا جعفر علی پانچ ہی برس کے تھے کہ پورا قرآن اور بعض فارسی کی کتابیں پڑھ لیں، حکیم صاحب کو ان کا ذہن وذکا دیکھ کر محبت ہوگئی، خود پڑھانے لگے، ساتویں برس فارسی عبارت خاصی طرح لکھنے لگے، بارھویں برس شفیق باپ نے مختلف فاضلوں سے عربی پڑھوائی، ہنوز کتابیں ناتمام تھیں کہ باپ رحلت کر گئے............مولانا مرزا کاظم علی ایک نامی مجتہد تھے اور مشہور زاہد اور معرفتِ الٰہی میں بے نظیر تھے فصیحؔ ان کی صحبت میں رہنے لگے، اُن کی صحبت میں اصول فقہ و حدیث میں دستگاہ حاصل کی، کلام میں بھی معرفتِ الٰہی کی جھلک پیدا ہوگئی۔ (فکر بلیغ)

فصیحؔ کی شاعری کا آغاز اور ناسخ سے تلمذ:

مصحفی لکھتے ہیں ''جو کچھ بھی کہا اس پر شیخ امام بخش ناسخ سے اصلاح لی، بلکہ اُن کے شاگردوں میں سرفہرست ہیں (ریاض الفصحا)

بقول شاد عظیم آبادی بارہ برس کی عمر میں شعر کہنے لگے تھے، شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

علامہ تفضل حسین خاں نے ان کی بسر اوقات کے لیے بیس روپے ماہوار مقرر کر دیا، طبع موزوں کب چین سے بیٹھنے دیتی تھی، شعر بھی کہنے لگے، نواب مظفر حسین خاں کمبوہ کی نظرِ عنایت ان پر بہت تھی، یہ بزرگ بڑے دین دار اور ذی علم تھے، غزل گوئی پر راغب پا کر ان کو منع کیا اور کہا کہ میاں تمہاری طبیعت غزل گوئی پر مائل ہے، تمہاری زبان بھی فصیح ہے، بس یہی تخلص رکھو اور مرثیے کہو، میر ضمیرؔ کے مرثیے کی شہرت تھی، انھوں نے بھی مرثیے کہنے شروع کر دیے، آمدِ مضمون کا یہ حال تھا کہ ایک ہی نشست میں پورا مرثیہ کہہ دیتے تھے بعض بے تکلف دوستوں نے کہا کہ تم مرثیے تو خوب کہنے لگے مگر کلام میں میر ضمیر کی تقلید پائی جاتی ہے، تم حقیقت میں بھی فصیح ہو پھر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اپنا طرز الگ کیوں نہیں رکھتے۔ ان کے دل کو یہ بات لگ گئی۔ اب جو مرثیے کہے تو فی الواقع اپنا طرز و انداز اسی قدر جداگانہ کرلیا کہ سننے والے فوراً فرق کر لیں"۔ (فکر بلیغ)

تاجور نجیب آبادی نے آغاز شاعری اور تلمذ کے سلسلے میں لکھا ہے کہ۔ "میرزا فصیح کو پندرہ برس کی عمر میں شعر گوئی کا شوق ہوا، خواجہ محمد جعفر مخمور کی وساطت سے شیخ غلام ہمدانی مصحفی کی خدمت میں اصلاح سخن کے لیے گئے۔ حسنِ اتفاق سے اس روز مصحفی سے ملاقات نہ ہوئی، آپ کے شوق نے تحریک کی اور اس روز ناسخ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ناسخ نے فرمایا تمہاری غزل تو سلام کا رنگ رکھتی ہے، ہر شعر تنبیہ ہے، بہتر ہے کہ تم مرثیہ یا سلام کہا کرو، اس روز سے سلام و مرثیہ کہنے لگے

(پیامِ زندگی جلد اول صفحہ ۷۶)

شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

"بعض نے لکھا ہے کہ مرزا فصیح بھی ناسخ کے شاگرد تھے، میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ کیا سمجھ کر ناسخ مرحوم کے شاگرد ہوئے ہوں گے۔ جب اُن کی زبان آبِ کوثر سے دھلی ہوئی اور وہ علما کہیں درجۂ عالی رکھتے ہیں۔ بلکہ جناب معتمد الدولہ آغا میر شاگرد ناسخ کی وزارت کے زمانے میں جہاں اور اور باکمال نام کے شاگرد ہوئے تھے شاید یہ بھی ہو گئے ہوں گے"۔ (فکر بلیغ)

فصیح اور ناسخ:

فصیح اپنے استاد شیخ ناسخ سے بہت زیادہ عقیدت رکھتے تھے اور استاد پر کیے گئے اعتراض پر دفاع کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ فصیح کی اس عقیدت کا اندازہ اس واقعے سے بخوبی ہو جاتا ہے جو سعادت خاں ناصر نے "خوش معرکۂ زیبا" میں لکھا ہے۔

"مرزا محسن لکھنؤ کے امیروں میں تھے اچھا شاعرانہ ذوق رکھتے تھے، مرزا حاجی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کے بھائی تھے، مرزا محسن اکثر ناسخ کے کلام پر اعتراض کرتے رہتے تھے، انھوں نے ناسخ کے حسب ذیل شعر پر دو اعتراض کیے:-

سوز تا کم ہو نہ میرے سینے کے ناسور کا
یار نے مرہم بنایا شمع کے کافور کا

پہلا اعتراض تو یہ تھا کہ شمع کافوری حقیقتاً نہیں ہوتی ہے بلکہ سفید و براق ہونے کی وجہ سے شمع کو کافور کے ساتھ نسبت دی جاتی ہے لہٰذا کافور شمع سے مرہم بنانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ محبوب کا خاصہ ستم سازی ہے نہ کہ مرہم سازی، ان دونوں اعتراضوں میں جو تکلف ہے وہ ظاہر ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ان اعتراضات نے معرکہ آرائی کی صورت اختیار کر لی تھی، غالباً اس کی وجہ یہ رہی ہوگی کہ ایک اہم شاعر و امیر کا اعتراض ناسخ جیسے شاعر پر تھا، غالباً ان اعتراضات کا براہ راست جواب دینا ناسخ نے اپنی شان کے خلاف سمجھا لیکن ناسخ کے شاگرد رشید مرزا جعفر علی فصیح نے باقاعدہ اہتمام کے ساتھ اعتراض کے جواب کا انتظام کیا۔ پہلے تو انھوں نے لکھنؤ کے ایک کہن سال شمع ساز کو ڈھونڈ کر اپنے ساتھ لیا اور مرزا محسن کے پاس پہنچے، اس شمع ساز نے گواہی دی کہ میں شمع کافوری بناتا ہوں اور شمع میں حقیقتاً کافور کی آمیزش کی جاتی ہے اور پھر فصیح کے بھائی (میرزا اصادق علی شرر) نے غنی کاشمیری کا حسب ذیل شعر سند کے واسطے پڑھ دیا:-

سوزِ داغِ ما دفع نشد از مرہم
گرمی شمع ز کافور نمی گردد کم

دوسرے اعتراض کا جواب فصیح نے یہ دیا کہ مرہم سازی کا سبب خود شعر سے ظاہر ہے یعنی مرہم سازی راحت رسانی کے لیے نہیں بلکہ مزید ایذا رسانی اور ستم رسانی کے لیے ہے اور اگر مرزا محسن نہ سمجھیں تو اس کا جواب نہیں ہے"۔

(خوش معرکۂ زیبا، ناسخ تجزیہ و تقدیر)

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

فصیح کو جس قدر اپنے استاد سے الفت تھی اسی قدر ناسخ بھی فصیح کی قدر کرتے تھے اوران کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرتے تھے۔ ناسخ فصیح کے کلام کے معترف تھے۔ زاہد سہارنپوری (شاگرد امیر مینائی) نے اس سلسلے میں ایک واقعہ لکھا ہے:-

''شیخ ناسخ ایک دن ایک کاغذ ہاتھ میں لیے دیکھ رہے تھے محمد رضا برق نے پوچھا کہ شیخ صاحب کیا شے ہے انھوں نے کہا کہ مرزا فصیح کا مرثیہ ہے، برق بجلی کی طرح چمک کر بولے کیا مرزا فصیح کا کلام ایسا کب سے ہوا کہ آپ اس طرح سرہلا رہے ہیں، شیخ صاحب نے کہا کہ اپنے فن میں آج یہ شخص یکتائے روزگار ہے اور یہ اسی کا حصہ ہے، برق نے کہا کہ ایسی تو کوئی بات پائی نہیں جاتی، شیخ ناسخ نے مرثیہ پھاڑ کر آدھا ان کو دے دیا اور کہا کہ آگے لکھوا لاؤ، انھوں نے لکھا اور لے کر آئے شیخ ناسخ نے سرِ مجلس پڑھوا دیا، جہاں تک میرزا فصیح کا کلام تھا، واہ، واہ، سبحان اللہ، گریہ وبکا سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی، جب ان کا اپنا کلام شروع ہوا تمام مجلس کی مجلس مدھم پڑ گئی اور کسی کی آواز نہ نکلی، آخر ایک منچلے نے کہا کہ میرزا فصیح کے کلام میں بھی جوڑ لگنے لگے، شیخ ناسخ نے اُن کی طرف دیکھا یہ خاموش ہو گئے اور قائل ہوئے کہ حقیقت میں میرزا فصیح کیا ہیں، فصاحت کا اُن پر خاتمہ ہے''۔ (تذکرۂ شاعرانِ مرثیہ گو دہلی)

فصیح کے سفر:

مصحفی لکھتے ہیں:-

''ایک بار ائمہ معصومین کی زیارت کے لیے (عراق) گئے تھے، اب پھر اسی ارادے سے کلکتے کی طرف گئے ہیں'' (ریاض الفصحا)

مصحفی نے فصیح کے دو سفروں کا ذکر کیا ہے، پہلے سفر کی تصدیق شاد عظیم آبادی کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔ پہلا سفر فصیح نے تیس برس کے سن میں کیا تھا یہ ۱۲۲۶ھ / ۱۸۱۱ء میں پیش آیا ہوگا، شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

''تیس برس کی عمر تھی کہ پہلے پہل سفرِ عراق پیش آیا، ..... عراق عرب سے پھر مشہد (ایران) گئے، راستے میں اصفہان و شیراز نامی شہروں میں ٹھہرے، پھر اُدھر سے ہرات اور افغانستان ہو کر تین چار برس بعد لکھنؤ پہنچے''۔ (فکرِ بلیغ)

فصیح نے دوسرا سفر ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء میں کیا، مصحفی نے آخر میں اسی سفر کا تذکرہ کیا ہے کہ کلکتے کی طرف گئے ہیں، شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

''اب تو حضرت (فصیح) کو اس سفرِ سعادت اثر کی ایسی چاٹ پڑی کہ اس زمانے کی لکھنؤ کی بہار بھی اس کے آگے نظر میں نہ جچتی تھی۔ مشکل سے ایک دو برس قیام کیا پھر چل کھڑے ہوئے، عراق، عرب، ایران میں اتنے دنوں تک سیر کی تھی کہ باعتبارِ عربی و فارسی زبان کے عرب ہوں یا ایرانی پہچان نہ سکتے تھے کہ یہ ہندی ہیں۔ باوجود اس مزاولت و کثرت قیام ملک غیر کے اردو زبان ان کی اتنی فصیح اور شفاف ہے کہ اس اعتبار سے وہ اپنے ہم عصر شعراء سے کچھ آگے ہیں''۔ (فکرِ بلیغ)

فصیح نے عراق اور عرب کا دوسرا سفر جب اختیار کیا تو پورا خاندان ساتھ تھا، زیارت کی غرض سے دوسری مرتبہ کلکتے ہو کر گئے، کلکتے میں اُن کے ایک جوان فرزند میرزا محمد کاظم نے انتقال کیا، ناسخ نے قطعۂ تاریخ کہا ہے جو ان کے دیوان میں موجود ہے یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء کا ہے۔

زکلکتہ بہ جنت رفت کاظم   قرار و صبر باہم بروائے وائے
چنیں سالِ وفاتش کلکِ ناسخ   رقم بنمود کاظم مُرد وائے وائے
۱۲۳۳ھ

فصیح کے ایک سفر کا ذکر مولانا آغا مہدی نے کیا ہے لکھتے ہیں:-

''۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۱۴ء میں میرزا فصیح شاعر نے شام، حجاز، ممالکِ عرب کے سفر میں ایک مجسمہ سنگی کو شب عاشورا اشک بار دیکھا چنانچہ حالاتِ سفر میں اُن کا یہ شعر ملاحظہ ہو:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

قتل کی شب روم میں روتا ہے اک پتھر کا شیر
دیکھنا حضرت کے غم نے سنگ میں تاثیر کی

(بحوالہ۔ تاریخ شیعہ صفحہ ۱۳۷)

مولانا آغا مہدی مرحوم نے فصیح کے ایک اور سفر کا تفصیلی ذکر اس انداز سے کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:-

''میرزا فصیح مرحوم ومغفور ایک باکمال شاعر، مذہب جعفری کے عالم ومناظر تھے جو اپنی وسیع معلومات سے عمر بھر خدمت دین انجام دیتے رہے وہ زمانہ جب پردیس میں سفر سقر تھا اور ہر گام پر مشکلات، قزاقوں پر جنگل سے گزر اور بحری راہ میں دودی جہاز پر سوار ہونا لازم وملزوم تھا ان کی دین داری اور بلند ہمتی کا نتیجہ تھا کہ اس وقت سیزدہ معصومین علیہم السلام کی زیارت قبور سے مشرف ہوئے اور وطنی زندگی سے بہت کم لطف اٹھایا۔ عربستان میں ان کے پہلے سفر کا واقعہ ہے کہ ایک جن سے ملاقات ہوگئی اس سے کربلا کے مفصل واقعات دریافت کیے اور اس کی ترجمانی کو نظم کا جامہ پہنا کر مرثیہ تیار ہوا جس کا مطلع تھا:-

''جب کہ شبدیز قلم کرنے لگا جولانی''

لکھنؤ پہنچ کر بڑی امیدوں کے ساتھ مجلس پڑھی نیا مرثیہ سنایا، نکتہ چیں حاضرین نے داد دینے کے بجائے مذاق اڑایا کہ حج وزیارت کے لیے گئے تھے کیا اچھا قصہ سنایا، محنت رائیگاں جانے پر دلی صدمہ ہوا اور ہوائے وطن مخالف پا کر پھر عازم زیارت ہوئے۔ مقدر کی تابندگی نے پھر حائر امام میں پہنچایا اور اپنی شکستہ دلی کا بھرپور اظہار کرتے ہوئے وہی مرثیہ ضریح مظلوم کربلا میں ڈال دیا اور رو رو کر عرض کیا کہ مولا یہ مرثیہ میرے کام کا نہیں، اگر یہ مرثیہ صحیح ہے تو اس پر دستخط کر دیجیے یا کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ لوگ اس کا اعتبار کرنے لگیں، گریہ گلو گیر ہوا اور روتے روتے غنودگی طاری ہوئی خواب میں دیکھا کہ آقائے مظلوم قبر سے باہر تشریف رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں میرزا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

فصیحؔ مرثیہ اٹھا لو ہم نے اس پر اپنے دستخط کر دیے اب لوگ اس کا اعتبار کریں گے اگر اب بھی لوگ اعتبار نہ کریں تو جو چیز میرے جسم سے مس ہو جاتی ہے اُس کو آگ نہیں جلاتی تم اُس کو بلا تکلف آگ میں ڈال دینا، آگ اپنا کام نہ کرے گی۔ میرزا فصیحؔ نے مرثیہ اُٹھایا تو اس پر سبز روشنائی سے ایک عربی عبارت لکھی تھی اور "حسینؑ ابن علیؑ" بطور دستخط ثبت تھا۔ لکھنؤ آکر اس مرثیے کو دوبارہ تعارف کے بعد پڑھا۔ معترضین نادم و پشیمان ہوئے، آہ اور واہ سے مجلس معمور ہوئی اور جب مرثیے کو نذرِ آتش کرنا چاہا آگ جلا نہ سکی۔ فصیحؔ کے بعد دوسرے مرثیہ گو حضرات نے بھی اپنے سلام میں سرکارِ حسینیؑ میں استدعا کی ہے کہ مولا میرے کلام پر صاد کیجیے یہ معروضہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ خان بہادر نواب سید مظفر علی خاں رئیس جانسٹھ نے اس مرثیے کو بچشم خود دیکھا اور سرورق پر دستخطِ امامؑ کی زیارت کی اور بہت بڑی رقم پر حاصل کرنا چاہا تھا مگر جس کے پاس یہ صحیفہ تھا اس نے منظور نہ کیا۔ اس سرگزشت کو نواب صاحب کے چشم و چراغ میرے معزز دوست سید سرفراز علی خاں صاحب نے اپنے والد کی زبانی بیان کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ مرثیے کا سرورق اُس زمانے میں غائب ہو گیا اور خیال ہوتا ہے کہ عالمِ بالا کی طرف اٹھا لیا گیا۔ (الحسینؑ بحوالہ الواعظ دسمبر ۱۹۲۹ء لکھنؤ مدرسۃ الواعظین)

مولانا آغا مہدی نے میرزا فصیحؔ کے تین سفروں کی طرف اشارہ کیا ہے، میرزا فصیحؔ کے کلام سے ایک اور سفر کی اطلاع ملتی ہے، ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۷ء میں نصیر الدین حیدر نے معتمد الدولہ کو معزول کر دیا تھا اور وہ آخر عمر میں کانپور جا کر مقیم ہوئے تھے، میرزا فصیحؔ اس زمانے میں مکۂ مکرمہ میں قیام پذیر تھے انھوں نے اپنے ایک سلام میں اس طرف اشارہ کیا ہے:۔

بُلا کے معتمد الدولہ کو وزارت دو
یہ لکھنؤ میں کرامت دکھاؤ اصغرؑ جان

مکۂ مکرمہ میں ہی قیام تھا کہ فصیحؔ نے ۱۲۴۷ھ مطابق ۱۸۳۲ء میں معتمد الدولہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

آغا میر کے انتقال کی خبر سنی اور ایک سلام میں کہا:۔

جہاں میں معتمد الدولہ میرا محسن تھا — کیا بہ زیرِ زمیں اس نے پا تراب حسین
بنا کے خلد میں اک باغ دل کشا بخشو — تخی ہے واں بھی رکھو اس کو کامیاب حسین

لکھنؤ میں فصیح کا مکان:۔

فصیح کے اجداد کو شاہان اودھ نے مفتی گنج لکھنؤ میں رہنے کے لیے زمین دی تھی اور فصیح کا قدیم مکان مفتی گنج ہی میں تھا لیکن بعد میں فصیح نے وزیر گنج میں مکان بنوالیا تھا اور وہیں رہتے تھے، تاجور نجیب آبادی لکھتے ہیں:۔

''میرزا جعفر علی فصیح ساکن محلہ وزیر گنج متصل بگیا شیخ گھاسی (باغ شیخ گھاسی)''

(پیام زندگی جلد اول صفحہ ۶۷)

عبدالرؤف عشرت نے لکھا ہے کہ فصیح کا انتقال لکھنؤ میں ہوا اور اپنے مکان ہی میں دفن ہوئے، وہ لکھتے ہیں:۔

''لکھنؤ میں عروج پایا اور مدت تک کربلائے معلیٰ میں قیام کیا، آخر عمر میں لکھنؤ واپس آئے گھاسی کی بغیا میں دفن ہوئے'' (آب بقا)

مکۂ مکرمہ میں فصیح کا مستقل قیام:۔

شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:۔

''آخر زمانے میں میرزا فصیح نے مکۂ معظمہ میں عقد کرلیا تھا اور آخر عمر میں دس برس قیام رہا۔ آخر اُس مقدس خاک میں اپنی خاک ملادی، اُن کی وجہ سے ہندی حاجیوں کو بہت آرام ملتا تھا'' (فکر بلیغ)

ہندوستان کے حجاج زیادہ تر فصیح کے مہمان ہوتے تھے اور اُن کی مہمان نوازی کا اعتراف وطن واپسی پر کیا کرتے تھے۔ زاہد سہارن پوری (شاگرد امیر مینائی) لکھتے ہیں:۔

Presented By: https://jafrilibrary.com
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

''میرزا فصیحؔ خدا دوست آدمی، صاحبِ علم، صاف زبان لکھتے تھے، شیخ امام بخش ناسخؔ کے شاگرد تھے، کچھ دنوں لکھنؤ میں رہ کر باقی حصہ مکّہ معظمہ میں گزارا، اگر کوئی شخص نیابتاً حج کراتا تھا اُس پر میرزا فصیحؔ صاحب کی گواہی ضرور ہوتی تھی، فقط ایک شعر لکھ دیا کرتے تھے۔

نیابت نامہ را شاہد فصیح است
صحیح است و صحیح است و صحیح است

(تذکرۂ شاعرانِ مرثیہ گو قلمی)

فصیحؔ نے اپنے قیامِ مکّہ کے دوران بہت سے قابلِ قدر کارنامے انجام دیے انھیں خدمات کے بارے میں مولانا سید مظفر حسین سہارن پوری لکھتے ہیں:-

''قبرِ مبارک حضرت ابوطالبؑ و جناب خدیجۃ الکبریٰؑ کی مکّے میں اب تک بے گنبد تھی۔ ہمارے اس زمانے سے کچھ پیشتر یعنی اوسط تیرھویں صدی ہجری میں جناب مغفرت مآب میرزا ابوطالب علی فصیحؔ لکھنوی نے کہ، آخر ایامِ حیات میں ہجرت کر کے مکّہ معظمہ چلے گئے تھے بہ کمال جانفشانی مومنین خالصین کو ترغیب و تحریص کر کے ان دونوں قبروں کے گنبد تعمیر کرائے گویا تمام شیعوں پر بذل احسان کیا۔ اب مومنین نزدیک و دور سے ان حضرات کی زیارت سے مستفید ہوتے ہیں، حق تعالیٰ بہ عوض اس کارِ خیر کے میرزا فصیحؔ صاحب مرحوم کو جنّت الخلد میں گھر عطا فرمائے، واقعی بہت بڑا کام کیا ہے''۔ (تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین صفحہ ۴۶، ۴۷)

فصیحؔ مکّہ معظمہ سے کربلائے معلّی عراق بھی جاتے رہتے تھے۔ کربلا میں بھی انھوں نے دینی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ کمال الدین حیدر لکھتے ہیں:-

''محمد علی شاہ بادشاہِ اودھ (متوفی ۱۲۵۸ھ مطابق ۱۸۴۲ء) نے آغا محمد سوداگر اصفہانی کے ذریعے فصیحؔ کو کئی لاکھ روپے حضرت عباسؑ اور حضرت حرؑ کے روضوں کی مرمت، درستی نہر اور عسکرین میں گنبد طلائی کے لیے بھیجے تھے''۔

(قیصر التواریخ صفحہ ۳۵۲ جلد اول)

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

خانۂ کعبہ میں فصیح کا عہدہ اور خطاب :-

فصیح کا مکان مکہ مکرمہ میں محلہ ''شعب ابوطالب'' میں تھا، اسی مکان میں وہ آخر تک قیام پذیر رہے۔ یہ مکان مروہ کی پہاڑی سے قریب تھا۔ سلام کے ایک شعر میں انھوں نے اس سعادت پر فخر کیا ہے :-

الٰہی کرتا ہوں شکرِ نعمت ، بڑا یہ احساں ہے ربِّ اکبر
کہ میرا مسکن ہے کوہ مروہ ، نصیب ہر دم ہے آبِ زمزم

صفیر بلگرامی نے فصیح کے عہدے کے متعلق لکھا ہے :-

فصیح نے ہمیشہ کے لیے لکھنؤ سے بیت اللہ کو ہجرت کی تھی اور وہاں ''کلید بردار'' ہوئے تھے۔ (جلوۂ خضر صفحہ ۲۵۵)

سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں :-

''خواجہ مکرّم، شیخ الحرم، برگزیدۂ دارین، حاجیِ حرمین، صاحبِ تہلیل و تسبیح مرزا جعفر علی تخلص فصیح''۔ (خوش معرکۂ زیبا)

فصیح کے پوتے نجم آفندی نے راقم الحروف سے بیان کیا تھا کہ میرزا فصیح کے پاس ''شعب ابوطالب'' میں وہ مکان تھا جو حضرت ختمی مرتبت حضورِ اکرم نے عقیل ابن ابی طالب کو ہبہ کر دیا تھا اور حضرت عقیل ہی کو خانۂ کعبہ کا متولی مقرر کیا تھا۔ چونکہ فصیح حضرت عقیل کی نسل میں تھے اس لیے اُن کو حضرت عقیل کا مکان اور عہدہ وراثت میں ملا تھا۔

نجم آفندی اپنی خودنوشت میں لکھتے ہیں :-

''مرزا فصیح نے کعبۃ اللہ اور حاجیوں کی اتنی خدمت کی تھی کہ ترکی حکومت نے ان کو ''آفندی'' کا خطاب دیا جو نسلاً بعد نسلٍ استعمال ہو سکتا تھا''۔ (مجلہ النجم صفحہ ۲۷)

نجم آفندی مرحوم یہ بھی بیان کرتے تھے کہ جب مکہ معظمہ میں میرزا فصیح کا مکان فروخت ہوا تو میرے والد بزم اکبرآبادی کو بھی ایک رقم مکہ معظمہ سے بھیجی گئی تھی۔ نجم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

آفندی کے بیانات کی روشنی میں فصیح کے دوسرے پروتے میرزا الطاف حسین عالم لکھنوی کا یہ بیان کہ فصیح حضرت مالک اشتر کی نسل سے تھے بالکل غلط ثابت ہوتا ہے۔ مصحفی نے بھی "ریاض الفصحا" میں فصیح کو حضرت عقیل ابن ابی طالب کی نسل میں لکھا ہے۔

مکہ معظمہ میں فصیح کی ادبی مشغولیات:

مکہ معظمہ میں فصیح تادم حیات شعروشاعری میں مشغول رہے۔ وہاں انھوں نے سلام اور مرثیے تصنیف کیے اور محرم میں یہ مصروفیات اور بڑھ جاتی تھیں۔ نیا کلام لکھنؤ میں اپنے احباب کو بھی بھیجا کرتے تھے اور خطوط بھی لکھا کرتے تھے، اپنے احباب کے لیے وہ حرم میں دعائیں کرتے ہیں۔ مرثیوں اور سلاموں میں احباب کا تذکرہ کرتے ہیں متعدد سلاموں اور مرثیوں میں معتمد الدولہ آغا میر کا ذکر ہے:-

حرم میں معتمد الدولہ کا ادا کر شکر　　فصیح چاہے اگر تو کہ ہو سلام لذیذ

محسن ہے مرا معتمد الدولہ بہادر　　لاریب فصیح اس کا مددگار ہے سجاد

وقت دعائے معتمد الدولہ ہے فصیح　　دل گیر ہے ترا دل مضطر سیاہ پوش

فصیح بعد بکا کر دعا کہ بار الہ　　بحق زمزم و رکن مقام بیت اللہ

ہمیشہ رکھ اُسے باعزّ وشان وشوکت وجاہ　　جو حاج کا ہے مددگار زائروں کی پناہ

دعائے معتمد الدولہ مجھ پہ واجب ہے
کہ میرا محسن و راحت رسان و صاحب ہے

بس اے فصیح یہاں کر تو مرثیے کو تمام　　دعا کا وقت ہے اور التماس کا ہنگام

ہے پیش رو ترے بیت الحرام ورکن ومقام　　یہ عرض کر بہ طفیل رسولؐ و آل کرام

جہاں میں معتمد الدولہ دیر گاہ رہے
مدا تقرّب درگاہِ بادشاہ رہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

بس فصیح آگے نہیں طاقت تحریر و بیاں — کر دعا حق سے درِ کعبہ پہ ہو کر گریاں
ہند میں معتمد الدولہ ہے فیاضِ جہاں — مجھ پہ کرتا ہے وہ غربت میں ہمیشہ احساں
اُس پہ احسان و کرم کر متواتر یارب
ابرِ رحمت کا ہمیشہ ہو تقاطر یارب

فصیح کرتا ہوں اب مرثیہ دعا پہ تمام — امیدوار ہوں آمیں کہیں محب امام
الٰہی بہرِ رسولؐ و بتولؑ و آلِ کرام — بحق کعبہ و زمزم بحق رکن و مقام
مدام معتمد الدولہ سرفراز رہے
بجاہ و عزت و اقبال و امتیاز رہے

رفیع الدولہ غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ ۱۱۸۸ھ/۱۷۷۴ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۲۹ھ/۱۸۱۴ء میں تخت نشین ہوئے۔ ۱۲۳۴ھ/۱۸۱۸ء میں اودھ کے پہلے بادشاہ قرار پائے۔ ۱۲۴۳ھ/۱۸۲۷ء میں ۵۵ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ میرزا فصیح نے مرثیوں اور سلاموں میں ان کے لیے بھی دعائیں کی ہیں:

بس فصیح آگے تجھے طاقت تحریر کہاں
کر دعا حق سے کہ غازی الدین ہو شاہِ دوراں

بس فصیح اب وہ دعا کر کہ جو ہو پُر تاثیر — یا الٰہی جو ہے سلطان سکندر توقیر
رفیع الدولہ بہادر مہ خورشید ضمیر — تا قیامت یہ رہے صاحبِ دیہیم و سریر
ابر ساں دستِ کرم اس کا در افشاں ہووے
دائما نیّرِ اقبال درخشاں ہووے

محمد علی بادشاہ ۱۱۹۰ھ/۱۷۷۶ء میں پیدا ہوئے۔ نواب سعادت علی خاں کے بیٹے تھے اور غازی الدین حیدر کے بھائی تھے۔ نصیر الدین حیدر کے انتقال کے بعد ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء میں تخت نشین ہوئے۔ ۶۸ برس کی عمر میں ۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء میں وفات ہوئی۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میرزا فصیح نے مرثیوں اور سلاموں میں ان کے لیے بھی دعائیں مانگی ہیں:۔

فصیح اب تو مکّے میں ہو شادماں — یہ چرچا ہے کہتے ہیں پیر و جواں
بہ جود و کرم سکّہ زد در جہاں — محمد علی بادشاہ زماں

دعا مانگ یہ سکّہ مبروک ہو
زر مہر و مہ اس سے مسکوک ہو

بس اے فصیح قطع کر اس غم کی داستاں — مکّے میں کہہ خدا سے کہ اے ربّ اِنس وجاں
سلطان عصر شاہ جہاں خسرو زماں — منعم مرا ہے رکھ اُسے یارب تو کامراں

جاری جہاں میں حکم محمد علی رہے
کشت اَمل ہری رہے پھولی پھلی رہے

(اَمل بمعنی امید اور آرزو)

نواب امین الدولہ فیروز جنگ آقا علی خاں، ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء میں عراق میں راہی ملک بقا ہوئے، معتمد الدولہ آغا میر کے بیٹے اکبر تھے، میرزا فصیح ان کے بھی مدح خواں ہیں:۔

ٹھہرا رہا تھا عرش یہ ماتم کا تھا خروش — بس اے فصیح تاب ساعت نہیں خموش
احرام عمرہ باندھ لے ہو کر سفید پوش — اب گوش دل کو کھول کہ کہتا ہے یوں سروش

مُحرم کی ہے قبول کرے حق سے گر دعا
فیروز جنگ آقا علی خاں کو کر دعا

فصیح آقا علی خاں میرا آقا زادہ حاتم ہے — معین اُس کا علی حامی ہو پیغمبرؐ خدا حافظ

فصیح ناتواں ہر دم حرم میں — دعا کرتا ہے یارب تو اثر دے
امین الدولہ ہے آقا علی خاں — اسے جاہ و جلال و کرّ و فر دے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نواب امین الدولہ کو دل سے دعا کرائے فصیح
جب منھ ہو کعبہ کی طرف اور پشت منبر کی طرف

رفیق الدولہ میر امام علی، محمد علی شاہ، بادشاہِ اودھ کے رفیق قدیم تھے، امام باڑہ حسین آباد کے منتظم اعلیٰ تھے، عتبات عالیات اور مکۂ معظمہ جتنا روپیہ جاتا تھا انھیں کے توسّل سے روانہ کیا جاتا تھا۔ ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء میں انتقال ہوا، میرزا فصیح نے ان کا بھی ذکر کیا ہے:-

بس فصیح اول ذی الحجہ ہے حجّاج ہیں جمع　　در کعبہ پہ کھڑا ہو کے بہا چشم سے دمع
کر دعا حق سے کہ سامع ہے سمیع بے سمع　　یا الٰہی نہ بجھے دولت سادات کی شمع

رہے دربار میں سردار رفیق الدولہ
رہے سرکار میں درکار رفیق الدولہ

افتخار الدولہ راجہ میوہ رام ہندو تھے بعد میں مسلمان ہو گئے۔ بادشاہ نصیر الدین حیدر کے دیوان خاص مقرر ہوئے، ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء میں کربلائے معلی میں انتقال کیا۔ میرزا فصیح انھیں میوہ رام کے بجائے میوہ حسین کے نام سے یاد کرتے ہیں:-

فصیح خستہ کا محسن ہے راجہ میوہ حسین　　رکھو تم اُس کو دو عالم میں نیک نام حسین

اپنے محسن کو دعا کرتا ہوں مکّے میں فصیح　　اُس کا احسان جو اکثر مجھے یاد آتا ہے
وہ مہاراجہ جو منعم ہے مرا میوہ حسین　　خانۂ کعبہ کے در پر مجھے یاد آتا ہے

دعا کرتا ہے دل سے افتخار الدولہ کو یارب　　فصیح خستہ دل جو ہے غم شبیرؑ سے زخمی

نواب روشن الدولہ، نصیر الدین حیدر بادشاہِ اودھ کے وزیر اعظم تھے، محمد علی شاہ کے بادشاہ بننے کے بعد ۱۸۳۷ء میں روشن الدولہ کو معزول کر دیا گیا اور یہ کانپور جلاوطن کر دیے گئے۔ میرزا فصیح نے ان کا ذکر بھی مرثیوں میں کیا ہے:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

عجب وزیر ہے نواب روشن الدولہ　　مہ منیر ہے نواب روشن الدولہ

فصیح کو لکھنؤ اور اہل لکھنؤ سے بے پناہ محبت تھی خود کہتے ہیں کہ

لکھنؤ اب سبزوار ہند ہے
دمبدم افزوں بہار ہند ہے

لیکن لکھنؤ کی بہاروں سے دور میرزا فصیح مکۂ معظمہ میں تا دمِ حیات قیام پذیر رہے اور وہاں بھی مرثیہ گوئی کے ذوق و شوق کو موقوف نہیں کیا رات و دن یہی مشغلہ تھا۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

''رات رات بھر اپنے اور دوسروں کے اشعار پڑھتے اور صبح ہو جاتی تھی۔ کئی جلدیں شمارے سے دکھا کر بتاتے تھے کہ اگر لکھنؤ جانا ہوا تو یہ وہیں کھلیں گی۔ رؤساو شرفائے مکہ ان کا بہت ادب کرتے تھے، مشہور تھا کہ یہ شیعہ مذہب والوں کے مطوف ہیں''۔ (فکر بلیغ)

عبادات، حج، عمرہ کی مصروفیات کے باوجود میرزا فصیح مرثیہ گوئی، اردو کی خدمت اور اودھ کی تہذیبی فضا کو فراموش نہ کر سکے، وہاں کے قیام میں انھوں نے مرثیے لکھے اور خاصہ ذخیرہ چھوڑا۔

فصیح کی اولاد:

شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

''آخر زمانے میں میرزا صاحب نے مکۂ معظمہ میں عقد کر لیا تھا اور آخر عمر میں دس برس قیام رہا آخر اسی مقدس خاک میں اپنی خاک ملا دی...... مرزا صاحب کے ان عربن سے دو بیٹے تھے، ایک کا نام مرزا محمد علی تھا، وہ عظیم آباد آکر کچھ دنوں میرے گھر میں قیام پذیر بھی ہوئے تھے''۔ (فکر بلیغ)

فصیح کے پروتے میرزا الطاف حسین عالم لکھنوی لکھتے ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

''اُن کے ایک صاحبزادے کا نام میرزا محمد ہادی اور دوسرے کا نام میرزا محمد علی تھا یہ دونوں صاحبزادے بھی مجاورِ خانہ کعبہ تھے''۔ (فردوس ولا)

فصیحؔ کی زوجۂ اُولیٰ سے ایک فرزند میرزا محمد کاظم تھے جو عین جوانی میں بمقام کلکتہ ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء میں وفات پا گئے، ناسخؔ کے دیوان میں قطعۂ تاریخ موجود ہے۔ شادؔ عظیم آبادی نے میرزا محمد کاظم کا ذکر اپنے ناول ''صورت الخیال'' میں کیا ہے۔

فصیحؔ کے خاندان کے دوسرے شعرا:

میرزا فصیحؔ کے دو بھائی مرزا نجف علی بلیغؔ اور میرزا صادق علی شررؔ بھی شاعر تھے، غزل اور مرثیہ کہتے تھے۔ نجمؔ آفندی نے ایک اور بھائی کا ذکر کیا ہے جن کا تخلص صبیحؔ بتایا ہے اور یہ فصیحؔ کے ساتھ مکہ معظمہ میں قیام پذیر تھے۔

فصیحؔ کے بھائی صادق علی شررؔ کی غزلیں بہت مشہور تھیں۔ مولوی کریم الدین نے ''طبقات شعرائے ہند'' میں غزل کا ایک شعر لکھا ہے کہ یہ شعر ہندوستان میں قوال بہت گاتے تھے:-

گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

مرزا فصیحؔ کے دوسرے بھائی میرزا نجف علی بلیغؔ نے اردو زبان میں پہلی کتاب حدیث موسوم بہ ''مصائب الشہداء'' لکھی ہے اس کے علاوہ میرزا نجف علی بلیغؔ اور اُن کے فرزند میرزا عباس بلیغؔ بھی غزل اور مرثیہ کہتے تھے۔ بلیغؔ کے فرزند بزمؔ اکبر آبادی اور اُن کے فرزند نجمؔ آفندی مشہور و معروف شاعر ہیں۔ نجمؔ آفندی پر اس خاندان کی شاعری کا خاتمہ ہوگیا۔

میرزا فصیحؔ کے چچا زاد بھائی میرزا مہر علی کے فرزند میرزا علی ناقدؔ بھی مشہور مرثیہ گو شاعر تھے۔ ۱۳۱۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ناقدؔ کے مرثیے، سلام اور قصائد حسین آباد شیخ پورے ضلع نوگر کے کتب خانے میں محفوظ ہیں۔ (فردوس ولا)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

میرزا فصیح کے ایک اور بھتیجے آغا میرزا کے صاحبزادے میرزا الطاف حسین عالم لکھنوی بھی غزل، مرثیہ، سلام اور قصائد کے شاعر تھے، اُن کا کچھ کلام حال ہی میں لکھنؤ سے طبع ہوا ہے۔

فصیح کی تصانیف:

شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں:-

''افسوس ہے کہ کشاکش اسفار میں میرزا صاحب کے کلام کا معتد بہ حصہ تلف ہو گیا بایں ہمہ میں نے چار جلدیں مرثیوں اور سلاموں کی دیکھی ہیں۔ شاید ڈیڑھ سو مرثیے اور اسی قدر سلام ہوں گے۔ زمانے کے رواج کے مطابق زیادہ سے زیادہ ستر بند تک کے مرثیے کہے ہیں۔ رزم بزم جو لوازمات مرثیہ سے ہیں اُن میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ بطور سلام کہیں چوبولا کہیں مثلث، کہیں مسدس بھی کہا ہے۔ وہ بھی حسن عقیدت کا دستور العمل سمجھنا چاہیئے''۔ (فکر بلیغ)

شاد عظیم آبادی نے فصیح کے مرثیوں کی تعداد دوسرے مقام پر یہ تحریر کی ہے:-

''میرزا فصیح کے مجموعۂ کلام کی تعداد جہاں تک میری نظر سے گزری ہے دو جلدیں مراثی کی ہیں جن میں ایک سو سے زیادہ مرثیے ہیں اور چالیس بندوں سے لے کر ستر اسّی بندوں تک کے مرثیے ہیں۔ سلام پچاس سے کم نہیں۔ مثنویاں چار ہیں، سب سے عمدہ ناتمام مثنوی ''نان و نمک'' ہے۔ آٹھ دس مناقب بھی دیکھے ہیں جن میں '' ہے وادی السلام پہ جائے سلام ہے''۔ بہت مشہور ہے اور موثر ہے۔ غزلیں بھی زیادہ ہوں گی مگر چند تذکروں میں چند اشعار سے زیادہ نہیں دیکھے ہیں''۔ (فکر بلیغ)

تاجور نجیب آبادی لکھتے ہیں:-

''فصیح کے مراثی کی سات جلدیں ہیں اور سلام اور رباعیاں بہت ہیں۔ یہ سلام آپ کا بہت مشہور ہے۔ ''سلام لکھتا ہوں میں حرم میں قلم سے زمزم ٹپک رہا ہے......

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ایک مثنوی ''آب و نمک'' ''علم اخلاق میں مثنوی من و سلوا کے رنگ میں اردو میں لکھی جو بہت مقبول ہوئی''۔ (پیام زندگی جلد اول صفحہ ۷۷)

سعادت خاں ناصر نے فصیح کو صاحب دیوان و مثنویات کہا ہے (خوش معرکۂ زیبا)۔ صفیر بلگرامی نے ان کی تین مثنویوں کا ذکر کیا ہے۔ برق لامع، نان و نمک اور چشمۂ زمزم (جلوہ خضر جلد دوم)

ڈاکٹر صفدر حسین لکھتے ہیں:۔

''ہم نے مرزا فصیح کی تین جلدیں کبھی دیکھی تھیں جن میں تقریباً اسّی مرثیے شامل تھے۔ ہماری ایک تحریری یادداشت میں ان کی دو جلدوں کی حسب ذیل تفصیل محفوظ ہے۔ مرزا محمد علی مالک مطبع جعفری واقع محلہ نخاس جدید لکھنؤ کے اہتمام سے جو دو جلدیں طبع ہوئی تھیں۔ ان میں سے پہلی جلد میں اکتیس مرثیے، اکیس سلام اور دو مخمس شامل تھے اور دوسری جلد میں تیئیس مرثیے، دو سلام اور چار مخمس طبع ہوئے تھے۔ بہر حال اب یہ مطبوعہ جلدیں بھی نایاب ہیں'' (بہار عامہ دار صفحہ)

فصیح کا کلام اب عنقا ہو رہا ہے۔ راقم الحروف کو ان کے مجموعہ مراثی کی دو مطبوعہ جلدیں دستیاب ہوئی ہیں۔ یہ دونوں جلدیں بڑی نایاب ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی سوا سو غیر مطبوعہ مرثیے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے یہ مراثی جناب سید مسعود حسین رضوی اور راجہ صاحب محمود آباد کے ذخیرۂ مراثی میں محفوظ ہیں''۔

مطبوعہ مرثیوں کی تعداد کے سلسلے میں تاجور نجیب آبادی نے سات جلدیں بتائی ہیں۔ شاد عظیم آبادی نے ایک جگہ چار اور دوسری جگہ دو جلدیں لکھی ہیں، ڈاکٹر صفدر حسین نے تین جلدوں کا ذکر کیا ہے۔ عام طور سے فصیح کی دو ہی جلدیں کتب خانوں میں دستیاب ہیں۔ ہمارے کتب خانے میں دو مطبوعہ جلدیں موجود ہیں ان میں سے ایک جلد مجھے لکھنؤ کے سفر کے دوران سید مسعود حسین زیدی (محلہ فراش خانہ وزیر گنج) نے عنایت کی تھی۔ ہمارے کتب خانے میں فصیح کے پچاسی قلمی مرثیے موجود ہیں۔ مطلع

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جات اور تعداد بند اشاریے میں درج کردی گئی ہے۔

فصیح نے مثنویاں تصنیف کی تھیں یہ طبع ہوچکی ہیں:۔

مثنوی برق لامع:۔ فصیح نے یہ مثنوی مولوی عبدالکریم بریلوی کی مثنوی ''سیف قاطع'' کے جواب میں لکھی ہے۔ مولوی عبدالکریم بریلوی کے سُنّی علما میں سے تھے اور حسن کے فرضی نام سے لکھتے تھے۔ ''سیف قاطع'' انھوں نے شیعوں کی رد میں کہی تھی۔ فصیح نے اسی مثنوی کے جواب میں ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۴ء میں ''برق لامع'' تصنیف کی تھی۔

مثنوی نان ونمک:۔ اس مثنوی میں فصیح نے مولویوں کی ہجو لکھی ہے۔ اخلاقیات کے موضوع پر بہت اچھی مثنوی ہے۔

مثنوی چشمۂ زمزم:۔ یہ مثنوی اصول دین کے بیان میں ہے اور اس میں شیعہ عقائد نظم کیے گئے ہیں:۔

نخل ماتم:۔ یہ کتاب محرم میں حدیث خوانی (نثاری) کے لیے تصنیف کی گئی ہے۔

مثنوی ''قصۂ عابد وشیطان'':۔ مطبع نول کشور لکھنؤ ۱۸۹۶ء میں طبع ہوئی تھی۔ ۱۵۷ اشعر ہیں۔

مثنوی نان ونمک:۔ ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء میں مطبع یوسفی دہلی سے طبع ہوئی تھی۔ تقریباً ایک ہزار اشعار کی مثنوی ہے۔

مثنوی ''گنجِ نعمت'':۔ مطبع نامی لکھنؤ سے ۱۳۱۰ھ میں شائع ہوئی تھی۔

فصیح کی تاریخ وفات کا مسئلہ:

کسی تذکرہ نگار نے فصیح کی تاریخ وفات نہیں لکھی ہے۔ عبدالرؤف عشرت کو چھوڑ کر تمام تذکرہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ فصیح کا انتقال مکۂ مکرمہ میں ہوا تھا۔

''مرزا فصیح کی تاریخ وفات کسی تذکرے یا دیوان کے وسیلے سے میری نظر سے نہیں گزری۔ ناصر نے ۱۲۶۲ھ/۱۸۴۵ء یعنی ترتیب ''خوش معرکۂ زیبا'' کے وقت ان

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کا ترجمہ صیغۂ حال میں لکھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس زمانے میں زندہ تھے۔ مولوی کریم الدین نے بھی طبقاتِ شعرائے اردو یعنی ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۷ء میں ان کو بقیدِ حیات دکھایا ہے۔ امتیاز علی خاں عرشی نے تعارف مرثیہ کے حوالے سے ان کا سالِ انتقال ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء لکھا ہے۔ ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی کی اس کتاب میں فصیح کی تاریخِ وفات کہیں درج نہیں ہے۔ محسن لکھنوی غالباً پہلے تذکرہ نویس ہیں جنھوں نے ۱۲۶۹ھ مطابق ۱۸۵۲ء (سالِ اختتام سراپا سخن) میں ان کے نام کے ساتھ "مرحوم" لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا انتقال ۱۲۶۳ھ اور ۱۲۶۹ھ کے درمیان ہوا ہوگا۔

ڈاکٹر مسیح الزماں لکھتے ہیں:-

"تذکرہ سراپا سخن (تالیف ۱۲۶۹ھ) میں فصیح کے ترجمے میں مقیم بیت اللہ لکھا ہوا ہے اس لیے خیال ہوتا ہے کہ وہ اس وقت تک زندہ تھے اور ہجری سال کے اعتبار سے بہتر برس کی عمر ضرور پائی"۔ (اردو مرثیہ کا ارتقا صفحہ ۲۱۹)

خورشید احمد خاں یوسفی لکھتے ہیں:-

فصیح ۱۲۶۹ھ میں مکہ معظمہ میں تھے وہیں ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد وفات پائی۔ (خم خانۂ جاوید جلد ششم صفحہ ۵۱۷)

فصیح کا شاعرانہ امتیاز:-

فصیح کی شاعری کا آغاز غزل گوئی سے ہوا۔ سعادت خاں ناصر نے اُن کو "صاحبِ دیوان" بتایا ہے لیکن دیوان ناپید ہے، تذکروں میں صرف چار شعر غزل کے ملتے ہیں:-

مصحفِ رُو کی تلاوت کے میں قابل نہ ہوا　　ہاتھ میرا کسی گردن میں حمائل نہ ہوا
یہ تو قسمت میں کہاں تھا کہ کروں کسبِ کمال　　بے کمالی میں بھی افسوس کہ کامل نہ ہوا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

دیکھے گا پھنس کے زلف میں جب پیچ و تاب دل — پچھتائے گا بہت ہی یہ خانہ خراب دل

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں — تم میں دو وصف ہیں بد خو بھی ہو مغرور بھی ہو

شاد عظیم آبادی نے فصیح کی غزلوں کے متعلق لکھا ہے کہ "فصیح کی غزلیں بھی میں نے دیکھی ہیں، اگر چہ وہ غزلوں میں چنداں انہماک نہ کرتے تھے مگر زبان کی صفائی اور حقائق سے پتہ لگتا ہے کہ فصیح میں علمی قابلیت اور مذہبی استعداد بہت تھی"۔ (فکر بلیغ)

فصیح کی مرثیہ گوئی کی تعریف سب تذکرہ نگار اچھے الفاظ میں کرتے ہیں۔ مصحفی کہتے ہیں کہ "انھوں نے مرثیہ گوئی میں نام پیدا کیا، علم عروض و قافیہ میں بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں" (ریاض الفصحا) سعادت خاں ناصر کا کہنا ہے کہ "صف آرائی ان کا ایجاد اور چستی مضامین میں استاد" (خوش معرکہ زیبا) سفیر بلگرامی لکھتے ہیں کہ "وہ موجد طرز رزم و بزم تھے"۔ (جلوۂ خضر)۔ قطب الدین باطن لکھتے ہیں "شعر گوئی اور مرثیہ کہنے میں اعتقاد ان کا راسخ کلام فصیح ہے ان سے رشک عدو فصیح ہے گفتگو فصاحت نظام ہے لائق سننے کے کلام ہے"۔ (گلستان بے خزاں)

تذکرہ نگار اور تنقید نگار میرزا فصیح کی علمی حیثیت کے معترف ہیں۔ میرزا فصیح کے مرثیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے تفسیر، حدیث، تاریخ، مقتل، فقہ، سیر، منطق اور فلسفے کی کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کیا تھا۔ ڈاکٹر مسیح الزماں لکھتے ہیں:۔

"مرثیے کو علمی حیثیت دینے میں فصیح نے احادیث اور واقعات کو صحت اور ذمے داری سے پیش کرنا شروع کیا"۔ (اردو مرثیے کا ارتقا، صفحہ ۲۱۹)

میرزا فصیح قرآنی آیات کو برمحل استعمال کرتے ہیں اور تفسیر کو بھی پیشِ نظر رکھتے ہیں، موقع یہ ہے امام حسینؑ کے لشکر کا علم حضرت عباسؑ بلند کیے ہوئے ہیں اور ہوا میں پھریرا لہرا رہا ہے، فصیح کہتے ہیں:۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہے اس کے پھریرے پہ چھپی نصِ کفایت

یعنی فسیکفیکھم اللّٰہ کی آیت

سورۂ بقرہ کی آیت ۱۳۷ کو فصیح نے بہت خوبصورتی سے نظم کر دیا ہے۔ آیت کا ترجمہ ہے کہ ''جو لوگ ایمان سے منھ پھیر لیں اور نہ مانیں تو وہ تمہارے مخالف ہیں اور ان کے مقابلے میں تمہیں اللہ کافی ہے''۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی نے ترجمہ کیا ہے کہ فسیکفیکھم اللہ یعنی ''پس شتاب کفایت کرے گا اللہ ان کے مقابلے میں تیری''۔ فصیح نے پہلے مصرعے میں لفظ ''کفایت'' رکھ کر اور زیادہ حُسن پیدا کر دیا ہے۔

ایک مرثیے میں امام حسین کے اصحاب کا ذکر کرتے ہیں:-

یقیمون الصلوٰۃ ان کی صفت میں ہے وہ عابد تھے

رہے دنیا کی آلائش سے پاکیزہ وہ زاہد تھے

یہ لاخوف علیہم تھے وہ راکع تھے وہ ساجد تھے

وہ سب تھے اولیا اللہ وہ غازی مجاہد تھے

انھیں تھی عید عاشورہ میں لذت عید قرباں کی

فنا فی اللہ منزل آخری ہے اہلِ عرفاں کی

پہلے ہی مصرعے میں آیت کا استعمال کیا ہے ''یقیمون الصلوٰۃ'' وہ نماز قائم کرتے ہیں یا وہ نماز قائم رکھتے ہیں، یہ آیت قرآن میں چھ مقامات پر ہے۔ فصیح نے اصحاب حسینی کے ذوق عبادت کو قرآن کے آئینے میں دیکھا ہے۔ اس لیے تیسرے اور چوتھے مصرعے میں دوسری آیت بھی پیش نظر ہے الآ اِنَّ اولیآ اللّٰہ لاخوف علیہم (سورۂ یونس آیت ۶۲) ''سن رکھو اللہ کے اولیا کو کچھ خوف نہیں ہوتا''۔ اللہ کے دوست کسی قسم کا خوف دل میں نہیں رکھتے۔

قرآنی آیات کے علاوہ فصیح عربی ادب، دعاؤں اور زیارتوں کے ٹکڑے بھی اشعار میں نظم کرتے ہیں۔ حضرت عباسؑ، امام حسینؑ سے عرض کرتے ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کی عرض ادب سے بابی انت و امی

روحی بفداک اے پسرِ سیّد امی

فصیحؔ نے علم حدیث کو بھی مرثیہ تصنیف کرتے وقت پیش نظر رکھا ہے۔ دیکھیے مرثیے میں حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی مدح سرائی کرتے ہیں:-

مجھے یقین ہے جو شاہِ کربلا سے لڑے ۔۔۔ وہ نابکار بلاشبہ مرتضیٰؑ سے لڑے

لڑے جو شیرِ خدا سے وہ مصطفیٰؐ سے لڑے ۔۔۔ جو مصطفیٰؐ سے لڑے وہ لعیں خدا سے لڑے

عدوِ آل غرض دشمنِ خدا ٹھہرے

نبیؐ کی امتِ مرحومہ سے جدا ٹھہرے

بیاں میں کیا کروں اے یارو رتبہ حسنینؑ ۔۔۔ یہ اُن کی شان میں کہتے تھے سیّد الثقلین

علیؑ کے بیٹے نہیں ہیں یہ میرے نور العین ۔۔۔ انھیں کہو مرے فرزند مت کہو سبطین

شبابِ خلد کے سردار میرے پیارے ہیں

یہ دونوں عرشِ اُلیٰ کے گوشوارے ہیں

رُخِ حسینؑ پہ پڑتی تھی جب نبیؐ کی نگاہ ۔۔۔ ادب سے کہتے تھے اے مومنو رہو آگاہ

حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے واللہ ۔۔۔ مودّت اس کی ہے واجب ہر اک پہ حق ہے گواہ

سو اس حسینؑ کو اعدا نے خوں میں لال کیا

اور اُس کا تن سُمِ اسپاں سے پائمال کیا

لکھا ہے سجدے میں اک دن تھے سیّد مختار ۔۔۔ حسینؑ آ کے ہوئے پشتِ مصطفیٰؐ پہ سوار

نبیؐ نے طول دیا سجدے کو پھر آخر کار ۔۔۔ حسینؑ اُترے تب اٹھے نبیؐ بلند وقار

سو اُس حسینؑ کی چھاتی سے نیزہ پار ہوا

اور اُس کے سینے پہ شمرِ لعین سوار ہوا

فصیحؔ کے مندرجہ بالا اشعار میں مندرجہ ذیل حدیثوں کی طرف اشارہ ہے:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۔ رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ کا دوست میرا دوست ہے اور علیؑ کا دشمن میرا دشمن ہے۔ (مطالب السؤل)

۲۔ "الحسن والحسین سیّدِ شبابِ اہل الجنّہ" حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ جنّت کے سردار ہیں یہ دونوں عرش الٰہی کے گوشوارے ہیں"۔ (ترمذی شریف)

۳۔ "حسین منی وانا من الحسین" ارشادِ رسول اللہؐ ہے کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں"۔ (مسند احمد بن حنبل)۔ چوتھے بند میں یہ روایت نظم کی ہے کہ حضورِ اکرمؐ ایک دن سجدے میں تھے کہ امام حسینؑ آپ کی پشت پر سوار ہو گئے جب تک وہ خود سے نہیں اُترے آپ نے سجدے کو طول دیا (مستدرک حاکم نیشاپوری)

اردو مرثیے کا مطالعہ اور تجزیہ اب تک تاریخ اور حدیث کی روشنی میں نہیں ہوا، اگر اس موضوع پر تحقیقی کام ہو تو مرثیے پر مبالغے کی چھاپ جو کثرت سے لگائی گئی ہے وہ اُتر جائے اور مرثیے کا تجزیاتی مطالعہ طالبِ علم کے لیے سود مند ثابت ہو۔ فصیحؔ نے مرثیے کی علمی حیثیت کو بہت بلند کر دیا تھا اس لیے بعد کے مرثیہ نگار بھی محتاط نظر آتے ہیں۔ فصیحؔ نے تاریخ کے بعض بہت اہم واقعات مرثیوں میں بیان کیے ہیں۔ متذکرہ بالا مرثیے میں انھوں نے صفین کی لڑائی کا حال لکھا ہے اور اُن جنگ میں حضرت محمد حنفیہ کی لڑائی دکھائی ہے۔

علیؑ کا شیر غرض ہو کے فتح یاب پھرا ہوئی جو پیاس کی شدت بہت شتاب پھرا
عرق چمکتا ہوا صورتِ سحاب پھرا اٹا غبار میں فرزندِ بوترابؑ پھرا
پکارا دور سے میں تشنہ کام ہوں بابا
قسیمِ حوض ہو تم میں غلام ہوں بابا

علیؑ نے دیکھا کہ زخمی ہے نوجوان دلیر کہا کہ آ مرے نزدیک مرحبا اے شیر
جزائے خیر دے حق تم کو خوب کی شمشیر بہت سا آب مرے ساتھ ہے تو ہوگا سیر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کمال خوش ہوا اس وقت دل تو خوب لڑا
سپاہ شام ہوئی منفعل تو خوب لڑا

کہا حسینؑ نے اے جانِ جاں جزاک اللہ — حسنؑ پکارے کہ اے نوجواں جزاک اللہ
صحابی کہتے تھے صاحبِ نشاں جزاک اللہ — علیؑ پکارے کہ کر حملہ ہاں جزاک اللہ

خدا کا نام لے اب میسرے پہ جا غازی
اُدھر بھی اپنی شجاعت ذرا دکھا غازی

کہا دلیر نے سمعاً و طاعۃً مولا — پھر اپنے گھوڑے کی لی باگ اور کیا کوڑا
چمک کے مرکبِ جاں باز مثلِ باز اڑا — یہاں تھا یا جو نظر کی تو میسرے پر تھا

اٹھا یہ شور کہ پھر ابنِ مرتضیٰ آیا
تمام شام کا لشکر گھٹا سا چھا آیا

فصیح کے مرثیوں میں چہرہ، سراپا، رخصت، آمد، رجز، جنگ، شہادت اور بین کے مضامین بکثرت پائے جاتے ہیں اس طرح فن کے لحاظ سے یہ مرثیے میر ضمیر اور دلگیر کے مرثیوں سے کچھ کم پایہ نہیں ہیں۔ فصیح کے ایک مرثیے میں چہرے کے بند حضرت عباسؑ کی مدح سے شروع ہوتے ہیں، یوں تو پورا مرثیہ پُرشکوہ ہے، زبان کی فصاحت اور بلاغت قابلِ داد ہے لیکن چند بند اندازے کے لیے کافی ہیں:-

حضرت عباسؑ کی مدح:-

عباسؑ کی شہرت ہے شجاعانِ عرب میں — ابنِ اسد اللہ کی کیا دھاک تھی سب میں
بے مثل تھا فضل و ہنر و علم و ادب میں — ہند و حبش و روم و رے و مصر و حلب میں
شوکت میں، صلابت میں، شہامت میں، سخا میں
ہمت میں، مروّت میں، محبت میں، وفا میں

اسپ دورکابہ پہ جو چڑھتا تھا وہ غازی — پابوس زمیں کرتی تھی اللہ رے درازی
لیتا تھا اگر باگ تو عباسؑ کا تازی — لے جاتا تھا افلاک سے ہر جست میں بازی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

خلقت کو نظر آتی تھی ہر بار تجلی
رہوار تو تھا طور علم دار تجلی

ایک بند میں حضرت عباس کا سراپا لکھتے ہیں:-

تھے جمع شب و روز بہم یعنی خط و رو — تھی عطر فشاں کوسوں تلک نکہت گیسو
مژگاں تھے اگر سہم قضا قوس تھے ابرو — ساعد تھے بلوریں تو الماس تھے بازو
تھا نخل صنوبر سا کشیدہ قد بالا
نہ بلکہ صنوبر سے بھی خوبی میں دوبالا

حضرت عباس کا شجرۂ نسب اس طرح بیان کرتے ہیں:-

چہرے پہ شرافت کے نجابت کے سب آثار — جد مطلب و ہاشم و بوطالب سردار
بابا شہ خیبر شکن و صفدر کرار — تھے ایک عقیل ایک چچا جعفر طیار
کیا اصل ہے کیا نسل ہے کیا قوم ونسب ہے
باللہ کہ عباس کی فخر عرب ہے

حضرت عباس کی تلوار کی تعریف:-

یوں حملہ کناں آتی تھی عباس پہ وہ فوج — جس طرح کہ طوفان سمندر سے اُٹھے موج
ہر دم تھا شجاعت کا بہادر کی مگر اوج — کرتا تھا ہر ایک ضرب میں ہر فرد کو وہ زوج
رکتی تھی سپر پر نہ وہ شمشیر نہ زیں پر
پڑتی تھی جو سر پر تو ٹھہرتی تھی زمیں پر

حضرت عباس کے رجز میں یہ بیت بعد کے مرثیوں کی محرک بن گئی:-

گلرنگ بیاباں کو مرا گھاؤ کرے گا
سقائے حرم خون کا چھڑکاؤ کرے گا

فصیح کا ایک مصرع اُن کے فن کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے، کہتے ہیں:-

"نثر ہو یا نظم ہو بس مختصر مرغوب ہے"

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

علم و معرفت کی باتیں ہوں یا حدیث و تفسیر کی، تاریخی واقعات ہوں یا سیرت نگاری کا پہلو، اسی طرح گھوڑے اور تلوار کا بیان فصیح نے کسی مقام پر طوالت سے کام نہیں لیا ہر بیان مختصر ہے اور خوبصورتی سے انھوں نے اس میدان کو طے کیا ہے۔ چند مثالیں اور قابل ملاحظہ ہیں:-

حضرت علی اکبرؑ کا سراپا:

شگفتہ رُو تھے جو مشکل مصطفیٰؐ گل سے
عجب بہار تھی چہرے پہ چار کا گل سے
ہوا میں کیسے نکھرتے تھے بال سنبل سے
عتاب ان کا نہ کم تھا شرف میں دُلدُل سے

جب آیا رن میں تو اعدا درود پڑھنے لگے
اور انّ یکاد کا آیہ حسود پڑھنے لگے

کہا کسی نے کہ دیکھا جمال احمدؐ کا
کوئی پکارا یہ ہے نونہال احمدؐ کا
عیاں ہے چہرے سے نقش جمال احمدؐ کا
پکارا شمر کہ آیا غزال احمدؐ کا

جو ہو دلیر وہ اس صید کو شکار کرے
وگرنہ ڈال دے ہتھیار اور فرار کرے

اصحاب امام حسینؑ کی مدح:-

رفیقان حسینؑ ابن علیؑ کیا کیا دلاور تھے
بوقت بے کسی مولا کے یار و یاور تھے
وہ پیاسے تھے مگر بحرِ شجاعت کے شناور تھے
وہ سب محبوب پیغمبرؐ تھے اور مقبولِ داور تھے

جو مشکل میں نہ ٹل جاویں انھیں دیں دار کہتے ہیں
مہاجر ایسے ہوتے ہیں انھیں انصار کہتے ہیں

اگر یہ چرخ گرداں لاکھ باری چرخ مارے گا
نہ ہوویں گے کبھی ایسے بہادر صف شکن پیدا
رہا عالم میں شہرہ تا بہ محشر ان شہیدوں کا
اٹھائیں کربلا والوں نے الحق سختیاں کیا کیا

نہ ایسی فوج پھر ہوگی نہ ایسا شاہ ہووے گا
نہ ایسے تارے ہوویں گے نہ ایسا ماہ ہووے گا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

تی الی اللہ کیا کیا یار تھے سبطِ پیمبرؐ کے | وہ عارف تھے، وہ کامل تھے، وہ عالم تھے، وہ عامل تھے
وہ مسلم تھے، وہ مومن تھے، بری تھے حُبِ دنیا سے | پیمبرؐ کے، علیؑ کے، مجتبیٰؑ کے تھے نہ یار ایسے

ہر ایک صاحب کے یاروں میں موافق اور منافق تھے
مگر سبطِ نبیؐ کے ساتھ کیا کیا یار صادق تھے

حضرت عباسؑ اور منصب علم داری:۔

شہؑ نے عباسؑ کو ناگاہ پکارا اُس آن | اور کہا تم ہو سزاوار اٹھاؤ یہ نشان
آکے عباسؑ ہوئے شاہ کے پہلے قربان | پھر علم لے کے کہا ہے مری عزت کا نشان

کبھی فرزندِ پیمبرؐ کے قدم چومتے تھے
کبھی آنکھوں سے لگا کر وہ علم چومتے تھے

پھر بصد عجز لگے کرنے دعا خالق سے | آبرو تیرے علم دار کی ہے ہاتھ ترے
ہے یہ وہ منصبِ والا کہ سزاوار اس کے | حضرت جعفرِ طیار تھے یا حیدرؑ تھے

میں تو اس رتبۂ عالی کا سزاوار نہ تھا
کیوں کہ ہم مرتبۂ جعفرِ طیار نہ تھا

میرے بھائی نے مجھے اپنا علم دار کیا | میرے آقا نے مجھے فوج کا سالار کیا
میرے مولا نے مجھے جعفرِ طیار کیا | میرے سرور نے مجھے سرور و سردار کیا

ذرہ تھا میں مجھے خورشید کیا بھائی نے
مجھ کو واللہ بڑا رتبہ دیا بھائی نے

حضرت قاسمؑ کی شجاعت:۔

قاسمؑ نے شجاعت سے وہاں تیغ سنبھالی | جس وقت چلا نیزہ کیا گھائی کو خالی
بجلی سی لگی کوندنے پھر تیغِ ہلالی | للکار کے آیا جو وہ ابنِ شہِ عالی

اک ہاتھ پڑا ازرق شامی کی کمر پر
دو ٹکڑے ہوا رُک نہ سکا وار سپر پر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

فصیحؔ کو زبان و بیان پر مکمل دسترس حاصل ہے، تشبیہات و استعارات کا وہ برمحل استعمال کرتے ہیں، انھوں نے طویل بحر اور مختصر بحر دونوں میں مرثیے لکھے ہیں، دونوں تجربوں میں وہ کامیاب ہوئے ہیں، منظر نگاری، جذبات نگاری اور مرقع نگاری بھی ان کے مرثیوں کا لازمی عنصر ہے۔ فصیحؔ نے حضرت علی اصغرؑ کی شہادت کا واقعہ مختلف پیرایے میں بیان کیا ہے، تقریباً پانچ مرثیے انھوں نے اس موضوع پر لکھے ہیں لیکن ہر مرثیہ انھوں نے رواں اور چھوٹی بحر کا انتخاب کیا ہے:-

شہادت حضرت علی اصغرؑ:-

نکلے خیمے سے جو لے کر علی اصغرؑ کو حسینؑ　　دونوں ہاتھوں پہ دھرے تھے تنِ لاغر کو حسینؑ
اس پہ ڈالی ہوئی اک اجلی سی چادر کو حسینؑ　　دھوپ میں سایہ کیے لاتے تھے دلبر کو حسینؑ
اشک آنکھوں سے نہ تھمتے تھے بہے جاتے تھے
سر جھکائے ہوئے خاموش چلے جاتے تھے

دل میں کہتے تھے کہ اے خالق ذوالمجد و جلال　　جس نے کچھ چیز نہیں مانگی کسی سے تا حال
آج حیران ہوں آتا ہے یہ ہر بار خیال　　ان لعینوں سے کہیں آپ کا کیوں کریں سوال
آج کا روز قیامت سے نہیں کم مجھ کو
علی اصغرؑ کا ہے واللہ بڑا غم مجھ کو

اس طرف تھے شہِ بیکس کے یہ پُر درد سخن　　اُس طرف دور سے یہ دیکھ کے بولے دشمن
کیا ہے شبیرؑ کے یہ ہاتھ پہ مانندِ کفن　　اک لگا کہنے کہ ہوتا ہے یہ مجھ پر روشن
تشنگی سے کسی معصوم کا دم نکلا ہے
دفن کرنے اسے یہ کشتۂ غم نکلا ہے

ناگہاں تاک کے بے رحم نے مارا اک تیر　　حلق اصغرؑ کا چھدا دستِ جنابِ شبیرؑ
تیر جس وقت لگا چونک پڑا غش سے صغیر　　اس کا پیکاں سے گلا بند ہوا وقتِ اخیر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

چاہتا تھا کہ کرے گریہ نہ رو سکتا تھا
حلق میں تیر تھا اور باپ کا منھ تکتا تھا

اس وقت حضرت امام حسینؑ نے لشکر یزید سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

سخت بے رحم ہو تم کو نہیں کچھ خوف خدا　　خیر پروا نہیں دنیا کا ہے عرصہ تھوڑا
آخر اے اہل ستم روز جزا بھی ہوگا　　اس دن آؤں گا میں اصغر کو لیے خون بھرا
جو ستم آج کرو گے متحمل ہے حسینؑ
ناقص سمجھے ہو کیا صبر میں کامل ہے حسینؑ

کہہ کے یہ شاہ نے اصغر کو اڑھائی چادر　　سمت خیمہ کے چلے رن سے لیے لاش پسر
پہنچے جس وقت شہ تشنہ لباں ڈیوڑھی پر　　شرم سے بانو کے جاتے تھے نہ گھر کے اندر
دیر تک آ کے نہ داخل بہ حرم ہوتے تھے
لاش گودی میں لیے در پہ کھڑے روتے تھے

حضرت علی اصغرؑ کے حال میں ایک اور مرثیے سے دو بند دیکھیے :۔

لاش اصغر رن سے لاتے ہیں حسینؑ　　زخم بازو کا چھپاتے ہیں حسینؑ
پاؤں آہستہ اٹھاتے ہیں حسینؑ　　دل سے اپنے کہتے جاتے ہیں حسینؑ
لاش اصغر خیمے میں جب جائے گی
شہربانو دیکھ کے مر جائے گی

دو قدم چلتے ہیں اور تھمتے ہیں شاہ　　راس و چپ مڑ مڑ کے کرتے ہیں نگاہ
کہتے ہیں نزدیک ہے اب خیمہ گاہ　　منتظر ہووے گی بانو در پہ آہ
تیر حلق نازنیں کے پار ہے
خیمے تک جانا بہت دشوار ہے

حضرت علی اصغرؑ کی شہادت کے حال میں فصیحؔ کا ایک شاہکار مرثیہ مکمل یہاں درج کیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جاتا ہے۔ بعد کے شعراء نے اسی انداز کے بہت سے مرثیے لکھے ہیں جن میں مرزا دبیر، واجد علی شاہ اور مرزا محمد تقی اختر کے مرثیے بہت مقبول ہوئے۔ فصیح کا یہ مرثیہ اپنے عہد کی سرحدوں سے بہت آگے ہے۔ روانی اور سلاست نے مرثیے میں چار چاند لگا دیے ہیں:-

مرثیہ در حالِ شہادت حضرت علی اصغرؑ

(۱)
رن سے اصغر نگا چھدا کے پھرے نہ پیا پانی تیر کھا کے پھرے
جیتے آئے تھے جی گنوا کے پھرے سج شہیدوں کی سی بنا کے پھرے
چھوٹے سے سن میں کیا سعید ہوئے
باپ کی گود میں شہید ہوئے

(۲)
جب لگا تیر جائے رقت تھی نہ کیا گریہ کیا شجاعت تھی
باپ سے کس قدر محبت تھی آخری وقت بھی یہ صورت تھی
نہ ادھر دیکھا نہ اُدھر دیکھا
مُسکرا کر رُخِ پدر دیکھا

(۳)
جیتے اصغرؑ تو کیا جواں ہوتے مردِ میدانِ امتحاں ہوتے
جب صفِ جنگ میں عیاں ہوتے شیر روبہ صفت نہاں ہوتے
حُرملہ نے عذابِ نار لیا
چھ مہینے کے سن میں مار لیا

(۴)
شانِ اکبرؑ تھی شانِ پیغمبرؐ علی اصغرؑ تھا صورتِ حیدرؑ
وہ اگر لعل تھا تو یہ تھا گُہر وہ اگر شمس تھا تو یہ تھا قمر
دونوں تصویریں کیا مٹا ڈالیں
دونوں قندیلیں کیا بُجھا ڈالیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

حق بجانب ہے کیوں نہ روئے حسینؑ　　جس کے مرجائیں ایسے نورالعین
(۵)
باپ کے دل کو آئے کیوں کر چین　　دونوں فرزند اُس کے تھے شمسین
آگ سینے میں مشتعل ہوگی
آہ برقِ قرارِ دل ہوگی

زخم تازہ امام کھائے ہوئے　　آتے تھے گھر کو سر جھکائے ہوئے
(۶)
سینے سے لاش تھے لگائے ہوئے　　اپنے دامن سے تھے چھپائے ہوئے
دھوپ سے لاش کو بچاتے تھے
پیار میّت کو کرتے آتے تھے

کہتے تھے گھر میں اب چلو اصغر　　منتظر ہوگی خیمے میں مادر
(۷)
مل لو اُس سے وہ دیکھ لے دم بھر　　پھر لے آئیں گے رن میں اے دلبر
رو رو اس خاک میں چھپائیں گے
ننھی سی قبر ایک بنائیں گے

دونو بہنیں بھی تکتی ہوں گی راہ　　ڈھونڈھتی ہوں گی پالنے میں گاہ
(۸)
کبھی ڈیوڑھی پہ کرتی ہوں گی نگاہ　　روتی ہوویں گی کرتی ہوں گی آہ
چلو مل کر انھیں رُلا آؤ
اپنا مکھڑا ذرا دکھا آؤ

دونو پھوپھیاں بھی پیار کرتی ہیں　　جان تم پر نثار کرتی ہیں
(۹)
دیر سے انتظار کرتی ہیں　　گریہ بے اختیار کرتی ہیں
دیکھ کر تم کو وہ بھی خوش ہوجائیں
بلکہ مارے خوشی کے غش ہوجائیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

دیکھ لیں تم کو عابدِ بیمار   کیوں کہ کرتے ہیں وہ نہایت پیار
(۱۰)
ہیں مگر وہ بہت نحیف و نزار   جان کھوئیں کہیں نہ نعرے مار
اُن کو مکھڑا فقط دکھا لینا
حلق کے زخم کو چھپا لینا

پہنچے جب در پہ گھر کے سبطِ نبیؐ   دیکھا بہنیں کھڑی ہیں اصغر کی
(۱۱)
دیکھ کر شہ کو بولی بابا جی   خیر سے جیتے آئے ہیں بھائی
ہم کو دیجے ، جو آئیں لے لیویں
صدقے ہوویں بلائیں لے لیویں

شاہ بولے بلاؤ بانو کو   سامنے جلد لاؤ بانو کو
(۱۲)
آئے اصغر بلاؤ بانو کو   سوتی ہو تو جگاؤ بانو کو
اُس کا بچہ اُسی کو سونپوں گا
ہے امانت اُسی کو میں دوں گا

دوڑی کبریٰ کمال دکھ پائی   کہا اے اماں آئے ہیں بھائی
(۱۳)
دوڑ کر بانو شہ کے پاس آئی   دیکھ کر روئے شاہ گھبرائی
بولی فرماؤ کیا ہوا صاحب
جیتا اصغر ہے یا مُوا صاحب

شاہ بولے کہ آئے ہیں اصغر   تھی امانت نہ لاتے ہم کیوں کر
(۱۴)
ان سے پر مل لو دیکھ لو دم بھر   پھر حوالے کرو مرا دلبر
نہ رہیں گے یہ رن کو جائیں گے
اب تو آئے ہیں پھر نہ آئیں گے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ان کو بھایا ہے قتل کا میداں دودھ بن گھر میں ہوتے تھے حیراں
(۱۵)
اب نہ ٹھہریں گے یاں کسی عنواں چین میدان کا سا گھر میں کہاں

جھولے میں بد مزہ یہ ہوئیں گے

چین سے اب لحد میں سوئیں گے

بانو چلائی کیا کہا سرور ہوگیا ٹکڑے ٹکڑے میرا جگر
(۱۶)
مر گیا کیا میرا علی اصغر شہ نے دامن اٹھا لیا رو کر

خوں میں معصوم تر نظر آیا

ہاتھ پر شہ کے سر نظر آیا

ماں نے منہ کھول کر پھر دھیان سے دیکھا بند آنکھیں دہن کھلا دیکھا
(۱۷)
خون رخساروں پر بہا دیکھا مُردہ اپنا وہ لاڈلا دیکھا

پاؤں سیدھے پڑے نظر آئے

کف دہن میں بھرے ہوئے آئے

خاک پر تب پچھاڑیں کھانے لگی کوکھ کو پکڑے بلبلانے لگی
(۱۸)
نوچ کر بال خاک اڑانے لگی ایسی پیٹی کہ جان جانے لگی

کہتی تھی خاک میرے جینے پر

داغ ایسے سہوں جو سینے پر

خوب جب رو چکی اٹھی بے چین کہا حضرت سے یا امام حسین
(۱۹)
لاؤ دو مجھ کو میرا نورالعین لاش گودی میں لے کے یہ کیے بین

ماں نثار اس غریب صورت پر

جاں نثار اس غریب صورت پر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

رن سے تم جاکے تیر کھا آئے یہ گلا نازنیں چھدا آئے
خون میں اپنے تم نہا آئے ننھی سی جان کو گنوا آئے (۲۰)
کیا ہوئی سُرخی دونوں گالوں کی
کیا ہوئی بُو جھنڈولے بالوں کی

مُنھ پہ آنسو ہیں بے کیوں جانی روئے تھے رن میں مانگ کر پانی
بول اٹھو میرے یوسف ثانی میں نے ہیں آج منّتیں مانی (۲۱)
آنکھوں کو کھولو دودھ اُتر آئے
ابھی ماں کی مراد بر آئے

پر گلے کا تو زخم ہے کاری اب تلک جس سے خون ہے جاری
کس طرح جی اٹھو گے میں واری عمر بھر اب کروں گی میں زاری (۲۲)
کیا کروں کچھ بس نہیں اصغر
زیست کی اب ہوس نہیں اصغر

دھیان تھا مجھ کو تیرے پلنے کا دھیان تھا دانت کے نکلنے کا
دھیان تھا تیرے پاؤں چلنے کا آگیا وقت ہاتھ ملنے کا (۲۳)
نہ کُھلی تھی ابھی زباں تیری
نکلی ننھے سے تن سے جاں تیری

رن میں کی تم نے جاکے کیا تقصیر کس نے مارا تیرے گلے پر تیر
روک لیتے جو تیر کو شبیرؑ کاہے کو مرتا میرا ماہِ مُنیر (۲۴)
شہ نے بازو دکھا دیا اُس کو
آپ رو کر رُلا دیا اُس کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

اور کہا بانو جب کہ تیر چلا میں نے بازو پہ اپنے روکا تھا
(۲۵)
چھوٹ کر بازو حلق اُس کا چھدا میرا اس میں نہیں قصور ذرا

روئی بانو یہ کر کے اُس دم بین
ہائے زخمی ہوئے امام حسینؑ

بانو بولی کہ یا امامِ ہُدا کیا ہوا تیر حلق اصغر کا
(۲۶)
شہ نے فرمایا میں نے پھینک دیا بانو بولی کہ ساتھ لانا تھا

ہائے وہ تیر میں اگر پاتی
پار کرتی جگر سے مر جاتی

شہ نے فرمایا جو ہوا سو ہوا بانو اتنا نہ رو ہوا سو ہوا
(۲۷)
صبر دل سے نہ کھو ہوا سو ہوا اتنی مضطر نہ ہو ہوا سو ہوا

لاش دو اس ستم کے مارے کی
قبر کھودوں میں اپنے پیارے کی

دے کے لاشے کو بولی وہ مضطر قبر میں سونے کو چلے اصغر
(۲۸)
شاہ لے کر چلے جو لاش پسر دوڑیں اصغر کی بہنیں ننگے سر

کہتی تھیں ہم کو لاش دو بابا
پیار ہم کر لیں بھائی کو بابا

شہ نے فرمایا وقت ہے اب تنگ اب نہ ٹھہریں گے ہم کہ ہوگی درنگ
(۲۹)
گاڑ کر اس کو ہم کریں گے جنگ ہے ہمارا بھی خلد کا آہنگ

کیا کرو گی یہ تیر خوردہ ہے
علی اصغر نہیں یہ مُردہ ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

دونوں بہنوں کو تھا نہ صبر و قرار   کچھ نہ سنتی تھیں شاہ کی گفتار
(۳۰)
منتیں کرتی تھیں پکار پکار   دوڑی آتی تھیں پیچھے زار و نزار

جاتے تھے شہ قدم اٹھائے ہوئے
لاش کو سینے سے لگائے ہوئے

پہنچے میدان میں جو مالکِ صبر   کھینچ کر تیغ کھودی ننھی قبر
(۳۱)
روئے وہ قبر کھود کر جوں ابر   پھر کیا اختیار شاہ نے جبر

کفن اُس بچے کو پہنانے لگے
ہاتھ اُس وقت تھرتھرانے لگے

چھوٹا اک عمامہ پھر باندھا   اور کہا تجھ پہ ہو فدا بابا
(۳۲)
قبر میں رکھ دیا وہ ماہ لقا   ننھی تربت بنا کے پھر یہ کہا

اے زمیں تجھ میں میرا جانی ہے
بے نشانوں کی یہ نشانی ہے

دیکھا بے تاب ہو کے سوئے فلک   پھر کہا اے خدائے جن و ملک
(۳۳)
میں رضا جو ہوں تیرا آج تلک   نہیں بے حکم میری ہلتی پلک

دل سے اُس کو بھلا دیا میں نے
چاند اپنا چھپا دیا میں نے

بہ خوشی اب میں سر کٹاتا ہوں   گھر تیری راہ میں لٹاتا ہوں
(۳۴)
تیر سینے پہ اپنے کھاتا ہوں   جد کی اُمت کو بخشواتا ہوں

تو خدائے عظیم ہے یارب
تو کریم و رحیم ہے یارب

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بس فصیح اب مقام عرفاں ہے یاں ہو ساکت کہ راز پنہاں ہے
یہ جہاں مومنوں کو زنداں ہے عیش دائم رضائے سبحاں ہے (۳۵)

مر گئے جب تو قید سے چھوٹے
خلش عمر و زید سے چھوٹے

❁ ❁ ❁

اشاریہ مراثیِ مرزا فصیح

نمبر شمار	مطلع مرثیہ	تعداد بند	در حال
	(الف)		
۱۔	آئے جب زینب دلگیر کے پیارے رن میں	۳۵	حضرت عون و محمد
۲۔	اے دل تو پیمبر کی محبت سے بھرا ہے	۴۶	
۳۔	اے محبان علی ماتم کی تیاری کرو	۴۴	
۴۔	آ پہنچا کربلا میں جو لشکر امام کا	۱۴۲	کربلا میں آمد
۵۔	اے محبو کربلا کے بن میں مہماں ہے حسین	۴۰	کربلا میں آمد
۶۔	اکبر کا ارادہ جو ہوا تیغ زنی کا	۵۹	حضرت علی اکبر
۷۔	اے مومنو عالم میں عجب شور و فغاں ہے	۳۲	
	(ب)		
۸۔	بن باپ گئی شام میں جس آن سکینہ	۳۶	جناب سکینہ
۹۔	بانو سے جدا ہو علی اکبر جو سدھارے	۳۵	حضرت علی اکبر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۱۰۔	بیمار کربلا کا کیا درد بے دوا ہے	۴۲	حضرت سجادؑ
۱۱۔	برچھی کھا کر جو گرا گھوڑے سے اکبرؑ رن میں	۴۵	حضرت علی اکبرؑ
	(پ)		
۱۲۔	پیاس سے اصغرؑ جو بلکنے لگا	۴۳	حضرت علی اصغرؑ
۱۳۔	پہنچی جس وقت عزیزو یہ خبر کوفے میں	۴۷	
۱۴۔	پیمبرؐ کا پیارا نواسہ حسینؑ	۵۶	امام حسینؑ
	(ت)		
۱۵۔	تشنہ کامی سے شجاعانِ عرب تنگ ہوئے	۴۵	حضرت حرؑ
۱۶۔	تنہا ہے قتل گاہ میں سلطانِ کربلا	۴۴	قاصدِ صغراؑ
	(ج)		
۱۷۔	جب کربلا میں صبحِ شہادت ہوئی عیاں	۴۴	امام حسینؑ
۱۸۔	جب خیمے میں باندھے کمر آئے علی اکبرؑ	۲۵	حضرت علی اکبرؑ
۱۹۔	جب تیغ کھینچی شاہ نے اور باگ لی رہوار کی	۶۰	عبداللہ ابنِ حسنؑ
۲۰۔	جب مشک بھر کر نہر سے عباسِؑ غازی گھر چلے	۵۳	حضرت عباسؑ
۲۱۔	جب جنگ کے میدان میں ابنِ حسنؑ آئے	۴۸	حضرت قاسمؑ
۲۲۔	جب حسینؑ ابنِ علیؑ بیکس و بے یار ہوا	۴۷	امام حسینؑ
۲۳۔	جب ہوئی ابنِ علیؑ پر پیاس کی شدت کمال	۴۴	حضرت عباسؑ
۲۴۔	جب چاہی رضا شاہ سے عباسؑ نے رن کی	۴۳	حضرت عباسؑ
۲۵۔	جب ستانے لگے عابدؑ کو ستم گار بہت	۴۳	حضرت سجادؑ
۲۶۔	جب کہ شبدیزِ قلم کرنے لگا جولانی	۶۵	

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۲۷۔	جس وقت گرے گھوڑے سے شبیرؑ زمیں پر	۵۵	امام حسینؑ
۲۸۔	جس وقت لگا باندھنے تلوار علم دار	۳۳	حضرت عباسؑ
۲۹۔	جو امام ابن امام ہے وہ اسیرِ فوج یزید ہے	۳۸	کوفے میں ورود
۳۰۔	جب غازیوں کے شام سے سر لائے اہلِ بیتؑ	۵۰	چہلم
	(ح)		
۳۱۔	حضرت نے کہا بانو سے بادیدۂ پُرنم	۳۱	
۳۲۔	حضرت نے یہ سُن کر علی اکبرؑ کی زبانی	۵۴	حضرت علی اکبرؑ
	(خ)		
۳۳۔	خیمہ کیا جب شاہ نے آ دشتِ بلا میں	۲۹	کربلا میں آمد
۳۴۔	خزاں جب آئے چمن میں تو پھر بہار کہاں	۱۱	حضرت علی اکبرؑ
۳۵۔	خیمے زنگاری جو ریتی پہ کھڑے ہونے لگے	۳۴	جناب سکینہؑ
۳۶۔	خیمہ تاراج کیا جب کہ ستم گاروں نے	۳۴	
	(د)		
۳۷۔	دسویں کو قدم چوم کے اکبرؑ نے ادب سے	۵۴	حضرت علی اکبرؑ
	(ر)		
۳۸۔	رن میں جس دم صبحِ عاشورہ عیاں ہونے لگی	۴۳	امام حسینؑ
۳۹۔	رفیقانِ حسینؑ ابن علیؑ کیا کیا دلاور تھے	۳۸	اصحاب باوفا
۴۰۔	راحتِ جانِ فاطمہؑ پیاس سے بیقرار ہے	۳۲	امام حسینؑ
۴۱۔	رحلت جو کی دنیا سے رسولِؐ عربی نے	۳۲	حضرت فاطمہؑ
۴۲۔	رونق افزا ہوئے جب جانبِ میدان شبیرؑ	۳۴	امام حسینؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۴۳۔	رن سے اصغرؑ گلا چھدا کے پھرے	۳۶	حضرت علی اصغرؑ
	(ز)		
۴۴۔	زنداں سے ملی جب کہ اسیروں کو رہائی	۳۹	قید سے رہائی
۴۵۔	زینبؑ کو بہت پیار تھا ہمشکلِ نبیؐ سے	۳۸	حضرت علی اکبرؑ
	(س)		
۴۶۔	سوار گھوڑے پہ جس دم وہ شہسوار ہوا	۴۲	امام حسینؑ
۴۷۔	سکینہ بی بی کے دیکھنے کو جو رن سے گھر میں امام آئے	۴۷	رخصت حسینؑ
۴۸۔	سخت تشویش کا یہ وقت ہے ششدر ہوں میں	۳۵	
	(ش)		
۴۹۔	شام میں جب حرم شاہ شہیداں آئے	۳۵	دربار شام
۵۰۔	شادی سے فراغت جو ہوئی ابن حسنؑ کو	۳۸	حضرت قاسمؑ
	(ص)		
۵۱۔	صغراؑ کو اپنے باپ کا جو انتظار تھا	۲۹	جناب صغراؑ
۵۲۔	صف آرائی ہوئی جب کربلا میں فوج شامی کی	۴۳	حضرت حر
	(ع)		
۵۳۔	عجب شہزادہ تھا شبیرؑ سبط مصطفےٰ یارو	۴۹	اصحاب حسینؑ
۵۴۔	عازم جنگ ہو زینبؑ کے جو دلدار آئے	۲۸	عون و محمد
۵۵۔	عالم میں عجب دھوم ہے فریاد و فغاں کی	۲۸	
۵۶۔	عباسؑ کی شہرت تھی شجاعانِ عرب میں	۵۵	حضرت عباسؑ
۵۷۔	عباسؑ علی جس وقت میدان میں آئے	۳۹	حضرت عباسؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۵۸۔	عزیزو زلزلہ نزدیک ہے روز قیامت کا	۵۴	روزِ محشر
	(غ)		
۵۹۔	غل ہے دمشق میں کہ سر آیا حسینؑ کا	۴۴	دربارِ شام
	(ف)		
۶۰۔	فاطمہ صغرا باپ کے غم میں رو رو جل تھل بھرتی ہے	۵۰	جناب صغرا
	(ق)		
۶۱۔	قتل کی کوفے میں خبر آئی	۵۶	حضرت مسلمؑ
۶۲۔	قید کوفے میں ہوئے جب پسران مسلمؑ	۳۳	پسران مسلمؑ
۶۳۔	قتل رن میں کیا امیروں کو	۴۱	
	(ک)		
۶۴۔	کربلا میں جو صف جنگ کا سامان ہوا	۵۰	حضرت حرؑ
۶۵۔	کربلا میں شاہ کو جب روز عاشورا ہوا	۷۴	حضرت قاسمؑ
۶۶۔	کٹ گئے جب کربلا میں غم گسارانِ حسینؑ	۳۴	حضرت علی اکبرؑ
۶۷۔	کہتے ہیں شفا پائی جب فاطمہ صغرا نے	۳۱	جناب صغرا
۶۸۔	کیسے میدان میں کام آئے جوانانِ حسینؑ	۳۷	
۶۹۔	کرتے تھے فغاں حیدرِ کرار کے پیارے	۲۸	
۷۰۔	کہتی تھی بانو اصغر پیارے تم کو کہاں سے لاؤں میں	۱۹	حضرت علی اصغرؑ
۷۱۔	کیا جواں شاہ کے ہمراہ تھے سبحان اللہ	۵۷	عبداللہ ابن حسنؑ
	(گ)		
۷۲۔	گزری جو شب قتل ہوا نور کا تڑکا	۷۰	حالات عاشورہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrililibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

(ل)			
۷۳۔	لشکرِ شام میں جس دم نظر آئے قاسمؑ	۵۷	حضرت قاسمؑ
۷۴۔	لاش نوشاہ کی میدان سے لاتے ہیں حسینؑ	۵۰	حضرت قاسمؑ
۷۵۔	لاشِ اصغرؑ رن سے لاتے ہیں حسینؑ	۵۴	حضرت علی اصغرؑ
۷۶۔	لکھا ہے ہند یزید لعیں کی دادی تھی	۴۵	زوجۂ یزید
(م)			
۷۷۔	محرم آیا ہے ہر مکاں پر فغان و شیون کی جو صدا ہے	۵۰	
۷۸۔	محبو مر گئے جب رن میں اقربائے حسینؑ	۳۹	حضرت علی اکبرؑ
۷۹۔	محبو پیاس سے اصغرؑ کو غش جو آنے لگا		حضرت علی اصغرؑ
۸۰۔	معجزہ یوسف کا تھا اے مومنو یوسف کا خواب	۴۹	
۸۱۔	مومنو خاموش ہو سن لو بیان میں	۴۰	
۸۲۔	مومنو قتل کی معصوموں کے تیاری ہے	۴۴	
۸۳۔	مرنے پہ مستعد ہیں مرے واسطے یہ سب	۴۵	
۸۴۔	محرم آیا ہے اے محبو رسول روتے ہیں کربلا میں	۴۲	کربلا میں آمد
۸۵۔	مومنو فاطمہ کے لختِ جگر تھے حسنینؑ	۵۶	فرزندان مسلمؑ
۸۶۔	مومنو گردن اصغرؑ پہ لگا آکر تیر	۴۰	حضرت علی اصغرؑ
۸۷۔	مجھے یقین ہے جو شاہ کربلا سے لڑے	۴۶	محمد حنفیہ
(ن)			
۸۸۔	نکلے خیمے سے جو لے کر علی اصغرؑ کو حسینؑ	۳۱	حضرت علی اصغرؑ

Presented By: https://Jafrililibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

(ہ)			
۸۹۔	ہوا غُل مدینے میں سجاد آئے	۵۸	مدینے واپسی
(ی)			
۹۰۔	یارو آباد تھا سروز سے مدینہ کیسا	۴۸	مدینے سے سفر

کتابی حوالے

۱۔ ریاض الفصحا
۲۔ خوش معرکۂ زیبا
۳۔ گلستانِ بے خزاں
۴۔ جلوۂ خضر
۵۔ قیصر التواریخ
۶۔ آبِ بقا
۷۔ مثنوی برق لامع
۸۔ مثنوی نان و نمک
۹۔ مثنوی چشمۂ زمزم
۱۰۔ نخل ماتم (حدیث خوانی)
۱۱۔ جہاد علمدار (مرثیہ فصیح)
۱۲۔ فکر بلیغ
۱۳۔ تذکرہ شاعران مرثیہ گو (قلمی)
۱۴۔ تاریخ شیعہ
۱۵۔ تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین
۱۶۔ الحسین
۱۷۔ اسرار و افکار
۱۸۔ ''پیامِ زندگی'' جلد اول
۱۹۔ مجلّہ النجم
۲۰۔ فردوس ولا
۲۱۔ اردو مرثیے کا ارتقا
۲۲۔ مراثی شرفِ فصیح (قلمی)
۲۳۔ مراثی شرفِ فصیح (مطبوعہ)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرزا فصیح

غیر مطبوعہ

مرثیہ

در حال حضرت حرؑ

بند......۴۴

۱
کربلا میں جو صفِ جنگ کا سامان ہوا جلوہ گر خانۂ زیں سے شہِ ذی شان ہوا
لاکھ اسوار کے نرغے میں وہ سلطان ہوا موج زن چاروں طرف ظلم کا طوفان ہوا
چیدہ چیدہ جو تھے ہفتاد و دو تن شاہ کے پاس
جمع تھے عقدِ ثریا کی طرح ماہ کے پاس

۲
کیا ہی شبیر کے انصار تھے اللہ اللہ کیا ہی اصحاب وفادار تھے اللہ اللہ
سب شہادت کے طلبگار تھے اللہ اللہ تشنہ لب مرنے پہ تیار تھے اللہ اللہ
ساتھ تھے شہ کے فرزند بھی سب شیروں کے
سینے کرتے تھے سپر سامنے شمشیروں کے

۳
اُن میں تھے حضرتِ عباس علمدارِ حسینؑ اسداللہ کے فرزند مددگارِ حسینؑ
ہمدم و ہم نفس و مونس و غمخوارِ حسینؑ صفدر و صف شکن ، وفادارِ حسینؑ
نہ تو شبیر سا سلطان حجازی ہوگا
نہ علمدار سا آفاق میں غازی ہوگا

۴
اور انصارِ حسین ابنِ علی کے تھے قلیل یادِ الٰہی میں محو تھے جوں اسمٰعیل
آگ میں گرنے کو موجود تھے مانندِ خلیل عترتِ جعفر و اولادِ علی آلِ عقیل
بیشتر اُن میں جوانانِ بنی ہاشم تھے
نونہالانِ علی جانِ بنی ہاشم تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

رن میں چھایا ہوا تھا شام کا لشکر جوں ابر — گنتی گنتی کے مسلمان تھے اور لاکھوں گبر
5
تھے مگر نعرہ زناں شہ کے جواں مثل ہژبر — موج زن بحر شجاعت تھا نہ تھی طاقت صبر
پاس آداب سے تلوار نہ کر سکتے تھے
منتظر حکم کے تھے شاہ کا منہ تکتے تھے

اس طرف مستعد جنگ تھے حضرت کے جواں — اس طرف شام کے لشکر نے اٹھائے تھے نشاں
6
عمر سعد جو تھا فوج ستم میں سلطان — فوج آراستہ کرتا تھا کھڑا بے ایماں
کشور رے کی حکومت کا تمنائی تھا
لشکر شام میں مشغول صف آرائی تھا

قتل شبیر پہ کرتا تھا لعینوں کو دلیر — کسی کو دیتا تھا دستار کسی کو شمشیر
7
جنگ پر لشکر روباہ کو کرتا تھا شیر — کہتا تھا خلعت و زر پانے میں ہے فتح کی دیر
آپ بھی تیر و کماں ہاتھ میں لیے پھرتے تھے
قتل پر سبط پیمبر کے کمر باندھے تھے

حجاج کو بلوا کے کہا اے غمخوار — کرتا ہوں میمنۂ فوج کا تجھ کو سردار
8
نہر پر دستے سواروں کے رہیں چوکیدار — قطرۂ آب نہ شبیر کو پہنچے زنہار
شیر سیراب جو ہو نعرہ زناں آتا ہے
تشنہ لب ہووے تو ایک آن میں مر جاتا ہے

پھر کہا شمر سے سن اے پسر ذی الجوشن — میسرہ کا ہے تو سردار کہ ہے روئیں تن
9
شہرہ سنتا ہوں میں مدت سے ترا اے پرفن — کہ شجاعان عراقین میں تو ہے شیر فگن
آج شمشیر تری شعلہ فشاں ہووے گی
آج برش ترے خنجر کی عیاں ہووے گی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

پھر کہا ارزق شامی سے کہ اے شاہ سوار — آج کرتا ہوں تیرے ساتھ میں اسوار ہزار
۱۰
تو ہے سردار یہ تابع ہیں تیرے اے سردار — گرد پھر لشکرِ شبیرؑ کے ہر دم ہشیار
فوج اطراف سے نصرت کو نہ آنے پاوے
آب و دانہ کوئی باہر سے نہ لانے پاوے

روکنے آوے کوئی فوج مدینے سے اگر — راہ دینا نہ کسی قوم و قبیلے کو ادھر
۱۱
سدِّ رہ قومِ خزاعیل کے تو رہنا اکثر — اسدی قوم سے بھی رہیو نہ غافل دم بھر
دونو قومیں ہیں یہ مدّاح و ثنا خوانِ علیؑ
لائیں گے بہرِ مدد ان کو جوانانِ علیؑ

ابنِ عروہ کو سردار سواروں کا کیا — خود نے عہدہ پیادوں کی حکومت کا لیا
۱۲
اپنے بندے کو علم فوج کا ملعون نے دیا — آپ جامِ مئے کیں ظالمِ بے دیں نے پیا
ولد القلب بغض قلب میں استادہ ہوا
قتل پر سیّدِ مظلوم کے آمادہ ہوا

نعرہ زن ہو کے ستم گر نے کہا اے یاور — آج مردانہ کرو رزم نہ ہمت ہارو
۱۳
سامنے شیر ہیں میداں میں انھیں للکارو — پیاسے دو روز سے ہیں گھیر کے نیزے مارو
ان پہ غالب ہو کہ آفاق پہ یہ غالب ہیں
نونہالانِ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہیں

کم نہ سمجھو انھیں واللہ کہ ہیں اب بھی کثیر — چھانٹ لائیں ہیں ہزاروں میں سے اتنے شبیرؑ
۱۴
شعلہ ہے صاعقہ ہے برق ہے ان کی شمشیر — قتل میں ان کے مناسب نہیں ہرگز تاخیر
آج اگر فتح ہوئی پھر نہ دخل ہووے گا
حاکمِ شام کا یثرب میں عمل ہووے گا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ اگر قتل ہوئے چین ہے پھر تم کو سدا — پھر مدینے میں بھلا کون ہے رانڈوں کے سوا
۱۵
آج ہوجائے اگر خاتمۂ آل عبا — عمر بھر پھر نہ کبھی جنگ کا ہوگا چرچا
گھر پہ جب احمد و حیدر کے صفائی ہوگی
پھر اولوالعزم کہاں جس سے لڑائی ہوگی

سن کے یہ مستعد جنگ ہوئے سب غدار — کھل گئے رن میں نشانوں کے پھریرے یکبار
۱۶
کوس حربی پہ لگی چوب یمین اور یسار — نیزے سیدھے ہوئے اور برق سی چمکی تلوار
خوف سے اہل حرم رو رو کے چلانے لگے
حضرت زینب و کلثوم کو غش آنے لگے

خوف کے مارے ہوا حال سکینہ کا تباہ — چونک اٹھا خواب سے ڈر کر علی اصغر ناگاہ
۱۷
بید کی طرح سے تھرانے لگا بندۂ اللہ — پوچھتے عابد بیمار تھے بانالہ و آہ
کیا چراغ نبوی دشت میں گل ہوتا ہے
ماتم سید مظلوم کا غل ہوتا ہے

شور نقارہ سے خیمے میں حرم تھے بے چین — بجتے تھے باجے اور ہوتا تھا یہاں شیون و شین
۱۸
مضطرب تھے حرم سبط رسول الثقلین — دہل و دف سے یہ آتی تھی صدا ہائے حسین
عربی باجوں سے آتی تھی صدا ماتم کی
شیون آلودہ ایک آواز تھی زیر و بم کی

شہ کے انصاروں نے جس وقت سنا شور نشور — جمع ہوکر گئے سب سید بے کس کے حضور
۱۹
عرض کی مستعد جنگ ہوئے ہیں مقہور — کرچکا فوج کو آراستہ ظالم مغرور
آپ بھی کیجئے آراستہ لشکر شاہا
دیکھیے بڑھتے ہی آتے ہیں ستم گر شاہا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

رو دیا سیدِ مظلوم نے گردن کی خم ؟ ؟ میں شرمندہ ہوں یارو اس دم

۲۰
لشکرِ شام با انبوہ ہے اور تم ہو کم لاکھ نامرد ہیں وہ یاں ہیں بہتر ہمدم

کیا مجھے دیتے ہو پیغام صف آرائی کا

شرم آتی ہے نہ لو نام صف آرائی کا

کیا تمہیں ان سے لڑاؤں مجھے آتی ہے حیا لشکرِ شام کجا لشکرِ شبیر کجا

۲۱
جاؤ تم سب کو کیا میں نے مرخص برضا دست بردار ہو اب مجھ سے نہ دو ساتھ میرا

تنِ تنہا ہی لڑوں گا میں ستم گاروں سے

مجھ سے اعدا کو غرض ہے نہ میرے یاروں سے

سب نے کی عرض کہ ہم کیونکہ جدا ہوویں گے یہ تمنا ہے کہ قدموں پہ فدا ہوویں گے

۲۲
تم سے منہ موڑیں تو مردودِ خدا ہوویں گے مارے جاویں گے تو ہم حق سے ادا ہوویں گے

تم کو گر چھوڑیں تو ایمان کو چھوڑا ہم نے

تم سے منہ موڑیں تو منہ دین سے موڑا ہم نے

آپ غم کھائیں نہ ہر چند کہ خادم ہیں کم حکم کی دیر ہے کر دیں گے صفوں کو برہم

۲۳
آپ لشکر کریں آراستہ اے شاہِ امم دیکھیے بھاگتے پھرتے ہیں ابھی اہلِ ستم

اسد اللہ کے فرزند کے ہم ناصر ہیں

جاں فدا کرنے میں واللہ نہیں قاصر ہیں

بارک اللہ کہا شاہ نے ہو کر خوشحال اور صف آرا ہوئے میداں میں شہ نیک خصال

۲۴
میمنہ سونپا ابنِ قین کو شہ نے فی الحال میسرہ ابنِ مظاہر کو باشفاق کمال

پھر علم دستِ مبارک میں لیا مولا نے

جلوہ گر پرچمِ زریں کو کیا مولا نے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سب رفیقوں کی طرف شاہ نے کی پہلے نگاہ   متوجہ ہوئے پھر سمت عزیزاں ناگاہ
۲۵
تھے تمنائی سبھی دیکھتے تھے جانب شاہ   بسکہ ہے منصب والا کی ہر ایک شخص کو چاہ
اس طرف مسلم و زینب کے پسر تھے مشتاق
اکبر و قاسم و عباس ادھر تھے مشتاق

بیٹے مسلم کے نواسے تھے علی کے حقا   ان کے بابا تھے علمدار تمنا تھی بجا
۲۶
بیٹے زینب کے جو تھے ان کے تھے حیدر نانا   دادا جعفر تھے علمدار شہ ہر دوسرا
دادا اکبر کے علمدار تھے اور قاسم کے
باپ تھے شیر خدا ماہِ بنی ہاشم کے

شہ نے عباس کو ناگاہ پکارا اُس آن   اور کہا تم ہو سزاوار اُٹھاؤ یہ نشان
۲۷
آ کے عباس ہوئے شاہ کے پیارے قربان   پھر علم لے کے کہا ہے میری عزت کا نشان
کبھی فرزند پیمبر کے قدم چومتے تھے
کبھی آنکھوں سے لگا کر وہ علم چومتے تھے

ہاتھ اُٹھا کر لگے کرنے یہ دعا خالق سے   آبرو میری علمداری کی ہے ہاتھ تیرے
۲۸
ہے یہ وہ منصبِ والا کہ سزاوار اس کے   حضرت جعفر طیار تھے یا حیدر تھے
میں تو اس رتبۂ عالی کا سزاوار نہ تھا
میں تو ہم مرتبۂ جعفر طیار نہ تھا

میرے بھائی نے مجھے اپنا علمدار کیا   میرے آقا نے مجھے فوج کا سالار کیا
۲۹
میرے مولا نے مجھے جعفر طیار کیا   میرے سرور نے مجھے حیدر کرار کیا
ذرہ تھا میں مجھے خورشید کیا بھائی نے
مجھ کو واللہ عجب رتبہ دیا بھائی نے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

مجھ پہ یہ شاہِ شہیداں کا کرم ہے یارب ہاتھ میں میرے پیمبرؐ کا علم ہے یارب
۳۰
عرش پر فخر سے اب میرا قدم ہے یارب یہ علم مرحمتِ شاہِ اُمم ہے یارب
مجھ کو توفیق دے اس شاہ کی غمخواری کی
شرم رکھ لی میری اس دم تو نے علمداری کی

آرزو ہے کہ میں شبیرؑ پہ ہو جاؤں فدا کھیت سے پانہ ہٹے ہاتھ ہوں گو تن سے جدا
۳۱
حق خدمت جو ہے شبیرؑ کا ہو مجھ سے ادا مجھ سے راضی شہِ لولاک ہوں اور شیرِ خدا
سر میرا سامنے مولا کے قلم ہو جاوے
لالہ گوں خون سے دامانِ علم ہو جاوے

ناگہاں مسلمِ مظلوم کے بیٹے ناکام آ کے حضرت سے لگے کہنے کہ اے شاہِ امام
۳۲
خدمتیں بانٹ چکے آپ رفیقوں کو تمام ایک خدمت ہے مگر اس کی ہیں خواہش میں غلام
یعنی اب کیجئے ہراول اس لشکر کا
ہوگا احسان غلاموں پہ بڑا سرورؐ کا

شاہ بولے کہ یہ عہدہ بھی نہیں باقی آہ کر چکا ہوں میں ہراول بھی مقرر واللہ
۳۳
تب وہ کہنے لگے ہے ہم کو تعجب یا شاہ بندے حقدار ہوں اور پاویں نہ یہ رتبہ جاہ
بابا مسلم تو فدا آپ پہ اوّل ہوویں
پیچھے رہ جائیں یہ فدوی نہ ہراول ہوویں

تب کہا شاہ نے رو رو نہ کرو غم پیارو اقربا میں میرے تم ہوگے مقدم پیارو
۳۴
پر اگر بات میری مانو تم اس دم پیارو بس ہے مسلمؑ کا تمھارے لیے ماتم پیارو
آج تم جنگ کے میداں کا ارادہ نہ کرو
میں چچا ہوں مجھے شرمندہ زیادہ نہ کرو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کہہ کے یہ شاہ اُدھر روئے اُدھر یہ ناکام — کیسے حیران تھے اس وقت رفیقانِ امام
۳۵
یعنی معلوم ہراول کا نشاں تھا نہ نام — کہتے تھے پیش قدم دیکھیے ہو کون غلام
یہ نہ معلوم تھا وہ حر ہے مددگار حسینؑ
بے وفاؤں میں سے نکلے گا وفادار حسینؑ

الغرض کرتے تھے اعدا جو مبارز طلبی — عرض کرتے تھے وفادار کہ اے سبط نبیؐ
۳۶
حکم ہو جنگ کا ہے ہم کو بہت تشنہ لبی — روکتے تھے انھیں فرزند رسول عربیؐ
کہتے تھے صبر کرو جنگ میں ہے دیر ابھی
منتظر ہوں نہیں آیا ہے میرا شیر ابھی

ناگہاں حُر دلاور ہوئے میداں میں عیاں — اور کیا گھوڑے کو حضرت کی طرف گرم عناں
۳۷
فرط شادی سے ہوا سرخ رخ شاہ زماں — حُر کی جانب کیا رہوار کو اپنے جولاں
پیار سے دیکھتے تھے سبط نبیؐ حر کی طرف
نگہ لطف و عنایت تھی بہادر کی طرف

اس گھڑی ہو گئے شبیرؑ کے غازی بے تاب — جانا لڑنے کو چلے پہلے شہ عرش جناب
۳۸
شاہ کو گھیر لیا تھام لی ہر ایک نے رکاب — عرض رو رو کے یہ کرتے تھے عزیز اور اصحاب
ہم کو شرمندہ نہ زہراؑ و پیمبرؐ سے کرو
پہلے تم جنگ نہ اس فوج ستم گر سے کرو

شہ نے فرمایا کہ جاتا نہیں میں کرنے جدال — مجھ کو منظور ہے مہماں کا کروں استقبال
۳۹
عرض کی سب نے کہ یا شاہ یہ ہے دشمن آل — ہے یہ حر ہووے گا میدان میں سرگرم قتال
شہ نے فرمایا کہ دشمن تم اسے جانتے ہو
دوستو دوست کو میرے نہیں پہچانتے ہو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۴۰
دشمنِ آل بھلا اس کو میں سمجھوں کیوں کر	حمزہؑ ساتھ اس کے ہیں آتے ہیں جلو میں جعفرؑ
دیکھتے آتے ہیں شفقت سے اسے پیغمبرؐ	پیٹھ پر ہاتھ دھرے ہیں میرے بابا حیدرؑ
دیکھو کس شان و تجمّل سے لئے آتے ہیں
سر پہ جبریلِ امیں سایہ کیے آتے ہیں

۴۱
فاطمہؑ روتی ہوئی آتی ہے ہمراہِ رکاب	دم بہ دم لیتی ہے رو رو کے بلائیں بے تاب
اس کے مرکب کے قدم چوم کے کرتی تھی خطاب	آج زہراؑ پہ ہے لازم تیرا پاسِ آداب
بے کسی میں میرے دلدار کا غمخوار ہے تُو
میرے مظلوم مسافر کا مددگار ہے تُو

۴۲
میں فدا تجھ پہ تُو اب ہوگا حسینؑ پہ فدا	تیرے قربان میں اے ناصرِ شاہِ شہدا
کس زباں سے کروں اس وقت تیرا شکر ادا	کیسے خوش ہوں گے حرم شہ کے تیری سن کے صدا
میری زینبؑ تجھے اب دیکھ کے خوش ہووے گی
پھر تیری لاش پہ منہ ڈھانکے ہوئے رووے گی

۴۳
دیکھ جاوے گی سکینہؑ تجھے جس دم در سے	لپٹے گی جا کے وہیں ہنستی ہوئی مادر سے
کہے گی پاک کرو اشک کو چشمِ تر سے	لو مبارک ہو کہ حُر آیا ہے اس لشکر سے
عمر سعد نے شاید اسے بھجوایا ہے
ہاتھ باندھے ہوئے بیعت کے لیے آیا ہے

۴۴
دیکھے گا مجھ کو جو اس دم میرا مظلوم حسینؑ	ایسا ہو جائے گا خرم میرا مظلوم حسینؑ
تیرے رتبے سے ہے محرم میرا مظلوم حسینؑ	تجھ کو رکھے گا مقدم میرا مظلوم حسینؑ
تو جو میدانِ صفِ جنگ میں کام آوے گا
گود میں تجھ کو میرا لعل اُٹھا لاوے گا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

مرزا فصیح غیر مطبوعہ

مرثیہ

در حال حضرت عون و محمد

بند......۳۲

۱
عازمِ جنگ ہو زینب کے جو دلدار آئے — رن میں کس شان سے کھینچے ہوئے تلوار آئے
سامنے ان کے صفیں تان کے کفار آئے — گفتگو کرتے یہ آپس میں ستم گار آئے
پیٹھ پر شملے ہوا سے پڑے لہراتے ہیں
دیکھو کس شان سے میداں میں چلے آتے ہیں

۲
دونوں چہروں پہ ہے کیا جوش جوانی کی بہار — رات بھر جاگے ہیں آنکھوں سے ہویدا ہے خمار
ہیں بہت پیاسے جو منہ کھولے ہیں یہ اسوار — ہونٹ ہیں چاٹ رہے پیاس کے مارے ہر بار
نہیں لڑ سکنے کے پانی ہی نہ جب پاویں گے
دھوپ جب تیز ہوئی پیاس سے مر جاویں گے

۳
خوب لڑتا ہے وہی جس کے رہیں جمع حواس — کیا کرے گا کوئی جب دھوپ ہو اور بھوک اور پیاس
ہاں اگر اپنے بزرگوں کے کریں نام کا پاس — برقعِ شیر میں نہیں پہنے ہیں مردوں کا لباس
کچھ تو سمجھے ہوئے ہیں جب تو ادھر آتے ہیں
ان میں جوہر تو شجاعت کے نظر آتے ہیں

۴
ناگہاں جھک پڑے اس فوج پہ وہ دونوں جواں — خوب تلوار لڑے رن میں مچایا گھمساں
کائی سی پھٹ گئی وہ فوجِ مخالف اس آن — لوگ لشکر کے لگے کہنے با فریاد و فغاں
کہنے کو لڑکے ہیں پر صاحبِ شمشیر ہیں یہ
بخدا لشکرِ شبیرؑ کے دو شیر ہیں یہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سینکڑوں تیغیں کھنچیں لاکھوں کمانیں ہوئیں زہ ۔۔۔ کوندی شمشیر کی جب برق پڑا تیر کا مینہ
5
تبر و تیغ سے کٹ کٹ گئی ہر جا سے زرہ ۔۔۔ سر پہ تلواریں لگیں ہرنے پہ پڑی ہیں گرہ

دم بدم پونچھتے جاتے ہیں لہو چہروں سے
پیچ پگڑی کے لٹکتے ہیں پڑے سہروں سے

تن پہ اُن کے لبِ معشوق جو ہوتے تھے تیر ۔۔۔ منہ سے بے ساختہ ہر تیر پہ تھا یا شبیر
6
یا علی کہتے تھے جب آن کے لگتی شمشیر ۔۔۔ بھائی سے بھائی یہی کرتا تھا ہر دم تقریر

وار پر وار چلے ہاتھ نہ رُکنے پاوے
کیسا ہی ضعف ہو گردن پہ نہ جھکنے پاوے

اب کے حملے میں چلو ماریں علمداروں کو ۔۔۔ آج میداں سے بھگا دیویں گے ستمگاروں کو
7
قلبِ لشکر پہ گریں رول لیں رسالداروں کو ۔۔۔ دیکھ لیں چل کے بڑے بھائی کے نموداروں کو

آج حیدریوں کی بھی لڑائی دیکھیں
بنی ہاشم کے بھی ہاتھوں کی صفائی دیکھیں

نیزے والوں کو للکارا ہوئے وہ پسپا ۔۔۔ میسرے پر جو گئے فوج نے گھونگھٹ کھایا
8
دونو یک دل جو ہوئے ہو گیا لشکر دو دلا ۔۔۔ ایک بڑے غول پہ آخر کو دیئے گھوڑے چلا

یہ قریشی ہیں جو ہر، تیغ پکڑ جھکتے ہیں
جب تلک ٹکڑے نہ ہو جاویں نہیں رُکتے ہیں

پاس والوں کی تو چلتی تھی پیاپے شمشیر ۔۔۔ مارتے دور سے تھے نیزے جو بعضے بے پیر
9
دور تر اُن سے تھے جو جو تھے لگاتے تھے تیر ۔۔۔ شفقِ خون میں ڈوبے تھے وہ دو مہرِ منیر

زخموں میں پیپلے تلواروں کے تھے ٹوٹ رہے
دونوں وہ سیم بدن تیروں سے تھے پھوٹ رہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

مارے تلواروں کے ٹکڑے تھے بدن سر تا پا — ضعف ایسا تھا کہ آنکھیں نہیں ہو سکتی تھی وا
۱۰
ہاتھ سے قبضۂ شمشیر وہ لیکن نہ چھٹا — مرتے مرتے بھی رہا ان کو شجاعت کا نشا

نہ گرے خاک پہ اسوار وہ مغموم رہے
آنکھوں کو بند کیے گھوڑوں پہ ہی جھوم رہے

دیکھا اعدا نے کہ گرتے نہیں یہ دونوں سوار — لے گئے آن کے اُن دونوں کے تازی رہوار
۱۱
گھوڑے جس وقت لگے گرنے ہوئے وہ لاچار — جب گرے خاک پہ تب زمیں تھی اس طرح پکار

کاٹ لو دونو کے سر چہروں کو گلرنگ کرو
دونو گھوڑے بھی بہت زخمی ہیں چورنگ کرو

بڑے بھائی نے تب اس وقت یہ چھوٹے سے کہا — جلد اے بھائی میرے آ کے کلیجے لگ جا
۱۲
مرتے مرتے بھی رہے اپنی رفاقت کا مزا — سر بھی کٹ جائیں مگر تن نہ ہوں آپس میں جدا

جس گھڑی رونے کو لاشوں پہ آویں ماموں
نہ جدا دیکھیں ہم آغوش ہی پاویں ماموں

کہہ کے یہ دونوں بہم پیار سے لپٹے ایک بار — منہ سے منہ ملنے لگے خوب کیا بوس و کنار
۱۳
ناگہاں آئے ستم گار جو کھینچے تلوار — ایک ہی وار میں سر دونوں لیے تن سے اُتار

وہ تو تڑپا کیے جب جان رواں ہوتی تھی
لاش سے لاش وہ لیکن نہ جدا ہوتی تھی

ناگہاں فوجِ ستم گار نے نعرے مارے — طبل بجنے لگے اور کھل گئے پرچم سارے
۱۴
سُن کے سب رونے لگے اہلِ حرم بے چارے — رو رو زینبؑ نے کہا مر گئے میرے پیارے

نوبتیں بجتی ہیں آواز ہے نقاروں کی
بھائی جی جا کے خبر لو میرے دلداروں کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سن کے میداں کو چلے گھوڑے کو دوڑا کر شاہ — دونوں تن خاک پہ لپٹے ہوئے دیکھے ناگاہ

۱۵

رو رو اس وقت لگے کہنے کہ سبحان اللہ — کیسے ان دونوں نے آپس میں نباہی ہے چاہ

سر بھی کاٹے گئے گردن میں مگر ہاتھ رہے

چلتے بھی ساتھ رہے مرنے پہ بھی ساتھ رہے

پھر یہ اکبرؔ سے کہا شاہ نے آ اے بیٹا — ایک میں گود میں لوں ایک کا لاشا تو اٹھا

۱۶

آیا اکبرؔ نہ ہوئے لاشے وہ آپس سے جدا — اس گھڑی سیدِ مظلوم نے بیٹے سے کہا

دونوں لاشوں کو اسی شکل سے لے جاؤں گا

دونوں کا پیار یہ زینبؔ کو میں دکھلاؤں گا

باپ بیٹوں نے اٹھا ان کو دھرا کاندھوں پر — سر کی جانب تھا پدر پاؤں کی جانب اکبرؔ

۱۷

ہاتھ میں حضرتِ عباسؔ کے وہ دونوں تھے سر — بھائی قاسمؔ تھا عمامہ لیے اور تیغ و سپر

بند گردن کی رگوں کا نہ لہو ہوتا تھا

شہِ مظلوم کی گردن پہ پڑا بہتا تھا

دستِ عباسؔ میں دونوں کے لگی خوں سے حنا — چھاتی سے اپنی لگائے ہوئے سر روتا تھا

۱۸

لب و دنداں کو کبھی چومتا تھا زلفِ دوتا — ہاتھوں میں سینے میں اور ہونٹوں میں تھا خوں بہتا

کہتا تھا واہ میرے غازیو کیا کام کیا

آفریں جعفرِ طیار کا کیا نام کیا

کیا شجاعت تھی کہ جب تک نہ لڑے آیا چین — کیا شرافت ہے کہ لاشوں کو اٹھاتے ہیں حسینؔ

۱۹

ہووے گا خیمے میں ان لاشوں پہ کیا شیون و شین — مجھ پہ بھی سایا تمھارا پڑے اے نور العین

میری بھی یوں ہی جدی تیغ سے گردن ہووے

نام عباسؔ کی مادر کا بھی روشن ہووے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

الغرض خیمے میں جس وقت کہ آ پہنچے امام ۔۔۔ تر بتر خون میں تھے اکبرؑ و عباسؑ و امام
۲۰
دیکھ کر لاشوں کو خیمے میں پڑا ایک کہرام ۔۔۔ زینبؑ خستہ نے رو رو کے شہ سے یہ کلام

دونوں لاشے گئے کیوں آپ اٹھانے بھائی
صدقے میں دکھنے لگے ہوویں گے شانے بھائی

اور زینبؑ سے لگے کہنے شہِ ہر دوسرا ۔۔۔ اپنے کاندھے پہ میں کیوں کر نہ اٹھا کر لاتا
۲۱
میری گردن پہ تھا واللہ بڑا حق ان کا ۔۔۔ میری خاطر ہوئے میداں میں دونو یہ فدا

اے بہن جعفرِ طیار کے یہ پوتے ہیں
رتبے واللہ شہیدوں کے بڑے ہوتے ہیں

میں نے چاہا تھا کہ یک لاش میں لوں ایک اکبرؑ ۔۔۔ پر میں کیا ذکر کروں ہوتا ہے سو ٹکڑے جگر
۲۲
ایسے لپٹے ہوئے سوتے تھے تمہارے دلبر ۔۔۔ کہ جدا ہو نہ سکے مجھ سے یہ دونوں پیکر

لایا میداں سے یہ شمس و قمر ہائے حسینؑ
دیکھ لو برجِ امامت میں قرانُ السعدین

رو رو زینبؑ نے کہا شاہ سے اے بھائی جاں ۔۔۔ رن میں جا خوب لڑے تھے میرے فرزند جواں
۲۳
بولے شہ ان کی شجاعت کا کروں کیا میں بیاں ۔۔۔ کاٹے سر سینکڑوں لاشوں سے بھرا ہے میداں

میں نے جب دیکھا تو بے جان یہ تصویریں تھیں
سر نہ تھے تن پہ مگر ہاتھ میں شمشیریں تھیں

اس طرح پکڑے تھے قبضہ یہ تمہارے دلدار ۔۔۔ کہ جدا کرنا ہوا مجھ کو نہایت دشوار
۲۴
جبکہ میداں میں کرتے تھے یہ دونوں تلوار ۔۔۔ کہتے تھے سارے ملک بارکَ اللہ پکار

جس گھڑی رن میں کھڑے شیر سے یہ جھومتے تھے
ہاتھ تلوار کا جبریلِ امیں چومتے تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۵
روتے تھے جعفرِ طیار بھی حاضر بن میں
ان کے سر حیدرِ کرار کے تھے دامن میں
میرے نانا بھی تھے مشغول وہاں شیون میں
کہتے تھے حضرت حمزہ کھڑے ہر دم رن میں
آج کیا جعفرِ طیار کے محبوب لڑے
مرحبا خوب لڑے خوب لڑے خوب لڑے

۲۶
کہہ کے یہ شاہ نے کاندھے سے اُتارے لاشے
شکل غربال تھے سب تیروں کے مارے لاشے
ماں نے اُسدم جو لئے گودی میں پیارے لاشے
خاک اور خون میں آلودہ تھے سارے لاشے
بولی تم دونوں کے مجھ ماں پہ یہ احسان ہوئے
میرے شبیر پہ میدان میں قربان ہوئے

۲۷
تم سے جیسے کہ خوشی میں خوش ہوئے خدا
آج مجھ ماں کا جو حق تھا وہ کیا تم نے ادا
دودھ میں نے جو پلایا تھا وہ تم کو بخشا
تم نے ٹھنڈا کیا اس وقت کلیجا میرا
تم کو فردوس میں دو باغ مبارک ہوویں
ہم کو دنیا میں یہ دو داغ مبارک ہوویں

۲۸
میں نے جو منتیں مانیں تھیں ہوئیں سب پوری
تم کو کیا رتبۂ شہادت کے ملے جی ہے خوشی
یاد آجاتی ہے پر دونو کی جب تشنہ لبی
کیا کہوں ہوتی ہے جو کچھ میری حالت جیسی
جبکہ تم لڑتے تھے کیا دھوپ کی حدت ہوگی
وقت مرنے کے عجب پیاس کی شدت ہوگی

۲۹
تم پہ میں صدقے گئی اے میرے مردانِ مصاف
پیٹھ پر زخم نہیں سینے سے ہیں تا دم ناف
خاک زخموں میں بھری ہے میں کروں کیونکر صاف
ماں کی تقصیر کو اے غازیو تم کیجیو معاف
دھوپ میں خوب جلے ہیں جو دہکتے ہیں بدن
واہ کیا بوئے شہادت سے مہکتے ہیں بدن

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کیسے تھے حکم کے تابع میرے دونو محبوب — کیسے ہیں چاند سے منہ کیسے ہیں خوش تن اسلوب ۳۰
کیا دلاور تھے کہ جاتے ہی گئے خون میں ڈوب — سرخرو ماں سے ہوئے ماں ہوئی ایسی محجوب
کس کے بیٹوں نے بھلا کی ہے اطاعت ایسی
تب تو اللہ نے دی ان کو شہادت ایسی

نوبتیں ان کے لیے بجتی ہیں دیکھو رن میں — زخم شمشیر کے ہیں ہار پڑے گردن میں ۳۱
خوں میں ڈوبے نہیں رنگ ہیں کھیلے جا کر رن میں — لاشے مت سمجھو بھرے گل ہیں مرے دامن میں
جان زینب کی گئی دونوں سروں کے صدقے
اماں ان زخموں لوہو میں بھروں کے صدقے

آگے خاموش ہو اب تا بہ کجا طول فصیح — عرض کر حق سے کہ ہو مرثیہ مقبول فصیح ۳۲
غم میں رہتا ہے شہیدوں کے تو مشغول فصیح — تازگی مرثیے میں ہے تیرا معمول فصیح
قتل مضمون کا نہیں کرنا بہتر
ایسے جینے سے تو واللہ ہے مرنا بہتر

مرثیہ فصیح

در حال حضرت عباسؑ

بند ۵۲

جب مشک بھر کے نہر سے عباس غازی گھر چلے — اک جامِ کوثر بھر لیا اور خلد سے حیدرؑ چلے ۱
ساتھ ان کے پیمبرؐ چلے حمزہؑ چلے جعفرؑ چلے — میدان میں رستہ روکنے کفار کے لشکر چلے
آئی گھٹا سی فوج کیں کالے علم کھولے ہوئے
عباسؑ پہنچے شیر سے تیغ دو دم تولے ہوئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

شامی جو تھے نامی وہاں نکلے وہ نعرے مار کر — کہنے لگے میدان میں عباسؑ کو للکار کر
۲
گر مرد ہے تو اے جواں گھبرا نہ جا ہتیار کر — ڈٹ کر کھڑا ہو سامنے شیروں سے آنکھیں چار کر

گر جنگ کا یارا نہیں ہتھیار اپنے ڈال دے
ہم کو علم دے مشک دے تلوار دے اور ڈھال دے

ہم شام کے خیال ہیں ہم قوم کے سردار ہیں — سفاک ہیں قتال ہیں، خونریز ہیں، خونخوار ہیں
۳
ہم سور ہیں، ابطال ہیں، ساونت ہیں جرّار ہیں — ہم کوہ ہیں ہم زال ہیں ہم سخت بھمن وار ہیں

جس جا ڈٹے جنگاہ میں پھر اک قدم ہٹتے نہیں
گر ہو زمیں کو زلزلہ ہیں کوہ ہم ہٹتے نہیں

ہر ایک صاحب قلعہ ہے، ہر ایک صاحب قصر ہے — ہر اک فریدوں دہر ہے ہر ایک وحید عصر ہے
۴
ہر ایک ہے چنگیز خاں، ہر ایک بخت النصر ہے — پکڑے جلو ہر ایک کے اقبال و فتح و نصر ہے

ڈرتے نہیں ہم شیر سے دبتے نہیں ہم فیل سے
کرتے ہیں کشتی دیو سے لڑتے ہیں عزرائیل سے

عباسؑ نے جس دم سنی لاف و گزاف اہلِ کیں — گونجا بستانِ شیرِ نر میداں میں وہ ضرغام دیں
۵
گرجا کہ یک رعد سا تھرا گئے چرخ و زمیں — کوندی جو برقِ خوں فشاں گھبرا گئے شامی لعیں

اک حیدری نعرہ کیا اس شور سے اس زور سے
گھوڑے بھگا کے چار سو بھاگے ستم گر چور سے

ڈٹ کر رجز پڑھنے لگا غازی با آوازِ جلی — میں ہوں دلاور صف شکن، فرزند مولا علیؑ
۶
ہے ابن عبدالمطلبؑ دادا ابوطالبؑ ولی — تلوار میرے باپ کی ہے عمرو و عنتر سے چلی

میں ابن خیبر گیر ہوں میں حیدری شمشیر ہوں
میں جعفری تصویر ہوں، میں یاورِ شبیرؑ ہوں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میداں میں میرے سامنے گر شیر ہے روباہ ہے   آگے مری تلوار کے گر کوہ ہو وہ کاہ ہے
۷
نصر من اللہ ساتھ ہے فتح مبین ہمراہ ہے   ماہِ بنی ہاشم ہوں میں خورشید میرا شاہ ہے
بالفرض لشکر شام کا کالی گھٹا یا میغ ہے
نیزہ ہے میرا صاعقہ برق درخشاں تیغ ہے

واقف ہو تم اے اہلِ کیں میں کون ہوں عباس ہوں   مرنے کا اندیشہ نہیں لڑنے میں بے وسواس ہوں
۸
دنیا سے کوسوں دور ہوں خلد بریں کے پاس ہوں   تندی میں میں فولاد ہوں سختی میں الماس ہوں
گر شیر کو للکاروں ہیبت سے ڈر کر گر پڑے
گر فیل پر حملہ کروں دہشت سے مر کر گر پڑے

ہو غرق آہن [illegible] لئے خود و زرہ سب بار ہے   چار آئینہ باندھے ہو کیوں ہر آئینہ بیکار ہے
۹
جس دم چلا نیزہ مرا جوشن زرہ کے پار ہے   چار آئینہ صابون ہے شمشیر بُرّاں تار ہے
اس دم نظر آئے نہیں پوشیدہ ہیں سر خود میں
اک وار میں تم دیکھنا تن پر نہیں سر گود میں

یہ کہہ کے سرگرمِ وغا فرزند شیرِ حق ہوا   جب تیغ ماری فرق پر سینہ زمیں کا شق ہوا
۱۰
دست مبارک خون میں ترپنجہ سے تا مرفق ہوا   غازی کی صولت دیکھ کر چہرہ عمر کا فق ہوا
گردوں سے آتی ہے صدا حسنت ابن مرتضیٰ
اے مردِ میدانِ وغا، ساونت ابنِ مرتضیٰ

جو مرد تھے مارے گئے نامرد بھاگے بوالہوس   تھا ابنِ حیدر جوش میں بجلی سا پھرتا تھا فرس
۱۱
کشتے پڑے تھے راس و چپ زخمی پڑے تھے پیش و پس   کہتے تھے شامی الاماں کوئی صدا دیتے تھے بس
اے ابن شاہِ لافتیٰ یہ تیغ ہے یا برق ہے
جاری ہے رن میں سیلِ خوں صحرا لہو میں غرق ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

تب ابن سعد بے حیا یوں شمر سے کہنے لگا　　اے شمر مشکیزہ لئے جاتا ہے ابن مرتضےٰ
۱۲
تو خلعت و زر پائے گا، سر کاٹ لا عباسؑ کا　　گر سر نہ لا سکتا ہو تو مشکیزہ اس سے چھین لا

کچھ فکر کر یا مکر کر تدبیر کر تزویر کر

سر کاٹ لے یا مشک لے تقریر یا شمشیر کر

سن کر یہ فرمان عمر لی باگ اس ناپاک نے　　ہمراہ اس نامرد کے دو الف تیر انداز تھے
۱۳
غازی کے آ کر سامنے ظالم پکارا دور سے　　کیا خوب تو اس دم لڑا عباسؑ رحمت ہے تجھے

سردار اپنی فوج کا تیری ثنا خوانی میں ہے

شہرہ تری تلوار کا افواجِ سلطانی میں ہے

تو ہے سپاہی من چلا تو ہے دلاور بے بدل　　ہے قدرداں تیرا عمر اس دم تو اس کے پاس چل
۱۴
خلعت پہن جاگیر لے موقوف کر جنگ و جدل　　ضامن ہوں میں اس قول میں ہرگز نہ آوے گا خلل

گر تو عمر سے مل گیا منصب بھی ہے جاگیر بھی

تیری سفارش کے سبب بچ جائیں گے شبیرؑ بھی

عباسؑ نے ہنس کر کہا اے شمر تو عاقل نہیں　　کیا دولا جواب اس بات کا تو بات کے قابل نہیں
۱۵
میں طالبِ دولت نہیں، دل مال پر مائل نہیں　　دنیا کے عز و جاہ سے واللہ کچھ حاصل نہیں

منصب شہادت ہے مرا خلدِ بریں جاگیر ہے

خلعت ہے یہ خونی کفن اور قدرداں شبیرؑ ہے

لیکن جو یہ تو نے کہا گر تم چلو نزدِ عمر　　بچ جائے گا تلوار سے اعدا کے شاہِ بحر و بر
۱۶
یہ بھی غلط ہے جھوٹ ہے واقف نہیں ہے تو مگر　　بلوا کے ابن سعد کو شہ نے کہا اے بے خبر

واللہ تو پچھتائے گا مت مار مجھ کو اے عمر

جز لعن کیا ہاتھ آئے گا مت مار مجھ کو اے عمر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۱۷

مانا نہ حضرت کا سخن میری سنے گا بات کب — اے شمر مل جاتا تو کیا تیغ جانے گر شاہِ عرب
خطِ غلامی لکھ کے دوں خدمت کروں گا میں روز و شب — جب کام لے در پیش ہو حاضر ہوں آ کر بے طلب
میداں میں گر جنگ ہو جتنے کہے سر کاٹ دوں
گر ہو لڑائی کوٹ کی لاشوں سے خندق پاٹ دوں

۱۸

یہ سُن کے شمر بے حیا بولا نہیں چلتے اگر — اس مشک کا منہ کھول کر پانی بہا دو خاک پر
پینا نہیں جائز تمہیں یہ آب ہے ملک عمر — عباسؑ نے اس دم کہا اے بے حیا اے بے خبر
صحرا میں ہو یا کوہ میں جنگل میں ہو یا شہر میں
جو نہر ہے آفاق میں ہے فاطمہؑ کے مہر میں

۱۹

جب تک نہ خوں میرا بہے یہ آب بہنے کا نہیں — ہے جب تلک تن میں دم یہ تنگ سہنے کا نہیں
اس بات کا مت نام لے یہ حرف کہنے کا نہیں — ہشیار ہو آئی اجل جیتا تو رہنے کا نہیں
ہے ہاتھ میں تیرے پرے بس وار میرا روک تو
خارا میں بھی رکتی نہیں میرے علم کی نوک تو

۲۰

یہ کہہ کے اک نعرہ کیا اور باگ لی راہوار کی — تیروں کا مینھ پڑنے لگا صف جم گئی کفار کی
غربال سینہ کر دیا مہلت نہ دی تلوار کی — تصویر خوں میں بھر گئی شہ کے علمدار کی
پانی بہا جب مشک سے بس جنگ سے دل رک گیا
قربہ مشک ہو گیا قربوس پر سر جھک گیا

۲۱

زخمی کو غش آنے لگا جھونکے علم کھانے لگا — خونِ جگر پینے لگا، تیغ دو دم کھانے لگا
نیزے سپاہِ شام کے شیرِ عجم کھانے لگا — یاد آئی شہ کی تشنگی غمخوار غم کھانے لگا
تلوار جب چلنے لگی ہر ایک بازو کٹ گیا
اک گرزِ نوفل کا پڑا فرقِ مبارک پھٹ گیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اس دم گرا رہوار سے، تیورا کے وہ ضرغام دیں — مشک و علم لے کر چلا سوئے عمر شرِ لعیں

۲۲

آئی صدا میدان سے اے سبطِ ختم المرسلیں — بھائی ترا مارا گیا تجھ کو خبر ہے یا نہیں

اکبر کو دے اپنا علم ظالم کو لے جانے نہ دے

مشک و علم وہ لے چلا ہاں باگ لے جانے نہ دے

سن کر یہ ہاتف کی صدا پہنچے شہ کون و مکاں — وہ ذوالفقار حیدری بجلی سی کوندی ناگہاں

۲۳

نعرہ کیا شبیرؑ نے ظالم تو جاتا ہے کہاں — بھاگا ستمگر پھینک کر میدان میں مشک و نشاں

دیکھا جو حضرت نے علم دریا بہائے اشک کے

چوما نشانِ احمدیؐ بوسے لئے اس مشک کے

پرچم کے نیچے باندھ دی پھر شہ نے مشک خونچکاں — اکبر سے رو کر کہا پیارے اٹھا لے تو نشاں

۲۴

رو کر ہم گھر کو ہوئے مشک و علم لے کر رواں — تھی در پہ خیمہ کے کھڑی پیاسی سکینہ نیم جاں

تارا سا چمکا دور سے پرچم طلائی دھوپ میں

خوش ہو کے دوڑی تشنہ لب سائے سے آئی دھوپ میں

ہنس کر پکاری اے پھپھی آئے چچا آئے چچا — لو مشک بھر لائے مری آئے چچا آئے چچا

۲۵

کیسی ہوئی دل کو خوشی آئے چچا آئے چچا — کہدو نہ رو دیں اب چچی آئے چچا آئے چچا

دیکھو ادھر کو رخ کیا عباسؑ عالی جاہ نے

منہ سے چچی کے سرخرو مجھ کو کیا اللہ نے

کیسی خجالت تھی مجھے آثار تھے سب یاس کے — روتی تھی مارے شرم کے مرتی تھی مارے پیاس کے

۲۶

اللہ نے کیا سن لیا رونے کو مجھ بے آس کے — مشکیزہ لائے ہیں مرا قربان میں عباسؑ کے

نامِ خدا میدان سے زندہ پھرے سالم پھرے

لوگو مبارکباد دو ماہِ بنی ہاشم پھرے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۲۷
آؤ کہ آ پہنچے چچا دیکھو وہ آتا ہے علم — پانی سے مشکیزہ بھر لاتے ہیں اے اہلِ حرم
اب شکر کے سجدے کرو پیویں گے آبِ سرد ہم — اصغرؔ کو لے آؤ ادھر تم پیمبرؐ کی قسم
پہلے سبھوں سے چاہیے سیراب اصغرؔ جان ہو
پھر بعد اصغرؔ کے پیئے جو بچہ نادان ہو

۲۸
باقرؔ کو پانی دیجیو، پھر بھائی عبداللہ کو — پھر دخترِ مسلمؔ جو ہے بھینا رقیہؔ اس کو دو
فرزند پھر عباسؔ کا بھائی مرا سیراب ہو — اس وقت میں پیاس نہیں مجھ کو نہ دینا بیبیو
مارے خوشی کے بھوک بھی جاتی رہی اور پیاس بھی
تم سب پیو، بابا پئیں اکبرؔ پئیں، عباسؔ بھی

۲۹
اماں پئیں، پھپھیاں پئیں چچیاں پئیں بہنا پئیں — میں بھولی پہلے بیبیو عابدؔ مرے بھیا پئیں
پہلے پلا لینا انہیں صرفہ نہیں جتنا پئیں — ٹھنڈا جگر ہو جائے گا پانی اگر ٹھنڈا پئیں
لازم ہے آبِ سرد سے اپنی بجھا کر پیاس کو
قبلہ کی جانب منہ کرو سب دو دعا عباسؔ کو

۳۰
احسان ہے عباسؔ کا کس وقت میں پانی دیا — مرتا تھا مارے پیاس کے پانی ملا اصغرؔ جیا
تھے کیسے پپڑائے ہوئے لب ہائے شاہِ اولیاؔ — عابدؔ کا تھا ہونٹوں پہ دم عباسؔ نے زندہ کیا
قربان میں عباسؔ کے آتے ہیں گھر کس شان سے
جنت کی آئی ہے ہوا اس قتل کے میدان سے

۳۱
پانی لے آیا نہر سے غازی کا زہرا دیکھنا — کیسا چمکتا ہے پرچم سنہرا دیکھنا
لہرا رہا ہے باد سے سر پر پھریرا دیکھنا — ہر دم کہے گا آفریں فرزندِ زہراؔ دیکھنا
صاحب نصیب اے بیبیو امُ البنینؔ کا لال ہے
کیا دبدبہ کیا طنطنہ کیا جاہ کیا اقبال ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۴۲
یہ مژدہ سن کر بیبیاں خوش ہوگئیں سجدے کیئے ۔ بچے چلے در کی طرف ہاتھوں میں سب کوزے لیئے
دوڑے حرم کہتے ہوئے صد شکر اب بچے جیئے ۔ پھر کھول دے آنکھیں ابھی پانی اگر اصغر پیئے
صدقے علمبردار کے مُردوں کو زندہ کر دیا
اس دھوپ میں اس پیاس میں پانی ہمیں لا کر دیا

۴۳
تھے منتظر اہلِ حرم نزدیک پہنچے شاہِ دیں ۔ نعرہ کیا اک درد سے روئے بہ آوازِ حزیں
گھبرا گئے وہ تشنہ لب سب ہو گئے اندوہ گیں ۔ رو کر پکارے دُور سے یا سبطِ ختم المرسلیں
عباسؑ غازی کیا ہوا اکبرؑ علم کیوں لائے ہیں
ہے ہے غضب ہو گیا کیوں آپ روتے آئے ہیں

۴۴
ہے ہے علم کیوں سرخ ہے پرکا لہو سے لال ہے ۔ ہے ہے پھریرا کیوں پھٹا پرچم کا کیسا حال ہے
ہے ہے یہ مشکِ خونچکاں تیروں سے کیوں غربال ہے ۔ ہے ہے کہاں صاحب نشاں اُم البنینؑ کا لال ہے
ہے ہے بہادر کیا ہوا ہے ہے دلاور کیا ہوا
حیدرؑ کا دلبر کیا ہوا، حضرت کا یاور کیا ہوا

۴۵
حضرت نے رو رو کر کہا شیرِ وغا مارا گیا ۔ بازو مرا، یاور مرا، بھائی مرا مارا گیا
فرزندِ شاہِ لافتیٰ صاحبِ لوا مارا گیا ۔ عباسؑ غازی صف شکن تنہا لڑا مارا گیا
میرے علم بردار کا میدان میں سر کٹ گیا
میری کمر خم ہو گئی میرا کلیجہ پھٹ گیا

۴۶
گم ہو گیا ہمدم مرا ڈھونڈنے کو جاؤں گا ۔ جیتا ہوا پایا اگر گھر تک اسے پہنچاؤں گا
لاشہ اگر آیا نظر تو بھی اُٹھا کر لاؤں گا ۔ جب تک نہ دیکھوں گا اسے تم کو نہ منہ دکھاؤں گا
غمخوار میرا مر گیا غم کھانے کو زندہ ہوں میں
بھاوج مری بیوہ ہوئی آج اس سے شرمندہ ہوں میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

یہ کہہ کے شاہِ بے کساں در سے پھرے کرتے فغاں — اکبرؑ نے جو دیکھا چلے میداں کو شاہِ انس و جاں

۳۷

سونپا پھپھی کو وہ علم پیچھے ہوا شہ کے رواں — زینبؑ نے صحنِ خیمہ میں لے جا کے گاڑا وہ نشاں

رو کر پکاری بیبیو عباسؑ کا ماتم کرو

زیرِ علم سب جمع ہو عباسؑ کا ماتم کرو

بھاوج کا سر گوندھا ہوا کھولا کہا لے خاک ڈال — تو رانڈ بیوہ ہو گئی اقبال کو آیا زوال

۳۸

اب پھوڑ اپنی چوڑیاں اور ناک میں سے نتھ نکال — چادر سفید اک اوڑھ لے اور کر پریشاں سر کے بال

نیچے علم کے بیٹھ جا منہ ڈھانپ شوہر مر گیا

اُمّ البنین کا لاڈلا فرزندِ حیدرؑ مر گیا

پھر لائی ننھا سا پسر عباسؑ کا زینبؑ وہاں — زلفیں لٹکتی دوش پر پہنے گلے میں ہنسلیاں

۳۹

زیرِ علم بٹھلا دیا رو رو کے با آہ و فغاں — ٹوپی اتاری اور کہا تو ہے یتیم اے خستہ جاں

چہرے پہ اپنے خاک مل زیرِ علم فریاد کر

تیرا پدر مارا گیا بابا کو اپنے یاد کر

لائی سکینہ کو وہاں پھر دخترِ خیر النساء — سکتے کے عالم میں وہ تھی آنکھوں میں اک آنسو نہ تھا

۴۰

اس کا گریباں پھاڑ کر بولی چچا مارا گیا — فریاد کر ہے ہے چچا ہے ہے چچا ہے ہے چچا

دل کھول کر رو اے بچی ہچکی نہ رہ مر جائے گی

ماتم کا یہ سامان ہے اب لاش عم کی آئے گی

دیکھا جو یہ سامانِ غم رونے لگے اہلِ حرم — تھیں حلقہ باندھے بی بیاں تھا بیچ میں برپا علم

۴۱

اس نخلِ ماتم کے تلے روتے تھے اہلِ درد و غم — کہتے تھے لاشہ شیر کا آتا ہے اب ہے ہے ستم

اس ننھے سے معصوم پر کیسی مصیبت آ گئی

اس پھول سے رخسار پر گردِ یتیمی چھا گئی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اس وقت زینبؔ نوحہ گر سر پیٹ کر رونے لگی — شور و فغاں ہونے لگا سینہ زنی ہونے لگی
۴۲
بچہ بھی رویا پھوٹ کر بیوہ بھی جی کھونے لگی — رو رو سکینہ تشنہ لب اشکوں سے منہ دھونے لگی
فریاد تھی مارا گیا عباسؑ جانِ مرتضیٰ
ہے ہے جوانِ مرتضیٰ ہے ہے نشانِ مرتضیٰ

تھا ننھے ننھے ہاتھوں سے سر پیٹتا ننھا پسر — کہتا تھا بابا مر گئے بے کس ہوئے ہم بے پدر
۴۳
اب کیا کریں بیٹھیں کہاں کس سے کہیں جائیں کدھر — دردِ یتیمی دل میں ہے بیٹھے ہوئے ہیں خاک پر
پردیس میں بیکس ہوئے گھر دور وادی دور ہے
اب ٹھوکریں کھاویں گے ہم اماں بھی بے مقدور ہے

بانوئے [illegible] چوم کر منہ اس بچے کا دم بدم — کہتی تھی اتنا مت کرو صدقے تمہارے ابنِ عم
۴۴
بابا تمہارے آئیں گے [illegible] دیکھیں گے ہم — غازی کو ہیں لینے گئے، اکبرؔ بھی اور شاہِ امم
در کی طرف تکتے رہو جب لاش حضرت لائیں گے
ہم تم گلے سے دوڑ کر عباسؑ کے لگ جائیں گے

ہم تم ہمیشہ ساتھ ہیں ہم تم نہ ہوویں گے جدا — مل کر ہمیشہ روئیں گے بیٹھیں گے باہم ایک جا
۴۵
تم کو جو مارے گا کوئی ہم آ کے لیویں گے بچا — پہلے پلا دیں گے تمہیں پانی اگر ہم کو ملا
ہم نے چچا کو کھو دیا اس غم سے دل میں درد ہے
چہرہ ہمارا دیکھ لو شرمندگی سے زرد ہے

اتنے میں نعرہ مارتے رن سے پھرے شاہِ زماں — داخل ہوئے سر کو پیٹتے خیمہ کے اندر ناگہاں
۴۶
گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے ہمراہ اکبرؔ نوجواں — گھوڑا وہ زخمی خونچکاں زخموں سے پیہم خوں رواں
گھوڑے کی صورت دیکھ کر دونا حرم کو غم ہوا
کس دھوم سے شیون ہوا کس جوش سے ماتم ہوا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۴۷
کہتے تھے نعرہ مار کر عباس کا رہوار ہے — لے اے سکینہ پیار کر عباس کا رہوار ہے
اشکوں سے تر رخسار کر عباس کا رہوار ہے — لا کاہ و خور تیار کر عباس کا رہوار ہے
لے لے بلائیں دوڑ کر اس اسپ خوش رفتار کی
آئی سواری نہر سے ہے ہے علم بردار کی

۴۸
آیا نظر شبیر کو ننھا سا بچہ ناگہاں — زیر علم سر پیٹتا زلفیں کھلیں آنسو رواں
تکمہ گریباں کا کھلا کرتا پھٹا، کرتا فغاں — ہے ہے مرا بابا کہاں ہے ہے مرا آقا کہاں
میں کیا کروں کس سے کہوں بابا کو پاؤں کس طرح
ڈھونڈوں کدھر جاؤں کہاں بابا کو لاؤں کس طرح

۴۹
نعرہ کیا شبیر نے کھائیں پچھاڑیں خاک پر — صدمہ ہوا غش آ گیا سینے کو کوٹا اس قدر
زینب نے گودی میں لیا اپنے شہ دیں کا سر — کلثوم سہلانے لگی تلوے ہوا ٹکڑے جگر
بانو نے چلا کر کہا اہل عزا خاموش ہو
غش آ گیا ہے شاہ کو لوگو ذرا خاموش ہو

۵۰
یہ سن کے دوڑیں بیبیاں کہتی تھیں ہے ہے کیا ہوا — ہے ہے گلاب اسد کہا حضرت پہ کیا چھڑکیں بھلا
اے بیبیو پنکھے جھلو کچھ تو لگے ٹھنڈی ہوا — بچے کو روتے دیکھ کر شہ کا کلیجہ پھٹ گیا
بچے کو لے لو گود میں جلدی اٹھا ڈالو علم
دل میں قلق ہے شاہ کے لوگو چھپا ڈالو علم

۵۱
جب آنکھ کھولی شاہ نے زینب کے منہ پر کی نظر — لے کر بلائیں وہ بہن بولی کہ شاہ بحر و بر
تم صابروں کے شاہ ہو زہرا کے ہو لختِ جگر — دل کو سنبھالو بھائی جاں بے تاب مت ہو اس قدر
روئے اگر تم اس طرح ہم سب تو پھر مر جائیں گے
مرنا تھا جن کو مر گئے رونے سے کیا پھر آئیں گے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

اس دم اُٹھے باہر چلے خیمہ سے شاہِ کربلا بس اے فصیح خستہ جاں کر ختم غم کا ماجرا
۵۲
کعبہ کے آگے ہاتھ اٹھا کر اپنے محسن کو دعا تو اب ضیغم جنگ کو یا رب بحق مصطفیٰ
توفیق دے تائید کی مشغول رکھ خیرات میں
جتنی صفاتِ خوب ہیں ہوں جمع اس کی ذات میں

بس اے فصیح بے نوا خالق سے کر تو یہ دعا یا رب بحقِ مصطفیٰ یا رب بحق مرتضیٰ
۵۳
یا رب بحق فاطمہ یا رب بحقِ مجتبیٰ یا رب بحق عزت و شانِ امیرِ کربلا
مداحِ آلِ مصطفیٰ دنیا میں مشہور ہوں
محشر کے دن اس نام پر مبعوث ہوں محشور ہوں

سلام

سلام لکھتا ہوں میں حرم میں قلم سے زمزم ٹپک رہا ہے
سراپا کعبے کے سنگِ در پر سیاہ پردہ پٹک رہا ہے

زمین بالوں سے جھاڑتی ہے، بتول پھرتی ہے کربلا میں
شمیم گیسوئے عنبریں سے تمام صحرا مہک رہا ہے

لڑا جو قاسم حسن کا پیارا تو آن واحد میں سب نے دیکھا
ادھر کو بیٹے تڑپ رہے ہیں ادھر کو ارزق پھڑک رہا ہے

حسین کہتے تھے غازیوں سے وہ حوضِ کوثر ہے تشنہ کامو
وہ حور ساغر لئے کھڑی ہے وہ آبِ کوثر جھلک رہا ہے

گھرے ہیں بادل سے شام کے دل کھنچی ہے حیدر کی سیفِ قاطع
گھٹا میں بجلی چمک رہی ہے زمانہ آنکھیں جھپک رہا ہے

کفن میں لپٹا ہوا ہے قاسم، نہ لال سہرا نہ زرد کنگنا
سپید تحت الحنک بندھی ہے، سیاہ شملہ لٹک رہا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

پکارے اکبر لڑوں گا کیوں کر، جلائے دیتی ہے دھوپ یارب!
گرفت مشکل ہے، ہاتھ بھٹتا ہے، ایسا قبضہ دہک رہا ہے

سکینہ پیاسی تڑپ رہی ہے، پڑی ہے خاموش بنت مسلم
ادھر کو اصغر سسک رہا ہے، ادھر کو باقر بلک رہا ہے

پکاریں زینب قیامت آئی، حسین ہوتے ہیں ذبح لوگو!
جھکے ہیں سجدے میں میرے بھائی، قفا پہ خنجر چمک رہا ہے

تڑپ کے ہاتھوں سے ماں پھوپھی کے نکل گیا ہے حسن کا مہرو
پھٹی ہے ٹوپی، کھلے ہیں گیسو، بدن میں کرتا مسک رہا ہے

کہا پھوپھی نے یہ حال کیا ہے تمہارا عابد! تو رو کے بولے
بدن میں لرزہ ہے تپ چڑھی ہے، گلے سے ماتھا دھمک رہا ہے

کہا یہ عابد نے کاش نیزہ بدن پہ لگتا تو خوب ہوتا
نہ سنتے اعدا کی تلخ باتیں، کلیجہ طعنوں سے پک رہا ہے

بندھے ہیں آلِ نبی کے بازو، کھڑے ہیں خاموش سر جھکائے
یزید بیٹھا ہے کر و فر سے شراب پیتا ہے چہک رہا ہے

لگن میں رکھا ہے شاہ کا سر، بزیرِ تخت یزید فاسق
شقی کو پاسِ ادب نہیں ہے جو منہ میں آتا ہے بک رہا ہے

خدا مظفر حسین خاں کو بخیر و خوبی حرم میں لائے
فصیح مشتاق اس قدر ہے کہ راہ دن رات تک رہا ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

قاسم لکھنوی

سیّد قاسم علی خاں

مرثیہ نگاری اور غیر مطبوعہ مرثیے

سیّد قاسم علی خاں نام اور قاسم تخلص۔

شیفتہ، گارساں دتاسی، کریم الدین، خوشگی، صابر دہلوی، نساخ، نادر، گوکل پرشاد، مظفر حسین صبا، نورالحسن، علی حسن خاں اور اسپرنگر نے اُن کا نام سیّد قاسم علی خاں اور تخلص قاسم لکھا ہے۔

مرزا قادر بخش صابر دہلوی لکھتے ہیں:-

''قاسم تخلص، سیّد قاسم علی خاں نام، نواسۂ عطا حسین خاں، صاحب نوطرز مرصع۔ اُن کے خاندان عالی اور دودمان متعالی کے اوصاف خامۂ دوزباں کی مجال سے خارج ہیں۔ عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں ہیں۔ سید محمد غوث جیلانی جو عبدالقادر جیلانی کی نویں پشت میں تھے۔ عرب سے سندھ میں وارد ہوئے۔ ظہیرالدین بابر بادشاہ نے فرط عقیدت سے پچاس ہزار بیگھ زمین میں قطعات متعدد اُن کے مصارف کے واسطے مقرر کردیے۔ اسی سرزمین میں شہر اُوچ جیلانیوں کا ان سے آباد اور ان کی اولاد کا وطن ہوا۔ پھر ان کی اولاد میں سے کچھ لاہور میں اور کچھ اطراف میں قیام پذیر ہوئے۔ جب لاہور میں سکھوں کا غلو ہوا۔ سید اصغر علی کہ سیّد نکتہ طراز سخن سنج (قاسم) کے جدِ امجد تھے، ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئے۔ مرزا جہاں دار شاہ عرف مرزا جواں بخت مہین پور حضرت شاہ عالم بادشاہ کی رفاقت میں زمین لکھنؤ میں تشریف فرما ہوئے۔ جب سے وہ خطہ اس بزرگ کا موطن اور مسکن ہوگیا''۔ (گلستان سخن)

قاسم کا تعلق قدیم پنجاب سے تھا۔ اس سلسلے میں دیگر تذکرہ نگاروں نے بھی یہی لکھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہے۔ گوکل پرشاد لکھتے ہیں۔ ''پنجابی نژاد'' کلب حسین خاں نادر لکھتے ہیں ''متوطن ملک پنجاب'' (تذکرۂ نادر) نساخ لکھتے ہیں۔ ''سابق وطن لاہور ہے''۔ (سخن شعرا) علی حسن خاں لکھتے ہیں۔ ''وطن لاہور ہے''۔ (بزم سخن)

مظفر حسین صبا نے بھی کچھ تفصیلات فراہم کی ہیں وہ لکھتے ہیں:۔

''سید قاسم علی لکھنوی خلف سید حیدر علی ابن سید صفدر علی ولد سید اصغر علی ،حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے سلسلۂ نسب سے ہیں۔ حوالیٔ ملتان میں گیلانیوں کا ایک محلہ ان کے اجداد کا آباد کیا ہوا ہے۔ اصغر علی خاں ،مرزا جواں بخت شاہزادہ کے ہمراہ دہلی سے لکھنؤ آئے اور یہیں قیام کرلیا۔ قاسم علی ایک مدت تک سرکار انگریزی میں تحصیل داری پر مامور تھے''۔ (روز روشن)

قاسم کے والد بھی شاعر تھے۔ اور حیدر تخلص کرتے تھے۔ نساخ لکھتے ہیں:۔

''سید حیدر علی خاں لاہوری متخلص بہ حیدر، قاسم کے والد تھے''۔ (سخن شعرا)

قاسم کے پردادا سید اصغر علی خاں، مرزا جواں بخت، جہاں دار شاہ کے ساتھ دہلی سے لکھنؤ آئے تھے۔ تین پشتیں لکھنؤ میں قیام پذیر رہیں اس کے باوجود تذکرہ نگاروں نے قاسم کو ''پنجابی'' اور ''لاہوری'' لکھا ہے۔

قاسم بھی لکھنؤ ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ نساخ لکھتے ہیں ''باشندۂ لکھنؤ'' (سخن شعرا)۔ کلب حسین خاں لکھتے ہیں ''مقیم لکھنؤ'' (تذکرۂ نادر)۔ گوکل پرشاد لکھتے ہیں ''قاسم کی ولادت لکھنؤ میں ہوئی'' (ارمغانِ گوکل پرشاد)۔ علی حسن خاں لکھتے ہیں ''مسکن لکھنؤ'' (بزم سخن)

قاسم لکھنؤ کے قدیم باشندے تھے ہوسکتا ہے اُن کا خاندان پنجابی مشہور ہو اس لیے اُن کے نام کا جزو بھی لفظ پنجابی بن گیا ہو۔

قاسم کے منصب اور عہدے کے متعلق تمام تذکرہ نگاروں کا ایک ہی بیان ہے۔

شیفتہ لکھتے ہیں:۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

''سابق میں سرکار انگریزی کے محالات کی تحصیل پر ملازم تھے۔ اب لکھنؤ میں زندگی بسر کرتے ہیں''۔ (گلشن بے خار)

شیفتہ کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۴ء میں قاسم اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو چکے تھے۔ شیفتہ کے بیان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قاسم ملازمت کے سلسلے میں دوسرے شہروں میں بھی مقیم رہے۔ ملازمت ختم ہونے کے بعد مستقل طور پر اپنے وطن لکھنؤ آ کر رہنے لگے تھے۔

کلبِ حسین خاں نادر بھی لکھتے ہیں کہ:۔

''اکثر بہ عہدۂ تحصیل داری وغیرہ، عمدہ روزگار ہے''۔ (تذکرۂ نادر) قاسم کو فنِ موسیقی میں بھی دخل تھا۔ شیفتہ لکھتے ہیں:۔

''فنِ موسیقی میں اچھی مہارت رکھتے ہیں'' (گلشن بے خار)

علی حسن خاں لکھتے ہیں:۔

''علم موسیقی میں دست گاہ تمام تھی'' (بزمِ سخن)

نصر اللہ خاں خویشگی نے قاسم کو عطا حسین تحسین صاحبِ ''نوطرزِ مرصع'' کا فرزند لکھ دیا ہے۔ ظاہر ہے اُن سے سہو ہوا ہے۔ جبکہ اُن کے سامنے شیفتہ کا بیان موجود تھا۔ شیفتہ لکھتے ہیں:۔

''یہ عطا حسین خاں المتخلص بہ تحسین صاحبِ نوطرزِ مرصع کے نواسے ہیں، جن کو مرصع رقم کہا جاتا ہے''۔ (گلشن بے خار)

صاحب ''بزمِ سخن'' اور صاحبِ ''طورِ کلیم'' نے بھی یہی لکھا ہے۔ صابر دہلوی کے بیان سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

کلبِ حسین خاں نادر نے اُن کو صاحب دیوان شاعر لکھا ہے اور صرف گوکل پرشاد نے یہ بتایا ہے کہ قاسم شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد تھے۔ اس کے علاوہ کسی اور تذکرہ میں اُن کے تلمذ کی طرف اشارہ تک نہیں کیا گیا ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

قاسم مرثیے بھی کہتے تھے۔ سفارش حسین رضوی لکھتے ہیں:-

"رضا لائبریری رام پور کی قلمی بیاض نمبر ۱۷۸۱ میں قاسم تخلص کے دو شاعروں، سید قاسم خاں اور میر قاسم علی کے متفرق شعر نام کے ساتھ درج ہیں کریم الدین نے اپنے تذکرے کے طبقہ چہارم میں سید قاسم علی خاں قاسم کا ذکر کیا ہے۔ اور اُسے لکھنوی بتایا ہے۔ قرین قیاس ہے کہ یہ مرثیہ قاسم لکھنوی کا ہے"۔ (اردو مرثیہ ص ۲۵۸)

سفارش حسین رضوی نے مرثیے کے صرف تین بند نقل کئے ہیں:-

قتل جب شمر سیاہ رو کر چکا شبیر کو — فخر سے تب چومتا تھا خنجر و شمشیر کو
کھینچتا تھا تن سے شہ کے کوئی اپنے تیر کو — کوئی لیتا تھا سلاح سرور دلگیر کو
قتل کے میداں میں اُس دم حشر کی سی دھوم تھی
اپنے خیمے میں ہراساں زینب مغموم تھی

ہاتھ میں بعضے کئے تھے خوں بھری تیغیں علم — نیزے خون آلود چمکاتے تھے بعضے دم بدم
گھوڑے دوڑاتے تھے شاداں ہو کے وہ اہل ستم — تھا کسی کے ہاتھ میں عباسؑ غازی کا علم
کھولتا تھا ہائے بند جوشن اکبر کوئی
کھینچتا تھا جسم سے پیراہن اکبر کوئی

غل مبارک باد کا ہر دم مچاتے تھے لعیں — ہو کے شاداں اپنے گھوڑوں کو کداتے تھے لعیں
کاٹ تلواروں کی آپس میں دکھاتے تھے لعیں — فتح کے نقارے میداں میں بجاتے تھے لعیں
جب صدا نقاروں کی پہنچی حرم کے کان میں
چھپ گئی ڈر کے سکینہ، بانو کے دامان میں

"ذخیرۂ مسعود حسن ادیب" علی گڑھ یونیورسٹی کی لائبریری میں سیّد قاسم علی خاں قاسم لکھنوی کے مندرجہ ذیل مرثیے موجود ہیں:-

	مطلع		تعداد بند
۱۔	دنیا اگرچہ عالم خواب و خیال ہے	مضارع	۳۳

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۔ جب سکینہ پہ یتیمی کی مصیبت آئی	رمل	۴۴
۳۔ آئی جب در پر سواری سیّد مظلوم کی	رمل مثمن	۳۰
۴۔ جس وقت سحر ہو گئی ظاہر شب غم کی	ہزج	۳۹
۵۔ جس کو کہ جہاں میں شہ مظلوم کا غم ہے	ہزج	۳۳
۶۔ بعد قاسم کے جو عباسؑ ہوئے عازم جنگ	رمل	۵۲
۷۔ جب شام میں سر ننگے سرورؑ کے حرم آئے		۳۳
۸۔ جب کوچ کیا دہر سے محبوب خداؐ نے		۳۶

مرثیہ

۱۷
اُس سے ابھی فرماتے تھے یہ احمد مختارؐ ناگاہ جونہی خواب سے جاگا وہ خریدار
پاؤں پہ گرا جا کے وہ اُس لڑکی کے اک بار کہتا تھا کہ روشن ہوا تجھ سے مرا گھر بار
ہنگام سحر لڑکی کو پہنچا دیا گھر میں
اس لڑکی نے جا شام کا ماتم کیا گھر میں

۱۸
اے مومنوں اب آگے ہے یہ پیٹنے کی جا ہو شہ کی عزادار کی بیٹی کا یہ رتبہ
جب زینبؑ و کلثومؑ کا سر کھل گیا ہوگا کیا حال ہوا ہوگا رسولؐ دوسرا کا
زنداں میں پیٹتی ہوگی نواسی جو نبیؐ کی
حالت ہوئی کیا ہوگی رسولؐ عربی کی

۱۹
دربار میں حاکم کے جو وارد ہوئی جا کر سیدانیاں سر ننگے ہیں چادر نہیں سر پر
فرعون ہوا تخت پہ بیٹھا تھا ستم گر تھیں زینبؑ و کلثومؑ کھڑی کھولے ہوئے سر
دربار میں بیٹھے ہوئے سب چھوٹے بڑے تھے
ہر بی بی کے چہرے پہ کھلے بال پڑے تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۲۰ ننھا سا جو ایک خون میں ڈوبا تھا شلوکا ‏ رومال کی جا بانو کے وہ سر پہ پڑا تھا
تھا خون سے تو شکی جھکا بنری کا چہرا ‏ ایک بی بی کا تھا فاطمۂ زہرا کا سا نقشہ
سر کھولے ہوئے ایک بی بی پاس کھڑی تھی
ایک لڑکی بے غش گود میں بانو کے پڑی تھی

۲۱ حاکم کے قریب آئی جو وہ عترت حیدر ‏ اور نیزے پہ قرآن تھا پڑھتا سرِ سرور
زینب کی نظر جا پڑی بھائی کے جو سر پر ‏ ماں جائی نے چلا کے کہا ہائے برادر
سر پیٹتی …… یہ تمہیں ……
میں ڈھونڈتی آئی ……

۲۲ اعدا کھڑے ہیں سر پہ کھینچے ہوئے تلوار ‏ گر روتی ہوں میں ہنستے ہیں یہ قوم ستم گار
رانڈوں کا نہیں بھائی کوئی آل طرف دار ‏ مشکل میری آساں کرو دو جگ کے مددگار
میں کیا کروں اے بھائی نہیں بس مرا چلتا
ہر بار یہ ہے شمر سکینہ کو ڈراتا

۲۳ پھر خولی سے زینبؑ نے کہا با دلِ مضطر ‏ چھاتی پہ سلاتی تھی اسے فاطمۂ اکثر
یہ لوہو بھرا سر مجھے دے ڈال ستم گر ‏ …… چھاتی سے لگائے اسے خواہر
سر دے مجھے جو نکلے تمنا مرے جی کی
…… ہوں میں سرِ سبطِ نبیؐ کی

۲۴ ایک اور ہے یہ معجزۂ سبطِ پیمبرؐ ‏ جس وقت چھری چلتی تھی بھائی کے گلے پر
تھا فاطمۂ کی گود میں تب یہ سرِ انور ‏ تھی بنتِ نبیؐ تھامے ہوئے شمر کا خنجر
وہ ہاتھ جو شبیرؑ کی گردن پہ دھرا ہے
ہاتھ اب تلک اماں کا مری خوں سے بھرا ہے

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

اللہ تیرے قطع کرے اس گھڑی یہ ہاتھ — نیزے کو ہلاتا ہے گا جسے تو اے بد ذات
۲۵
اس سر پہ فدا رہتی تھی بی فاطمہ دن رات — سر ننگے وہ روتی ہوئی آئی ہے مرے ساتھ
نیزے کو لگانے نہ دیں کینے سے شقی کے
کچھ شرم مناسب ہے روحِ نبیؐ سے

جب صبح کو مقتول ہوئے سیّد مظلوم — اس رات کا کیا حال تجھے ہے نہیں معلوم
۲۶
وہاں روتی تھی سر ننگے مری مادرِ مغموم — مقتل میں تھی اس بی بی کی فریاد کی اک دھوم
نالوں سے نہ فرصت ہے مری ماں کو سخن کی
اور بالوں سے جھاڑ رہی تھی زمیں قتل کے رن کی

کہتی تھی یہ سر پیٹ کے واں فاطمہ زہراؑ — ہووے گا حسینا مرا بے سر کل ہی اسی جا
۲۷
بالوں سے زمیں جھاڑتی ہوں اس لیے دکھیا — سوئے گا مرا لاڈلا یہاں پاؤں کو پھیلا
فرزند کا مرنے یہ شہادت کا مکاں ہے
جب لعل ہو بے سر مجھے آرام کہاں ہے

آگاہ نہیں حال سے زہرا کے ستم گر — کرتا ہے گا بدعت جو یہ مظلوم کے سر پر
۲۸
انصاف ذرا دل میں کر اے شمر ستم گر — کچھ قہرِ خدا آئے گا اب تجھ پہ مقرر
احمدؐ سے ذرا خوف کر اللہ سے ڈر تو
اور فاطمہ زہراؑ کی بھی اب آہ سے ڈر تو

جب زینبِ مضطر نے کہا رو کے یہ اک بار — رونے لگے مردود کے دربار کے حضار
۲۹
قاسم نہیں اب آگے مجھے طاقتِ گفتار — شبیرؑ سے کر عرض کہ اے سیّد ابرار
دکھلایئے اس بار گہہ رشکِ ارم کو
روضے پہ بلا لیجیے اس کشتۂ غم کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

دوسرا مرثیہ

۲۶
کہتے تھے بھتیجے سے ابھی یہ شہ ابرار ناگاہ قریب آئے لعیں کھینچ کے تلوار
جس سمت سے کرتے تھے شہ دیں پہ عدو وار ہاتھوں ہی پہ اُس وار کو یہ لیتا تھا ہر بار
کہتا تھا یہ رو رو کے وہ سب اہل جفا سے
مارو نہ انھیں تم کہ چچا میرے ہیں پیاسے

۲۷
اتنے میں پڑی بازو پہ اک تیغ جو آ کر ہاتھ اُس کے قلم ہوگئے جوں شاخ گل تر
رونے لگا اس پھول کا منہ چوم کے سرور وہ ہاتھ کٹے چومتے تھے سبط پیمبر
بولے نہیں بازو کٹے تجھ غنچہ دہن کے
یہ ہاتھ کٹے ہائے مرے بھائی حسن کے

۲۸
ڈر کر وہ چچا جان سے جا لپٹا وہیں آن شہ روتے تھے اور کہتے تھے میں ہوں ترے قربان
ہائی میں ملے آج تیری اماں کے ارمان کیا خوب مرا ساتھ دیا تم نے مری جان
دادی کے حضور اپنی اب آئے جاو چلے تم
عاشق تھے میرے سو مرے ہمراہ چلے تم

۲۹
بے دم ہو گرا خاک پہ جس وقت وہ دلبر سب اہل ستم لینے لگے بچے کا زیور
کانوں سے نکالے کسی ملعون نے گوہر اک ہنسلیاں لینے لگا معصوم کی آ کر
خم کی جو ستم گار نے شمشیر گلے سے
تب کھینچ لی بے پیر نے زنجیر گلے سے

۳۰
اتنے میں بڑھا شمر لعیں کھینچ کے خنجر دیکھ اُس کو جھکے سجدۂ معبود میں سرور
تھراتی ہے جوں بید زباں میری سراسر آخر کو جدا سید بیکس کا کیا سر
قاسم نہیں اب آگے مجھے تاب رقم کی
شق ہوگئی اس درد سے چھاتی بھی قلم کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورنے "تذکرہ مخطوطات میں لکھا ہے کہ قاسمؔ کا یہ سلام ادارۂ ادبیات کے مخطوطات میں موجود ہے جس میں ۱۵ شعر ہیں، وہ لکھتے ہیں یہ غالباً عطا حسین خاں تحسینؔ "نوطرز مرصع" کے پوتے قاسمؔ کا یہ سلام ہے جو لکھنو کے شعرا میں سے تھے۔ ہمارے پاس ۱۴ شعر ہیں۔ مقطع دونوں نسخوں میں یکساں ہے۔ مطلع الگ الگ ہیں۔ تذکرہ مخطوطات جلد پنجم میں مطلع یہ ہے:-

اے مجرئی بانو نے کہا ہاتھوں کو مل کر
کیا مرگیا بچہ مرا گود میں پل کر

سلام

دی اتنی نہ مہلت بنے قاسمؔ کو اجل نے
سر دیتا جو وہ بیاہ کی پوشاک بدل کر

عباس کو جب دیر ہوئی کہتی تھی بانو
دریا پہ چلی جائے سکینہؔ نہ مچل کر

عباس کے جب برچھی لگی پہلو میں کاری
بس گر پڑے دو چار قدم آگے کو چل کر

جب روتی تھی زینب تو یہ فرماتے تھے شبیر
اے بھینا نہ اُمت کی رسائی میں خلل کر

شہزادیاں میداں میں چلی آئیں کھلے سر
شبیر کا خیمہ جو گرا آگ سے جل کر

اکبر نے کہا دل سے یہ میداں میں دمِ جنگ
خیمے میں ذرا بابا کو میں دیکھ لوں چل کر

پھر بولا کہ ایسا نہ ہو جانے یہ ستم گر
اکبر علی جاتا نہ تھا میدان سے ٹل کر

بانو نے کہا آنکھوں سے یہ دیکھے ہیں لوگو
گہوارہ میرے بچے کا سب رہ گیا جل کر

جس وقت گرا گھوڑے سے ہم شکلِ پیمبر
زینب گئی میدان میں خیمے سے نکل کر

تلواریں برہنہ، جو لئے آئے ستم گر
ماں کہتی تھی مرجائے سکینہؔ نہ دہل کر

زینب نے کہا ذبح نہ کر بھائی کو میرے
اے شمر نہ تو دینِ محمدؐ میں خلل کر

ماں کہتی تھی جب مرگئی زنداں میں سکینہؔ
یہ بچی میرے ہاتھوں سے جاتی رہی پل کر

کیا ہند میں اوقات تلف کرتا ہے قاسمؔ
آنکھوں سے لگا روضۂ شبیرؑ کو چل کر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سلام

مجروح جبکہ سجدے میں شیرِ خدا ہوا
دنیا میں حشر مجرئی اُس دم بپا ہوا

اک زلزلہ تھا مسجدِ کوفہ میں اُس گھڑی
سجدے میں قتل جبکہ شہِ لافتا ہوا

جب یہ خبر فرشتوں میں پہنچی تو اُس گھڑی
روح الامیں فلک سے چلا پیٹتا ہوا

سجدے میں آکے دیکھا اس عالی جناب کو
تھا خون سر سے روئے مبارک بھرا ہوا

کہنے لگا کہ ہائے غضب وا مصیبتا
مجروح آج ابنِ عمِ مصطفیٰ ہوا

مسجد میں قبلۂ دو جہاں ہوگیا شہید
خیر النساء کے گھر پہ بڑا حادثہ ہوا

حسینؑ آہ آج سے بس ہوگئے یتیم
دونو کے سر سے باپ کا سایہ جدا ہوا

بیکس یتیم ان کے ظالم ستائیں گے
مرنا علیؑ کا حق میں انھوں کے برا ہوا

ہے قہر ابنِ ملجم بے دیں کے ہاتھ سے
اُستاد میرا قتل ہوا آہ کیا ہوا

کیا فضلِ کبریا تھا جنابِ امیر پر
مولود و قتل اُس کا سبھی ایک جا ہوا

پیدا ہوا تھا خانۂ کعبہ میں وہ امام
کعبے میں آکے فدیۂ راہِ خدا ہوا

مقتول جس سے ہوگیا سلطانِ اولیاء
کہتے ہیں تھا وہ زہر سے تیغا بجھا ہوا

حسنینؑ جو شہید ہوئے زہر و تیغ سے
دونوں کو ورثہ باپ کے حق سے عطا ہوا

ثابت ہے یہ حدیث سے خُمِ غدیر کی
بعد از نبیؐ جہان میں علیؑ پیشوا ہوا

یعنی کہا نبیؐ نے کہ مولیٰ ہوں جس کا میں
والی انھیں کا آج علیؑ مرتضیٰ ہوا

قاسمؔ کی مغفرت ہے ترے ہاتھ یا نبیؐ
تو امرِ حق سے شافعِ روزِ جزا ہوا

سلام

ہے سلام اُس پہ جو کہتی تھی کہ اکبر نہ پھرا
اب تلک رن سے وہ ہم شکل پیمبر نہ پھرا

ابرِ غم گھیر لے کیونکر نہ مرے دل کو فلک
ہوگئی شام وہ میرا مہِ انور نہ پھرا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میں جگر چاک نہ خیمہ میں پھروں کیوں روتی — راحتِ جان میرا رن سے وہ اصغرؑ نہ پھرا
دل میرا آتشِ ہجراں سے جلا جاتا ہے — حیف صد حیف میرا رن سے وہ اصغرؑ نہ پھرا
رو کے شبیرؑ نے چشموں سے بہائے آنسو — جا کے دریا سے جو عباسؑ دلاور نہ پھرا
اس قدر فوجِ حسینی کے جواں قتل ہوئے — شہ کا میدان سے کوئی بھی بہادر نہ پھرا
شمر سے کہتی تھی زینب کہ گلوئے شبیرؑ — بوسہ گاہِ نبویؐ ہے یہاں خنجر نہ پھرا
حلقِ تشنہ پہ نمازی کے چلا جب خنجر — اُس کا سر سجدۂ خالق سے ذرا بھر نہ پھرا
چاہا قاتل نے کہ رُخ اس کا پھرے کعبہ سے — عشقِ معشوق سے وہ عاشقِ داور نہ پھرا
آستیں آنکھوں پہ رکھ کہتی تھی قاسمؑ کی دلہن — رن سے دولھا میرا وہ دلبرِ شبرؑ نہ پھرا
راہ بابا کی بہت دیکھ سکینہ نے کہا — حیف مقتل سے میرا باپ دلاور نہ پھرا
بانو کہتی تھی مرے شاہ تھے ایسے پیاسے — حوضِ کوثر پہ گیا تشنہ کوثر نہ پھرا
سعد کے بیٹے سے کہتی تھی علیؑ کی یہ بہو — سر برہنہ مجھے بلوے میں ستمگر نہ پھرا
بولی کلثوم یہ خولی سے کہ اے بداختر — چاند سا سر میرے بھائی کا یہ گھر گھر نہ پھرا

یا حسینؑ ابنِ علیؑ تیرا محبّ ہے قاسمؔ
اپنے در سے تو کسی غیر کے در پہ نہ پھرا

سلام

ٹپکا سلامی اشک جو چشم پُر آب سے — گوہر خجل ہو جس کی غرض آب و تاب سے
بن پانی گھر میں ساقیِ کوثر کے لال کے — ساغر پڑے تھے خیمہ میں اُلٹے حباب سے
قاسمؑ چلا تو ہو گیا اکبرؑ کا رنگ زرد — لیکن نہ اُس نے بات کی مطلق حجاب سے
حسرت سے اشک دیدۂ عباسؑ میں بھرے — چھد کر جو خالی ہو گیا مشکیزہ آب سے
صغراؑ کی التجا تھی یہی بعد ہر نماز — یارب ملا مجھے شہ عالی جناب سے
دولھا کی لاش لاتے تھے گھوڑے پہ جب حسینؑ — لوہو پڑا ٹپکتا تھا پائے عقاب سے
لے سر سے تا بنافِ شہ دیں کے جسم پر — زخم سنان و تیغ تھے باہر حساب سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

گھوڑے پہ شاہ جس گھڑی ہونے لگے سوار
بس دوڑ کر لپٹ گئی زینب رکاب سے

زینب سے بولا شمر تیرے بھائی پیاسے کو
سیراب میں نے کر دیا خنجر کی آب سے

کاٹا سرِ حسینؑ لعینوں نے بے گناہ
خائف ہوئے نہ دل میں خدا کے عتاب سے

گردش میں سرِ حسینؑ کا چالیس دن رہا
شکوہ ہے مجھ کو چرخ کے یہ انقلاب سے

بالی سکینہ کہتی تھی اصغرؑ کی لاش پر
محروم میری طرح رہے تم بھی آب سے

سارا مہک رہا تھا بیابانِ کربلا
خوشبو تھی خونِ شہ میں زیادہ گلاب سے

دیکھا جو لاشہ خاک پہ شہ کا تو بولے لوگ
رشتہ ہے اس جناب کا کچھ بوتراب سے

حاکم کے آگے آئے جو سر ننگے اہلِ بیت
کُبرا جھکائے زانو پہ سر تھی حجاب سے

سجادؑ روئے تا بہ چہل سال اس طرح
اس زور سے نہ ہو کبھی بارش سحاب سے

عابدؑ سے کوئی کہتا تھا کب سے روتے ہو
دیتے جواب روتا ہوں عہدِ شباب سے

محشر کے دن بچا مجھے بہرِ فاطمہؑ
قاسمؔ کر التماس رسالت مآبؐ سے

غزلیات سے انتخاب:-

گلِ جنت مجھے دکھلائی دیا بو ہو کر
سر پہ آئی مرے تیغِ اجل ابرو ہو کر

سیر دیکھو نہ پریشانیِ حالِ عاشق
چھا رہی ہے سرِ معشوق پہ گیسو ہو کر

لو قبا اور بھی زیبا ہوئی عریانی کی
تازیانوں سے بدن پر مرے اُٹو ہو کر

ڈھونڈتی قیس کو لیلیٰ کی ہیں آنکھیں اب تک
باغ میں نرگسِ تر دشت میں آہو ہو کر

رہ گئے فکر میں انجام کی اپنے قاسمؔ
ہوئے سر جوہرِ آئینہ زانو ہو کر

ایک بوسے کے عوض دیں اس نے لاکھوں گالیاں
بیشتر لذت ملی تقصیر سے تعزیر میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرا ہر آبلہ ہے کہربا کے سبحہ کا دانا
نہیں تو کیوں کشش ہے اسقدر کانٹوں کو صحرا کے

زمیں کو کر دیا رشک فلک رفتار جاناں نے
فروغ پنجۂ خورشید ہے ہر نقش میں پا کی

جو ہاں ہوئی تو جئیں گے نہیں تو جاں سے گئے
ہماری زیست و مرگ آپ کی زباں میں ہے

مری صداع کو صندل سے فائدہ معلوم
علاج اس کا کسی سنگ آستاں میں ہے

سیکڑوں دریا بھرے ہیں چشم گریاں میں مرے
پھر بھی یہ کمبخت ہر دم تشنۂ دیدار ہے

واعظا غم نہیں دوزخ کی گرفتاری کا
بے قراری نے دیا عالم سیماب مجھے

مر کے ناچار ہم ایک دن ہم بھی پہن لیں گے کفن
زندگانی میں تو کچھ موقع نہیں پوشاک کا

ایک ہی حسن کا جلوہ ہے کئی پردے میں
دل کو لیتا ہے کہیں رنگ کہیں بو ہو کر

رخ دکھا دیجئے کوئی بات سنا دیجئے کہ ہیں
کان مشتاق سخن، طالب دیدار آنکھیں
نیم باز آنکھوں کے عالم نے کیا عالم قتل
ان کی سونے میں بھی رہتی نہیں بے کار آنکھیں

کہاں کی توبہ اے زاہد کہ اب دل رہ نہیں سکتا
یہ رنگت چہچہاتی دیکھ کر گلنار شیشے میں

موقوف ضد ہی پر تو ہے ہر شے کی معرفت
کچھ کفر بھی ضرور ہے اسلام کے لیے

۱۔ گلستانِ سخن، ۲۔ بزمِ سخن، ۳۔ تذکرۂ نادر، ۴۔ سخن شعرا، ۵۔ تذکرۂ روز روشن، ۶۔ ارمغان گوکل پرشاد، ۷۔ طور کلیم، ۸۔ یادگار شعرا، ۹۔ اُردو مرثیہ، ۱۰۔ تذکرۂ مخطوطات۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

قاصرؔ دہلوی

مرزا ابر علی بیگ

مرزا ابر علی بیگ قاصرؔ دہلوی، مرزا رستم بیگ کے لڑکے تھے۔ بزرگوں کا وطن سمرقند تھا جہاں سے ان کے دادا فرخ سیر کے زمانے میں دہلی وارد ہوئے اور منصب لائقہ کے ساتھ اور لعل خاں کا خطاب پایا۔

قاصرؔ کی پیدائش دہلی میں ۱۱۹۵ھ کے لگ بھگ ہوئی۔ جوان ہونے کے بعد فوج میں ملازم ہو گئے تھے اس لئے تعلیم زیادہ حاصل نہ کر سکے۔ بڑے خوش اختلاط، ہوشیار، روشن طبع، نیک معاش یار باش اور پختہ کار تھے۔ شاعری کا شوق ابتدائی شباب ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ دلی میں رہتے ہوئے حکیم ثناء اللہ خاں فراقؔ سے اصلاح لیتے رہے۔ کچھ دن بعد ملازمت سے طبیعت سیر ہو گئی تو تجارت کرنے لگے اور دہلی سے اضلاع مشرق کی طرف سفر کیا، سردھنہ ہوتے ہوئے جہاں ان کی ہمشیرہ نواب ظفر یاب خاں ابن بیگم سمرو سے منسوب تھیں، لکھنؤ پہنچے۔ یہاں جو کچھ کہا اس میں غلام ہمدانی مصحفیؔ سے اصلاح لی۔ ۱۲۱۵ھ میں پٹنہ اور مرشد آباد کی سیر کرتے ہوئے کلکتے چلے گئے۔ اسی سفر میں وجیہ الدین عشقیؔ سے ملاقات ہوئی جو شعرائے اُردو کا تذکرہ مرتب کر رہے تھے۔ قاصرؔ نے اس تذکرے کے لئے اپنے کلام کا انتخاب دیا۔ کلکتے کا قیام ان کے مزاج کے مطابق ثابت نہ ہوا اور اپنے وطن واپس چلے آئے۔

خیال ہے کہ مصحفیؔ کی وفات کے بعد قاصر دہلوی شیخ امام بخش ناسخؔ کے شاگرد ہو گئے۔ سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:-

مرزا ابر علی بیگ تخلص قاصر، شیخ امام بخش ناسخؔ اس کے کلام کے ناظر (خوش معرکہ زیبا)

حسن علی خاں لکھتے ہیں:- ''ان کا ایک دیوان ہے۔'' (بزم سخن)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

قاصرؔ دہلوی کے کلام میں بازبیت ہے۔ وہ بہت اچھا کہتے تھے۔

نمونۂ کلام

ہو جو سرگرمِ فغاں فریاد تیرے ہاتھ سے ۔۔۔ کیوں نہ ہو ناشاد جانِ داد تیرے ہاتھ سے
میرا سر کاٹا تو کا‌‌ں پر جدا ہوتی ہے کب ۔۔۔ گردنِ شوق اپنی اے جلاد تیرے ہاتھ سے
نیم بسمل لوٹتا ہوں ہائے ظالم وقتِ ذبح ۔۔۔ چھٹ گیا کیوں خنجرِ فولاد تیرے ہاتھ سے
جرمِ خسرو کا نہ تقصیر اس میں کچھ شیریں کی ہے ۔۔۔ موت لکھی ہے تری فرہاد تیرے ہاتھ سے
تو تو ہے صیادِ عالم سچ بتا کیوں کر ہوا ۔۔۔ طائرِ دُزدِ حنا آزاد تیرے ہاتھ سے
دیکھ چشمِ عقل سے نافہم ہوویں گے بھلا ۔۔۔ شعرِ قاصرؔ موردِ آزاد تیرے ہاتھ سے

دل میرا مسیحا سے ہے بیمار تمہارا ۔۔۔ وارستۂ عالم ہے گرفتار تمہارا

بیاں کس سے کروں اے [illegible] اس جان پر غم کا ۔۔۔ کہ سُننے سے پراگندہ ہو جس کے ہوش عالم کا

بہزاد سے جب اس کی ابرو کا نون اترا ۔۔۔ تب چشمِ ماہِ نو میں حسرت سے خون اترا

ان دنوں جوش پہ ہے دیدۂ گریاں اپنا ۔۔۔ اے صبا [illegible] ٹھکانا کرے طوفاں اپنا

یوں نہاں ہیں مرے ہر داغِ جگر میں سوراخ ۔۔۔ زیرِ گل جیسے کہ ہوتے ہیں سپر میں سوراخ

غزل ایسے کے آگے عرض کرنا لطف ہے قاصرؔ ۔۔۔ جو مغزِ شعر سمجھے اور اندازِ سخن جانے

یاد کس گلرو کی اس دل کو نزاکت آ گئی ۔۔۔ آہ کر سکتا نہیں ایسی نقاہت آ گئی
دمِ عاشق نکلتا ہے یہاں اک دم کی فرصت پر ۔۔۔ کرو ہو وعدۂ دیدار تم روزِ قیامت پر

جنوں کے جنگل میں خاکِ وحشت تمام دن آہ ہم نے چھانی ۔۔۔ ولے نہ مشتِ غبارِ مجنوں کی پائی آخر کہیں نشانی

کھل گیا کس غرقۂ الفت کا مدفن آب پر ۔۔۔ نخلِ فوارہ ہوا جو سایہ افگن آب پر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

تا نہاں چشم صدف نظارۂ عالم کرے　　کیا ہوا نے موج کی چھوڑی ہے چلمن آب پر

دل میں اس بت کے مرے نالے اثر کیونکر کریں　　یہ برنگ شعلہ اس پتھر میں گھر کیونکر کریں
طالب دیدار کو سیری گل تر سے نہ ہو　　وقف کام تشنگاں آب گہر کیونکر کریں

تو حشر میں ہو دست و گریباں تو دل اپنا　　اس شرط پہ آمادۂ تقصیر کروں میں
ہے جی میں کہ جس میں ہو رقم حسن کی قیمت　　اُس فرد کو سر دفتر تقدیر کروں میں
پھر حاجب زنداں کو وہ قاتل مجھے سونپے　　خواہش کی نظر گر سوئے شمشیر کروں میں

کس رنگ سے گلشن میں کروں گل پہ نظر میں　　اب غنچہ صفت باندھ چکا رخت سفر میں

کہنا بجا ہے خار کو مانوس آبلہ　　ہوتا ہے ہر قدم پہ یہ پابوس آبلہ
برگشتگی بخت سے نوبت مری یہ کی　　معکوس پا بہ خلق ہوا کوس آبلہ

میں وہ میکش ہوں مغاں چاہیے چاہیں تو قدم　　ساتھ لاشے کے مرے خانۂ خمار چلے
ظلمت زلف بتاں میں نہ گزر یک نگاہ　　کب مسافر کو خطر ہے جو شب تار چلے

کیوں نہ وہ آہ شرر افشاں اثر پیدا کرے　　صورت گل ریزہ ہر دم شرر پیدا کرے

وہ ہوشربا جس دم وا کردہ نقاب آوے　　موسیٰ کا تو کیا منہ ہے یوسف کو نہ تاب آوے

خدا جانے تمہیں کیا ننگ ہے اب یہاں کے آنے سے　　وگرنہ مجھ تک آسکتے ہو پیارے ہر بہانے سے
اپنے داغ دل سے خورشید قیامت زرد ہے　　رو برو میری فغاں کے شور محشر سرد ہے

تذکرہ عشقی، مجموعہ نغز، عمدہ منتخبہ، ریاض الفصحا، تذکرہ بے جگر قلمی، گلشن بے خار، گلشن ہمیشہ بہار، خوش معرکہ زیبا اول، قصہ عجیب، طبقات سخن، طبقات الشعرا کریم الدین۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

قبولؔ لکھنوی

مرزا مہدی علی خاں

مرزا مہدی علی خاں نام، مقبول الدولہ، احسان الملک، ثابت جنگ، خطاب اور قبولؔ تخلص۔ محسن علی نے "سراپا سخن" میں قبولؔ کے والد اور خاندان کے بارے میں لکھا ہے۔ "واقف فقہ و اصول مولوی محمد مرزا، حضرت مالک اشتر کی اولاد میں سے تھے"۔

واجد علی شاہ کے مصاحب و مُشیر خاص تھے۔ بادشاہ نے اپنی کتاب "بنی" میں قبولؔ کے مختصر حالات لکھے ہیں:-

"کپتان مقبول الدولہ مرزا محمد مہدی قبولؔ۔ ہم مشورۂ راقم، میرا اٹھارہ ۱۸ انیس ۱۹ برس کا سن تھا جو میرا ان کا ساتھ ہوا۔ ہمیشہ ملازم رہے۔ میرے والد کے بھی ملازم تھے۔ میرے عہد میں خدمت چوکی پلنگ خاص و مصاحبت اور چھاپہ خانہ اور کتب خانہ اور کرنیل راش کا توپ خانہ یہ سب ان کے پاس نام رہا اور بعد انتزاع سلطنت اودھ جب راقم نے رہائی پائی یہ میرے پاس موجود تھے۔ حسرتِ زیارات عتباتِ عالیات میں انتقال کیا"۔

نساخؔ "سخنِ شعرا" میں لکھتے ہیں:

"شاہ اودھ کے ہمراہ کلکتے میں آئے تھے۔ شعر صاف اور عاشقانہ اچھا کہتے تھے۔ انھوں نے شمشیر خانی کو نظم اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ دیوان ان کا نظر سے گزرا۔ ۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء میں لکھنؤ جا کر وفات پائی۔ راقم نے ان کے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے:

"وائے ہے ہے مر گیا مہدی علی خان قبولؔ" ـــــ ۱۲۷۶ھ

قبولؔ، ناسخؔ کے شاگرد تھے۔ "دبستانِ ناسخ" کا سلسلہ قبولؔ لکھنوی کے شاگردوں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کے ذریعے آگے بڑھا۔ قبولؔ کے شاگردوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں، مرزا محمد محسن ثباتؔ، آغا نجف سعیدؔ، آغا حسن ظہورؔ، میر رضا علی قائلؔ، میر محمد شفیع ندیمؔ، اجودھیا پرشاد سحرؔ۔ قبولؔ کا ضخیم دیوان اور ایک مثنوی ''ذکر المعصومین'' چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ نثر میں ایک کتاب ''جہاں نما'' جس میں دنیا کے عجائبات کا ذکر ہے ۱۲۷۳ھ میں مطبع محمد لکھنؤ سے شائع ہوئی تھی۔ حضرت علیؑ کے مناقب کا ایک مجموعہ بھی مطبوعہ ہے۔ ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۰ء میں ''ذکر شہاں'' ترجمہ شمشیر خانی مکمل ہوا اور ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۵ء میں ''نتائج الذہن'' (دیوان) مرتب ہو کر مطبع سلطانی سے لکھنؤ میں چھپا۔ قبولؔ مرثیے بھی کہتے تھے۔ ایک غزل کے شعر میں انھوں نے اپنی مرثیہ گوئی کا ذکر کیا ہے:-

شعر گوئی تو ہے کیا، فخر بڑا ہے یہ قبولؔ
مرثیہ کہہ کے محبوں کو رلاتا ہوں میں

واجد علی شاہ خود مرثیہ نگاری سے خاص شغف رکھتے تھے۔ ان کے دامنِ دولت سے وابستہ شاعروں میں برقؔ، قبولؔ، اسیرؔ، فخرؔ، بحرؔ، بہارؔ، نیرؔ وغیرہ بھی خوب خوب مرثیے کہتے تھے۔ لیکن میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ کے مرثیوں کے آگے ان کے مرثیوں کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔ برقؔ اور قبولؔ کی مرثیہ گوئی کے سلسلے میں منیرؔ شکوہ آبادی ''سنان دل خراش'' میں لکھتے ہیں:-

''فتح الدولہ برقؔ اور مقبول الدولہ قبولؔ نے جو اصول و قواعد شاعری کے موافق مرثیے کہے تو وہ کیفیت نہ رہی اور گریہ و بکا کا وہ فائدہ مرتب نہ ہوا۔ اور نہ کسی مرثیہ خوان نے پڑھا۔ اور ان مصنفوں نے جو اپنی مجالسِ عزا میں پڑھا تو نہ رقت ہوئی نہ سامعین نے پسند کیا''۔

قبولؔ کے پانچ[۵] مرثیوں کے مطلع درج ہیں۔ کسی زمانے میں یہ قلمی مرثیے سید نجم الحسن تاجر کتب چوک لکھنؤ کے دوکان پر دستیاب تھے۔

ا۔ دنیا میں جسے الفت شاہِ شہدا ہے ۶۰ بند درحال امام حسینؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۔ خُلقِ رسولؐ خلقِ خدا پر مدام تھا ۴۷ بند درحالِ رسولؐ خدا

۳۔ اے مومنو تم عاشقِ شاہِ شہدا ہو ۳۶ بند درحالِ زائرِ کربلا

۴۔ بلوایا اہلِ بیت کو جب میرِ شام نے ۳۵ بند دربارِ یزید میں ورودِ اہلِ بیتؑ

۵۔ جب تیغوں سے تنِ شہِ دیں چور ہوگیا ۳۵ بند شہادتِ امام حسینؑ

سعادت خاں ناصرؔ نے ''خوش معرکۂ زیبا'' میں قبولؔ کا بہت اچھے الفاظ میں ذکر کیا ہے:-

''شاعرِ مطبوع و مقبول۔ مرزا مہدی تخلّص قبولؔ، خوش و عالی مزاج۔ شعر سے زیادہ شوقِ مرثیہ گوئی، بتحصیلِ خیر و نکوئی''۔

قبولؔ کا زیرِ نظر ''مجموعۂ مناقب'' ۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں تین ۳ طویل مخمس حضرت علیؑ کی مدح میں ہیں۔ دو ۲ مخمس ''جشنِ نوروز'' کے موضوع پر اور تین ۳ مخمس واجد علی شاہ کی تعریف میں ہیں۔ صرف مناقب کے مطلع درج کیے جاتے ہیں:-

۱۔ دستگیر اپنا محمدؐ ہے عصا مشکل کشاء ۷۶ بند

۲۔ دربارِ رسولؐ ہے تو گھر مرتضیٰ علیؑ ۲۲ بند

۳۔ لکھوں جو منقبت، کرم اپنا کرے علیؑ ۶۴ بند

۴۔ تم سے ہر ایک کو روزی بخدا ملتی ہے ۱۵ بند

قبولؔ نے طویل مخمسات میں حضرت علیؑ کے فضائل و مناقب، معجزات، جنگ کے حالات، شاعرانہ انداز سے بیان کیے ہیں۔ کہیں کہیں تاریخی کتب اور راوی کے حوالہ جات بھی دیئے ہیں۔

غدیرِ خم کا واقعہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۰ھ میں ہوا تھا۔ بعد میں اس دن کو عید قرار دیا گیا اور یہ عید ''عیدِ غدیر'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ ''عیدِ غدیر'' اور ''عیدِ نوروز'' دراصل ایک ہی عید کے دو۲ نام ہیں۔ ان دونوں تاریخوں کو تاریخِ اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے۔

علامہ بہاؤ الدین عاملی تحریر فرماتے ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

"۱۸ ذی الحجہ ۱۰ھ کو حضرت علیؑ کی جانشینی عمل میں آئی اور آپ کے امام الانس والجن ہونے کا اعلان کیا گیا اور اسی تاریخ ۳۴ھ میں مسلمانوں نے حضرت علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کی، اسی تاریخ میں حضرت موسیٰؑ ساحروں پر غالب آئے اور حضرت ابراہیمؑ کو آگ سے نجات ملی اور آپ کے لیے آگ گلزار بنی۔ اسی تاریخ کو حضرت موسیٰؑ نے جناب یوشع بن نون کو اور حضرت سلیمانؑ نے آصف بن برخیا کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اسی تاریخ کو تمام انبیاء نے اپنے جانشین بحکم خدا مقرر فرمائے ہیں"

(جامع عباسی ۵۵ بابی طبع دہلی ۱۹۱۶ء)

مورخین کا بیان ہے ۱۸ ذی الحجہ ۱۰ھ، ۲۱ مارچ کو پڑی تھی۔ قدیم زمانے سے ۲۱ مارچ کو ایران میں عید منائی جاتی تھی۔ بعد میں اہل ایران نے اس عہد کو "خلافت حضرت علیؑ کی صورت میں منانے کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۸ ذی الحجہ تاریخ اسلام میں "واقعہ غدیر خم" کے نام سے مشہور ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے:-

"اس دن کو حضرت عمر بن خطاب نے روز عید قرار دیا تھا۔ اہل بیت اطہار باقاعدہ طور پر اس روز کو روزِ عید میں شمار کرتے تھے اور عبادات خصوصیت سے اس دن کو مناتے تھے۔ مغل بادشاہوں نے بھی "جشن نوروز" کو عید قرار دیا تھا۔ اودھ میں بھی یہی دستور قائم رہا۔ واجد علی شاہ کے عہد میں "جشن نوروز" دھوم دھام سے منایا جاتا تھا"۔ قبولؔ نے مندرجہ ذیل مخمس واجد علی شاہ کے دربار میں "تہنیت عید نوروز" کے عنوان سے پیش کیا تھا:-

مخمس در تہنیت عید نوروز

تم سے ہر ایک کو روزی بخدا ملتی ہے — تم کو خالقت کی لب دل سے دعا ملتی ہے
تم مسیحا ہو مریضوں کو دوا ملتی ہے — اس دوا میں یہ اثر ہے کہ شفا ملتی ہے
آرزو جس کی ہے جو کچھ وہ شہا ملتی ہے

نخل بندِ ازلی کا ہے گلستاں یہ کرم — گل رخ و غنچہ دہن شاد ہیں سارے باہم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نہ رہا مثلِ خزاں گلشنِ عالم میں الم اور گلزار میں یہ عید کا دیکھا عالم
غنچے ہنستے ہیں گلے بادِ صبا ملتی ہے

تخت پر بیٹھنے کو آج مقرر ہے علیؑ کیوں پیمبرؐ نہ کہوں نفسِ پیمبرؐ ہے علیؑ
حاکمِ مملکتِ خالقِ اکبر ہے علیؑ جتنے سرور ہیں وہ سب بندے ہیں سرور ہے علیؑ
جا پیمبرؐ کی جو ملتی ہے بجا ملتی ہے

مرتبہ دیکھو کہ عم زادِ پیمبرؐ ہے علیؑ خلق پر حکم خداداد پیمبرؐ ہے علیؑ
عالمِ عالمِ ایجادِ پیمبرؐ ہے علیؑ ہے وصیٔ خاص کہ دامادِ پیمبرؐ ہے علیؑ
کس کو توقیر یہ حیدرؑ کے سوا ملتی ہے

جب پیمبرؐ نے وصی اپنا کیا تھا ان کو یہی نوروز کا تھا روز خبر سب کو دو
گو ثلاثہ نے یہ چاہا کہ نہ حق ظاہر ہو بعد برسوں کے وہی روز پھر آیا دیکھو
پھر اسی روز علیؑ کو وہی جا ملتی ہے

جو جماعت مقرِ حیدرؑ کرار نہیں اس کو احمدؐ کی رسالت سے سروکار نہیں
گر بلافصل وصی ہونے کا اقرار نہیں آج کے دن کی خوشی کا جو روادار نہیں
کیا ہی خوش ہو کے گلے اس سے قضا ملتی ہے

یا الٰہی بحقِ ابنِ عمِ پاکِ رسولؐ ہے جو گلزارِ رسالت کا تروتازہ پھول
جانِ عالم کے محب خوش رہیں اعدا ہوں ملول یہ دعا مانگتا ہے ہاتھ اٹھا کر جو قبولؔ
پردۂ غیب سے آمین کی صدا ملتی ہے

قبولؔ کے تاریخی مطالعے کا اندازہ ان کے تاریخی کتب کے حوالہ جات سے ہوتا ہے۔ ایک مخمس میں وہ ''شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی'' کا حوالہ دیتے ہیں اور معتزلہ کی تفصیلات بھی بیان کرتے ہیں۔ ابن ابی الحدید معتزلی مدائنی بغدادی کا پورا نام ابو حامد الحمید ابن ہبتہ اللہ تھا۔ ۶۵۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ علماء معتزلہ میں سے تھے۔ ان کی ''شرح نہج البلاغہ'' شہرۂ آفاق ہے اور اہم مطالب پر مشتمل ہے۔ متعدد بار

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مصر و ایران میں طبع ہو چکی ہے۔ ابن ابی الحدید حضرت علیؑ کے بے انتہا مداح تھے۔ قبولِ معتزلہ کا مکمل تعارف پیش کرتے ہیں، چند اشعار درج کئے جاتے ہیں:-

ابن ابی الحدید مخالف کا پیشوا ہے صاف شرح نہج بلاغت میں لکھ گیا
ہر علم کی علیؑ ہی کی جانب ہے انتہا دریا وہ ہے ہر ایک دُرِ علم و فضل کا
دَر کیا کہ سب علوم کا گھر مرتضیٰ علیؑ

شہرہ بہت ہے معتزلہ کے علوم کا ہیں اہلِ فکر و صاحبِ توحید بے ریا
بو ہاشم ان سبھوں کا ہے استاد و مقتدا اس کے محمدِ حنفیہ تھے رہنما
ان کا معلّم اور پدر مرتضیٰ علیؑ

علموں میں اشعریہ جو ماہر سبھی کے ہیں شاگرد سب ابوالحسن اشعری کے ہیں
پیرو مگر وہ معتزلہ میں اسی کے ہیں شاگرد پر وہ معتزلہ بھی علیؑ کے ہیں
ہر ایک علم کا ہے مقرر مرتضیٰ علیؑ

ہیں حنبلی و مالکی و شافعی کدھر شاگرد بوحنیفہ ہیں یہ تینوں با ثمر
اور حال بوحنیفہ ہویدا ہے سربسر پڑھتے تھے حضرت صادقؑ سے بے ہنر
صادقؑ کا ہے جد کون مگر مرتضیٰ علیؑ

"ذوالفقار" کی تعریف میں دو بند دیکھئے:-

کاٹ میں اس شیرِ یزداں کی تھی یکتا ذوالفقار آبداری میں سراپا تھی وہ دریا ذوالفقار
تھا جواں بھی ایک وہ جو باندھتا تھا ذوالفقار لافتیٰ الّا علی لاسیف الّا ذوالفقار
تیغ بھی بے مثل تھی بے مثل تھا مشکل کشا

جنگ میں اکثر ہوئے کفار زیرِ ذوالفقار داخلِ دوزخ ہوئے ہیبت سے بعضے نابکار
کافروں پر ایک بھی خالی کیا ہرگز نہ وار تیغ و تیغِ رعب دونوں تھیں قیامت آبدار
ہے وہ شمشیرِ خدا شیرِ خدا مشکل کشا

حضرت علیؑ کے رخش "دلدل" کی مدح میں ایک بند دیکھئے:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

لکھوں جو وصفِ دلدلِ شاہنشہ زماں
ہو حرف حرف مور پہ کی شکل سے رواں
اک نقطہ اُسکے کاوے کے آگے ہے سب جہاں
یہ ہے براق صورت و سیرت میں بے گماں
معراج ہو جو دے اسے پر مرتضیٰ علیؑ

قبول کی مرثیہ نگاری

قبول کے ایک مرثیے کے چہرے سے اقتباس

اے مومنو تم عاشقِ شاہ شہدا ہو
دل سے پسرِ فاطمہ زہرا پہ فدا ہو
دن رات غمِ شاہ میں مصروف بکا ہو
تم کو نہ کوئی غم، غمِ سرورؑ کے سوا ہو
بلبل ہو گلِ باغ رسولِ عربیؐ کے
پروانہ ہو شمع غم فرزند نبیؐ کے

اشک آنکھوں سے رخساروں کے اوپر جو رواں ہیں
جو گوہر غلطاں کے ہیں معنی وہ عیاں ہیں
اشکوں سے جو معمور یہ دو آنکھیں نہاں ہیں
دو چشمے تمہارے لیے مابین جناں ہیں
اس میں نہیں کچھ فخرِ شہنشاہِ نجف ہے
ہم روئیں جو اس کو تو ہمارا ہی شرف ہے

ہر چند زمانہ تمہیں دیتا نہیں فرصت
دیتا ہے ہر ایک طور کی دن رات اذیت
پر عشق کے شبیرؑ کی جو ہے تمہیں لذت
سب مجلسوں میں پھرتے ہو اور کرتے ہو رقت
اس اشک بہانے کا یہ انجام ہے یارو
کوثر کا تمہارے ہی لیے جام ہے یارو

تم سب کا تو ہے الفتِ شبیرؑ میں یہ حال
جو اس کو محبت ہے سنو اس کا بھی احوال
ہے عرش پہ بابا کے قریں فاطمہ کا لال
اُس جا سے نظر کرتا ہے وہ شاہِ خوش اقبال
جو اس کی نظر تم پہ ہے کیا اس کا بیاں ہو
جیسے کوئی فرزندوں کی جانب نگراں ہو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرثیے کے ابتدائیہ بند لکھنے کے بعد قبولؔ نے گریز کیا ہے۔ انھوں نے عباسی عہد کے ایک تاریخی واقعہ کو موضوع بنایا ہے۔ جب متوکل عباسی نے قبر امام حسینؑ کو مسمار کر دیا اور قبر پر ہل چلائے۔ ترتیب کے ساتھ قبولؔ نے ان واقعات کو نظم کر دیا ہے:۔

اے مومنو اب ظلم سنو اہلِ جفا کا　　عباسیوں میں تھا متوکل جو خلیفا
اس وقت میں تھے ظلم عدو نے کئے کیا کیا　　کہنے لگے سرورؑ نے بڑا مرتبہ پایا
مشکل ہے جو آفاق سے نام اس کا اٹھا دیں
لازم ہے نشاں قبرِ مطہر کا مٹا دیں

فرات کا پانی کاٹ کر قبر کی طرف لایا گیا تا کہ قبر کو پانی بہا کر لے جائے لیکن پانی قبر کا طواف کر کے واپس فرات کی جانب چلا گیا:۔

جب دیکھا کہ ہرگز نہ ہوئی قبر وہ ہموار　　اٹھوائی ستم گاروں نے دو سمت سے دیوار
دریا کو وہاں کاٹ کے لائے وہ ستم گار　　تا پہنچے دلِ احمدِ مختار کو آزار
مٹ جائے بنا مرقدِ شاہِ شہدا کی
بے چین رہے روح بہت شیرِ خدا کی

قبرِ شہ والا پہ گیا آب نہ زنہار　　صدقے ہوا گرداب کے مانند کئی بار
یہ وجہ ہے حائر جو اُسے کہتے ہیں دیندار　　اے یارو زہے معجزۂ سیدِ ابرار
شرمندہ تھا پانی پسرِ شاہِ نجف سے
سب اور طرف بہہ گیا قبہ کی طرف سے

قبولؔ کا ایک اور مرثیہ ہے:۔

مطلع:۔　　جب تیغوں سے تن شہ دیں چور ہو گیا

زینبؑ تو سر کو پیٹ کے کہتی تھیں وا اخاہ　　بانوؑ پکارتی تھیں لٹا راج میرا آہ
فضہ کا تھا یہ نالہ کہ ہے ہے علیؑ کے ماہ　　سجادؑ کہتے تھے کہ جہاں ہو گیا سیاہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہم بے کسوں کی ٹوٹ گئی آس ہائے ہائے
کہتی تھی رو کے زوجۂ عباسؑ ہائے ہائے

راوی معتبر نے یہ لکھا ہے ماجرا — گھوڑا تڑپ تڑپ کے غمِ شہ میں مرگیا
دیکھا جو اہلِ بیتِ نبیؐ نے یہ سانحا — ماتم میں اور ماتم تازہ ہوا بپا
چلائے سب حسینؑ تو جی سے گزر گیا
افسوس مرکبِ شہِ والا بھی مرگیا

❁ ❁ ❁

قبولؔ کی غزل نگاری

ساتھ لائے جو رقیبوں کو تو آنا کیا تھا — تم کو ناحق کا یہ احسان جتانا کیا تھا
ساری محفل میں مجھے چھوڑ دیا تم نے — بیٹھ جاتا کہیں میں آنکھ چرانا کیا تھا
مجھ بغیر آگے تمھیں چین نہ تھا ایک گھڑی — ہائے کیسے تھے وہ دن اور وہ زمانا کیا تھا
سنتے ہی ہجر کے صدموں سے گئی جان قبولؔ — ایک نادان سے کیا عشق وہ دانا کیا تھا

مجھ پاس ترا چاہنے والا نہیں رہتا — دل سینے میں ہر چند سنبھالا نہیں رہتا
زیور کو بھی اُلفت میں تری رشک ہے ایجاں — بجلی جو پڑی کان میں بالا نہیں رہتا
میں چومنے پاتا نہیں اس کو لبِ دل سے — سینے میں کوئی دم ترا بھالا نہیں رہتا
ہوتا ہے نظارہ قدِ جاناں کا میسر — اب سینے میں یہ دل تہہ و بالا نہیں رہتا
دشمن ہوں قبولؔ اس کا محبت نہیں جس کو — بیداغ مرے باغ میں لالہ نہیں رہتا

جال پھیلایا ہے اس زلفِ دوتا نے اپنا — سر اُٹھایا ہے یہاں آہ رسا نے اپنا
عدل کا روز ہے خورشید قریب آیا ہے — قبر سے ہم بھی اُٹھیں داغ دکھانے اپنا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

دل نہیں کہنے میں قابو میں ہو دلبر کیونکر
غیر کیا مانے کہ جب دل ہی نہ مانے اپنا

نہ جگر اُس سے چھپایا نہ دل اپنا میں نے
دیدیا مال سب اُس شہ کو گدا نے اپنا

یا تو خوں ہو کے بہے یا اسے لے جائے وہ شوخ
دل کسی شکل سے لگ جائے ٹھکانے اپنا

وصل اس بت سے ہوا شکر بجالاؤ قبولؔ
بعد مدت کے کیا فضل خدا نے اپنا

کچھ تڑپنے سے ترے اے دل مضطر نہ ملا
یار کیا کہ گلے سے مرے خنجر نہ ملا

خونِ دل گاہ بہایا تو کبھی لختِ جگر
چین اس عشق کے ہاتھوں مجھے دم بھر نہ ملا

جب کہا میں نے وہ مطلب مرے دل کا نہ ہوا
مجھ سے شرما کے کہا کیا نہ ہوا کیا نہ ہوا

حوریں گھیرے ہوئے ہیں مجھ کو مگر دل ہے اداس
خلد میں دھیان یہی ہے ترا کوچا نہ ہوا

خاک جل جل کے ہوا کنج اعراف میں نے
شکر ہے زمرۂ عشاق میں رسوا نہ ہوا

نہ پڑا جام پہ شاید تری آنکھوں کا عکس
ساقیا آج مجھے نشۂ صہبا نہ ہوا

نظم کی جلد بہت میں نے ہر ایک بیت قبولؔ
ریختہ پختگیِ نظم میں اچھا نہ ہوا

آئے گا قاتل تو مجھ گریاں سے کیا لے جائے گا
آب اشکِ گرم میں خنجر بجھا لے جائے گا

عشق پریوں کا کشش اپنی دکھا دے گا اگر
دیو آ کر قاف میں مجھ کو اٹھا لے جائے گا

جی اٹھا گر حکم خالق سے تو مقتل میں مجھے
لاکھ بار اُس تیغِ براں کا مزا لے جائے گا

آئے گا تو گل کرے گا شمع کو وہ ماہرو
پھول سارے میری تربت سے اٹھا لے جائے گا

ہے وہ داغِ آتشیں اپنا کہ جس سے حشر میں
آفتاب آ کر چراغ اپنا جلا لے جائے گا

عاشقِ جانباز ہوں میں لاکھ باری آؤں گا
کب تلک وہ اپنے کوچے سے نکالے جائے گا

جان کے ڈر سے نہیں جاتا ہے قاصد اے قبولؔ
میرا نامہ یار تک پیکِ صبا لے جائے گا

عارض کو بدر خال کو اختر بنا دیا
اُس نے سپہرِ حسن کو زیور بنا دیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

دھویا جو اپنے گیسوِ خوشبو کو یار نے — چشمے کو رشکِ چشمۂ عنبر بنا دیا

سر تن سے عاشقوں میں سبھوں کا اتر گیا — باری ہماری آئی تو غصہ اُتر گیا

رگ رگ کے اشک بہنے لگے تیرے خوف سے — چینِ جبیں کی موج سے دریا اُتر گیا

ہم مر گئے نثار ترے ہو کے اے پری — ساری بلائیں رد ہوئیں صدقہ اُتر گیا

دو دن کے ہجر میں یہ ہوئی بے خودی مجھے — تیرا بھی اب خیال سے نقشہ اُتر گیا

معشوق بے وفا ہیں تو عاشق ہیں بوالہوس — ہر اک قبولؔ دل سے سراپا اتر گیا

میکدے سے جو پھرا ساقی گلفام اُلٹا — شیشے خوں روئے گرا خاک پہ ہر جام اُلٹا

بات بھی کرنے نہ پایا کہ ہوئی صبح نمود — اپنے رخ سے جو نقاب اس نے سرِ شام اُلٹا

تیرے پہلو سے جو میں اُٹھ کے چلا گھر کی طرف — پھر گیا دل سے ترے سمت کو آرام اُلٹا

لاکھ بار آ کے پکارا نہ دیا تو نے جواب — آپ مالک ہیں مجھے دیجئے الزام اُلٹا

چرخ برگشتہ مری تاک میں جب سے ہے قبولؔ — لاکھ سیدھا کروں ہو جاتا ہے ہر کام اُلٹا

عشقِ جاناں میں جدا جب سے ہے انداز اپنا — مر بھی جائیں تو نہ افشا ہو کبھی راز اپنا

سرو گڑ جاتا ہے خجالت سے زمیں میں فوراً — قد جو دکھلاتا ہے وہ سروِ سرافراز اپنا

ہر پری رو کی پڑے آنکھ نہ کیوں اس پہ قبولؔ — للہ الحمد کہ محبوب ہے ممتاز اپنا

یہ دم نہ دے کر محبت کا سلسلہ لایا — ترے نہ آنے کی امید تھی خدا لایا

اک آفتاب ہے عارض تو دوسرا مہتاب — تمہیں جمال دکھا کر بڑا جلال آیا

وہ ناتواں ہوں کہ گلشن کی سیر جب چاہی — نسیمِ صبح کا جھونکا مجھے اڑا لایا

تری گلی سے پھرا لے کے داغِ دل اے ماہ — قبولؔ پھول پہ گلزارِ عشق کا لایا

اُس نوجواں سے جامِ شرابِ کہن ملا — صد شکر ہم سے ساقی پیماں شکن ملا

عارض سے پہلے آنکھ لبِ یار پر پڑی — ملکِ حلب کی راہ میں شہرِ یمن ملا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

حاصل نہ کچھ غزل کے کہے سے ہوا قبولؔ
مداحِ حسینؑ سے نام حسن ملا

افشاں کا ذرہ چھپٹ کے جو اے مہرباں گرا
محفل میں غل اُٹھا یہ ستارہ کہاں گرا

اشکوں نے زیرِ بار توجہ مجھے کیا
آ کر انہیں کی موجوں سے مجھ پہ مکاں گرا

کیا رعب خوشقدی ہے جو آیا وہ شاہِ حسن
بالائے خاک سرو چمن کا نشاں گرا

وہ رحم دل ہوں میں کہ مرے دل میں دفعتہً
درد اُٹھ کھڑا ہوا جو کوئی ناتواں گرا

اللہ ری چشم مست کو دیکھا جو یار نے
بالائے خاک جھوم کے پیرِ مغاں گرا

اے ترک چشم الحذر اے مردم الاماں
تیر مژہ سے خاک پہ کیا کیا جواں گرا

اس گل سے چھوٹنا مجھے یاد آیا اے قبولؔ
جس وقت شاخ سے کوئی برگِ خزاں گرا

سامنے تیغ کے تلوار جو قاتل آیا
میں نے جانا کہ بس اب جان گئی دل آیا

تیرے آنے کی خبر باغ میں [illegible] گل جو اُڑی
دل بھی اُڑتا ہوا ہمراہ عنادل آیا

تیرے جانے کا غم آنے کی خوشی سے [illegible]
دم میرے سینے میں آیا تو بمشکل آیا

مشعلِ عشق تھی ہمرہ سفرِ ہستی میں
[illegible] ہی سے ترے حسن پہ مائل آیا

گئے ناسخؔ تو عدم میں شعرا بولے قبولؔ
ہم میں سرِ دفتر اربابِ فضائل آیا

اس لبِ رنگیں کا اب دل سے نہ نکلے گا خیال
یہ نگین سرخ اس گھر میں جڑا رہ جائے گا

صبح دم سامانِ عشرت سے جلے گا اور دل
جائیں گے وہ پاندان اور چھوٹا رہ جائے گا

جمع کیا کرتا ہے تو اسبابِ دنیا دوڑ کر
تو رواں ہوگا یہ سب یوں ہی پڑا رہ جائے گا

صبح مجھ وحشی کو وہ طوق گلو ہوگا قبولؔ
ان کے جب گھبرا کے جانے میں چھڑا رہ جائے گا

ہجر میں ہر لحظہ رونے کا بہانہ کیا ہوا
وصل میں حیراں ہوں آنسو بہانا کیا ہوا

سبزے اشکوں سے میرے بوستانِ کوئے دوست
بلبلِ شیدا بنا ہے باغبانِ کوئے دوست

واعظو تم دیکھ لینا حشر کے میدان میں
رہنمائے دوست ہوں گے ساکنانِ کوئے دوست

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سرخ خلعت پہنے کس آرام سے کرتے ہیں خواب — طعنہ زن نندوں پہ ہیں شب کشتگان کوئے دوست
اُس گلی کے خاکساروں کا ہے یہ رُتبہ بلند — عرش سے بھی ہیں اُدھر افتادگان کوئے دوست
تنگ ہو کر کوئے جاناں سے نکلتا ہے قبولؔ — خاک اُڑاتی ہے صبا جاتی ہے جانبِ کوئے دوست

نہ منگایا کرو اتنی بھی خبر جانے دو — میں ہجر میں مرتا ہوں تو مر جانے دو
بال بال اُن کا بلا لائے گا اک عالم پر — اپنی زلفوں کو ذرا تا بہ کمر جانے دو
بات اچھی ہے یہ دیوانہ اُسی پاس رہے — دل اگر لے کے وہ مکرے تو مکر جانے دو
اے رقیبو جو اٹھا سکتے نہیں جور اُس کے — اور در ڈھونڈ لو اُس شوخ کا در جانے دو
فکر سے چاک جو دل شانے کی صورت ہو قبولؔ — موشگافی نہ کرو وصف کمر جانے دو

دکھاؤ چہرے کو مشتاق ہوں جفا نہ کرو — نقاب اُٹھاؤ زیادہ بس اب حیا نہ کرو
مجھے سڑی نہ کرو اپنی جامہ زیبی پر — قبا دکھا کے گریبان کو قبا نہ کرو
ہماری خاک پہ آئے تو آبرو بخشو — گزار شعلہ رُخو صورتِ ہوا نہ کرو
وفا ہو یا ہو جفا ہم تمہارے بندے ہیں — گلہ نہیں ہے کرو التفات یا نہ کرو
قبولؔ یہ بھی غنیمت ہے اس کو دھیان تو ہے — جفاؤ جور کا تم یار سے گلہ نہ کرو

خط جو لکھا خطِ جاناں کا تصور آیا — زلف یاد آ گئی نامے کی شکن سے ہم کو
اُلفتِ چشم نے زلفوں میں گرفتار کیا — باندھ لائے ہیں یہ دو ترک رسن سے ہم کو
جو دہن کرتے ہیں ثابت بدلائل تیرا — گفتگو کرنی ہے ان اہلِ سخن سے ہم کو
صحبت حضرت سلطاں کا اثر ہے یہ قبولؔ — در مضموں ملے اقلیم سخن سے ہم کو

آتشِ عشق سے کیونکر دلِ مضطر نکلے — موت ہے آگ سے باہر جو سمندر نکلے
گزرے بے بال و پری میں مجھے ایام بہار — جب خزاں باغ میں آئی تو مرے پر نکلے
یاد میں عارضِ روشن کے مجھے ہو تسکیں — جلد ہو صبح کہیں مہرِ منور نکلے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

چشمِ انصاف سے کی جب کہ نظر میں نے قبولؔ
ایک ہی شکل پہ محتاج و تونگر نکلے

الفت کاکل و رخسار لئے پھرتی ہے
دن کو دن شب کو شبِ تار لئے پھرتی ہے

مجھ میں طاقت یہ کہاں ہے کہ پھروں میں بیمار
گردشِ نرگسِ بیمار لئے پھرتی ہے

گہ سوئے ملکِ عدم گہ طرفِ ملکِ وجود
جستجوئے کمرِ یار لئے پھرتی ہے

ہدفِ سنگ جو کرنا ہے تو کر لیں اطفال
اُس کی اُلفت سرِ بازار لئے پھرتی ہے

کیا خبر مرغِ گرفتار کی پوچھیں کہ صبا
بال و پر دوش پہ دو چار لئے پھرتی ہے

کہیں لے جا مجھے للہ کہ اب وحشتِ دل
کو بکو در بدر اے یار لئے پھرتی ہے

مر گئے پر بھی ہوئے ہم نہ سبکسار قبولؔ
روحِ یارِ غمِ دلدار لئے پھرتی ہے

سر کروں نذر تو قاتل سے صفائی ہو جائے
جان پاؤں جو سر و تن میں جدائی ہو جائے

انہیں دھڑکوں میں بسر ہوتے ہیں ایامِ وصال
کہیں ایسا نہ ہو درپیش جدائی ہو جائے

کر چکا قتل مجھے چشمِ فسوں ساز کا سحر
اب ترے ہونٹوں سے اعجاز نمائی ہو جائے

چشمِ جادو کا ترے عشق مجھے بھی ہے صنم
ساحروں سے نہ کسی روز لڑائی ہو جائے

گر خدا دوست مرا ہے تو وہ کافی ہے قبولؔ
غم نہیں دشمن اگر ساری خدائی ہو جائے

مرتے دم ایمان دردِ دل سناتے جائیں گے
جائیں گے دنیا سے تو تجھ کو رلاتے جائیں گے

وصل سے محروم پھیرو گے بلایا ہے تو کیا
آئے ہیں ہنستے ہوئے آنسو بہاتے جائیں گے

حشر کے دن بھی رہے گی کیا زبانِ تیغ لال
عاشقوں کے خون وہ کب تک چھپاتے جائیں گے

بیوفا دل لے کے بھی کچھ تو نے دلداری نہ کی
دل کو تو بھولے تھے تجھ کو بھی بھلاتے جائیں گے

ایک دو سے رشک ہے تجھ کو ابھی تو اے قبولؔ
لاکھوں عاشق کوچۂ جاناں میں آتے جائیں گے

کر رہا ہے قتل مجھ کو وہ فسوں گر دور سے
پیاس میں دکھلا رہا ہے آبِ خنجر دور سے

دشمنِ جاں ہیں جوان و طفل کوچے کے ترے
مجھ پہ چھریاں پاس سے چلتی ہیں پتھر دور سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

رات دن نظارہ کرتا ہے تمہارے نور کا
ماہ تاباں پاس سے مہر منور دور سے

سبھوں کو قتل کیا بت شریر کیسے تھے
تمہاری زلفِ سیہ کے اسیر کیسے تھے

نہ مانگا مانگنے کی طرح یار سے بوسہ
سوال ہم کو نہ آیا فقیر کیسے تھے

کہا نہ میں نے مگر وصل کی رہی حسرت
نہ سمجھے دل کی وہ روشن ضمیر کیسے تھے

وہ ہاتھ جوڑ کے دیتے تھے کھینچتے تھے یہ ہاتھ
امیر کیسے تھے آگے فقیر کیسے تھے

قبولؔ ناسخ مرحوم کا جواب نہ تھا
خدا ہی جانے کہ میرزا دمیر کیسے تھے

عشق کو دین کی بنیاد جو بندا سمجھے
ناصحا تیری نصیحت وہ بھلا کیا سمجھے

داغ پر داغ دیئے تم نے جلن سمجھے کون
تم تو گل کے لئے گلہائے تمنا سمجھے

رشک ہر لحظہ سے فرصت نہیں پاتا ہے قبولؔ
ہے جو حاسدِ سخن اہلِ سخن کیا سمجھے

جاؤں کیا بلبل مجھے لینے ہزار آیا کرے
ہجر میں گلشن سے مجھ کو کیا بہار آیا کرے

اُن کی جولا نگاہ میں ہر دم دعا کرتی ہے روح
روند نے خاکِ گدا وہ شہسوار آیا کرے

آندھیاں اُٹھا کریں ہر روز کوئے یار سے
اُڑ کے جو میری آنکھوں میں غبار آیا کرے

دو ہی شکلیں ہیں ہماری زندگی کی اے قبولؔ
یا بلا بھیجا کرے یا آپ یار آیا کرے

رحم قاتل سے اسیرِ دردِ غم یوں ہی رہے
قیدِ غم سے چھوٹ گئے اغیار ہم یوں ہی رہے

شکوہ کم التفاتی ہے عبث اُس شوخ سے
یہ غنیمت ہے جو مجھ سے وہ صنم یوں ہی رہے

میں جو پہنچا مضطرب زیرِ زمیں ہے زلزلہ
حشر تک اب ساکنِ ملکِ عدم یوں ہی رہے

ہر جگہ سے دل میں کھینچا عشق کامل نے اُسے
حشر تک خالی بس اب دیر و حرم یوں ہی رہے

شعر ناموزوں و موزوں سے بھی میں واقف نہیں
اے قبولؔ اچھا ہے جو میرا بھرم یوں ہی رہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

قدرؔ کنتوری

سیّد لطف اللہ

سیّد لطف اللہ قدرؔ کنتوری، لکھنؤ کے مشہور عالم دین ناصر الملّت سیّد ناصر حسین مجتہد کے نانا تھے۔ قدرؔ کے والد سیّد خیر اللہ ثروتؔ کنتوری فارسی اور اُردو کے اچھے شاعر تھے۔ یہ خاندان کنتور میں عرصے سے آباد تھا۔ قدرؔ ساتویں امام حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نسل میں تھے۔" (شجرۂ نسب سادات کنتور)

قدرؔ کنتوری، مولوی سیّد محمد کاظم حبیبؔ کنتوری کے بھی حقیقی نانا تھے۔ عبداللہ خاں ضیغم لکھتے ہیں:-

"قدرؔ، سیّد لطف اللہ مرحوم شاگرد شیخ امام بخش ناسخؔ محمد کاظم حبیب کے اُستاد اور نانا تھے۔" (یادگارِ ضیغم)

حبیبؔ کنتوری کے مطبوعہ دیوان کے شروع میں تحریر ہے:-

"نتیجۂ فکر..... مولوی سیّد کاظم صاحب حبیبؔ کنتوری یادگار خاندان شیخ ناسخؔ"

حبیبؔ کے فرزند سیّد ضامنؔ کنتوری جو مرثیہ بھی کہتے تھے اپنے والد کے بارے میں کہتے ہیں:-

فخر تھا اُس کو عشقؔ و ناسخؔ پر
تھی مگر یہ بھی ایک شانِ کمال

اور یہ بھی لکھا ہے کہ:-

"ناسخؔ کے دو شاگردوں عشقؔ اور قدرؔ کنتوری سے حبیبؔ کنتوری نے استفادہ کیا۔"

قدرؔ کنتوری غزل میں ناسخؔ کے اور مرثیے میں میر انیسؔ کے شاگرد تھے۔ ناسخؔ سے تلمذ کا ذکر لالہ سری رام نے بھی کیا ہے:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

"صبیب کے نانا میر لطف اللہ قدر کنتوری شیخ ناسخ کے شاگرد تھے۔ میر خدا بخش جن کی کربلا تال کٹورہ لکھنؤ میں اب تک موجود ہے۔ آپ کے نانا میر لطف اللہ کے حقیقی نانا تھے۔" (خم خانۂ جاوید جلد دوم)

قدس

مرزا محمد رضا

میرزا محمد رضا قدس، سید علی میرزا کے چھوٹے فرزند تھے۔ قدس کے بڑے بھائی سید محمد میرزا انس ممتاز شاعر اور ناسخ کے شاگرد تھے۔ قدس کو بھی ناسخ سے شاگردی کا شرف حاصل تھا۔

محسن علی قدس کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"صاحب دیوان و شاگرد شیخ امام بخش ناسخ" (سراپا سخن)

سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:

مرزا محمد رضا عرف جھمن صاحب تخلص قدس، برادر محمد میرزا انس، انتقال اس مرحوم کا افسانہ عجیب اور سانحہ غریب کہ ساز و برگ کدخدائی شادی مرگ ہوا اور مانجھے کا جوڑا تختہ تابوت پر اترا۔" (خوش معرکۂ زیبا)

نواب ناصر الدولہ سید اسد علی صبر لکھنوی (شاگرد ناسخ) کی بیٹی سے قدس کی نسبت طے ہو چکی تھی۔ مانجھے کا جوڑا جسم پر تھا کہ اچانک عین جوانی میں انتقال کیا۔

کلب حسین نادر اور نساخ نے غلطی سے اُن کا تخلص قدس کے بجائے قوس لکھ دیا ہے۔ یہی غلطی توکل پرشاد سے بھی ہوئی ہے۔

نمونۂ کلام

ہے ترک سبزہ رنگ کی تاثیر ہاتھ میں	ہوتا ہے سبز مثل شجر تیر ہاتھ میں
دیکھوں تو کیا لکھا مجھے قاتل نے قاصدا	لایا ہے تو مرا خط تقدیر ہاتھ میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

ساقی پڑے جو عکس تری چشم مست کا — جام شراب ہو قدحِ شیر ہاتھ میں
طفلی میں روز ہم یونہی مکتب میں جاتے تھے — قرآن بغل میں یار کی تصویر ہاتھ میں

اکسیر سے زیادہ اسے قدسؔ سمجھیو
آئے جو خاکِ مرقدِ شبیر ہاتھ میں

دل حلقہ ہائے زلف پریشاں میں رہ گیا — یوسف اسیر خانۂ زنداں میں رہ گیا
مر کر بھی داغ غم دلِ سوزاں میں رہ گیا — روشن چراغ خانۂ ویراں میں رہ گیا
ہر سال یاں بہار خزاں سے بدل ہوئی — گلچیں کو داغ اپنے گلستاں میں رہ گیا
کیوں کر چھٹیں گے بارِ تعلق سے ہم ضعیف — سو بار الجھ کے ہاتھ گریباں میں رہ گیا
لالہ کو دیکھ کر یہی ثابت ہوا ہمیں — مجنوں کا داغ دشت کے داماں میں رہ گیا
مارا مجھ کو لالہ عذاروں کے عشق نے — کیا کیا نہ داغ اس دلِ سوزاں میں رہ گیا
وحشی کا حال اپنے نہ پوچھو پری رخو — کانٹا سا بن کے دشت کے داماں میں رہ گیا
جوشِ جنوں نے زار کیا مجھ کو اس قدر — گویا کہ ایک تار گریباں میں رہ گیا
اکثر عزیز دیارِ عدم کو گئے ہیں قدسؔ — تو کیا بچ کے عالمِ امکاں میں رہ گیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کوثرؔ

مرزا مہدی علی خاں

مرزا مہدی علی خاں نام کوثر تخلص، فرزند مرزا قطب الدین حیدر خاں سہراب جنگ ابن آقا علی خاں برادر کوچک نواب موتمن الدولہ اسحاق خاں جو محمد شاہ فردوس آرام گاہ کے زمانے میں جلیل القدر امیر تھے۔ کوثرؔ نواب وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خاں مرحوم کے قرابت داروں میں سے تھے۔ کوثرؔ بڑے شریف النفس اور مہذب الاخلاق تھے۔ اُن کی ولادت لکھنؤ میں ہوئی تھی، نہایت فہیم و ذکی شخص تھے۔ شیخ امام بخش ناسخ کے ممتاز شاگرد تھے۔ (عمدۂ منتخبہ)

نواب محمد مصطفیٰ خاں شیفتہ لکھتے ہیں:-

''کوثر کا زیادہ تر قیام لکھنؤ میں رہتا ہے۔ دو سال ہوئے دہلی آئے تھے۔ اعظم الدولہ (مؤلف عمدۂ منتخبہ) کی تقریب سے مجھے بھی ان کا تعارف ہوا تھا۔ میری نظر میں وہ ایک صاحب اوصافِ حمیدہ شخص ہیں۔ بہت سے مشاعروں میں انہوں نے شرکت کی۔ اپنے کو ناسخ کا شاگرد بتاتے ہیں۔ (گلشن بے خار)

گلشن بے خار ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء میں تالیف ہوا۔ شیفتہ کے قول کے مطابق کوثر ''دو سال پہلے دہلی آئے تھے''۔ یعنی ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء میں وہ واردِ دہلی ہوئے۔ اسی بیان کی وجہ سے کریم الدین لکھتے ہیں:-

''کوثر ۱۲۴۸ھ میں دہلی آئے تھے۔'' (طبقات الشعرائے ہند)

ہو سکتا ہے یہ کوثر کا دوسرا سفرِ دہلی ہو، پہلی مرتبہ وہ ۱۲۱۶ھ اور ۱۲۳۶ھ کے درمیان کبھی دہلی گئے ہوں گے۔

مصحفی نے لکھا ہے:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

"پیش ازیں بہ ترغیب میاں ہاتف کہ یکے از دوستاں بودند، در حویلی راجہ جھاؤلال مشاعرہ ہم میکرد۔" (ریاض الفصحا)

مصحفی نے ان کی عمر کے بارے میں لکھا ہے:-

"عمرش بست سالہ خواہد بود" (ریاض الفصحا)

سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:-

"کوثر، شاعر شیریں مقال، سخنور زبان آور، مرزا مہدی کوثر پسر مرزا قطبی صاحب، شاگرد شیخ امام بخش ناسخ، سرگرم سخن رانی صحبت مشاعرہ کا بانی" (خوش معرکہ زیبا)

محسن لکھنوی لکھتے ہیں:-

"مرزا مہدی علی خاں کوثر کمیدان پلٹن شاہی، خلف مرزا قطب الدین خاں مخاطب بہ سہراب جنگ، بزرگ ان کے صوبہ دار حیدر آباد دکن کے کسی زمانے میں تھے۔ یہ مقیم لکھنؤ ہیں۔ صاحب دیوان، شاگرد رشید شیخ امام بخش ناسخ" (سراپا سخن)

محسن کے بیان سے دو باتوں کا اضافہ ہوتا ہے ایک یہ کہ کوثر "کمیدان پلٹن شاہی" تھے، دوسرے اُن کے اسلاف میں کوئی بزرگ حیدر آباد دکن کے صوبہ دار بھی رہ چکے تھے۔

محسن لکھنوی اور گوکل پرشاد کا بیان ہے:-

"لکھنؤ میں آپ کے بہت شاگرد ہیں۔" (ارمغان گوکل پرشاد)

سراپا سخن، گوکل پرشاد اور سخن شعرا میں کوثر کے مندرجہ ذیل شاگردوں کا ذکر ہے:

سید مہدی حسین انور، نواب مہدی علی جلیس، مصاحب علی راوی، مرزا محمد رضا عاشق، (ان کے والد ضبط شاگرد ناسخ ہیں) مرزا کاظم علی کاظم کربلائی، امتیاز الدولہ، محمد باقر علی منتظم۔

گوکل پرشاد نے کوثر کے ایک فرزند کا ذکر کیا ہے:-

"آقا علی خاں قدسی۔ باشندہ لکھنؤ مقیم مٹیا برج۔" (ارمغان گوکل پرشاد)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrililibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

نمونۂ کلام

موسم بادہ کشی ہے مجھے کیا کل آئے | رعد بھی کرتا ہے فریاد کہ بادل آئے
کس کی اب دیر ہے وہ باغ میں اوّل آئے | ساقیا شیشے کھلیں جھوم کے بادل آئے
وہ حرارت ہے مرے نخلِ سرِ تربت میں | لاکھ سال ابر جو برسے تو نہ کونپل آئے
قمریاں بے حرکت پیشِ قدِ یار ہوئیں | ہے یہ حیرت کی جگہ سرو میں بھی پھل آئے

اے پری رو رات بھر رہنے سے خوشبو ہو گیا | پھول کاغذ کا تری چوٹی میں شبو ہو گیا

چل بسی باد بہاری شور بلبل ہو گیا | ایک جھونکے میں چراغ زندگی گل ہو گیا

جس نے گلشن میں نظر کی ترے رخساروں پر | ہاتھ سے پھینک دیا گل کو وہیں خاروں پر
لعل لب سبزہ خط خالِ سیہ زلفِ سیاہ | کس قدر آپ ہیں مغرور انہی چاروں پر
بیگناہوں پہ تو جیسا کہ ستم کرتا ہے | ظلم ایسا نہ کرے کوئی گنہگاروں پر
جب نہ ہو ان کو ترا شربت دیدار نصیب | خاک جینے کا گماں ہو ترے بیماروں پر
درد فرقت سے رویا نہ کبھی نالہ کیا | نہ کھلا راز مرے دل کا مرے یاروں پر

حسن دیکھا ہی کیا یار دل آرام اپنا | واں وہی ناز رہا ہو گیا یاں کام اپنا
لذت وصل صنم یاد دلائی اس نے | میں نے انعام دیا ہجر کو آرام اپنا
اس کی زلفوں کا یہاں تک ہمیں رہتا ہے خیال | دم بھی آنکھوں سے جو نکلا تو سرِ شام اپنا
جا کے قاصد بھی وہاں سے نہ پھرا سچ ہے یہ | آپ سے خوب ادا ہوتا ہے پیغام اپنا
ایسے ہیں وہ لطیف سرِ راہ بارہا | مثلِ نگاہ چشم سے پنہاں نکل گئے

پلٹنا بخت کا دل کا الٹنا خوش ادائی سے | تمہاری ایک کروٹ میں یہ دو پہلو نکلتے ہیں

پھول اٹھ بھی گئے یارِ گل اندام نہ آیا | مرنا بھی مرا ہائے مرے کام نہ آیا

Presented By: https://Jafrililibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تم جس کو سمجھتے ہو کہ یہ شانہ ہے میرا — دھوکا ہے سرا سر دل دیوانہ ہے میرا
میرے دل صد چاک کی تاثیر تو دیکھو — وہ مجھ سے اُلجھتا ہے یہ شانہ ہے میرا
او سنگ ستم ترک مے ناب نہ ہوگا — شیشہ بھی جو ٹوٹے گا وہ پیمانہ ہے میرا
اس درجہ تعلّی ہے اس بادہ کشی میں — خورشید کو کہتا ہے کہ پیمانہ ہے میرا
تھراتا ہے گردوں پہ اُسے دیکھ کے خورشید — یہ خوف سے لبریز سیہ خانہ ہے میرا
ہم وضع ہے ہم پیشہ ہے ہمدرد ہے ہم شکل — مجنوں کا جو قصہ ہے وہ افسانہ ہے میرا
کوثر بخدا چشم حقیقت سے جو دیکھا — دنیا میں نہ اپنا ہے نہ بیگانہ ہے میرا

کیا مری تربت پہ وہ گل پھول لا کر دھر گیا — گر کبھی آیا تو اُلٹے شمع کو گل کر گیا
میرے مرنے سے یقیں ہے دوستوں کو ہو خوشی — رنج سے چھوٹا مسافر جبکہ اپنے گھر گیا

وہ زار ہوں کہ چشم جہاں سے نہاں گرا — جس جا گرا بسان نگہ بے نشاں گرا
امیدوار معذرت توبہ میں بھی ہوں — ساقی کے پاؤں پر مجھے پیر مغاں گرا
اللہ ری رسائی تیغ نگاہ یار — سدرہ بریں سے طیر بلند آشیاں گرا
اس رشک گل کو دیکھ کر آئے نہ تاب حسن — بلبل اِدھر گری تو اُدھر باغباں گرا
اتنا تو روئیے کہ فرشتے بھی یہ کہیں — طوفان اشک سے نہ کہیں آسماں گرا

تجھ سے اے دست جنوں حال ہے پنہاں اپنا — صورت غنچہ ہے دامن میں گریباں اپنا

حیران ہوں دیکھ کر ترے شمشیر دوش پر — کیونکر کھنچے ہلال کی تصویر دوش پر
کچھ تو اثر ہوا مرے سودے کا آشکار — ہے زلف یار صورت زنجیر دوش پر
مرنا مبارک ایسا تو ہو ہجر یار میں — رکھے جنازہ وہ بت بے پیر دوش پر
مصروف قتل عاشق جاں باز ہے وہ ترک — ترکش کمر میں رکھتا ہے شمشیر دوش پر

کوثر خدا سے مانگتا ہوں میں یہی دعا
رکھے جنازہ وہ بت بے پیر دوش پر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

چشم میں عشق کے اعجاز سے آنسو ٹھہرے ورنہ کشتی میں ہے دریا کا سمانا مشکل

تیرا تو آسرا تھا جدائی میں یار کی اے موت تو بھی مجھ سے گریزاں ہے ان دنوں

خواب میں شب اس پری نے شکل دکھلائی ہمیں جاگ اٹھی بخت خوابیدہ جو نیند آئی ہمیں

یہ وقت صبح وہ مانندِ آفتاب آیا الٰہی شکر، شبِ ہجر کی سحر دیکھی

تربت پہ مری ایسی برستی ہے بیکسی بے اختیار شمع کے آنسو ٹپک پڑے

کیا ہی کشش ہے کوچۂ دلبر کی خاک میں بے دست و پا بھی ہووے تو مثلِ صبا چلے

نامہ بر کوچۂ دلبر میں گم ایسا ہو جائے فی المثل ہووے کبوتر تو وہ عنقا ہو جائے

خوں بہا اس سے نہ پھر حشر کو مانگوں گا میں ایک بار آ کے مری لاش پہ قاتل ہو جائے

دل پھٹ گیا کدورتِ طبعِ نگار سے حیرت کی جا ہے آئینہ ٹوٹا غبار سے

ہوں وہ بلبل کہ یہ تھا شوق اسیری پس مرگ پر بھی اڑ کر مرے صیاد کے گھر تک پہنچے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کیوآں

مرزا علی حسین

مرزا علی حسین نام اور کیوآں تخلص لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ کیوآں کے ماموں رفیق الدولہ، محمد علی شاہ بادشاہ اودھ کے رفیق قدیم تھے۔ رفیق الدولہ کی کربلا عباس باغ ٹھاکر گنج لکھنؤ میں اب بھی موجود ہے۔ رفیق الدولہ نے ۱۲۷۸ھ میں وفات پائی۔ کیوآں نے تاریخ وفات کہی جو ان کی قبر پر کندہ ہے۔

چوں یازدہم شد از ربیع الثانی رفتہ زجہاں وائے رفیق الدولہ
تاریخ غم رحلت او کیوآں گفت شد قصر جناں جائے رفیق الدولہ

۱۲۷۸ھ

محسن لکھنوی نے کیوآں کو "خواہر زادہ رفیق الدولہ اور صاحب دیوان شاعر لکھا ہے۔ (سراپا سخن) گوکل پرشاد لکھتے ہیں "اولاد میں آغا نوکلی کے ہیں" (ارمغان)

سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:

"شاعر خوش بیان، سخنور، شیریں زبان، صاحب علم، ہمہ دان، مرزا علی حسین، تخلص کیواں، خواہر زادہ، رفیق الدولہ بہادر، شاگرد شیخ امام بخش ناسخ۔"

(خوش معرکہ زیبا)

نمونۂ کلام

شاید ترے عاشق کے ہیں اے غنچہ دہن پھول منقاروں میں جو لاتے ہیں مرغان چمن پھول
اس چمپئی رنگت کے تصور میں موا ہوں ضرے نہیں چمپا کے ہیں اٹھائے کفن پھول
شہباز اجل تجھ کو بھی آ صید کرے گا تو صید ہمیں کر کے نہ اے صید فگن پھول
اے جان شب وصل تم پر ہے بہار آج چمپا کلی گردن میں ہے کانوں میں کرن پھول

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

ہندوؤں میں نہ وہ بت ہے نہ مسلمانوں میں   مسجدوں میں نہ وہ ملتا ہے نہ بت خانوں میں
یار کے دانتوں کو دیکھا تو گیا ہاتھ سے دل   کھو گیا ہے گہر اپنا انہیں دردانوں میں

گل رخسار کی بہار دکھاؤ   گیسو کا نقشہ زار دکھاؤ
ہمدمو سبزہ رنگ کا ہے عشق   بلبلِ دل کو سبزہ زار دکھاؤ
نزع کا وقت ہے صبا کہنا   اب تو شکل آ کے گلعذار دکھاؤ

وہ باغ ہوں کہ نام کو جس میں ثمر نہیں   وہ غنچہ ہوں کہ دیکھنے کو جس میں زر نہیں
جز خاکِ پائے یار علاج دگر نہیں   صندل سے دور ہو وہ مرا دردِ سر نہیں
گردن میں طوق ہالہ جگر داغدار ہے   دیوانہ میرے ماہ کا کیوں کر قمر نہیں
سونا حرام دیدۂ بیدار کو ہوا   کیواں جو ہمکنار مرا سیمبر نہیں

ساقیا مے نہیں ہے بوتل میں   آفتاب آ گیا ہے بادل میں
دھک دھکی میں اٹک رہا آ کر   دم لگا ہے کسی کے ہیکل میں
مردمِ دہر کو کیا تسخیر   سحر ان آنکھوں کے ہے کاجل میں

خیالِ خال میں کب نیلگوں آنسو نکلتے ہیں   ان آنکھوں کے گڑھوں سے دیکھ لو بچھو نکلتے ہیں
فراقِ چشمِ جاناں کے جنوں میں مر گئے ہیں ہم   لحد سے جائے روزن دیدۂ آہو نکلتے ہیں

سجے ہیں پھرتے پھرتے یہ مجھ خستہ تن کے پاؤں   مارے ورم کے ہو گئے ہیں لاکھ من کے پاؤں
اس بے تکلفی سے مرے ساتھ سو رہا   گردن میں ہاتھ گود میں اس سیم تن کے پاؤں
مہتابی پر قدم جو رکھا طور بن گئی   موسیٰ کے ہاتھ سے ہیں مرے سیم تن کے پاؤں

شرینی ایک سی ہے دہان و نبات میں   ہو ذائقہ نبات کا کیونکر نہ بات میں
کچھ فرق ہو گیا نظرِ التفات میں   دو بوسے منتوں سے دیئے ساری رات میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

دو چار باتیں مجھ سے جو کیں غیر جل گئے ۔۔۔ اے جان گرمیاں ہیں تری بات بات میں

کیوں کر فریب عاشق و معشوق میں نہیں ۔۔۔ یہ دل کے تو وہ بیتے ہیں بوسے کی گھات میں

دیو بلائے ہجر کا رہتا ہے سامنا

دل دے کے پھنس گیا ہوں عجب واردات میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

گویاؔ

فقیر محمد خاں

فقیر محمد خاں نام، گویا تخلص، حسام الدولہ خان بہادر تہور جنگ خطابات تھے۔ شاعر اور نثر نگار کی حیثیت سے اُردو ادب کی تاریخ میں ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ وفاداری اور جاںنثاری، دلیری اور بہادری ان کو ورثے میں ملی تھی۔ گویا صاحب سیف و قلم تھے، گویا، کے پروتے جوش ملیح آبادی اُردو ادب کا حرفِ آخر ہیں۔

گویا کے دادا کے حالات:-

فقیر محمد گویا کے دادا یار بیگ خاں درہ خیبر کے سرداروں میں سے تھے۔ وہ قوم افغان آفریدی ''علی خیل'' سے تعلق رکھتے تھے۔ ''علی خیل'' افغانی حضرت علی علیہ السلام سے خصوصی عقیدت رکھتے ہیں۔ یار بیگ خاں افغانستان سے ہندوستان آئے اور قائم گنج ضلع فرخ آباد میں سکونت اختیار کر لی۔ کچھ مدت کے بعد وہ نواب صفدر جنگ بہادر (عہد ۱۷۳۹ء تا ۱۷۵۴ء) کی سرکار میں ملازم ہو گئے۔ یار بیگ خاں کا خاندان شاہان اودھ کی سرکار سے ہمیشہ سرفراز رہا۔ یار بیگ خاں کے چھوٹے صاحبزادے کا نام محمد بلند خاں تھا اور فقیر محمد خاں انہیں محمد بلند خاں کے صاحبزادے تھے۔''

(''یادوں کی برات'' اور ''مخزن آلام'')

گویا کے والد محمد بلند خاں:-

محمد بلند خاں لکھنؤ میں آ کر مقیم ہو گئے۔ بادشاہِ اودھ کے دربار تک رسائی کا موقع مل گیا تو حکومت اودھ نے ان کو تین سو روپے ماہانہ پر فوج میں کوئی عہدہ دے دیا۔ حکومت اودھ کی طرف سے محمد بلند خاں کو ''کنول ہار'' ملیح آباد کے ایک محلّہ کی زمین عطا کی گئی جہاں انہوں نے ایک کچا مکان بنا کر بود و باش اختیار کر لی۔ ان کا یہ معمول

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

تھا کہ صبح گھوڑے پر لکھنؤ جاتے اور شام کو ''کنول ہار'' ملیح آباد واپس آجاتے تھے۔''

(یادوں کی برات)

گویا کے حالات زندگی:-

گویا کا سن ولادت کسی تاریخ یا تذکرہ میں مذکور نہیں ہے لیکن قرین قیاس ہے کہ ان کی ولادت نواب آصف الدولہ کے عہد میں تقریباً ۱۲۰۷ھ مطابق ۱۷۹۰ء میں ہوئی تھی۔ ''گویا'' کی تعلیم و تربیت ملیح آباد میں ہوئی۔ تقریباً بیس برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر ریاست اندور چلے گئے اور مہاراجہ ہلکر کی فوج میں رسالداری کے عہدے پر فائز ہو گئے۔ والیٔ ٹونک نواب امیر خاں کی خواہش پر گویا اندور سے ٹونک گئے تو نواب امیر خاں نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی اور رسالدار بنا دیا۔ ٹونک میں اس وقت فارسی و عربی کے علماء کا ہجوم تھا۔ گویا وقت نکال کر ان بزرگوں سے اکتساب علوم کرنے لگے۔ (یادوں کی برات)

گویا کی ملازمت:-

نواب سعادت علی خاں (عہد ۱۲۱۲ھ تا ۱۲۲۹ھ) کے زمانے میں گویا ریاست ٹونک میں ہلکر بہادر کے ملازم ہوئے پھر تھوڑے ہی عرصے میں نواب امیر الدولہ محمد امیر خاں بہادر کے رفیق ہو گئے۔ یہاں گویا نے کارہائے نمایاں انجام دے کر بتدریج اقتدار حاصل کیا۔ آخر کار نواب امیر الدولہ محمد امیر خاں سے رخصت ہو کر وطن واپس آ گئے۔ ان دنوں نواب سعادت علی خاں کا انتقال ہو چکا تھا اور غازی الدین حیدر سریر آرائے سلطنت تھے۔ اودھ میں گویا کی واپسی خود غازی الدین حیدر بادشاہِ اودھ کی خواہش پر ہوئی تھی اس لئے لکھنؤ میں ان کی خوب قدر و منزلت ہوئی۔ سلطنت کی باگ ڈور نواب معتمد الدولہ آغا میر کے ہاتھ میں تھی۔ نواب معتمد الدولہ اور گویا کے تعلقات بڑے خوشگوار اور مضبوط تھے۔ نواب معتمد الدولہ نے گویا کو ملازم رکھا اور یہ بھی حکم دیا کہ اب تم کہیں اور نہ جانا۔ گویا نے اودھ میں مستقل قیام کیا پھر کسی اور ریاست میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نہیں گئے۔ گویا دو ہزار سواروں کے افسر مقرر ہوئے اور اسی وقت سے حکومت اودھ میں گویا کا اقتدار شروع ہوا۔" (مخزن آلام)

گویا کے خطابات اور منصب:۔

حکومت اودھ نے گویا کی بے انتہا قدر دانی کی۔ حکومت اودھ کی طرف سے گویا کو حسام الدولہ، خان بہادر، تہور جنگ کے خطابات ملے۔ گویا کی سکونت ملیح آباد میں تھی۔ ملیح آباد کا ایک محلہ "کنول ہار" ان کا آبائی مسکن تھا۔ انہوں نے مرزا گنج (ملیح آباد) کا علاقہ بھی حکومت اودھ سے حاصل کیا اور اس جگہ کا نام "علی گنج" رکھا۔ گویا نے ملیح آباد میں عالی شان عمارتیں اور خوبصورت باغات بنوائے۔ املاک اتنی حاصل کی کہ رفتہ رفتہ نظامت و چکلہ داری اس کے متعلق ہوئی جو بعد میں تیس، پینتیس لاکھ روپے کی مالیت تک پہنچی۔ گویا کو جو شان و شوکت اور اقتدار سلطنت اودھ میں حاصل ہوا وہ کسی وزیر کے نصیب نہ تھا۔" (مخزن آلام) معتمد الدولہ نے گویا کو تین سو روپے پر رسالداری کے عہدہ جلیلہ پر فائز کیا تھا اور تقریباً ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۷ء تک بدستور اسی منصب پر وہ قائم رہے۔ آہستہ آہستہ اپنی خوش کرداری، شجاعت اور وفاداری کی وجہ سے ترقی کرتے گئے اور حکومت اودھ کی طرف سے گویا کو "خان بہادر" "نواب" کے خطابات بھی عطا کئے گئے۔ (تاریخ اودھ از نجم الغنی اور قیصر التواریخ)

معتمد الدولہ آغا میر سے گویا کے تعلقات کی نوعیت:۔

گویا سے معتمد الدولہ کے گہرے مراسم تھے اور یہ تعلقات لکھنؤ میں ضرب المثل بن گئے تھے، معتمد الدولہ کے رفیق خاص اور معتمد تھے۔ خواجہ وزیر کے ایک شعر سے ان تعلقات کی نوعیت واضح ہوتی ہے:

رفیق جناب وزیر معظم ۔۔۔ فقیر محمد امیر مکرم

گویا بھی معتمد الدولہ کو اپنا محسن اور منعم سمجھتے تھے اور ہر وقت ان پر اپنی جان نثار کر دینے کو تیار رہتے تھے۔ ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۸ء میں معتمد الدولہ کے مکان میں حکیم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

واجد علی خان کے بیٹے کی شادی کا اہتمام تھا، مجمع میں سے موقع پا کر ایک شخص نے معتمد الدولہ پر قاتلانہ حملہ کر دیا، فقیر محمد خان گویا نے تلوار کھینچ لی، مقابلہ کیا اور حملہ آور کو گرفتار کرلیا۔ (قیصر التواریخ) اس معرکے میں گویا کا ہاتھ زخمی ہو گیا، جب ناسخ نے یہ واقعہ سنا تو گویا کے زخمی ہونے کی تاریخ کہی۔

سر خود بجیب بردم چو بفکر سال صحت
دل من بگفت ناسخ ''اثر قدم شفا باد''

۱۲۳۳ھ

گویا کے اس جرأت مندانہ اقدام کے صلے میں ان کو ''بہادری'' کے خطاب سے سرفراز کیا گیا۔'' (قیصر التواریخ) معتمد الدولہ کی نظر میں گویا کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ علاوہ ''رسالداری'' کے نظامت ملک بھی گویا کو عطا کر دی گئی تھی۔'' (قیصر التواریخ)

بادشاہ نصیر الدین حیدر بھی سمجھتے تھے کہ دونوں کے تعلقات کی نوعیت عزیز قریب جیسی ہو چکی ہے۔ ''جب بادشاہ اودھ نصیر الدین حیدر نے معتمد الدولہ کو قید کرنا چاہا تو گویا کو ان کا خاص آدمی سمجھ کر بلوایا کہ ''ہم نواب معتمد الدولہ آغا میر کو قید کرتے ہیں، اگر کسی سوار نے تمہارے گھوڑے پر زین باندھا تو مجرم سرکار تم ہو گے۔ گویا نے اس موقع پر خاموشی اختیار کی۔'' (قیصر التواریخ)

بادشاہ نصیر الدین حیدر جانتے تھے کہ گویا کس قدر معتمد الدولہ سے قریب ہیں اور ان کے وفادار ہیں۔ اس موقع پر گویا کی طرف سے مزاحمت ہو سکتی ہے، لیکن گویا نے بادشاہ کے حکم پر سر تسلیم خم کر دیا، ان کی خاموشی اس بات کی دلیل تھی کہ وہ بادشاہ اودھ کا بے انتہا احترام کرتے تھے اور ان کی نظر میں وزیر سے زیادہ بادشاہ لائق تعظیم تھا۔ خود گویا نے ایک قصیدے میں بادشاہ نصیر الدین حیدر کے حکم کو واضح کیا ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

وہ بندہ ہوں اے میرے خداوند کہ اپنا
سر کاٹ کے رکھ دوں ترے فرمان کے برابر

شاہانِ اودھ کا احترام گویا کی نظر میں:۔

بادشاہ غازی الدین حیدر کے ابتدائی عہد میں گویا اودھ واپس آئے اور گویا کی یہ واپسی خود غازی الدین کی خواہش پر ہوئی تھی، خود بادشاہ کی نظر عنایت گویا پر تھی، اس لئے شاہی طبقے میں گویا کو نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ گویا نے بادشاہ غازی الدین حیدر کی مدح میں متعدد قصیدے کہے ہیں، تین قصیدے بادشاہ کی مدح میں ''دیوانِ گویا'' میں موجود ہیں۔ تینوں قصائد کے جستہ جستہ اشعار درج ذیل ہیں:۔

کتابِ عشق کو رکھوں میں طاقِ نسیاں پر — قلم اٹھا کے کروں مدح ایسے کی تحریر
کہ ہے وہ ابرِ سخا و شجاع و دریا دل — خدیو ہند و سلیماں وقار کشور گیر
جنابِ اقدس سلطان دہر شاہِ زمن — ملک سپاہ فلک رتبہ آفتاب نظیر
اٹھاؤں بہرِ دعا ہاتھ اپنے اے مولا — کہ تو ہے شاہِ زمن میں ہوں تیرے در کا فقیر

یہ دخل کیا ہے تری مدح کر کے گویا
تری صنعت میں ہے قاصر شہا لبِ تقریر

فقیر در پہ ترے جو گیا بنا غنی — کہ تیری خاکِ قدم میں ہے کیمیا کا اثر
ترے تو عہد میں غم بھی یہ راحتِ جاں ہے — کہ سر کے کٹنے سے ہوتی ہے شمع روشن تر

ہے تیرے وصف میں قاصر زبان گویا کی
کروں دعا پہ قصیدے کو ختم ہے بہتر

گلِ طرب سے ہوئی شاد بسکہ بلبلِ طبع — خیال آیا کہ رنگین کہیے کچھ اشعار
کہ ناگہاں یہ خرد نے کہا کر اس کی مدح — سبب سے جس کے ہے اس گلشن جہاں کی بہار

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شہا تو ظلِ الٰہی ہے اور خلیفۂ حق
قدم جو کرسی پہ رکھے تو ہو وے عرش وقار

کیا کرے یہ عدو سوز آتشِ غم سے
جلا جلا وقنا ربنا عذاب النار

کروں دعا پہ قصیدے کو ختم اے گویا
کہ مدح کر نہیں سکتا لبِ گفتار

غازی الدین حیدر ۱۲۲۹ھ/۱۸۱۴ء تا ۱۲۴۳ھ/۱۸۲۷ء تک تقریباً تیرہ برس بادشاہ رہے، اس عہد میں گویا کی قسمت کا ستارہ عروج پر تھا۔ ۱۲۴۳ھ/۱۸۲۷ء سے نصیر الدین حیدر بادشاہ کا عہد شروع ہوتا ہے۔ یہ ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ تک تقریباً دس برس بادشاہ رہے۔ نصیر الدین حیدر بھی گویا کے قدردان تھے، چند واقعات ناخوشگوار اس عہد میں گویا کے ساتھ ہوئے لیکن وہ چھوٹے چھوٹے واقعات قابلِ توجہ نہیں ہیں۔ بادشاہ نصیر الدین حیدر گویا سے خوش تھے۔ یہی وجہ ہے کہ گویا نے ان کی مدح میں بھی قصیدے کہے اور دربار میں پیش کیے۔ "دیوان گویا" میں دو قصیدے بادشاہ کی مدح میں موجود ہیں۔ جستہ جستہ شعر درج ذیل ہیں:

سپہر مرتبہ سلطان نصیر الدین حیدر
ہے بادشاہ جو کوئی تو وہ شاہ شاہاں ہے

نہ کس طرح کہے اس کو جہاں شاہ جہاں
زمین کی طرح فلک اس کے زیرِ فرماں ہے

اب ایسے شاہ کا گویا ہوا ہوں میں شاگرد
کہ جس کے ملک معانی بھی زیرِ فرماں ہے

وہ کس طرح نہ بھلا شاعروں میں ہو ممتاز
کہ جس کے شعر میں اصلاح شاہ دوراں ہے

دوسرا قصیدہ:-

ایسی ہے تیرے عہد میں اسلام کی عزت
ہے رشتۂ تسبیح رگِ جاں کے برابر

گویا کی زباں ہے ترے اوصاف میں قاصر
ہے گرچہ سخن دانی میں حسّان کے برابر

وہ بندہ ہوں اے میرے خداوند کہ ایسا
سر کاٹ کے رکھدوں ترے فرماں کے برابر

گر سو ہوں زبانیں مری مثلِ گلِ صد برگ
ہو شکر نہ تیرے گلِ احساں کے برابر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہو ایسی تری حشمت و اقبال کو رفعت
پہنچے نہ فلک بھی ترے داماں کے برابر

بادشاہ نصیر الدین حیدر بہت اچھے شاعر تھے، کتب خانوں میں ان کا کلیات محفوظ ہے، وہ جان نثار، علی حیدر اور بادشاہ تخلص کرتے تھے، غزلوں کا انتخاب اکثر تذکروں میں شامل ہے، بادشاہ کے مرثیے علی گڑھ یونیورسٹی کے کتب خانے میں محفوظ ہیں۔ فقیر محمد گویا نے اپنے قصیدے میں فخریہ بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے ان کے کلام پر اصلاح دی تھی:۔

بہ از ہما مرے ہاتھ آئے طائر مضمون	سبب یہ ہے مرا استاد فخر شاہاں ہے
ہر اک شعر مرا بن گیا ہے سلکِ گہر	کہ کلک شہ دمِ اصلاح گوہر افشاں ہے
بنیں ہیں مرغِ سلیمان جو طائر مضمون	بہ فیض تربیت غیرتِ سلیماں ہے

وہ کس طرح نہ بھلا شاعروں میں ہو ممتاز
کہ جس کے شعر میں اصلاح شاہ دوراں ہے

قصیدے کے یہ اشعار ظاہر کرتے ہیں کہ گویا کو بادشاہ سے بے پناہ محبت تھی اور بادشاہ بھی ان کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کرتے تھے۔ ''گویا کا عروج نصیر الدین حیدر کے عہد تک رہا۔ وہ اودھ کے ساڑھے تین لاکھ سپاہیوں کے سالار تھے اور خود چودہ سو پیادے اپنی ذات خاص میں رکھتے تھے۔'' (یادوں کی برات)

گویا کے اوصاف:۔

تذکرہ نگاروں نے گویا کی سیرت و کردار کی بہت تعریف کی ہے۔ خلق و مروت، ایثار و وفاداری، علم و ادب کی سرپرستی میں گویا کی شہرت لکھنؤ سے دلی تک پہنچ چکی تھی۔ نواب محمد مصطفیٰ خان شیفتہ لکھتے ہیں:

''گویا دنیوی اشغال کی کثرت کے باوجود دین پرست ہیں، ہر فن کے ماہرین کے قدر دان ہیں، نمایاں طور پر حضرات شعراء کی طرف ویسی توجہ ہے جیسی کہ ان کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شایانِ شان ہے اور اس شہر کے شعرائے کرام ان کے مداح رہے ہیں اور بے انتہا تعریف کرتے ہیں اور وہ ان کے ساتھ تمام جائز مراعات کرتے ہیں۔''

(گلشن بے خار)

نصر اللہ خان خویشگی لکھتے ہیں:-

''گویا ہنرمندوں کے قدردان اور ہر قسم کے لوگ ان کے دامن دولت سے فیض یاب ہوتے ہیں، شعرا ان کے وظیفہ خوار ہیں اور ان کے احسان مند ہیں۔''

(تذکرہ ہمیشہ بہار)

نجم الغنی لکھتے ہیں:-

''نواب فقیر محمد خان ایک اولوالعزم سپاہ سالار ہی نہیں مزاج بھی شاہی پایا تھا، ایک مرتبہ نواب آغا میر نے ان سے کہا کہ اس فصل میں ہم آم کھانے ملیح آباد آئیں گے اور بادشاہ سلامت کو بھی ساتھ لائیں گے، نواب فقیر محمد خان نے ان شاہی مہمانوں کے لئے ایک بارہ دری تین لاکھ روپے میں تعمیر کرائی اور تین لاکھ کے فرنیچر سے اس کو آراستہ کیا۔'' (تاریخ اودھ)

گویا ہمیشہ لکھنؤ کے شاعروں کی سرپرستی اور مالی امداد کرتے رہتے تھے، مولانا محمد حسین آزاد کا بیان ہے کہ ''گویا ناسخ کے شاگرد تھے لیکن خواجہ حیدر علی آتش کو پچیس روپے مہینہ وظیفہ دیتے تھے۔'' (آبِ حیات)

تذکرہ نگاروں نے خواجہ وزیر کو بھی گویا کا استاد بتایا ہے حالانکہ خود گویا نے ناسخ سے شرف تلمذ کا ذکر فخریہ کیا ہے۔ لیکن خواجہ وزیر کو اشارۃً بھی اپنا استاد نہیں لکھا، دراصل گویا نے خواجہ وزیر کو اپنا استاد مشہور کرکے ان کی مالی امداد کا راستہ نکالا تھا۔ گویا کے دامن دولت سے اور بھی شعراء وابستہ تھے۔ سعادت خان ناصر لکھتے ہیں:-

''مدتوں ان کی سرکار میں یہ چند سخنور مثل خواجہ وزیر، کرامت اللہ خان فرخ، منور خان غافل نوکر رہے۔'' (خوش معرکہ زیبا)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

یہ شعراء تو گویا کے وظیفہ خوار تھے ہی وہ ہندو شاعروں کو بھی نوازتے رہتے تھے۔ نصر اللہ خان خویشگی لکھتے ہیں۔ ''ٹھاکر پرشاد مضطر فقیر محمد خان کے دامن دولت سے وابستہ ہیں۔'' (تذکرہ ہمیشہ بہار)

حسن علی خان لکھتے ہیں:

''گویا شعرا کی بڑی خاطر مدارات اور قدر دانی کرتے تھے۔'' (بزم سخن) کریم الدین لکھتے ہیں:

''گویا کو علماء اور شعرائے زمانہ سے بہت محبت تھی خصوصاً ہر ایک شاعر کی قدر کرتے ہیں۔'' (طبقات شعرائے ہند) احمد حسین سحر لکھتے ہیں۔ ''گویا از امرائے ذی شوکت وجاہ است، اکثر از علماو شعراء ذلہ ربائے مائدہ احسانش مستند۔'' (تذکرہ بہار بے خزاں)

ناسخ اور گویا:-

گویا کو اپنے استاد سے بہت محبت والفت تھی۔ ناسخ بھی اپنے اس شاگرد کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ گویا چونکہ ناسخ کے مایہ ناز شاگردوں میں تھے۔ اس لئے تذکرہ نگاروں نے خصوصیت سے اس شرفِ تلمذ کا ذکر کیا ہے۔ شیفتہ لکھتے ہیں:۔ گویا فنِ شعر میں شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد ہیں۔'' (گلشن بے خار) مرزا قادر بخش صابر لکھتے ہیں۔'' شاگردِ شیخ امام بخش ناسخ، (گلستان سخن) نصر اللہ خان خویشگی لکھتے ہیں'' از متعلقان راسخ شیخ امام بخش ناسخ است'' (گلشن ہمیشہ بہار) سعادت خان ناصر لکھتے ہیں ''مشورہ شعر کا اس وحید روزگار کو شیخ امام بخش ناسخ سے۔'' (خوش معرکہ زیبا) ڈاکٹر اسپرنگر لکھتے ہیں۔'' گویا شاگرد ناسخ شعراء کے بڑے مربی ہیں۔'' (یادگار شعراء)

تذکرہ نگاروں کے ان بیانات کی روشنی میں ناسخ کے شاگردوں میں گویا کا نام سرفہرست ہے گویا اپنے استاد کا ذکر جہاں بھی کرتے ہیں نہایت ادب واحترام کے ساتھ ان کا نام لکھتے ہیں، گویا نے ''بُستانِ حکمت'' میں متعدد مقامات پر ناسخ کا ذکر کیا ہے ایک جگہ لکھتے ہیں ''مناسب اس شعر کے ناسخ استاد نے کہا ہے'' ایک دوسرے مقام

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

پر لکھتے ہیں ''اور رباعی ناسخ استاد کی ہماری طبیعت کے مناسب ہے۔''

مختلف مواقع پر گویا نے ناسخ کی مدد کی تھی۔ سید کمال الدین حیدر لکھتے ہیں:۔

''نواب معتمد الدولہ کی معزولی کے بعد جب نواب حکیم مہدی علی خان اودھ کے وزیر اعظم ہوئے تو انہوں نے شیخ امام بخش ناسخ کو ایک چوبدار کے ذریعے سے طلب کیا تھا۔ ناسخ سیدھے فقیر محمد خان گویا رسالدار کے پاس پہنچے، گویا نے منشی گنج بہاری کے میانے میں پردہ ڈال کر ناسخ کو زنانہ سواری کی طرح کنول ہار (ملیح آباد) بھیج دیا۔'' (قیصر التواریخ)

ناسخ نے گویا کی تعریف میں بہت سے اشعار کہے ہیں مختلف واقعات کی تاریخیں منظوم کی ہیں، ان اشعار سے مترشح ہوتا ہے کہ ناسخ کے دل میں گویا کے لئے بے انتہا اُنسیت و محبت تھی۔ جب ایک معرکے میں گویا کا ہاتھ زخمی ہو گیا تو ناسخ نے اس واقعہ کی تاریخ کہی ''اثر قدم شفا باد'' گویا کی صلاحیت شعری اور علمی لیاقت کی وجہ سے ناسخ ان سے اپنائیت محسوس کرتے تھے۔ ۱۲۴۴ھ مطابق ۱۸۲۸ء میں گویا علیل ہو گئے جب شفا یابی ہو گئی تو ناسخ نے قطعہ تاریخ کہا، جس میں گویا کے لئے دعائیں کیں اور گویا کے اعلیٰ اوصاف کا تذکرہ بھی کیا:۔

ساقیا بادہ کشم وجد کناں — عید من آمدہ پیش رمضاں
رخت از خانہ بہ مے خانہ کشم — خم لبریز جو پیمانہ کشم
زبدۂ صدق و صفا یافت شفا — قدوۂ اہل وفا یافت شفا
یا الٰہی بہ نبیِ عربی — بہ محبانِ حبیبانِ نبی
شادماں باد حسام الدولہ — حکمراں باد حسام الدولہ
صدوسی سال سلامت باشد — جاہ و اقبال سلامت باشد
قوتے دہ بدن و جانش را — شمس کن چہرۂ تابانش را
ہمہ نعمائے دو عالم یابد — نام چوں رستم دراتم یابد

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سال ایں تہنیت فرخ سال
صحت عافیت و ہم اقبال ۱۲۴۴ھ

۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۲۹ء میں فقیر محمد گویا کے یہاں ایک فرزند کی ولادت ہوئی تو اس موقع پر بھی ناسخ نے قطعہ تاریخ کہا:-

داد حق پورے حسام الدولہ را کرد دولہا بہ عشرت باقریں
گفت ناسخ سال تاریخ سعید ہست دل بند سعادت مند ایں
۱۲۴۵ھ

۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۲ء میں نصیر الدین حیدر شاہ اودھ نے گویا کی جرأت وشجاعت کے صلے میں تلوار عطا کی تو ناسخ نے قطعہ تاریخ کہہ کر مسرت کا اظہار کیا:-

اے ثروت و حشمت تو افزوں بودہ در سینۂ اعدائے تو دل خوں بودہ
شمشیر چو یافتی نوشتم تاریخ شمشیر مبارک و ہمایوں بودہ
۱۲۴۸ھ

۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۴ء میں گویا دوبارہ علیل ہو گئے تھے، غسل صحت کے موقع پر ناسخ نے قطعہ تاریخ نظم کیا، اس قطعہ میں ناسخ نے گویا کے عقیدے پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ وہ ''محمد و آلِ محمد'' کی مودت کا حق ادا کرتے ہیں، اس قطعہ میں ناسخ نے گویا کو ''تہور جنگ'' کے خطاب سے یاد کیا ہے۔

ہست بحرم کرم تہور جنگ باد یا رب مدام ثروت او
جاہ و اقبال فزوں باشد ہم شکوہ و جلال و شوکت او
دوست دارد او را حبیب خدا شاہ مردان کند حمایت او
حسن خلقش گل ہمیشہ بہار شاخ پر میوہ دست ہمت او
زندہ چوں خضر باد آب بقا می برد بہر غسل صحت او
بہر اعدائے دیں است سیل فنا موجۂ قلزم شجاعت او

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرضی بارگاہ معبود ست ورع و طاعت و عبادت او
چو محب نبیؐ و آل نبیؐ ست فرض شد برہمہ محبت او
یا الٰہی فزوں بود ہر دم عمرو اقبال و زور طاقت او
گفت تاریخ حشمتش ناسخ
صدوسی سالہ باد عشرت او ۱۲۵۰ھ

گویا کا مذہب اور عقیدہ:۔

فقیر محمد گویا ''علی خیل'' آفریدی افغان تھے۔ ''افغانیوں میں ''علی خیل'' جماعت کے لوگ حضرت علی علیہ السلام سے خصوصی عقیدت رکھتے ہیں۔ گویا بھی حضرت علی علیہ السلام سے خصوصی عقیدت رکھتے تھے اور خلفائے راشدین میں اصحاب ثلاثہ پر حضرت علی علیہ السلام کی فوقیت اور برتری کے قائل تھے۔ انہیں عقائد کا سلسلہ آج بھی گویا کے خاندان میں قائم ہے تذکرہ نگاروں نے گویا کے مذہب اور عقائد پر متضاد بیانات قلمبند کیے ہیں۔ مولوی کریم الدین لکھتے ہیں:۔

''ہمیشہ شیعوں سے لکھنؤ میں اس کے ہمراہ محرم شریف میں ہنگامہ رہتا ہے، سننے میں آیا ہے کہ یہ شاعر (گویا) بہت متعصب سنی ہے۔ اکثر مباحثہ شیعوں سے بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔'' (طبقات شعرائے ہند)

مرزا قادر بخش صابر دہلوی لکھتے ہیں:۔

''اس سواد میں مومنین پاک کی کثرت اور حضرات شیعہ کی افراط پر اس سنی عالی مرتبہ (گویا) کا وجود نادر بل مغتنمات سے ہے۔'' (گلستان سخن)

سعادت خان ناصر کا بیان ہے کہ گویا شیعہ تھے وہ لکھتے ہیں:۔

''انجام اس کا آغاز سے خوش تر، جب دولت مند تھا، اب شیعہ امیر المومنین حیدر کرار'' (خوش معرکہ زیبا)

جوش ملیح آبادی نے ''یادوں کی برات'' میں تحریر کیا ہے کہ گویا کے شیعہ ہونے کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ حالانکہ گویاؔ کے دیوان میں بعض ایسے اشعار موجود ہیں جن سے ان کے عقائد کی وضاحت ہو جاتی ہے، یہ اشعار گویاؔ کی شیعیت کا بیّن ثبوت ہیں:-

بے ہوشی میں بھی ساقیِ کوثر کا نام لوں
ایسا ہو نشہ بادۂ خم غدیر میں

اگر مروں میں الٰہی تو خاک سے میری
ہر اک کفن پہ لکھے نام بوتراب قلم

بندۂ ساقیِ کوثر ہوں میں گویاؔ وقتِ نزع
لائیں گی بھر بھر کے حوریں جامِ کوثر سینکڑوں

ہو شہادت نصیب گویاؔ کو
فدوی شاہِ کربلا ہے یہ

دیکھ ہمت حسینؑ کی گویاؔ
سب عطا بوتراب کی سی ہے

ہے مجھے عشق ساقیِ کوثر
ساقیا جام دیجیو کوثر کا

کرتا ہوں بیاں شاہ کا روتا ہوں میں دن رات
گویاؔ مری بخشش کا یہ ساماں نظر آیا

"غدیر خم" خالص شیعہ عقیدہ ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم میں گریہ کرنا بھی خصوصیت سے شیعہ عقیدہ ہے، یہ اشعار گویاؔ کی شیعیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ گویاؔ کے عقائد اور ان کے پوتے جوشؔ ملیح آبادی کے عقائد میں کوئی خاص فرق نہیں تھا۔

گویاؔ کا انتقال:

فقیر محمد خان گویاؔ نے تقریباً ساٹھ پینسٹھ برس کی عمر پائی، ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۸۵۰ء میں گویاؔ نے ملیح آباد میں انتقال کیا۔ غلام حسین حسینؔ نے قطعۂ تاریخِ وفات کہا:-

لیک سالِ وفاتِ آں مرحوم
"ہائے گویاؔ دریغ" گفت حسینؔ

۱۲۶۷ھ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

گویا کی علمی استعداد اور شاعرانہ مرتبہ:-

فقیر محمد خان گویا عربی، فارسی اور اردو کے علاوہ ترکی زبان بھی جانتے تھے۔ جوش ملیح آبادی لکھتے ہیں:-

"سب سے زیادہ حیرتناک بات تو یہ ہے کہ ہر چند پشتو گویا کی مادری زبان تھی، پھر بھی انہوں نے اُردو شاعری اور اُردو زبان پر اس بلا کی قدرت حاصل کر لی کہ ناسخ سے کہ آدمی نے ان کو اپنے حلقۂ تلامذہ میں لے لیا اور ان کو اس قدر شہرت حاصل ہوئی کہ میرے زمانۂ تعلیم تک ان کا کلام نصاب میں داخل تھا۔" (یادوں کی برات)

گویا کو عربی زبان سے بھی دلچسپی تھی "مفتاح اللسان" عربی ادب و انشاء کی کتاب گویا کی فرمائش پر تصنیف کی گئی تھی۔ (تذکرہ علمائے ہند) جوش ملیح آبادی تحریر فرماتے ہیں:-

"گویا کو عربی بھی ایسی صاف بولتے تھے گویا مادری زبان ہے اور ان کے ترکی بولنے پر بھی لوگوں کو حیرت ہوتی تھی۔" (یادوں کی برات)

گویا نے فارسی کی تعلیم باقاعدہ حاصل کی تھی اور فارسی میں شعر بھی کہتے تھے "دیوان گویا" میں فارسی کے اشعار بھی موجود ہیں:-

از من اے گویا چرا گبر و مسلمان ناخوش اند ہست مصحف و بغل زنار ہم بالائے دوش

رواں ز دیدۂ نرگس سرشک شبنم شد فغاں کہ ہر شجر باغ نخل ماتم شد

زحد گذشت بہ ہجر تو انطراب مرا بہ بیں کہ ایں ہمہ دانم و نیست تاب مرا

"دیوان گویا" میں ایک فارسی غزل پندرہ اشعار کی موجود ہے:-

از ادب چشم سوے زخم دل من نکند تا مسیحا وضو از چشمۂ سوزن نکند

نالم و حیف لب بام تو شیون نکند گریم و اشک رواں دیدۂ روزن نکند

جامہ گر چاک شد از تار کفن دوختہ ام چون من زادکسی خواہش مردن نکند

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

زیر دیوار تو از رشک نگہباں باشم — کہ نگہ برزخ تو دیدۂ روزن نکند
عشق گیسوئے تو گر سلسلہ جنباں نشود — کار زنجیر بہ گردن رگِ گردن نکند
دامنِ یار نگریم چسان اے گویا
باگریباں کند آں دوست کہ دشمن نکند

تذکرہ نگاروں نے گویا کی شاعری کی از حد تعریف کی ہے۔ نورالحسن کلیم لکھتے ہیں ''ان کا دیوان دیکھا خوش گو شاعر ہیں'' (طورِ کلیم) سیّد علی حسن خان لکھتے ہیں۔ ''ذہن بہت تیز اور طبع رواں رکھتے تھے، فارسی اور اُردو کی نظم اور نثر نگاری میں پورا کمال تھا۔'' (صبح گلشن) مرزا قادر بخش صابر دہلوی لکھتے ہیں۔ ''سخن اس کا الفاظ فصیح اور معنی غریب اور نکات برجستہ اشارات دلچسپ سے مملو ہے۔'' (گلستانِ سخن) قطب الدین باطن کا بیان ہے کہ ''گویا کا کلام معجز نما ہے۔'' (گلستانِ بے خزاں) عبدالغفور نسّاخ کی نظر میں ''گویا شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے۔'' (سخن شعراء) شیفتہ لکھتے ہیں ''لکھنؤ کے شعرائے کرام گویا کے مدّاح تھے۔'' (گلشنِ بے خار) کریم الدین لکھتے ہیں۔ ''شعر بہت اچھے کہتے ہیں، پر گو اور فصیح شاعر ہیں۔ شعر اُن کا مذاق سے خالی نہیں۔''
(طبقات شعرائے ہند)

گویا نے غزل، قصیدہ، مرثیہ، سلام، رباعی، قطعہ، ترکیب بند تقریباً تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ انہوں نے اپنی حیات ہی میں ۱۲۴۱ھ مطابق ۱۸۲۵ء میں اپنا دیوان مرتب کر لیا تھا اور ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۲۶ء میں طبع کروا کے لکھنؤ میں تقسیم کر دیا تھا۔ ناسخ نے ''دیوان گویا'' کی ترتیب اور طباعت کی تاریخیں کہی ہیں:-

ترتیب کی تاریخ جو ناسخ نے طلب کی
بولا کہ ''یہ دیوان ہے گلستانِ فصاحت''
۱۲۴۱ھ

طباعت و ترتیبِ ''دیوان گویا'' کی ناسخ نے دوسری تاریخ یہ کہی:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

"پروئے ہیں لڑیوں میں گویا نے موتی"
۱۲۴۲ھ (ہمزہ کے دس عدد لئے گئے ہیں)

ناسخ کی تیسری تاریخ یہ ہے:-

سال اتمام و سن ترتیبش
گفت دل "ہست کتاب دلکش"
۱۲۴۲ھ

خواجہ وزیر نے دیوان گویا کی ترتیب کی تاریخ کہی ہے:-

بگفتند سالش زمہ تا بماہی
کہ "ترتیب دیوان ہمایوں الٰہی"
۱۲۴۱ھ

مرزا فرخ نے تقسیم اور ترتیب "دیوان گویا" کی چار تاریخیں کہی ہیں:-

سال ترتیب کی تاریخ کا آیا جو خیال
کہا فرخ نے "کتاب سخن موزوں"
۱۲۴۲

جب کیا تقسیم اس نے دیوان، فرخ نے یہ قطعے کہا
لکھ "دیباچہ باغ وبہار" و "گنج نظم معانی زا"
۱۲۴۲ھ ۱۲۴۲ھ

جب اپنا دیوان اس نے بانٹا سروش غیبی نے یہ صدا کی
"کرامت شاعری" ہے تاریخ کیا کرامات شاعری ہے
۱۲۴۲ھ

کیا ہر ایک پہ جب وقف فیض دیوان کو
لکھا قلم نے "ہمایوں صحیفہ مضمون"
۱۲۴۱ھ (ہمزہ کا ایک لیا گیا ہے)

مضطرب نے بھی ترتیب "دیوان گویا" کی تاریخ کہی ہے:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بے ساختہ تب کہی یہ تاریخ
دیوان یہ سب انتخاب دیکھا
۱۲۴۱ھ

''دیوانِ گویا'' میں چھ قصیدے ایک سو پچاس غزلیں، ایک نعت ایک ترکیب بند، دس سلام ایک مربع مرثیہ اور ایک تضمین بر سلامِ فصیح شامل ہیں۔

قصیدہ در مدح حضرت علی علیہ السلام کے چند اشعار نمونے کے طور پر درج کیے جاتے ہیں:-

بہار میں ہو اگر ساقیا گلاب قلم — کھلے یہ غم سے ہے شیشۂ شراب قلم
غزل کو چھوڑ کے لکھ مدح شاہِ عرش جناب — بہت خطائیں ہوئی کچھ تو کر صواب قلم
چلے جو سہرِ صفتہائے بوتراب قلم — تو رکھے کعبۂ ایمان میں پا تراب قلم
قلم ہے مدحتِ حیدر کو شاخ سدرہ یہاں — تراشتے ہیں نیستاں کے شیخ و شاب قلم
قلم میں گل کے ہیں گل اس میں ہوں گل خورشید — جو باغ بزمِ علی میں ہو باریاب قلم
جواب نامہ یہ میرے علیؑ کی کھینچ شبیہ — خدا کے واسطے اتنا تو کر ثواب قلم
ہوئی اشارۂ حیدرؑ سے رجعت خورشید — کیا نبی نے اگر قرصِ ماہتاب قلم
ابھی ہو شبۂ لوح و قلم ملائک کو — رقم کرے جو تری مدح کی کتاب قلم
ہوا ہے جس سے کہ تحریر دفتر تقدیر — وہ تیرے ہاتھ میں ہے یا ابوتراب قلم
جو تیرے دشمن موذی کا نام میں لکھوں — تو کھائے سانپ کی مانند پیچ و تاب قلم
بیاں ہو کس سے تری ذوالفقار کی تعریف — کہ دو زبانیں ہیں تسپر ہے لاجواب قلم
اگر لکھوں تیرے دُلدُل کی گرم رفتاری — شہاروں ہوا ابھی صورت شہاب قلم
جہاں میں شاہِ ولایت کے دوست ہیں جتنے — بجز ثواب نہ ان کے لکھے عذاب قلم
جو دوستوں کو سمجھتے ہیں دشمنانِ علی — تو ان سر کو کرے تیغ بوتراب قلم

گویا کے اس منقبتی قصیدے کی تشبیب ''قلم'' کے موضوع پر ہے اور گریز کی سمت

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

آتے آتے زورِ بیان کم نہیں ہوتا۔ ناسخ کا شاعرانہ رنگ پورے قصیدے پر غالب ہے۔ گویا نے ایک آدھ شعر سہل ممتنع میں بھی نکالے ہیں لیکن ایسے اشعار کم ہیں۔ گویا کے مزاج میں نظم نگاری کروٹ لیتی نظر آتی ہے۔ ظاہر ہے ان کا عہد غزل گوئی کے ارتقاء کا دور ہے۔ اگر "اردو نظم" بحیثیت صنف کے اس وقت رائج ہوتی تو گویا نظم کے بہت اچھے شاعر ثابت ہوتے۔ ان کی کچھ غزلوں پر ہم عنوان قائم کر کے انتخاب درج کر رہے ہیں۔ آپ ان غزلوں کو موضوعاتی نظم کا نام دے سکتے ہیں۔

درخت

کیا ہیں شیدائے قدِ یار درخت — ہیں جو شبنم سے اشکبار درخت
دیکھیں گر سروِ قدِ یار درخت — خاک پر لوٹیں سایہ دار درخت
اشک بار اُن پہ ہیں جو مرغِ چمن — پہنے ہیں موتیوں کا ہار درخت
بید مجنوں کو دیکھ او لیلیٰ — ہے یہ مجنوں کا یادگار درخت
زندگی میں نہ میں نے پھل کھایا — ہو نہ پیدا سرِ مزار درخت
فائدہ بھی یہاں تو نقصان ہے — سنگ کھاتے ہیں بار دار درخت

داغ تن کھل رہے ہیں صورتِ گل
ہم ہیں گویا شگوفہ دار درخت

"صبح"

اس رشکِ آفتاب کو گر دیکھ پائے صبح — خجلت سے تابہ حشر نہ پھر منہ دکھائے صبح
آ جاتی ہے ہنسی مجھے یاد ایک صبح کی — روتا ہوں دیکھ دیکھ کے میں خندہائے صبح
تیرا رخِ صبیح اگر دیکھ لے کبھی — خورشید کی نظر میں نہ ہرگز سمائے صبح
کپڑے سفید پہنے ہے وہ رشکِ ماہتاب — یا آفتاب پہنے ہوئے ہے قبائے صبح

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

پیری میں آہِ سرد بھروں میں تو ہے بجا
او نوجوانو! ہوتی ہے ٹھنڈی ہوائے صبح

زلفِ دراز چلتے میں لپٹے ہے پاؤں سے
اے ماہِ شام چومتی ہے یا کہ پائے صبح

ہم کو شبِ وصال میں بھی غم ہوا نصیب
دھڑکا یہی رہا کہ کہیں ہو نہ جائے صبح

آیا نظر جو یار مرا منہ ہوا سفید
نکلے جو آفتاب تو کیوں ہو نہ جائے صبح

گویا یہ رات مصرعِ صائبؔ پڑھا کیا
غافل مشوز خندۂ دندان نمائے صبح

"رخِ جاناں"

نظر آیا نہ کسی کو کبھی عنقا ہے وہ رخ
سچ بتاؤ کہ کسی نے کبھی دیکھا ہے وہ رخ

چاندنی چاہیے ہے شبِ زُلف ہے اختر افشاں
جس کو مہتاب سمجھتے ہیں کسی کا ہے وہ رخ

قد قیامت ہے تو ہے صبحِ قیامت مکھڑا
ایسے قد کیلئے سچ یوں ہے کہ زیبا ہے وہ رخ

اس کے ہوں کافر و دیندار نہ کیوں پروانے
کہ چراغِ حرم و شمعِ کلیسا ہے وہ رخ

آنکھیں نرگس ہیں دہن غنچہ ہے عارض گل ہیں
پھولوں کی ڈالی ہمیں اب نظر آتا ہے وہ رخ

"کاغذ"

بن گیا شوق کے مضمون سے کبوتر کاغذ
خود بخود یار تلک جائے گا اُڑ کر کاغذ

خط پہ خط میں نے لکھے پر نہ لکھا تم نے جواب
کہیو قاصد کہ ہوا کیا نہ میسر کاغذ

حال رونے کا اگر کاغذِ ابری پہ لکھو
صورتِ ابر ہمیشہ وہ رہے تر کاغذ

سینکڑوں بھیجے ہیں خط تجھ کو صبا شاہد ہے
اُڑتے پھرتے ہیں ترے کوچے میں اکثر کاغذ

یاد آیا جو خطِ عارضِ جاناں گویا
دمِ تحریر یہ روئے کہ ہوا تر کاغذ

"چراغ"

ہے یقیں گل ہو جو دیکھے گیسوئے دلبر چراغ
آگے کالے کے بھلا روشن رہے کیونکر چراغ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کوچۂ گیسو میں داغوں کے سبب پہنچے گا دل
یعنی ہوتا ہے شبِ تاریک میں رہبر چراغ

سب حسینانِ جہاں ہوتے ہیں ہرجائی دلا
دیکھ لے ہوتا ہے روشن شام کو گھر گھر چراغ

اس کی تیغ ظلم سے اب نام کو عاشق نہیں
اک پروانہ نہ نکلے ڈھونڈ ھو گر لیکر چراغ

ذکرِ حق سے دل کو روشن کر جلاتا کیا ہے شمع
گل نہیں ہوتا ہے اے گویا یہ تا محشر چراغ

''رنگ''

شمع بھاگی دیکھ کر میرے سیہ خانے کا رنگ
دیکھ لے گر سوزِ دل اُڑ جائے پروانے کا رنگ

تو عبث دھوتا ہے قاتل دامنِ گل کی روش
میرے خون کا تیرے دامن سے نہیں جانے کا رنگ

ساقیا تو ماہ ہے اور ساغر ہے آفتاب
آسمانی چاہئے اس تیرے میخانے کا رنگ

دامنِ گل کر دیا ہے ژالہ نے کہسار کو
ابر سیکھے آ کے ہم سے اشک برسانے کا رنگ

زردیِ رخ نے بنایا اس کو کشتِ زعفران
ہنس رہے ہیں دیکھ کر سب تیرے دیوانے کا رنگ

مصرعۂ استاد گویا پڑھتے ہیں مستی میں ہم
سبز ہے مینا کا رنگ اور سرخ پیمانے کا رنگ

گویا کے مرثیے اور سلام:۔

''دیوانِ گویا'' میں مرثیہ (مربع) اکیس بند کا شامل ہے۔ گویا کے عہد میں مسدس مرثیے کا رواج عام ہو چکا تھا۔ ناسخ کے شاگردوں میں زکی، حشمت، معجز، نادر، برق، سحر کے مسدس مرثیے موجود ہیں۔ دلگیر اور فصیح تو تھے ہی مرثیہ گو شاعر، ان کے کل مرثیے مسدس میں ہیں، دلگیر اور فصیح کے مرثیوں میں ایک دو مرثیے مربع شامل ہیں۔ گویا نے بھی مسدس میں مرثیہ کہا ہوگا، جو ہماری دسترس میں نہیں ہے۔ گویا کے مرثیے کا نمونہ درج ذیل ہے:۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مرثیہ

دیتے نہ تھے اہل بیت پیمبرؐ کے واسطے
کہتے تھے شیر تک نہیں اصغرؑ کے واسطے
سنتے تھے مجرئی نہ لعین زر کے واسطے
پانی پلاؤ ساقیٔ کوثر کے واسطے (۱)

جب تیر کھا کے اصغرؑ بے شیر مر گیا
یا شاہ دیں بتاؤ مرا لال کیا ہوا
گودی کو خالی دیکھ کے بانو نے یہ کہا
اصغرؑ کو لاؤ خالق اکبر کے واسطے (۲)

کہتی تھی بانو بیٹے سے لڑنے کو تو نہ جا
ماں ہوں یں تیری مان لے اتنا مرا کہا
اور جائے گا تو پھر مجھے جیتا نہ پائے گا
اکبرؑ میں دیتی ہوں سرور کے واسطے (۳)

سمجھا نہ یہ شقی کہ سکینہؑ ہے بے پدر
مطلق رہا نہ دل میں یداللہ کا خطر
کانٹے پڑے ہیں پیاس سے ساری زبان پر
دوڑایا ہاتھ اس نے جو گوہر کے واسطے (۴)

تھی بہرِ اہل بیتؑ محمدؐ بنائے خلد
آتے تھے جن کے واسطے یاں حلہ ہائے خلد
زنداں ہوا نصیب انہیں یاں بجائے خلد
محتاج یاوہ ہو گئے چادر کے واسطے (۵)

زینبؑ یہ کہتی تھی کہ مرا کاٹ ڈال سر
آخر کو کاٹ ڈالا سرِ شاہِ بحر و بر
اے شمر میرے بھائی کی چھاتی سے تو اتر
دیتی رہی خدا و پیمبرؐ کے واسطے (۶)

صغراؑ کو ناگوار جو تھی فرقتِ پدر
لائے الٰہی جلد مرے باپ کی خبر
کہتی تھی خط کو بال کبوتر سے باندھ کر
شہپر بنے یہ نامہ کبوتر کے واسطے (۷)

سب کٹ گئے تو لٹ گیا خیمہ امام کا
رو رو کے ظالموں سے سکینہؑ نے تب کہا
بے رحم جبکہ مری لگے چھیننے ردا
چادر تو چھوڑ دو مری مادر کے واسطے (۸)

جب سر حسینؑ ابن علیؑ کا کریں جدا
یہ کس حدیث کون سی آیت میں ہے روا
کیونکر برا نہ ہووے بھلا فوج شام کا
آلِ نبیؐ کو قتل کریں زر کے واسطے (۹)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

زینبؑ پکاری قتل کیا سب کو ظالمو — اتنا تو رحم حال پہ بیواؤں کے تم کرو (۱۰)
سر پر ہمارے ایک تو سرور کو رہنے دو — دیتی ہوں تم کو روحِ پیمبرؐ کے واسطے

تم نے تو شامیو نہ کیا پاسِ مصطفیٰؐ — ہو کس کے دین میں کون تمہارا ہے رہنما (۱۱)
یہ کیا جفا و جور ہے اے قومِ بے حیا — سبطِ نبیؐ کی عترتِ اطہرؑ کے واسطے

آیا جو غیظ میں پسرِ شاہ ذوالفقار — آپس میں کانپ کانپ کے بولے وہ بدشعار (۱۲)
حضرت کے ہاتھ میں ہے وہی تیغِ آبدار — اتری تھی آسمان سے جو حیدرؑ کے واسطے

عباسؑ نے جو دوش پہ شہؑ کا علم رکھا — اس وقت آئی عالمِ بالا سے یہ ندا (۱۳)
دیندار ایسا ہووے علمدار مہ لقا — سبطِ رسولِ پاک کے لشکر کے واسطے

مقتل میں آئیں خلد سے [illegible] بتولِ پاک — رو رو کے لاشِ شہ پہ ہونے لگیں ہلاک (۱۴)
کہنے لگیں کہ لال تری قتل گہ کی خاک — سرمہ ہے آج دیدۂ مادر کے واسطے

صغرا کو چھوڑ کر چلے کربلا کو شاہ — اہلِ حرم کا حال تھا کس مرتبہ تباہ (۱۵)
دختر بلکتی رہ گئی مادر کی خاطر آہ — مادر تڑپتی جاتی تھی دختر کے واسطے

جاتے تھے پا برہنہ جو سجادؑ دلفگار — کانٹے لگے تھے پائے مبارک میں بے شمار (۱۶)
دیکھا جو بانوؑ نے تو کہا ہائے کردگار — تھے خار کیا یہ میرے گلِ تر کے واسطے

سر شاہ کا چڑھا کے جو نیزے پہ لے چلے — عابدؑ یہ رو کے کہتے تھے فوجِ یزید سے (۱۷)
یہ سر وہ تھا کہ فاطمہؑ کی گود میں رہے — لب تھا سنان تیرِ ستم گر کے واسطے

کہتے تھے خالی دیکھ کر سب اُن کے دست و پا — گہنا بتاؤ تم نے رکھا ہے کہاں چھپا (۱۸)
رو کر حرم یہ کہتے تھے اے قومِ بے حیا — چادر ہماری لیتے ہو زیور کے واسطے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

نورِ نظر جو ہووے پیمبر کا اے فلک
دلبند ہو جو فاطمۂ اطہر کا اے فلک
(۱۹)
بیٹا جو ہووے ساقیٔ کوثر کا اے فلک
ترسے وہ ایک پانی کے ساغر کے واسطے

وہ سینہ جس کو چھاتی سے اپنے علیؑ لگائے
وہ سر کہ رکھ کے زانو پہ زہراؑ جسے سلائے
(۲۰)
اور وہ گلا نبیؐ نے لئے جس کے بوسے ہائے
کب تھا وہ تیر و نیزہ و خنجر کے واسطے

گویاؔ فقیر ہے ترے نانا کے نام کا
یا شاہِ دین ہے بس یہی مطلب غلام کا
(۲۱)
روضہ ہے جس زمین میں خیر الانام کا
تھوڑی سی جا ملے مجھے بستر کے واسطے

سلام

سلامی پیاسا مارا گمرہوں نے دین کے رہبر کو
سدھارا ساقیٔ کوثر کا بیٹا حوضِ کوثر کو

کہا شبیرؑ نے ہم آپ سے پانی نہیں پیتے
یہ کیا مقدور ہے گردیں نے اعدا آب لشکر کو

اشارے سے ہمارے بہہ کے آئے آپ سے دریا
کرے طوفان بپا گر حکم دیں ہم آبِ خنجر کو

کہا صغراؑ نے قاصد سے مرا وعدہ برابر ہے (وقت) نہ آئے لینے کو وعدے پہ کہہ دینا یہ اکبرؑ کو

مگر بابا ملیں تو ان سے یہ رو رو کے تو کہنا
مسیحا میرے بھولے اپنی تم بیمارِ مضطر کو

گمان سب کو ہوا لڑنے کو پیغمبرؐ نکل آئے
تبھی فساق بھاگے دیکھ کر میدان میں اکبرؑ کو

فرشتوں نے کہا شبیرؑ کا سر دیکھ کے نیزے پر
شہیدوں کا کیا سردار، حق نے ابنِ حیدرؑ کو

سلام

سلامی مجھ کو محبت ہے اس دلاور سے
ہوا جو پیاس میں سیراب آبِ خنجر سے

ہوا یقین یہ صغراؑ کو شاہ قتل ہوئے
جو ٹپکے قطرۂ خون شہپرِ کبوتر سے

حرم نے رو کے کہا ہو گئے شہید امام
صدائے گریۂ زہراؑ جو آئی باہر سے

امام کہتے تھے ہوں گا میں اس زمین میں شہید
سنی ہے میں نے خبر بارہا پیغمبرؐ سے

ہوا شہید جو فرزندِ مصحفِ ناطق
صدا تلاوتِ قرآں کی آتی تھی سر سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

یقین یہ ہے کہ تری مغفرت ہوائے گویا
کمال تجھ کو محبت ہے ابنِ حیدر سے

سلام

شہ کہتے تھے مجرائی یہاں رنج بھی راحت ہے ۔ گر سر چڑھے نیزے پر معراجِ امامت ہے
زینبؑ نے کہا بیٹے مرنے کو مر جائیں ۔ پر یہ نہ کہے کوئی شبیرؑ کی رخصت ہے
نوشہ جو بنا قاسمؑ ماں کہتی تھی قاسمؑ کی ۔ چہرے کو ذرا دیکھو اللہ کی قدرت ہے
تنہا تھے کھڑے سرورؑ آ سکتے نہ تھے اعدا ۔ ہیبت یہ شہ دیں کی اللہ کی ہیبت ہے
کٹوائیں گے سر اپنا سجدے میں کہا شہ نے ۔ تلوار کا خم ہم کو محرابِ عبادت ہے

دائم رہے با حشمت یہ شاہِ زمن اپنا
شبیرؑ سے اے گویا اپنی یہی حاجت ہے

سلام

روزِ قتل شاہِ دیں ہے سب جہاں غمناک ہے ۔ مجرئی صبحِ شہادت تک گریباں چاک ہے
جب سنا عباسؑ آتے ہیں تو لشکر ہل گیا ۔ کس قدر فرزندِ حیدرؑ کی عزیزو دھاک ہے
شاہ کہتے تھے نہیں مجھ پر ستم کرنا روا (ق) جانتے ہو کون ہوں میں کچھ تمہیں ادراک ہے
کس کا میں بیٹا ہوں کس کا ہوں نواسا ظالمو ۔ ماں مری زہراؑ ہے نانا صاحبِ لولاک ہے

چاہئے محشور ہو یہ سرورِ عالم کے ساتھ
چشمِ گویا غم میں شہ کے رات دن نم ناک ہے

سلام

سلامی دیکھ تو ہے رنگِ آسماں کیسا ۔ غمِ حسینؑ میں روتا ہے سب جہاں کیسا
امام کہتے تھے اعدا سے دیکھو بن پانی ۔ بلک رہا ہے مرا طفلِ بے زباں کیسا
جو لائے خیمے میں اصغرؑ کو شہ تو بولے حرم ۔ لہو ہے حلق سے یا شاہِ دیں رواں کیسا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کریم بخش دے تو اس کے سب گناہوں کو
ترے حسینؑ کا گویاؔ ہے نوحہ خواں کیسا

سلام

لازم ہے مجرئیؔ کو اطاعت حسینؑ کی ... مغفور پہلے ہوگی جماعت حسینؑ کی
روتے تھے زار زار پیمبرؐ بہشت میں ... کرتے تھے جبکہ یاد مصیبت حسینؑ کی
بیعت طلب حسینؑ سے کی ظالموں نے ہائے ... واجب یہ تھا کہ کرتے وہ بیعت حسینؑ کی
خنجر چلا کیا نہ اٹھی سجدے سے جبیں ... افزوں ہے سب جہاں سے عبادت حسینؑ کی
گہوارہ اکثر آ کے ہلاتا تھا جبریل ... سمجھو تو کس قدر ہے فضیلت حسینؑ کی
کیا رتبہ ہے کہ چھوڑ کے ابن خلیل کو ... مقبول کی خدا نے شہادت حسینؑ کی

گویاؔ کو یہ کہیں کہ ہمارا ہے یہ محب
ہو روز حشر اتنی عنایت حسینؑ کی

سلام

جس وقت سر شاہ شہیداں نظر آیا ... یہ روئے کہ ہم مجرئیؔ طوفاں نظر آیا
شہ کے رفقاء کہتے تھے جلدی سے مریں کاش ... جس وقت انہیں روضۂ رضواں نظر آیا
نیزوں میں گھرا دیکھ کر اکبرؑ کو شہ دیں ... فرمانے لگے شیرِ نیستاں نظر آیا
شہ کہتے تھے یعقوبؑ سے یوسفؑ تو ملا تھا ... لیکن نہ ہمارا مہ تاباں نظر آیا

کرتا ہوں بیاں شاہ کا روتا ہوں میں دن رات
گویاؔ مری بخشش کا یہ ساماں نظر آیا

سلام

مجرئیؔ باندھے شقی، ہائے وہ زنجیر میں ہاتھ ... ید بیضا سے فزوں جو کہ ہے تنویر میں ہاتھ
محو تھے ذکرِ خدا میں شہ دیں وقت نماز ... دہن زخم سے مشغول تھے تکبیر میں ہاتھ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

قدمِ شاہ پہ گر گر کے عدو کہتے تھے (ق) نظر آیا جو انہیں قبضہ شمشیر میں ہاتھ

تجھ سے ابنِ اسد اللہ ہے لڑنا مشکل سہل ہے دے دیں اگر ہم دمِ تیر میں ہاتھ

بولے عباسؑ نہ مرنے پہ بھی دامن چھوٹا دیکھ کر اپنے کٹے دامنِ شبیرؑ میں ہاتھ

میرے آقا کو نہ ہو رنج کوئی اے گویاؔ
رہے سینے پر مگر ماتمِ شبیرؑ میں ہاتھ

سلام

مجرئی لڑنے کو جب اکبرؑ چلے بولے سرورؑ قتل ہم کو کر چلے

تشنگی بیٹے کی سن کے خلد سے جام لے کر ساقیٔ کوثرؑ چلے

کیا کہوں میں وادیٔ پر خار میں کس طرح سے عابدؑ مضطر چلے

کٹ گئے عباسؑ کے جب دونوں ہاتھ دانت سے مشکیزے کو لے کر چلے

روتی تھی بانو یہی کر کر کے بین گھٹنیوں بھی تم نہ اے اصغرؑ چلے

ہو جہاں تابع سلیماں جاہ کو چرخ پر بھی حکمت اختر چلے

دوست میرے شاہ کے گویاؔ ہوں شاہ
تیر اور تلوار دشمن پر چلے

سلام

چرخ پر ماہِ محرم جب نمایاں ہو گیا اے سلامی ہر ستارہ چشمِ گریاں ہو گیا

اس قدر عباسؑ نے کھائے تھے زخمِ تیغ و تیر دم میں وہ گل سا بدن رشکِ گلستاں ہو گیا

زینبؑ و کلثومؑ نے سر سے ردائیں پھینک دیں چاک جب صبحِ شہادت کا گریباں ہو گیا

حضرت مسلمؑ نے کوفے سے یہ نامے میں لکھا دوست ہم سمجھے تھے جس کو دشمنِ جاں ہو گیا

ہل گئے عرض و سما اور عرش تھرانے لگا خاک و خوں میں جب سرِ شبیرؑ غلطاں ہو گیا

آرزو گویاؔ کی ہے فضلِ علیؑ سے یہ سنو
بادشاہ ہند میرا شاہ ایراں ہو گیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سلام

رُتبہ نہ کیوں بلند ہو میرے سلام کا
مجرائی ہوں حسین علیہ السلام کا

ہاتف نے کی ندا کہ سخی کا ہے سر بلند
نیزے کی نوک پر جو چڑھا سر امام کا

شبیرؑ چاہتے تو اُبلتا زمیں سے آب
محتاج تھا وہ آپ سے پانی کے جام کا

جب آفتابِ صبحِ قیامت کے ہوں عدو
ہو کیوں نہ منھ سیاہ بھلا فوج شام کا

کرتے نہ کیوں امام کو مردود بے نشاں
منظور تھا مٹانا پیمبرؐ کے نام کا

سارا جہان بانو کو تاریک ہو گیا
کاٹا گلا جو اکبرؑ ماہِ تمام کا

دلوا دو اس سلام کا یا شاہِ دیں صلا
گویاؔ امیدوار ہے دارالسلام کا

تضمین سلام گویاؔ بر سلام فصیح

بغیر خواب عدم شاہ نے نہ خواب کیا
سوائے آب دم تیغ ترک آب کیا

گلا کٹا دیا ہرگز نہ اضطراب کیا
سلام اس پہ جسے حق نے کامیاب کیا

جہاں میں شاہِ شہیداں عطا خطاب کیا

کھڑے تھے شاہ شہاں کربلا کے صحرا میں
بنے تھے غم کے نشاں کربلا کے صحرا میں

بدن سے خون تھا رواں کربلا کے صحرا میں
حنا و وسمہ کہاں کربلا کے صحرا میں

لہو سے ریش کو شبیرؑ نے خضاب کیا

کیا لعین نے جدا سر جو سرورِ دیں کا
ہر ایک بولا شقی تو نے خوب کام کیا

کہا یہ شمر نے دیکھو تو آن بان ذرا
حسینؑ امام نے مرنا کیا قبول اپنا

مگر یزید کی بیعت سے اجتناب کیا

خبر تھی عازم ملکِ بقا ہے ابن علیؑ
فلک پہ دھوم تھی سرورؑ کی آمد آمد تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

جمالِ پاک کے مشتاق تھے تمام نبی ‏‏‏‏‏‏ گرا زمیں پہ جس دم وہ خلد کا سفری
ملک پکارے کہ سرورؑ نے پا تراب کیا

گویا کی نثر نگاری:۔

گویا نے ۱۲۵۱ھ مطابق ۱۸۳۶ء میں "انوارِ سہیلی" کا ترجمہ "بستانِ حکمت" کے نام سے کیا تھا گویا دیباچہ میں سببِ تالیف بیان کرتے ہیں:۔

"ایک روز بندہ اور خواجہ وزیر اور میاں فرخ شاعر کہ یہ دونوں شاگردِ ارشد شیخ ناسخ صاحب کے ہیں اور چند احباب اور بھی بیٹھے تھے اور اس وقت شغل انورِ سہیلی، کے مطالعے کا تھا ـــــ سب اہلِ محفل نے اصرار کیا کہ اکثر زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اگر تم اسے اُردو میں ترجمہ کرو تو خوب چیز ہو، راقم نے ہر چند عذر کیا پیش رفت نہ ہوا، بحمد اللہ بندے کو بھی توفیق رفیق ہوئی اور ہمت اس پر آئی" (بستانِ حکمت)

گویا کی نثر نگاری پر حامد حسن قادری تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"فقیر محمد گویا نے اپنے ترجمہ میں اصل کتاب "انوارِ سہیلی" کے عربی و فارسی الفاظ و تراکیب جابجا قائم رکھی ہیں، اس لئے زبان بالکل آسان نہیں رہی، پھر بھی نہایت خوشنما، دلچسپ اور پر معنی ہے۔" (داستان تاریخِ اُردو)

رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں:۔

"یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ عبارت مقفّٰی اور مسجع نہیں جیسا کہ سرورؔ کی فسانہ عجائب کی ہے۔ مختصر یہ کہ یہ کتاب ایک زمانے میں مقبول تھی، مگر اب لوگ اس کو کم پڑھتے ہیں۔" (تاریخِ ادبِ اُردو)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

لائق

میر لائق علی لکھنوی

میر لائق علی لکھنوی لائقؔ تخلص، شاگرد ناسخؔ (سخن شعرا)

ناسخؔ کے دیوان میں لائق کی وفات کا قطعہ تاریخ موجود ہے۔ میر لائق علی نے عین جوانی میں داغ مفارقت دیا، ناسخؔ کو شاگرد کے مرنے کا بہت زیادہ صدمہ ہوا۔

در عہدِ شباب لائقؔ اندر دہلی شد عازم آں عالم ازیں عالم وائے
تاریخِ وفات او رقم زد ناسخؔ افسوس افسوس مُرد شاگردم وائے
۱۲۴۰ھ

لائقؔ نے دہلی میں انتقال کیا۔ یہ واقعہ ۱۲۴۰ھ کا ہے۔ اسپرنگر نے ''یادگار شعرا'' میں لکھا ہے کہ ۱۲۰۸ھ (۱۷۹۳ء) میں تحصیل علم کے لئے دہلی گئے تھے۔ غلطی سے یہ سنہ درج ہو گیا ہے، غالباً یہ ۱۲۳۸ھ ہوگا۔

ناسخؔ اور اسپرنگر کے علاوہ لائق کا ذکر کسی اور تذکرہ نگار نے نہیں کیا ہے۔

رباعی

ایک دن تہہ خاک ہم کو جانا ہوگا اور تہہ میں کفن کے منھ چھپانا ہوگا
ایسے سوئینگے ہم وہاں لائقؔ جانا ہوگا کہیں نہ آنا ہوگا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

محنت

مرزا حسین علی

گارساں دتاسی، اعظم الدولہ سرور، اسپرنگر، شیفتہ، ناسخ اور گوکل پرشاد نے مرزا حسین علی بیگ محنت کا ذکر کیا ہے۔

اعظم الدولہ میر محمد خاں سرور لکھتے ہیں:۔

''شاگرد قلندر بخش جرأت ، مولدش مغل پورہ کہ محلہ الیست بیرون شہر دار الخلافہ شاہجہاں آباد طرف مغرب از خورد سال بہ لکھنؤ رفتہ ، ہماں جانشو ونما یافتہ ، میگویند کہ جواں سلیم الطبع اوست۔'' (عمدۂ منتخبہ)

مصحفی کا بیان ہے:۔

''مرزا حسین علی محنت تخلص ، مولدش مغل پورہ بعمر ہشت سالگی بطرف پورب رسیدہ جواں سلیم الطبع و کم گو است ۔ بہ مقتضائے موزونی طبع فکر شعر و ریختہ بخوبی می کند و شعر خود را از نظر قلندر بخش جرأت می گزراند۔'' (تذکرۂ ہندی)

شیفتہ بیان کرتے ہیں:۔

''محنت کا خاندان جہاں آباد کا تھا۔ خود لکھنؤ میں نشو ونما پائی۔ شاعری میں جرأت سے مشورہ کرتے تھے۔'' (گلشن بے خار)

مبتلا اور علی ابراہیم خلیل نے بھی انہیں دہلوی تسلیم کیا ہے اور ان کے والد کا نام بھی بتایا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

''مرزا حسین علی بیگ محنت دہلوی ابن مرزا سلطان علی بیگ باشندۂ مغل پورہ شاہجہاں آباد۔'' (گلشن سخن اور گلزار ابراہیم)

محنت پہلے جرأت کے شاگرد تھے۔ ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں جرأت کی وفات کے بعد

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

وہ شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد ہو گئے۔ یہ شاگردی کا رشتہ تقریباً بارہ برس تک قائم رہا۔ ۱۲۳۵ھ ۱۸۱۹ء میں محنتؔ کا انتقال ہو گیا۔ ناسخ نے شاگرد کی تاریخ کہی:

ولا تلمیذ من محنتؔ تخلص ز دنیا کرد رحلت وائے افسوس
نوشتم سال تاریخ رحلتش کہ شد برباد محنت وائے افسوس

۱۲۳۵ھ

نساخ لکھتے ہیں کہ محنتؔ دہلی کے تھے لیکن لکھنؤ میں تربیت پائی تھی۔ (سخن شعرا)

گوکل پرشاد نے لکھا ہے کہ "بزرگ ان کے دہلوی تھے لیکن محنتؔ کی ولادت لکھنؤ میں ہوئی۔" (ارمغان گوکل پرشاد)

نمونۂ کلام

آمد نہ فصلِ گل کی نسیم سحر سنا مر جاؤں گا قفس میں نہ ایسی خبر سنا

ہو رقیبوں سے ملاقات اس بتِ گمراہ کی اور ترستے ہم رہیں قدرت ہے یہ اللہ کی

کان میں غیر کے جو تو نے کہا سمجھا میں لے نہ گھبرا تری محفل سے اُٹھا سمجھا میں

اُلفت ہوئی ہے اس بتِ مغرور سے مجھے پھیرے ہے منہ جو دیکھتے ہی دور سے مجھے

کیا ہے یہ تیرا مجھ کو رُلا کے ہنسنا پھر اس پہ اے ستمگر یوں کھل کھلا کے ہنسنا
در سے اُٹھایا مجھ کو اور میں ہنسا تو بولا ہے سخت بے حیائی خفت اُٹھا کے ہنسنا
کیا وصل میں مزے تھے اس شوخ کے کہ مجھ کو کچھ آ کے چھیڑ جانا پھر بھاگ جا کے ہنسنا
بدحال دیکھ مجھ کو غیروں سے یوں کہے ہے ٹک واسطے خدا کے اس کو بلا کے ہنسنا

ناصح یہ نصیحت نہ سنا میں نہیں سنتا بک بک کے مرا مغز نہ کھا میں نہیں سنتا
احوال مرا دھیان سے سنتا تھا وہ لیکن کچھ بات جو سمجھا تو کہا میں نہیں سنتا
اس بُت نے جو غیروں پہ کیا لطف تو یارو مجھ سے نہ کہیو بہرِ خدا میں نہیں سنتا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کچھ ذکر میں اپنا لایا تو وہ بولا — بس بات کو اتنا نہ بڑھا میں نہیں سنتا
شکوے ہی کرتا ہے جو کوئی اس سے مرا ذکر — تو کہتا ہے ہر اک کا گلہ میں نہیں سنتا
محنت کو ہے یہ ضعف کہ پوچھا اپنی حقیقت — کہتا ہے وہ مجھ سے تو ذرا میں نہیں سنتا

رحم آئے نہ کیوں اس بت خونخوار کے دل میں — جب تک کہ اٹھے درد نہ دو چار کے دل میں
وہ جنس زبوں ہوں میں کہ لیتے ہوئے جس کو — سو سوچ گزرتے ہیں خریدار کے دل میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مسیحا

حکیم محمد علی خاں

حکیم محمد علی خاں مسیحا لکھنؤ کے مشہور حکیم تھے۔ تذکرہ نگاروں نے ان کو مشہور حکیم اور اخبار نویس سلطانی لکھا ہے۔ ان کے والد کا نام مصطفیٰ خاں تھا۔ مسیحا صاحبِ دیوان شاعر اور شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد تھے۔

سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:-

''حکیم حاذق، طبیعت رسا، شاعر نازک ادا، محمد علی خاں تخلص مسیحا، خلف الصدق مصطفیٰ خاں، آشنائے ثابت، دوست راسخ، شاگرد شیخ امام بخش ناسخ'' (خوش معرکہ زیبا)

محسن علی لکھنوی لکھتے ہیں:-

''حکیم لاثانی، اخبار نویس سلطانی، باشندۂ لکھنؤ، صاحبِ دیوان، شاگرد شیخ امام بخش ناسخ'' (خوش معرکہ زیبا)

مسیحا نے تقریباً ۶۵ برس کی عمر میں ۱۵ ربیع الثانی ۱۲۹۲ء مطابق ۲۱ مئی ۱۸۷۵ء بروز جمعرات وفات پائی۔

مسیحا کی ایک شاگرد عسکری بیگم حجاب جو ملا محمد زماں اصفہانی روضہ خوان کی پوتی تھیں۔ انہوں نے ذیل کے شعر سے اپنے استاد مسیحا کی تاریخ نکالی:-

سالِ ہجرت سرِ باطن سے لکھو تم بھی حجاب	ب = ۲
دارِ فانی سے ہوئے مسیحا رخصت	۱۲۹۰
	۱۲۹۲ھ

مسیحا غزل کے علاوہ قصیدے اور مرثیے بھی کہتے تھے۔ دیوان کے علاوہ قصائد و

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

مراثی بھی یادگار رہتے ہے۔" (محمد سنجن) اپنے وقت کے استادوں میں تسلیم کیے جاتے تھے۔ ذوالفقار علی فکر (مرثیہ گو) اور بندہ علی بیگ خنجر ان کے شاگردوں میں نامور ہوئے۔

نمونۂ کلام

ختم او چاند کے ٹکڑے ہے نزاکت تجھ پر
چاندنی میں جو چلا تن سے پسینہ چھوٹا

عمر بھر قید محبت سے رہائی نہ ہوئی
جھانکنا تاکنا ہم سے نہ مسیحا چھوٹا

ہر دم دعائیں مانگتے ہیں ہم اٹھا کے ہاتھ
دکھلائے پھر خدا صنم مہ لقا کے ہاتھ

دامانِ صبر ٹکڑے ہے اب صورتِ کتاں
یاد آ گئے جو چاند سے اس مہ لقا کے ہاتھ

جب تک ہے دم میں ہم نہیں اٹھیں گے ہم کبھی
بیٹھے ہیں اس کے در پہ جہاں سے اٹھا کے ہاتھ

لے لیتے ہیں بلائیں یہ زلفِ سیاہ کی
ان روزوں ہو گئے ہیں ہمارے بلا کے ہاتھ

گر تنگ دست ہو تو مسیحا نہ غم کرو
اگر دیے پر وہ [illegible] تو سو ہیں خدا کے ہاتھ

بام پر وا جو نقابِ رخِ زیبا ہو جائے
شبِ مہتاب میں اک اور تماشا ہو جائے

اوڑھ کر سبز دوپٹہ مری چھاتی سے لگو
کچھ تو سرسبز مرا نخلِ تمنا ہو جائے

تیغ ابرو کے جو مضمون کوئی ہاتھ لگے
کشورِ شعر و سخن پر مرا قبضہ ہو جائے

یہ لطافت یہ نزاکت ہے رخِ انور میں
آئے بوسہ کا تصور تو وہ نیلا ہو جائے

جور ہے کوچۂ جاناں میں بے سودائی
سایۂ دیوار کا جن کا اسے سایہ ہو جائے

لبِ جاں بخش سے اعجاز ہوا کرتے ہیں
کیوں نہ عاشق تری صورت پہ مسیحا ہو جائے

دھوکا ہے ترے قد پہ مجھے سروِ چمن کا
ہے ساعدِ نازک پہ گماں شاخِ سمن کا

کیوں تجھ پہ نہ قربان ہوں او چاند کے ٹکڑے
کیا رنگ ہے کیا روپ ہے کیا لوچ بدن کا

میں پہلے ہی سمجھا تھا کہ تم آج لڑو گے
تم چیں بہ جبیں آئے تو ماتھا مرا ٹھنکا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اس غیرتِ گل پر جو میں گل کھا کے مُوا ہوں ۔۔۔ روئے گا مرے واسطے طاؤس چمن کا
طینت کی کجی جاتی نہیں بعدِ فنا بھی ۔۔۔ جل جائے اگر تو بھی نہ بل جائے رسن کا

بعد مُردن بھی مری قبر پہ آیا نہ گیا ۔۔۔ اس پری زاد کا مجھ سے کبھی غمزہ نہ گیا
غیر کے آنے کا اس سے جو گلہ کرتا ہوں ۔۔۔ ہنس کے کہتا ہے مرے گھر کوئی آیا نہ گیا
آشنائی تری اے بحرِ لطافت چھوڑی ۔۔۔ مرتبہ غیر کا آنکھوں سے جو دیکھا نہ گیا
نہ ہوئی وحشت دل بوسۂ لب سے زائل ۔۔۔ یہ بھی تقدیر کہ عناب سے سودا نہ گیا
دم گیا، جان گئی، صبر گیا، ہوش گئے ۔۔۔ ایک جانے سے مرے یار کے کیا کیا نہ گیا

آبِ سودا نہ ہے چھٹا رات کا سونا چھوٹا ۔۔۔ ایک محبوب کے چھٹ جانے سے کیا کیا چھوٹا
میں نے کب بوسے لیے مجھ پہ یہ طوفان نہ لو ۔۔۔ لبِ گلرنگ سے کب پان کا لاکھا چھوٹا
دانۂ خال کی اُلفت میں دیا سر میں نے ۔۔۔ سر گرانی نہ رہی خوب میں سستا چھوٹا
سر سے سودا نہ تری زلفِ معنبر کا گیا ۔۔۔ بوسۂ لب کا نہ ہم سے کبھی لپکا چھوٹا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مشتاقؔ

حافظ تاج الدین میرٹھی

حافظ تاج الدین مشتاقؔ میرٹھی، آنکھوں سے معذور ہیں۔ ان کا ایک شعر ہے۔" (گلشن بے خار)

کوہ کن و پرویز کو اپنا اپنا قصہ سنانے دو
ہے یہ وہی افسانہ شیریں ایک پری دیوانے دو

نساخ لکھتے ہیں:

"حافظ تاج الدین مشتاقؔ ساکن میرٹھ۔ نابینا تھے۔" (سخن شعرا)

گارساں دتاسی اور اسپرنگر نے بھی مشتاقؔ کا ذکر کیا ہے۔

اسپرنگر نے لکھا ہے:

حافظ تاج الدین مشتاق میرٹھی بنی اسرائیل میں سے ہیں اور مولوی غلام احمد کے پوتے ہیں، چیچک سے بینائی جاتی رہی، جوانی میں میرے شاگرد تھے۔ (طبقات سخن) اب حیدرآباد میں درباری شاعر ہیں، ڈیڑھ سو مہینہ پاتے ہیں۔ (یادگار شعرا) پہلے شیخ غلام محی الدین میرٹھی کے شاگرد تھے، مؤلف "طبقاتِ سخن"

عبدالجبار خان ملکاپوری لکھتے ہیں:

"حافظ محمد تاج الدین مشتاقؔ دہلوی، آپ کا وطن، میرٹھ ہے۔ آپ دہلی سے لکھنؤ گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ کو ناسخؔ سے تلمذ تھا۔ ناسخؔ آپ کی شاگردی پر فخر کرتے تھے۔ لکھنؤ سے حیدرآباد دکن آ گئے۔ عمر قریب سو برس کی تھی۔ (محبوب الزمن)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

معجز

مرزا محمد رضا

مرزا محمد رضا معجز، مرزا اکبر علی (مرزا اکرم علی) کے صاحبزادے تھے۔ وطن لکھنؤ تھا لیکن نواب معتمد الدولہ کے داماد نواب دولہا بہادر پڑکا پور کانپور میں قیام پذیر تھے۔ معجز بھی ان کی رفاقت میں کانپور میں آ کر رہنے لگے تھے۔ محسن نے سراپا سخن میں لکھا ہے۔

معجز پہلے مسیحا کے پھر خواجہ وزیر کے شاگرد ہوئے۔ لیکن انہوں نے ناسخ کی کتاب "انتخاب نقص" کے جواب میں جو کتاب "تطہیر الاوساخ" لکھی تھی اس کے سرورق پر معجز کو شاگرد ناسخ لکھا ہے۔

شبلی نعمانی لکھتے ہیں:۔

عبدالغفور نساخ نے ایک رسالہ مرزا دبیر اور میر انیس کے اغلاط کے متعلق لکھا تھا۔ اس کا جواب مرزا محمد رضا متخلص بہ معجز، شاگرد ناسخ نے لکھا جس کا نام "تطہیر الاوساخ" ہے اور جو ۱۲۹۶ھ میں شعلہ طور کانپور میں چھپا تھا۔" (موازنۂ انیس و دبیر)

معجز صاحب دیوان شاعر تھے۔ اُن کے ایک فرزند منشی مرزا حسن رضا اعجاز بھی شاعر تھے جو کانپور میں رہتے تھے فن شاعری میں اپنے والد کے شاگرد تھے۔

تطہیر الاوساخ:

انتخاب نقص کے جواب میں منشی مرزا رضا معجز نے بھی ایک کتاب "تطہیر الاوساخ" شائع کی ہے۔ اس میں نساخ کے بیشتر اعتراضات کو کاتب کی غلطی پر معمول کیا گیا ہے۔ لیکن جگہ جگہ شعر سمجھنے اور سمجھانے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے وقت کے رواج کے مطابق معترض پر کہیں کہیں چوٹ کردی گئی ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

گل ہے چراغ چشم ثریا مثال کا
ماتھا نواں فلک ہے شکوہ و جلال کا

اعتراض: اس شعر میں چشم کو ثریا لکھا ہے۔ یہ کیسی تشبیہ ہے اگر چشم کو ثریا کہیے تو آنکھ معیوب ہو جاتی ہے۔

جواب: یہ شعر تعریف چشم کو رعبداللہ عفیف میں ہے اور فقرہ گل ہے چراغ دلالت اوپر کوری چشم کے کرتا ہے لیکن اس کے دیکھنے کو بھی بصارت کا ہونا لازمی ہے۔
(تطہیر الاوساخ ص ۴۸)

معترض نے ناسخ کے ایک زبردستی کے اعتراض کا بڑی خوبی سے جواب دیا ہے لیکن آخری جملہ نہ ہوتا تو اچھا تھا کیونکہ اس قسم کے جملے سنجیدہ تنقید نگاری کے شایان شان نہیں۔ ایک اور مثال۔

جن کے پسر ہو گئے تھے دشت میں بے جاں
ان سوگ نشینوں سے یہ بولے شہ ذیشاں

اعتراض: سوگ نشیں کا لفظ فارسی زبان میں نہیں آیا اور اس کو ہندی بھی نہیں کہہ سکتے کہ ترکیب اس کی فارسی ہے اور دونوں لفظ بھی فارسی ہیں۔

جواب: سوگ نشیں بمعنی ماتم نشیں محاورۂ اُردوئے اہل ہند ہے اور دونوں لفظ فارسی ہیں۔ اگر نظم فارسی میں واقع ہوتا تو البتہ محل تامل تھا۔ اُردو میں سوگ نشیں کا لانا خالی از غلط لفظی و معنوی ہے اور ایسی ہی تصرفات بلکہ زیادہ تر اس سے اہل زبان عرب نے زبان عجم میں اور اہل علم نے زبان عرب میں کیئے۔ (تطہیر الاوساخ ص: ۱۱)

معترض کے بیان سے واضح ہے کہ وہ بھی اُردو کو فارسی سے علیحدہ ایک دوسری زبان سمجھتے ہیں اور اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہیں کہ جب ایک زبان کے الفاظ دوسرے زبان میں پہنچتے ہیں تو ان میں حسب ضرورت تصرف کر لیا جاتا ہے ان کا یہ جملہ کہ ''سوگ نشیں بمعنی ماتم نشیں محاورۂ اُردوئے اہل ہند ہے'' ان کے اس نظریے کی اچھی طرح

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

وضاحت کرتا ہے۔ اس مسئلہ پر معجز اور منیر کے جوابات دیکھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ لکھنؤ کے اساتذہ اس زمانے میں اس مسئلہ میں اتنے وسیع النظر ضرور تھے اور اہل لکھنؤ زبان کے ارتقا سے اچھی طرح واقف تھے۔ (اردو تنقید کی تاریخ)

نمونۂ کلام

وصف لکھا ہے جو ہم نے ابروے خمدار کا
کاٹ ہے اپنے صریرِ کلک میں تلوار کا

حال اے موسیٰ یہ دیکھا نرگسِ بیمار کا
لکھ دیا عیسیٰ نے نسخہ شربتِ دیدار کا

تو جو اے بحرِ لطافت کھل کھلا کر ہنس پڑے
تیرے کوچہ پر گماں ہو جوہری بازار کا

ہونٹ اس نازک بدن کے برگِ گل سے کم نہیں
عکسِ دنداں پر گماں ہے موتیا کے ہار کا

اور اپنی لاغری کا حال کیا تجھ سے کہوں
رشتۂ جاں ہے نمونہ میرے جسمِ زار کا

نے نوازانِ جہاں قابل اے معجز پسر
بانسلی پر ہے گماں منقارِ موسیقار کا

عشق ابرو میں ہے قاتل دہشت عین الکمال
واسطے گنڈے کے ڈورا چاہیے تلوار کا

گر کلیم اللہ دیکھے ساعدِ پر نور کو
دیدہ غول بیاباں سمجھے شعلہ طور کو

جل گئے عاشق جو دیکھا ساعدِ پُر نور کو
مژدہ اے موسیٰ یہ بھیجوں گا میں شمع طور کو

نرگسِ چشمِ صنم جب یاد آئی باغ میں
تاک کے بیٹھا چمن میں سایۂ انگور کو

گم ہوئے تب ہم نے پایا کوئے جاناں کا نشاں
بند آنکھیں کیں تو دیکھا اس بتِ مغرور کو

مر گیا ہوں فرقتِ روئے صبیحِ یار میں
میری میت پر چھڑکنا صبح کے کافور کو

نامور رہتے ہیں اکثر عالمِ تجرید میں
کس نے پھلتے پھولتے دیکھا ہے نخلِ طور کو

روزِ اول سے جہاں میں رند تر دامن ہوں میں
میں نے گھٹی میں پیا ہے شیرۂ انگور کو

جو کہ عالی ظرف ہیں ممنون وہ ہوتے نہیں
حاجتِ روغن نہیں معجز چراغِ طور کو

معجز کے سلام اور مرثیے بھی موجود ہیں۔ ایک سلام یہاں درج کیا جاتا ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

سلام

لکھ تو بھی غم کے مجرئی دفتر نئے نئے — گزرے ہیں ظلم آلِ نبیؐ پر نئے نئے

سبطِ نبیؐ کے واسطے کوفے میں شام میں — بنتے تھے تیغ و نیزہ و خنجر نئے نئے

نیزے کی نوک پر سرِ سردارِ دو جہاں — لاتا ہے رنگ گنبدِ اخضر نئے نئے

آلِ نبیؐ کو تو نے پھرایا کہاں کہاں — ہیں ظلم تیرے چرخِ ستم گر نئے نئے

کوفہ کا قید خانہ بھی زندانِ شام بھی — دکھلائے اہلِ بیت کو یہ گھر نئے نئے

کہتے تھے وقتِ ذبح یہ حضرت کہ پیاس میں — کیا کیا مزے دکھاتا ہے خنجر نئے نئے

سر کاٹا شمر نے تو شتر باں نے کاٹے ہاتھ — گزرے ستم حسینؑ کو اکثر نئے نئے

تھا قتل کا حسینؑ کے مدت سے بندوبست — ہوتے تھے جمع کوفہ میں لشکر نئے نئے

بابا میری خبر لو سکینہ یہ کہتی تھی — زنداں میں ظلم ہوتے ہیں مجھ پر نئے نئے

بانو کہتی تھی ہائے میں پہناؤں اب کسے — کرتے سلے ہیں تیرے جو اصغر نئے نئے

معجزؔ صلے میں حشر کو ایک ایک بیت کے
دیں گے جناں میں گھر تجھے حیدرؑ نئے نئے

مرثیہ

دربار میں یزید کے اہلِ حرم گئے — کس طرح بے نقاب اسیرِ ستم گئے

زنجیر و طوق پہنے امامِ اُمم گئے — مثلِ گناہ گار شہِ ذوالکرم گئے

بالوں سے منھ ڈھکے ہوئے اور سر کھلے ہوئے
بازو علیؑ کی بیٹیوں کے تھے بندھے ہوئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

پیشِ یزید جب حرمِ مصطفیٰ گئے بالوں سے منھ چھپائے ہوئے بے ردا گئے
مانند بید خوف سے سب تھرتھرا گئے لوہے میں جکڑے شیر سے زین العبا گئے
ایسے ستم نہ دیکھے سنے تھے جہان میں
بارہ گلے بندھے ہوئے ایک ریسمان میں

ان میں کئی صغیر بھی تھے غیرتِ قمر باقرؑ سکینہ اور علمدار کا پسر
چہروں پہ خاک چاک گریباں برہنہ سر ان کے بھی تھے گلے اسی رسّی میں الحذر
سب سے زیادہ رنجِ رسن پاتے تھے صغیر
چلتے تھے جب حرم تو لٹک جاتے تھے صغیر

تھے حلق میں رسن کے جو پھندے کسے ہوئے خوں سینے تک بہا تھا گلے تھے چھلے ہوئے
اور کان تھے سکینہ کے زخمی کیے ہوئے رخسار تھے طمانچوں سے نیلے پڑے ہوئے
کوڑوں سے پشت زخمی تھی اس دل ملول کی
سر پیٹتی تھی روح جنابِ بتولؑ کی

کانوں میں درد ہوتا تھا پر رو نہ سکتی تھی شمر لعیں کے خوف سے چھاتی دھڑکتی تھی
سہمی ہوئی ہر ایک کی صورت کو تکتی تھی حیران تھی اس قدر نہ پلک بھی جھپکتی تھی
ٹوپی نہ سر پہ کُرتا نہ ثابت بدن میں تھا
خوں لالہ ساں تمام پھٹے پیرہن میں تھا

استادہ سر برہنہ رسن بستہ سب اسیر اور بیٹھا تھا سریرِ خلافت پہ وہ شریر
کہتے تھے گرد کرسیوں پہ بیٹھے سب مشیر یہ جشنِ فتح تجھ کو مبارک ہو اے امیر
تیرا سا کب جہاں میں کسی کا جلال ہے
سر ننگے تیرے آگے پیمبرؐ کی آل ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

پہنے ہوئے لباسِ مکلّف سب اہلِ کیں
خنداں تمام حاکم بیدیں کے ہمنشیں

گردش میں جامِ بادہ و رقصاں بتانِ چیں
اور طوق و بیڑی پہنے ہوئے زین العابدیں

سب بیبیوں کے ہاتھ بندھے سر کھلے ہوئے
اور گرد ان کے تیغیں ستمگر لئے ہوئے

بزمِ شراب اور سرِ فرزند مصطفیٰ
وہ بزمِ رقص و نغمہ اور اولادِ مرتضیٰ

اس دم یہ معجزہ سرِ شبیر سے ہوا
بے بے حسین نکلی ہر اک نے سے تب صدا

نالے تھے جائے زمزمہ چنگ و رباب سے
سرکے کا ذائقہ ہوا پیدا شراب سے

وہ ظلم کا تھا وقت وہ آفت کی تھی گھڑی
ابن معاویہ نے شقاوت یہ کی بڑی

رکھی امام کے لبِ گلرنگ پہ چھڑی
زینب وہاں تھی بیڑیاں پہنے ہوئے کھڑی

بولی کہ اے یزید یہ کیا ظلم کرتا ہے
یہ چوب بید کس کے لبوں پر تو دھرتا ہے

یہ لب وہ ہیں کہ چومتے تھے جن کو مصطفیٰ
اور بوسے ان کے پیارے لیتے تھے مرتضیٰ

دودھ ان لبوں نے حضرت زہراؑ کا ہے پیا
گویا تھے بہر بخشش اُمت یہ لب سدا

ظالم خدا کے قہر سے ڈر یہ جفا نہ کر
لب چوب بید سے مرے بھائی کے وا نہ کر

جس دم کیا یزید سے زینب نے یہ بیاں
راوی یہ کہتا ہے کہ میں اس وقت تھا وہاں

تھیں سر کھلے بندھی ہوئیں سب شاہزادیاں
رسّی گلوں میں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں الاماں

زنجیر و طوق پہنے وہ بارہ اسیر تھے
تھیں لڑکیاں بھی اور کئی لڑکے صغیر تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

جتنی تھیں خاندان امیہ کی بی بیاں بیٹھی تھیں چلمنوں میں تماشے کو سب وہاں
لڑکی یزید کی تھی صغیران کے درمیاں دیکھا یہ حال اس نے سکینہ کا ناگہاں
گردن بندھی ہے خون ٹپکتا ہے کانوں سے
اور پشت پر ہیں نیل پڑے تازیانوں کے

اس وقت اپنی اماں سے اس لڑکی نے کہا وہ لڑکی جو اسیروں میں ہے اس کو تو بلا
زخمی ہیں کان اس کے لگا دوں گی میں دوا اور کرتا بھی اتاروں گی اس کا لہو بھرا
ملبوس و زیور اپنا سا اس کو پہناؤں گی
پانی اسے پلاؤں گی کھانا کھلاؤں گی

کیونکر پدر سے اپنے خدا جانے یہ چھٹی جو قید کر کے لائے یہاں اس کو مدعی
اک خادمہ نے جا کے یہ کم سے عرض کی لڑکی اسیروں میں جو کم سن بستہ ہے کھڑی
پاس اپنے دختر آپ کی اس کو بلاتی ہے
اس کے لئے وہ دیر سے آنسو بہاتی ہے

ذکر اس نے اپنی بیٹی کے رونے کا جب سنا بیتاب ہو گیا صفت شعلہ بے حیا
یہ پیٹنے کی جا ہے محبان مرتضا ظالم کو اپنی بیٹی کے رونے کا غم ہوا
کیا کیا جفا شقی کی سکینہ پہ ہوتی تھی
اعدا گھُڑکتے تھے جو وہ بابا کو روتی تھی

تھا کون اس کے رونے پہ جو ہوتا چشم نم بابا نہ اس کے سر پہ شفیق اور نہ اس کا عم
بھائی ہے ایک ساتھ تو وہ موردِ ستم بیمار طوق بیڑیاں پہنے اسیرِ غم
ماں باپ سے کسی کو نہ خالق جدا کرے
اس سن میں ہو یتیم نہ کوئی خدا کرے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ماں بہنیں سب اسیر کھلے سر بحال زار   دربار میں کھڑے ہوئے مثل گناہ گار
پرساں تھا کوئی حال پہ ان کے نہ غمخوار   زنجیر و طوق پہنے ہوئے سب وہ باوقار
سب کے گلے تھے ایک رسن میں بندھے ہوئے
روتے تھے چپکے چپکے وہ قیدی کھڑے ہوئے

اس دم یزید نے یہ سخن شمر سے کہا   ہاں کھول دے سکینہ کا رسی سے تو گلا
اور بھیج دے محل میں یہ اپنا ہے مدعا   اس کو ہماری بیٹی نے وہاں ہے طلب کیا
یہ جا کر اس کے پاس جو آرام پائے گی
باپ اور چچا کو بھائی کو وہاں بھول جائے گی

سجاد قیمت اس کی جو مانگے گا دوں گا میں   خوش میں بھی ہوں گا شاد اسے بھی کروں گا میں
ورنہ بہ زور ان سے سکینہ کو لوں گا میں   خدمت میں اپنی بیٹی کی اس کو رکھوں گا میں
مجھ کو بہت عزیز ہے وہ سب عزیزوں میں
کرلے گی پرورش اسے اپنی کنیزوں میں

تقریر اس لعین کی سکینہ نے جب سنی   مانند شمع خوف سے وہ کانپنے لگی
اور زینب ملول سے رو کر لپٹ گئی   بولی چھپا لو گودی میں جلدی سے اے پھوپھی
صدقے میں تم پہ ہوں مجھے جانے نہ دیجیو
آتا ہے شمر یہاں اسے آنے نہ دیجیو

صورت سے شمر کی مرا دل خوف کھاتا ہے   ایک ایک عضو دیکھو مرا تھرتھراتا ہے
دم تن سے نکلا جاتا ہے جی سن سناتا ہے   بھائی وہ دیکھو شمر مجھے لینے آتا ہے
اور دختر یزید کی لونڈی بنائے گا
ماں سے بہن سے تم سے بھی مجھ کو چھڑائے گا

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

بابا مرے کہاں ہیں جو آ کر مجھے بچائیں
دامن عبا کا اپنے اُڑھا کر مجھے چھپائیں

عمو مرے شفیق بہشتی کہاں ہیں آئیں
بنت یزید کی کنیزی سے جو آب بچائیں

اس بے کسی کے وقت کوئی داد رس نہیں
کھاتا مری غریبی پہ کوئی ترس نہیں

سجاد سے سکینہ تو کرتی تھی یہ بیاں
اور شمر درہ لے کر وہاں سے ہوا رواں

رکھا تھا طشت میں جو سرِ شاہِ دو جہاں
وہ بولا معجزے سے کہ اے شمرِ بدگماں

جاتا ہے تو کہاں یہ تجھے کیا خیال ہے
ظالم مری سکینہ کو لینا محال ہے

چھینے مری سکینہ کو کس کی یہ ہے مجال
اقلیم شام ہو ابھی اک دم میں پائمال

زینب سے کہہ دو ہاتھوں پہ کھولے وہ سر کے بال
ہاں داد خواہ ہو تو بدرگاہ ذوالجلال

کبرا سے کہہ دو دستِ حنائی اُٹھا کے تو
فریاد کر حضوری میں خیر الوریٰ کے تو

یہ کہہ کے آپ طشت سے اُٹھا سرِ حسین
اور گود میں سکینہ کے آیا سرِ حسین

اس طرح اس کے سینے سے لپٹا سرِ حسین
مشتاق تھا سکینہ کا گویا سرِ حسین

بیٹی کے خشک لب سے لب اپنے ملا دیئے
اس معجزے نے ارض و سما سب ہلا دیئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مفتوںؔ

سیّد ہادی علی

سیّد ہادی علی مفتوںؔ، خلف سیّد فضل علی بائیسی والے لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔

صاحب دیوان۔ شاگرد رشید شیخ امام بخش ناسخؔ "صاحب دیوان ہیں۔

(سراپا سخن اور تخن شعرا)

ہاتھ میں سبحہ ہے اور خواہش صہبا دل میں یا خدا لب پہ ہے یاد بُت ترسا دل میں
آرزو خلد کی ہم کو نہیں اے غیرت حور تیرے کوچے میں رہیں ہے یہ تمنا دل میں

ملالؔ

محمد رضا خاں

گلشن بے خار، سراپا سخن، ارمغان گوکل پرشاد اور خوش معرکہ زیبا میں محمد رضا خان ملالؔ کا ذکر ہے۔ وہ لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔

سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:-

"کم گو اور (بسیار) خوش مقال، محمد رضا خاں تخلص "ملال" مرگ جوانانہ سے اس کے سینۂ احباب گنج صد رنج و نکال، خوش نویسی میں بے نظیر، جعل میں عدیم المثال، سبحان علی خاں اُس باتمیز کو نہایت عزیز رکھتے تھے اس نقل کا آپ ناقل تھا کہ منشی علی نقی خاں نے ایک کتاب کتابت کو دی اور واسطے صحت نویسی کے یہ شرط ٹھہری جو حرف غلط رقم ہوں (گے) اس کے ہم عدد فلوس اجرت میں کم ہوں (گے) اس بندۂ خدا نے جو حرف آپ غلط لکھا منقول عنہ میں چھیل چھال کر وہی بنا دیا، نقل کیا، اصل کو بھی خاک

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

میں ملایا۔ جب منشی مذکوہ پر وہ راز بر ملا ہوا شکوہ اس کا بیش از بیش کیا، باوجود اختیار کے درپے آبرو نہ ہوا۔ قصہ مختصر مشورہ اس کو شیخ ناسخ سے تھا۔"

نمونہ کلام

کیا دوں نواز ہمت چرخ بخیل ہے — محتاج طعمہ باز ہے آسودہ چیل ہے
اوڑھنی پچھے کی اوڑھی اک نے وہاں بالائے سر — سیکڑوں گرنے لگیں یاں بجلیاں بالائے سر

میں کیوں نہ مورد تحسین ہوں نکتہ چینوں میں — کہ شعر کہتا ہوں اچھی بری زمینوں میں

مچھلی الماس کی گوش بت بے پیر میں ہے — عالم دامِ بلا زلف گرہ گیر میں ہے
کیا بیاں کیجے تیغ نگہ یار کی ساخت — چشم سوفار ہے کاجل کی مری تیر میں ہے

موت آئی نہ سرِ شام جدائی مجھ کو — سخت جانی نے عجب رات دکھائی مجھ کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

منیرؔ شکوہ آبادی

سیّد اسمٰعیل حسین

منیر شکوہ آبادی اپنے فضل و کمال کی وجہ سے اردو ادب کی تاریخ میں باعظمت اور قابلِ قدر شخصیت کے مالک ہیں۔ وہ آسمانِ شعر و ادب کے ایک ایسے تابندہ ستارے ہیں جن کی روشنی سے شعر و ادب کی راہیں اب تک جگمگا رہی ہیں۔ سیّد اسمٰعیل حسین منیرؔ شکوہ آبادی کا وطن شکوہ آباد تھا۔ ان کا سلسلۂ نسب حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے ملتا ہے۔ ان کے آباء و اجداد عرب سے ملتان ہوتے ہوئے شکوہ آباد ضلع مین پوری پہنچے۔ منیرؔ یہیں ۹ ذی الحجہ ۱۲۲۹ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۸۱۴ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد سیّد احمد حسین شادؔ اعلیٰ پایہ کے فقیہ اور محدث تھے۔ شاعری میں سوداؔ کے شاگرد تھے۔ منیرؔ نے ابتدائی عربی و فارسی کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، اور دینی علوم کی تکمیل اپنے بڑے بھائی مولوی سید اولاد حسین سے کی جو اپنے زمانے میں مجتہد سمجھے جاتے تھے۔ منیرؔ کا بچپن آگرہ اور شکوہ آباد میں گزرا۔ شروع جوانی میں شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ اور وہ اپنا کلام آگرہ اور شکوہ آباد سے بذریعہ ڈاک، ناسخؔ کے پاس بہ غرض اصلاح بھیجنے لگے جب کانپور گئے تو ناسخؔ کے شاگردوں میں باقاعدہ شامل ہو گئے، پھر ناسخؔ کی وہاں سے روانگی پر اُن ہی کے مشورہ سے رشکؔ سے اصلاح لینے لگے۔ فنِ مرثیہ گوئی میں مرزا دبیرؔ سے تلمذ کا شرف حاصل کیا تھا۔

اس کے متعلق ایک قطعے میں لکھا ہے کہ:-

عطا کی مرثیے میں اس کو اصلاح — کہ جس کی بزم ہے خورشیدِ مصباح
مسیحائے سخن اعجاز گستر — دبیرؔ پاک دینِ مقبولِ داور

منیرؔ شکوہ آبادی نے اپنی زندگی شکوہ آباد، آگرہ، لکھنؤ، فرخ آباد، باندہ، انڈمان،

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

الہ آباد اور رامپور میں گزاری۔ کلکتہ اور مرشد آباد بھی گئے، جہاں بھی وہ رہے یا گئے، وہاں کا تذکرہ ان کے کلام میں موجود ہے، لیکن لکھنؤ کی یاد ہمیشہ شریک حال رہی، ایک غزل کے مقطع میں کہتے ہیں۔

لکھنؤ کی آرزو میں جان دیتا ہے منیر
سلطنت کا بھی زمانے میں تمنائی نہیں

پہلی جنگ آزادی ۱۸۵۷ء تک ''باندہ'' میں رہے۔ وہیں سے غدر کے سلسلے میں گرفتار کیے گئے۔ رہائی ملنے بھی نہ پائی تھی کہ قتل کے الزام میں، حکومت برطانیہ کی بدظنی کی وجہ سے سزائے حبس دوام ہوئی اور ''انڈمان'' بھیج دیا گیا جہاں انھوں نے شدید مصائب برداشت کیے۔ عرصہ چند برسوں کے بعد نواب رامپور یوسف علی خاں کی کوششوں اور خود منیر کی نیک چلنی کے باعث انڈمان سے ۱۸۶۵ء میں رہائی ملی ہندوستان واپس آنے پر بہت دنوں پریشان حال رہے مگر پھر کچھ عرصہ بعد نواب رامپور نے رامپور بلا لیا۔ وہاں ان کو سکون و آرام ملا۔ رامپور کی ادبی بزم میں اس وقت امیر مینائی، داغ، جلال، قلق، اسیر اور تسلیم بھی موجود تھے۔ منیر بھی اس بزم میں شریک ہو گئے۔ سو روپے ماہوار ان کی تنخواہ مقرر ہوئی زندگی کے آخری ایام کسی قدر آرام و آسائش سے گزار کر ۴ رمضان المبارک ۱۲۹۷ھ مطابق ۹ اگست ۱۸۸۰ء شب جمعہ رامپور ہی میں انتقال کیا۔ ان کی موت کی بابت کہا جاتا ہے کہ ان کو زہر سے ہلاک کیا گیا۔ منیر کی وفات پر ان کے نواسے اور شاگرد بزم اکبر آبادی نے تاریخ کہی:-

کہی یہ عیسوی تاریخ اے بزم
''چراغ شاعری گل ہوگیا اب'' ۱۸۸۰ء

منیر شکوہ آبادی نے غزل، قصیدہ، مثنوی، رباعی، قطعات، تاریخ گوئی تقریباً تمام اصناف شعر میں ناقابل فراموش نقوش چھوڑے ہیں۔ اُن کے ضخیم کلیات میں تین دیوان ''منتخب العالم، تنویر الاشعار اور نظم منیر'' شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ایک مثنوی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

''معراج المضامین'' چہاردہ معصومین کے حال میں الگ چھپی ہے۔ ایک مثنوی اور دو دیوان ضائع ہو گئے۔ اب موجودہ کلام تقریباً ۳۷ ہزار اشعار ہیں۔ انھوں نے مرثیے بھی خاصی تعداد میں کہے تھے جن کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ صرف ایک مرثیہ ''دربار حسین'' میں شائع ہوا ہے۔ اس مرثیے کا خطی نسخہ بخط منیرؔ اور اصلاح دبیرؔ بخط دبیرؔ ہمارے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ منیرؔ کے اس مرثیے کا مطلع ہے:-

''مشہور جہاں خاکِ شفا خاک ہے کس کی''

مرثیے میں ۹۱ بند ہیں۔

منیرؔ شکوہ آبادی کا ایک اور مرثیہ اب تک غیر مطبوعہ ہے:-

مطلع:- ''جب مصحف اعجاز کے ٹکڑے ہوئے رن میں''

انھوں نے نثر کی بھی بہت سی کتابیں تصنیف کی تھیں۔ ایک تنقیدی تصنیف ''سنان دلخراش'' ہے۔ جو اب تک غیر مطبوعہ ہے۔ اس کتاب میں میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ کی مرثیہ نگاری پر کیے گئے اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں۔

منیرؔ شکوہ آبادی کے شاگردوں کی تعداد بھی بہت ہے۔ بعض شاگرد، استادوں کے مرتبہ تک پہنچے۔ جن میں بزمؔ اکبر آبادی، محمد حسین قمرؔ دائی پوری، فاخرؔ لکھنوی، نیسانؔ الہ آبادی وغیرہ صاحب دیوان ہیں۔ اور بحیثیت مرثیہ گو بھی معروف ہیں۔

منیرؔ شکوہ آبادی کو مذہبیات سے غیر معمولی لگاؤ تھا۔ وہ مذہبی علوم سے اچھی طرح باخبر تھے۔ ان کی مثنوی ''معراج المضامین'' ان کے مذہبی عقائد اور علمیت کی پوری طرح آئینہ دار ہے انھیں حضرت علی سے بے پناہ عشق تھا۔ علاوہ قصائد کے غزل کے مقطعوں میں بھی حضرت علی سے عقیدت و محبت کے جذبات پائے جاتے ہیں۔

منیرؔ شکوہ آبادی نے متعدد سلام اور رباعیاں بھی کہی ہیں نمونے کے طور پر دو سلام اور چند رباعیاں درج کی جاتی ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

غیر مطبوعہ سلام

مجرائی رو رہا ہوں غمِ بوتراب میں
درِ نجف ہیں اشک مرے آب و تاب میں

تعریف مجرائی کی بھلا کس حساب میں
وصفِ ابوتراب ہے اُمّ الکتاب میں

مجرے کو سر جھکاؤں علیؑ کی جناب میں
دستِ خدا دعا مجھے دے گا جواب میں

رہتا ہوں سبز پوش غمِ بوتراب میں
مجرائی مثلِ خضر ہوں راہِ ثواب میں

اے دل طپاں ہو شوقِ درِ بوتراب میں
قبلے نما وہ ہے جو رہے اضطراب میں

مجرائی خاک ہو جو رہِ بوتراب میں
سرمہ بنے وہ چشمِ رسالت مآب میں

مجرائی کیوں نہ فرد ہو یہ آب و تاب میں
عکسِ علیؑ ہے آئینۂ آفتاب میں

نقشہ علیؑ کا ہے مری چشمِ پُرآب میں
مجرائی آفتاب ہے برجِ حباب میں

پیدا خدا نہ کرتا یداللہ کو اگر
رہتا مدام چہرۂ قدرت نقاب میں

آیا زبانِ فیضِ علیؑ پہ نہ لفظ لا
کیوں نام الف رہے نہ سدا پیچ و تاب میں

ایک ایک بال شہؑ کی شہادت پہ تھا گواہ
تھی غرق ریشِ پاک لہو کے خضاب میں

ماہِ صیام کی شبِ بست و یکم ہے آج
جنّت میں ہیں رسولِ خدا اضطراب میں

ہر سیّدِ شبابِ جناں کی کمر ہے خم
یعقوب ہیں بتولؑ کے یوسف شباب میں

دُلدُل فقط نہیں غمِ حیدر میں ناتواں
حلقے پڑے ہیں ضعف سے چشمِ رکاب میں

عصیاں ہیں جس قدر مجھے اُتنا ہی خوف ہے
میزان برابر آئے گی فردِ حساب میں

جس دم سوارِ دوشِ پیمبرؐ ہوا سوار
تنہائی تھی جلو میں اجل تھی رکاب میں

تنہا سوارِ دوشِ نبیؐ رن کو کب گیا
دربارِ حق تلک ہے شہادت رکاب میں

تنہائی کا ہوا نہ کبھی غم حسینؑ کو
تا بارگاہِ حق تھی شہادت رکاب میں

قاتل کو جامِ شیر دیا جس نے حیف ہے
اُس کا پسر شہید ہوا قحطِ آب میں

بے مہریٔ فلک سے چلے دھوپ میں وہ آہ
آتا تھا جن گلوں کو عرق ماہتاب میں

کہتی تھی فضہ دھوپ میں وہ چل رہی ہیں آہ
آتا تھا جن گلوں کو عرق ماہتاب میں

کس درجہ آمد آمد اکبر کا تھا خیال
صغرا کی آنکھ بند نہ ہوتی تھی خواب میں

شہ سے کیا اشارہ یہ اصغر نے کھا کے تیر
لذت ہے ماں کے شیر کی پیکاں کے آب میں

چھٹ کر علی کے پاؤں سے روئی یہاں تلک
پتلی رہی نہ حلقۂ چشم رکاب میں

کیا وصف حسن یوسف آل عبا کروں
تھا صاف آفتاب کا جلوہ نقاب میں

گلہائے باغ دیں کے عرق سے وہ تر ہوئی
جو بو ہے خاک پاک میں کب ہے گلاب میں

چوب سناں سے جبکہ بندھے کاکل حسین
حبل المتین حق نہ ہو کیوں پیچ و تاب میں

شامی تھے ابر زخم تھے گل تیغ شہ کی برق
گلکاری کرتی پھرتی تھی بجلی سحاب میں

شیریں سے پوچھا جیوں کو تو بانو نے کہا
بچپن میں ایک قتل ہوا اک شباب میں

سجاد زندہ ہے سو وہ بیمار ہے بے دوا
تپ میں ہیں قلق میں حادثے ہیں اضطراب میں

زینب نے صبح قتل کہا بھائی خیر ہے
سرننگے میں نے دیکھا ہے اماں کو خواب میں

تجاؤ قسم ہے اپنے ہی بیداد و ظلم کی
اے چرخ کیا ملا تجھے اس انقلاب میں

مشکل کشا کی بیٹیاں اور قید ریسماں
ہیہات سر امام کا بزم شراب میں

مضمون خط عارض اکبر تھا بس یہی
پیاسے شہید ہوں گے یہ عہد شباب میں

در در پھرایا آل نبی کو تو کیا ملا
سرگشتہ چرخ بھی ہے جہان خراب میں

میزان وصف ابروئے اکبر کے واسطے
مد ہلال چاہیئے فرد حساب میں

سوتے سے چونک اٹھتی تھی بانو یہ کہہ کے آہ
اصغر میں صدقے شکل دکھا جاؤ خواب میں

حر سے کہا عمر نے کہ یہ تو نے کیا کیا
مہماں ہوا حسین کا اس قحط آب میں

بیچارہ و مسافر و نادار فاقہ کش
یہ لفظ سب ہیں سبط نبی کے خطاب میں

مولا ترا فقیر ہے حاکم مرا امیر
میں عیش میں ہوں تو قلق و اضطراب میں

قبضے پہ ہاتھ حر نے رکھا کہہ کے یا علی
تیغ زبان تیز علم کی جواب میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بولا کہ بس خموش ارے بے حیا خموش
تو جانتا ہے یا کہ ہے غفلت کے خواب میں

ہم پنجہ شیر سے ہیں غلامانِ شیرِ حق
تو کس قطار میں ہے بھلا کس حساب میں

میں حر ہوں اور شہید، تو ہے بندۂ یزید
میں تا ابد ثواب میں اور تو عذاب میں

او خود غلط فضائلِ شبیرؑ دیکھ لے
انجیل میں زبور میں اُمّ الکتاب میں

توبہ! کہاں یزید کہاں حضرت حسینؑ
ہے فرق کفر و دین و گناہ و ثواب میں

یہ نام ہے وہ ننگ یہ گوہر ہے اور وہ سنگ
یہ حق کے حفظ میں وہ خدا کے عتاب میں

وہ نحس ہر طریقے میں عقرب کا نیش ہے
یہ اک قمر ہے برجِ رسالت مآبؐ میں

صابر ہیں شاہِ پاک اگر ہوئیں خشمناک
آ جائیں کائنات ابھی انقلاب میں

وہ وسعتیں زمین میں زمیں ایک ذرے میں
گلشن سمائے غنچے میں دریا حباب میں

گر آبروئے حشر کا خواہاں ہے اے منیرؔ
ہو غرق بحرِ نعتِ رسالت مآبؐ میں

سلام

کیا رسا مجرئی مقدر ہے
دل پہ ارقام نام حیدرؑ ہے

فرقتِ کربلا کے باعث سے
چبھ رہا دل پہ غم کا نشتر ہے

قید خانہ میں بہرِ زین العبا
نہ تو بالش ہے اور نہ بستر ہے

اشک لال و گہر سے بہتر ہے
کون کہتا ہے رشکِ گوہر ہے

غمِ حضرت سے ہے درخشانی
دل پہ داغِ ماہِ انور ہے

کربلا کی زمیں کا ہے یہ شرف
سنگریزہ بھی لال و گوہر ہے

مرتے دم زانوئے حسینؑ پہ سر
واہ کیا حر کا بھی مقدر ہے

نہیں کچھ حرزِ عافیت درکار
نقشِ نامِ حسینؑ دل پہ ہے

ہیں رجز خواں حسینؑ میداں میں
اک تحیر میں سارا لشکر ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

نہیں گویا کسی دہن میں زباں
عالم بے خودی برابر ہے

ہر فصیح جہاں کو بند کیا
پُر اثر کیا کلام سرور ہے

درمیان سپاہ کوفہ و شام
دُرفشاں یوں نبی کا گوہر ہے

اے لعینو میں مصطفیٰ کا ہوں آل
دونوں عالم سے جو کہ بہتر ہے

فخر ادریسؑ و موسیٰ و عیسیٰ
خضر سے رہنما کا رہبر ہے

حق نے سب مرسلوں کا شاہ کیا
کون اس طرح کا پیمبر ہے

باپ میرا ہے حیدر صفدر
مرتبہ جس کا سب سے برتر ہے

حق نے کی جس کو ذوالفقار عطا
مہد میں جس نے چیرا اژدر ہے

پیدا وہ خانۂ خدا میں ہوا
طاہر و اطہر و مطہر ہے

فرض اس کی ہے ہر جہاں پہ ولا
ساقی جام حوض کوثر ہے

نام ہے شیر کردگار اس کا
غازی و صفدر و داور ہے

قاتل ابن عبدود ہے
فاتح کارزار خیبر ہے

ذی شرف ہے وہ صاحب توقیر
جس کا ادنیٰ غلام قنبر ہے

نہیں کچھ احتیاج سیم و زر
فضہ لونڈی غلام بوذر ہے

ہل اتیٰ اتقیٰ شرف پہ گواہ
اور نادِ علی بھی اظہر ہے

ماں وہ ہے جس کا فاطمہ ہے نام
حضرت مصطفیٰ کی دختر ہے

افتخار زنان کل جہاں
بنت احمد شفیع محشر ہے

خادمہ جس کی مریم و حوا
حاجرہ، سارا سے بھی بہتر ہے

بھیجا خالق نے آیہ تطہیر
یہ عنایت کی اس کو چادر ہے

خود بھی معصوم باپ ہے معصوم
اور معصوم اس کا شوہر ہے

کیوں نہ عصمت کا خاصہ ہوئے
گیارہ معصوموں کی وہ مادر ہے

بیٹیاں دو ہیں زینب و کلثوم
یعنی ہر ایک میری خواہر ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrililbrary.com

دو پسر ہیں جہان سے آگاہ | ایک شبیرؑ ایک شبرؑ ہے
اور محسنؑ ہوئے شکم میں شہید | واقعہ ان کا سب پہ اشہر ہے
بضعۃ منّی مصطفےٰ نے کہا | بی بی سب کی کنیز داور ہے
تم نے توقیر والدہ کو سنا | صدق یہ گفتگو سراسر ہے
خلف پاک حیدرؑ صفدر | حسنؑ مجتبیٰ کا سرور ہے
خلق اس کا میان خلق خدا | روشن و طالع و منور ہے
ہے لقب جس کا سیّد مسموم | وہی شبیرؑ کا برادر ہے
کون مجھ سا ہے ذی وقار بھلا | کوئی قاطع دلیل اس پر ہے
دو جواب اس کا کچھ برائے خدا ، | کس لیے چپ ہر ایک ستمگر ہے
سچ کہے گا حسینؑ تشنہ جگر | صادق القول ابنِ حیدر ہے
مرتبے سے ہو تم مرے آگاہ | پھر یہ کیوں جور و ظلم مجھ پر ہے
میں حسینؑ اور حسنؑ میرے بھائی | میرا ان کا شرف برابر ہے
کچھ نہیں اس میں حاجب تصریح | باخبر ساری خلق داور ہے
دونوں ہم ٹکڑے ایک سیب کے ہیں | بخدا شش جہت مسخر ہے
ایک موتی ہوا تھا دو ٹکڑے | نہیں پوشیدہ حال گوہر ہے
میرا لشکر تمام قتل کیا | تم کو کچھ خوف رب اکبرؑ ہے
کیسے اصحاب ہوگئے مقتول | کوئی باقی رہا نہ یاور ہے
خویش و دلبند و اقربا مارے | نے علمدار ہے نہ لشکر ہے
زینبؑ خستہ جاں کے لال موئے | قلب پر داغ عون جعفر ہے
دلبر مجتبیٰ ہوا آخر | [illegible] گھونگھٹ میں میری دختر ہے
فرقت دلبر حسنؑ کے سبب | میں دل بہت سا مضطر ہے
ہوا عباسؑ بے گناہ شہید | نہر پر لاشہ برادر ہے

Presented By: https://Jafrililbrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سوئے جنّت گیا علیؑ اکبر
ہوا بے جان میرا دلبر ہے

تیر سے طفلِ شیرخوار موا
داغ اصغرؑ کا داغ اکبرؑ ہے

بچے کے پر نہ اس کو رحم آیا
دل تمھارا ہے یا کہ پتھر ہے

اب مرے قتل پر کسی ہے کمر
کاٹو حاضر حسینؑ کا سر ہے

پر مری کارزار بھی دیکھو
مجھ میں ارث جناب حیدرؑ ہے

لو! خبردار ہوشیار! ذرا
تیغ ہوتی میاں سے باہر ہے

الاماں الاماں پکارو گے
دم میں سردار ہے نہ لشکر ہے

ہے برش اس میں وہ خدا ہے گواہ
زخمی روح الامیں کا شہپر ہے

کہہ کے یہ لی نیام سے تلوار
سب پکارے کہ آیا محشر ہے

کیا تڑپ کر حسام تیز زباں
داخلِ فرقۂ ستمگر ہے

ہیں کماندار گوشوں میں چھپتے
سہم کر حرملہ بھی ششدر ہے

عمر سعد ہوگیا روپوش
شمر پوشیدہ کیا ہی ڈر کر ہے

ہوگیا کافروں سے رن خالی
نہ سپاہی رہا نہ افسر ہے

فوجِ اعدا ہے درہم و برہم
کیا پریشاں انھوں کا دفتر ہے

سیکڑوں جسم ہوگئے مسمار
سر بے جسم، جسم بے سر ہے

تفرقہ پڑ گیا ہے لشکر میں
بھاگتی پھرتی فوجِ اکفر ہے

برش ذوالفقارِ حیدرؑ سے
پیکرِ ہر شقی دو پیکر ہے

آری ہر تیغ سامنے اس کے
سپرِ روسیاہ ششدر ہے

آبرو لے رہی ہے اعدا کی
بحرِ خوں میں یہ کیا شناور ہے

لوٹتے پھرتے ہیں سرِ اعدا
ڈھونڈتا تن کو فرق خود سر ہے

ہر جگہ پر ٹپک رہا ہے لہو
قبضے تک خون میں ہوئی تر ہے

فوجِ ابنِ زیاد کا ہے یہ حال
چھایا خوفِ حسام دل پر ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

شاہباز حسام مولا سے — طائر روح تن میں بے پر ہے
برش تیغ ہی فقط یہ نہیں — قدرت حق نمود یکسر ہے
ماورائے حسام شعلہ فشاں — زور دست حسینؑ صفدر ہے
کیوں نہ ہاتھوں میں یہ روانی ہو — شہ خیبر شکن کا دلبر ہے
ناگہاں شہ کو یہ صدا آئی — کس طرف دھیان اے دلاور ہے
وعدہ بچپن کا یاد ہے کہ نہیں — دیکھو موجود خوں کا محضر ہے
روکو تلوار اپنے بابا کی — کیا عیاں رستخیز محشر ہے
تمہیں اس بات کا خیال نہیں — قوم یہ امت پیمبر ہے
کیا بیاں ہو جہاں کی نیرنگی — کوئی مفلس کوئی تونگر ہے
جسم عابدؑ کا قید خانے میں — ماہ نو کی طرح سے لاغر ہے
مجرئی دل میں عشق بوذرؓ ہے — قبر مجھ کو کنار مادر ہے
کس روش کے مہک رہے ہیں گل — عترت باغ بزم سرور ہے
جاں نثاران شاہ کے صدقے — کوئی سلمان کوئی بوذر ہے
اہل بیتؑ کا ہوں مداح — بیت فردوس میں مرا گھر ہے
آستان حسینؑ کے صدقے — در کا درویش فخر قیصر ہے
روشنی ہے ولائے حیدرؑ کی — دل پہ داغ ماہ انور ہے
ڈر مضموں نہ آبدار ہوں کیوں — جوش پر فکر کا سمندر ہے
آتش غم سے جل رہا ہے دل — طائر روح بھی سمندر ہے
کیا سلامی وقار حیدرؑ ہے — شہر علم رسولؐ کا در ہے
روئے جو بزم شاہ میں ان کا — دل خیرالانام میں گھر ہے
بہر انصار تشنگان حسینؑ — موجزن کیا ہے آب کوثر ہے
لعن کس طرح سے نہ شمر پہ ہو — کاٹا تن سے حسینؑ کا سر ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

گلِ زہرا کے جب مہکتے ہیں — یہ دماغ اس لیے معطر ہے
جس گلے کو رسول چومتے تھے — وہ گلا آہ زیرِ خنجر ہے
نیزہ پر فرقِ شاہِ دیں ہے بلند — گردشِ چرخِ سفلہ پرور ہے

یا حسین آن کر مدد کیجیے
ان دنوں یہ منیر مضطر ہے

اپنے شہیدِ ناز کا لکھوں جو ماجرا — مانندِ موجِ خون ہوں سطرِ کتاب سرخ
لکھا گیا جو تیرے شہیدِ ادا کا حال — مانندِ برگِ گل ہوئے فردِ حساب سرخ
ڈوبے لہو میں مہرِ امامت جو اے منیر — کیونکر نہ ہو شفق میں رخِ آفتاب سرخ

غم میں جنابِ سیدِ عالم کے منیر — سمجھے ہیں رختِ عمر کو آشفتہ حال ہجر

روحِ نبی کا پاس نہیں کرتے اے منیر — اہلِ جہاں کو اب نہیں سادات کا لحاظ

لے جائیں گے جنت میں منیر اس کو پیمبر — جو عاشقِ صادق ہے حسین اور حسن کا

عظمتِ کربلا

منزل ہے تیری عرشِ بریں اے جانِ مصطفیٰ — زیبا مسیح سے بھی ہے تجھ کو سوا گھمنڈ
جو اس جگہ ہو دفن بہشتی ہو اے منیر — کعبے سے کس طرح نہ کرے کربلا گھمنڈ

امام حسین

ہے مہرِ امامت رخِ گلگونِ حسین — ہے حبلِ متیں زلفِ ہمایونِ حسین
صورتِ بخشش دیکھتے ہیں مومن — ہے سرخیِ مصحف، کرمِ خونِ حسین

روضۂ حسین

بلوا لو کربلا میں اللہ مجھے — مل جائے وہاں سے خلد کی راہ مجھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

صدقہ روحِ رسولؐ کا روضے میں | تربت بھر کی جگہ دو شاہ مجھے

حضرت علی اکبرؑ

شبیہ کی طرح اشجع و صفدر ہیں | اخلاق حسنؑ میں ثانی شبرؑ ہیں
سن فاطمہؑ کا شکل نبیؐ، نام علیؑ | مجموعۂ پنجتن علی اکبرؑ ہیں

حضرت عباسؑ

ہے سیف خدا خطاب عباس علیؑ | محراب حرم رکاب عباس علیؑ
بے دست ہیں پر مثل ید اللہ منیر | کرتے ہیں مدد جناب عباس علیؑ

امام حسنؑ

جس جاں سے ہوں خاکپائے عشاق حسنؑ | ہے خضر رہ نجات اشفاق حسنؑ
ہوں گا مسرور نکہت جنت سے | سونگھا ہے میں نے عطر اخلاق حسنؑ

حضرت فاطمہ زہراؑ

دنیا میں جو قدر دین کی جانتے ہیں | وہ رتبہ بضعۃ نبیؐ جانتے ہیں
صدیقہ و معصومہ سمجھنے کے سوا | زہراؑ کو نور ایزدی جانتے ہیں

حضرت زینبؑ

لخت دل بضعۂ پیمبرؐ ہو تم | مانند بتولؑ پاک و اطہر ہو تم
یا حضرت زینبؑ میری امداد کرو | حلال مہمات کی دختر ہو تم

شہدائے کربلا

گو صدمۂ دوری سے بہت مضطر ہوں | پردیسی غلام و بندہ بے زر ہوں
میں کیا شہدائے کربلا پر ہوں نثار | اُن پر جو تصدق ہو فدا اس پر ہوں

حضرت فضّہ

ہے خدمت فاطمہؑ میں جائے فضّہ | کونین کی دولت ہے برائے فضّہ
میں طالب سم و زر ہوں کس طرح منیر | اکسیر ہے مجھ کو خاکپائے فضّہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

والدین رسولؐ خدا

عبداللہ پاک مخزن عرفات ہیں　　اور آمنہ تاج تارک نسوان ہیں
کیا رتبہ ہے والدین پیمبرؐ کا　　دونوں بحرین گوہر ایمان ہیں

منیر شکوہ آبادی

مرثیہ

بند ۹۱

۱
مشہور جہاں خاک شفا خاک ہے کس کی　　امراض مسیحا کی دوا خاک ہے کس کی
اور بہرِ خضر آب بقا خاک ہے کس کی　　سب ایک طرف نور خدا خاک ہے کس کی
کس خاک کے ہر ذرہ سے پُر نور جہاں ہے
کس خاک میں اللہ کا خورشید نہاں ہے

۲
وہ نور خدا کون ہے یہ خاک ہے جس کی　　سکان سموات میں یہ قدر ہے اس کی
چاندی جہاں بن جاتی ہے عصیاں کے مس کی　　امید گنہگاروں کو سرکار ہے کس کی
کس قبر کے زائر کی قبا سیتے ہیں عیسیٰ
کس خاک پہ مرنے کے لیے جیتے ہیں عیسیٰ

۳
کس خاک میں گنجینۂ اسرار خدا ہے　　اور خاک بسر کس کے لیے عرش علیٰ ہے
آلودہ بخوں کس گل رعنا کی قبا ہے　　فردوس کا جو باغ ہے وہ داغ جدا ہے
ہنگام بہار آئی خزاں کس کے چمن میں
کس کا وہ مرقع تھا کہ جو مٹ گیا رن میں

۴
یہ شیشۂ گردوں میں لہو کس کا بھرا ہے　　کس غم سے پراگندہ ستاروں کا پرا ہے
کیوں سنگ عزا مہر نے سینے پہ دھرا ہے　　ہر ماہ میں کیوں زخم مہ نو کا ہرا ہے
ملبوس حرم فرش عزا خانہ ہے کس کا
تسبیح ملک عرش پہ افسانہ ہے کس کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

معراج جو پاتے ہیں وہ کس کے ہیں عزادار | جو عرش پہ جاتے ہیں وہ کس کے ہیں عزادار
۵
گل دل پہ جو کھاتے ہیں وہ کس کے ہیں عزادار | جو سب کو رُلاتے ہیں وہ کس کے ہیں عزادار

سب تعزیہ ہر سال لیا کرتے ہیں کس کا
پرسا شہ مرداں کو دیا کرتے ہیں کس کا

فردوس سے کس بزم کی تلگشت ہے بہتر | اور عرش ہے کس انجمنِ پاک کا منبر
۶
کس غم میں ہر اک اشک رواں بنتا ہے گوہر | کس پیاسے کو روتے ہیں جو ہاتھ آتا ہے کوثر

کس پھول نے پھل کھایا ہے برچھی کی انی کا
مشتاق ہے جو شیشۂ دل سنگ زنی کا

کس خلق کی شہ رگ پہ چلا ظلم کا خنجر | جو تیغِ الم گرتی ہے عالم کے جگر پر
۷
کس مالکِ دارین کا برباد ہوا گھر | جو آج تلک دفترِ کونین ہے ابتر

جوشن جو ہوا تیروں سے وہ جامہ ہے کس کا
سہرہ جو بنا کٹ کے وہ عمامہ ہے کس کا

بتلاؤ وہ ہے کس وطن آوارہ کا لاشا | پامال ہوا جو سُمِ اسپاں سے سراپا
۸
کیوں صاحبو ششماہہ وہ فرزند ہے کس کا | مارا جو گیا تین شب و روز کا پیاسا

عترت ہے وہ کس کی جو گرفتارِ رسن ہے
شادی میں جو لوٹی گئی وہ کس کی دُلہن ہے

کافی ہیں محبانِ علیؑ کو یہ اشارے | کونین میں مشہور ہیں یہ واقعے سارے
۹
اب وقت وہ پہنچا ہے کہ بے تابی کے مارے | بے ساختہ ہر شیعۂ حیدرؑ یہ پکارے

جس پیاس کے حلقوم پہ تلوار چلی ہے
وہ شاہِ شہیداں وہ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

مظلومِ ازل حامیِ دیں مالکِ دنیا سلطانِ ابد ہادیِ کل شافعِ عقبیٰ
۱۰
شہزادۂ حور و ملک و آدم و حوّا دُرِّ نجف و آرزوئے حیدر و زہرا
شمعِ حرم و مقصدِ محبوبِ الٰہی
مطلوبِ خدا اُس کا وہ مطلوبِ الٰہی

اللہ رے غمِ تشنگیِ سیّدِ والا باراں کے بھی آنسو کبھی تھمتے نہیں اصلا
۱۱
بے آب گہر آج تلک خشک سراپا دریا جسے ہم سمجھے ہیں حاشا نہیں دریا
یہ روئے زمیں پر ہے عرق شرم و حیا سے
یعنی کہ شہِ ارض و سما مر گئے پیاسے

مشہور ہے یہ شورِ محرم کا فسانا حضرت کی وہ پیاس اور وہ پانی کا نہ پانا
۱۲
وہ بے وطنی اور وہ برگشتہ زمانا آنا کبھی خیمہ میں کبھی لاشوں پہ جانا
بھائی کو کہیں ہاتھ کٹائے ہوئے دیکھا
برچھی کہیں فرزند کو کھائے ہوئے دیکھا

کہتے ہیں کہ باری علی اصغر کی جو آئی گہوارے سے ننھے کو میدان میں لائی
۱۳
کہتی تھی کہ اے داورِ خلق دہائی برباد اجل کرتی ہے بانو کی کمائی
بے بے کوئی اس درد کا چارہ نہیں کرتا
پانی کا بھی یہ اب تو اشارہ نہیں کرتا

لشکر کے قریں ہاتھوں پہ حضرت اُسے لائے بے رحموں کو سوکھے ہوئے ہونٹ اس کے دکھائے
۱۴
فرمایا کہ بچے کی سفارش کو ہم آئے للہ کوئی پانی کی بوند اس کو پلائے
اس وقت نہ پیارا کرو معصوم سے پانی
پھر دو گے تو اترے گا نہ حلقوم سے پانی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

دم رُکنے سے معصوم کے گھبرانے کو دیکھو — اور شانے پہ گردن کے ڈھلک جانے کو دیکھو
۱۵
ان مُٹھی بندھے ہاتھوں کے تھرّانے کو دیکھو — مجبوری سے میرے یہاں لے آنے کو دیکھو
پانی کا صلہ حشر میں اصغرؔ تمہیں دیں گے
قطرہ جو نہیں دو گے یہ کوثر تمہیں دیں گے

بے تابیِ شبیرؑ پہ ہنسنے لگے بے پیر — مارا پسرِ کاہل مردود نے اک تیر
۱۶
زخمی ہوا بچے کا گلا بازوئے شبیرؑ — کوثر کو گیا دودھ اُگلتا ہوا بے شیر
دل چاک تھا مولا کا جواں بیٹے کے غم میں
ناسور پڑا یہ جگرِ شاہِ اُمم میں

مقتل کو چلے لاش لیے شاہِ شہیداں — ننھی سی لحد تیغ سے کھودی سرِ میداں
۱۷
لاش اس میں لٹا کر یہ کہا شہِ ذیشاں — لے قبر! سرا میں تری آیا ترا مہماں
جنت کا ترے عرشِ معلیٰ کا شرف ہے
گر خاکِ شفا تُو ہے تو یہ دُرِّ نجف ہے

اس نوحہ سے تیغِ دو زباں ہوگئی بے کل — ہر دیدۂ جوہر سے بہے اشک مسلسل
۱۸
گویا ہوئی یوں اے خلفِ احمدِ مرسل — کیا خوب مجھے آج رفاقت کا ملا پھل
تو قبر مری خواہشِ تقدیر نے کھودی
یہ قبر مری نوک سے شبیرؑ نے کھودی

تب چوم کے قبضے کو یہ بولے شہِ ابرار — یہ تو ہے محلِ شکر کا اے صاعقہ کردار
۱۹
تو دفن میں اصغرؑ کے ہوئی میری مددگار — یہ مقبرہ ننھا سا ہوا دشت میں تیار
غالب ہے یہ الفت تری ہر ایک مدد پر
تو ساتھ مرے روتی ہے اصغرؑ کی لحد پر

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

ہمسر سے وغا اہلِ شجاعت کو روا ہے　　یہ سب ہیں رعیت میں مری جائے حیا ہے
۲۰
گر پھر گئے تو پھر گئے نقصاں مرا کیا ہے　　اب صبر میں لذت ہے تحمل میں مزا ہے

اک حملے میں مر جائیں یہ ہیبت ہے ہماری
پر دور ہے یہ خلق و مروّت سے ہماری

شمشیر نے کی عرض کہ اے حق کے فدائی　　قربان مروّت پہ تری ساری خدائی
۲۱
امت کو مروّت ترے اصغرؑ پہ نہ آئی　　تصویر نبیؐ سامنے حضرت کے مثالی

زخمی کیا بچے کا گلا سینہ جواں کا
کھینچو بھی خدارا مجھے اب رحم کہاں کا

شبیرؑ نے کی خاطرِ شمشیرِ شرربار　　جھک جھک کے سوئے قبلہ ہلائے لبِ گفتار
۲۲
فی الفور کھلے عاشق و معشوق کے اسرار　　آئی یہ ندا حاجتِ پرسش نہیں زنہار

ہاں لاشوں سے رن کو یہاں سے دوزخ کو بھرو تم
مختارِ بد و نیک ہو جو چاہو کرو تم

جب حکم دیا جنگ کا معبودِ عُلا نے　　پُرنور کیا دیدۂ زیں نورِ خدا نے
۲۳
الموت فنا نے کہا الحشر قضا نے　　تھرا کے پڑھی نادِ علی ارض و سما نے

توسن پہ چڑھے شاہ عجب قہر و غضب سے
شیروں کو بخار آج تلک آتا ہے تب سے

اللہ رے فیضِ قدمِ وارثِ حیدرؑ　　اندامِ زمیں ہفت قبا سے ہوا باہر
۲۴
ہاتھوں میں لیے کاسۂ خورشیدِ منور　　دریوزہ گرِ نور ہیں عیسیٰؑ خوش اختر

نورِ نظرِ حور کا چہرہ نظری ہے
جو خار ہے چشمک زنِ مژگانِ پری ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

گردِ رہِ شبیرؑ ہوئی سرمۂ عرفاں ہر کور وہیں پڑھنے لگا کلمۂ ایماں
۲۵
اس درجہ ہوا نور سے لبریز بیاباں ہر مور بنی مردمکِ چشمِ سلیماں
یہ پاک کیا عکسِ شہِ ارض و فلک نے
کی بیع تیمم کے لیے خاک ملک نے

تھا فردِ بلندی میں وہ شہ کا قدِ بالا اور سایہ تھا قد آیۂ رحمت کا سراپا
۲۶
کی سایہ نشینی کی دو عالم نے تمنا تا زیر و زبر ہوں نہ دمِ حملہ مولا
کونین تہِ ظلِ ہما یوں جو در آئے
سایہ کے تلے صاف دو نقطے نظر آئے

صحرا کا ہر اک ذرہ بنا شعلۂ ادراک اُڑ اُڑ کے گئی عالمِ بالا کی طرف خاک
۲۷
اک دم میں بنے کیفیتِ ساعت خمِ افلاک اللہ رے تاثیرِ غبارِ قدمِ پاک
پکڑا نہ تقاضہ روشِ شمس و قمر کا
ہے ٹھیک حساب آج تلک آٹھ پہر کا

یہ دبدبے مولا کے جو رن میں نظر آئے دہشت سے جگرداروں کے منہ کو جگر آئے
۲۸
انگلی سے بتاتے ہوئے لشکر میں در آئے ہشیار شجاعو وہ شہِ بحر و بر آئے
مقدور ہے انسان کو انساں سے وغا کا
اب جنگ کہاں سامنا ہے قہرِ خدا کا

ہر صف میں خبردار جو آکر یہ پکارا ہمت نے کیا دل سے دلیروں کے کنارا
۲۹
تھا تیر زبانوں کو نہ گویائی کا یارا حضرت کی طرف آنکھ سے کرتے تھے اشارا
ہیبت سے یہ رعشہ ہوا سب کے بدنوں میں
مانندِ زرہ چاک پڑے پیرہنوں میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۳۰
نوفل تو چلا ڈوبنے کو جانبِ دریا — اور سے کے شانوں کا لہو تیغ سے پونچھا
مُژدہ ہے کسی نے کہا اب ہوش میں آجا — خونِ علی اکبرؑ سے بھرا ہے ترا نیزا
چھل برچھی کا دھو بچنے کی تدبیر یہی ہے
چھپ جا ارے بے پیر کہ شبیرؑ یہی ہے

۳۱
فراشوں کو ڈر کر عمر سعد پکارا — اب رن سے کہیں دور کرو خیمہ ہمارا
ہر چند اجل کا ہے نہ درمان نہ چارا — پر فکر حفاظت کی کرو کچھ تو خدارا
توبہ پسرِ حیدرِ کرار رُکے گا
واللہ دو عالم سے نہ اک وار رُکے گا

۳۲
لشکر کو ندا دی کہ ذرا ہوش میں آؤ — حاکم سے جو اقرار ہے دل سے نہ بھلاؤ
گھوڑوں کو کسو اسلحۂ جنگ لگاؤ — ہاں تجربہ کار و ہنرِ جنگ دکھاؤ
دل کو نہ کرو نرم کہ یہ جنگ کڑی ہے
سنبھلو ارے سنبھلو کہ اجل سر پہ کھڑی ہے

۳۳
تدبیرِ عمر سے ہوئے سب مستعدِ جنگ — پردوں سے نکل آئے مثالِ شررِ سنگ
دل کھول کے اسواروں نے گھوڑوں کے لیے تنگ — چہروں سے پھریریوں کی طرح اُڑنے لگا رنگ
باندھیں کمریں کھولے علم دشتِ ستم میں
تلواریں تُلیں تیر ترازو ہوئے دم میں

۳۴
دہنے سے کبھی بائیں طرف جاتا تھا کوئی — لے جا کے الگ شمر کو سمجھاتا تھا کوئی
تیغ اپنی کسی شخص کو دکھلاتا تھا کوئی — حضرت کی طرف دیکھ کے رہ جاتا تھا کوئی
گر صلح کے حیلے تھے کبھی جنگ کے فن تھے
جتنے تھے دہن اُتنے ہی بیہودہ سخن تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۳۵
ناچار ہوئے گرمِ وغا اہلِ جفا سب — عقرب کے طریقے پہ چلے صورتِ عقرب
دل ست تھے خود چست تھے راکب مع مرکب — لشکر کی صفیں ہو گئیں میداں میں مرتب
مائل ہوئے میداں میں جفا کار ہزاروں
دریا پہ گئے رن سے کماندار ہزاروں

۳۶
چوبیں جو پڑیں جنگ کے نقاروں پہ یکدست — گونجا یہ فلک رعد کی آواز ہوئی پست
اسوار دکھانے لگے بجلی کی طرح جست — نامرد ہوئے نشۂ جرأت کی طرح مست
تلواروں پہ ایک ایک کی پڑنے لگیں آنکھیں
جوہر کی طرح تیغوں میں گڑنے لگیں آنکھیں

۳۷
بانسوں بڑھے موجوں کی طرح برچھیوں والے — رعشے کے سبب ہاتھوں میں ہلتے ہوئے بھالے
ڈنکا جو بجا آگے بڑھے رن میں رسالے — سب اُن کو سنبھالے ہوئے وہ گرز سنبھالے
نو لاکھ چلے ایک شہِ جن و بشر پر
لاکھوں کی چڑھائی ہوئی زہرا کے پسر پر

۳۸
ناخن کی طرح ہاتھوں میں پیوست کمانیں — اونچی ہوئیں تلواروں کی مانند سنانیں
گرمی کے سبب جسم میں گھبرا گئیں جانیں — تالو سے نکلنے لگیں تیغوں کی زبانیں
تھی دھوپ کے باعث یہ چمک تیروں کی پھل میں
گویا کہ اُڑی آتی ہیں بلور کی قلمیں

۳۹
قبضے پہ یہاں دستِ شہِ بحر و بر آیا — بولے ملک الموت اب ارمان بر آیا
اک دفعہ جو باہر سرِ تیغِ دو سر آیا — میدان میں بحرین کا مجمع نظر آیا
حیران ہوئے سب دیکھ کے تیغِ دو زباں کو
اک شمع میں دو شعلے نظر آئے جہاں کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

حدّت کی ہوئی آتشِ شمشیر سے شدّت — چنبر کی طرح خود بدلنے لگے رنگت
۴۰
تلواریں ہوئیں ماہیٔ بے آب کی صورت — سایہ میں سپر کے تپِ محرق کی حرارت
اس آگ سے آثار نرالے نظر آئے
چار آئینوں میں عکس سے چھالے نظر آئے

رن گرد میں اور گرد نہاں چرخِ کہن میں — چھپتا تھا بدن روح میں پوشاک بدن میں
۴۱
پوشیدہ سخن کان میں آواز دہن میں — قبروں میں کفن اور کفن مردوں کے تن میں
ہیبت سے یہ گم ہوش ہوئے پیرِ فلک کے
غش کھا کے گرا عرش سے دو تیر سرک کے

شمشیرِ شرربار نے اعجاز دکھایا — یوں شعلوں سے فوراً کرۂ نار بنایا
۴۲
سیماب صفت اڑ گیا جو سامنے آیا — کفار کے سائے سے دھواں اس نے اٹھایا
اسپند صفت سائے اچھلتے نظر آئے
ہمزاد بھی اس آگ میں جلتے نظر آئے

خالی کمریں ہو گئیں ڈھالوں کی طرح سے — پکّی گرہ نیزہ کبابوں کی طرح سے
۴۳
پانی ہوئے سب خود حبابوں کی طرح سے — تھیں پتلیاں آنکھوں میں رکابوں کی طرح سے
جنگاہ میں بازاروں کے سامان عیاں تھے
دنیا کے تماشے تھے طلسماتِ جہاں تھے

عریاں جو ملی تیغ بدن ہو گئے ملبوس — ہر خود سیہ بن گیا اس شمع کی فانوس
۴۴
جوہر کے چمن سے جو وہ باجے ہوئے مانوس — جلوہ کیا زخموں نے مثالِ پرِ طاؤس
ٹھہری نہ کہیں تیغ شہِ قلعہ شکن کی
کاٹی نہ پسند آئی اسے ایک بدن کی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سب دو ہوئے کوئی نہ اکیلا نظر آیا ‌‌ پتھرایا ہوا آنکھوں کو ڈھیلا نظر آیا
۴۵
موجوں کی طرح فوجوں کا ریلا نظر آیا ‌‌ کیا گھاٹ پہ تلوار کے میلہ نظر آیا
توبہ کہاں میلہ کہ عیاں حشر نیا تھا
اس گھاٹ نے مُردوں سے سقر پاٹ دیا تھا

بھالے جو سنبھالے ہوئے تھے شامی لشکر ‌‌ نیزے پہ اُٹھا لے گئے ان کو شہِ صفدر
۴۶
اک راکب و مرکوب تھے نیزے میں برابر ‌‌ جس طرح کباب آئے نظر سیخ کے اندر
ہر قطرۂ خوں غنچے کی تصویر بنا تھا
پھولوں کی چھڑی نیزۂ شبیرؑ بنا تھا

شہرت الفِ نیزہ کی تھی قاف سے تا قاف ‌‌ اُنگلی سے گرہ کھولتا تھا ناف کی وہ صاف
۴۷
کیا بیچ میں تھا ناف کے مثلِ الفِ ناف ‌‌ قائم کبھی مابینِ جگر تھا صفتِ کاف
پھل نیزے کا جس وقت میانِ کمر آیا
پھر کاف کمر کا یہی مرکز نظر آیا

بھولے کلمے اف کے سب مٹ گئے غرّے ‌‌ دانت اُن کے پئے قطعِ سخن بن گئے آرے
۴۸
جھنجھلا کے کیے شمر نے لشکر پہ تبرّے ‌‌ خورشید چھپا ذروں میں خورشید میں ذرّے
طاؤس نہاں ہو گئے اژدر کے گھروں میں
شہباز چھپے ڈر کے کبوتر کے گھروں میں

ناگہ قدر اندازوں کو یہ شمر پکارا ‌‌ چلتا نہیں اب تیرِ ہنر کوئی تمھارا
۴۹
آمادہ کماندار ہوئے پا کے اشارا ‌‌ چلّے چڑھے کاندھوں سے کمانوں کو اُتارا
ترکش ہوئے خالی دہنِ غار کی مانند
تیر اُڑنے لگے افعیِ پردار کی مانند

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۵۰
اس تیغ سے سب تیر و کماں چھوڑ کے بھاگے
راکب فرس عمر رواں چھوڑ کے بھاگے
جسموں کے قفس طائرِ جاں چھوڑ کے بھاگے
کیسے قفس تن کہ جہاں چھوڑ کے بھاگے
تھی قہرِ خدا جنگ شہِ تشنہ دہاں کی
خود مرگ طلبگار ہوئی امن و اماں کی

۵۱
ناگاہ ندا ایک منادی نے سنائی
بس مالکِ کونین کرو ختم لڑائی
خنجر کے تلے کیجیے اب وعدہ وفائی
سر گود میں رکھنے کے لیے فاطمہ آئی
تھرا گیا فرزندِ خوش اقبالِ پیمبرؐ
یاد آ گئی بے پردگیِ آلِ پیمبرؐ

۵۲
کی زیبِ نیام اُس یداللہ نے تلوار
اتنے میں لبِ نہر نظر جا پڑی یکبار
کٹوائے ہوئے ہاتھ نظر آیا علمدار
چلائے کہ اے میرے برادر مرے غمخوار
نرغے میں ہزاروں کے مجھے چھوڑ کے سوئے
کیا چین سے بھائی کی کمر توڑ کے سوئے

۵۳
جب مصحفِ اعجاز کے ٹکڑے ہوئے رن میں
یعنی کہ لگے زخم تنِ شاہِ زمن میں
گرمی سے زباں خشک تھی حضرت کے دہن میں
طاقت نہ رہی قوتِ بازوئے حسنؑ میں
تنہائی کا بلوہ تھا شہِ جن و بشر پر
اک ہاتھ تھا سینے پہ اور ایک ہاتھ کمر پر

۵۴
القصہ لبِ نہر شہِ بحر و بر آیا
بھائی کو جو بے دستِ مقدر نے دکھایا
بالائے زمیں آپ کو گھوڑے سے گرایا
لاشے کو کلیجے سے لگا کر یہ سنایا
کچھ اس کی دوا تم سے برادر نہیں ہوتی
سیدھی کمرِ سبطِ پیمبرؐ نہیں ہوتی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ناگہ فلک گرد زمیں پر ہوا پیدا گھبرا کے نظر کرنے لگا لشکرِ اعدا
۵۵
حیراں درِ خیمہ پہ جو تھی عترت مولا زینبؑ سے کہا فضّہ نے اے دخترِ زہراؑ

قربان گئی بوئے وطن آتی ہے رن سے

حضرت کی مدد کو کوئی آیا ہے وطن سے

نکلا تتق گرد سے پھر اک شتر اسوار سو آنکھوں سے مشتاق جمالِ شہ ابرار
۵۶
پہنچا جو درِ خیمہ پہ تو دیکھے یہ آثار اک قافلہ روتا ہے پئے قافلہ سالار

یوں سوگ میں سب بیبیاں سر کھولے ہوئے ہیں

گویا کہ ابھی سارے عزیزان کے موئے ہیں

اک کہتی ہے کیوں ہو گئی موقوف لڑائی کیا لٹ گئی لوگو مری اماں کی کمائی
۵۷
اک کہتی ہے ہے مجھے کیوں موت نہ آئی سنتی ہوں سناں میرے جواں بیٹے نے کھائی

اک بچی یہ کہتی ہے قضا کر گئے عمو

میں پیاسی تو جیتی رہی اودھر مر گئے عمو

ہو کر متحیر شتر اسوار نے پوچھا اے سوگ نشینو کہو یہ خیمہ ہے کس کا
۵۸
فضہ نے کہا ہائے غضب پوچھتا ہے کیا بھائی تجھے جانا ہے جدھر یاں سے اودھر جا

مقتل میں پڑے سوتے ہیں سب گودوں کے پالے

اللہ اب اس خیمے کے وارث کو بچا لے

اس نے کہا یہ بچی جو روتی ہے بلاؤ پانی مرے ہمراہ ہے چھاگل میں پلاؤ
۵۹
چلائی سکینہ کہ نہ یہ بات سناؤ پانی کا نہ لو نام خدا کے لیے جاؤ

منہ حشر کے دن کیا میں دکھاؤں گی خدا کو

فریاد ہے پانی میں پیوں کھو کے چچا کو

Presented By: https://jafrilibrary.com
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

اوّل سے زیادہ ہوا حیراں شتر اسوار ناگاہ نظر آیا اُسے لشکرِ خونخوار
٦٠
دل میں کہا شاید یہ ہے فوجِ شہِ ابرار پر کون وہ بیویاں ہیں مصیبت میں گرفتار

حال اپنا مفصل نہیں کہتی ہیں زباں سے

پوچھوں گا میں یہ حادثہ شاہِ دو جہاں سے

جولاں کیا ناقے کو سوئے لشکرِ کفار اور جا کے برابر یہ پکارا وہ خوش اطوار
٦١
اے لشکریو آیا ہوں یثرب سے میں ناچار بے خبر ہے تو لشکرِ اسلام کا سردار

برگشتہ ہوا کون شہنشاہِ عرب سے

بتلاؤ یہاں مورچہ بندی ہوئی کب سے

حضرت کے قدیمی وہ مددگار کہاں ہیں عباسؑ علمدار خوش اطوار کہاں ہیں
٦٢
اس وقت جنابِ شہِ ابرار کہاں ہیں خدام ہیں کس سمت خبردار کہاں ہیں

مشتاق ہوں پابوسیِ شہِ جن و بشر کا

عہدہ ہے مرے صادر و وارد کی خبر کا

پہلے یہ کہو دل متردد ہے ہمارا آقا جو ہمارا ہے یداللہ کا پیارا
٦٣
دشمن کو بھی تکلیف نہیں ان کو گوارا یہ واقعہ کیا ہے مجھے بتلاؤ خدارا

یاں نہر پہ اترا ہے پیمبرؐ کا نواسا

اک قافلہ کا قافلہ وہ مرتا ہے پیاسا

وہ سامنے مقتل کے جو اک خیمہ بپا ہے اک غول وہاں بیبیوں کا مشغولِ بکا ہے
٦٤
بچوں کے لیے ہائے نہ پانی نہ غذا ہے حیرت ہے کہ عہدِ شہِ عادل میں یہ کیا ہے

شبیرؑ نہ ان لوگوں کی امداد کو پہنچے

منصف کے زمانے میں نہ یہ داد کو پہنچے

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۶۵
بلتی ہے زمیں جبکہ وہ دیتے ہیں دہائی — کیا اُن کی صدا کان میں شہ کے نہیں آئی
اب تک مرے مولا نے نہ کی عقدہ کشائی — دربارِ حسینی میں نہیں ان کی رسائی
آسودہ تھے سب عصرِ یداللہ و نبیؐ میں
یہ فاقے سے ہیں عہدِ حسینؑ ابن علیؑ میں

۶۶
کیا ہیں یہ گنہگار جنابِ شہِ ذیشاں — پر عاصی و خاطی پہ بھی کرتے ہیں وہ احساں
مشہور ہے آفاق میں فیضِ شہِ مرداں — اللہ کے مانند ہیں بخشندۂ عصیاں
قاتل پہ ترحم کیا تعذیر کے بدلے
شربت دیا آبِ دمِ شمشیر کے بدلے

۶۷
حاصل جو مجھے ہوگی قدم بوسیٔ شبیرؑ — بخشاؤں گا پہلے انہی لوگوں کی میں تقصیر
یہ سُن کے ہوئے خندہ زناں ظالمِ بے پیر — کہنے لگے آ ہوش میں کیا کرتا ہے تقریر
شمر و عمرِ سعد ہیں سردار ہمارے
یہ لوگ ہیں سادات گنہگار ہمارے

۶۸
یاں اور ہی چہرے ہیں وہ دفتر نہیں بھائی — ہم میں سے کوئی شیعۂ حیدرؑ نہیں بھائی
یاں لاکھوں کی گنتی ہے بہتّر نہیں بھائی — اکبرؑ کہاں زندہ علی اصغرؑ نہیں بھائی
دربار ہے باقی نہ وہ سرکار ہے باقی
لٹنے کو فقط عترتِ اطہار ہے باقی

۶۹
اب سلطنت نائب حیدرؑ ہوئی آخر — فوج پسرِ فاتحِ خیبر ہوئی آخر
نسلِ حسنؑ و مسلمؑ و جعفرؑ ہوئی آخر — ذریتِ زہراؑ و پیمبرؐ ہوئی آخر
اُن کا تھا کب اس حشمت و توقیر کا لشکر
وہ گنجِ شہیداں میں ہے شبیرؑ کا لشکر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

ناقے سے گرا خاک پہ وہ صاحبِ توقیر دوڑا طرفِ خیمہ یہ کرتا ہوا تقریر
۷۰
تسلیم مری اے حرمِ صاحبِ تطہیر خط لایا ہوں صغرا کا پئے اکبر و شبیر

سن کر یہ خبر اور مرض اس کا بڑھے گا

اکبر کے تو پرزے ہوئے خط کون پڑھے گا

بیبیوں نے نوید آمدِ قاصد کی جو پائی غل پڑ گیا صغرا کی وطن سے خبر آئی
۷۱
بانو نے کہا بیٹ کے سینے ہے مری جائی بھائی کو نہ قسمت نے خبر تیری سنائی

برچھی لگی اکبر کے دلِ پاک میں صغرا

ارمان ترے مل گئے سب خاک میں صغرا

زینب نے درِ خیمہ پہ آکر یہ کہی بات حضرت سے بھی میدان میں کی تو نے ملاقات
۷۲
اس نے کہا رن میں تو نہیں شہِ ذی ذات غل پڑ گیا لو قتل ہوا وارثِ سادات

بولی کوئی اغلب ہے کہ نرغے میں گھرے ہوں

یا قبر پہ معصوم کی غش کھا کے پڑے ہوں

زینب نے کہا میں تو ہوں اس غم میں گرفتار محبوس ہوئے ہوں نہ کہیں سیدِ ابرار
۷۳
گر قید ہوئے بھائی تو اب جینا ہے دشوار ہے ہے مرا سید مرا بیکس مرا غمخوار

تحقیق جو شہ کی نہ خبر پاؤں گی لوگو

سر ننگے نجف کو میں چلی جاؤں گی لوگو

پھر مرقدِ زہرا کی طرف کو یہ پکاری لو بی بی کمائی ہوئی برباد تمہاری
۷۴
کیا سوتی ہو یاں سو گئی تقدیر ہماری کیا جانے کدھر کو گئی بھائی کی سواری

مرقد سے اٹھو عرش کے پائے کو ہلا دو

صدقے گئی اماں مجھے بھائی سے ملا دو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۷۵
سادات کے نوحہ سے جو محشر ہوا برپا — ملنے لگا عباس کا لاشہ لبِ دریا
خیمے کو سراسیمہ چلے سیدِ والا — چلائی سکینہ کہ وہ آئے مرے بابا
میں صدقے مرے رونے سے گھبراتے ہیں حضرت
آواز مری سن کے چلے آتے ہیں حضرت

۷۶
قاصد بھی جھکا مجرے کو شاہِ شہدا کے — صغرا کا عریضہ دیا ہاتھ اپنا بڑھا کے
رونے لگا احوال پہ شاہِ دوسرا کے — کہتا تھا کھلے آج یہ اسرار خدا کے
پیدا پئے شمشیرِ عدو حلق ہوا تھا
ان زخموں کی خاطر یہ بدن خلق ہوا تھا

۷۷
حضرت نے لفافے پہ جو صغرا کا پڑھا نام — طاقت نہ رہی ضبط کی جاتا رہا آرام
صغرا کے تصور میں پکارے شہِ ناکام — کیا دیکھتی ہے راہ ہماری سحر و شام
خط آنے سے پہلے ہی سب آخر ہوئے صغرا
مقبولِ جفا تیرے مسافر ہوئے صغرا

۷۸
عرضی لیے خیمے میں گئے سیدِ ذیجاہ — سیدانیاں سب جمع ہوئیں گردِ شہنشاہ
کھولا شہِ دیں نے خطِ ملفوف کو ناگاہ — ہر فقرے پہ نالہ کیا ہر لفظ پہ کی آہ
مضمون ہر اک سطر میں تھا رنج و الم کا
دل ٹکڑے ہوا جاتا تھا سلطانِ اُمم کا

۷۹
القاب میں تھے یک قلم الفاظ محبت — لکھا تھا فقط قبلۂ کونین سلامت
شکوہ میں لکھوں آپ کو یہ کیا مری طاقت — پر ہاں مجھے ہے اپنے مقدر سے شکایت
تسکین نہ دل کو ہے نہ آرام جگر کو
دیدار تو اک سمت، تڑپتی ہوں خبر کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

جب دھوپ بہت پڑتی ہے اے حیدرِ ثانی / کہتی ہوں کہاں ہونگے یداللہ کے جانی
۸۰
سختی ہو کہ امسال ہے غلّے کی گرانی / گرمی کے سبب خشک ہے نہروں کا بھی پانی

کیا جانیے حضرت وہاں بھوکے ہیں کہ پیاسے
نفرت ہے کچھ ان روزوں مجھے آب و غذا سے

مر جاؤں کہ جیتی رہوں میں ششدر و مضطر / اس دھوپ میں آئیں نہ مرے لینے کو اکبر
۸۱
اُن بستیوں کے لوگ دغا باز ہیں اکثر / حضرت سے جدا ہوئیں نہ عباس دلاور

ناموس شہنشاہِ مدینہ کی خبر لیں
بھولے وہیں مجھ کو وہ سکینہ کی خبر لیں

اس فقرے پہ غش کھا گئے شاہِ شہیداں / بیمار کا خط پڑھنے لگی زینبِ نالاں
۸۲
کیا دیکھتی ہے آہ وہ مخدومۂ دوراں / صغرا نے یہ لکھا ہے کہ اچھی پھوپھی اماں

میں آپ کے صدقے کہ حضرت سے خبردار
پردیس میں دادی کی امانت سے خبردار

اماں کو بھی اصغر کی حفاظت کا رہے دھیان / اس دھوپ سے اس لُو سے بچائیں اُسے ہر آن
۸۳
کچھ ٹوپیاں کچھ کرتے بھیجتے ہیں میں قربان / پہنیں گے جو بھیا تو مرے نکلیں گے ارمان

کہنا کہ مری یاد بُھلائی علی اصغر
ہدیہ مرا مقبول ہو بھائی علی اصغر

یہ سنتے ہی سادات نے اک حشر مچایا / وہ ٹوپیاں اور کرتے کوئی خیمے میں لایا
۸۴
بانو کو مقدر نے یہ ہدیہ جو دکھایا / منہ کر کے سوئے مرقدِ اصغر یہ سنایا

پوشاک بدلنے کے لیے آئے رن سے
بیٹا علی اصغر کفن آیا ہے وطن سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

او گھٹنیوں مرقد سے چلے آؤ بلا لوں ‏ ‏ کرتا جو پسند آئے پہن جاؤ بلا لوں
۸۵
کچھ تم بھی بہن کے لیے بھجواؤ بلالوں ‏ ‏ قاصد سے اشارہ کوئی فرماؤ بلالوں
یہ کیا کہ صغرا سے مری جان بتا دو
ننھے سے گلے کا اسے سوراخ دکھا دو

پھر فضہ کو وہ ٹوپیاں کرتے دیے اُس آن ‏ ‏ رو کر کہا صغرا پہ اور اصغر پہ کر احسان
۸۶
جا گور پہ اس ہدیہ کو رکھ دے ترے قربان ‏ ‏ پر قبر پہ لکھنا کہ رہے دونوں پُرارمان
اے زائرو اس غم کا نہ پایاں ہے نہ حد ہے
صغرا کا یہ ہدیہ ہے یہ اصغر کی لحد ہے

قاصد سے یہ فرمانے لگے شاہِ خوش اوقات ‏ ‏ جا بھائی مری سمت سے کہہ دیجیو یہ بات
۸۷
صغرا ترے بھائی کو اجل آئی ہیہات ‏ ‏ دنیا سے پُرارمان گئے اکبرِ خوش ذات
اب راہ نہ تم دیکھیو دن رات ہماری
بے حشر کے ہوگی نہ ملاقات ہماری

یہ سن کے مدینے کو چلا قاصدِ غمناک ‏ ‏ عمامہ گرائے ہوئے چہرے پہ ملے خاک
۸۸
رخصت ہوئے یاں بیبیوں سے سبطِ شہِ لولاک ‏ ‏ مقتل میں گئے پیشِ صفِ لشکرِ سفاک
تیروں سے عدو نے شہِ عالم کو گرایا
بالائے زمیں عرشِ معظم کو گرایا

چاروں طرف آوازِ مبارک کی ہوئی دھوم ‏ ‏ جلاد پکارے وہ گرا گھوڑے سے مظلوم
۸۹
رستے سے جو مقتل کو مڑا قاصدِ مغموم ‏ ‏ بربادیِ ایمان و شریعت ہوئی معلوم
کلمہ شہِ مظلوم کو پڑھتے ہوئے دیکھا
اور سینے پہ جلاد کو چڑھتے ہوئے دیکھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

غش کھا کے گرا خاک پہ وہ بیکس و مضطر ناگاہ بجے فوج میں نقارے برابر

۹۰

قاصد نے نظر کی سوئے مقتل جو مکرر نیزے پہ نظر آیا سر سبط پیمبر

بے چوبوں کو تلواروں سے کٹتے ہوئے دیکھا

زینب کو شہ دیں سے لپٹتے ہوئے دیکھا

خاموش منیر اب کہ اٹھا شور قیامت اس نظم کا دیں تجھ کو صلہ شاہ ولایت

۹۱

ہر چند کہ تھی مرثیہ گوئی کی نہ عادت اُستاد کے صدقے سے یہ حاصل ہوئی دولت

محفوظ و خوش و خرم و آباد سلامت

یارب رہے دائم مرا اُستاد سلامت

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

مہر

سیّد آغا علی

نواب امین الدولہ سیف الملک سیّد آغا علی خاں فیروز جنگ نواب معتمد الدولہ کے فرزند اکبر تھے۔ ۱۲۴۷ھ مطابق ۱۸۳۲ء میں اپنے والد کی جگہ مسند نشین ہوئے۔ نہایت شاندار جشن منایا گیا۔ ۱۲۵۷ھ میں عراق کے لئے روانہ ہوئے۔ ۱۲۶۹ھ مطابق ۱۸۵۲ء میں بمقام کاظمین (عراق) وفات ہوئی اور رواق روضۂ امام میں مدفون ہوئے۔ صغیر لکھنوی کا مادۂ تاریخ یہ ہے:

"پیام مہد اجل کاظمین میں آیا" ۱۲۶۹ھ

دو دیوان ان کے یادگار ہیں۔ ایک ضخیم دیوان ۱۲۶۳ھ میں لکھنؤ سے شائع ہو گیا تھا دوسرا دیوان چھپ نہیں سکا۔

ناسخ لکھتے ہیں:-

"نواب امین الدولہ سیّد آغا علی خاں مہر شاگرد ناسخ و رشک خلف معتمد الدولہ لکھنؤ میں ولادت ہوئی۔ کانپور میں رہنے لگے تھے۔ نجف اشرف میں دفن ہوئے۔ زائر کربلا تھے۔ صاحب دیوان۔" (سخن شعرا)

سعادت خاں ناصر نے ان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے اور نام سیّد آغا علی بتایا ہے۔

"دست گوہر افشاں اس کا نیساں کا ہم سنگ" (خوش معرکہ زیبا)

نمونہ کلام

اٹھائیں گے تعمیر مرقد کی اک دن عمارات عالی اٹھانے سے حاصل
سوائے کفن جسم میں کچھ نہ ہوگا لباس تکلف دکھانے سے حاصل

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ملے گا کسی تکیہ میں فرش خاکی
سر فرش مسند پہ آنے سے حاصل

ملے خاک میں کیقباد و سکندر
سرِ کبر و نخوت اُٹھانے سے حاصل

نہ جم ہے، نہ وہ جام عالم نما ہے
طلسم اے فلک ہاتھ آنے سے حاصل

ہوس لے گئے ساتھ شداد و قاروں
عمارت سے حاصل خزانے سے حاصل

نہ کام آئے گا غیر نقدِ عمل کچھ
زمانے کا محصول پانے سے حاصل

یہ تصور بندھ گیا اس آئینہ تمثال کا
شک ہے مدّ آہ پر بھی آئینہ کے بال کا

لام و عین و نون و اعراب و نقط کو عشق ہے
زلف و چشم و ابرو خط سیاہ و خال کا

دیکھنے والوں کی ہے گردش نگہ کی آسیا
نازکی سے پس نہ جائے دیکھو دانہ خال کا

کثرتِ وحدت سے تیرا پا برہنہ وحشت میں
خار کو اک بال سمجھا شیشۂ تب خال کا

کہہ رہا ہے زیست میں اک اک گھڑی کم ہوتی ہے
غافلو یوں ہی نہ سمجھو بولنا گھڑیال کا

مرغ جاں عارف حق صید کرنا ہے اگر
پنبۂ علائق سے بنواؤ ڈورا جال کا

فلسفی کہتے ہیں جس کو سات طبقے چرخ کے
مہر وہ اک [illegible] ہے اس بلند اقبال کا

اس بات میں حواس بشر پانچوں ایک ہیں
احمدؐ سے تا شبیرؑ و شبرؑ پانچوں ایک ہیں

میں درہ کبک فاختہ بلبل ہیں پانچوں ایک
تو سرو، مہر و مہ گُل تر پانچوں ایک ہیں

مجھ تیرہ بخت حیرتی دودِ زلف کو
دن رات، صبح، شام، سحر پانچوں ایک ہیں

کھانے کو داغ ہونے کو صد چاک ہجر میں
دل، جان، جسم، سینہ، جگر پانچوں ایک ہیں

اے سیم تن صنم ترے ہر خاکسار کو
زر، سیم، خاک، لعل، گہر پانچوں ایک ہیں

عاشق کو مرگ و زیست میں رہنے کے واسطے
گھر، بحر، بر، بہشت، سقر پانچوں ایک ہیں

اس مہ سے بد حواسی دل بستگی میں مہر
شم، ذوق، لمس، سمع، بصر پانچوں ایک ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

آنکھیں ہیں چکارے کی کب اے فتنہ گر ایسی
چیتے کی دیکھی نہیں نازک کمر ایسی

پھرتا ہی نہیں جا کے جہاں کوئی مسافر
درپیش ہے انسان کو راہ سفر ایسی

اب ہم ہیں نہ گلشن ہے نہ مطرب نہ ساقی
یارب لگی اس بزم کو کسی کی نظر ایسی

تکتے تھے تری راہ کہ پیک اجل آیا
کیا دیر لگائی تھی اب اے نامہ بر ایسی

ہم جانتے ہیں تم کو ہے جس ماہ کی اُلفت
اے مہر یہ سچ ہے نہیں چھپتی خبر ایسی

ہے چاک تو برائے گریباں اے جنوں
کانٹے ہی چاہیے مرے دامن کے واسطے

چن چن کے اس کو کاٹتے رہتے ہیں باغباں
جو شاخ ڈھونڈتا ہوں نشیمن کے واسطے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مہرؔ

میرزا حاتم علی بیگ

میرزا حاتم علی بیگ مہرؔ ایک شریف اور معزز مغل قزلباش خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ مہرؔ کے پردادا نادر شاہ کے ساتھ اصفہان (ایران) سے ہندوستان آئے تھے۔ مہرؔ کے دادا رکن الدولہ امراؤ علی خان (مراد علی خان بہادر) ہندوستان میں پیدا ہوئے اور جوان ہو کر نواب شجاع الدولہ کے ندیم خاص پھر علاقہ "دل منو" ضلع رائے بریلی (اتر پردیش) کے ناظم سرکار ہوئے۔ مہرؔ کے والد کا نام میرزا فیض علی بیگ تھا۔ وہ انگریزی عملداری میں علی گڑھ کی تحصیلداری کے عہدے پر فائز تھے۔ مہرؔ بروز جمعہ ۴ جمادی الاول ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۸۱۵ء تقریباً ۴ بجے شام لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ان کا تاریخی نام "خورشید علی" تھا جس سے سنہ ولادت ۱۲۳۰ھ نکلتا ہے (آب بقا) مہرؔ خود کہتے ہیں کہ "مولد مرا شہر لکھنؤ ہے" مہرؔ کی عمر ابھی چار ہی برس کی تھی کہ وہ یتیم ہو گئے۔ مہرؔ کے والد مرزا فیض علی بیگ نے ۱۸۱۹ء میں انتقال کیا۔ باپ کی رحلت کے بعد مہرؔ کو تعلیم ان کی والدہ نے بڑے اہتمام سے دلائی۔ (ریاض الفردوس) مہرؔ کی والدہ کا انتقال کافی عرصے کے بعد ۱۲۸۶ھ میں ہوا۔ مہرؔ نے تاریخ وفات کہی "شد جنتی مادر پاک مہرؔ" (۱۲۸۶ھ) یہ تاریخ دیوان میں موجود ہے۔ مہرؔ کی والدہ غالباً فرخ آباد کی رہنے والی تھیں۔ اس لئے مہرؔ کا بچپن ننھیال فرخ آباد میں گزرا۔ لیکن بزرگوں کا وطن لکھنؤ تھا اور خود مہرؔ کو بھی لکھنؤ سے بے انتہا محبت تھی اس لئے زندگی کا بیشتر حصہ لکھنؤ میں گزرا۔ خصوصاً عشرۂ محرم لکھنؤ میں گزارتے تھے اور محرم کے زمانے میں اپنے سمدھی میر وزیر علی صباؔ کے مکان پر قیام کرتے تھے۔ لکھنؤ سے تعلق خاطر کا اظہار انہوں نے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

اپنے اشعار میں بار بار کیا ہے:-

آگرہ میں کوئی جا، جز پیر گیلانی نہیں
لکھنؤ میں روضۂ عباس مدفن ہو میرا

مجھ کو چھڑا کے لکھنؤ کی خاک پاک سے
اس چرخ رو سیاہ نے مٹی خراب کی

مہرؔ کو شعر گوئی کا شوق بچپن سے تھا اور چودہ برس کے سن سے شعر کہنے لگے تھے (تاریخ ادب اُردو) مہرؔ نے اُردو فارسی اور عربی پر قدرت حاصل کر لی تھی، تعلیمی استعداد بہت اعلیٰ تھی، ان کے عہد کا لکھنؤ علم وادب کا گہوارہ تھا اور مہرؔ کی پرورش علمی ماحول میں ہوئی۔ شیخ امام بخش ناسخؔ کی شاعری کا عروج تھا، اس لئے مہرؔ بھی ناسخؔ کے شاگرد ہو گئے اور شعر کہتے کہتے پختہ کار ہو گئے۔ مہرؔ کے بھائی مرزا عنایت علی بیگ ماہؔ بھی شاعر تھے اور خواجہ حیدر علی آتشؔ کے شاگرد تھے، مہرؔ نے ایک شعر میں اپنے بھائی ماہؔ کا ذکر اس طرح کیا ہے:-

دونوں وقت اب یہ دعا ہے حیدر کرار سے
بہر سبطین پیمبرؐ ہو فروغ مہرؔ و ماہؔ

۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۲ء میں جب مہرؔ اٹھارہ برس کے تھے ان کی شادی ہوئی اپنی شادی کی تاریخ خود کہی ہے جو دیوان میں موجود ہے:-

چوں مرا قیدیٔ زندان علائق کردند
سال تاریخ عروسی خودم بنوشتم

یعنی آزادہ وشے بودم واکنوں اے مہرؔ
از سر جبر گرفتار شدم بنوشتم

۱۲۴۸ھ

مہرؔ وکالت کی سند حاصل کرنے کے بعد کچھ دن تک آگرہ میں وکالت کرتے رہے لیکن موجودہ وکیلوں کی طرح نہ تھے کیونکہ موکل سے فیس کبھی طے نہ کرتے تھے۔ مقدمہ کی کامیابی کے بعد موکل نے اگر کچھ خدمت کی تو قبول کر لی ورنہ کچھ طالب نہیں ہوتے تھے، جو لوگ باہر سے اپیل کرنے آتے تھے اور مہرؔ کو اپنا وکیل کرتے تھے تو ان کا کھانا اور قیام خود مہرؔ کے ذمہ ہوتا، بلکہ واپسی میں اگر ان کو کرایہ کی ضرورت ہوتی تو وہ بھی میرزا صاحب سے وصول کر کے گھر جاتے تھے۔ مہرؔ کچھ دنوں آنریری مجسٹریٹ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

بھی رہے۔ اسی دوران منصفی کے عہدے کی تیاری میں مشغول ہو گئے ابھی عہدۂ منصفی کے امیدوار ہی تھے کہ حاسدین نے رخنہ اندازی شروع کردی۔" (آب بقا)

بالآخر ۱۲۶۴ھ مطابق ۱۸۴۸ء میں مہرؔ نے جب وہ چونتیس برس کے تھے انہوں نے قانون کا سرکاری امتحان پاس کیا۔ ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ء میں چنار گڑھ ضلع مرزا پور کے منصف مقرر ہوئے ان کے بعض اشعار عہدۂ منصفی کی طرف اشارہ ہیں:

منصفی کیجئے ہے اپنی حکومت میں چنار　　مہر پہلو میں نہ کیونکر دل سوزاں ہوتا

از بسکہ سوز ہجر سے خوگر ہوئے ہیں ہم　　منصف چنار گڑھ کے مقرر ہوئے ہیں ہم

آگرہ چھوٹ گیا مہرؔ تو چنار میں بھی　　ڈھونڈھا کرتی ہیں وہی کوچہ و بازار آنکھیں

ہر ایک کو داد سخن میں نے دی شاعروں میں　　بجا ہے مہرؔ جو منصف مجھے خطاب ملا

چنار گڑھ پہاڑی مقام ہے جنگلوں اور دشوار گزار راستوں کے اس علاقے میں ان کا مرکز تھا۔ ایک غزل کے شعر میں انہوں نے دیوانی عدالت کا بیان اس طرح کیا ہے:۔

پہاڑوں میں بیابانوں میں دیوانی عدالت ہے　　وہ دیوانہ ہوں جس کی کوہ و صحرا پر حکومت ہے

چنار گڑھ کے قریب یو پی کا اہم شہر بنارس ہے وہاں کے ارباب فضل و کمال سے ان کے قریبی مراسم تھے اور اکثر وہاں بھی ان کا قیام رہتا تھا۔ ایک غزل کے مقطع میں کہتے ہیں:۔

احباب بنارس کے لئے مہرؔ کا تحفہ　　ایک اور بھی ساتھ اس کے غزل جائے تو اچھا

منصفی کی ملازمت کا سلسلہ تقریباً آٹھ برس کے بعد ختم ہو گیا۔ ملازمت سے قطع تعلق سے متعلق ان کا ایک شعر غزل میں موجود ہے:۔

ساری عزت نوکری سے اس زمانے میں ہے مہرؔ　　جب ہوئے بیکار تو توقیر آدھی رہ گئی

۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۴ء میں انہوں نے آگرہ شہر میں بھی قیام کیا تھا لیکن ترک

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ملازمت کے بعد ۱۸۵۷ء میں وہ لکھنؤ میں موجود تھے۔ خواجہ عبدالرؤف عشرت لکھنوی لکھتے ہیں:-

''۱۸۵۷ء کے غدر میں سات انگریزوں کو اپنے گھر میں چھپایا۔ اس خدمت میں میرزا سخاوت علی بیگ (فرزند مہر) اور مہر کے ماموں (مرزا رجب علی) شریک تھے۔ پھر ان کو لکھنؤ سے لے کر آگرہ آ گئے۔ گورنمنٹ سے اس خدمت کے صلے میں بائیس پارچہ کا خلعت مع مالائے مروارید گھوڑا اور اسلحہ عطا ہوئے اور جاگیر میں دو موضع قریب فتح پور مرحمت ہوئے۔'' (آب بقا)

ان انگریزوں میں دو مشہور شخصیت بھی شامل تھیں، ایک مسٹر براؤن (آگرہ کے ڈپٹی کلکٹر ٹی این براؤن کے بھائی) اور مسز لوسیا بیلی زوجہ ولیم بیلی پروفیسر بریلی کالج ۷ افراد کو لے کر مہر آگرہ چلے گئے۔ گورنر جنرل نے ۱۸ دسمبر ۱۸۵۸ء کو ایک حکم نامہ جاری کرایا جس میں مہر کو ایک ہزار روپیہ مالیت کا ایک خلعت، بارہ سو روپیہ کی مالیت کا مال گزاری کا کوئی ضبط شدہ گاؤں اور مہر کے لئے تا حیات اس جاگیری گاؤں کی نصف مال گزاری معاف رہے گی۔ ۱۴ اپریل ۱۸۵۹ء کو آگرہ میں یہ خلعت مہر کو عطا کیا گیا، اس خلعت میں مندرجہ ذیل اشیاء شامل تھیں:-

(۱) دوشالہ گنار ایک جوڑ (۲) رومال شالی محرمات ایک عدد (۳) جغہ کمخواب پُر زر ایک عدد (۴) تھان مشروع ایک عدد (۵) تھان کمخواب پُر زر ایک عدد (۶) شال پکہ ایک عدد (۷) کلاہ مغلی زریں کار ایک عدد (۸) مالائے مروارید ایک عدد (۹) انگشتری طلائی بانگین یاقوت ایک عدد (۱۰) گھڑی ایک عدد (۱۱) بندوق ولایتی ایک عدد (۱۲) قبضہ شمشیر ولایتی ایک عدد (۱۳) ذاب شمشیر یعنی پرتلہ ایک عدد (۱۴) اسپ باکار چوبی سامان ایک راس، ان پارچوں میں سے کلاہ، تلوار اور بندوق پر فارسی میں ایک ایک شعر بھی تھا۔ مہر کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

گورنر کے دربار میں باریابی کا شرف بھی بخشا گیا۔ جاگیر اور خلعت پانے کی تاریخ مہرؔ نے جو کہی وہ یہ ہے "مبارک خلعت وجاگیرائے مہرؔ" (۱۸۵۹ء) کے انقلاب میں مہرؔ نے جن انگریزوں کی جان بچائی تھی انہیں لے کر وہ لکھنؤ سے آگرہ چلے گئے تھے اور اس کے بعد پھر مہرؔ نے آگرہ کو اپنا مستقل مسکن بنالیا تھا۔ آگرہ میں وہ کشمیری بازار اور نواب معتمد خان کی مسجد سے متصل مختلف مقامات پر سکونت پذیر رہے، آگرہ میں انہوں نے وکالت کے پیشے کو پسند کیا اس کے علاوہ وہ کچھ عرصے آنریری مجسٹریٹ بھی مقرر ہوئے۔ آگرہ ہائیکورٹ کے معزز وکیلوں میں مہرؔ کا شمار ہوتا تھا۔"

مہرؔ کے فرزند میرزا سخاوت علی ضیاؔ "ایٹہ" میں تحصیلدار تھے۔ مہرؔ اکثر اپنے بیٹے سے ملنے "ایٹہ" جایا کرتے تھے، ۱۸۷۹ء میں وہ "ایٹہ" گئے، تو انہیں ہچکی کا مرض شروع ہو گیا جو بعد میں مہرؔ کی موت کا سبب ہوا، چنانچہ ۲۹ شعبان ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸ اگست ۱۸۷۹ء بروز دوشنبہ غروب آفتاب کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے جسد خاکی کو اسد علی کے تکیہ میں دفن کیا گیا۔ قمری حساب سے مہرؔ نے چھیاسٹھ برس کی عمر پائی اور شمسی حساب سے ان کی عمر چونسٹھ برس کی تھی۔ میر انیسؔ کے منجھلے بھائی میر مہر علی انسؔ نے تاریخ وفات کہی:۔

میرزا حاتم علی مہرؔ آہ چوں رحلت نمود	رفت در فردوس اعلیٰ روح آں عالی مقام
با اجداو متقی بود عزادار حسینؑ	یا اللہ العالمین محشور گردد با امام
ہر تاریخ وفات آن مہ اوج کمال	انسؔ گفتم وائے ویلا شاعر شیریں کلام

۱۲۹۶ھ

میر انسؔ کے فرزند اکبر سید محمد ہادی وحیدؔ نے بھی قطعہ تاریخ کہا ہے:۔

چو حاتم علی مہر فرمود رحلت	گل عشرت دوستانش خزاں شد
جگر چاک در آتش گشت خانہ	بپا چار سو شور آہ و فغاں شد

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

بشد مشتہر ایں خبر چوں بعالم ز چشم دوات اشک حسرت رواں شد
زبس بود رنگیں نوا مثل بلبل نصیبش بہ گلزار خلد آشیاں شد
وحید از سر آہ تاریخ گفتم
کہ آں مہرِ اوجِ فصاحت بیاں شد

سید فرزند حسن جلیل نبیرہ میر انیس نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ کہا ہے:-

اٹھا وہ شاعرِ شیریں سخن زمانے سے کہ جس کے رنج والم سے جہاں ہوا برباد
کہا جلیل نے فوراً یہ مصرعِ تاریخ جناب مہر نے خلدِ بریں کیا آباد

مہر کی ایک تصویر نوجوانی کی مہر کے پروتے آغا مصطفیٰ قاسم ساحل قزلباش کے پاس کراچی میں موجود ہے۔ تصویر سے اندازہ ہوتا ہے کہ مہر بہت حسین اور طرح دار تھے۔ خواجہ عبدالرؤف عشرت لکھنوی نے مہر کی وضع قطع کے سلسلے میں لکھا ہے:-

"مہر داڑھی ہمیشہ منڈوایا کرتے تھے، جس کی وجہ سے چہرہ ہمیشہ صاف رہتا تھا ۱۲۸۷ھ میں جب مہر کو خدا نے پوتا عطا کیا تو اس خوشی میں مہر نے داڑھی رکھ لی، لوگوں نے جب سبب جاننا چاہا تو فرمایا کہ انہوں نے یہ منت مانی تھی کہ خداوند عالم نے اگر ان کو پوتا عطا کیا تو داڑھی رکھ لیں گے۔ مہر کشیدہ قامت تھے، رنگ گندمی نما تھا اور داڑھی کتروان تھی۔" (آب بقا) غالب نے ایک خط میں مہر کو "طرحدار اور کشیدہ قامت گندمی رنگ شخص بتایا ہے۔ جو مہر کے دلکش سراپا کا ثبوت ہے۔"

(اردوئے معلی حصہ اول)

مہر کا مذہب شیعہ اثنا عشری تھا، مگر وہ متعصب بالکل نہ تھے، اپنے عقائد کا اظہار انہوں نے متعدد غزلوں میں کیا ہے:

شیعہ ہوں، کس طرح نہ کروں قصدِ کربلا
عاشق ہوں، کیوں نہ کوچۂ قاتل پسند ہو

ھل اتیٰ ہے سند بخشش و احسان علیؑ لافتیٰ سے ہے عیاں مرتبہ و شان علیؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کیوں نہ ہو ناز مجھے اپنے دلِ روشن پر
ہے اس آئینے میں عکسِ رخِ تابانِ علیؑ

مقتدا شاہِ ہدا عقدہ کُشا شیرِ خدا
یہ سب القاب ہیں واللہ کہ شایانِ علیؑ

میرے مولا کے فضائل میں ہیں آیات و حدیث
ظاہر اللہ و نبیؐ پر ہے جو ہے شانِ علیؑ

قبرِ تاریک میں اک نور کا عالم ہوگا
مہرؔ آئے گا نظر چہرۂ تابانِ علیؑ

مجھ کو ہے سخت رنج و تعب یا علیؑ مدد
شاہِ نجف امیرِ عرب یا علیؑ مدد

یا مظہر العجائب و یا شاہِ لافتیٰ
حلّالِ مشکلات لقب یا علیؑ مدد

اے دستِ کردگار مراد دستگیر ہو
اب تھک گئے ہیں پائے طلب یا علیؑ مدد

اپنے گدائے در کو کیا تو نے بادشاہ
محروم پھر گیا کوئی کب یا علیؑ مدد

اب مہرؔ کا فروغ ہوا اے نور ذوالجلال
روز سیہ ہے غیرتِ شب یا علیؑ مدد

شکلِ میزانِ عدالت دیکھو صاحبِ تیغِ دو پیکر ہے علیؑ

آپ کی دل میں تولّا ہے تو اعدا کیا ہیں
یا علیؑ شیرِ خدا یہ سگِ دنیا کیا ہیں

مہرؔ کا بھی ہو گیا رتبہ دو چند
جب مدد کی حیدرِ کرار نے

ہے فخر ہمیں مہرؔ غلامیٔ علیؑ کا
رتبہ کوئی اور اس سے تو اعلیٰ نہیں رکھتے

میرزا حاتم علی مہرؔ کے عہد میں لکھنؤ اور دہلی کے جتنے مشاہیر تھے ان سب سے مہرؔ کے گہرے مراسم تھے۔ غالبؔ کے اکثر خطوط مہرؔ کے نام اردوئے معلّیٰ میں موجود ہیں۔ دونوں کی دوستی نہایت مخلصانہ اور بے تکلفانہ تھی۔ غالبؔ انھیں بندہ پرور، بھائی جان اور جناب کہہ کر یاد کرتے تھے۔ غالبؔ نے اکثر و بیشتر خطوط میں مہرؔ کی علمی لیاقت اور ان کی شاعری کی تعریف کی ہے۔ غالبؔ نے مہرؔ کو ایک خط میں لکھا ہے:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

''غزلیں آپ کی دیکھیں سبحان اللہ! چشم بدور! اُردو کی راہ کے سالک ہو گویا، اس زبان کے مالک ہو، فارسی بھی خوبی میں کم نہیں مشق شرط ہے، اگر کیے جاؤ گے لطف پاؤ گے''

مہرؔ کی ایک مثنوی ''شعاعِ مہر'' کی تعریف غالبؔ نے تقریظ لکھ کر کی ہے اس کے علاوہ مہرؔ کی ایک نظم ''بیانِ بخشائش'' کی تعریف بھی غالبؔ نے کی ہے، غالبؔ نے مہرؔ کے اسلوب شاعری کے سلسلے میں لکھا ہے کہ:-

''زبان پاکیزہ، مضامین اچھوتے، معانی نازک، مطالب کا بیان دلنشین۔''

غالبؔ نے ایک اور خط میں مہرؔ کی تعریف اس طرح کی ہے:-

''سحر ہوگی، خبر ہوگی، اس زمین میں وہ شعر یعنی

تمہارے واسطے، دل سے مکاں کوئی نہیں بہتر
جو آنکھوں میں تمہیں رکھوں تو ڈرتا ہوں نظر ہوگی

کتنا خوب ہے اور اردو کا کیا اچھا اسلوب ہے۔ قصیدے کا مشتاق ہوں، خدا کرے جلد چھپا پا جائے تو ہمارے دیکھنے میں بھی آئے۔''

غالبؔ نے مہرؔ کی تعریف یہاں تک کی کہ ایک خط میں ناسخؔ کے ہم پلہ قرار دیا ہے لکھتے ہیں:

''ناسخؔ مرحوم جو تمہارے استاد تھے میرے بھی دوست صادق اور الوداد تھے مگر یک فنی تھے، صرف غزل کہتے تھے، قصیدے اور مثنوی سے ان کو کچھ علاقہ نہ تھا، سبحان اللہ! تم نے قصیدے میں وہ رنگ دکھایا کہ انشاء کو رشک آیا، مثنوی کے جو اشعار میں نے دیکھے کیا کہوں کیا حظ اُٹھایا، خدا سے میں بھی چاہوں از راہِ مہر، فروغ میرزا حاتم علی مہرؔ اگر اسی انداز پر انجام پائے گی تو یہ مثنوی کارنامہ اُردو کہلائے گی، خدا تم کو جیتا رکھے تمہارا دم غنیمت ہے۔''

ناسخؔ تو مہرؔ کے استاد ہی تھے لیکن خواجہ حیدر علی آتشؔ سے بھی مہرؔ کو محبت تھی، چونکہ مہرؔ کے بھائی ماہ آتشؔ کے شاگرد تھے اس رشتے سے مہرؔ آتشؔ کو استاد ہی کی طرح سمجھتے تھے اور انہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

معنوی استاد تسلیم کرتے تھے، آتش سے ان کے گہرے مراسم تھے۔ مہر کہتے ہیں:-

مہر کو سب جانتے تھے صاحب فکر بلند
خواجہ آتش کیا جناب ناسخ مغفور کیا

آگ پانی میں لگا دیتے ہیں آتش ناسخ
ہم بھی اے مہر ہیں شاگرد انہیں استادوں کے

میرزا حاتم علی مہر ناسخ کے تلامذہ میں شامل ہونے پر بہت فخر تھا، انہوں نے اکثر غزلوں میں اپنے اُستاد سے عقیدت کا اظہار کیا ہے:-

نہ کیوں ہر طرز میں پڑھتا غزل اس ماہ کے آگے
مرا استاد کامل مہر ناسخ سا ہمہ داں ہے

مہر کا شمار ناسخ کے ممتاز شاگردوں میں ہوتا تھا اور مہر کو اس بات پر فخر تھا، اُستاد سے عقیدت ومحبت کے ثبوت میں ان کا وہ قطعہ تاریخ ہے جو انہوں نے ناسخ کی وفات پر کہا تھا اور تاریخ ناسخ ہی کے مصرع سے نکالی ہے:-

کیا کوئی سمجھے مہر کہ عاشق کا راز ہے — اس مطلع بلند پہ ناسخ کو ناز ہے
یہ مشت خاک، تیرے جلو کی نیاز ہے — گرائے سمند ناز یہی ترک تاز ہے
یعنی جناب ناسخ معجز کلام اب — عازم ہے سوئے خلد در خلد باز ہے
اس سے ہے ان کو عشق جو صاحب براق ہے — محبوب کبریا ہے، وہ عاشق نواز ہے

تاریخ فوت اپنی کہیں کیوں نہ دل سے آپ
"ناسخ ازل سے بندۂ شاہ حجاز ہے" ۱۲۵۴ھ

میرزا حاتم علی مہر لکھنؤ کے ممتاز مرثیہ نگاروں سے بھی بہت عقیدت رکھتے تھے، میر انیس، میر انس، میر ضمیر، مرزا دبیر سے بھی ان کے گہرے مراسم تھے، میر ضمیر کی وفات پر ان کا قطعہ تاریخ اس عقیدت کا ثبوت ہے، میر انیس کا ذکر مہر نے ایک غزل

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

میں اس طرح کیا ہے:-

سُن سُن کے حالِ دل مرا روتے ہیں گے دوست
غزلیں ہیں مہرؔ مرثیے گویا انیسؔ کے

میر وزیر علی صبا لکھنوی تو مہرؔ کے سمدھی ہی تھے، تفتہ، شیخ مہدی علی خاں ذکی، غلام امام شہید، منیر شکوہ آبادی، گلزار علی اسیر (فرزند نظیر اکبرآبادی) وغیرہ سے بھی مہرؔ کی دوستی تھی۔

مرزا رجب علی بیگ سرور کی کتاب ''شبستان سرور'' کے ہبہ نامے پر مہرؔ کی دستخط، پُرخلوص دوستی کی دلیل ہے۔ نور لکھنوی (شاگرد برق) کے دیوان پر مہرؔ کی تقریظ موجود ہے، یہ تقریظ نثر مقفّٰی کا اہم نمونہ ہے اور دوسری طرف نور لکھنوی سے مہرؔ کے مراسم و دوستی کا ثبوت بھی پیش کرتی ہے:-

میرزا حاتم علی مہرؔ کے تقریباً چوالیس شاگردوں کا حال تذکروں میں ملتا ہے، مہرؔ کے ایک شاگرد راجہ بلوان سنگھ کا حال خواجہ عبدالرؤف عشرت لکھنوی نے لکھا ہے:-

''آگرہ میں جب میرزا مہرؔ کی شاعری کی شہرت ہوئی تو مہاراجہ بلوان سنگھ بہادر والی کاشی، مقیم آگرہ ان کے شاگرد ہوئے اور پچاس روپیہ ماہوار تنخواہ بھی قدردانی کے لحاظ سے مقرر کردی، ان کا تخلص راجہ رکھا گیا۔'' (آبِ بقا)

(۱) منشی کفایت علی تنہا (۲) سیّد علی نقی جلالوی (۳) تمنا اکبرآبادی (۴) کنور چکرورتی سنگھ کنور (۵) انصاف اکبرآبادی (۶) سیّد قادر علی شعاع (۷) منشی رام سہائے تسلیم (۸) آغا حسین (نجم آفندی کے نانا) آغا حسین آغا کے دو شعر بہت مشہور ہیں:-

کیوں دل جلوں کے لب پہ ہمیشہ فغاں نہ ہو
ممکن نہیں کہ آگ لگے اور دھواں نہ ہو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

دیکھیں تو کس طرح انہیں ہوتا نہیں اثر
لو آج نامہ لکھتے ہیں خونِ جگر سے ہم

میرزا حاتم علی مہرؔ نے غزل قصیدہ، مثنوی، قطعہ تاریخ، واسوخت، مرثیہ، سلام، منقبت، رباعی، تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ مہرؔ نے نثرِ اردو کے نمونے بھی چھوڑے ہیں، ان کی تصانیف و تالیفات کی تعداد انیس بتائی جاتی ہے۔

''الماسِ درخشاں'' مہرؔ کا دیوان ہے۔ ''خیالاتِ مہرؔ'' اور ''الماسِ درخشاں'' سے تاریخ نکلتی ہے۔ یہ دیوان کتب خانوں میں عام طور سے موجود ہے۔ مہرؔ کے تین دیوان خارِ عشق، بخارِ عشق اور دیوان سوم غدر میں تلف ہو گئے۔

مہرؔ کی تین مثنویات کا سراغ ملتا ہے۔ مثنوی ''شعاعِ مہرؔ'' مثنوی ''ہمدمِ آخرت'' (دیکی) اور مثنوی ''داغِ نگار'' (یہ مثنوی مہرؔ نے دن بھر میں نظم کی تھی)

مہرؔ کی متفرق منظومات کے مجموعے ''بیانِ بخشائش'' ''داغِ دلِ مہرؔ'' ''شبیہِ عشرت'' ''عہدِ قیصریہ'' ''توقیرِ شرف'' وغیرہ ہیں جن میں قطعاتِ تاریخ، واسوخت و دیگر منظومات شامل ہیں۔

مہرؔ کی نثری تالیفات میں ''پنجۂ مہرؔ'' ''قاعدۂ نغمہ'' ''پارۂ عروض'' ''محیطِ آشنا'' ''مرزا دبیر کا قطعۂ تاریخ'' ''ایاغِ فرنگستان'' ''ذابِ انتقام'' معروف و مشہور ہیں۔

مہرؔ کے مرثیوں اور سلاموں کا مجموعہ اب تک دستیاب نہیں ہو سکا۔ یہ بات بہرحال طے ہے کہ مہرؔ ہر سال ماہِ محرم میں مرثیہ کہا کرتے تھے، اپنی مرثیہ نگاری کا ذکر انہوں نے غزل کے ایک مقطع میں کیا ہے:-

آ گیا ماہِ محرم، تو کہیں مرثیہ مہرؔ
اب تو کرنی ہی پڑی خاطرِ مہماں ہم کو

مہرؔ بہت پرگو شاعر تھے بقول صفیرؔ بلگرامی ''کلام ان کا مضبوط اور راسخ ہے'' (جلوۂ خضر جلد دوم) غالبؔ نے بھی ان کی سخن طرازی اور اندازِ بیان کی بڑی تعریف کی ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

آغا جو شرف لکھنوی ''افسانۂ لکھنؤ'' میں مہرؔ کی شاعری کو ''سحر'' کہتے ہیں:۔

یہ حاتم علی مہرؔ ہے جن کا نام ہمیشہ سے ہے سحر ان کا کلام
سُنا جس نے مشتاق پھر وہ رہا مزہ اُٹھ گیا دل کو ایسا کہا

مظفر حسین صباؔ لکھتے ہیں:۔

''میرزا حاتم علی بیگ اکبر آبادی، اُردو کے مشہور شاعر ہیں، شیخ امام بخش ناسخؔ کے شاگرد ہیں، آج کل اکبر آباد میں ان کو سب لوگ استاد مسلم الثبوت جانتے ہیں، گرچہ فارسی کی طرف توجہ کم ہے، پھر بھی جو کچھ کہتے ہیں سنجیدہ کہتے ہیں۔'' (تذکرہ روز روشن)

خواجہ عبد الرؤف عشرتؔ لکھنوی لکھتے ہیں:۔

''میرزا صاحب (مہرؔ) کے کلام میں روزمرہ اور محاورے کے لطف کے ساتھ کلام میں پختگی و ترکیب میں متانت اور مضامین بلند ہیں، بعض بعض مقامات پر استعارات اور تشبیہیں فارسی کی بھی موجود ہیں۔ کلام کو رنگین اور بلند کر کے دکھانے میں خاص ملکہ رکھتے تھے، بعض سادہ شعر میں ایسا مزہ پیدا کر دیا ہے جسے سُن کر آدمی پھڑک اُٹھے۔'' (آبِ بقا)

رام بابو سکسینہ رقم طراز ہیں:۔

''بہت پُر گو تھے۔ مختلف مضامین پر لکھتے تھے اور تاریخ خوب کہتے تھے، دوسرے درجے کے شعرا میں مہرؔ کا رُتبہ بلند ہے۔ ان کے کلام میں سلاست و روانی، تناسب اور زبان پر قدرت ہے، بعض اشعار ان کے نہایت سلیس اور بہت پُر لطف ہوتے ہیں۔'' (تاریخ ادبِ اُردو)

مہرؔ نے اپنی شاعری کی ستائش میں بعض شعر کہے ہیں، مہرؔ میں احساس خودی موجود تھا اور کسی حد تک اپنی شاعرانہ صلاحیت سے وہ واقف تھے:۔

مرزا دبیرؔ و آتشؔ و ناسخؔ تو چل بسے روشن ہے سب کو مہرؔ اک استاد رہ گیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

حاتم ہوں اپنے وقت کا، یہ بھی ہے فیضِ مہرؔ
شاگرد جو ہوئے میرے، استاد ہو گئے

بے تیرے ممکن نہیں ہے، کچھ بھی لطفِ بزمِ شعر
مہرؔ تجھ کو ڈھونڈ کر سارے سخن داں پھر چلے

جنابِ میرزا حاتم علی مہرؔ ایک مرشد ہیں
جہاں پر یہ نہیں، کیونکر وہاں پر دوسرا ابھرے

اپنی تعریف کروں مہرؔ یہ ہاکا پن ہے
ورنہ سچ یہ ہے کہ میں ایک ہوں سو پہ بھاری

نمونۂ کلام (انتخابِ غزلیات)

مہرباں کیوں ہم پہ ہے نامہربانی آج کل
نے خط آتا ہے نہ پیغام زبانی آج کل

مرجھایا ہی جاتا ہے عجب حال ہے تیرا
کیا جانے لگی ہے تجھے کس کی نظر اے دل

گلزار ہے شہیدوں کا جنت کا ہم سواد
جائیں گے تو نہ آئیں گے پھر کربلا سے ہم

ستم ہے ظلم ہے ان کی طرف سے
محبت ہے، وفا ہے اور میں ہوں

نصیبوں کو عبث روتے ہیں کیا حاصل ہے رونے سے
نہیں مٹنے کی دھونے سے بھی یہ تحریر پانی میں

قاتل مری گردن پہ سر اک بارِ گراں ہے
دنیا سے جو انسان سبک جائے تو اچھا

یوں شفق میں تو نہ دیکھا تھا کبھی تاروں کا لطف
کامدانی کے دوپٹے پر ہے کس جوبن کا رنگ

جو نمک ہے ہند کے معشوق سبزہ رنگ میں
وہ فرنگن میں کہاں پھیکا رہا لندن کا رنگ

کیا گفتگو ہے میرؔ کے حسنِ کلام کی
اے مہرؔ میرؔ شاعروں کا میرؔ ہو گیا

احسانِ غیر بعد فنا بھی ہے ناگوار
دامانِ زخمی سے میرے دینا کفن مجھے

صدمے بہت اٹھائے بہت مضطرب رہے
اس تھوڑی زندگی میں بھی کیا کچھ کیا نہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

زلف اندھیر کرنے والی ہے　　تم نے ناگن بلا کی پالی ہے

آپ کے عہد میں مورد بیدار رہے　　آپ قاتل رہے ظالم رہے جلاد رہے

آپ کیا جانیں حقیقت مری　　جانتا ہے وہ جو پہچانتا ہے

انسان ہیں تو رحم کبھی آ ہی جائے گا　　وہ مہرباں بھی ہوں گے جو نامہرباں ہوئے

کیا گڑھ رہا ہے مسئلہ وحدۃ الوجود　　مرنا ہے ایک روز خیالِ عدم رہے

مہر کے دیوان ''الماس درخشاں'' میں چند غزلیں ایسی ہیں جن میں مختلف مصرعوں پر تضمین کا اہتمام کیا گیا ہے۔ صرف ایک مصرع کو لے کر پوری پوری غزلوں میں مختلف رنگ سے تضمین کی ہے:-

دیدۂ جوہر سے بینا ہو گیا　　آئینہ محوِ تماشا ہو گیا
دیکھ کر آئینۂ زانو ترا　　آئینہ محوِ تماشا ہو گیا
بعد موجد، عالمِ ایجاد میں　　آئینہ محوِ تماشا ہو گیا
کر دیا حیراں، جسے دکھلائی شکل　　آئینہ محوِ تماشا ہو گیا

باتیں جب غنچہ دہن کرتے　　چہچہے مرغِ چمن کرتے ہیں
تیرے مقدم سے ہے گلشن سرسبز　　چہچہے مرغِ چمن کرتے ہیں
کیا کوئی قیدِ قفس سے چھوٹا　　چہچہے مرغِ چمن کرتے ہیں
ہم صفیران قفس نالے کرو　　چہچہے مرغِ چمن کرتے ہیں
دیکھ کر ہم گل زخم بدن　　چہچہے مرغِ چمن کرتے ہیں
ساقیا قلقل مینا بھی سنا　　چہچہے مرغِ چمن کرتے ہیں
مرحبا، مرحبا، اے فصلِ بہار　　چہچہے مرغِ چمن کرتے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

دیکھ کر پھول کے شیشے ساقی — چہچہے مرغِ چمن کرتے ہیں
کہیں صیاد نہ سن پائے یہ غل — چہچہے مرغِ چمن کرتے ہیں
کیوں نہ ہوں کان لگائے ہوئے گُل — چہچہے مرغِ چمن کرتے ہیں

مہرؔ اب تو یہی غزل خوانی کر
چہچہے مرغِ چمن کرتے ہیں

کہیے بجلی کی تڑپ مہرؔ کہ پارا کہیے — فرقتِ یار میں بے تابیٔ دل کیا کہیے
کس گھڑی کا اسے جلتا ہوا پُرزا کہیے — فرقتِ یار میں بے تابیٔ دل کیا کہیے
ایک عالم ہے تڑپنے کا برابر دن رات — فرقتِ یار میں بے تابیٔ دل کیا کہیے
ناصحو، بات ہو کہنے کی تو کہیے اس کو — فرقتِ یار میں بے تابیٔ دل کیا کہیے
چین بیٹھے مجھے آتا ہے، نہ لیٹے آرام — فرقتِ یار میں بے تابیٔ دل کیا کہیے
کبھی پڑھتا ہوں عمل، پاٹ کبھی کرتا ہوں — فرقتِ یار میں بے تابیٔ دل کیا کہیے
کوئی خط لکھے جو مجھ کو تو میں لکھتا ہوں جواب — فرقتِ یار میں بے تابیٔ دل کیا کہیے
ہو گیا ماہیٔ بے آب کا زہرہ پانی — فرقتِ یار میں بے تابیٔ دل کیا کہیے
اب تو ہر بات میں اپنا یہ سخن تکیہ ہے — فرقتِ یار میں بے تابیٔ دل کیا کہیے
کربلا کا ہے کبھی عزم، وہاں کا ہے کبھی — فرقتِ یار میں بے تابیٔ دل کیا کہیے
کسی پہلو کسی کروٹ نہیں آتا آرام — فرقتِ یار میں بے تابیٔ دل کیا کہیے
تارِ برقی پہ خبر پہنچی تو کیا لکھتے — فرقتِ یار میں بے تابیٔ دل کیا کہیے
مرغِ بسمل بھی پھڑک جائے، جو دیکھے یہ تڑپ — فرقتِ یار میں بے تابیٔ دل کیا کہیے

مہرؔ موقع ہی نہیں کہنے کا بس چپ رہیے
فرقتِ یار میں بے تابیٔ دل کیا کہیے

گلا کاٹے وہ لپٹ کے گلے سے، پیار میں آئے — سرِ تسلیم خم ہے، جو مزاجِ یار میں آئے
نیاز اپنا اسے مقبول ہو، یا ناز فرمائے — سرِ تسلیم خم ہے، جو مزاجِ یار میں آئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

انہیں ہے مشق سفاکی، دھرے ہیں تیغ و طشت آگے | سر تسلیم خم ہے، جو مزاج یار میں آئے
وہ چاہیں اس کو ٹھکرائیں، وہ چاہے سر بلندی دیں | سر تسلیم خم ہے، جو مزاج یار میں آئے
کسی سے جو نہ جھکتا تھا، وہ ان سے جھک کے کہتا ہے | سر تسلیم خم ہے، جو مزاج یار میں آئے
یہاں ہر حال میں ہے شکر، اے ناصح شکایت کیا | سر تسلیم خم ہے، جو مزاج یار میں آئے

ستم اے مہر ہے یہ مصرع اصغر علی خان بھی
سر تسلیم خم ہے، جو مزاج یار میں آئے

ہو گیا ہم کو سمندر میں سمندر پانی | آگ تلوؤں سے لگی پھر گیا سر پر پانی
فندق پا سے ہوئی شمع پگھل کر پانی | آگ تلوؤں سے لگی پھر گیا سر پر پانی
پائے نگیں پہ پڑا پاؤں، عرق آیا مجھے | آگ تلوؤں سے لگی پھر گیا سر پر پانی
شوق آب دم خنجر میں ہے آتش قدمی | آگ تلوؤں سے لگی پھر گیا سر پر پانی
روئے اس پائے حنائی کے تصور میں جو ہم | آگ تلوؤں سے لگی پھر گیا سر پر پانی
جوش گریہ، دل سوزاں سے ہوا شکل کباب | آگ تلوؤں سے لگی پھر گیا سر پر پانی
ریگ آسا، دل سوزاں میں ہوا جوش سرشک | آگ تلوؤں سے لگی، پھر گیا سر پر پانی

تپ فرقت میں یہاں تک ہوا پاشوبہ کہ مہر
آگ تلوؤں سے لگی، پھر گیا سر پر پانی

مہر نے ایک غزل غیر منقوطہ کہی ہے، صرف تین شعر نمونے کے درج ہیں:-

دل کا حاصل ہو مدعا ہمدم | رحم کر آ ادھر کو آ ہمدم
کس طرح کا معاملہ ہوگا | وصل اس کا اگر ہوا ہمدم
اللہ اللہ آہ سرد سحر | گرم کس کس طرح ہوا ہمدم

مہر کی ایک غزل جس میں مصرع کے آخر میں مستزاد کا اہتمام کیا ہے، اس طرح کی غزلیں بہت کم شعراء کے دیوان میں ملتی ہیں:-

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

دردِ دل سے مجھے ایک لمحہ بھی آرام نہیں — کہہ دو عیسیٰ سے کہ جا
موت ہی خوب ہے اے زیست کا ہنگام نہیں — مہرؔ کیوں کیجیے دوا
دن نہیں، رات نہیں، صبح نہیں، شام نہیں — یہ بھی ہے کوئی ادا
وقت ملنے کا مگر داخلِ ایام نہیں — قولِ شاعر ہے بجا
نامہ بر بیٹھ رہے تھک کے کہاں تک دوڑیں — اب تو اے بادِ سحر
ایک مدت ہوئی کچھ نامہ و پیغام نہیں — ہائے قسمت کا لکھا

مہرؔ نے ایک غزل میں ایک ہی محاورہ یا خیال کو چار بار دہرا کر ایک مصرع بنایا ہے، یہ انوکھا انداز ہے، بعد میں داغؔ وغیرہ نے اس طرح کے بہت سے انداز اپنائے ہیں۔

کریں کیا ہوس، کریں کیا ہوس، کریں کیا ہوس، کریں کیا ہوس
نہیں اپنا بس، نہیں اپنا بس، نہیں اپنا بس، نہیں اپنا بس،
میں ہوں جاں بلب، میں ہوں جاں بلب، میں ہوں جاں بلب، میں ہوں جاں بلب،
کرو کچھ ترس، کرو کچھ ترس، کرو کچھ ترس، کرو کچھ ترس

یہ ہے بے کسی، یہ ہے بے کسی، یہ ہے بے کسی، یہ ہے بے کسی
نہیں ہم نفس، نہیں ہم نفس، نہیں ہم نفس، نہیں ہم نفس
میری آنکھ سے، میری آنکھ سے، میری آنکھ سے میری آنکھ سے
گیا مینہ برس، گیا مینہ برس، گیا مینہ برس، گیا مینہ برس

جہاں مہرؔ ہے، جہاں مہرؔ ہے، جہاں مہرؔ ہے جہاں مہرؔ ہے
وہیں آئے بس وہیں آئے بس، وہیں آئے بس، وہیں آئے بس

رباعیات:-

اللہ اللہ علی ہے ہم نامِ خدا — ہے وردِ زباں علیؑ علیؑ نامِ خدا
مشرک ہے جو اس میں شرک سمجھے اے مہرؔ — جب نام علی لیا، لیا نامِ خدا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

افسردگی طبع مضمحل میں دیکھی　　انسان کی کدورت آب وگل میں دیکھی
دل صاف نہ دیکھا ہم نے کوئی اے مہر　　یاں خاک ہی اُڑتی سب کے دل میں دیکھی

تضمین:۔

لگا حلقِ اصغر پہ تیرِ جفا　　تو سینے پہ اکبر کے نیزہ لگا
مگر واہ رے صبر شاہ ہدا　　یہی تھا زبان پر کہ رب العلا

سپر دم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۲۔

نادر

مرزا کلب حسین خاں

اعتصام الدولہ مرزا کلب حسین خاں بہادر مبارز جنگ نادر تخلص بنارس کے رئیس اور احترام الدولہ دبیر الملک نواب مرزا کلب علی خاں بہادر ہیبت جنگ کے فرزند تھے۔ نادر ایک ممتاز، خوشحال اور ذی علم خاندان کے رکن تھے۔ ان کے بزرگوں کا حال مولانا محمد حسین آزاد نے ''آب حیات'' میں لکھا ہے۔ نادر بنارس میں پیدا ہوئے لیکن ملازمت کے سلسلے میں کئی کئی برس مختلف شہروں میں مقیم رہے جیسے الہ آباد، آگرہ، فرخ آباد، غازی پور۔ اس زمانے میں ہندوستانیوں کے لیے ڈپٹی کلکٹر سرکاری ملازمت کی معراج تھی اور صرف معزز گھرانے کے لوگ اس منصب جلیل کے حق دار تھے۔ نادر خود ڈپٹی کلکٹر تھے بعد میں ان کے دو بیٹے مرزا کلب عابد خاں بشاش اور مرزا کلب علی خان عیاش بھی ڈپٹی کلکٹر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ سید مسعود حسن رضوی ادیب نے نادر کے تفصیلی حالات ''تذکرۂ نادر'' میں تحریر کیے ہیں۔

نادر کی علمی استعداد غیر معمولی تھی۔ عربی اسلامی علوم میں کافی دستگاہ رکھتے تھے تفسیر حدیث، فقہ، مناقب، تاریخ، سیر وغیرہ کی بلند پایہ عربی کتابوں پر ان کی نظر تھی اور شیعہ اور سنی دونوں فریقوں کی مستند کتابیں ان کے مطالعے میں رہتی تھیں۔ نادر، شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد تھے اور استاد کی بڑی عزت اور بہت قدر کرتے تھے۔ وہ ناسخ کو صرف ایک بڑا شاعر، نقاد، قواعد زبان کا ماہر اور واضح ہی نہیں، جید استعداد کا عالم بھی سمجھتے تھے۔ آزاد نے ''آب حیات'' میں لکھا ہے کہ نادر اکثر ناسخ کو بلایا کرتے تھے اور مہینوں مہمان رکھتے تھے۔ شیخ ناسخ کے خاص شاگردوں کے سلسلے میں آزاد، نادر کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

بارے میں لکھتے ہیں: ''نادر سب سے اخیر ہیں، مگر افراطِ شوق اور آمدِ مضامین اور کثرتِ تصانیف اور پابندیٔ اصول میں سب سے اول ہیں''۔ محسن لکھنوی ''سراپا سخن'' میں لکھتے ہیں ''ان کا کلام پسند خاص و عام ہے'' نادر کو شاعری اور مشاعرے کا جو شوق تھا اس کا ذکر آزاد نے یوں کیا ہے۔ ''تمام عمر انھوں نے ڈپٹی کلکٹری کی اور حکومت کے شغلوں میں گرفتار رہے مگر فکرِ شعر سے کبھی غافل نہ ہوئے۔ جس ضلع میں تبدیل ہو کر گئے مشاعرے کو اپنے ساتھ لیتے گئے۔ آزاد کا یہ بھی کہنا ہے کہ انھوں نے شعرا کے ساتھ خواہ سرکاری نوکریوں سے خواہ اپنے پاس سے ہمیشہ سلوک کرتے رہے۔ وہ شاعری کو بہت اعلیٰ فن سمجھتے تھے اور اس کی مخالفت روا نہیں رکھتے تھے۔ انھوں نے ''تذکرۂ شوکتِ نادری'' میں شاعری کی مخالفت کے اسباب سے بحث کر کے مخالفین کی رد کی ہے۔ نادر کا شمار استادوں میں ہوتا تھا۔ شاعری کے فن میں ان کے چالیس شاگردوں کا ذکر ملتا ہے۔

نادر خوش عقیدہ مذہبی آدمی تھے۔ انھیں آئمہ معصومینؑ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ ناصر لکھنوی نے ''خوش معرکۂ زیبا'' میں لکھا ہے ان کی غزل کے ہر مقطع میں مدح آئمہ اظہار ضرور ہوتی ہے۔ آزاد ''آبِ حیات'' میں لکھتے ہیں ''خوش اعتقادی ان کی قابلِ رشک تھی یعنی وصیت کی تھی کہ بعد وفات کے میرے ایک ہاتھ میں سلاموں اور مرثیوں کا دیوان دینا اور دوسرے ہاتھ میں قصائد کا دیوان رکھ دینا جو بزرگانِ دین کی مدح میں کہے ہیں''۔

۱۹ جون ۱۸۷۸ء/ ۱۷ جمادی الثانی ۱۲۹۵ھ کی شب میں نادر نے انتقال کیا اور اپنے ہی تعمیر کردہ امام باڑے واقع فتح گڑھ میں مدفون ہوئے۔ لیکن بعد میں ۱۹۳۸ء میں نادر کی مدفون میت کو کربلائے معلی عراق بھیج دیا گیا۔ ''غم نادر'' ان کے وفات کی تاریخ ہے جو طاہر فرخ آبادی نے نکالا تھا۔

نادر کے منظوم کلام کی مقدار بہت ہے۔ تذکرہ نگاروں نے ان کی غزلوں کے چار

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

دیوان بتائے ہیں۔ انھوں نے علاوہ غزل کے مرثیے، قصائد، مثنوی، رباعیات تضمین و تخمیس غرض جملہ اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کی نثری تصانیف میں شاعروں کا ایک تذکرہ ''شوکت نادری'' اور مجالس عزا میں پڑھنے کے لیے ایک کتاب ''فضائل الشہدا'' بعض کتب خانوں میں اب بھی محفوظ ہیں۔ قواعد اردو کے سلسلے میں ان کی ایک کتاب ''تلخیص معلّی'' ۱۲۸۰ھ میں شائع ہوئی تھی۔ منظومات میں علاوہ چار دیوانوں کے حضرت علیؑ کی مدح میں چالیس بند کا ایک مخمس کہا ہے جو ''شرح خاتمۃ المناقب'' کے نام سے ۱۲۷۲ھ میں مطبع حسینی اکبرآباد میں چھپا تھا۔ ''دیوان غریب'' نادر کے مخمسوں کا ضخیم مجموعہ ہے جس میں تقریباً پانچ سو شاعروں کی غزلوں کو مخمس کیا ہے۔ یہ مجموعہ ۱۲۸۴ھ میں مطبع دلکشا فتح گڑھ میں چھپا تھا۔ مسعود حسن ادیب نے ''دیوان غریب'' کو تذکرے کی صورت میں مرتب کر کے ''تذکرۂ نادر'' کے نام سے ۱۹۵۷ء میں سرفراز پریس لکھنؤ سے شائع کیا تھا۔ ''نظم نادر'' ان کے قصیدوں، مرثیوں، سلاموں اور نوحوں کا مجموعہ ہے جو مطبع دل افروز فتح گڑھ سے ۱۲۷۸ھ/۱۸۶۲ء میں چھپا تھا۔

نادر کے مرثیے اب نایاب ہیں۔ میرے ذخیرۂ مراثی میں نادر کے دو مرثیے ہیں، دونوں مرثیے ہم شائع کر رہے ہیں۔

۱۔ جب صف آرا ہوئے رن میں رفقائے شبیر ۵۰ بند

۲۔ جس دم کیا خروج مسیّب دلیر نے ۷۵ بند

دونوں مرثیے ۱۲۷۳ھ کا ترقیمہ ہیں۔ آخر میں لکھا ہے مالک ایں مرثیہ سید فرزند حسین۔ دونوں مرثیوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں جو روایات نظم کی گئی ہیں عام طور سے مرثیہ نگاروں نے انھیں مرثیوں کا موضوع نہیں بنایا۔ اور اس عہد میں جب واقعات کربلا کے علاوہ دیگر موضوعات پر بہت کم مرثیے کہے جاتے تھے۔ میرانیس اور مرزا دبیر کے بعد تو شاید ہی کوئی واقعہ محمدؐ و آل محمدؐ سے متعلق بچا ہو جسے مرثیے کا موضوع

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نہ بنایا گیا ہو۔ نادر کے متذ کرۂ بالا پہلے مرثیے میں وہب کلبی کا واقعہ نظم کیا گیا ہے۔ اس واقعے کو مرزا دبیر نے بھی نظم کیا ہے لیکن نادر کا مرثیہ دبیر کے مرثیے سے پہلے کا ہے۔ دوسرے مرثیے میں واقعۂ کربلا کے بعد کوفے کے ایک جوان مسیّب کا واقعہ نظم کیا ہے:

نادر کے مرثیے :-

۱۔ آلِ نبی پہ خاتمہ جود و ہمم کا ہے	در حال امام زین العابدینؑ
۲۔ آج بلوے میں اسیرانِ حرم آتے ہیں	کوفہ میں اہلِ حرم کی آمد
۳۔ اوج پہ ہے شوکت و شانِ تقی	امام محمد تقیؑ
۴۔ بلند عرشِ بریں سے ہے اوجِ بامِ حسنؑ	امام حسنؑ
۵۔ جب زمانے نے نشانوں کے پھریرے کھولے	حضرت قاسمؑ
۶۔ جب آئی خزاں فاطمہ زہرا کے چمن میں	حضرت عباسؑ
۷۔ جب جان کو سرورؑ پہ فدا کر چکے قاسمؑ	امام حسینؑ
۸۔ جو کوئی قائلِ حسنِ عسکری ہوا	امام حسن عسکریؑ
۹۔ حسن و صفا کے فضل میں کیا قال و قیل ہے	حضرت علی اکبرؑ
۱۰۔ حر سا بھی کوئی بندہ جانباز نہ ہوگا	حضرت حرؑ
۱۱۔ رفعتِ عرش ہے مقامِ رضا	امام رضاؑ
۱۲۔ عرشِ اعلیٰ سے بھی بڑھ کر ہے مقامِ باقرؑ	امام محمد باقرؑ
۱۳۔ کیا رتبہ ہے کیا قدر ہے کیا شانِ محمدؐ	رسولِ خداؐ
۱۴۔ کیا معرکہ آرا دمِ پیکار ہے مسلمؑ	حضرت مسلمؑ
۱۵۔ کون آفاق میں ہے مرتبہ دانِ حیدرؑ	امام جعفر صادقؑ
۱۶۔ کیا قدر کیا شکوہ ہے کیا شانِ اہلِ بیت	امام علی نقیؑ
۱۷۔ ماہِ رجب عجیب مہِ باکمال ہے	امام موسیٰ کاظمؑ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

۱۸۔ ہے عرش علی فرش جلو خانہ زہرا — حضرت فاطمہ

۱۹۔ یارب کوئی طفلی میں پدر سے نہ جدا ہو — فرزندانِ مسلم

ناؔدر کے مندرجہ ذیل مرثیے ذخیرۂ ادیب (علی گڑھ یونیورسٹی) اور راجہ صاحب محمود آباد کے کتب خانے میں محفوظ ہیں:-

۱۔ جس دم فرس سے راکب دوش نبی گرا — در حال شہر بانو

۲۔ اے یارو پیٹو ماہ محرم قریب ہے — روایت عزادار لڑکی

۳۔ آج بن میں دوستو زار و پریشاں ہے حسینؑ — ۳۴ بند

ناؔدر کے بیشتر مرثیے ائمۂ طاہرین کے حال میں ہیں واقعۂ کربلا کے بعد جو مصومین کی روحانی تاریخ شروع ہوتی ہے اس کا بیان ہے۔ اس لیے ان میں بغیر کسی تمہید کے فضائل و مناقب شروع ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد مختصر سے حالات، معجزات، سراپا پھر وفات اور بین کا ذکر ہوتا ہے۔ چونکہ یہ مرثیے مختصر ہیں اس لیے ان میں وہ طویل تمہیدیں نظر نہیں آتیں جو عموماً مرثیوں میں لکھی جاتی ہیں، اور عام طور سے مرثیہ گویوں کا محبوب موضوع ہیں۔ جیسے مناظر قدرت صبح کا سماں، شام کا منظر، پرندوں کا چہچہانا، جناب علی اکبر کا اذان دینا، جناب قاسم کی شادی اور اس سلسلے کے دیگر مراسم، شب عاشور خیموں کے اندر کی گفتگو، علم داری کے لیے جناب عباسؑ کا انتخاب اور جناب عون و محمد کا عزمِ جنگ اور شجاعت کے ولولے۔

تاہم ناؔدر کے وہ مرثیے جو واقعات کربلا سے متعلق ہیں ان میں دو ایک مرثیوں میں مختصر تمہیدیں بھی لکھی ہیں۔ مثلاً ایک مرثیہ میں جناب علی اکبرؑ کے حسن و جمال کا ذکر کیا ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے "نور" کو حسن سے تعبیر کیا ہے اور اس کا صلب حضرت آدم سے جناب عبدالمطلب تک منتقل ہونا پھر جناب عبداللہ اور جناب ابوطالب میں منقسم ہو کر اس نور کا جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ اور حضرت علی کے ذریعے امام حسینؑ اور جناب علی اکبرؑ تک پہنچنا، نہایت ربط و تسلسل کے ساتھ نظم کیا ہے۔ نمونے کے طور پر چند بند ملاحظہ ہوں۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

حسن وصفا کے فضل میں کیا قال و قیل ہے | وہ جانتا ہے جو کہ فہیم و عقیل ہے
ظاہر ثبوت کے لیے بین دلیل ہے | جو خالقِ جمال ہے وہ خود جمیل ہے
کیونکر نہ حسینوں کا شرف لازوال ہو
موجود جبکہ قول یحب الجمال ہو

سب سے زیادہ تھے جو حسیں آدمِ صفی | ہے واردِ حدیث کہ اس کی یہ وجہ تھی
یعنی کہ نور با شرف احمدؐ و علیؑ | پیشانی سے تھا اُن کے بصد شان منجلی
اس نور پاک کے جو ہمیشہ امیں رہے
مادام زیست شاکرِ حسن آفریں رہے

ہے اس میں کچھ نہ جائے تردد نہ جائے شک | آدم سے عبد مطلبِ نامور تلک
پیشانی میں ہراک کے تھی اس نور کی چمک | تابندگی میں تھا خلف نیرِ فلک
مبذول جب خدا کا وفور کرم ہوا
دو حصوں میں وہ نور مبیں منقسم ہوا

اک حصے کے امیں ہوئے عبداللہ رشید | تھا دوسرا مفوض بوطالبِ سعید
پھر قدرتِ خدا ہوئی اس طرح سے بدید | کیسا قریب ہوگیا جو امر تھا بعید
ان کے تو پارۂ جگر و دل نبیؐ ہوئے
اور ان کے نور چشم علیؑ ولی ہوئے

خلقت کی ابتدا سے جو یہ ربط ہو عیاں | کیونکر نہ ارتباط ہو دونوں کے درمیاں
اللہ رے نبیؐ و علیؑ کی شکوہ و شاں | ان پر نثار کیجئے ہوئے جو لاکھ جاں
نجم سپہر مرتبۂ عز و جاہ ہیں
الحق کہ اوج حسن کے یہ مہر و ماہ ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مشہور گو کہ تھا مہ کنعاں بہت صبیح — سب جانتے ہیں حسن میں افضل اسے صریح
وارد ہے یہ حدیث ولیکن بہت صحیح — فرماتے تھے رسول ہمیشہ انا ملیح

ہر چند خوبیوں میں صباحت کے شک نہیں
لیکن وہ حسن کیا ہے کہ جس میں نمک نہیں

پیدا ہوئی جو فاطمہ بنت مصطفےٰ — یہ نور اس میں تھا کہ جو زہرا لقب ہوا
پہنچا رسول پاک کو جب حکم کبریا — تب آپ نے علی سے کیا اس کو کد خدا

گھر میں علی کے قدرت حق کا ظہور تھا
جلوہ فزا نبی کا ہر اک سمت نور تھا

بطن بتول سے ہوا سبطین کا ظہور — تقسیم دو جگہ پہ ہوا مرتضیٰ کا نور
یہ حسن کا حسین و حسن میں ہوا وفور — خوبی کا شہرہ ہو گیا عالم میں دور دور

ہم صورت رسول حسن تا بہ ناف تھا
اشبہ حسین تا بہ قدم صاف صاف تھا

شبیر سا نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوئے گا — عالی نسب کسی کا بھی ایسا نہیں سنا
نانا نبی، علی سا پدر کل کا مقتدا — مادر ملی تو فاطمہؑ اشرف النسا

نور نبی و نور علی جو بہم ہوا
شبیر سا حسین کوئی عالم میں کم ہوا

الحق یم صفا کی شناور حسین تھا — اوج جمال کا مہ انور حسین تھا
یوسف سے ذی جمال فروتر حسین تھا — آئینۂ جمال پیمبر حسین تھا

سب جان کر ثواب، زیارت کو آتے تھے
آنکھوں سے اس کی خاک قدم کو لگاتے تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

المختصر شباب کا جب عنفواں ہوا اور فضلِ حق سے یوسفِ زہرا جواں ہوا
بانو سے عقد سرورِ تشنہ لباں ہوا آباد کیا بہو کے قدم سے مکاں ہوا

یہ امرِ خیر شہ کے جو حسبِ مراد تھا
کیا دل جنابِ حیدرِ صفدر کا شاد تھا

لکھا ہے یوں کہ گزرے تھے شادی سے چند سال ناگاہ بارور ہوئی بانوئے خوش خصال
اللہ نے عطا کیا فرزند با جمال خوشنودِ فضلِ حق سے ہوا فاطمہؑ کا لال

پُرنور اس سے قصرِ امیرِ عرب ہوا
دادا کا نام پایا تو اکبرؑ لقب ہوا

ناؔدر کے مرثیوں میں احادیث، روایات اور واقعات کے پہلو بہ پہلو شاعرانہ بیانات بھی ملتے ہیں اور ناؔدر کی اس خواہش کا بھی اظہار ہوتا ہے کہ عوام وخواص میں ان کا مرثیہ مقبول ہو اور مرثیہ گو کی حیثیت سے وہ دُور دُور تک وہ مشہور ہوں۔ چنانچہ جناب عباسؑ علمدار کے سراپا میں لکھتے ہیں۔

اب آگے یہ ہے فضلِ خدا سے مجھے منظور کچھ وصفِ سراپائے علمدار ہو مذکور
یہ مرثیہ مشہور ہو آفاق میں تا دُور شاباش کہے ذہنِ رسا کو مری جمہور

نقشہ جو کھینچے اس سے علمدار کے تن کا
یہ صفحۂ قرطاس بھی تختہ ہو چمن کا

سراپا نگاری:

ناؔدر نے یوں تو کئی بزرگانِ دین کا سراپا لکھا ہے لیکن زورِ طبیعت حضرت عباسؑ، جناب علی اکبرؑ اور فرزندانِ جناب مسلمؑ کا سراپا لکھنے میں صرف کیا ہے۔ اُن کے ایک ایک عضو کی تعریف کی ہے اور جگہ جگہ مرزا دبیؔر کے رنگ میں شاعرانہ موشگافیوں سے کام لیا ہے۔ پہلے سراپائے جناب علی اکبر علیہ السلام ملاحظہ ہو۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سوسن کی طرح کوئی اگر ہوئے صد زباں   اکبر کا وصف حسن نہ اس سے بھی ہو بیاں
ہم صورت رسولِ خدا تھا وہ نوجواں   دی تھی خدا نے اس کو علیؑ کی شکوہ و شاں
خلق حسنؑ تھا اس میں تو خو تھی حسینؑ کی
اس پر فدا تھی جان شہ مشرقین کی

موزوں خدا نے اس کو دیا تھا عجیب قد   زیبندگی تھی جس میں بھری بے حساب و حد
کھینچا تھا سرو باغ پہ اس نے جو خطِ رد   تھا راست یوں قلم سے کھینچے جس طرح سے مد
طوبیٰ نے دیکھ کر اسے سر کو جھکا لیا
اس نے چراغ شمع تجلی بجھا دیا

ہر عضو انتخاب تھا اور لاجواب تھا   روشن جبیں سے ماہ فلک کو حجاب تھا
خوبان روزگار میں وہ انتخاب تھا   الحق سپہر حسن کا رخ آفتاب تھا
تھی بسکہ داخل اس کی زیارت ثواب میں
اس وجہ سے نہ رہتا تھا چہرہ نقاب میں

اکبر کو دیکھ دیکھ کے سب پڑھتے تھے درود   کاکل سے حسن عارض تاباں کی تھی نمود
جس سے کہ پیچ تاب میں آجاتے تھے حسود   زلفیں تھیں یا کہ شمع رخ پاک کا تھا دود
دریائے حسن عارض تاباں تھا موج میں
پر کھولے تھے ہمائے سعادت نے اوج میں

عنبر تھا ہیچ کاکل دلجو کے سامنے   سنبل تھا کاہِ خشک ہر اک مو کے سامنے
تھا مشک، خونِ سوختہ گیسو کے سامنے   کر سکتا تھا نہ رایحہ و بو کے سامنے
تشبیہ تام فکر رسا کو بہم نہ تھی
زلفوں کی جو گرہ تھی وہ نافہ سے کم نہ تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ابرو بیاضِ حُسن میں تھی فردِ انتخاب   اس بیت کا نہ تھا کسی دیوان میں جواب
آیت یہ تھی تو چہرہ تھا اللہ کی کتاب   کیونکر زیارت ان کی نہ ہر اک کو ہو ثواب
محراب طاق ، دلکش ایوان حُسن تھی
الحق یہ دونوں کفۂ میزان حُسن تھی

بینی یہ روئے مصحف رُخ جو بلند تھی   قرآں کی رحل سے بھی فزوں دل پسند تھی
خوشبو میں سیب خلد سے الحق دو چند تھی   کب بد نگاہی سے اسے بیم گزند تھی
خط کو مثال سبزہ جو دیکھے گناہ ہے
ہاں جدول کتاب مجید اللہ ہے

شیریں زبان تر کی ثنا کا تھا یہ اثر   مداح کے دہن میں گھلی جاتی تھی شکر
اعجاز سے جو ہوتے تھے گویا لبان تر   پاتے تھے جان تازہ جو مردہ تھے بیشتر
یاقوت پھینک دیتے تھے ہونٹوں پہ وار کے
صدقے میں لعل دیتے تھے ان کے اتار کے

اکبر کبھی دکھائیں اگر خوبیِ ذقن   یوسف کنوئیں میں غرق ہو بارنج و با محن
گردن صراحی مئے قدرت ہے بے سخن   زیبا ہے یہ بھی کہیے اگر شمع انجمن
کس مرتبے میں حُسن و صفا کا وفور تھا
چہرہ میں نور قدرت حق کا ظہور تھا

چند بند سراپائے حضرت عباس علمدار میں بھی ملاحظہ ہوں۔ نادرؔ نے حضرت عباس علیہ السلام کا سراپا نہایت فخر سے لکھا ہے۔ سوچ سوچ کر ایک ایک عضو کی تعریف نظم کی ہے اور مضمون میں مضمون پیدا کر کے طبیعت کی جولانی اور اپنی قادر الکلامی کا ثبوت دیا ہے۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

تابندہ جو ہے اس کی وہ پیشانی انور ہے نور میں خورشید منور سے فزوں تر
جو صاحب انصاف ہیں سب کہتے ہیں یکسر ہے مطلع انوار الٰہی یہ مقرر

بیت ابروؤں کی خوب زیادہ ہے جو حد سے
مضمون یہ نکلا ہے اسی مصرعۂ قد سے

ابرو مدِ بسم اللہ قرآن شجاعت یا مطلعِ برجستۂ دیوانِ شجاعت
محراب ہے یا زینت ایوان شجاعت زیبا ہے جو کہیے اسے میزان شجاعت

لشکر جو ہے مژگان کا یہ کیا حال کرے گا
ہاں شامیوں کی فوج کو پامال کرے گا

نیزہ کی طرح دیکھنے میں ہے قد دلجو شمشیر نظر آتے ہیں اعدا کو وہ ابرو
ہے سخت کماں یا کہ ہے شاخ سر آہو اس قوس سے مژگان کے چلیں تیر ہر اک سو

جانبر جو عدو ہوئے تو مژگاں کی انی سے
بچنے کا نہیں ابروؤں کی تیغ دنی سے

کیا وصف لکھے چشم کا حیرت میں قلم ہے ہے عین حقیقت یہ کہ چشم ایسی تو کم ہے
آنکھ اس کو کہیں کیونکر وہ آہوئے حرم ہے یا نرگسِ شہلائے گلستان ارم ہے

آنکھوں میں سفیدی و سیاہی جو عیاں ہے
سب کہتے ہیں زہرہ سے زحل کو یہ قراں ہے

وہ خط سیاہ چہرے پہ کیا جانیے کیا ہے ہاں زلفوں کا عکس آئینہ رخ میں پڑا ہے
نورانی محاسن تو بس اک نور خدا ہے مسنون ہے ہرگز نہیں قبضہ سے سوا ہے

واں خال جو ہے خط میں تو یہ فکر لڑی ہے
نیلم کی مگر چنی زمرد میں جڑی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

درپیش ہے اب جو مجھے توصیف لبِ تر　　تر کرلوں زباں بادۂ کوثر سے تو بہتر
گلبرگ سے افزوں ہے نزاکت میں مقرر　　زیبندہ ہے اس لب کو کہوں گر لبِ کوثر
اور خالِ سیہ اُس پہ نہیں جلوہ نما ہے
یہ جام، علیؑ کا لبِ کوثر پہ دھرا ہے

مرثیے کے رزمیہ حصے میں عموماً میدانِ جنگ کا نقشہ، فوجوں کی آراستگی، مبارز طلبی، دوبدو جنگ، تلوار، گھوڑے کی تعریف رجز اور جنگ کا بیان ہوتا ہے۔ لیکن نادر نے اس حصے پر زیادہ زور نہیں دیا ہے۔ متذکرہ بالا موضوعات میں صرف چند پر دو دو چار بند کہہ کر وہ شہادت اور بین کی جانب بڑھ گئے ہیں۔ لیکن جہاں فکر کی ہے وہاں اچھے شعر بھی نکالے ہیں اور شاعری کا حق ادا کردیا ہے۔ ذیل کی ایک مثال سے ہمارے دعوے کی تصدیق ہوجائے گی۔ جناب علی اکبرؑ، امام حسین علیہ السلام سے جنگ کی اجازت لے کر میدانِ کارزار میں تشریف لاتے ہیں۔ اس سلسلے میں اسلحوں کا بیان، دشمن کی فوج میں ہلچل، نیزہ اور شمشیر زنی کے داؤں پیچ، تلوار اور گھوڑے کی تعریف، جناب علی اکبرؑ کا حملہ اور پھر جنگ کا ذکر ایسے دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ پورے واقعے کی تصویر ہماری نظروں کے سامنے پھر جاتی ہے۔

رخصت ہوا یہ شاہ سے سن کر وہ نوجواں　　گھوڑے پہ چڑھ کے ہوگیا جنگاہ کو رواں
اُس وقت کی میں کیا کہوں اُس کی شکوہ و شاں　　نیزہ تھا ایک دوش پہ اک دوش پہ کماں
جوشن پہن کے خود کو بالائے سر کیا
تیغِ علیؑ کو ڈاب میں زیبِ کمر کیا

زیبندہ پشتِ پاک پہ اس طرح تھی سپر　　کتفِ نبیؐ پہ مہر تھی جس طرح جلوہ گر
مل جاتی تھی سپر سے جو تلوار آن کر　　بدر و ہلال آتے تھے کیا اک جگہ نظر
نزدیک تھا سپر کے یہ عالم کمان پر
جیسے کہ جلوہ گر ہو دھنک آسمان پر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

مثلِ ہلال نعل تھی گھوڑے کی ، بدرِ سُم — گیسوئے حور سے تھی فزوں اس کی یال و دم

ہفتم سے گو کہ پانی نہ پایا تھا تا وہم — لیکن حواس و ہوش ہوئے تھے نہ اس کے کم

راکب اشارہ کرتا تھا جب اس کو باگ سے

اُڑتا تھا یوں شرار اڑیں جیسے آگ سے

آیا جو حرب گاہ سے ہمشکلِ مصطفیٰؐ — لشکر میں شامیوں کے اُجالا سا ہو گیا

باہم یہ سوچ سوچ کے کفار نے کہا — آئے ہیں از برائے مدد فخرِ انبیاءؐ

کس طرح آ کے ان سے کوئی سامنا کرے

سارا جہاں بھی جمع جو ہوئے تو کیا کرے

پھر لطف نیزہ بازی کا اس نے دکھا دیا — برچھیت جتنے تھے انھیں یکسر بلا دیا

برقِ سناں کا رن میں جو جلوہ دکھا دیا — بالکل چراغ کاہکشاں کو بجھا دیا

گل ایسے اس نے برچھی کے پھل سے کھلا دیئے

انداز نیزہ بازی کے سب کو بھلا دیئے

ایسے خدنگ اس کے کماں داروں پہ چلے — کتنے تو سامنے ہدف تیر ہو گئے

باقی جو تھے وہ سہم گئے اس کے خوف سے — چلا کے ایسے بھاگے کہ گوشوں میں چھپ گئے

سب اس کو دیکھ دیکھ خموشی میں آ گئے

ناوک فگن بھی حلقہ بگوشی میں آ گئے

میداں سے سب کے اٹھ گئے یکبارگی قدم — روباہ ، خوفِ شیر سے کیونکر کریں نہ دم

اکبرؑ نے تیغ ساتھ ہی آنے کے کی علم — چمکی مخالفین کے سر پر وہ ہر قدم

مثلِ شرر شریر جو تھے سب نکل گئے

ناری تمام شعلے سے سب اس کے جل گئے

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہوتی تھی جب نیام سے باہر دمِ ستیز
قتلِ عدو میں ہوتی تھی حد سے زیادہ تیز
ہوتی تھی جبکہ آب دمِ تیغ شعلہ ریز
رہتی نہیں تھی ناریوں کو پھر رہِ گریز
آمادہ تیغ ہوتی تھی جب امتحان پر
ہوتی تھی الاماں کی صدا ہر زبان پر

ہوتی تھی تیز خونِ عدو چاٹ چاٹ کے
دم لیتی تھی وہ سینہ و گردن کو کاٹ کے
ساحل پہ مارے کتنے ہی دریا کو پاٹ کے
اترے ہوئے ہزاروں ہی تھے اس کے گھاٹ کے
کہتے ہیں جن کو آیۂ لاسیف یاد ہے
الحق قضائے مبرم اسی سے مراد ہے

دشمن کوئی جو غرب سے جاتا تھا سوئے شرق
ہو جاتا تھا وہ آب دمِ تیغ ہی میں غرق
آجاتی گر پہ کسی کے وہ رشک برق
چورنگ کرتی گردن و سینہ میان و فرق
عقدہ عدو کا جو نہیں ہوتا تھا غم سے وا
ہو جاتا تھا وہ ناخنِ تیغ دو دم سے وا

نکلی نیام سے تو وہ بالائے سر گئی
اتری جو سر سے ناف و کمر سے گزر گئی
کاٹی کمر تو تنگ فرس سے اتر گئی
جا کر زمیں میں گاؤ زمیں پر ٹھہر گئی
وہ برق گہ فلک پہ تھی گاہے زمیں پہ تھی
احسنت کی صدا لبِ روح الامیں پہ تھی

ہمشکلِ مصطفےٰ نے یہ تھراؤ کر دیا
اک دم میں قتل گاہ کو لاشوں سے بھر دیا
سر کو اتار اتار کے زانو پہ دھر دیا
ہر اک لعیں کو قعرِ جہنم میں گھر دیا
عالم سیاہ شامیوں کی تھا نگاہ میں
سب الاماں پکارتے تھے قتل گاہ میں

آخر میں نادر کے مرثیوں کے مختلف مقاموں کے چند نمونے اور ملاحظہ ہوں۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

گھوڑے کی تعریف:-

تھا تہ ران عجب طرح کا تازی رہوار
گھوڑا ایسا نظر آیا ہے نہ ایسا شاہ سوار

خوش قد و خوش روش و خوش کمر و خوش رفتار
گھوڑا ظاہر میں تھا لیکن تھے پری کے آثار

جست اور خیز میں تو کب وہ نظر آتا تھا
باگ ہلتی تھی تو افلاک کو اُڑ جاتا تھا

چوکڑی بھولیں اسے دیکھ غزالان ختن
تھا وہ رفتار میں مانند نسیم گلشن

راکب آتا نہ نظر جب وہ اٹھاتا گردن
تیور ایسے نظر آئے ہیں نہ ایسی چتون

شکل و صورت میں تو مانوس نظر آتا تھا
دم اٹھاتا تھا تو طاؤس نظر آتا تھا

طاؤس چمن سے بھی بہتر دم و گردن
اور دشمن بد بیں کے لیے آنکھیں تھیں رہزن

خوش قامت و خوش رنگ خوش اسلوب و تن
اس طرح کے ہوں گے نہ حسیں خلق میں توسن

پیدا ہوا گر خامہ ہو رفتار ہرن کی
تعریف قلم بند ہو تب ان کے چلن کی

رکھتے تھے وہ رہوار عجب حسن دل آویز
تھی برق فلک ان کی سواری میں جلوریز

چالاکی و سرعت میں بہت خوب بہت تیز
کوڑے کی ضرورت تھی نہ کچھ حاجت مہمیز

چابک ہو رسا پشت پہ ذکر اس کا کیا تھا
باگوں کا اشارہ انہیں کوڑے سے سوا تھا

امام حسین علیہ السلام کی جنگ کا ایک منظر پیش ہے۔

شیروں کی طرح نعرہ زناں ہو گئے شبیر
روباہ کی مانند لگے بھاگنے بے پیر

بجلی کی طرح رن میں لگی کوندنے شمشیر
ہر وار پہ ہر ضرب پہ تھا نعرۂ تکبیر

تحسین کا تھا شور دل جن و ملک سے
صلواۃ کی آتی تھی صدا اوج فلک سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

جب مارتے تھے سرورِ دیں تیغ کو سر پر کٹ جاتے تھے چار آئینہ و چلتہ و مغفر
کتنے ہی شجاعانِ عرب کو کیا بے سر میداں میں کھلے شاہ کی شمشیر کے جوہر
تاباں صفتِ برق تھا دم تیغِ دو دم کا
ملتا تھا نشاں جادۂ صحرائے عدم کا

نیزہ جو لیے ہاتھ میں تھے سرور والا سب فوج ہوئی اس کی تکاں سے تہ و بالا
موسیٰ کا عصا تھا نہ سمجھے اسے بھالا ملنے میں وہ تھا ماہ رُخِ شاہ کا ہالا
روشن سرِ نیزہ سے ہر اک سمت کو رن تھا
چھڑ جیہ ارقم تھی تو پھل سانپ کا من تھا

مصروف تماشا تھا ہر اک اہلِ سماوات کرتے تھے کوئی وار اگر شاہِ خوش اوقات
مل مل کے کفِ غم کو یہ کہتے تھے وہ بدذات ہیہات ہے ہیہات ہے ہیہات ہے ہیہات
یا شاہ اماں، بہرِ خدا دیجیے ہم کو
بس کیجیے اب ضربتِ شمشیرِ دو دم کو

رجز:-

امام حسین علیہ السلام میدانِ جنگ میں تشریف لاتے ہیں، اور یزیدی فوج کو راہِ راست پر لانے کے لیے پہلے تو ایک تقریر فرماتے ہیں اس کے بعد فخریہ انداز میں خاندانی بزرگی اور برتری بیان کر کے اپنی بہادری کا اظہار کرتے ہیں۔ چند بند ملاحظہ ہوں۔

کیا جانیے کیا ہوگئی ہے عقل تمھاری واقف نہیں کیا مجھ سے تم اے فرقۂ ناری
کاندھے پہ پیمبرؐ کے چڑھا میں کئی باری قرآں میں ثنا خواں ہے مرا خالقِ باری
ہے فرض مودّت تمھیں آلِ نبویؐ سے
سو جان سے گاہک ہو حسینؑ ابنِ علیؑ کے

کیا تم سے فضائل کی کروں اپنی میں تفصیل جھولے کو جھلاتا تھا مرے آن کے جبریل
کرتے تھے پیمبرؐ مرے حلقوم کی تقبیل ناطق میری تفضیل پہ ہے آیۂ تنزیل

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

تفضیل مجھے خلق پہ ہے فضلِ خدا سے
واللہ کہ میں پاک ہوں رجس اور خطا سے
نانا ہے محمدؐ میرا فخر بنی آدم — بابا مرا شاہ نجف اللہ کا ضیغم
ماں فاطمہ زہراؑ مری مخدومۂ عالم — فخر اس کی کنیزی کا کرے خلق میں مریم
جو جو کہ سنے تم نے یہ سب نورِ خدا ہیں
بھائی ہیں حسنؑ ، جعفرِ طیار چچا ہیں
پر دل میں نہ سمجھو کہ یہ ہے عجز کی تقریر — عاجز نہیں واللہ کسی طرح سے شبیرؑ
خاصانِ خدا ہوتے ہیں سب تابع تقدیر — فرمانِ الٰہی میں نہیں کرتے ہیں تاخیر
ہے جی سے گوارا کیا خالق کی خوشی کو
عاقل نہ سمجھنا کبھی فرزند نبیؐ کو
واللہ کہ شبیرؑ شجاعت کا دھنی ہے — خوئے نبوی مجھ میں ہے خلق حسنی ہے
پر جی پہ خدا جانے کہ کیا آن بنی ہے — موقوف پہ شہادت مرے اس وقت ٹھنی ہے
ہے قبضۂ شمشیرِ علیؑ ضم مرے کف سے
ورثہ ہے شجاعت کا مجھے شاہ نجف سے
لوں تیر و کماں ہاتھ میں گر غیظ میں آ کر — سو سو کو پرو لوں ابھی اک نیزہ میں یکسر
کھینچوں میں اگر تیغ علیؑ میان سے باہر — لے کوہ سے تا گاؤ زمیں شق ہو مقرر
جوہر مری تلوار کے سب تم پہ عیاں ہیں
آفاق میں اس طرح کے ہتھیار کہاں ہیں

حضرت علی علیہ السلام کے غیظ و غضب کی ایک تصویر ملاحظہ ہو

فرطِ غضب سے چہرۂ انور کا تھا یہ حال — ہو دوپہر کو جیسے کہ خورشید کا جلال
غصے میں دونوں ابرو تھے ایسے کھنچے ہوئے
جس طرح سے کماں کے ہوں گوشے چڑھے ہوئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ابنِ ملجم ضربت لگانے کے بعد حضرت علیؑ کے روبرو پیش کیا جاتا ہے۔ اس وقت ابنِ ملجم کی ہیجانی کیفیت کی مرقع کشی یوں کی گئی ہے۔

کہتے ہیں جبکہ آیا قریب شہِ زمن تھا پیچ تاب میں وہ لعین صورتِ رسن
کافر تھا ڈرسے صورتِ ناقوس نعرہ زن مانند بید کانپتا تھا اس کا سب بدن

مرثیہ میں مدح کے مضامین سے سامعین میں جوش و خروش پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس کے بعد شاعر مرثیے کے اصل مقصد اور حاصلِ مجلس یعنی شہادت اور پھر بین کی طرف آتا ہے۔ نادرؔ کا مقصد چونکہ رونا رُلانا اور ثواب دارین حاصل کرنا تھا اس لیے انھوں نے فضائل و مناقب وغیرہ بیان کرنے کے بعد سارا زور شہادت اور بین پر صرف کیا ہے۔ بین کے حصے میں نادرؔ نے عموماً مخدّرات عصمت کے دلی جذبات و کیفیات کی ترجمانی کی ہے اور ان میں ہندوستانی رنگ بھر کے شدتِ تاثر میں اضافہ اور اپنے فن کو کامیاب بنانے کی کوشش کی ہے۔

جنابِ قاسمؑ کی شہادت پر ماں کے بین ملاحظہ ہوں۔

شانہ کس گیسوئے مشکیں میں کروں گی قاسم سُرمہ کن نرگسی آنکھوں میں دوں گی قاسم
صدقے کس چاند کی تصویر کے ہونگی قاسم مر گیا تجھ سا پسر اب نہ جیوں گی قاسم

ترے باعث سے تھی آفاق میں حرمت میری
تیری ماں جان کے سب کرتے تھے عزت میری

باپ کے رشتۂ الفت کو تو تم جوڑ گئے ماں کی پر عین ضعیفی میں کمر توڑ گئے
گھر گئے دادی کے تنہا ہمیں تم چھوڑ گئے ایسے بیزار ہوئے ہم سے کہ منھ موڑ گئے

واری میں تم کو تو بامہر و وفا جانتی تھی
بخدا اپنی ضعیفی کا عصا جانتی تھی

اے مرے نورِ نظر یوسفِ ثانی ہے ہے شامیوں نے تری کچھ قدر نہ جانی ہے ہے
تادمِ مرگ ملا تجھ کو نہ پانی ہے ہے مفت برباد گئی تیری جوانی ہے ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

درد دل کا مرے افسوس نہ سمجھا کوئی
ان میں کیا صاحب اولاد نہ ہوگا کوئی

اے مرے نورِ نظر اے مرے جانی دلبند
خلق آفاق میں ہوتے نہیں ایسے فرزند
تم جو صدقے ہوئے شہ پر تو ہوئی میں خرسند
دل کو سمجھاتی ہوں ان باتوں سے میں تو ہر چند
پر وہی جانے کہ ہو داغ پسر کا جس کو
جو کہ ہو صاحب اولاد وہ سمجھے اس کو

واری جب جاؤ گے تم شاہ نجف کے دربار
بالیقیں ہوگی وہاں دادی تمھاری غمخوار
گود میں ان کی یہ تم بیٹھ کے کہیو گفتار
میری اماں نے کیا مجھ کو شہِ دیں پہ نثار
رن کو بھیجا مجھے، اکبر کو تو جانے نہ دیا
داغ فرزند کا سرور کو اٹھانے نہ دیا

جناب عباس علمدار کی شہادت پر مخدرات عصمت کے بین ۔

کھا کھا کے پچھاڑیں یہی چلاتی تھی کلثوم
کس ظلم سے مارے گئے بھیا مرے مظلوم
عباس ہوئے کشتۂ تیغ سپۂ شوم
بے بھائی کے افسوس ہوئی خواہر مغموم
خیمہ کو عدو آکے جو تاراج کریں گے
عباس نہیں ہیں جو کمک آج کریں گے

بانو یہ بیاں کرتی تھی سر پیٹ کے رو رو
ہے ہے مرے عباس علی کیا ہوا تم کو
ہے پیاس سے بے تاب سکینہ کی خبر لو
تم مر گئے دیور کے اب سمجھے گی بانو
چھینیں گے عدو اب جو ردائے سر بانو
ہے کون جو ہوئے گا فدائے سر بانو

اور زوجۂ عباس بھی یہ کرتی تھی گفتار
چھوڑا مجھے تنہائی میں اے شہ کے علم دار
کس طرح رنڈاپا یہ کٹے اے مرے غمخوار
دیکھا نہیں سایہ بھی کسی نے مرا زنہار

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

سو آج عدو لوٹ کے اسباب حرم کو
انبوہ میں لے جائیں گے مجھ کشتۂ غم کو

تشبیہات :-

دکھلاتا ہے جلوہ جو علم دار علم کا　　تو بید سا لرزاں ہے علم فوج ستم کا

یوں نظر آتے تھے سوفاروں کے اندر پیکاں
جس طرح سے کہ دہن میں نظر آتی ہے زباں

تھا خشمگیں جو فرطِ غضب سے وہ بے حساب
مار سیہ کی طرح سے کھاتا تھا پیچ و تاب

یوں پشت پر لگائے سپر ہر جوان ہے
جیسے فلک پہ بدر دو ہفتہ کی شان ہے

طوق گراں کے حلقے میں تھا یوں گلوئے شاہ
ہالہ میں جلوہ گر نظر آتا ہے جیسے ماہ

ناؔدر کی مرثیہ گوئی کے اس تنقیدی جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے مرثیے محض حصول ثواب اُخروی کے لیے کہے ہیں۔ ان کا بے پایاں خلوص اور اہل بیت اطہار سے عقیدت ومحبت ہر مرثیے سے نمایاں ہے۔ لیکن مبالغہ کا زور وشور اور مضمون آفرینی جو فضائل میں جان ڈال دیتی ہے ناؔدر کے یہاں کم ہے۔ پھر بھی کلاسیکی مرثیے کے تمام اجزا ان کے یہاں پائے جاتے ہیں، اور جہاں کہیں انھوں نے زور طبع صرف کیا ہے وہاں شاعرانہ مضامین بھی پیدا کیے ہیں۔ احادیث، روایات اور واقعات کو ذمہ داری سے پیش کرنے کا احساس بھی ان میں موجود ہے۔ لیکن مجموعی طور پر ناؔدر کے یہاں مرثیے کا وہ جلال و جمال نہیں پایا جاتا جو اُن کے عہد کے بعض مرثیہ گویوں کا حصہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہے۔ نادر اگر غزل اور قصیدہ کی طرح مرثیے پر تھوڑی محنت اور صرف کرتے تو یقیناً وہ اپنے زمانے کے ممتاز مرثیہ گویوں میں محسوب ہوتے۔ بہرحال الہ آباد، غازی پور، اناوہ اور فتح گڑھ جیسے علاقوں میں اردو مرثیے کو مقبول بنانے اور اسے عوام وخواص تک پہنچانے میں نادر کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

رباعی:

نادر کو رباعی کہنے میں بھی مہارت حاصل تھی۔ چنانچہ انھوں نے ہم عصر شعرائے لکھنؤ کی طرح رباعی کی ترقی میں بھی حصہ لیا۔ نادر کی صرف ۱۲۰ رباعیاں ان کے مجموعے "نظم نادر" میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے مجموعوں میں بھی بہت سی رباعیاں ملتی ہیں۔ لیکن فن رباعی پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں نادر کا ذکر یکسر موجود نہیں ہے۔

نادر کی رباعیاں مختلف النوع موضوعات کے بجائے مذہبی اعتقادات، مدح ائمہ طاہرین، اور فضائل و واقعات شہدائے کربلا پر مشتمل ہیں۔ چونکہ یہ مجالس عزا کے لوازم پورے کرنے کی غرض سے لکھی گئیں تھیں اس لیے ان میں سنجیدگی اور متانت کی جلوہ گری پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ زیر نظر مقالے میں پہلی بار نادر کی رباعیوں کے نمونے پیش کیے جا رہے ہیں۔

ہر چند کہ توحید میں تشکیک نہیں — اور راہ رسالت کی بھی تاریک نہیں
مانا کہ موحد اور مسلم ہو کوئی — انکار امامت کا مگر ٹھیک نہیں

علم و ہنر و ادب نبیؐ سے پایا — نام و نسب و لقب نبیؐ سے پایا
اسلام کی دولت اور ایماں کا شرف — جو کچھ کہ ملا وہ سب نبیؐ سے پایا

عارض تھے جو بدر کمال قاسم — تو ابرو پُرخم تھے ہلال قاسم
ہر خال فزوں تھا نجم رخشندہ سے — خورشید تھا روئے بے مثال قاسم

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہر چند گناہوں سے بہت کھٹکا ہے
اعمال جو بد ہیں تو بڑا دھڑکا ہے
پر ہاتف غیب یہ دیتا ہے صدا
شبیرؑ جو شافع ہیں تو پروا کیا ہے

مرقد میں ہر اک بشر کے آتے ہیں علیؑ
بھولے جو جواب تو بتاتے ہیں علیؑ
کب مومنو کو فشار کا ہو صدمہ
تشریف لحد میں آپ لاتے ہیں علیؑ

کیسا ہی پڑا ہو بل نکل جاتا ہے
صدمہ کوئی آتا ہو تو ٹل جاتا ہے
کیا نامِ خدا اثر ہے اس نام میں آہ
جو کہتا ہے یا علیؑ سنبھل جاتا ہے

کیا صاحب عقل اور ہشیار تھا حر
جاں دینے کو شہ پہ دل سے تیار تھا حر
بے سر کو کٹائے پھر نہ آیا رن سے
شبیرؑ کا واہ کیا وفادار تھا حر

بے فائدہ کب زندگی کو روکر کاٹا
غفلت میں نہ اوقات کو سوکر کاٹا
رو کر غمِ شہ میں آب پاشی کی
کشتِ عملِ نیک کو بوکر کاٹا

تھا خاک پہ جسمِ ناتوانِ قاسمؑ
دوڑاتے تھے گھوڑے دشمنانِ قاسمؑ
پامال مثالِ سبزہ میداں میں ہوئے
تھے ٹاپوں سے چور استخوانِ قاسمؑ

حجلے میں عجب مجلسِ غم برپا تھی
سب سمدھنیں بیہوش تھیں غش کبراؑ تھی
روتے تھے رسولؐ، پیٹتی تھی زہراؑ
مرگ قاسمؑ قیامت کبراؑ تھی

سلام:

اصطلاح میں سلام ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں معرکۂ کربلا کے واقعات اور شہدائے کربلا کے فضائل کے ساتھ کچھ اخلاقی مضامین بھی ہوتے ہیں کبھی نعتیہ نظمیں بھی (جن میں لفظ سلام آتا ہے) سلام کہلاتی ہیں۔

نوابینِ اودھ کے عہد میں مرثیے کے دوش بہ دوش سلام کی بھی ترقی ہوئی۔ مرثیہ گو حضرات غزل کہنے سے عموماً احتراز کرتے تھے اس لیے اپنے دلی جذبات اور پاکیزہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

خیالات سلام کے پیکر میں پیش کرتے تھے۔ جس کی بدولت اس صنف کو فروغ حاصل ہونا شروع ہوا، رفتہ رفتہ سلام کو اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ لکھنؤ میں جگہ جگہ مشاعروں کی طرح ''مسالمے'' بھی ہونے لگے، جن میں سلام سننے والوں کا ہجوم ہوتا تھا۔ اس روایت کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ لکھنؤ میں آج بھی ''کثرت سے'' مسالمے ہوتے ہیں۔

نادر نے اپنے عہد کی اس مقبول صنف میں کامیابی سے طبع آزمائی کی ہے اور اپنے سلاموں کے ذریعے انھوں نے معاشرے میں پاکیزہ جذبات و مذہبی احساسات ابھارنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ ان کے سلام ''نظم نادر'' میں ''دیوان سلامہا'' کے زیر عنوان صفحہ ۱۱ کے حاشیے سے شروع ہوکر صفحہ ۱۵ کے حاشیے پر تمام ہوتے ہیں۔ ان سلاموں کی مجموعی تعداد ایک سو پچاس ہے۔ ذیل میں نادر کے سلام کا ایک نمونہ ملاحظہ کیجیے:۔

سلام

لکھ سلامی وصف ابروے شہِ ذی جاہ کا | ہے سرِ دیواں پہ جلوہ مدِّ بسم اللہ کا
قلبِ لشکر میں شہنشاہِ زماں تھے یوں عیاں | درمیاں تاروں کے جلوہ جیسے ہووے ماہ کا
خشکی لب میں بھی تر تھی شکرِ خالق سے زباں | حوصلہ تھا یہ فقط ابنِ رسول اللہ کا
یوں ذقن کے گرد اکبر کے خطِ نوخیز تھا | خوشنما جیسے کہ سبزہ ہو کنارِ چاہ کا
دونوں رخساروں کو شہ کے دیکھ کر کہتے تھے سب | ایک جا جلوہ نظر آتا ہے مہر و ماہ کا
یوں ہی گر چرخِ کہن سرگرمِ ظلم و نو رہا | ایک دن ہوگا ہدف اپنی سہامِ آہ کا
گر نہ تھا سبزہ رخِ پُرنورِ قاسم پر تو کیا | پائمال مور کب ہوتا ہے خرمنِ ماہ کا

شکر ہے صد شکر ہے نادر خدا کے فضل سے
ہوگیا تختہ تباہ آخر ترے بدخواہ کا

ایک سلام کے چند اشعار اور ملاحظہ ہوں:۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

جو گریاں از پئے ابن شہ لولاک ہے
اے سلامی بازپرسِ حشر سے بے باک ہے

اشک آنکھوں سے بہائے ہیں جو شہ کی یاد میں
نامۂ اعمال اپنا صاف ہے اور پاک ہے

عین ایماں دوستی ہے شاہ کی لا ریب فیہ
وہ سمجھتا ہے اسے جو صاحب ادراک ہے

جن کی جا تھی زانوئے خیر البشر پر رات دن
ہائے وہ سر ظالموں کے بستۂ فتراک ہے

کہتے تھے انصار پانی کی نہیں اصلا ہوس
ہاں مگر جام مے کوثر پہ اپنی تاک ہے

کون کہتا ہے کماں لٹکی ہے دوش شمر پر
مارِ پیچیدہ قریب شانۂ ضحاک ہے

غم میں شہ کے رہتی ہے سرگشتگی ہم کو مدام
جو بگولا ہوگا شامل اس میں اپنی خاک ہے

سامنا کرنے کو آئے ابر تر جا ہے اگر
اشک ریزاں شہ کے غم میں دیدۂ نمناک ہے

باپ کو جن کے دیا حق نے خطاب بوتراب
نام اس کی خاک کا دنیا میں خاک پاک ہے

فوج اعدا نے جو نرغہ کر لیا بولے امام
کیا خطر کیا دغدغہ کیا خوف ہے کیا باک ہے

عزت و صحت سے ہو حاصل بقائے زیست تک
یہ دعا ناؔدر کی شاہا بادلِ غمناک ہے

نوحے:

ناؔدر نے رقت خیز نوحے بھی کہے ہیں جو نظم ناؔدر میں صفحہ ۱۷۵ کے حاشیے سے شروع ہو کر صفحہ ایک سو نوّے ۱۹۰ کے حاشیے پر ختم ہوتے ہیں۔ یہ نوحے تاریخ وار ہیں اور مخصوص طور پر عشرۂ محرم میں پڑھنے کے لیے کہے گئے ہیں۔ ذیل میں نمونے کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

نوحہ

اے مومنو آفاق میں آیا ہے محرم شہ کا کرو ماتم
اس ماہ میں مارے گئے ہیں قبلۂ عالم شہ کا کرو ماتم

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

لو تعزیہ مجلس کرو دلدل کو بناؤ تابوت اٹھاؤ
نوحہ جو پڑھا جائے تو سر کھول کے باہم شہ کا کرو ماتم

جب چاند محرم کا نکلتا ہے فلک پر کیا اشک بہا کر
دیتے ہیں فرشتے یہ صدا اے بنی آدم شہ کا کرو ماتم

خط لکھ کے جفا کاروں نے یثرب سے بلایا آرام نہ پایا
مقتل میں ہوا دفترِ دیں درہم و برہم شہ کا کرو ماتم

بے چین نہ جنت میں نہ بے قبر میں آرام رونے سے ہے بس کام
زہرا کی طرح سینہ و سر پیٹ کے ہر دم شہ کا کرو ماتم

دو روز کے پیاسے تھے سدھارے سوئے کوثر پر لب نہ ہوئے تر
دو فاتحہ شربت پہ تو با دیدۂ پرنم شہ کا کرو ماتم

ناؔدر یہ فرشتوں سے کھڑے کہتے تھے جبریل ہر تھی منزل
دسویں کو محرم کی گرا عرشِ معظم شہ کا کرو ماتم

نوحہ

زینب شبِ عاشور یہ کہتی تھی تڑپ کر یارب نہ سحر ہو
اس رات کا مہماں ہے فقط سبطِ پیمبرؐ یارب نہ سحر ہو

ہے ہے یہ شبِ قتلِ شہِ جن و بشر ہے دنیا سے سفر ہے
پھر جائے گا مظلوم کے کل حلق پہ خنجر یارب نہ سحر ہو

کل خاتمۂ فوجِ خدا ہووے گا رن میں اس ظلم کے بن میں
تیغوں سے قلم ہووے گا کل گلشنِ حیدر یارب نہ سحر ہو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

کل صبح کو ہے خاتمہ پنجتن پاک تھراتے ہیں افلاک
چلتے ہیں غم و رنج کے خنجر مرے دل پر یارب نہ سحر ہو

ہے ہے یہ شب قتل امام دو جہاں ہے ہر لب پہ فغاں ہے
لٹ جائے گا کل فاطمہ زہرا کا بھرا گھر یارب نہ سحر ہو

کل تیغ ہے اور سبط محمدؐ کا گلا ہے کیا ظلم و جفا ہے
جیتے نہ بچیں گے علی اکبرؑ علی اصغرؑ یارب نہ سحر ہو

یارب ترے محبوب کا گھر ہوتا ہے برباد فریاد ہے فریاد
باندھے ہیں کمر قتل پہ سیّد کی ستم گر یارب نہ سحر ہو

تو سبط محمدؐ کو اس آفت سے بچالے ہیں تیرے حوالے
قتل شہ ذیجاہ سے باز آئے یہ لشکر یارب نہ سحر ہو

آمین حرم شاہ کہ ہم کہتے تھے نادرؔ اور زینبؑ مضطر
کہتی تھی سوئے چرخ یہی ہاتھ اٹھا کر یارب نہ سحر ہو

مرزا کلبِ حسین خاں نادرؔ غیر مطبوعہ

مرثیہ

بند ۵۰

۱

جب صف آرا ہوئے رن میں رفقائے شبیرؑ
فتح نے چوم لیے دشت میں پائے شبیرؑ
کیا ہی انصار کے تھی دل میں ولائے شبیرؑ
فوج اسلام کے قربان فدائے شبیرؑ
دو بدو کرتے تھے تقریر کھڑے لاکھوں سے
گنتی میں تھے وہ بہتر پہ لڑے لاکھوں سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

٢

روزِ عاشور کیا ہے شہدا نے کیا کام | باغ فردوس دیا ان کو خدا نے انعام
صاحب الامر نے بھیجا ہے زیارت میں سلام | شمع زہرا کے تھے پروانے کیا روشن نام

شاہ حیدر ہیں بتول ان سے جدا راضی ہے
مصطفےٰ ان سے رضا مند خدا راضی ہے

٣

کربلا میں وہ کیا شاہ نے جو فرمایا | قدمِ سید ابرار پہ سر کٹوایا
مرتبہ خوبیٔ تقدیر سے کیا ہاتھ آیا | باغ جنت میں پیمبر کا ملا ہمسایا

حق کی تائید سے شاہِ دوسرا تک پہنچے
سر کو کٹوا کے وہ دیدار خدا تک پہنچے

٤

رحمتِ حق شہدا کے ہے جلو میں چپ و راس | سیر کو باغِ جناں حلۂ فردوس لباس
ہر گھڑی حوریں کھڑی رہتی ہیں خدمت کو پاس | آبِ کوثر جو پئیں رکھتے ہیں جام الماس

میوے کھانے کے لیے ڈالیوں میں ظاہر ہیں
ناقۂ نور سواری کے لیے حاضر ہیں

٥

اس طرح راقمِ اخبار یہ کرتا ہے رقم | سر شہیدوں کے ہوئے دشت جفا میں جو قلم
وہب کلبی بھی تھا اک ناصر سلطان امم | تازہ داماد ہوا خلق میں تھا وہ ضیغم

روشنی پرتوِ عارض سے عیاں ہر جا تھی
وہب کلبی تھا جو خورشید، قمر زوجا تھی

٦

چین دم بھر نہ ملا گو ہوئی اس کی شادی | یہ سنا دشت میں سیدانیاں ہیں فریادی
خانۂ فاطمہ کی آئی نظر بربادی | سمجھا سادات کو کفار نے ہے ایذا دی

دل سے کہنے لگا اب مرنے کا سامان کرو
جان محبوب الٰہی پہ فدا جان کرو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

مادرِ وہب تھی کیا مومنہ سبحان اللہ | رو کے کہنے لگی بیٹے سے کہ اے نورِ نگاہ
۷
فوجِ کفار میں ہے آج گھرا دین کا شاہ | خانۂ ختمِ رسل دشت میں ہوتا ہے تباہ
سر کھلے عرش تلے فاطمہؑ فریادی ہے
غم ہے محبوبِ الٰہی کو تجھے شادی ہے

عیشِ دنیا جو کیا اس سے بھلا کیا حاصل | عیشِ عقبیٰ کا طلبگار ہو گر ہے عاقل
۸
عاقبت پرسشِ محشر ہے خدا ہے عادل | ہو فدا شہ پہ جو رکھتا ہے عقیدہ کامل
شہ پہ صدقے جو ہوا تو، تو دعائیں دوں گی
گر خلاف اس کے کیا دودھ نہ میں بخشوں گی

سن کے یہ وہب نے میدان میں مادر سے کہا | آپ بے فکر ہوں ناحق ہے تردد اس کا
۹
آج میں فاطمہؑ کے لال پہ ہوتا ہوں فدا | نام تو میرا ہے فردِ شہدا میں لکھا
قدمِ شاہ پہ سر اپنا میں کٹواتا ہوں
دیر لگتی نہیں فردوس میں اب جاتا ہوں

جا کے زوجہ سے میں لے آؤں اجازت اس آن | پھر مہیا کروں عقبیٰ کے سفر کا سامان
۱۰
وہب کلبی سے کہا ماں نے میں تیرے قربان | ناقص العقل ہیں یہ عورتیں اس کا رہے دھیان
آگے شبیرؑ کے رہوار سے گرنا بیٹا
جو کہا منھ سے کبھی اس سے نہ پھرنا بیٹا

وہب زوجہ کے گیا پاس تو یہ کی گفتار | دو اجازت جو مجھے جا کے میں ہوں شہ پہ نثار
۱۱
نرغے میں سبطِ پیمبرؐ کو ہیں گھیرے کفار | کہا زوجہ نے میں راضی ہوں کرو تم پیکار
تیر اعدا ہیں لگاتے جگرِ زہراؑ پر
جلد قربان ہو جا کر پسرِ زہراؑ پر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

12
وہب خوش ہو کے یہ پھر زوجہ سے اپنی بولا — بخش دو مہر مجھے تا میں کروں جا کے وغا
رو کے سر پیٹ کے زوجہ نے یہ شوہر سے کہا — جگر سیّد مظلوم پہ تم ہو گے فدا
جوڑا رنڈ سالے کا پہنوں گی جو بیوہ ہوں گی
لاش پر جاتے ہی میں مہر تمھیں بخشوں گی

13
وہب نے جنگ کے پھر تن پہ لگائے ہتھیار — ہاتھ میں نیزہ لیا مرنے چلا وہ دیندار
تھام کر دامن نوشاہ کو وہ آخرکار — لگی کہنے کہ رنڈاپے کے ہیں ظاہر آثار
لے چلو خیمۂ شاہنشہِ عالی میں مجھے
سونپ دو فاطمہ کبریٰ کی کنیزی میں مجھے

14
اپنی زوجہ کو لیے وہب گیا ماں کے پاس — دیکھا مادر کو کہ وہ روتی ہے بیٹھی بے آس
عرض کی جاتا ہوں میں مرنے کو تم ہو نہ اُداس — میرے مرنے پہ یہ راضی ہوئیں ناحق ہے ہراس
خیمۂ سبطِ پیمبر میں انھیں پہنچا دو
چل کے حضرت سے مجھے رن کی رضا دلوا دو

15
مادرِ وہب ہوئی شاد یہ سن کر ناگاہ — بہو کو بیٹے کو لے کر چلی اپنے ہمراہ
آئی وہ مومنہ جب قرب امام ذی جاہ — عرض کی آپ پہ صدقے ہو یہ لونڈی یا شاہ
بہرِ تحصیل ثواب اس گھڑی میں آئی ہوں
یہی ہے ایک پسر مرا کہ جو لائی ہوں

16
شہ نے فرمایا کہ رحمت ہے خدا کی تجھ پر — کرتی ہے مجھ پہ فدا بیاہا ہوا اپنا پسر
نام کو بیاہ ہوا چین نہ پایا دم بھر — اس کو مرنے کی بھلا دوں میں اجازت کیونکر
عرض کی مرنے سے گو دولہا کی بربادی ہے
پہ جو حضرت پہ فدا ہو تو مجھے شادی ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

بولے شہ تو نے تو فرزند کو بے صبر کیا دولہا کے مرنے سے ہو جائیگی بنڑی بیوا
۱۷
وہب کلبی کی دولہن کہنے لگی یا مولا خوشی سے کرتی ہوں دولہا کو میں حضرت پہ فدا
نام حیدرؑ کا خدا خلق میں روشن رکھے
بہو کو فاطمہؑ زہرا کی سہاگن رکھے

یہ سخن سن کے بہت شاہ کو آئی رقت وہب قدموں پہ گرا عرض یہ کی یا حضرت
۱۸
شادیِ مرگ آج میں ہو جاؤں تو دیجے رخصت حوریں کرتی ہیں اشارہ مجھے سوئے جنّت
دور سے ختمِ رسل حلہ دکھاتے ہیں مجھے
میرِ کوثر کھڑے کوثر پہ بلاتے ہیں مجھے

شہِ مظلوم نے میدان میں ہو کر ناچار جیب سے فردِ شہادت کو نکالا یک بار
۱۹
غور سے دیکھی عبارت جو بچشمِ خونبار وہب کا نام نظر آیا گیا دل سے قرار
اس میں لکھا تھا کہ قربانِ شہِ مرداں ہوگا
دولہا اک دشت میں شبیرؑ پہ قرباں ہوگا

دیکھ کر اس کو بہت روئے شہنشاہِ ہدا وہب کو سیّدِ مظلوم نے دی رن کی رضا
۲۰
وہب کلبی کی دلہن کو سوئے خیمہ بھیجا دیکھتی کیا ہے وہ خیمے کا اٹھا کر پردہ
عترتِ احمدِ مختار کو بھی لائی ہیں
دخترِ فاطمہؑ لینے کے لیے آئی ہیں

زوجۂ وہب نے جس دم یہ عنایت دیکھی دخترِ فاطمہؑ کے دوڑ کے قدموں پہ گری
۲۱
آنکھوں کو تلوے سے مل مل کے وہ یہ کہنے لگی کیوں یہ تکلیف ہے اونڈی کے لیے آپ نے کی
ساتھ سیدانیوں کو خیمے سے بھی لائی ہیں
پیشوائی کو مری آپ چلی آئی ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

گلے لپٹا کے اسے اپنے یہ زینب نے کہا — پیشوائی کو ترے آتی نہ کیوں کر میں بھلا
۲۲
اپنے دولہا کو مرے بھائی پہ کرتی ہے فدا — بخدا اب تو مجھے تو ہے عزیزوں سے سوا
مثلِ کلثوم بہن کی میں تجھے جانوں گی
جب تلک جیتی ہوں احسان ترا مانوں گی

اس گھڑی خیمۂ عصمت میں ہوا اک کہرام — ناگہاں وہب نے شہ کو کیا رخصت کا سلام
۲۳
حق ترا حافظ و ناصر لگے کہنے یہ امام — دور سے دیکھ کے بولی سپہ نافرجام
جوڑا شادی کا جو بر میں ہے چمک جاتا ہے
دولہا میدان میں مرنے کے لیے آتا ہے

ذکر یہ تھا کہ رجز خواں ہوا آ کے وہ جری — اے خوشا حال میں ہوں عاشق فرزند نبی
۲۴
وہب کلبی ہے مرا نام [illegible] جو کبھی — لڑنے کو آج مرے سامنے آئے کوئی
قصد ہے خون سے میدان کو گلرنگ کروں
دشمنِ شہ جو ہو دو لاکھ میں [illegible] کروں

میری شادی کو تو ہے ایک مہینہ گزرا — کربلا میں جو میں داخل ہوا ہوں دیکھتا کیا
۲۵
نرغۂ لشکرِ کفار میں ہیں شاہِ ہدا — وا حسینا کا ہے سیدانیوں میں شور بپا
غم میں فرزند کے کونین کی شہزادی ہے
جینے کا غم ہے تو مرنے کی مجھے شادی ہے

لکھ کے خط شاہ کو مہمان بلایا تم نے — روضۂ نانا کا نواسے سے چھڑایا تم نے
۲۶
جو کبھی رنج نہ دیکھا تھا دکھایا تم نے — کیا مسلمان ہو سید کو ستایا تم نے
پانی دیتا نہیں دو روز کے پیاسے کو کوئی
قتل کرتا ہے پیمبر کے نواسے کو کوئی

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

عرصۂ حشر میں جس وقت کہ آؤ گے تم منھ یہی ہے جو پیمبرؐ کو دکھاؤ گے تم
۲۷
اس میں کچھ شک نہیں صورت کو چھپاؤ گے تم پیشِ حق کس کو شفاعت کو بلاؤ گے تم
جس کا فرزند مرے گا وہ نہ غم کھائے گا
کون خالق سے تمھیں حشر میں بخشائے گا

کیا نہیں جانتے تم کعبے کا زائر ہے حسینؑ مرقدِ احمدِ مرسل کا مجاور ہے حسینؑ
۲۸
رحم لازم ہے کہ سیّد ہے مسافر ہے حسینؑ شکوہ لب پر نہیں یہ صابر و شاکر ہے حسینؑ
جانِ زہراؑ پہ ستم اہلِ جفا کرتے ہیں
وہ کھڑے بخششِ امت کی دعا کرتے ہیں

اب بھی باز آؤ کرو توبہ نہ سید کو ستاؤ تیسرے فاقے سے مظلوم ہے کھانے کو کھلاؤ
۲۹
یہ پیمبرؐ کا نواسا ہے نہ تیغوں کو دکھاؤ ہوگا اندھیر نہ تم شمعِ پیمبرؐ کو بجھاؤ
بلخ میں شام میں مجمعے میں نہ تم آنے دو
اور ہی اس کو کسی سمت نکل جانے دو

متفق ہو کے یہ لشکر سے پکارے بے پیر وہب کلبی یہ بھلا کرتے ہو ناحق تقریر
۳۰
کبھو حاکم کی کریں آن کے بیعت شبیرؑ آج جیتے جو بچیں وہ نہیں کوئی تدبیر
دیکھنا حیدرؑ و زہراؑ کو ستائیں گے ہم
قبر میں آج پیمبرؐ کو رلائیں گے ہم

کہہ کے یہ تیر لگے مارنے ظالم یکبار خون بہنے لگا دولہا کا ہوا جسم فگار
۳۱
مادرِ وہب پکاری یہ بچشمِ خونبار ہاں مرے شیر لپک کھینچ لے تو بھی تلوار
رکھیو محروم نہ محشر میں شفاعت سے مجھے
سُرخ رو کیجیو خاتونِ قیامت سے مجھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

٣٢
وہب کلبی نے لیا حیدرِ صفدر کا نام — حملہ اعدا پہ کیا کھینچ کے بجلی سی حسام
ایک جانباز سے دو لاکھ لڑے نافرجام — جس ستمگر پہ پڑی تیغ ہوا اس کا کام
چار آئینے میں بھی یہ نہ صفائی دیکھی
سب مقر تھے کہ کم ایسی ہے لڑائی دیکھی

٣٣
تیغ کھینچے ہوئے بجلی سا جو نوشہ آیا — جان پر آن بنی فوج نے گھونگھٹ کھایا
برق کا شبہ ہوا گھوڑے کو جب چمکایا — تیغ جس پر پڑی پھر اس نے نہ منہ دکھلایا
حملہ نوشاہ پہ میداں میں جو کرتا تھا
اس ستمگر کو یہ اک وار میں دو کرتا تھا

٣٤
مادرِ وہب سے فرمانے لگے شاہِ ہدا — بھوکا پیاسا ترا فرزند تھا پر خوب لڑا
سن کر اس مومنہ نے وہب سے آ کے کہا — آپ فرماتے ہیں تحسین بجا لا مجرا
اے خوشا حال ترا وصف نبی کرتے ہیں
تیری تعریف حسین ابن علی کرتے ہیں

٣٥
سن کے یہ وہب پھرا گھوڑے کو مجرے کو جھکا — اتنی فرصت میں کسی شامی نے مارا نیزا
گرتے ہی گھوڑے سے اک وہب نے ماں کو یہ صدا — راضی مجھ سے ہوئیں اماں میں ہوا شہ پہ فدا
وہ پکاری کہ کیا قتل جو پیاسا تجھ کو
دودھ مجھ کو کھ جلی ماں نے بھی بخشا تجھ کو

٣٦
سن کے اس مژدے کو جب وہ سوئے فردوس گیا — ظالموں نے سرِ نوشاہ کیا تن سے جدا
مادرِ وہب کی جانب کو اسے پھینک دیا — پھینک کر سر کو وہ کہنے لگی اے اہلِ جفا
جو سخی دیتے ہیں پھر اس کو نہیں لیتے ہیں
جو دیا راہِ خدا میں وہ نہیں لیتے ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

خانۂ فاطمہؑ زہرا پہ مرا گھر صدقے — دلبرِ ختمِ رسلؐ پر مرا دلبر صدقے
۳۷
خانہ زاد اپنے ہو آقا پہ نہ کیونکر صدقے — لاکھ فرزند حسینؑ ابنِ علیؑ پر صدقے

خوب مقتل میں کی قسمت نے رسائی مری
شکر ہے نیک لگی آج کمائی مری

خیمے کی چوب لی پھر اس نے بجانِ ناشاد — چلی لڑنے کے لیے جلد سوئے اہلِ عناد
۳۸
اُس زنِ مومنہ سے بولے شہِ نیک نہاد — عورتوں پر نہیں حق نے کیا واجب ہے جہاد

کلمے صبر و تحمّل کے سنائے اس کو
پھیر کر سبطِ نبیؐ خیمے میں لائے اس کو

مادرِ وہب نے جس وقت بہو کو دیکھا — بیٹا بیاہا ہوا یاد آ گیا روئی دکھیا
۳۹
پیٹ کر دولہا کا دینے لگی اس کو پرسا — بولی مارا گیا نوشاہ ہوئی تو بیوا

دشت میں، میں نے ترے دولہا کا لاشہ دیکھا
خیمے میں آئی تو ہے ہے تجھے بیوہ دیکھا

خبرِ مرگ کو نوشہ کی بنی نے سن کر — کھولا سر گوندھا ہوا خاک ملی چہرے پر
۴۰
چوڑیاں ٹوٹ گئیں ہاتھوں سے یہ پیٹا سر — خیمے سے لاشے پہ دولہا کے چلی وہ مضطر

ساس نے رو کے کہا واری کہاں جاتی ہے
صبر کر لاش تو دولہا کی یہیں آتی ہے

بولی وہ دی تھی اُنھیں میں نے جو مرنے کی رضا — مہر بخشانے لگے مجھ سے تو ہے میں نے کہا
۴۱
جس گھڑی تم جگرِ فاطمہؑ پر ہوگے فدا — اس گھڑی مہر تمھیں بخشوں گی وعدہ تھا کیا

جو کہ اقرار کیا تھا وہ بجا لاتی ہوں
مہر کے بخشنے کو لاش پر اب جاتی ہوں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سن کے یہ رونے لگے خیمۂ عصمت میں سب — دولہا مارا جو گیا تھا انہیں آرام تھا کب
۴۲
گرتی پڑتی چلی جاتی تھی وہ تھا حال عجب — پہنچی جس وقت کہ مقتل میں بنی ہائے غضب

بیاہ ہوتے ہی یہ قسمت کا تماشہ دیکھا
ٹکڑے تلواروں سے نوشاہ کا لاشہ دیکھا

گر کے نوشاہ کے لاشے پہ یہ چلانے لگی — تم تو مارے گئے میدان میں بیوہ ہوئی
۴۳
پاس اپنے مجھے جنت میں بلا لو جلدی — بے تمہارے کبھی دنیا میں نہیں جینے کی

ہاتھوں سے پیٹوں نہ کیوں سر کو میں دکھیا ہوں
مہر کے بخشنے کو لاشے پہ اب آئی ہوں

آرزو بھی نہ کوئی دل سے نکالی ہے ہے — ہے غضب تم سے یہ دنیا ہوئی خالی ہے ہے
۴۴
کفنی کوئی رنگا دے شوق اب یہ ہے — میرے وارث میرے مالک میرے والی ہے ہے

کیا کروں خون میں تر کر دیا سارا تم کو
بیاہ ہوتے ہی ستمگروں نے مارا تم کو

لاش نوشاہ پہ سر پیٹتی تھی وہ دکھیا — شمر خونریز نے خادم کو اشارہ جو کیا
۴۵
سر پہ اس بیوہ کے اک گرز لگایا ایسا — لاش پر دولہا کے گرتے ہی دلہن نے کی قضا

رہ گئے دولہا دلہن کے گلے مل کر لاشے
پڑے تھے خاک پہ دونوں کے برابر لاشے

یہ خبر خیمے میں رانڈوں کو ہوئی جب معلوم — مر گئے دولہا دلہن روتے ہیں شاہِ مظلوم
۴۶
مادرِ وہب کو دیکھا جو حرم نے مغموم — دُہرا پرسا اسے دینے لگیں زینب کلثوم

پیٹ کر سر کو وہ چلائی یہ کیسا پرسا
کیا سبب ہے جو مجھے دیتے ہو دُہرا پرسا

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۴۷
ڈھانپ کر منھ کو کہا زینب و کلثوم نے تب — دولہا کے لاشے پہ بے جان دولہن کو کیا اب
تھام کر ہاتھوں سے دل کہنے لگی ہائے غضب — ڈھیرے پر سے کا کھلا اگھڑی لو مجھ پہ سبب
کوہ غم کا ہے گرا دشت میں مجھ دکھیا پر
دولہا قاسم پہ تصدق تو دلہن کبریٰ پر

۴۸
کیوں غلاموں کے لیے آپ کو اتنا ہے ملال — اُنکے مرنے سے ہے اس وقت خوشی مجھ کو کمال
صدقے آقا پہ ہوئے آج ہوئے خوش اقبال — رو و صاحب نہ بھرے گھر میں بُری ہے یہ فال
شادیاں کیجئے اولاد کی دل شاد رہے
خانۂ فاطمہ محشر تلک آباد رہے

۴۹
مادرِ وہب کا انھوں نے سنا جب یہ سخن — ہائے دولہا کوئی بولی تو کوئی ہائے دلہن
پانی پایا نہ لبِ نہر رہے تشنہ دہن — جورِ اعدا سے نہ مدفوں بھی ہوئے زخمی بدن
ہائے بیونتا نہ کسی نے بھی کفن دولھا کا
خیمۂ شاہ میں ماتم تھا دلہن دولھا کا

۵۰
ناؔدر اب حال جو ہے مومنو کا کس سے کہیں — کرنا خالق سے دعا آج تو واجب ہے ہمیں
روئے جو دولہا دلہن کیلیے اس مجلس میں — جز غمِ سبطِ پیمبرؐ نہ کوئی غم ہو انھیں
فکرِ دنیا سے ہوں آزاد غمِ عقبا سے
حشر ان سب کا ہو محشر میں شہِ والا سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

مرزا کلب حسین خاں نادرؔ — غیر مطبوعہ

مرثیہ

بند ۷۵

۱
جس دم کیا خروج مسیب دلیر نے — روباہ سارے گھیر لیے آ کے شیر نے
جنگاہ سے لعین لگے منہ کو پھیرنے — چوگرد سے دلیر لگے ان کو گھیرنے
شیعوں نے مل کے حملہ کیا ہر لعین پر
خون بنی امیہ بہایا زمین پر

۲
شیعہ حسین امام پہ جان اپنی وارتے — دشمن کو معرکے میں پہنچ کر پکارتے
گھس کر یزیدیوں میں ہزاروں کو مارتے — ملتے تھے دل جو شیر کی صورت ڈکارتے
لڑنا ستم شعاروں کو ان سب سے جبر تھا
کوئی ہزبر فوج میں تھا کوئی ببر تھا

۳
حیدر کے شیعوں کو جو شجاعت کی تھی امنگ — بحر وغا میں پیرتے تھے صورت نہنگ
مردانہ معرکے میں دلیروں نے کی وہ جنگ — آخر کو بد شعار ہوئے زندگی سے تنگ
دیکھا نہ معرکے کی طرف منہ کو موڑ کے
سب بھاگے ملک شام کو ہتھیار چھوڑ کے

۴
شیروں نے خون میں کیا بدگوہروں کو لال — اور باغیوں کو تیغ کے پھل سے کیا نہال
آگے تھا ان کے زور کے رستم بھی پیرزال — اوجھڑ سپر کی ماری جسے ہو گیا نڈھال
ترکش سے تیر پلّے پہ مارا نکال کے
نیزے ہلائے شامیوں کو دیکھ بھال کے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۵

مارے گئے تھے رن میں جو شاہنشہ عرب　　مولیٰ کے غم سے شیعہ تھے سرننگے سب کے سب
ہجرِ امام میں انہیں آتا تھا چین کب　　کھینچی ہوئی تھی تیغیں جو تھیں خون کی طلب
نعرہ یہ تھا تباہ کرو ملک شام کو
فاسق نے مار ڈالا ہمارے امام کو

۶

افسوس ہم سے ہو نہ سکی یاریٔ امام　　آقا کے کام آئے نہ آفاق میں غلام
ہر قریے ہر دیار میں بیٹھی تھی فوج شام　　کس طرح جاتے راستے مسدود تھے تمام
راہیں تھیں بند کالے علم تھے کھلے ہوئے
شیعوں کے قتل پر تھے ستمگر تلے ہوئے

۷

آنسو بہا بہا کے یہ دیں داروں نے کہا　　قرآن و آل چھوڑ گئے ہم میں مصطفیٰ
لعنت بنی امیہ پہ ہر صبح ہر مسا　　افسوس کیا سلوک ہے ان دونوں سے کیا
دونا کیا رسولِ خدا کے ملال کو
مصحف جلایا قتل کیا ان کی آل کو

۸

اک روز سب کو خلق سے درپیش ہے سفر　　جینے سے سیر ہیں نہیں مرنے کا ہم کو ڈر
کیا ہوتا ہے چھپا کریں گوشوں میں بدسیر　　چن چن کے مار ڈالیں گے ہم سارے اہل شر
ہر طرح ہم تو دونوں جہاں میں سعید ہیں
غازی ہیں زندگی میں مرے تو شہید ہیں

۹

سبطِ رسولِ پاک نے کیا ان کا تھا لیا　　بلوا کے مہمان انہیں قتل ہے کیا
کھانا تو کیا پینے کو پانی نہیں دیا　　ہے ہے حسین کہتے رہے فخرِ انبیاء
زہرا جو لاڈلے کے لیے بلبلاتی تھی
قبرِ نبی سے رونے کی آواز آتی تھی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

بے چین دل ہے چین تمہیں کیونکر آئے اب — زنداں میں ہیں آل نبیؐ قید سب کے سب
۱۰
وارث موئے تو سوگ نشیں وہ ہیں تشنہ لب — بیٹھے ہوئے ہیں خاک پہ سر ننگے بے غضب

عابدؑ کو غم میں باپ کے رونے کا شوق ہے
بیڑی پڑی ہے پاؤں میں گردن میں طوق ہے

تقدیر پہ بشر کا بھلا خاک بس چلے — زینب لہو حسینؑ کا ہے ماتھے پہ ملے
۱۱
جو بچے ماں کی گود میں تھے نازوں کے پلے — رسّی سے ان کے زخمی ہوئے ننھے سے گلے

ماتم ہو کیوں نہ عترت خیر الانام میں
سنتے ہیں قضا کی سکینہ نے شام میں

سجادؑ روئے جب سنا جب مر گئی بہن — میت اٹھا کے لے گئے باصد غم و محن
۱۲
نہلائی لاش بازوؤں سے کھول کر رسن — چادر کا فاطمہؑ کی بہن کو دیا کفن

رقّت جو آئی اشکوں سے دامن کو بھر دیا
مرقد میں شہ کی لاڈلی کو دفن کر دیا

کس مرتبہ پہ آل نبیؐ نے سہی جفا — شہزادیوں کو قید سے کرتے نہیں رہا
۱۳
ان شامیوں سے اب کی ذرا ہونے دو وغا — جاتے ہی ملک شام میں اپنا علم گڑا

گھوڑوں کی باگیں جنگ میں یکبار لیتے ہیں
اب چلتے ہی یزید کو ہم مار لیتے ہیں

کہنے لگے یزید سے جا کر یہ اہل شام — ایسا کیا امیر مسیّب نے قتل عام
۱۴
سردار تیری فوج کے مارے گئے تمام — وہ کہہ رہا ہے کھینچے ہوئے تیغ انتقام

چو رنگ کا ہے قصد مجھے ہر مقام میں
بصرے میں شہر بلخ میں کوفے میں شام میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سنتے ہی یہ یزید ستم گار نے کہا   دونو جہاں میں ہو بنِ مرجانہ کا بُرا
۱۵
مجھ کو حسینؑ امام سے مطلب تھا کیا بھلا   ناحق کیا شہید انھیں میں نے بے خطا
کیا جان بوجھ کر ہوا داخل عذاب میں
سر ننگے دیکھتا ہوں پیمبرؐ کو خواب میں

سر پیٹتے ہیں جعفرِ طیار نیک خو   شیرِ خدا کو دیکھتا ہوں روتے میں کبھو
۱۶
شبّر ہیں اپنے منہ پہ ملے بھائی کا لہو   ہے سوگ میں حسینؑ کے زہراؑ کشادہ مو
چلاتی ہے کہ زخم کلیجے کا آلا ہے
میرے پسر کو تشنہ دہن مار ڈالا ہے

یہ سب بزرگ آئے ہیں جنّت سے نوحہ گر   غل رونے پیٹنے کا ہے قبرِ سکینہؑ پر
۱۷
بے سر حسینؑ آئے وہاں پر مجھے نظر   اصغرؑ کی لاش گود میں ہے سب لہو میں تر
اولاد کے الم سے نہایت اداس ہیں
پروانوں کی طرح سے شہید آس پاس ہیں

چلائے آکے قبر پہ اُٹھو سکینہؑ جان   سوتی ہو یا ہو جاگتی کیا کرتی ہو اس آن
۱۸
آواز آئی قبر سے کرتے ہیں درد کان   نیلے ہیں دونوں گال طمانچوں کے ہیں نشان
تکلیف اُٹھا کے آپ جو مقتل میں آئے ہیں
اصغرؑ کو بھی جناب یہاں ساتھ لائے ہیں

فرمایا شہ نے بیٹی سے یہ بادلِ خراش   مرجانے پر بھی تم کو ہے شش ماہے کی تلاش
۱۹
گو میرا سارا جسم ہے تیغوں سے پاش پاش   اس پر بھی اپنی گود میں لایا ہوں اُن کی لاش
کیونکر نہ نکلے آہ دلِ پاش پاش سے
اُٹھ کر ملو گی کیا علی اصغرؑ کی لاش سے

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

یہ سنتے ہی شہیدوں میں رونے کا غل ہوا | نانا سے رو کے کہنے لگے شاہِ کربلا

۲۰

کچھ ظلم کے یزیدِ شقی کی ہے انتہا | مجھ کو کیا شہید یتیموں پہ کی جفا

صدمے پہ صدمے پہنچے مجھ پہ ہر مقام میں
اصغر کو مارا رن میں سکینہ کو شام میں

کہنے لگے ملائکہ سے شاہِ نامدار | لاؤ کہاں چھپا ہے یزیدِ ستم شعار

۲۱

آ کر فرشتے لے گئے مجھ کو جو ایک بار | زنجیرِ آتشیں سے نہایت تھا بے قرار

دیکھا جو مجھ کو بولے پیمبرؐ ملال سے
اچھا سلوک تو نے کیا میری آل سے

کانپا تنِ یزید تو سوتے سے جاگ اٹھا | کہتا تھا دل سے ہائے غضب میں نے کیا کیا

۲۲

اپنے نبیؐ کے مارا نواسے کو بے خطا | ناگاہ ملکِ شام میں اس دم یہ غل مچا

کرنے کو قتل فوجِ مسیّب کی آئی ہے
اعدا پہ شیعیانِ علیؑ کی چڑھائی ہے

فوجِ مسیب آتی تھی کھولے ہوئے نشان | ہوتا تھا وجد دیکھتا تھا جو کہ ان کی شان

۲۳

سرداروں نے امیر سے جا کر کیا بیان | ہے کربلا قریب یہ ہم نے سنا اس آن

جی چاہتا ہے رونے کی تیاری کیجیے
سبطِ نبیؐ کی چل کے عزاداری کیجیے

یہ بات سن کے خوب مسیّب نے کی بکا | سر اپنا پیٹ پیٹ کے سرداروں سے کہا

۲۴

آقا پہ یہ غلام نہ اب تک ہوا فدا | کیا جاؤں کربلا میں مجھے آتی ہے حیا

خونِ جگر یہ سوچ کے ہر وقت پیتا ہوں
مارے گئے امام اور اب تک میں جیتا ہوں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

سب نے کیا امیر مسیّب سے یہ خطاب — دیں داری کے سبب سے تمہیں اس کا ہے حجاب
۲۵
ہم نے سنا ہے کرتے تھے ارشاد بوتراب — رونے کا بھی ثواب زیارت کا بھی ثواب
اب چل کے کربلا میں کرو خوب شور و شین
پیاسے ہمارے واسطے مارے گئے حسین

گھوڑے سے اپنے اترا مسیب پھر ایک بار — سر ننگے پا برہنہ ہوا وہ جگر فگار
۲۶
کاندھے پہ ڈالی شال عزا ہو کے بے قرار — رو کر کیا تمام گریبان تار تار
مقتل پہ شاہ دیں کے جو وہ نوحہ گر چلا
اور پیچھے اس کے پیٹتا ایک ایک سر چلا

میدان کربلا میں جو پہنچا وہ سینہ چاک — دیکھا پرندے سر پہ اڑاتے ہیں لے کے خاک
۲۷
اک سو درندے کر رہے ہیں آپ کو ہلاک — ناگاہ آئی کان میں آواز دردناک
بیکس حسین کہہ کے کوئی بلبلاتی ہے
رونے کی ایک بی بی کی آواز آتی ہے

کھا کر پچھاڑیں خاک پہ کہنے لگا کوئی — ہر سمت کیا برستی ہے مظلومی بیکسی
۲۸
غم کی چھری جگر پہ ہے اس وقت چل رہی — جنگل سے کس کی آتی ہے آواز رونے کی
آئی صدا ملول یہ ہوتی ہے فاطمہ
اپنے پسر کے واسطے روتی ہے فاطمہ

کہنے لگا امیر یہاں پر عجب ہے نور — روشن ہے صاف گنج شہیداں میں شمع طور
۲۹
جس سمت دیکھتا ہوں تجلّی ہے دور دور — پوشیدہ روشنی میں ہے کیا مرقد حضور
سب تربتیں نظر جو نہیں مجھ کو آئی ہیں
کس واسطے یہ قبریں برابر بنائی ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۳۰
قوم بنی اسد سے کوئی شخص تھا وہاں — یہ سنتے ہی پکارا وہ رو رو کے ناگہاں
ہم گاڑنے لگے جو تنِ سیدِ زماں — ناگہ شریک دفن ہوا آکے اک جواں
بیمار تھا کمال بہت ناتوان تھا
طوقِ گراں کا اس کے گلے میں نشان تھا

۳۱
کرتا ہے دفن امام کو دنیا میں جو امام — سجادؑ آئے معجزے سے روتے اس مقام
سنگِ سفید قبر سے نکلا باحترام — خطِ جلی سے اس پہ یہ مرقوم تھا تمام
سابق میں نوحؑ نے یہ بنایا مزار ہے
یہ مرقدِ حسینؑ غریب الدیار ہے

۳۲
تربت میں لاش [illegible] شق کی جو ہم لگے — دو ہاتھ نکلے اس گھڑی آغوشِ قبر سے
آئی صدا یہ لاشے کو [illegible] مجھے — زخموں میں درد ہو نہ کہیں میرے لال کے
مدت سے ڈھونڈتی تھی میں اس نورِ عین کو
لا کر لگا دو چھاتی سے میرے حسینؑ کو

۳۳
لاشا کیا تھا شہ کا جو گھوڑوں سے پائمال — ظلم بنی اُمیہ کا عابدؑ کو تھا خیال
ہموار تربت اس لیے کی رو رو کے کمال — قبر امام کا نہ کسی پر عیاں ہو حال
پہنچے جو یہ خبر پہ بد شعار کو
آ کر نہ کھود ڈالیں ستمگر مزار کو

۳۴
یہ بات اس سے سن کے نہایت ہوا الم — چلایا گر کے قبر کے اُوپر بہ درد و غم
آقا کیا تمہارا ستمگر نے سر قلم — مرنے کے بعد بھی ہوئے لاشے پہ کیا ستم
حضرت تو راہیٔ سوئے ملکِ عدم ہوئے
افسوس ہے جناب پہ صدقے نہ ہم ہوئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

مولا نے کربلا کا جو گھر سے کیا سفر   غم تو بڑا یہی ہے نہ مجھ کو ہوئی خبر
۳۵
بن پڑتا کچھ نہیں مجھے اب جاؤں میں کدھر   کہہ کہہ کے یہ پچھاڑیں وہ کھاتا تھا خاک پر

شبیرؑ کا مزار جو پیشِ نظر رہا
شغل اس کو رونے پیٹنے کا رات بھر رہا

کیا دیکھتا ہے خواب مسیّب دمِ سحر   اک باغ ہے عجیب کہ سونے کے ہیں شجر
۳۶
پتے درختوں میں ہیں زمرد کے بیشتر   خوشے ہیں موتیوں کے نمودار شاخوں پر

یاقوت کا جو قصر ہے وہ انتخاب ہے
الماس کے دریچے ہیں موتی کی آب ہے

عنبر بجائے خاک ہے، ہے مشک کی زمیں   خوشبو ہوا دماغ ہوا آ گئی جو نہیں
۳۷
اس باغ میں چہار چمن کوئے دل نشیں   آپس میں بازی کر رہی ہیں حوریں نازنیں

تسلیم کو کھڑے ہوئے غلماں خمیدہ ہیں
اور بہرِ اہتمام ملک صف کشیدہ ہیں

یہ حال دیکھ کر متعجب میں ہوگیا   دل میں یہ اپنے کہہ رہا تھا میں کھڑا ہوا
۳۸
حیرت فزا یہ باغ ہے کس بادشاہ کا   ناگاہ اک طرف کو وہاں دیکھتا ہوں کیا

اسوار آپ نور کے ناقے پر آتے ہیں
شیرِ الٰہ باغ میں تشریف لاتے ہیں

آتے ہی بیٹھے تختِ مرصّع پہ وہ جناب   میں نے کیا سلام تو ہنس کر دیا جواب
۳۹
خلعت عطا کیا مجھے اور تاج انتخاب   باندھا کمر میں میری کمر بند پھر شتاب

فرمایا مجھ سے خلق میں تو حق پرست ہے
تیری ہے فتح خارجیوں کو شکست ہے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

۴۰
تیرے لیے لباس ہے یہ رحمتِ خدا — اس تاج کے سبب سے بڑا ہوگا مرتبا
اللہ کی امان کمر بند ہے مرا — سبطِ نبی کے قاتلوں سے جا کے کر وغا
بستر پر اپنے چونکا مسیّب جو خواب سے
اُٹھ کر نمازِ شکر ادا کی شتاب سے

۴۱
دی پیک نے خبر یہ مسیّب کو ایک بار — ابنِ زیاد لڑنے کو آتا ہے ہوشیار
ہمراہ اس لعین کے ظالم ہیں سو ہزار — چار آئینے لگائے ہیں تن پر سیاہ کار
بر میں زرہ ہیں خود ہیں سر و پر دھرے ہوئے
آنکھیں ہیں سرخ غصے میں ہیں سب بھرے ہوئے

۴۲
قبضے پہ ہاتھ رکھ کے مسیّب نے یہ کہا — تائیدِ حق سے دیکھیو ان سب کو ماروں گا
کر سکتا ہے یہ خارجی میرا مقابلہ — حامی ہے میرا شیرِ خدا مجھ کو ڈر ہے کیا
شیعہ ابوتراب کا میں حق پسند ہوں
دو چار لاکھ سے تنہیں لڑنے میں بند ہوں

۴۳
اُٹھ کر وہ اپنی فوجِ ظفر موج میں گیا — اور افسرانِ فوج سے یہ مشورہ کیا
ابنِ زیاد ہے یہ بڑا دشمنِ خدا — کہتا ہے روز آلِ پیمبرؐ کو ناسزا
جی چاہتا ہے جا کے اکیلا وغا کروں
ہاتھ آئے تو بدن سے سر اُس کا جدا کروں

۴۴
فوجِ گراں کے ساتھ ہیں کالے کھلے علم — آتے ہیں جلد جلد اُٹھاتے ہوئے قدم
ابنِ زیاد کہتا ہے لشکر میں دم بدم — گورِ معاویہ کی ہے یارو مجھے قسم
تم دیکھ لینا معرکہ میں منہ نہ موڑوں گا
جیتا ابوترابیوں کو میں نہ چھوڑوں گا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

تم میں سے ایک بھی نہ میرے ساتھ ہو جوان — اس واسطے اُسے نہ خصومت کا ہو گمان

۴۵

سب بولے اے امیر یہ کیا کرتے ہو بیان — واقف ہو خوب ہم سے کہ بس ہے تمہارا دھیان
عادت یہ ہے کہ جنگ میں لڑ بھڑ کے گرتے ہیں
بیعت کی جس سے ہم نے نہیں اس سے پھرتے ہیں

دیں داروں سے یہ سُن کے لگا کہنے مرحبا — سب قسمیں کھاؤ تم سے کریں گے نہ ہم دغا

۴۶

سوگند کھا کے سب یہ لگے کہنے برملا — وہ ہوں جو بے شمار تو پروا ہے ہم کو کیا
کرتے ہیں عہد تم سے نہ ہم منہ کو موڑیں گے
ہم حیدری ہیں ساتھ تمہارا نہ چھوڑیں گے

خوش ہو گیا امیر مسیب سنا یہ جب — صندوق خادموں سے پھر اُس نے کیا طلب

۴۷

لائے جو وہ اُٹھا کے وہاں قفل کھولا تب — خلعت علم تھا اس میں اور اک نامہ تھا عجب
ارشادِ مصطفیٰؐ سے نبیؐ کے وزیر نے
لکھا تھا خط وہ آپ جناب امیرؑ نے

آنکھوں سے مل کے خط کو مسیب نے یہ کہا — اے یاورانِ سیّدِ بیکس سنو ذرا

۴۸

زر کی طمع سے کرتا نہیں میں محاربا — منظور ہے فقط مجھے خوشنودیِ خدا
کی جنگ دشمنوں سے جو مجھ دل ملول نے
یثرب میں مجھ کو دی تھی اجازت رسولؐ نے

یہ کہہ کے اپنی فوج کو وہ خط کیا عطا — لیتے ہی نام آنکھوں سے سب نے لگا لیا

۴۹

وہ خط پڑھا جو فوج نے اُس میں لکھا یہ تھا — پیاسا مرے حسینؑ کو ماریں گے بے خطا
فرصت ذرا بھی اُن کو مسیب نہ دیجیو
سبطِ رسولؐ کا عوضِ خون لیجیو

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

۵۰
ماریں گے جو یزیدیوں کو کھینچ کر حسام — اُن غازیوں پہ خلق میں پہنچے مرا سلام
یہ پڑھ کے شاد و شاد ہوئے حیدری تمام — کرنے لگے امیر مسیّب سے یہ کلام

ہم شیفتہ ہیں فاطمہؑ کے نورِ عین پر
جانیں فدا کیے ہوئے ہم ہیں حسینؑ پر

۵۱
یہ ذکر تھا جو آ کے خبردار نے کہا — آ پہنچا ملکِ شام سے لشکر یزید کا
تیوری چڑھا کے حکم مسیّب نے یہ کیا — نکلے ہماری فوج بھی اب باندھ کر پرا

ایک ایک حیدری اُنھیں جاتے ہی ٹوک لے
آنے نہ دے یزید کے لشکر کو روک لے

۵۲
یہ سنتے ہی تمام مسلّح ہوئے جواں — تلواریں تول تول کے چلائے ناگہاں
لشکر یزیدیوں کا بتاؤ تو ہے کہاں — آب حسام سے کریں اُن کا لہو رواں

سر کٹ گیا ہے پیشوا مشرقین کا
لینا عوض تو اُن سے ہی خونِ حسینؑ کا

۵۳
یہ کہہ کے جلد جلد بڑھے آگے حیدری — چاہا ہر اک نے اپنی دکھائے سپہ گری
اُن شیروں سے نہیں تھی کسی کو برابری — شوکت پہ اُن کی صدقے ہوا چرخِ چنبری

اکثر لڑائیوں میں لڑے تھے وہ ساکھ سے
کب بند تھے وہ لڑنے میں دو چار لاکھ سے

۵۴
ست لکھ ہوئیں جو فوجیں ندی لڑنے میں درنگ — تلواریں کھینچ گئیں جو بجا ران میں طبل جنگ
نکلے پروں سے لڑنے کی جن جن کو تھی اُمنگ — پتھر پڑا کسی کے کسی کے لگی تفنگ

اعدا کو غازیوں نے جو حملے دکھائے تھے
باقی ہزاروں چار طرف کھیت آئے تھے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

شمشیر کھینچ کر یہ مسیب نے دی صدا دیکھو میں لیتا ہوں عوض خوں شہیدوں کا
۵۵
بتلاؤ تو ہے قاتلِ قاسمؑ کہاں چھپا کس نے کیا ہے ہاتھوں کو عباسؑ کے جدا

رن کی زمین خون سے رنگین ساری ہے

اکبرؑ کے برچھی کس نے کلیجے پہ ماری ہے

اصغرؑ کے سوکھے حلق پہ مارا ہے کس نے تیر ہو کر لہو شلوکے پہ بھی ہے بہا ہے شیر
۵۶
آغوشِ شاہِ دیں میں تڑپ کر موا صغیر کیا رویا دفن کر کے اُسے گل کا دستگیر

بے شیر سے جو بانو کا آغوش خالی ہے

بی بی نے خاک دشت کی بالوں میں ڈالی ہے

کس شخص نے حسینؑ کو مارا ہے تشنہ کام کس نے لباس لوٹ لیا لاشے کا تمام
۵۷
پامال رن میں کس نے کیا لاشۂ امام کس نے جلائے سید مظلوم کے خیام

عصمت سرا میں فوج مخالف در آئی ہے

کس ناری نے رسولؐ کی مسند جلائی ہے

چھینی ہے کس نے زینبؑ و کلثومؑ کی ردا کس نے طمانچے مارے سکینہؑ کو بے خطا
۵۸
کبرا سکینہ روتی رہیں وا مصیبتا خلخال کس نے چھین لی کس نے گُہر لیا

عابدؑ نے کربلا میں عجب رنج پایا ہے

بتلاؤ کس نے پشت پہ دُرّا لگایا ہے

سنتا ہوں میں یزید ستمگر کو ہے جو ڈر آلِ نبیؐ کو قید کیا ہے پہاڑ پر
۵۹
سیدانیاں ہیں وارثوں کے غم میں نوحہ گر کوئی سینہ کوٹتی ہیں کوئی پیٹتی ہے سر

دن بھر کی دھوپ کھانے سے صدمہ بڑا ہوا

چہرے سے پوست اہلِ حرم کے جدا ہوا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

یہ کہہ کے غازی فوج ستمگر پہ جا پڑا کس حسن سے اکیلا ہزاروں سے وہ لڑا
۶۰
مشہور خلق سور تھا ساونت تھا بڑا سب کو بھگا کے معرکے میں کہتا تھا کھڑا
جیتا نہ چھوڑوں گا سپہ بد خصال کو
سب نے کیا ہے قتل پیمبرؐ کی آل کو

تیغوں کے نیچے شیروں نے اعدا کو دھر لیا سر کاٹ ڈالے خون سے دستانہ بھر لیا
۶۱
فوج شقی کو بیچ میں جس وقت کر لیا پسپا ہوئی تو کاٹ کے تن پر سے سر لیا
صدہا جو قتل جنگ میں اشرار ہو گئے
کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار ہو گئے

لڑتے رہے یہ یونہی جو از صبح تا بہ شام جی کھول کھول کر کیا شیعوں نے قتل عام
۶۲
اسّی ہزار خارجی مارے گئے تمام ابن زیاد بھاگ گیا سوئے ملک شام
روح علی و فاطمہ خوش کس قدر ہوئی
شیعوں کو فضل حق سے جو حاصل ظفر ہوئی

ایک ایک حیدری جو شجاعت کا تھا دھنی پیشانی پر تھی اختر ایماں سے روشنی
۶۳
زر اتنا پایا لوٹ میں سب ہو گئے غنی مارا ستم شعاروں کو بگڑی ہوئی بنی
قبلے کی سمت شیعوں نے سجدہ ادا کیا
فوج شقی کو مار کے شکر خدا کیا

بجنے لگا سپاہ میں نقارۂ ظفر بستر پر آکے غازی لگے کھولنے کمر
۶۴
بیٹھا امیر تخت پر آکر بہ کرّ و فر کرنے لگا پکار کے تحسین فوج پر
مارا ہے تم نے آج جو قومِ جہول کو
کیا خوش کیا ہے خلد میں روح رسول کو

Presented By: https://Jafrilibrary.com

٦٥

ناگاہ اُس پر اک حبشی کی پڑی نظر   بوسہ دیا امیر کے پھر پائے تخت پر
کرنے لگا یہ عرض مسیّب سے رو رو کر   ظاہر ہے نام ہے بنِ مرجانہ کا پسر
دیکھا تھا کربلا میں تو پہچانتا ہوں میں
دشمن حسینؑ کا ہے اسے جانتا ہوں میں

٦٦

اُس سے امیر نے یہ کہا اے خجستہ خو   پہچانا کس طرح پر اسے یہ بتاؤ تو
سر پیٹ کر لگا حبشی کہنے لو سنو   صدمہ دیا ہے دل کو میرے اس شقی نے جو
مدّت سے قید خانۂ غم میں اسیر ہوں
مشہور میں غلام جناب امیر ہوں

٦٧

جب سنا یہ غلام ہے شیر الٰہ کا   تعظیم کو امیر ہوا تخت پر کھڑا
پہلے مصافحہ کیا اور پھر معانقا   پاس اپنے اس کو تخت کے اوپر بٹھا لیا
کہنے لگا کہ دہر میں عالی مقام ہو
آقا ہو میرے تم جو علیؑ کے غلام ہو

٦٨

قتلِ حسینؑ امام سے ہے قلب کو ملال   گذرا جو ہو وہ مجھ سے کہو اس شقی کا حال
کہنے لگا وہ منہ کو طمانچوں سے کر کے لال   آقا پہ میرے ظلم کیا اس نے ہے کمال
میں کربلا میں سیّدِ بیکس کے ساتھ تھا
شہزادے کی رکاب میں بندے کا ہاتھ تھا

٦٩

زخمی جو ہو کے گھوڑے سے آقا مرا گرا   ہے ہے حسینؑ امام میں کہہ کر لپٹ گیا
جلادوں کا ہر ایک طرف کو ہجوم تھا   گا ہے سناں گہے تھا مجھے شمر کھینچتا
سیّد سے بے گنہ سے میں منہ موڑتا نہ تھا
آقا کے اپنے زخمی قدم چھوڑتا نہ تھا

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

اتنے میں اُس جگہ پہ نظر آیا یہ شقی — شمروسناں کو دشت میں دشنام اس نے دی

۷۰

چلایا قتل گاہ میں کیوں تم نے دیر کی — آپس میں اک غلام کے باعث ہے دشمنی

غش آگیا ہے فاطمہ کے نورِ عین کو

کرتے نہیں شہید ہو جاکر حسینؑ کو

یہ بات اس سے سنتے ہی دوڑے وہ نابکار — سینے پہ شہہ کے شمرِ ستمگر ہوا سوار

۷۱

خنجر کو پھیرتا تھا گلے پر جو بار بار — کرتے تھے عاصیوں کی دعا شاہِ نامدار

غل پڑ گیا کہ گردنِ شاہِ ہدا کٹی

سجدے میں بوسہ گاہِ رسولِ خدا کٹی

اس وقت دیکھا فاطمہ زہرا کو ننگے سر — لے لے کے خون بیٹے کا ملتی ہیں چہرے پر

۷۲

چلّا رہی ہے کوکھ کو پیٹے وہ نوحہ گر — ظالم نے مار ڈالا ہے ہے مرا پسر

سنتا نہیں مری کوئی یارب دہائی ہے

لوٹی تری کنیز کی رن میں کمائی ہے

زخموں سے چور اس گھڑی میں غش میں تھا پڑا — ہوش آیا مجھ کو جب تو یہ کرنے لگا دعا

۷۳

یارب تو اتنی زندگی بندے کو کر عطا — لوں اس شقی سے میں عوض خونِ امام کا

دی تھی قسم جو میں نے رسالت مآبؐ کی

کیا جلد ہی خدا نے دعا مستجاب کی

مرقوم ہے غلام کو آقا کا تھا جو غم — ظاہر کی زلفیں کھینچ کے تلوار کی علم

۷۴

دونوں نکالیں آنکھیں کئے دست و پا قلم — بے جان اس طرح پہ ہوئے بانیٔ ستم

لاشوں سے سارا دشت مسیّب نے بھر دیا

مارا بنی اُمیّہ کو فی النار کر دیا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نآدر اٹھا کے ہاتھ خدا سے یہ کر دعا   رونے کی پیٹنے کی دے ان شیعوں کو جزا

کیا کام ہے مسیّب دیندار نے کیا   کوثر کا جام میوۂ خلد اُس کو کر عطا ۷۵

رہتے ہیں شیعہ مہدیٔ ہادی کی یاد میں

سب کو شریک کیجیو اُن کے جہاد میں

❀ ❀ ❀

کتابیات

۱۔ تذکرۂ نآدر (کتاب نگر لکھنؤ ۱۹۵۷ء)

۲۔ آب حیات (مولانا محمد حسین آزاد)

۳۔ میرزا کلب حسین خاں بہادر نآدر (حیات وادبی خدمات ڈاکٹر معزز قیصر۔ مطبوعہ نظامی پریس لکھنؤ ۱۹۸۳ء)

راقم الحروف نے اس کتاب سے نآدر کی مرثیہ نگاری کی معلومات نوادرات میں درج کردی ہیں۔ (بشکریہ)

۴۔ قلمی مرثیے ونوحہ جات نآدر (بیاض ذخیرۂ مراثی کتب خانہ ضمیر اختر نقوی)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ناؔمی

سیّد علی محمد خاں

سعید الدولہ، شریف الملک، انتظام جنگ خطاب تھا اور سیّد علی محمد نام، ناؔمی تخلص۔ اُن کے والد کا خطاب تھا، سیف الدولہ ذوالفقار الملک، شمشیر جنگ اور نام تھا سیّد بندہ علی، ساتویں امام حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد میں تھے۔ اُن کے نام کے ساتھ موسوی لکھا جاتا تھا۔ ناؔمی کے بزرگوں کا وطن خوارزم تھا۔ وہاں سے ہجرت کر کے یہ خاندان سمرقند، بخارا، سبزوار اور ماوراء النہر سے ہوتا ہوا دہلی پہنچا۔ دہلی سے یہ لوگ لکھنؤ میں قیام پذیر ہوئے۔ ناؔمی لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔

لکھنؤ میں ان کی تعمیر کردہ کربلائے نواب سعید الدولہ اب تک موجود ہے۔ میر وزیر نور لکھنوی نے اس کربلا میں ضریح کی تاریخ کہی ہے:-

نواب مستطاب نے بنوائی کربلا تاریخ اس کی نوؔر مجھے فرض عین ہے
داخل ہوا حرم میں تو ہاتف نے دی ندا اچھی ضریح پاک امام حسینؑ ہے
۱۲۸۵ھ

یہ کربلا ۱۸۶۸ء میں تعمیر ہوئی۔

سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:-

"سیّد موصوف علم و ہنر سے ممتاز اور جد مآب عہدے سے سرفراز، نثر اور نظم میں وحید آفاق، تخلص، ناؔمی، شیخ ناسخ شاگرد گرامی۔" (خوش معرکۂ زیبا)

محسن لکھنوی نے انھیں صاحب دیوان لکھا ہے۔" (سراپا سخن)

نساخ کہتے ہیں کربلا کی زیارت کر کے کلکتہ میں آئے تھے، راقم کے دوستوں میں ہیں۔" (سخن شعرا)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نامی لکھنوی نے ۷ شوال ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء) کو انتقال کیا۔ میر وزیر نور لکھنوی (شاگرد برق لکھنوی) نے قطعہ تاریخ وفات کہا:-

بسوئے خلد جناب سعید دولہ رفت ۔۔۔ بہ ہفتم مہ شوال از جہاں اے وائے
چو نور فکر پے سال رحلتش کردم ۔۔۔ بگفت دل کہ بگو "اے امیر اعظم ہائے"
۱۲۸۹ھ

(تلاش و تحقیق ص ۳۷۷) کاظم علی خاں۔

نمونۂ کلام

سر دینے میں کب عاشق بیدل نے کمی کی ۔۔۔ رگ رگ کے چلا خنجر قاتل نے کمی کی
کب اشک کے گھٹنے سے غم دل نے کمی کی ۔۔۔ کب بحر کے کم ہونے سے ساحل نے کمی کی
قطور و مقتی سبب قرب عدم ہے ۔۔۔ ہوتا ہے سفر کم جو منازل نے کمی کی
رکتا ہے کہیں موج کی زنجیر سے دریا ۔۔۔ گو قید میں میری نہ سلاسل نے کمی کی
ہے روشنی شمع تلک بزم کی رونق ۔۔۔ ساقی جو اٹھا جلوۂ محفل نے کمی کی
کیوں یار سے طالب نہ رہوں نقد وفا کا ۔۔۔ جس دن طلب مال میں سائل نے کمی کی
ہے آئینہ مرحمت حیدر کرار ۔۔۔ دکھلائی نہ صورت کبھی مشکل نے کمی کی
نامی بت قاتل کا تغافل ہے وگرنہ ۔۔۔ سر دینے میں کب عاشق بیدل نے کمی کی

ہے اُس کی خاک پا سر تاج میری ۔۔۔ سر اُن قدموں پہ ہے معراج میری
لکھوں مضمون عالی اس کے قد کا ۔۔۔ یہی ہے نظم میں معراج میری

صنم سے گفتگو ہم چاہتے ہیں ۔۔۔ خدا سے اسم اعظم چاہتے ہیں
تنزل درد کا ہے سب کو منظور ۔۔۔ ترقی درد کی ہم چاہتے ہیں
کہاں ہے مرہم کافور مہتاب ۔۔۔ کہ اپنے زخم مرہم چاہتے ہیں

سبزہ پہ کیوں نہ مائل ہوں ۔۔۔ کب سے جو یائے خضر منزل ہوں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

ہمہ تن مجھ کو انتظار سمجھ — چشم مجنوں ہوں سوئے محمل ہوں

لیلیٰ کا واں جو پردۂ محمل الٹ گیا — مجنوں کا دیکھتے ہی یہاں دل الٹ گیا

جو تار مژگاں میں گہر اشک تو نے اے چشم تر پرویا — تو رشتۂ عمر تیرہ روزاں میں ابر (باراں) کا گہر پرویا

دیتی ہے سیر باغ کی باد صبا صلاح — دیکھوں کہ میرے رشک چمن کی ہے کیا صلاح
ہوتی ہے اہل فیض کو کب حاجت مشیر — کب پوچھتا ہے سایۂ بال ہما صلاح

کھل گیا حسن گہر سے راز پنہان صدف — در یکتا ہے چراغ زیر دامان صدف

رخ سے نقاب اٹھا دو بہر نظارۂ صبح — خورشید کو چھپا دو مثل ستارۂ صبح

اسی پر سب سے آئینہ رو پری پیکر بدلتا ہے — سلیماں جس تم کاکل سے انگشتر بدلتا ہے
نگاہ قہر سے کب عاشق خود سر بدلتا ہے — کہیں بھی دیدۂ قرباں نیا تیور بدلتا ہے
کوئی رتبہ حصول خاکساری پر نہیں فائق — جلانے سے کہیں بھی رنگ خاکستر بدلتا ہے
مزہ پایا ہے جس نے نشۂ درد محبت کا — وہ جام غم سے اپنے عیش کا ساغر بدلتا ہے
ہوا ہے تنگ یاں تک زندگی سے اے قمر طلعت — کہ اب زخمی ترا مہتاب سے چادر بدلتا ہے
رگ سنگ اپنی گردن کر دی اس بت کے تصور نے — ارے فصاد کیوں نشتر پہ تو نشتر بدلتا ہے
ترے بیمار غم کے ضعف نے پائی ہے یہ قوت — کہ اب مشکل سے کروٹ بھی تن لاغر بدلتا ہے
کیا اس ماہ سے غیروں کے گھر جانے کا جب شکوہ — کہا میں ماہ ہوں اور ماہ اکثر گھر بدلتا ہے

کھل گیا حسن گہر سے راز پنہان صدف — در یکتا ہے چراغ زیر دامان صدف

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نصیرؔ

میر ناصر علی

مولوی میر ناصر علی نصیرؔ، مطبع مصطفائی میں بحیثیت مصحح نامور تھے۔ ان کے والد کا نام میر عبد العلی تھا۔ لکھنؤ کے رہنے والے اور صاحب دیوان شاعر تھے۔ شیخ امام بخش ناسخؔ کے شاگرد تھے۔" (سراپا سخن)

نساخ لکھتے ہیں:۔"بیشتر فارسی میں کہتے تھے۔" (سخن شعرا)

نمونۂ کلام

حاشیہ ہے خطِ ریحان کے گلستان پہ رقم
سبزۂ خط سے نہیں ہے یہ بہار عارض

جاتی شب وصال ہے چھیڑو نہ ذکر ہو
ہے عرض اب بڑھاؤ نہ طول کلام زلف

چشم کس کی ہے جو محو عارض جاناں نہیں
کون سا دل ہے کہ شکل آئنہ حیران نہیں

آئیں نظر جو رقص میں اس گلبدن کے پاؤں
حیرت سے شمع ساں نہ اٹھیں انجمن کے پاؤں

مردم چشم دلبراں ہو سپند
چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ

بولے بالیں پہ چشم ماروشن
پھرتی دیکھی جو جاں بلب کی آنکھ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

نمود

مرزا محمد آسمان قدر

سخن شعرا میں ان کا نام مرزا محمد آسمان قدر تحریر ہے۔ بنارس میں پیدا ہوئے تھے۔ مگر لکھنؤ جا کر بس گئے تھے۔ شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد تھے۔ ان کے فرزند مرزا خورشید قدر بہادر، قیصر، مشیر لکھنوی کے شاگرد تھے اور قیصر کے فرزند مرزا سلیمان قدر تسخیر، میر ہادی علی بیخود کے شاگرد تھے۔

سعادت خاں ناصر لکھتے ہیں:-

"مرزا والا تبار، وارث تاج و تخت، حق دار مسند و صدر، شہزادہ والا مراتب، شہریار عالی مناقب، فلک رکاب، انجم جنود، مرزا آسمان قدر، تخلص نمود، شاعری خوش بیان، سخن و شیریں زبان، شاگرد ناسخ" (خوش معرکہ زیبا)

"نمود، مرزا محمد خرم بخت بہادر کے صاحبزادے تھے۔ نمود کے دادا مرزا محمد جہاندار شاہ بہادر ولی عہد حضرت شاہ عالم بادشاہ غازی فرمانروائے ہند تھے۔" (سراپا سخن)

عنایت حسین مجبور بنارسی لکھتے ہیں:-

"اسم والاشان و نام معلا نشان مرشد زادہ آفاق مرزا اسکندر شکوہ بہادر خلف جنت آرام گاہ مرزا خرم بخت بہادر از مکارم صفات کاملہ و معاظم محامد بالغہ ہر انچہ منشائے خاندان والا تیمور الست ہمگی از ذات فائز البرکاتش موجود مہیا مجموعی از احسن محامد اوصاف در خاطر خطیرش پیدا و ہویدا فاما افسوس آنکہ از ماتم کدہ دنیا بہ عشرت آباد بقا انتقال نمود" (مدائح الشعرا)

نمونۂ کلام

حوصلہ دل کو نہیں باقی رہا فریاد کا ۔۔۔ عہد میں اس کے تو چرچا اٹھ گیا ہے داد کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

کس توقع پر کریں قصر عمارت کی بنا — کیا بھروسہ ہم نشیں اس قصرِ بے بنیاد کا
عمر آخر ہوگئی ، افسوس اس کا ہے نمود — حوصلہ نکلا نہ کوئی اس دل ناشاد کا

یہ کس کی ناوک مژگاں ہوئی پار پہلو میں — کہ جائے دل ہیں پیکاں تیر کے دوچار پہلو میں
ہوئی ناوک سے جب فرصت تو شغل آہ کرتا ہے — ہمارا دل نہیں رہتا کبھی بیکار پہلو میں
جبھی اے ہم نشیں کچھ بادہ خواری کی ہے کیفیت — کہ ساغر ہاتھ میں ہو ساقی سرشار پہلو میں

ذرا تو غور سے تو دیکھ اے غمخوار پہلو میں — کہ جائے دل میں پیکار تیر کے دوچار پہلو میں
کسی کا جرم کیا ہے یہ ہے خوبی اپنی قسمت کی — کہ ہم تو دور بیٹھیں اک ہے اور اغیار پہلو میں
جبھی اے ہم نشیں کچھ بادہ خواری کی ہے کیفیت — کہ بیٹھا ہو صنم بھی نشے میں سرشار پہلو میں
نمود اب کیا ہے جس دن خیال عشق تھا ہم کو — حسیں بیٹھے ہی رہتے تھے یہاں دوچار پہلو میں

Presented By: https://Jafrilibrary.com

نوابؔ

میر نصیر الدین

میر نصیر الدین نام عرف عام میں میر نواب مشہور تھے اور تخلص بھی نوابؔ ہی رکھا ہوا تھا۔ اُن کے والد حکیم میر علی جان ابن حکیم میر مہتاب خاں دہلی کے رہنے والے تھے۔ بعد میں ہجرت کر کے یہ خاندان بنارس آ گیا تھا۔

محسن لکھنوی اُن کے تعارف میں لکھتے ہیں:-

''سید نصیر الدین عرف میر نواب، فرزند خواندہ شاہزادی وجیہہ سلطان بیگم صاحبہ، ولد حکیم میر علی جان بن حکیم میر مہتاب خاں، باشندۂ دہلی مقیم بنارس، شاگرد شیخ امام بخش ناسخؔ۔'' (سراپا سخن)

مرزا قادر بخش صابر دہلوی ان کے بارے میں لکھتے ہیں:-

''نوابؔ تخلص، سلالۂ خاندان سیادت، میر نواب، ساکن بلدۂ بنارس متعلقائے جناب مرزا اخرم بخت مرحوم ساکنین شہر مذکور کی نظر میں عزت و اعتبار سے بسر کرتا ہے۔ شیخ امام بخش ناسخؔ کی شاگردی کے ساتھ مشہور اور اب سخن سنجان بنارس کی زبان پر بہ حرف استادی مذکور ہے۔'' (گلستان سخن)

گوکل پرشاد نے اُن کے والد کا نام حکیم میر علی خاں بتایا ہے۔ سید علی حسن خان نے بھی ''صبح گلشن'' میں اُن کے والد کا نام سید علی خاں لکھا ہے لیکن لفظ مرشد آبادی کا اضافہ کیا ہے۔ مزید لکھتے ہیں:-

بنارس میں مقیم تھے اور میرزا اخرم بخت شاہزادہ تیموری بنارسی کے ندیم ہونے کی عزت رکھتے تھے۔ فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے، فارسی میں مہدی علی خاں نیرنگ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کے اور اردو میرزا صادق شررؔ اور شیخ امام بخش ناسخؔ کے شاگرد تھے۔" (صبح گلشن)

ناسخؔ کی وفات کے بعد نواب ممکن ہے مرزا فصیح کے بھائی مرزا صادق شررؔ کے شاگرد ہو گئے ہوں۔

نمونۂ کلام

پیکاں ہر ایک غنچہ ہے بن اس کے آنکھ میں
نشتر ہے باغ میں مجھے نالہ ہزار کا

اپنی برہنہ پائی سے ہر آبلے کو آج
کیا کیا مزہ ملا خلش نوک خار کا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

وزیر لکھنوی

خواجہ محمد وزیر

محمد وزیر نام، وزیر تخلص، خواجہ محمد فقیر کے بیٹے تھے، لکھنو وطن تھا، تذکروں سے معلوم ہوتا ہے سلسلۂ نسب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے اور ننھالی قرابت لکھنو کے مشہور مرزا خاندان سے تھی۔ مرزا سیف اللہ بیگ جو نواب امیر الدولہ مرزا حیدر بیگ خان کے حقیقی بھائی تھے، خواجہ وزیر کے نانا تھے۔ غرض دادھیال و ننھیال دونوں طرف سے عالی خاندان سے تھے۔ (گل رعنا ص ۲۹۷)

خواجہ وزیر ۱۲۱۷ھ مطابق ۱۸۰۲ء میں لکھنو میں پیدا ہوئے۔ علمائے لکھنو سے فارسی کی تکمیل کی اور عربی بقدر ضرورت پڑھی، عروض و قافیہ میں بہت اچھی مہارت تھی، شعر و سخن کا شوق بچپن سے تھا۔ شیخ امام بخش ناسخ سے مشق سخن کی اور ان ہی کی زندگی میں استاد مسلم الثبوت ہو گئے۔ ناسخ کو ان پر فخر تھا اور بجا طور پر فخر تھا، اکثر اپنے شاگردوں کو اصلاح سخن کے لئے ان کے سپرد کر دیتے تھے اور ہر طریقے سے ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہتے تھے۔ ۱۲۳۷ھ مطابق ۱۸۲۱ء میں خواجہ وزیر کی شادی ہوئی تو ناسخ نے ان کی شادی کے موقع پر ایک قطعہ تاریخ کہا:

للہ الحمد کر خدا گردید مونس دل پذیر من امروز
گفت سال عروسیش ناسخ شدہ نوشہ وزیر من امروز
۱۲۳۷ھ

مصرعہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ شادی کے وقت خواجہ وزیر کی عمر تقریباً ۲۰ برس کی تھی، شادی کے تقریباً ۸ برس کے بعد خواجہ وزیر کے یہاں ایک فرزند کی ولادت ہوئی،

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

وقت صبح کا تھا۔ اسی مناسبت سے ناسخ نے اس موقع پر بھی تاریخ کہی۔

"صبح طالع شد برآمد آفتاب" ۱۲۴۵ھ

خواجہ وزیر، ناسخ کے بہت محبوب شاگردوں میں تھے، عام شاگردوں کی بہ نسبت ناسخ سے زیادہ رابطہ رکھتے تھے۔ اسی سبب سے ناسخ کی توجہ ان پر زیادہ تھی۔ علاوہ شاعری کے خواجہ وزیر اپنے خاندانی تقدس اور ذاتی پرہیزگاری کے لیے بھی مشہور تھے۔ گوشہ نشینی، فقیری اور توکل، اجداد سے ورثے میں ملا تھا، کسی رئیس یا امیر کی ملازمت یا مصاحبت اختیار نہیں کی۔ شاہ اودھ نواب واجد علی شاہ نے دو مرتبہ طلب کیا اور دونوں مرتبہ علالت کا ذکر کر کے معافی چاہی، اسی لئے کلام بھی درباری اثرات سے خالی ہے۔ دیوان میں قصائد وغیرہ نہیں ہیں۔ آخری عمر میں فقر و قناعت کا غلبہ ہوا تو شاعری ترک کر دی۔ "فتوح و تسخیر اعمال کا شوق رہ گیا تھا۔ ہر وقت نقوش بھرا کرتے تھے۔ سو روپیہ ماہوار سے کم خرچ نہیں تھا۔ مگر آمدنی کہیں سے نہ تھی۔" (گل رعنا... ص ۲۹۷) خواجہ وزیر کے حالات دیکھ کر میر محمد گویا نے انہیں اپنے رفقاء میں شامل کر لیا تھا۔ انہیں اپنا استاد بھی مشہور کر دیا تھا۔ اس بہانے ان کی خدمت کرتے رہتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی امیر و رئیس ان کے شاگرد تھے جو ان کی مدد کرتے رہتے تھے۔

بروز چہار شنبہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۸۵۴ء میں خواجہ وزیر کی وفات ہوئی۔ مقبول الدولہ مرزا مہدی علی خان قبول لکھنوی نے تاریخ کی:

"وزیر بادشہ شاعرانِ نامی بود" ۱۲۷۰ھ

منشی اشرف علی شاگرد نسیم دہلوی نے کہا:

"مزہ شعر کا ہائے جاتا رہا" ۱۲۷۰ھ

ابتدائی کلام کا جو مجموعہ جمع ہوا تھا وہ ضائع ہو گیا۔ دوبارہ دیوان کی ترتیب و تدوین پر توجہ نہیں کی۔ عبدالواحد خان نے جو مطبع مصطفائی کے مالک تھے۔ خواجہ وزیر کی اور ان کے احباب و شاگردوں کی مدد سے ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۷ء میں دوبارہ دیوان

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ترتیب دیا۔ جو خواجہ وزیر کی وفات کے بعد ''دفترِ فصاحت'' کے نام سے ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء میں مطبع مصطفائی لکھنؤ سے شائع ہوا۔

خواجہ وزیر کے خلف اکبر خواجہ بادشاہ سفیر بھی شاعر تھے اور والد کے شاگرد تھے۔ (سراپا سخن ص ۵۴) خواجہ وزیر کی بیٹی بھی تھیں جن کی شادی میر علی حسین عیش سے ہوئی تھی، یہ بھی وزیر کے شاگرد تھے (سراپا سخن ص ۴۷) خواجہ وزیر کے بھانجے آفتاب الدولہ اسد علی خاں قلق لکھنوی بھی وزیر کے شاگرد تھے۔

تذکرہ سراپا سخن میں تقریباً ۲۸ شاگردوں کے نام ملتے ہیں۔

بہادر علی ایجاد، مرزا آغا جان اتحاد، مرزا باقر ادراک، سید ہادی علی بے خود، نواب محمد باقر، محمد تقی خاں تقی، منشی جواہر سنگھ جواہر، سید محمد حسن حسن، مرزا اظفر علی خطا، لالہ دھنپت رائے، ... احمد قمر، محمد مرشد کامل عظیم آبادی، سید محسن علی محسن، شیخ نادر علی مجنون، مرزا محمد رضا عجز، میر ... حسین نشتر، مرزا محمد اصغر حسین ہجر، قادر علی مجرم۔

جملہ تذکرے خواجہ وزیر کی شاعرانہ صلاحیتوں کے مداح ہیں۔

سعادت خان ناصر لکھتے ہیں:۔

''ترقی میں ماہِ منیر، شہرت میں آفتاب عالمگیر، شاعر خوش تقریر، خواجہ وزیر، ولد خواجہ فقیر شیخ امام بخش ناسخ کے تلامذہ میں نامی گرامی'' (خوش معرکہ زیبا ص ۳۷۷)

''افصح الفصحا، واقف علم تکسیر'' (سراپا سخن ص ۱۱۰)

''مردِ کبیر السن اور ریختہ گویان قدیم سے ہے'' (گلستان سخن ۳۶۷)

''اپنے طرز پر شعر اچھا کہتے تھے۔'' (سخن شعراص ۲۲۶)

''لکھنؤ کے گرامی شاعروں میں تھے، ناسخ کے شاگرد تھے، کلام دل پسند ہوتا ہے۔ (بزم سخن ص ۱۳۵)

ناسخ کے ممتاز شاگردوں میں تھے۔'' (طور کلیم ... ص ۱۳۵)

مولانا عبدالحئی لکھتے ہیں:

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

''رنگ ان کا وہی ہے جو ان کے استاد کا ہے۔ مضمون کی بلندی، خیال کی نزاکت، بیان کی متانت اور زبان کی صحت، غرضیکہ پختگی کلام کے تمام لوازم اس میں موجود ہیں۔'' (گلِ رعنا... ص ۲۹۸)

رام بابو سکسینہ بھی وزیرؔ کے کلام کے بارے میں تقریباً یہی رائے رکھتے ہیں:-

خواجہ وزیر کا رنگ وہی ہے جو ان کے استاد کا ہے مگر اس میں شک نہیں ہے کہ اپنے استاد کے سب سے زیادہ مشہور اور سب سے زیادہ محبوب شاگرد یہی تھے۔ مشکل طرحوں میں طبع آزمائیاں کی ہیں اور اپنے طرز کے موافق خوب خوب شعر نکالے ہیں، حق یہ ہے کہ اپنے عہد کے شعراء میں خواجہ وزیرؔ بہت بڑے پائے کے شاعر تھے۔'' (تاریخ ادبِ اُردو ص ۱۷۱)

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی لکھتے ہیں:

''اس میں شک نہیں کہ وزیرؔ اپنے عہد کے مشاق شعراء میں تھے اور ان میں فنی صلاحیت بھی موجود تھی لیکن ان کے استاد کا رنگ خاص تھا اور عام لوگ بھی لکھنؤ میں اسی مذاقِ سخن کو پسند کرتے تھے اس لئے انہوں نے بھی اسے اختیار کیا۔ (لکھنؤ کا دبستان شاعری ص ۴۱۸)

ڈاکٹر محمد حسن کی رائے ہے کہ:

''حقیقت یہ ہے کہ وزیرؔ کا کلام سادگی اور تاثیر سے بہت کچھ عاری ہے اور اس میں شعریت کے بجائے صناعی کے جوہر دکھائے گئے ہیں۔ البتہ بعض شعر کامیاب ہیں اور ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ (عرضِ ہنر ص ۱۹۲)

نمونہ کلام

ذرا تو دیکھ لے وہ ہم کو آ کر ۔۔۔ کوئی دن اور بھی اے دم وفا کر

اگر پوچھے وہ بربادی ہماری ۔۔۔ صبا، کہہ دیجیو کچھ خاک اُڑا کر

ہزاروں ہو گئے ٹکڑے گریباں ۔۔۔ چلے اس ناز سے دامن اُٹھا کر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

وزیر اب تا کجا یہ بت پرستی
کسی دن تو بھلا یادِ خدا کر

کون جیتا ہے اے صنم مر کے — آؤ تو دیکھ لیں نظر بھر کے
شکر ہے ان بتوں کے کوچہ میں — پہنچے ہیں ہم خدا خدا کر کے
منھ دکھانے کا کس نے وعدہ کیا — منتظر ہیں جو روزِ محشر کے
کس خرابی سے کاٹی ہے شبِ ہجر — اب تلک ہم جیے ہیں مر مر کے
اے صنم ایک تو ہے عزتِ گل — بخدا، ورنہ بت ہیں پتھر کے

کرے طوفاں بپا وزیر یہ بحر
لکھوں مضمون جو دیدۂ تر کے

سر میرا کاٹ کے پچھتایئے گا — جھوٹی پھر کس کی قسم کھایئے گا
آپ کہتے ہیں کہ جا، جاتا ہوں — پر اکیلے ابھی تو گھبرایئے گا
تھام لوں دل کو ذرا ہاتھوں سے — ابھی پہلو سے نہ اُٹھ جایئے گا

قفسِ تن میں نہ گھبرائیو اے طائرِ روح — جو گرفتار ہے اک روز رہا ہوتا ہے

صورتِ ماہِ نو آتا ہے مہینے پیچھے — انہیں باتوں میں تو انگشت نما ہوتا ہے

اے موت جلد آ کہ یہ قضیہ کہیں چکے — نفرت ہے اُس کو صلح سے اور مجھ کو جنگ سے

تم نہا کر جو چلے غم سے سمٹ کر دریا — آ گیا دیدۂ گرداب میں آنسو ہو کر

ہے چشمِ نیم باز، عجب خوابِ ناز ہے — فتنہ تو سو رہا ہے، درِ فتنہ باز ہے

یار پیشانی و ابرو پہ چُنے گا افشاں — آج محرابِ عبادت میں چراغاں ہو گا

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

وصل میں رفتار معشوقانہ دکھلاتی ہے نیند
آج کن انکھیلیوں سے آنکھوں میں آتی ہے نیند

کہئے یارانِ عدم کیا گزری
کچھ لبِ گور سے فرمایئے گا

پہنچی نہ اس کے کان تلک آہ نارسا
کیا فائدہ زمیں سے اگر تا فلک گئی

باتوں میں اگا لوں گا غزالانِ ختن کو
آنکھوں سے تری سیکھ لیا طرزِ سخن کو

کیا کیا نہ ہم کو اپنی عبادت پہ ناز تھا
بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہے

ہم بھی آ نکلیں گے مسجد میں وزیرؔ
خشتِ خُم لے کے جو بنایئے گا

اس نے تنہا مجھے نہ جانے دیا
غمِ وقت کو کر دیا ہمراہ

چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر
موسیٰ کو دے دیا یدِ بیضا جلا کے ہاتھ

چلا ہے او دلِ راحت طلب کیا شادماں ہو کر
زمینِ کوئے جاناں رنج دے گی آسماں ہو کر
اسی باعث تو قتلِ عاشقاں سے منع کرتے تھے
اکیلے پھر رہے ہو یوسفِ بے کارواں ہو کر

ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشقِ دلگیر کو
کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

وزیرؔ کے کلام میں مذہبی رنگ:

مصحفی نے ''ریاض الفصحا'' میں لکھا ہے کہ خواجہ وزیرؔ قصیدے بھی لکھتے تھے۔ لیکن دیوان میں ایک بھی قصیدہ موجود نہیں ہے انہوں نے نعتیہ غزلیں لکھی ہیں اور ان کی نعت کا رنگ یہ ہے:

اللہ رے حُسن رخِ نیکوئے محمدؐ
ہے چشمِ خداوندِ جہاں سوئے محمدؐ
نظروں میں شفاعت نے عمل تول لئے
پلّے پہ ہے اُمت کے ترازوئے محمدؐ
بخشش میں وہ مصروف یہ سرگرمِ شفاعت
اللہ سے ہے ملتی ہوئی خوئے محمدؐ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

خواجہ وزیرؔ نے مرثیے اور سلام بھی تصنیف نہیں کیے لیکن ان کی غزلوں میں حضرت علی علیہ السلام سے عقیدت کا اظہار ملتا ہے۔

اے وزیرؔ اس پہ ہے اب نمک بھی شاہد
کہ محمدؐ سے نہیں حیدرِ کرار جدا

وزیرؔ بعد نبیؐ مرتضیٰؑ نبی ہوتے
نہ ہوتی ختم نبوت اگر پیمبرؐ پر

بخش دے اپنے کرم سے اے خدا جرمِ وزیرؔ
مصطفیٰؐ کے واسطے اور مرتضیٰؑ کے واسطے

یا علیؑ تم اور نبیؐ تو ایک ہو
چشمِ احول میں مگر دو ہو گئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

وصلؔ

میر احمد علی

عنایت حسین مہجورؔ بنارسی لکھتے ہیں:-

''اسم شریفش میر احمد علی وصلؔ تخلص، از سکنائے شہر لکھنؤ و از تلامذان شیخ امام بخش ناسخؔ مغفور، شعر را بہ کمال نزاکت دارد و بہ نہایت لطافت و عالم پسندی نظم می فرمایداین غزلے کہ بحضور ایں مہجور مسطور ساختہ داخل ایں مجرا گردانیدہ شد۔'' (مدائح الشعرا)

محسن علی لکھنوی اور نساخ نے اُن کے والد کا نام میر اصغر علی لکھنوی لکھا ہے۔ ''باشندۂ لکھنؤ، مقیم بنارس، صاحبِ دیوان'' بھی لکھا ہے لیکن دونوں نے وصلؔ کو خواجہ وزیر کا شاگرد بتایا ہے ممکن ہے ناسخؔ کی وفات کے بعد وزیرؔ کے شاگرد ہوئے ہوں۔

نمونۂ کلام

وصلؔ سب جاتی رہے دل کی پریشانی ابھی
مثلِ شانہ ہو جو وہ زلف چلیپا ہاتھ میں

عرق سے جب دیکھا نے روئے یار پژمردہ
تعجب ہے کہ پانی سے ہوا گلزار پژمردہ

بجھا ہے دل یہ میرا ان بتوں کی سرد مہری سے
نکلتی ہے جگر سے آہ آتش بار پژمردہ

غرورِ حسن مہلت دے تو دیکھو اک نظر بھر کر
پڑے ہیں مثلِ سایہ ہم پسِ دیوار پژمردہ

یہ کی ہے آتش افروزی تمہارے پائے رنگیں نے
ہوا ٹھوکر سے جل کر دامنِ کہسار پژمردہ

عجب عالم میں عشاقوں کو اے وصلؔ حزیں دیکھا
کہ اگر دو ایک شگفتہ ہیں تو ہیں دو چار پژمردہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہاتف

مرزا حیدر علی

مرزا حیدر علی نام ہاتف تخلص، ان کے بزرگ دہلی کے رہنے والے تھے، ہجرت کر کے خاندان لکھنؤ آ گیا۔ ہاتف کی ولادت لکھنؤ میں ہوئی تھی۔ ناسخ کے شاگرد تھے۔ بقول ناسخ خوش فکر اور بلیغ شاعر تھے۔ ناصر نے لکھا ہے۔ ''فنون شعر سے ماہر اور واقف ہے۔'' (خوش معرکہ زیبا)

مصحفی لکھتے ہیں:۔

''بزرگانش از دہلی بودہ اند و خودش لکھنؤ تولد شدہ و نما یافتہ عمرش بست و چہار سال خواہد بود، از چند سال شوق شاعری پیدا کردہ کلام خود را بہ نظر شیخ امام بخش ناسخ گزرانیدہ۔ جوان غریب با خلق است۔'' (ریاض الفصحا)

شیخ حیدر علی نام، ہاتف تخلص ان کے بزرگوار دہلی کے رہنے والے تھے مگر خود لکھنؤ میں پیدا ہوئے تھے ان کی عمر چوبیس سال کی ہوگی چند سال تک کلام کہنے کا شوق رہا اور اپنا کلام شیخ امام بخش ناسخ کو دکھایا کرتے تھے۔ غریب صفت اور با اخلاق شاعر تھے۔

۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۸ء میں ہاتف نے عہد شباب میں دق کی بیماری میں انتقال کیا۔

ناسخ نے وفات کی تاریخ کہی:۔

حیدر علی ہاتف خوش فکر و بلیغ	در عہد شباب مرد از دق ہیہات
ناسخ بکمال غم نمودم چوں فکر	''ہاتف ز جہاں برفت'' شد سال وفات
	۱۲۳۴ھ

دیوان ناسخ میں بھی ایک قطعہ ہاتف کی وفات کا موجود ہے:۔

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

چوں ہاتفؔ خوش کمال و خوش فکر | جاں را با اجل سپردہ صد حیف
تاریخ وفات گفت ناسخؔ | ہاتفؔ بہ شتاب مردہ صد حیف

۱۲۳۴ھ

نمونۂ کلام

عاشقی کا مرے احوال نہ پوچھ ہاتفؔ | نہ بتاؤں گا میں یہ بات بتانے کی نہیں
جس نے سونگھا ہو کبھی اس کا پسینہ ہاتفؔ | عطر سے کیوں نہ دماغ اس کا پریشاں ہووے

بند زنداں میں ہیں ہم کوچۂ جاناں میں رقیب | قید میں مرغ چمن، زاغ چمن زار میں ہے
وہ بھی دم بھرتے ہیں الحال تری الفت کا | جنگ بس اتنے لیے مجھ میں و اغیار میں ہے
پھر گئی آکے جو آگے سے اجل اے ہاتفؔ | جان کیا نکلے مری، دل تو میرا یار میں ہے

گر قطرۂ اشک اپنا میں دریا میں ملاؤں | وہ قطرہ نظر آئے یہ دریا نظر آئے

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

ہشیارؔ

سیّد امجد علی

سیّد امجد علی نام، تخلص ہشیارؔ، والد کا نام سیّد غلام حسین (حسن) تھا۔ ان کے اسلاف دہلی کے رہنے والے تھے۔ ہشیارؔ الٰہ آباد میں پیدا ہوئے لیکن عمر کا خاصہ حصہ لکھنؤ میں گزرا۔ (ریاض الفصحا)

مصحفی لکھتے ہیں:-

"سید امجد علی نام تھا، تخلص ہشیارؔ تھا، بیٹے تھے غلام حسین کے اور وطن الٰہ آباد تھا جبکہ بزرگوں کا وطن شاہجہاں آباد تھا، کبھی لکھنؤ رہتے تھے اور میاں تجلّی کے داماد تھے، عمر پینتالیس (۴۵) سال تھی، باوجودیکہ صاحب علم نہ تھے پھر بھی خداداد صلاحیت تھی کہ اچھے اچھے شعر منہ سے نکلتے تھے۔ یہ نسخہ تھا خاندان میر محمد تقی مرحوم کا یہ اپنا کلام امام بخش ناسخؔ کو دکھاتے تھے اور جو کہنے میں قدرت حاصل تھی۔"

(ریاض الفصحا)

حسن علی تجلّی، میر تقی میرؔ کے بھانجے، داماد اور شاگرد بھی تھے۔ ہشیارؔ، انہیں حسن علی تجلّی کے داماد تھے۔ شیخ امام بخش ناسخؔ سے شاگردی کا شرف حاصل تھا۔ ناسخؔ ان کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ رشکؔ انہیں کے توسط سے ناسخؔ کی خدمت میں پہنچے تھے۔

سعادت خاں ناصرؔ لکھتے ہیں:-

"بے علم اور خوش گفتار، موزوں الطبع سیّد امجد علی تخلص ہشیار ولد سیّد غلام حسن، داماد میر تجلّی، خاندان میر تقی میر، قول میاں مصحفی، شاگرد شیخ ناسخؔ" (خوش معرکۂ زیبا)

نمونۂ کلام

کسی نے غرفے سے دکھایا رخ پرنور ہمیں | جو نظر آئی شب مہ شب دیجور ہمیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

درازِ دستِ ستم جس کا اک جہاں پر ہے — دل اپنا ان دنوں مائل اسی جواں پر ہے
دھمک سے جس کی لرزتے ہیں آسماں و زمیں — وہ کوہِ عشق گراں مجھ سے ناتواں پر ہے
غمِ فراق سے جس کے ہوں جاں بلب ہشیار — مزاج اس کا مرے اب تک امتحاں پر ہے

عشق میں تیرے ہوئی یاں تک تو رسوائی مجھے — اپنے بیگانے کبھی کہتے ہیں سودائی مجھے
اک نگہ کے ساتھ میرے اُڑ گئے ہوش و حواس — کس نے غرفے سے یہ اپنی شکل دکھلائی مجھے
تو جو کہتا ہے مجھے ہشیار مت مل یار سے — یہ نصیحت کب تری ناصح پسند آئی مجھے

قلق ہے دل پر مرے یاں تلک کہ اک پل میں — ہزار لختِ جگر چشمِ خوں فشاں پر ہیں

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

وہ مستند کتابیں

جن کے حوالہ جات دیئے گئے ہیں

(حرف.....الف)

	اردو مثنوی کا ارتقاء	شیخ ممتاز حسین جونپوری
	اردو مرثیہ	سفارش حسین رضوی
	اردو مرثیہ پاکستان میں	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
	اردو غزل اور کربلا	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
	امیر مینائی	[illegible] علی آہ
	افسانۂ لکھنؤ (قلمی)	آغا محمد شرف
	اردو زبان کا ارتقاء	شوکت علی سبزواری
	افادات	مرتضیٰ حسین فاضل
	امیر اللغات	امیر مینائی
	آبِ حیات	مولانا محمد حسین آزاد
	آبِ حیات کا تنقیدی مطالعہ	سید مسعود حسن رضوی
	اردو شاعری کا سماجی پس منظر	ڈاکٹر اعجاز حسین
	انتخاب ناسخ	فاضل لکھنوی
	انتخاب القصص	عبدالغفور نساخ

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

(حرف.....ب)

	بحر الفصاحت	نجم الغنی
	بوستان اودھ	کنور درگا پرشاد
	بہارستان سخن	(ناسخ آتش آبادی کی ہم طرح غزلیں)(طبع نولکشور)

(حرف.....ت)

	تاریخ اودھ (پانچ جلدیں)	منشی برج بھوکن لال محبّ
	تاریخ ادب اردو	حامد حسین قادری
	تاریخ بوستانِ اودھ	کنور درگا پرشاد
	تاریخ آئینہ اودھ	ابوالحسن
	قیصر التواریخ	کمال الدین حیدر حسینی
	تاریخ ادبِ اُردو	ترجمہ: مرزا محمد عسکری
	تاریخ اودھ	مولوی نجم الغنی رامپوری
	تطہیر الاوساخ۔ لنسخ الناسخ	محمد رضا معجز
	تذکرہ آثار الشعرائے ہنود	دیبی پرشاد بشاش
	تذکرہ بہارِ سخن	شیام سندر لال برق
	تذکرہ۔ رشک چمن مسمی بہ بزم سخن	سید علی حسن خاں
	تذکرہ خوش معرکۂ زیبا	ناصر علی ناصر
	تذکرہ سخن شعرا	نساخ
	تذکرہ سراپا سخن	سید محسن علی
	تذکرہ یادگار ضیغم	عبداللہ خاں ضیغم

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

	تذکرہ ہندو شعرا	عبدالرؤف عشرت
	تذکرہ گلستان بے خزاں	قطب الدین باطن
	تذکرہ طبقات الشعرا	کریم الدین
	تذکرہ طبقات الشعرا	قدرت اللہ قاسم
	تذکرہ انتخاب یادگار	امیر مینائی
	تذکرہ شوق	عطاء اللہ پالوی
	تذکرہ آب بقا	عبدالرؤف عشرت
	تذکرہ مدائح الشعرا	عنایت حسین خاں مجہور
	تذکرہ شوکت نادری (قلمی)	کلب حسین خاں نادر
	تذکرہ عیار الشعرا (قلمی)	خوب چند ذکاء
	تذکرہ گلدستۂ نازنیناں	مولوی کریم الدین
	تذکرہ مجموعہ نغز	حکیم قدرت اللہ قاسم
	تذکرہ گلشن بے خار	نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ
	تذکرہ جلوۂ خضر (دو جلدیں)	صفیر بلگرامی
	تذکرہ شمیم سخن	عبدالحی صفا
	تذکرہ جواہر سخن چار جلد	کیفی چریا کوٹی
	تذکرہ خندہ گل	عبدالباری آسی
	تذکرہ گلشن ہمیشہ بہار	نصر اللہ قمر
	تذکرہ صبح گلشن	صدیق حسن خاں
	تذکرہ روز روشن	مظفر حسین ضیاء

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

تذکرہ جہاں	بینی نرائن جہاں
تذکرہ ریاضِ الفصحا	غلام ہمدانی مصحفی
تذکرہ ہندی گویاں	غلام ہمدانی مصحفی
تذکرہ عقدِ ثریا	غلام ہمدانی مصحفی
تذکرہ آبِ حیات	محمد حسین آزاد
تذکرہ قاموس المشاہیر	نظامی بدایونی
تذکرہ طورِ کلیم	نورالحسن خاں
تذکرہ گلِ رعنا	محمد ہادی عزیز لکھنوی
تذکرۂ بہارِ بے خزاں (قلمی)	احمد حسین سحر
تذکرۂ بے بہا	محمد حسین نوگانوی
تذکرۃ الشعراء	حسرت موہانی
تذکرۂ شورش (مرتبہ کلیم الدین احمد)	غلام حسین شورش
تذکرۂ عشقی	عشقی
تذکرۂ عمدہ منتخبہ	سرور
تذکرۂ گلستانِ سخن	مرزا قادر بخش صابر
تذکرۂ گلشنِ ہند	مرزا علی لطف
تذکرۂ مسرت افزا	ابوالحسن
تذکرہ (شعرائے اردو)	میر حسن
تذکرۂ نادر	مرتبہ مسعود حسن رضوی
تذکرۂ نکات الشعرا	میر تقی میر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

تذکرۂ یادگار تسنیم	نواب محمد عبداللہ خاں
تردید الایرادات (جواب اعتراضات)	مولوی آغا علی
تجلیات	محمد ہادی عزیز لکھنوی
تفضیح	مولوی آغا علی
تلامذۂ غالب	مالک رام
تلخیص معلی	کلب حسین نادر

(حرف.....ج)

جلال	ڈاکٹر محمد حسن
جواہر سخن	یگانہ چنگیزی
جوش ملیح آبادی کے مرثیے	ضمیر اختر نقوی

(حرف.....چ)

چراغ سخن	یگانہ چنگیزی

(حرف.....ح)

حسن خیال	صفدر مرزا پوری
حضرت رشید	آغا اشہر لکھنوی
حیات دبیر	افضل حسین ثابت

(حرف.....خ)

خاندان میر انیس کے نامور شعرا	ضمیر اختر نقوی
خطوطِ غالب	مرتبہ غلام رسول مہر

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

خم خانہ جاوید (پانچ حصے)	لالہ سری رام

(حرف.....د)

دیوان منتہی (کارستان فصاحت)	مسیتا بیگ منتہی
دیوان غریب	کلب حسین خاں نادر
دیوان آتش	خواجہ حیدر علی آتش
دیوان ناسخ	شیخ امام بخش ناسخ
دیوان رشک (نظم مبارک)	میر علی اوسط رشک
دیوان رشک (نظم گرامی)	میر علی اوسط رشک
دیوان جلال (مضمون ہائے دلکش)	ضامن علی خاں جلال
دیوان جلال (نظم نگارین)	ضامن علی خاں جلال
دیوان جلال (کرشمہ گاہ سخن)	ضامن علی خاں جلال
دیوان بحر (ریاض البحر)	امداد علی بحر
دیوان وزیر (دفتر فصاحت)	خواجہ وزیر علی خاں وزیر
دیوان مہر (الماس درخشاں)	حاتم علی بیگ مہر
دلی کا دبستان شاعری	نور الحسن ہاشمی
دواد بی اسکول	علی جواد زیدی
دریائے لطافت	انشاء اللہ خاں
دستور الفصاحت	احمد علی یکتا
دفتر بے مثال (دیوان)	عبد الغفور نساخ
دیوان آصف الدولہ	مخطوطہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

	دیوان ترقی (قلمی)	آغا محمد تقی ترقی
	دیوان جہاں	تذکرہ
	دیوان حبیب	حبیب کنتوری
	دیوان رند (ثانی)	رند لکھنوی
	دیوان شرف	آغا حجو شرف
	دیوان گویا	فقیر محمد خاں گویا
	دیوان میر حسن	میر حسن
	دیوان مظلوم شاہ الہ آبادی	مخطوطہ

(حرف.....ذ)

	ذوق وجستجو	خواجہ احمد فاروقی

(حرف.....ز)

	زبان ریختہ	عبدالغفور نساخ

(حرف.....س)

	سبع مثانی	سرفراز حسین خبیر
	سخن بے مثال (دیوان)	شادبیر و میر
	سنان بلخراش (قلمی)	منیر شکوہ آبادی
	سوانحات سلاطین اودھ	کمال الدین حیدر۔ محمد میر زائر
	سوانح عمری	محمد کاظم
	سودا	شیخ چاند

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

(حرف.....ش)

شعرائے اردو اور عشق علی	ضمیر اختر نقوی
شعر الہند (۲ حصے)	عبد السلام ندوی
شمالی ہند میں اردو مثنوی کا ارتقاء	پروفیسر گیان چند جین

(حرف.....ط)

طومار اغلاط	مولوی عظمت اللہ الشیخ
طبقات الشعرائے ہند	کریم الدین

(حرف.....ف)

فرہنگ آصفیہ	سید احمد
فسانۂ عجائب	رجب علی بیگ سرور

(حرف.....ق)

قیصر التواریخ	کمال الدین حیدر

(حرف.....ک)

کاشف الحقائق	امداد علی امام آثر
کلیات نصیر الدین حیدر	نصیر الدین حیدر شاہ اودھ (قلمی)
کلیات ذکی	ذکی مراد آبادی
کلیات رشک	میر علی اوسط رشک لکھنوی
کلیات سودا	سودا
کلیات قبول	مقبول الدولہ

Presented By: https://Jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

کلیات منیر	منیر شکوہ آبادی
کلیات مہر	مرزا حاتم علی بیگ مہر
کلیات میر	میر
کلیات ناسخ (طبع اول وثانی)	ناسخ
کلیات دواوین ناسخ	

(حرف.....گ)

گذشتہ لکھنؤ	شرر
گستاخی معاف	سید مرتضیٰ امروہوی
گلدستہ شعرا	کتب خانہ لکھنؤ یونیورسٹی
گلدستہ نازنینان	کریم الدین
گل رعنا	مولانا عبدالحی
گلزار نسیم (مقدمہ)	مرتبہ عصمت لکھنوی

(حرف.....ل)

لکھنؤ کا دبستان شاعری	ڈاکٹر ابواللیث صدیقی

(حرف.....م)

مراۃ الشعرا	محمد یحییٰ تنہا
مشاطۂ سخن	صفدر مرزا پوری
معرکۂ سخن	عبدالباری آسی
مثنویات دبستان لکھنؤ (قلمی)	ڈاکٹر سید سلیمان حسین
مثنوی حدیث رجعت	رشک لکھنوی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

مثنوی سراج نظم	ناسخ
مثنوی شہادت نامہ آلِ نبیؐ	ناسخ
مثنوی ناسخ	مرتبہ غضنفر
مثنوی ولادت نامہ حضرت علیؑ	ناسخ
مجالسِ رنگین	سعادت یار خاں رنگین
مجموعہ نغز	قدرت اللہ قاسم
مخزن نکات	قائم چاندپوری
میر انیس کی شاعری میں رنگوں کا استعمال	ضمیر اختر نقوی

(حرف.....ن)

نگارشات ادیب	مسعود حسن رضوی
نور اللغات	نور الحسن
نذر مقبول	مرتبہ ضمیر بہوردی
نجوم السماء	مرزا محمد علی
نوادرات مرثیہ نگاری (دو جلدیں)	ضمیر اختر نقوی

(حرف.....و)

واقعات انیس	احسن لکھنوی

(حرف.....ہ)

ہر صدی کا عظیم شاعر میر انیس	ضمیر اختر نقوی

(رسائل و جرائد)

رسالہ ادیب الہ آباد	۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۹۱۰ء

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

	رسالہ نگار لکھنؤ	۱۹۲۸، ۵۷، ۶۳، ۶۵ء
	الناظر لکھنؤ	۱۹۱۷، ۲۰، ۲۲، ۲۹، ۳۰ء
	نیا دور لکھنؤ	۱۹۷۵، ۷۲، ۷۳ء
	اردو معلی علی گڑھ	۱۹۱۲، ۱۳، ۲۱ء
	معارف اعظم گڑھ	۱۹۲۱، ۲۸ء
	جامعہ دہلی	۱۹۱۸، ۷۱، ۷۳ء
	نگار لکھنؤ	۱۹۵۷، ۵۸، ۶۰، ۶۲ء

قلمی سلام اور مرثیوں (مخطوطات) کی فہرست

آباد، اختر، اوج، افضل، امانت، انس، بحر، تشفی، تعشق، حبیب، حشم، دلگیر، ذکا، ذکی، سحر، شاداں، شائق، صحبت، [illegible]، عرش، عشق، فرخ، فریاد، فصیح، قاسم، قبول، گویا، مجروح، منیر، نادر وغیرہ (کتب خانہ ضمیر اختر نقوی)

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://jafrilibrary.org
Presented By: https://Jafrilibrary.com

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کی کتاب شائع ہوگئی ہے

میر انیس
بحیثیت ماہرِ حیوانات

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

.... مصنف ....

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

Presented By: https://Jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.org

Presented By: https://Jafrilibrary.com

علامہ سید ضمیر اختر نقوی کی کتابیں

عشرہ مجالس

معجزہ اور قرآن
عظمتِ صحابہ
احسان اور ایمان
ولایتِ علیؑ
امام اور اُمت
حضرت علیؑ میدانِ جنگ میں
عظمتِ حضرت زینبؑ
عظمتِ حضرت فاطمہؑ
مجالسِ محسنہ (جلد اوّل، دوم)
ظہورِ امام مہدیؑ
معراجِ خطابت (پانچ جلدیں)

تاریخ

شہزادی زینبؑ اور تاریخِ ملکِ شام
غمِ امام حسینؑ اور عزاداروں کی شفاعت
امام حسنؑ کی فتح اور خدا کے دشمن کی شکست
شہزادہ قاسمؑ کی مہندی
ذوالجناح
شہید علمائے حق
تاریخِ ذوالفقار
میر انیسؔ بحیثیت ماہر حیوانات

سوانحِ حیات

حضرت فاطمہ زہراؑ (جلد اوّل، دوم)
حضرت قاسمؑ ابنِ حسنؑ
حضرت اُمّ البنینؑ
حضرتِ جعفر طیّارؑ
سیرت اُم المومنین
حضرت خدیجۃ الکبریٰ
حضرت شہر بانوؑ
شہزادہ علی اصغرؑ

ادبیات

شعرائے اردو اور عشقِ علیؑ
خاندانِ میر انیسؔ کے نامور شعرا
میر انیسؔ (انگریزی)
کلامِ انیسؔ میں رنگوں کا استعمال
ہر صدی کا شاعرِ اعظم میر انیسؔ
کلامِ ضمیرؔ (مرثیے، سلام، نوحے)
احساس (علمی، ادبی، سیاسی انٹرویوز)
نوادراتِ مرثیہ نگاری (جلد اوّل، دوم)
اردو غزل اور کربلا
دبستانِ ناسخ

Presented By: https://Jafrilibrary.com